UNIVERSAL LIBRARY

OU-234410

UNIVERSAL LIBRARY

رحلت عالمگیر اور اوسکی اولاد کا جلوس محمد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کا مقتول ہونا اور محمد معظم کو تخت نصیب ہونا

عالمگیر بادشاہ جو کہ مشغول تسخیر ملک دکھن تھا نہ تو وہان کا اطمینان کلی کرسکا نہ شاہجہان آباد اسکا ۱۱۱۸
ہجری مین اکانوے ۹۱ برس کی عمر پاکر بانوے ۹۲ جلوس کو واقعہ بلدہ احمدنگر ایسا بیمار ہوا کہ زندگانی سے مایوس ہوا
اوس وقت مین محمد کام بخش چھوٹے لڑکے کو دوشنبہ کے دن ۷ ذیقعدہ کو چار گھڑی دن نکلے صوبہ بیجاپور
مرحمت فرما کر حکم دیا کہ دولت سرائے شاہی سے پالکی سوار ہو نوبت بجتی جاوے ابھی کوچ کر کے نکل جاوے
مبادا کہ اعظم شاہ سے کچھ آسیب نہ پہونچے بروز پنجشنبہ ۱۲ تاریخ ماہ مذکور کو چار گھڑی دن چڑھے محمد اعظم شاہ
منجھلے بیٹے کو مالوہ کی رخصت عطا کی لیکن حکم دیا کہ ہر روز پانچ کوس طے کیا کرے اور بعد کوچ کے ہر مقام پر
۲ دو روز ٹھہر کر تیسرے دن روانہ ہوا کرے اس کوچ کرنے سے یہ غرض تھی کہ مبادا ضعف بیماری دیکھکر
حضرت نے جو باپ کی ساتھ سلوک کیا تھا وہ آپکے حق مین نکرے اور ٹھہر ٹھہر قطع سفر کی اجازت اس
مراد سے ہوئی کہ اس شاہزادہ کی نزدیکی سے شجاع کا زور لشکر پر نہ چلیگا القصہ اعظم شاہ چند فرسخ
حسب الحکم گیا تھا کہ عالمگیر بادشاہ تاریخ ۲۸ ماہ سال مذکور روز جمعہ ایک پہر تین گھڑی دن کلے پر کوچ فرمای منزل ناگزیر ہوا

اعظم شاہ کا لشکر کو پلٹ آنا اور تخت سلطنت پر جلوس فرمانا

اعظم شاہ بمجرد اطلاع کے جلدی سے لوٹا ۲۹ تاریخ ماہ مذکور روز شنبہ کو پہر دن رہے دولت خانہ مین داخل ہوا
اور دوشنبہ کو تاریخ ۱ ذی الحجہ دو گھڑی دن نکلے تابوت عالمگیر کا چند قدم کندھے پر رکھکر روانہ دولت آباد
کیا اور یکشنبہ کی صبح ۸ ذی الحجہ کو نوبت نوازی ہوئی سہ شنبہ کو دہم ماہ عید الضحی تھی بلدہ احمدنگر مین تخت نشین
ہوکر تالیف قلوب رعایا برایا مین مصروف ہوا امرا اور ارکان دولت کو بار عام دیکر قدر اخور لیاقت
نوازش کی آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور وزیر اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان نصرت جنگ بہادر

سب سالار سے عالمگیر کی بیماری کی خبر سنکر جو شخص جہان پر تھا اپنی جا بہ جاری مین مصروف ہوا تھا بڑا لڑکا سلطان معظم بہادر شاہ اوسوقت مین بموجب حکم پدر صوبہ کابل مین تھا اور اسکے دونون بیٹے خجستہ اختر جہان شاہ اور رفیع القدر ہمراہ تھے بڑا لڑکا محمد معز الدین بہادر شاہ صوبہ داری ملتان پر اور دوسرا لڑکا عظیم الشان صوبہ داری بنگالہ مین تھا اور محمد کام بخش بموجب ایمای پدر یعنی عالمگیر کے بیجاپور مین بہاگو یا عالمگیر نے اپنے زعم مین ہند کی سلطنت سلطان معظم بہادر شاہ کو اور ملک دکن محمد اعظم شاہ اور بیجاپور کام بخش کو دیدیا تھا خواہش یہ تھی کہ اس حصہ پر راضی رہین دنیا کی طمع کسی نہین محمد کام بخش بار رحلت کی خبر پاکر اپنی فکر مین پڑا اور اپنے جای مختصر کی حفظ مین مشغول ہوا ظاہرا محمد اعظم شاہ نے نوید اضافہ کسی دوسرے صوبہ سے اوسکو اور اوسکی مان کو راضی کرکے حکم دیا تھا کہ اون اطراف مین کام بخش اپنا سکہ خطبہ رایج کرے

سلطان معظم بہادر شاہ کا کابل سے نہضت کرنا اور جلوس فرمانا

اس بیماری کی خبر پہونچتے سلطان معظم کابل اور عظیم الشان بنگالہ سے جو سامان میسر آیا ہمراہ لیکر روانہ اکبر آباد ہوئے اثنای راہ مین رحلت پدر کی خبر ملی اور سہ شنبہ کو سلخ ماہ محرم ۱۱۱۹ ہجری مین دوپہر کے وقت طالع اسد مین تخت نشین ہو کر اعظم شاہ کو لکہا کہ اگر بموجب تقسیم پدر کے سلطنت دکھن پر جو کہ وسیع ملک ہے قانع ہو کر ہندوستان مجھے دیجیے تو خوب بہتر ہے الصلح خیر اگر منشا ہو رہے اعظم شاہ کو بہائی کی تحریر نہ بہائی جواب مین لکہا وہ بادشاہ دراقلیم سخن بہادر شاہ طی منازل کرکے لاہور پہونچا محمد معز الدین ملتان سے مع سامان ملحق لشکر پدر ہوا باپ اکبر آباد کو روانہ ہوے اور بنگالہ سے عظیم الشان بہی سامان مناسب سے اکبر آباد پہونچکر خزانہ صوبہ بنگالہ کو جو ایک کروڑ روپے کئی لاکہہ زیادہ تھا اور اثنای راہ مین قابض ہو گیا تھا واسطے نذر پدر کے نگاہ رکہا اور مختار خان صوبہ اکبر آباد کو جو کہ شاہزادہ بیدار بخت کا سسر اور اعظم شاہ کا خیرخواہ تھا قید کیا اور جسقدر خزاین اور سامان اکبر آباد مین تھا قبضہ مین لیکر استمالت اہالی اور اجماع فوج مین مصروف ہوا قلعدار اکبر آباد سے قلعہ خالی کرنیکو کہا اوسنے عذر کیا کہ تا انفصال باہمی ممکن نہین عظیم الشان نے زیادہ کد بیکار سمجھی اپنے کام مین مصروف ہوا کسیقدر جاہ و حشم کی افزایش ہوئی اسی عرصہ مین باپ اسکا آگیا عظیم الشان نے بعد پابوس خزانہ نذر کیا وہ نہایت خوش ہوا کیونکہ زر کی قلت تہی بقدر مناسب ہر ایک کو تقسیم کیا کسیقدر پریشانی دور ہوئی

محمد اعظم شاہ کا دکھن سے کوچ کرنا بہادر شاہ کے مقابلہ کو اور میدان جاجو مین

دونون کا محاربہ ہونا

محمد آعظم شاہ نے بہادر شاہ کے دہلی جا پہونچنے کی خبر سنکر اپنا دشمن عظیم جانا معہ لشکر و سامان بسیار کے نامناسب یلغار کرکے چلا اور اس عجلت مین اکثر لشکری اور سامان حرب و توپخانہ وغیرہ پیچھے رہ جاتا تھا گیارہوین ربیع الاول ۱۱۱۹ھ روز یکشنبہ کو گوالیار آیا اور بہیگاہ وہان چھوڑکر خود پیشتر کو روانہ ہوا اور ماہ مذکور روز یکشنبہ کو میدان جاجو مین فریقین کی تلاقی ہوئی لشکر اعظم شاہی کے مقدمۃ الجیش نے پیشتر جاکر سلطان معظم بہادر شاہ کے خیمون مین آگ لگائی جو تھوڑی سی فوج روبرو تھی پیچھا دکھلا گئی عظیم الشان جو اپنے باپ بہادر شاہ کا ہراول تھا چند قدم جاکر ٹھہر گیا باپ کا انتظار کرنے لگا بہادر شاہ شکار مین تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آج ہی یہ معرکہ ہوگا جب خبر پائی بیٹے کے مدد کو پاگ اوٹھائی ارادہ تقدیر تو یہ تھا کہ بہادر شاہ کی فتح اور اعظم شاہ کا زوال عمر و دولت ہو بہادر شاہی فوج کے پس پشت اور اعظم شاہیون کے آنکھون کے رخ باد تند کے جھونکے آنے لگے اعظم شاہ نے لشکر مرتب کرکے شاہزادہ کلان بیدار بخت کو ہراول اور شاہزادہ والاجاہ کو میمنہ اور عالی تبار کو اپنے ہمراہ ہاتھی پر سوار کیا مستعد مقابلہ ہوا آصف الدولہ اسد خان بہادر بھی جو اسکے باپ کا اور نیز اسکا وزیر اعظم تھا اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ سپہ سالار نے براہ دولتخواہی عرض کیا کہ چونکہ آفتاب بلند اور ہوا تیز اور اکثر توپخانہ سلطانی پیچھے رہگیا ہے لہذا اسیقدر پر کہ مخالف کے خیمہ جلا دیئے بس کیجئے آج قدم معرکہ مین نہ دیجئے صبح دیکھا جائیگا مگر تقدیر کب سننے دیتی تھی اعظم شاہ کو اپنی شجاعت پر غرور تھا کچھ نہ سنا بلکہ جواب سخت دیا سپہ سالار دانا دل سے بیتاب ہوکر عرض کیا کہ کلام مخلصانہ کی سماعت نہین فدوی مرخص ہوتا ہے اعظم شاہ نے سخت سست کہکر منہ پھیر لیا سپہ سالار نے اپنی راہ لی اعظم شاہ نے مقابلہ کو رخ کیا دلاوران طرفین جانفشانی پر آمادہ ہوے باوجودیکہ ہوا کا وہ سناٹا تھا کہ سانس بھی کشاکش مین تھی مگر اعظم شاہ کی سپاہ نہایت دلاوری مین جانبازیان کرتی تھی تند ہوا سے وہ حالت تھی کہ سنگریزہ تیر و تفنگ کی طرح سے آنکھون مین پڑتے تھے حاضرین جنگ کا بیان ہے کہ سنگریزون کی بوچھار سے ایسا اندھیرا تھا کہ مخالف اور موافق کی پہچان نہ تھی اوسپر بھی وہ معرکہ ہوا کہ آجتک اس لڑائی کی ضرب المثل ہندمین چلی آتی ہے اسوقت مین منور خان بہادر اور خانعالم بہادر دکھنی جو اپنے قوم کے رئیس اور بڑے شجاع تھے اور سپہ گرم سخن ہوئے تھے کہ میدان رزم ہمارے نزدیک جلسہ بزم ہے اور لباس زرتاری پہنے ہوے معہ پانچہزار ہمراہیون کے جنکے سرپر زرتار بادلے کی پگڑیان تھین اعظم شاہ کے حضور مین آکر عرض کیا کہ حکم سواری صادر فرمایا جاوے تاکہ مراد دلی حاصل ہو اور اپنی جانبازی دوست و دشمن کو دکھلاوین چونکہ اعظم شاہ ایسے فدویان جانباز سے بدظن تھا نامنظور فرمایا ہرگز سواری اسپ کا حکم نہ دیا بیچارہ مجبور *

ہاتھیون پر سوار مع ہمراہیون کے لشکر عظیم الشان پر جو ہراول تھا جا گرے اودہر سے حسین علی خان وغیرہ سادات سید میان عبداللہ خان کے مع جمعیت روبرو ہوے سخت لڑائی درپیش آئی خانعالم کے ہمراہی اکثر زخمی ہوے حسین علی خان مع کئی بھائیون اور ہمراہیون کے مجروح ہوکر میدان مین گر پڑا خانعالم نے چند نفر کے ساتھ اپنے کو عظیم الشان کے برابر پہونچایا اور ریلم ایسا مارا کہ اوسکی سنان تختہ عقب ہودج سے پار نکل گئی مگر عظیم الشان پہلو تہی کرکے بچ گیا خانعالم وغیرہ اکثر رفیق عظیم الشان کے مارے گئے اسی عرصہ مین شاہزادہ بیدار بخت جو اعظم شاہ کا ہراول تھا مارا گیا اور اوسکے پیچھے شاہزادہ والاجاہ نے بھائی کی رفاقت مین قدم اوٹھایا اعظم شاہ نے جب دونو شاہزادے خصوص بیدار بخت کی وفات کی خبر پائی آہ سرد بھر کر فرمایا اب فتح و شکست دونون برابر ہین کہتے ہین کہ اعظم شاہ کی عماری پر اسقدر تیر برستے تھے گویا آسمان سے بارش ہوتی تھی باوجود اس حال کے بکمال استقلال متوجہ عدو تھا شاہزادہ عالی تبار کو جو سب سے چھوٹا لڑکا تھا اور ہاتھی پر سوار اپنے ساتھ رکھا تھا سپر کے نیچے سولا دیا تھا اخیر روز ڈیرہ گھڑی دن باقی رہنے پر بیدار بخت اور والاجاہ اور ہمت خان اور امان اللہ خان اور مطلب خان اور خانعالم مع اپنے بھائی منور خان اور راجہ رام سنگہ اور راجہ دلیپ وغیرہ سردار کام آگئے اور اعظم شاہ خود بہی زخم تیر و تفنگ کہا کر بیہوش ہوگیا اوسوقت رستم خان بہادر شاہ کے ہمراہی نے ہاتھی پر چڑہ کر اعظم شاہ کا سر اوتارا اور عالی تبار کو زندہ بہادر شاہ کے پاس لے گیا سنا گیا کہ بہادر شاہ بھائی کا سر دیکھکر متاسف اور گریان ہوا اور شاہزادہ پر رحم فرماکر نظر پرورش فرمائی حین حیات تک اپنے لڑکون کے برابر عزت کرتا رہا تا آنکہ لڑکون نے ممانعت بہی کی جواب دیا اگر اندیشہ عداوت ہے تو سب سے زیادہ سلطنت کیواسطے عداوت ہوسکتی ہے اور وہ میرے بہی خواہ

استقلال پانا بہادر شاہ کے تاجداری کا اور کام بخش کا لڑکر مارا جانا

جب زمانہ نے بہادر شاہ کی رفاقت کی ارکان سلطنت سواے نوکران اعظم شاہ کے باقی لوگ باتفاق جملۃ الملک اسد خان اور نصرت جنگ سپہ سالار کے دوسرے روز بہادر شاہ کے حضور مین حاضر ہوے آصف الدولہ اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان دست بستہ آداب کورنش بجالایا بہادر شاہ نے براہ مہربانی پیش بلایا اور اپنے ہاتھ سے اوسکے ہاتھ کہولے اور شاہزادہ معز الدین سے ذوالفقار خان کے ہاتھ کہولائے خلعت خاص پہنا کر معزز فرمایا اور بعد معانقہ اسد خان کو حضور مین بیٹھنے کی اجازت دی اور منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور دو کروڑ درم انعام فرمایا مقرر ہوا کہ اسکی پالکی دروازہ غسلخانہ تک جہان تک کہ شاہزادون کی پالکی آتی ہے آیا کرے اور حضور مین نوبت بجائے اور وکالت بہی اسی کو تفویض ہوئی منعم خان کا خطاب پایا اور اکبر آباد کی صوبہ داری بہی ضمیمہ وزارت ہوئی اور حکم ہوا کہ کچہری مین آصف الدولہ کی دست راست بیٹھکر اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے

کیا کرے چونکہ جی سنگہ زمیدار انبیر نے اعظم شاہ کی طرف سے لڑائی کی تھی مرکوز ہوا کہ اوس سے انبیر جہینگیر سنگہ کو عنایت ہو اور اجیت سنگہ ولد جسونت سنگہ راٹھور زمیدار جودہ پور میرٹہ بھی باغی ہوا تھا لہذا شروع جلوس مین اکبر آباد سے انبیر اور جودہ پور کو کوچ فرمایا اور راجہاے مذکور کے قلعے فتح کر کے بندگان شاہی کے حوالہ کیے اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ کو ہمرکاب لیکر آصف الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کو روانہ کیا

محمد کام بخش نے جب اعظم شاہ کا مارا جانا سنا اور اطاعت بہادر شاہ کی اپنے حوصلہ سے دور سمجھی مہیای جنگ و جدال ہوا بہادر شاہ تو بہت سلیم الطبع اور کم آزار بادشاہ تھا اس خبر کے سنتے ہی نصایح اور عظات تحریر فرمائے جب وہان سے جواب دندان شکن آئے سمجھایند و نصیحت بیکار رہے لاجرم عزم بیکار کیا اتوار کے دن ۷ ار شعبان ۱۱۲۰ھ ہجری کو دوپہر کیوقت فتحپور کی راہ سے بیجاپور کو عازم ہوا منگل کے دن تیسری تاریخ ذیقعدہ ۱۱۲۰ھ لغایت مضافات صوبہ حیدرآباد مین طرفین کا مقابلہ ہوا بعد کوشش و کشمکش کے ڈیڑہ گہڑی دوپہر ہونے مین باقی تھی کہ بہادر شاہی لشکر نے غلبہ کیا اور جو تیر و تلوار سے بچے اونہون نے اپنی راہ پکڑی رفقای محمد کام بخش نے بھی خوب جانفشانی دکھلائی آخر کو محمد کام بخش زخمی ہوکر بیہوش ہوا مردم بہادر شاہ اسی حالت مین آپہونچے ہنوز کسیقدر جان باقی تھی کہ مع فرزندان گرفتار ہوکر حضور بہادر شاہی مین آیا بہادر شاہ نے شاہزادہ معز الدین کو پیشوائی کیواسطے بہیجا اور بروقت ورود بعزت تمام دولتخانہ خاص مین ہمجای مناسب لا اوتارا اور خود ملاقات کو جا کر نہایت تاسف سے فرمایا کہ میری یہ خواہش نہ تھی کہ اس حالت سے آپکو دیکھتا اوسنے بہی در جواب یہی کلمہ کہکر جان بحق ہو گیا بہادر شاہ نے اوسکی اولاد کو عالی تبار ولد شاہ اعظم کے مانند بے قید و بند ارجمند و خورسند رکھا

اسد خان کا وکالت مطلق اور منعم خان خانخانان کا وزارت پانا مع دیگر وقایع بادشاہی

بہ تفصیل روایت و بیانیت ہوا کہ جب ممالک محروسہ ہند و دکھن بہادر شاہ کے ماتحت ہوے اظہار یکجہتی ولی کو بادشاہ نے اسد خان وزیر اعظم اور اوسکے فرزند ذو الفقار خان سپہ سالار سے بحسن بیان ظاہر کیا کہ منعم خان رفیق دیرینہ درگاہ سے عہد شاہزادگی مین ہمسے عہد ہوا تھا کہ بروقت تخت نشینی تمہین عہدہ وزارت دیا جاویگا اور پاس خاطر تمہارا بہی ہمین منظور اور عہد شکنی بہی آئین جہانداری سے دور ہے لہذا اس بارہ مین جیسا کہ قرین مصلحت ہو گذارش کرو آصف الدولہ اور نصرت جنگ نے حسب مرضی آقا عرض کیا کہ ہمین کچہ عذر نہین بجز اسکے کہ ہماری بہی عزت بخشیدہ کا خیال رہے بہادر شاہ نے آصف الدولہ کو خلعت وکالت مطلق یہ کہ بادشاہ کی نیابت اور بالاے مرتبہ وزارت سے اختصاص بخشا اور منعم خان کو خطاب خانخانی اور عطاے قلمدان وزارت سے سرفرازی دیکر حکم دیا کہ آصف الدولہ مسند وکالت پر زیر شامیانہ وزارت بیٹہا کرے اور منعم خان جا کر

داب نوکری کی ساتھہ کاغذات پر آصف الدولہ کے دستخط کرایا کرے حسب الامر تعمیل ہوئی ذوالفقار خان امیرالامرائی
کے عہدہ پر مع صوبہ داری کل صوبجات دکھن کے مقرر کیا گیا اس بندوبست کے بعد ہند کی عزیمت فرمائی
ذوالفقار خان بہادر نے داؤد خان کو جو کہ قوم پنی اور مشہور امراے دکھن سے تھا نیابت صوبجات پر مخصوص فرما کے
خود ذوالفقار خان ہمراہ بادشاہ کے امور سلطنت کے بندوبست کو چلا اور صوبجات بنگالہ و اوڑیسہ و عظیم آباد
و الہ آباد بموجب سابق عظیم الشان کے سپرد رہے شاہزادہ نے بعوض جانفشانی کے جو سید میان کی اولاد سے
اعظم شاہ کی لڑائی مین ظاہر ہوئی صوبہ الہ آباد عبد اللہ خان کو اور صوبۂ عظیم آباد اوسکے بھائی حسین علیخان کو
اور بنگالہ اور اوڑیسہ جعفر خان کو سپرد فرمایا کر خود صاحب اقتدار حضور پرنور مین رہا چونکہ بہادر شاہ نے خدا سے
عہد کیا تھا کہ بروقت حصول مدعا کسی سایل کو محروم نکرے لہذا خود مستمندون کی تمنا پوری کرنے مین مصروف
ہوا اور منعم خان کو اختیار دیا گیا کہ بموجب بہبود مین عمل کرے اس سبب سے اسکے عہد مین عمدہ خطاب اور
بڑے بڑے منصب ہر ایک کو ملنے لگے کسیکا امتیاز نرہا ہندو و مسلمان شش ہزاری ہفت ہزاری ہوگئے خطاب
جنگی ملکی راے راجگی کا یا کہ منصب و خطاب کا وہ بڑاؤ ہوا کہ اعتبار سے گھٹ گئے چنانچہ کسی ہیتکار بعض خدمتگار
نے درخواست بابت عطاے خطاب راے داروغہ کی وساطت سے گذرانی عظیم الشان باپ کیطرف سے
صاحب دستخط تھا اوسنے توقیع فرمائی کہ خانی در ہر خانہ ورائی در ہر بازار چاس خاطر پہ گیدی بھی راے کیا گیا وہ شخص
اسی خطاب سے مشہور ہوا ہر شخص دور و نزدیک سے کہتا تھا کہ یہی گیدی راے ہے یارون مین انگشت نمائی ہونے
لگی وہ شخص مردم کے زبان طعنہ سے عاجز ہوکر رشوت دیتا تھا کہ اس فضیحت سے نجات پاے لیکن کچھ
سود نہ تھا جب تک زندہ رہا اسی خطاب سے اونگلیان اوٹھتی رہین دکھن کے مین نہضت مین جو موسم
برسات مین کوچ ہوا تھا غازی الدین خان کو جو عہد عالمگیری سے صوبہ دار برار تھا صوبۂ گجرات عنایت
فرمایا قبل ملازمی اودہر کو روانہ کیا اور راجہ جے سنگ کچھواہہ اور اجیت سنگہ راٹھور ولد مہاراجہ جسونت سنگہ
دریای نربدہ سے بلا اجازت رکاب سے علحدہ ہوکر اپنے گھرون کو سدہارے اور بندگان بادشاہی کو بعد
مقابلہ اپنے قلعجات سے نکال دیا بہادر شاہ چند روز تک حیدر آباد مین رہکر ہند کو معاود ہوا اور داخلہ ماہ
شوال دریاے نربدہ سے پار ہوکر بارادہ تنبیہ راجپوت اجمیر کو قاصد ہوا اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ نے
جو کہ بادشاہ کے غیبت مین باغی ہوگئے تھے اور احمد سعید خان اور حسین خان اور عزت خان ہر سہ برادر
کو جو کہ سادات بارہہ تھے لڑائی مین مارا تھا لہذا بادشاہ کو نہایت درجہ کی دشمنی اون کمینون سے تھی
اسی سفر مین جبکہ بادشاہ عازم شہر راجپوتانہ کا تھا گورو گوبند کی سرکشی سنی گئی اس سبب سے وہ ارادہ فسخ
ہوا گو نہ صلح ہوئی بادشاہ گورو گوبند کی طرف متوجہ ہوا گورو مذکور وزیر خان فوجدار سہرند سے لڑکر غالب ہوا

اور وزیر خان مارا گیا جب مخیم بادشاہی دامن کوہستان مالک راجہ برفی مین ہوا خانخانان اور رفیع القدر نے بموجب حکم قلعہ گورد کو تین طرف سے محاصرہ کیا شام کیوقت وہ فرقہ بدکار راجہ برفی کیطرف بھاگا اوس مین سے چند آدمی قتل ہوئے فی الجملہ خانخانان مورد عتاب ہوا کہ راہ فرار کیون نہ بند کی اور رستم دل خان کو وہان چھوڑکر بادشاہ روانہ لاہور ہوا اسی وقت مین خانخانان ملک لقا کو سدہارا ہدایت خان ولد عنایت اللہ خان نے خلعت وزارت پایا اور غازی الدینخان فیروزجنگ بہی احمدآباد گجرات مین جان بحق ہوا ۲۶ ربیع الاول کو دریاے راوی پر خیمہ سلطانی برپا ہوے رستم دل خان کو جو شومی بخت نے ستایا بے اجازت قلعہ گورو سے اوٹھہ آیا لہذا معزول المنصب ہوا جاگیر ضبطی مین آئی اور قید ہوکر لاہور بھیجا گیا اور محمد امین خان گورو کی تنبیہ پر مامور ہوا یہ بادشاہ خود فاضل مہذب اہل کمال سے صحبت رکھتا تہا اور فنون و علوم سے ماہر خصوص فقہ و حدیث سے آگاہ کل سلاطین تیموریہ سے فایق تھا ہمیشہ مناظرہ علمی صاحب علمون سے کرتا چونکہ بموجب اپنی تحقیق کے مذہب امامیہ کو برحق جانتا تھا یہی راہ اختیار کی اور ہر وقت ورود لاہور کے وہان کے علماے ناصبی مذہب کو اکٹھے کر کے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی حقیقت دریافت کی اور بعد اتمام حجت کے چاہا کہ کلمہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خطبہ مین جاری کرے چونکہ اس کام مین چندان دشواری تھی اور سلاطین ہند مخصوص تیموریہ خاندان کو کمتر میسر تھا عظیم الشان اور خجستہ اختر و نوشی شاہزادہ جو تسنن اور اشعریت مین نہایت عصبیت رکھتے تھے اور نیز علماے ناصبی کے سبب سے نہ ہوسکا ایکمرتبہ کسی خطیب کو مسجد جامع مین ہمراہ عظیم الشان کے بھیجا جو کہ شاہزادہ خود اس بات کا خواہان نہ تھا فقط باپ کی رضا جوئی کو ہان ہون کرتا تھا اسکی تحریک اور اشارہ سے خطیب مذکورہ ہنوز ایکحرف زبان پر نہ لایا تھا کہ مارا گیا اعاظم مذہب حنفی کے اس امر کا دفعیہ چاہتے تھے مگر بہادر شاہ مذہب تشیعہ کی تقویت مین مدت تک بحث کرتا رہا کچہ پند و نصیحت کا سود نہوا

بہادر شاہ کا عالم فنا سے کوچ کرنا چاروں لڑکون کا باہم کر لڑنا اور محمد معز الدین کا جہاندار ہونا

بہادر شاہ کو جب کامل پانچ برس فرمان روائی مین گذرے جسوقت کہ لاہور مین مع شاہزادگان وغیرہ کے تہا شروع سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین واقعہ اوسط ماہ محرم کو مزاج معلی مین تخلل پیدا ہوا حکم دیا کہ لشکر اور شہر لاہور مین سگ کشی ہو یہ حرکت ایسے دانا بادشاہ سے دور تھی شاید کہ کسی نے جادو کرایا ہو الغرض کتے مارنے کا ایسا گرم بازار ہوا کہ سگون کا نشان باقی نرہا تمام روز کتے کی پرچھائین تک نظر نہ آئی تھی شام کو

دم دبائے نکلتے تھے مگر دم نہ مارتے تھے اپنی اپنی جگہہ پر رہتے تھے صبح کو دریاے راوی تیر کر جنگلون مین گذرانتے تھے یہ حال اور یہ جنگ عظیم الشان کا امین الدولہ سنبلی سے کے مکتوب سے جو اپنے والد کے نام لکھا تھا اوسکے منشی کے پاس بیٹے لکھا دیکھا ہے ملا زمان پنجاب خطیب کے قتل کے عوض مین مغضوب ہوئے بعض قلعہ گوالیار مین اور بعض کوتوال کے حوالات مین قید ہوئے ناگاہ سہل سا عارضہ عارض بہادر شاہ ہوا بہتر برس کے سن مین ۱۹ محرم کو دو گھڑی دن رہے جان بحق ہوا ہنگام نزع محمد عظیم الشان حاضر تھا یہ حال دیکھکر مضطرب اپنی فوج کو چلا گیا اور امین الدولہ کو حکم دیا کہ وہان جاکر پایان کار کی خبر لانا ضرور ہے جب بادشاہ نے قضا کی اوسنے لوٹ کر خبر دی کہ جو کچھہ مقدر تھا ہوا عظیم الشان رونے لگا دستی رومال خاص سے آنسو پونچھکر عرض کیا کہ وقت درنگ نہین جلد سوار فرمایئے نوبت بجنے لگی مخدومان ہوا خواہ نے حسب ضابطہ نذر گذرانی اوسوقت مین امین الدولہ اور نعمت اللہ خان بہادر وغیرہ نے عرض کیا کہ ذو الفقار خان کی مخالفت ظاہر ہے فرصت غنیمت سمجہو اور اسوقت مین کہ وہ مع حمید الدین خان اور محفوظ خان کے مشغول تجہیز و تکفین بادشاہ اور تماشاہای کلال بار مین ہے قید کرنا چاہیئے عظیم الشان نے جواب دیا کہ ناموس بادشاہی غارت ہوجائیگا ذو الفقار خان کیا کر سکتا ہے ہمین فضل الہی پر نظر ہے مشیرون نے خاموش ہوکر زیر لب کہا کہ خدا خیر کرے اول بسم اللہ غلط ہوئی لیکن نعمت اللہ خان باوجود ممانعت کے حضور سے رخصت ہوکر مع فوج اوسطرف دوڑا اوسوقت ذو الفقار خان اپنے خیمہ گاہ مین جا پہونچا تھا لاچار ناکام واپس ہوا عظیم الشان جو باپ کی نیابت مین امور مرجوعہ کی کاغذات پر دستخط کرتا تھا اور ایام حیات پدر سے کل کارخانجات شاہی پر قابض تھا جھٹ پٹ کل اسباب پر قابض ہوکر جلوس فرما ہوا لشکر مین سراسیمگی ہوئی مال اندیشان کم جرأت جنکے عیال ہمراہ تھے یا نہ تھے باربرداری کی فکر کرکے شبا شب شہر کو گئے اور بعض گلال بارہ مین جاکر سکونت پذیر ہوئے حکیم الملک اور حکیم صادق خان اور مہابت خان اور شاہنواز خان اور حمید الدین خان وغیرہ عظیم الشان سے ملحق ہوئے اور رستم دل خان اور دیگر امرا جہان شاہ سے جا ملے ذو الفقار خان بہادر سپہ سالار جسکے ساتھہ عظیم الشان کو شکر اب تھا وہ اوسی ہجوم تک کے معز الدین کے پاس گیا اور جاکر مرضی دریافت کی اوسنے کہا کہ اسباب اور زر ہمراہ نہین آیا جو کچھ میسر ہے صوبہ ملتان مجھسے متعلق ہے مین تنہا باپ کے ملاقات کو آیا تھا چاہتا ہون کہ نکل جاؤن وہانسے جسقدر بہم ہو سامان وغیرہ فراہم کرکے جو کچھہ ہوسکے تعمیل کرون ذو الفقار خان نے اس عزیمت سے باز رکھکر زر و اسباب اپنی سرکار سے دیکر کہا کہ رفیع القدر اور جہان شاہ اور خجستہ اختر کو فی الحال شریک کر لیجیے بعدہ جب عظیم الشان پر دسترس ہو جائے جو کچھہ مناسب ہو کیا جاویگا معز الدین جہاندار شاہ نے اس امر کو غنیمت جانا

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہوئی تالیف قلوب سپاہیون کے لیئے بھی سپہ سالار سے کہا تھا تمدّ نور
نے اپنے لشکر مین اگرچہ کچھ روپیہ اور اسباب درکار تھا معز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
بھی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان مع امراے موافق کے مستقل ہو کر مترصد وقت ہوا
کہ جب مجمع چہارگانہ کریگا مقابلہ کرونگا لشکر کے گرد خندق کھود کر چارون طرف توپین لگا دین اور
چند روز کا توقف بہتر سمجھا اس خیال سے کہ چونکہ اورون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود
سپاہ متفرق ہو جائیگی تقدیر مین تو کچھ اور ہی تھا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش
تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی رہی
نصرت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کھتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
شاد نواز خان سب نے یکزبان ہو کر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچھ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے
ہین جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ وہم بجو درہے عظیم الشان اس زعم مین تھا کہ چورامن جاٹ اور بنجارہ
سے کہ علم ارزان کیا ہے مخالف مفلسی سے جان بر ہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور
سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا چاہتا تھا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے یورش کو
کہا کہہ کر دیہ جواب ہوا آٹھوین روز ذوالفقار خان نے مع ہرسہ شاہزادہ کے توپین کہ لاہور سے
لایا تھا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے ادہر لشکر پر سخت صدمات ہوئی چونکہ لاہور کی
راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکھی تھی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا راہ فراری راجہ
دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبروے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی
کہ اب حملہ کا وقت سخت نہین ضرور جا کر مخالفون سے بڑہتے ہین حضرت اگر خبرداری کر سکین تعمیل کرین والا خیر
پھر بھی یہی حکم ہوا کہ ٹھیرو مگر دونون بہادرون نے جو کچھ زبان نے یاری دی کہہ سنایا اور مخالفون سے جا بھڑے
مدد کو شکست دی اور بلندی پر جا کر توپین چھین لین شاہ بے نصیب نے کچھ اعانت بھی نکی بلکہ بعض نے چاہا
کہ مدد کو جاوین اونکو قراول بھیجکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب دیکھا
کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑ کر بلکہ سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہ لوگ کثرت سے تھے
غالب آئے بہر دو راجہ نامور سخت زخمی ہوے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے بقیۃ السیف
راہی لاہور ہو گئے سلیمان خان برادر داؤد خان پنی بعد مغلوب ہونے دونو راجہ کے ہزار سوار سے وہان پہونچکر
نشانہ تیر بندوق ہوا ہمراہیون نے اوسکی لاش شہر مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگے پیچھے ساتھہ ستر ہزار سوار
تھے دس بارہ ہزار باقی رہگئے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا باقیماندہ لشکر

لشکر نے

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ دہوکر گوشہ گزین ہوا ہان کبھی کبھی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمدرفت جاری تھی اکثر وزکسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی بکمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیونکو اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر نجاوین جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت رذیل تھے عمداً فتح خان کے آدمیون سے شوخانہ پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے کہا چین قلیچ خان کی تب اوسنے پردہ اوٹھاکر کہا کہ قلیچ خان ولد کور تو ہی ہے اس بیباکی سے قلیچ خان نے اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے مردمان ہمراہی زہرہ کو لکد کوب کرکے زہرہ کو ہاتھی سے گراکر ما پیٹ ڈالا پھر اس تہدید کے بعد سمجھا کہ بادشاہ سلب الحواس ہے مبادا اس عورت کے بہکانے سے کوئی فتنہ کہڑا کرے باوجودیکہ عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گھر نگیا تھا چار ناچار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہوکر سبب تشریف آوری دریافت کیا چین قلیچ خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہئیے دلجوئی کرکے ہمت وجرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ آبرو ہم خانہ زادون کی یکسان ہے اور فدوی قلیچ خان سے سمجہا اودہر زہرہ نے جاکے لال کنور کے پاس پہونچکر زاری ونالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب تھا کہ کوئی حادثہ پیش آوے مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور وظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ حاضر ہوتے اسقدر پٹوایا کہ سارا غرور اوترگیا اور مقید کرکے سلیم گدہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ و وزیر مین منافقت ہوئی مگر بپاس احسان بادشاہ اوسکے رضاجوئی مین رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معز الدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تھا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبہ مذکور اور بہادر شاہ صوبہ دار اوڈیسہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و آلہ آباد حسن علی خان اور عبید اللہ خان کو اور صوبہ اوڈیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئیے تھے اور بعد رحلت عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے بہمراہی چند منصبدارون کے اکبر نگر عرف راج محل مین بھیجا اور بعد فتح پدر اور مدت سلطنت کے بعض سوانح سے ہنوز بلایا نہ تھا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معز الدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور نے بپاس حق نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی فکر کرے

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہوئی تالیف قلوب سپاہیون کے لیے بہی سپہ سالار سے کہا خاتمذکور
نی اپنے لشکر مین آکر جو کچہ روپیہ اور اسباب درکار تہا معز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
بہی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کرلیا عظیم الشان مع امراے موافق کے مستقل ہوکر مترصد وقت ہوا
کہ جب مجہپر چڑہائی کریگا مقابلہ کرونگا لشکر کے گرد خندق کہودکر چارون طرف توپین لگادین اور
چند روز کا توقف بہتر سمجہا اس خیال سے کہ چونکہ اورون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود
سپاہ متفرق ہوجائیگی مگر تقدیر مین تو کچہ اور ہی تہا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش
تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی رہی
نعمت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کہتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
شاد نواز خان نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچہ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے
ہین جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم مین تہا کہ چورامن جاٹ اور بنجارہ
نے غلہ ارزان کیا ہے مخالف مفلسی سے جان بر نہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور
سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا جاتا تہا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے یورش کو
کہا صبر کرو یہہ جواب ہوا آٹہوین روز ذوالفقار خان نے مع ہر سہ شاہزادہ کے جو توپین کہ لاہور سے
لایا تہا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے ادہر لشکر پر سخت حالت ہوئی چونکہ لاہور کی
راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکہی تہی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا راہ فرار لی راجہ
دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبروے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی
کہ اب مہلت کا وقت نہین ضرور جاکر مخالفون سے بہڑتے ہین حضرت اگر خبرداری کرسکین تعمیل کرین والا خیر
پہر بہی یہی حکم ہوا کہ ٹہیرو مگر دونون بہادرون نے جو کچہ زبان نے یاری دی کہہ سنایا اور مخالفون سے جا بہڑے
عدو کو شکست دی اور بلندی پر جاکر توپین چہین لین شاہ بے نصیب نے کچہ اعانت بہی نکی بلکہ بعض نے چاہا
کہ مدد کو جاوین اونکو قراول بہیجکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب دیکہا
کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑ کر بڑہگئے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہہ لوگ کثرت سے تہے
غالب آئے بہر دو راجہ مذکور سخت زخمی ہوے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے بقیۃ السیف
راہی لاہور ہوگئے سلیمان خان برادر داؤد خان پنی بعد مغلوب ہونے دونو راجہ کے ہزار سوار سے وہان پہونچکر
نشانہ تیر بندوق ہوا ہمراہیون نے اوسکی لاش شہر مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگے پیچہے ساتہہ ستر ہزار سوار
تہے دس بارہ ہزار باقی رہگئے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا باقیماندون نے

بھی اکثر شہر کو سدھارے دو تین ہزار آدمی سے زیادہ ہمراہ نرہا صبح کو جب عظیم الشان نے ارادہ سواری کیا فیلبان نے ہرچند کوشش کی رام تھوالا چار دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا نعمت اللہ خان مع دس سوار اور امین الدولہ مع بیس سوار اور راجہ راج سنگہ مع ہزار سوار کے بہئیت مجموعی دو ہزار حاضر تھے لڑائی مین پہونچے قضا را باد تند کے جھونکے شروع ہوئے اور دریاے راوی کی بالو اوڑنے لگی صداے توپ کے سوا کچھ سن نہ پڑتا تھا آنکھین بند تھین فوج مغل نے تیر باران شروع کیا بعضون نے زخم پشت مال کہایا چونکہ عظیم الشان کو نہ بچا نا خزانہ لوٹنے کو گئے بعد اونکے گذرنے کے ایک گولہ بیک ڈنبر سواری پر پہونچا تکیہ مین آگ لگ اوٹھی اوسکا دہوان چھا گیا عظیم الشان نے تکیہ کو نیچے گرا دیا امین الدولہ نے پوچھا خیر ہے عظیم الشان نے جوابدیا آرہے اسوقت امین الدولہ کو رقت آئی رونے لگا عظیم الشان بکمال استقلال سے بولا کہ بے صبری و بیقراری عبث ہے امین الدولہ نے کہا کہ اپنی تباہی نظر آتی ہے بجز سر پھوڑنے کے کیا کرون بیشتر جسقدر کوشش کو منظور تہوا اسمین حضرت کا بھی قصور نہین تقدیر کو کیا کیجئے اغلب یہ صلاح ہے کہ خود بدولت گھوڑے پر سوار ہو کر بنگالہ مین مرشدزادہ اور دکھن مین داود خان پنی سے عمدہ جمعیت جا ہے سدھاریے بعد درستی سامان تدارک فرمائیے اوسنے جوابدیا کہ بعد ہزیمت داراشکوہ اور شجاع سے کیا ہوا اگر سلطنت تقدیر مین ہے فتحیابی ممکن ہے پھر امین الدولہ نے التماس کیا کہ بائیس سوار میرے ہمراہی مین رہگئے ہین عظیم الشان نے کہا دس سوار مجھے دو تاکہ معز الدین پر دوڑ کرون اور تم بارہ سوار سے خجستہ اختر پر چڑہو امین الدولہ اس کلام سے سخت متحیر ہوا خواجہ عاصم خاندوران نے اسوقت امین الدولہ سے کہا کہ ہم بنگالہ جاتے ہین میرے ہمراہ ہو جیئے اوسنے جوابدیا کہ عظیم الشان کے عین حیات تک یہ بندہ جدا نہین ہوسکتا خاندوران نے سلطان پور کی راہ لی اسیوقت توپ کا گولہ عظیم الشان کے ہاتھی کے خرطوم مین لگا فیل میدان سے سدہارا مانند برق دریاے راوی کو جھکا فیلبان گر پڑا جلال خان شخص خواص رسیان پکڑکر کود پڑا چند نفر ہاتھی کے پیچھے دوڑے تھے مگر پاس نہ پہونچے اونمین امین الدولہ بھی تھا ناگاہ دیکھا کہ فیل نے اپنے تئین اونچے کنارہ سے دریا مین ڈالا اور گرداب مین ایسا جا گرا کہ نہ ابھرا جب کسیقدر نزدیک پہونچا دیکھا کہ دریا کی کیچڑ مٹی اوپر کو آتی ہے اور کسیقدر پانی کی حرکت سی صدا سے موہوم ہو کر اوٹھتی ہے معلوم ہوا کہ عظیم الشان معہ ہاتھی کے ڈوب گیا اس حال کے دیکھتے ہی اپنے رستگاری کی تلاش ہوئی لیکن امین الدولہ گرفتار ہوگیا فرخ سیر کے پہونچنے اور معز الدین و ذوالفقار کے شکست پانے تک قید رہا جب فرخ سیر کا شقہ محمد یار خان قلعدار شاہجہان آباد کے نام صادر ہوا رہائی پائی اور مراتب عالی پر فائز ہوا اس فتح کے بعد ماہ مذکور کی ۹ تاریخ کو جہان شاہ جو پای ایفاے عہد ہوا اسی جھگڑے مین تیر و تلوار کی نوبت پہونچی اسکا سبب یہ ہوا کہ ایکسو اسی ارابہ خزانہ جسمین اسی ارابہ اشرفی اور سو ارابہ روپیہ کے بھرے تھے جہان شاہ کی

ہاتھ لگے چاہتا تھا کہ تینون حصہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین سے تین حصہ
معزالدین کو اور دو حصہ دونون دوسرے بہائیون کو دیا جاے اسی پر اتفاق ہوا چند امرا مثل مرحمت خان اور امیر خان اور
رستم دل خان وغیرہ رفیق جہان شاہ ہوکر آمادہ جنگ ہوئے تمام روز لڑائی رہی جب رات ہوئی خوابگاہ کو سدہاری
تین روز اسی رنگ سے گذرے چوتھے روز جہان شاہ کا زوال آیا اخر روز کو حکم دیا کہ مجھے دید مورچہ منظور ہے
فوج طیار رہے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جب معزالدین مع فوج داخل خیمہ ہو اور گھوڑے بازین اور لگام سے سبکدوش
ہون خبر دین ہرکارے تعمیل حکم مین مصروف ہوئے جب لشکریان معزالدین خیمہ گاہ مین اوترے گھوڑون کو دانہ
گہاس کہانے پینے کی فکر مین ہوئے جہان شاہ بہیئت مجموعی لشکر معزالدین پر حملہ آور ہوا اور جب تک جا پہونچا
ایسا حملہ کیا کہ معزالدین کے رفقا کا یارے تاب اوکہڑ گیا بڑا معرکہ پیش آیا حتی کہ لال کنور جو کہ ساتہ وا اور ملازم
سواری خاص تھا ہمراہ امراے بادشاہی کے آشفتہ حال ہوکر رستم دل خان کے ہاتھ لگا شدہ مروارید جو اوسکے
ازار بند مین بندہا تھا کہول لیا اسوقت مین معزالدین نے دوسری عماری مین جسمین میک ڈمبر تھا
چہپکر سفید چاندنی اوڑہ لی اور فیلبان سے کہا کہ سواری زنانہ کر بہاسے پاکسی امیر مقتول کے جیسے ہی باہر
لیجائے اور ذوالفقار خان تک پہونچا دے اوسنے معزالدین کو خان سپہ سالار تک پہونچا دیا شاہجہان شاہ
کے لشکر سے شادیانہ بجے ذوالفقار خان اس حال سے مضطرب ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی برقندازان خاصہ کو
طلب کرکے فرمایا کہ جب نزدیک پہونچو ایک تفنگ اوسکے ہاتھی پر کرو اسکے بعد جو مقدر ہوگا ضرور ہونا ہے
وے لوگ حسب الحکم تین چار سو نفر مع سردار کے بہیئت مجموعی جہان شاہ کے حضور مین جہان دو تین سو
آدمی کہڑا تھا نذر گذرانے کے حیلہ سے جا پہونچے اور بموجب تفہیم ذوالفقار خان کے زیر ریش بندوق سے
جہان شاہ کا کام تمام کر دیا فتح و نصرت معزالدین کے حصہ مین ہوئی معزالدین جہاندار شاہ اس خبر سے داخل
دولتخانہ ہوا اور لال کنور معشوقہ سے مصروف عیش و نشاط ہوکر شرب شراب مین سرشار ہوا جب صبح ہوئی
رفیع القدر نے اپنے محلے کو اداے تہنیت کیواسطے معزالدین کے حضور مین بہیجا وہ تمام رات کا شراب پیا
ہوا مشغول استراحت تھا خواجہ سرایان شاہی نے رفیع القدر کے خواجہ سراؤن سے یہ استہزا کیا کہ عظیم الشان
اور جہان شاہ کی کیا نوبت ہوئی پس تمہارا آقا کیا امید رکہتا ہے اور وہ بہی دربار کا رنگ دیکہکر واپس ہوا
اور جو کچہ معزالدین کے خواجہ سراؤن نے سنا تھا عرض کیا رفیع القدر خواب غفلت سے بیدار ہوکر مستعد جنگ ہوا
اور خود مسلح سوار ہوکر معہ رفقا چلا ہر ایک سوار دربار مین آپہونچا ذوالفقار خان نے یہ خبر پاکر طیاری لشکر کا
حکم دیا اور خواجہ سراے معتمد بہیجکر کہا کہ جس صورت سے ہو بادشاہ کو باہر لاوے معزالدین عین خمار مین اٹھ
سر فیل پر سوار ہوا میدان کو رخ کیا ذوالفقار خان مع امرا وغیرہ فوج کے رفیع القدر کے مقابل کھڑا ہوا

رفیع القدر نے خفیف فوج سے جو کہ ہمراہ تھی اس جمع کثیر کا مقابلہ کیا خوب مردانگی دکھلائی جب کہ ہمراہی طعمۂ نہنگ اجل ہوے اور خود تنہا رہگیا سپر و شمشیر در دست ہاتھی سے کود ا اور چپقلش مردانہ کر کے جان بحق ہوا

ذکر استقلال سلطنت معز الدین اور اوسکے انقلاب اور طالع بیدار کا حال

محمد معز الدین جہاندار شاہ نے بعد فتح اطراف ملک مین فرامین صادر فرمائے اور خود بدولت لاہور سے شاہجہان آباد میں آیا ۲۴ جمادی الاولے روز یکشنبہ سنہ مذکور تین گھڑی دن رہے محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد کہ استقبال کیواسطے باولی تک گیا دوشنبہ کو ملازمت کی پنجشنبہ کے روز ۱۸ ماہ مذکور داخل قلعہ ہوا آصف الدولہ بدستور وکیل مطلق رہا اور ذو الفقار خان کو بہ نسبت وزارت کے اقتدار بڑھا سلطان کریم الدین ولد عظیم الشان ہدایت کیش خان کی سعی سے قید ہو کر آیا اور بموجب حکم مقتول ہوا دیگر شاہزادگان اعظم شاہ اور محمد کام بخش جو فارغ البال تھے قید ہوئے نام اونکے یہ ہین عالی تبار ولد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کی اولاد مین محمد محی السنہ اور محمد فیروز اور تیسرے کا نام نامعلوم معز الدین تربیت برادر رضاعی مین ساعی ہوا اور بجاے کوکلتاش خان کے خانجہان خطاب مقرر فرمایا یہ امر موجب ملال ذو الفقار خان ہوا معز الدین کہ اعتماد کامل کوکلتاش خان پر رکھتا اور اضافہ روزمرہ کر رہا تھا اور لال کنور کے عشق مین بھی ایسا پھسا کہ اوسکی خاطر داری مین پھسا رہتا تھا خوشحال خان اوسکے حقیقی بھائی کو ہفت ہزاری اور دوسرے بھائی نعمت خان کو پنجہزاری کیا ارادہ یہ تھا کہ خوشحال خان کو اکبر آباد کی صوبہ داری بخشئے ذو الفقار خان نے سند جاری کی اور لطیفہ کے طور سے درخواست حق التحریر کی کہ کئی ہزار ڈہل اور طنبور طلب کیئے خوشحال خان نے لال کنور کے وسیلہ سے اس تمسخر پر بادشاہ کو اطلاع کیا بادشاہ نے براہ سفارش ذو الفقار خان سے فرمایا کہ ظاہرا تمہاری درخواست ڈہل اور طنبور کی براہ شوخی ہو گئی اوزیر الممالک نے کہا شوخی نہین بلکہ حقیقت مین ہے بعد استغفار و مبالغہ عرض کیا کہ بند و بست امور سلطنت خانہ زادان موروثی کا کام ہے قوال اور رقاصون کی رعایت اور ڈہب سے کرنا چاہیئے جب ڈہاڑی کلانونت صوبہ داری کرینگے خانہ زادان موروثی کس مرض کی دوا ہین کام آئینگے اسی سبب سے طنبورہ وغیرہ طلب کیا تھا کہ ہم فدویان جانباز کو کوئی مشغلہ ہاتھ آئے اس جواب سے معز الدین شرما کے چپ رہا اسیطرح زہرہ نام کنجڑن کا جسے اعتقاد دہندہ لال کنور کی دوگانہ کہتے ہین عروج ہوا مادۂ فیل پر سوار حرم سراے شاہی مین لال کنور کی دید کو آیا جایا کرتی تھی اوسکے ہمراہی راستہ مین ضعفا پر زور و بدعت کرتی تھی ایکروز فتح خان ولد غازی الدین خان فیروز جنگ تورانی جو کہ عہد عالمگیری مین سپہسالار صاحب اقتدار اور لڑکا بھی مورد الطاف شہریار تھا اور بجز ذو الفقار خان کے دوسرے کو ہمرتبہ نہین سمجھتا تھا

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ دھو کر گوشہ گزین ہوا تہا ان کبہی کبہی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمد و رفت جاری تھی ایکروز کسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی بکمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیون کو اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر نجاوین جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت رزیل تھے عمداً فتح خان کے آدمیون سے شوخانہ پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے کہا چین قلیچ خان کی تب اوسنے پردہ اوٹھا کر کہا کہ قلیچ خان دلدکور تو ہی ہے اس بیباکی سے قلیچ خان نے اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے مردمان ہمراہی زہرہ کو لکدکوب کر کے زہرہ کو ہاتھی سے گرا کر مار پیٹ ڈالا پھر اس تہدید کی بعد سمجھا کہ بادشاہ بسلب الحواس رہے مبادا اس عورت کے بہرکانے سے کوئی فتنہ کہڑا کرے باوجودیکہ عالمگیر کی رحلت کے بعد کبہی ذوالفقار خان کے گہر نگیا تھا چارنا چار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہو کر سبب تشریف آوری دریافت کیا چین قلیچ خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہئیے دلجوئی کر کے ہمت و جرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بہیجا کہ آپ ہم خانہ زادون کی یکسان ہے اور فدوی قلیچ خان سی متمرد و زہرہ نے جا کی لال کنور کے پاس پہونچکر زاری و نالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب تہا کہ کوئی حادثہ پیش ہوے مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ حاضر ہوتے اسقدر پٹوایا کہ سارا غرور اوتر گیا اور مقید کر کے سلیم گدہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ و وزیر مین منافقت ہوئی مگر بپاس احسان بادشاہ اوسکے رضاجوئی مین رہتا تہا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معزالدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تہا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبہ مذکور اور بہادر شاہ صوبہ دار اوڑیسہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تہا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و آلہ آباد حسن علی خان اور عبید اللہ خان کو اور صوبہ اوڑیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئیے تہے اور بعد رحلت عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تہا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے ہمراہی چند منصبدارون کے اکبر نگر عرف راج محل مین بہیجا اور بعد فتح پدر اور مدت سلطنت کے بعض سوانح سے ہنوز بلایا نہ تہا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معزالدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور نے بپاس حق نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بہیجا کہ اپنی فکر کرے

فرخ سیر نے آگاہی پاکر راج محل مین ٹھہرنا مناسب نہ جانا چونکہ یہ جانتا تھا کہ حسین علیخان ناظم صوبہ عظیم آباد
مرد بامروت اور خاندان نجابت سے ہے اوسیطرف سے عظیم آباد کو آیا اور باغ جعفر خان مین جو کہ لب دریا
شہر کے اوتر طرف واقع ہے خیمون مین جا اوترا اور حسین علی خان بہادر سے بکمال عجز و نیاز پیغام دیا اپنی
بیکسی ظاہر کی چونکہ بادشاہ ہند کے مقابلہ مین آنکی تاب نہ تھی اول تو انکار کر کے کہا کہ تمہارے حق مین
حکم بادشاہ بطور دیگر صادر ہوا ہے مگر حق نمک کا پاس ہے بہتر یہ ہے کہ کسیطرف کے سد راہ ہو بند و کسی حیلہ
سے اپنی نجات کر لیگا دوسری روایت سے بطور دیگر جلوس فرخ سیر کا حال لکھا ہے وہ بہی مذکور
ہوگا بموجب روایت اول کے یہ ہے کہ احمد بیگ مخاطب غازی الدینخان کو ستہ نے دربار مین آکر اپنے
حسن بیانی سے حسن علیخان کو فرخ سیر کے پاس آنیکو راضی کیا اور حاضر لایا فرخ سیر اوس سلوک سے
پیش آیا جو کسی آقا نے نوکر کے ساتھ نکیا ہوگا حکم بیٹھنے کا دیکر حسن علیخان سے بکمال الحاح عرض کیا
اور پردہ حرم سرا سے اوسکی چھوٹی لڑکی مالکہ زمانی نکلکر حسن علیخان کی گود مین بیٹھ کر بکمال شیرین زبانی
سے اپنے باپ کی مدد خواہ ہوئی اور کہا کہ تم بڑے شجاع اور مرد نامور ہو اگر تمنے بہی ہماری دستگیری
نکی تقدیر یا نصیب لیکن خلق اللہ آپکو کیا کہے گی دیگر محرمان نے اندر باہر سے اس کلام کی پیروی کی
فرخ سیر نے کہ اول امر خاص خادت اپنے کا حسن علیخان کو پہنایا تھا اوٹھکر شمشیر خاصہ بہی حسن علیخان
کی کمر مین کر دی حسن علیخان بے شریک بیان ہوکر عرض کیا کہ جو کچہ حضور سے میرے حق مین صادر ہوا
شان خداوندی سے بعید ہے حالا بجز مسر کے کوئی چیز لایق نذر نہین خیر اب سامان فوج جمع کیجئے اور جلوس
فرماکر دشمن کو فرصت ندیجئے مقدر کی تحریر امٹ ہے جو ہونا ہے ہوگا پس بموجب حکم حسن علیخان کے ہر ایک جیو پائرا
جان و مال سے حاضر درگاہ ہوا اس حال کے دیکھتے ہی منجم اور رمال بہی حاضر ہوکر نوید سلطنت دینے لگے اور
وہ بہی ہر ایک سے مسلوک ہوکر پایان کار کی خبر دریافت کرتا تھا لوگ اوسکی دلجوئی کرتے تھے اور فی الحقیقہ
بر وقت حصول مدعا اس شخص نے حسب لیاقت ہر ایک کی پرورش کی حسن علیخان کے اجماع سامان حرب
مین مصروف تھا اپنے بڑے بہائی عبید اللہ خان ناظم آلہ آباد کو لکہا کہ فرخ سیر کی رفاقت مین عزم بالجزم ہے
عبید اللہ خان صاحب اس ارادہ سے متحیر ہوکر بہائی کو مانع ہوا کہ ساری عزت برباد ہو جائیگی اسنے یہہ جواب مین
لکہا کہ آپ بزرگ ہین معز الدین کے رفیق رہین اور بندہ اس عہد سے سنکر نہین ہو سکتا تب عبید اللہ خان نے
بہائی کی عزیمت صادق پر امادہ ہوکر لکہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو جسقدر سامان ضرور ہو لیجئے دوسری روایت
یہ ہے کہ بہادر شاہ نے اعز الدولہ خان جہان بہادر کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا فرخ سیر کو حضور مین بلایا
لیکن چونکہ اوسکی بہائی سلطان کریم الدین اور ہمایون بخت باپ دادی کہ نظر مین بے اعتبار تھی اسکو حضور مین

جانا نہایت شاق گذرا عظیم آباد پٹنہ مین پہونچکر اپنی بی بی کو وضع حمل کے بہانہ سے وہین پر مہر کر حضور مین عرضی لکھہ بہیجی اس درمیان مین بعض نجومیون اور فقیرون نے محمد رفیع حکیم سے متفق ہوکر فرخ سیر کو بادشاہی کی خوشخبری دی اونہین دونون مین محمد رضا جو بہادر شاہ کے مغضوبون مین تھا آوارہ ہوکر اس صوبہ مین آیا اور ایک فرمان جعلی رہتاس کے قلعہ داری کا بنا کر قلعہ مذکور مین دخیل ہوا جنس وغیرہ ما یحتاج پر قابض ہوکر بادشاہ کو عرضی لکھی کہ ملازمان شاہی کی غفلت سے فدوی نے اس مکان مین دخل کر لیا اور اخبار سے یہی حال دریافت ہوا لہذا بہادر شاہ کا فرمان اور عظیم الشان کا حکم اوسکی تادیب کو فرخ سیر کے نام صادر ہوا چونکہ اوس قلعہ پر قبضہ پانا نہایت متعذر تھا فرخ سیر نے ہمراہیون سے صلاح لی لاچین بیگ قلماق نے جو کہ فرخ سیر کا نوکر اور بیباک شخص اور ان دنون جملہ مقہورون مین تھا سب سے پوشیدہ فرخ سیر کو پیغام دیا کہ اگر شاہزادہ فرمان وخلعت بادشاہی کا آنا مشہور کرکے حکم دے یقین ہے کہ بمدد اقبال عہ وبال فتح ہو اگر بندہ جانثار ہو میری اولاد مرہون لطف شاہی فرمائی جائے یہ مصلحت شاہزادہ نے پسند کی چوتھے روز شہرت دیگئی اور قلماق مذکور کے معرفت خلعت اور نشان فرخ سیر نے بہیجا جب قلعہ کے نیچے پہونچا متغلب مذکور نے آنا لاچین بیگ کا مع چار پانچ آدمیون کو ساتھہ لانے پر راضی ہوا قلماق مذکور مع ایک نفر کے بالاے قلعہ گیا بر وقت پہونچنے کے قلعہ دار نے سند لینے مین کارد کمر سے کہیچکر چند زخمون سے اوسے گرا دیا ہمراہی بہی زخمی ہوئے ہزاریان وغیرہ ملازمان بادشاہی نے حمایت قلماق کرکے رفقای متغلب کو مجروح کیا اور سر مقتول کا مع قلماق مذکور کے فرخ سیر کی حضور مین بہیجا لاچین بیگ مورد الطاف فرخ سیر ہوا انہین دنون مین بہادر شاہ کے وفات کی خبر ملی اوسوقت حسین علیخان بہادر بندوبست پرگنات مین مصروف تھے فرخ سیر نے دوسری حالات بہادر شاہ کا انتظار کرکے بے تامل اپنے باپ عظیم الشان کے نام خطبہ پڑہایا اور جلوس اور تسلط اوسکا مشہور کرکے شادیانہ تہنیت بجوایا اس کام کے بعد حسین علیخان کی فطرت سے گہبرایا خطوط عذر آمیز بہیجکر حسین علیخان کو بلایا اور والدہ فرخ سیر نے فرخ سیر کی طرف سے مدار المہامی کا عہدہ وارادہ کیا اور رسول اللہ صلعم کی ضامنی دی جب حسین علی خان فرخ سیر سے ہم داستان ہوا یہ بہی اوسکے اقتدار مین روز بروز متوجہ ہوا

فرخ سیر کا تخت خلافت پر جلوس کرنا اور عظیم آباد سے کوچ کرنا مع حسین علیخان بہادر کے

حسین علیخان بہادر نے فرخ سیر کو تخت سلطنت پر جلوس کرا کے مہاجنون وغیرہ سے جسقدر ممکن ہوا روپیہ قرض لیکر فتح پر الیفای عہد کرکے ساعت سعید مین بیشتر کو روانہ ہوا عزت خان اپنے بہانجے کو عظیم آباد کی نیابت پر مقرر فرمایا اور سید عبد اللہ خان کو منجانب خود اور نیز فرخ سیر کی طرف سے حاکم لکہا کہ خزانہ صوبہ بنگالہ مرسلہ جعفر خان ملقب شجاع الدین محمد خان اکبر آباد

سے جاتا ہے لہذا آلہ آباد پہونچکر ضبط کرے اور بقدر ضرورت خرچ کرکے باقیماندہ امانت رکہے چنانچہ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور نیز قلعہ آلہ آباد کی توپین عمدہ عمدہ میدان کے لائق ہمراہ لین

سید عبد الغفار خان گردیزی کا بموجب حکم معز الدین کے آلہ آباد آنا اور عبد اللہ خان کی بہائیون سے شکست کہانا

ہنوز حسین علیخان مع فرخ سیر کے آلہ آباد نہ پہونچا تہا کہ سید عبد الغفار خان گردیزی جو کہ راجی محمد خان کی نیابت مین عبد اللہ خان صوبہ دار آلہ آباد کے تغیر مین مقرر ہوا تہا مع دس بارہ ہزار سوار وغیرہ سامان کے عبد اللہ خان کی تادیب کو مامور ہوکر جا پہونچا عبد الغفار نے انتظار برادر اور فرخ سیر کا کرنا مناسب نجانا عبد الغفار کو تالیف قلب کے پیغام بہیجے اوسنے بنا بر ترقی مراتب اور خیال افزایش منصب اپنے کے اسکا کہنا نہ مانا لڑنیکو آمادہ ہوا عبد اللہ خان نے اپنے چہوٹے بہائی سراج الدین علیخان و نجم الدین علیخان و سیف الدین علیخان کو مع ابو الحسن خان بخشی کے سارہے تین ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ سے مقابلہ کو بہیجا سید عبد الغفار نے جو اپنی زور سے شرشار بادہ نخوت تہا تینون بہائیون کو دیکہا لیکن انسے لڑنا عبث سمجہا قلعہ کی راہ لی اور کہلا بہیجا کہ لڑکون سے بازی نہین کرنا چاہتا ہون انہون نے لاچار خود لڑائی مین پیشقدمی کی چونکہ انکی جمعیت قلیل اور چندان لشکر شایستہ نتہا اول حملہ مین کسیقدر ہمراہی انکی مغلوب ہوئے اکثر مقتول اکثر مفرور ہوے برادران عبد اللہ خان نی مع دیگر سادات کی پیرگروئی اور نہایت بزدلی سے اوس جمع غفیر مین جا پہسے شیرون کے مانند جان سے سیر ہوکر مردانگی دکہلائی ادہر مدد ایزدی سے پشت پناہی فرمائی یا دمخالف نے شور ڈالا حریف کے حواس اوڑے سادات بارہا نے دوڑ دوڑ کر تیغ آزمائی کی کوشش رستمانہ سے دشمنون کو مع برادر عبد الغفار کے مار ڈالا عبد الغفار کے کشتہ ہونیکا اشتہار ہوا ہمراہی لوگون نے راہ فرار لی عبد الغفار نے شکست فاش کہائی عبد اللہ خان کی بہائیون سے سراج الدین علیخان نے جام شہادت نوش کیا سید عبد اللہ خان نے بعد فتح نذر مبارکباد دکہلائی شادیانہ بجنے کی نوبت آئی بعدہ بہائی کے ماتم مین اشک ریزان ہوا معز الدین کو جب خبر ملی عبد اللہ خان کی تالیف قلوب مین مصلحت معلوم ہوئی صوبہ داری آلہ آباد کی سند بہیجکر تحسین و آفرین کی اور خلعت بہیجکر عبد اللہ خان کی استمالت فرمائی اسی کے پیچہے فرخ سیر مع لشکر تازہ کے اور حسین علیخان اور صف شکن خان نایب صوبہ دار اوڑیسہ اور احمد بیگ کو کہ جسکا خطاب غازی الدین خان بہادر غالب جنگ کو سہ تہا اور خواجہ عاصم خاندوران وغیرہ کے آپہونچا لشکر تینون بہائیون کا فراہم ہوا سادات فضل الٰہی پر نظر رکہکر پیشتر کو روانہ ہوے

آنا سلطان اعز الدین کا فوج بسیار سے اور پریشان واپس ہونا

جب عظیم آباد سے فرخ سیر کی ہزیمت کا اشتہار ہوا معز الدین نے اپنے بیٹے سلطان اعز الدین کو پچاس ہزار سوار سے

عبد اللہ خان کی تابع اور قلعہ الہ آباد کی تسخیر کو روانہ کیا خواجہ حسن خان بیرنہ کو کلتاش خان کو جو کہ پنجہزاری تھا
ہفت ہزاری اور خان دوران کے خطاب سے سرفراز کر کے کل فوج کی ترتیب اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد کی
اور چین قلیچ خان کو بھی عقب سے روانہ فرمایا اعز الدین اکبر آباد سے کھجوہ تک پہونچا تھا کہ فرخ سیر اور عبد اللہ خان
اور حسین علیخان کے اکٹھے ہو جانے کی خبر ملی بزدلی سے اوسی جگہ مقیم ہوا اور خندق کھودنے اور مورچال درست
کرنے کو حکم دیا مجرد خبر پہونچنے نزدیکی فرخ سیر کی باوجودیکہ وہ ہنوز دور تھا نہایت پریشان ہوا اور اپنے حرکات
ناشایستہ سے دشمن کو دلیر کر دیا تا آنکہ فرخ سیر آ پہونچا عبد اللہ خان ہراول اطراف مورچہ اور موضع کی
دیوارین پکڑکر آخر روز تین پہر تک توپ اندازی کرتا رہا شہزادہ اور مدار المہام دونون دل باختہ ہوکے بھاگنے
مین ہم سخن ہوے آخرکار جسقدر ممکن ہوا اشرفی جواہرات لیکر باقی کارخانہ خزانہ توشکخانہ وغیرہ ویسا ہی چھوڑکر
پہر رات رہے باہم متفق ہوکر اوٹھہ بھاگے جب یہ حال کھلا لشکر مین عجب طرحکا غدغہ پڑ گیا لوٹ مچادی
آقاے نامدار کا مال خوب ہاتھہ لگا اور بعدہ سرکار فرخ سیر کی ضبطی مین آیا چین قلیچ خان کہ مدد کو شاہزادہ کی
عقب سے آتا تھا اکبر آباد کو لوٹ کر شاہزادہ کی فضیحت دیکھی آخر فرمان معز الدین کا منتظر تھا جب دار الخلافہ مین اعز الدین
کی شکست کی خبر پہونچی معز الدین مایوس ہوکر عازم ہوا

سلطان معز الدین کا مع ذوالفقار خان اور کوکلتاش وغیرہ ارکان شاہی کے کوچ کرنا اور اکبر آباد کو آنا

محمد معز الدین جہاندار شاہ دوازدہم ذیقعدہ دوشنبہ کی شب کو ساڑھے تین گھڑی گذرنے پر واقع ۱۱۲۴ھ ہجری
مدافعہ فرخ سیر کو شاہجہان آباد سے برآمد ہوا ذوالفقار خان کے ہراولی اور کوکلتاش خان کی مساعدت
تھے آعظم خان وجانی خان و محمد امین خان وغیرہ سرداران ایران و توران وغیرہ مع اسباب جنگ وجدال
کے ستر اسی ہزار سوار اور پیادہ بیشمار سے بہرہ سیر ہوئے اثناے راہ مین سربلند خان جسنے فوجداری کہوڑی سے کسیقدر
روپیہ جمع کیا تھا فرخ سیر کی رفاقت سے برخاست ہوکر مع زرنذر معز الدین کے حضور مین آکر مورد تحسین و
آفرین ہوا احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر مرخص کیا گیا اور چھبیلہ رام فوجدار کورہ اور علی اصغر خان ولد کاظم خان
فوجدار آتاوہ اعز الدین کے ہمراہی سے رفیق فرخ سیر ہوے جب معز الدین قصبہ سموگر متصل اکبر آباد مین پہونچا
فرخ سیر کی بھی رایات ظفر طراز مع رفقا کے جو اوسی قصبہ کے نزدیک جا پہونچے تھے نمود ہوئے چونکہ معز الدین کی
زشت حرکات سے اکثر عوام خصوص تورانی امرا بھی بجز عبد الصمد خان کے متنفر اور کشیدہ ہوگئے تھے اکثر دنکے
نوشتہ مشعر ارادہ اعتصار فرخ سیر کے لشکر مین پہونچے اگرچہ معز الدین کے دیکھتے ہوئے کسیکو فرخ سیر کے فتحیابی کی

امید نہ تھی لیکن عمدہ ارکان دولت معز الدین کے یعنی کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان باہم نہایت متفق تھے اور ر
آنہین کے نفاق سے کارہاے بادشاہی برہمی پاتے جاتے تھے دونو برخلاف یکدیگر صلاحین دیا کرتے تھے حتی کہ دریاے
جمن کے عبور کے مشورہ پر ہنوز اتفاق نہوا اور خود بادشاہ ساقط الحواس لال کنور کے عشق مین مدہوش تھا سید عبداللہ خان نے
ایک مقام پر پایاب پاکر رات کیوقت معز الدین کے لشکر سے چند کوس پیشتر کوچ کرکے جمنا کنارے جا پار اوتر گیا اور دوسرے
روز بہانی مین جو اکبرآباد سے چار کوس اوو ہر ہے جا ٹہرا اور تہوڑی دیر مین فرخ سیر بھی مع ہمراہیون کے پار اوتر کر عبداللہ خان
کی برابر پہونچا اور دشمن کی راہ داری اور مغالطہ دہی کو حسین علیخان بہادر جس جگہہ تھا اوسی جگہہ بمقابلہ دشمن ٹہرا رہا جب
دن گذرا دوسری رات آئی مع فوج اور راے چھبیلہ رام ناگر کے دریاسے پار ہوا تقدیر کی پردہ داری دیکہیے کہ معز الدین اور
کل امرا اوسوقت خبردار ہوئے جب لشکر فرخ سیر اوسکے عقب مین نمایان ہوا ترتیب فوج جو اول مقرر ہوئی تھی بحال
نرہی نئے سرسے درستی فرمائی گئی

فرخ سیر اور سادات کی لڑائی معز الدین کے ساتھہ اور فتح پانا

بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ سنہ مذکور طرفین سے مقابلہ ہوا معز الدین مع فوج اور توپخانہ اور تجملات خسروانہ کے قول
مین ٹہرا اور ذوالفقار خان معتمد علیہ سلطنت اگرچہ بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا مگر اپنے نام کا خیال کرکے مع سامان
عمدہ ہراول پر جا اور کوکلتاش خان مع اعظم خان وجانی خان وغیرہ ہمراہیان کے دست راست اور
محمد امین خان وعبدالصمد خان وحسین قلیچ خان اور جانثار خان وغیرہ تورانیون کے جانب چپ اور راجی محمد خان
واسلام خان ومرتضی خان وحفیظ اللہ خان وغیرہ بطور التمش اور رضا قلیخان داروغہ توپخانہ اسیطرح ہر ایک
بجاے مناسب مامور ہوا ادہر سے فرخ سیر ہم آئینون کے ساتھہ قول مین اور عبداللہ خان ہراول مین اور حسین علیخان
وصف شکن خان وحسین بیگ دست راست مین ذوالفقار خان کے مقابل اور خانزمان اور چھبیلہ رام
ناگر مع چند دیگر بہادرون کے کوکلتاش خان کے برابر صف آرا ہوئے اول عبداللہ خان نے آہستگی
سے تورانیون کے مقابل جاکر جہاندار شاہ معز الدین کے توپخانہ پر پہونچا اچھی کوشش کی قول خاص کے قریب
جا پہونچا اور حسین علی خان مع صف شکن خان وفتح خان داروغہ توپخانہ کے دوڑا اسی حملہ مین صف شکن خان
اور فتح علی خان اور زین الدین خان ولد بہادر خان روہیلہ اور میر مشرف اور میر اشرف وغیرہ بہادران رفقاے
حسین علی خان جان بحق ہوے چھبیلہ رام اور خانزمان منتظر قابو تھے حسین علیخان اسپنے رفقاؤن پر وقت تنگ
دیکھکر بمقتضاے غیرت ہندوستانی کے ہاتھی سے کود کر جا ٹہرا اور تیر وبندوق سکے زخم کہا کر میدان مین گر پڑا
سید عبداللہ خان فوج معز الدین کے درمیان مین تہا ترکون کے تیر وبندوق کی بوچہار نے رفقاؤن کو پراگندہ

کر دیا تھا ایک سو سوار ہمراہ تھے اوسوقت سید عبد الغفار مذکور اوسکے ہاتھی کے پاس آیا اور اپنا نام لیکر عبد اللہ خان
پر تیر مارا اسکے ہمراہیون نے اوسکا پیچھا کیا اور عبد اللہ خان نے بھی تیر سے زخمی کیا سید عبد الغفار زخمی ہوکر جان بچا گیا
سید عبد اللہ خان کثرت مخالف سے نہین جانتا تھا کہ کدہر جانا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے اس وقت کسیقدر رفقا
کے ملنے سے قدری تقویت ہوئی اونچی جگہہ پر پہونچکر معز الدین کو مع ہمراہی فوج کے اپنے سے نزدیک اور ہوشیاری
سے دور پاکر بہیئت مجموعی اوسکے زنانہ سواریون کے ہاتھیون پر جا گرا تیر باران ہونے لگا عجب قیامت مچی معز الدین
نے اپنے تئین درست نکیا تھا کہ فیلان سواری زنانہ کے باہمدیگر یورش او ٹہائی لال کنور اور اوسکے ہمراہی خواجہ سرا یون
کے ہاتھی صدمۂ تیر سے گریزان ہوئے معز الدین نے ارادۂ مدافعت کیا اوسکا بھی ہاتھی بگڑا فیلبان کا کچھ بس نہ چلا
عبد اللہ خان نے عدم جرات ٹہرایا خلل عظیم معز الدین کے لشکر مین نمود ہوا باوجودیکہ شادیانۂ فتح بھی بجایا گیا مگر
فوج نہ جمی چال نکلی گو کلتاش خان نے اس واوید سے چاہا کہ معز الدین کے پاس پہونچے خانزمان اور چبیلہ رام جو
گہات مین لگے تھے کمین گاہ سے نکلکر کو کلتاش پر جا گرے زخمہاے متنوعہ سے بیدست پا کردیا اور رضا قلیخان
داروغہ توپخانہ کام آیا جانی خان اور مختار خان قبل اسکے حسین علیخان کے مقابلہ مین کشتہ ہو چکے تھے اعظم خان برادر
کو کلتاش خان مجروح ہوکر معز الدین کے پاس پہونچا معز الدین وقت تنگ دیکھکر لال کنور کے پاس آیا اور
دن آخر ہوتے ہوتے اکبر آباد کی راہ لی ذو الفقار خان باوجود ہجوم مخالف کے بہر رات تک میدان وغا مین مستقیم تہا
آدمیون کو تفحص جہاندار شاہ اور اعز الدین کو فرمایا تاکہ اگر تپا پاوین تو اسکے تجرہ اقبال کو باور کرین مگر نشان ان گمشدگان کا نپاتے تہے ادہر فرخ سیر
کے لشکر مین شادیانہ بجے رسم مبارکباد تہنیت ہونی لگی فرخ سیر ذو الفقار خان کی استقامت سے پریشان ہو رہا تھا
تھا کہ اگر میری فتح ہوئی ذو الفقار خان کیون ٹہرا ہوا ہے جب مدعیون کی فرار کی تحقیق معلوم ہوئی ذو الفقار خان
کو پیغام دیا کہ دعویدار تو فرار ہوا تم کیون برقرار ہو اگر براے خود شاہی درکار ہے تو یہ امر جدا ہے ورنہ نسل عالمگیری
مین معز الدین نہین تو ہم ہین اس پیغام سے ذو الفقار خان نے اکبر آباد کی راہ لی جہاندار شاہ نے اکبر آباد مین رات
کاٹی داڑہی مونچھ مونڈوا کے بدل آخر شب کو مع لال کنور اور چند نفر معتمد کے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور آصف الدولہ
کے پاس پہونچکر قید ہوا اسی کے پیچھے ذو الفقار خان دار الخلافہ پہونچا اور عبد اللہ خان نے بعد فتح اپنے بہائی کے تلاش
مین آدمی دوڑاے آخر خواص نے حسین علیخان کو لاشون کے درمیان مین مجروح و بیہوش پایا ایک نے
عبد اللہ خان کو خبر دی لباس خاصہ اور جواہرات جو اسوقت زیب تن تھا مجکو عطا فرمایا بعضون سے سنا گیا کہ شکر اللہ خان
اور راہیار خان ملازمان حسین علیخان مع اپنے ہمراہیون کے اوسکی حفاظت مین مصروف تھے محمد ہاشم بن خوافی
سیر خافی کی تحریر سے دریافت ہوتا ہے کہ تنہا میدان رزم مین مجروح بیخبر گرا پڑا تھا لچے اوسکا لباس تک اوتار
لیگئے تھے بہرحال عبد اللہ خان نے اپنے معتمد بہائی کے پاس بہیجکر اوسے اوٹہا منگوایا جب حسین علی خان نے

فتح فرخ سیر کی خبر سنی جان رفتہ تن مین آئی اور ہوش بہی بجا ہوے عبد اللہ خان نے اپنے بہائی کو زندہ پایا اور فتحیابی
سے سجدہ شکر بجالایا ذوالفقار خان باپ سے شورہ کرکے عازم تہا کہ ہمراہ معز الدین کو لیکر تدارک سیر کرے بابدہی زیراکہ
فرخ سیر سے بدین وجہ کہ ذوالفقار خان اور اوسکے باپ کے ساتھہ عداوت رکہتا تہا اور معز الدین کی
حمایت کی تہی اطمینان نہ رکہتا تہا آصف الدولہ نے مبالغہ کرکے اس ارادہ سے باز رکہا لاچار ذوالفقار خان نے
عزم دکن کیا مگر باپ نے نہ مانا فرخ سیر کی اعانت سے مانع رہا غرضکہ جب اقبال اسد خان اور ذوالفقار خان کا
تمام ہوا اور اجل موعود ذوالفقار خان کے نزدیک تہی باوجود عدم اطمینان اور یقین ہونے عداوت کے بدین
امید کہ حقوق ہمارے خاندان تیموریہ مین بہت ہین اور نیز عالمگیر کس مرتبہ قدر و اقتدار کرتا تہا آصف الدولہ نے
ذوالفقار خان کو ہمراہ لیکر قصد حضوری فرخ سیر کا کیا

اقتدار پانا فرخ سیر کا سلطنت مین اور بہیجنا عبد اللہ خان کو بندوبست دار الخلافہ کیواسطے

جب کہ فرخ سیر مدد غیبی سے مراد یاب ہوا لڑائی کے دوسرے روز سیزدہم ذی الحجہ روز پنجشنبہ کو وقت صبح بار عام
فرمایا اول چین قلیچ خان اور عبد الصمد خان اور محمد امین خان وغیرہ سرداران توران سید عبد اللہ خان کی وساطت سے
بعد آداب و کورنش مورد مراحم ہوئے اور عبد اللہ خان نے مع لطف اللہ خان صادق وغیرہ امرا کے بنا بر بندوبست
دار الخلافہ اور دولتخانہ شاہی اور قید خانہ سلاطین کے رخصت پائی اور فرخ سیر خود بہی ایکہفتہ کے بعد شاہجہان آباد
کو عازم ہوا اہم محرم کو بارہ پلہ متصل شاہجہان آباد مین نزول اقبال ہوا سید عبد اللہ خان قطب الملک سے
مخاطب ہوکر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور رتبہ وزارت اعظم کو فائز ہوا حسین علیخان
بہادر خطاب امام الملکی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور امیر الامرائی کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور بخشی
اول مقرر ہوا محمد امین خان بخشی دوم مع اضافہ ہزاری منصب و ہزار سوار و خطاب اعتماد الدولہ سے مفتخر ہوا
اور چین قلیچ خان نے پنج ہزاری سے ہفت ہزاری کے ہفت ہزار سوار نظام الملکی کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری داؤد خان نایب
ذوالفقار خان کی عوض مین پائی اور صوبہ داری برہان پور کی کہ داؤد خان کو بالاصالت تہی صوبہ داری احمد آباد گجرات کی پائی اور خواجہ
عاصم نے خطاب صمصام الدولہ خاندوران اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا حاصل کیا احمد بیگ کو کہ معز الدین کا
رفاقت کے عوض مین غازی الدین خان بہادر غالب جنگ سے مخاطب اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار اور عہدہ
بخشی گری درجہ سوم سے مفتخر ہوا اور قاضی عبد اللہ تورانی کو جو جہانگیر نگر ڈہاکہ کی قضا پر رکہتا تہا میر جملہ خانخان سے مخاطب اور
منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز فرمایا اور اختیار دستخط خاص کا اوسکے قبضہ اختیار مین دیا گیا لیکن ظاہر
مین دارو غگی خواص اور ڈاک کی رکہتا تہا محمد جعفر منشی جسنے بعض خدمات سابق مفوض تہی نصرت خانی کے خطاب

اور امیر سامانی اور دارالانشا سے معزز فرمایا گیا سیف اللہ خان بیوتات مین مامور ہوا سیف الدین علیخان اور نجم الدین علیخان قطب الملک کے بھائی مع دیگر رفقای بادشاہی اور سادات بارہا کے جنکے خدمات جانفشانی ثابت ہوئین حسب تقدیر ولیاقت انعام وخلعت سے معزز ہوئے قطب الملک انتظام ارکان سلطنت اور معاملات وزارت مین مشغول ہوا ✢✢

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان کا حاضر ہونا اور ذوالفقار خان کا جان کہونا ✢

آصف الدولہ اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر بارہ پلہ پر جوا ہان ملازمت ہوے میر جملہ عبید اللہ خان خانخانان نے جو کہ مزاج بادشاہ مین دخیل تھا اور یہ دعوے رکہتا تھا کہ سابق اور حال کے کل امرا سے اوسکا مرتبہ زیادہ اور اوسکا افرہی اثر بذیر سے اول اول ذوالفقار خان کی قطع حیات چاہی بادشاہ کو اس امر پر زیادہ آمادہ کر دیا امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے اس شورہ سے آگہی پاکر ذوالفقار خان کو پیغام دیا کہ اگر میری وساطت سے حصول ملازمت کروگے کسیکی مجال نہوگی کہ سر تمہین آزار دے میر جملہ اس راز کے مطلع ہونے سے سمجہا کہ درحقیقت ان دونوں کے ملجانے سے کسیکو تاب عدول نہوگی پس تقرب خان کو جو اہالی ایران مین سے تھا بسبب ہم جنسے کے ذوالفقار خان کے پاس بہیجکر نہایت دلجوئی کی اور کلام خدا کی قسم کہائی چونکہ بادشاہ باطن مین سادات سے خوش نہین لہذا تمہاری ملازمت معرفت امیر الامرا کے بے سود ہے بجز نقصان جان کے حاصل نہین اور تمہین دوسرے کی اعانت کیا ضرور بعد ملازمت ستور رفع ملال کل امرا اور خداوندان دولت اقبال کے مرجع ہوگے ایسی ایسی باتونسے آصف الدولہ کا دل جمع کر دیا یسقدر ذوالفقار خان کو دغدغہ باقی تھا کہ خود میر جملہ نے جاکر تشفی کر دی اور نئے سرسے سوگند یاد کی جب حضور فرخ سیر مین لائے ہاتھہ ذوالفقار خان کے باندہے ستھے روبرو کھڑا کیا اور آصف الدولہ نے چند کلمات سفارش عرض کیئے فرخ سیر نے ظاہر مین بڑی مہربانی خرچ کی ہاتھہ کہلواکر خلعت اور جواہر عطا فرمایا بعدہ آصف الدولہ کو بحیلہ ضعف رخصت کر کے فرمایا کہ ذوالفقار خان خیمہ مین رہے کچھہ دریافت کرنا ہے آصف الدولہ متوہم باہر نکلا اور ذوالفقار خان جان سے ترسان ٹہرا رہا مردم مامورنے چار دطرف سے گہیر لیا فرخ سیر نے عظیم الشان اور سلطان کریم الدین کے قتل کا دعوے کیا ذوالفقار خان نے موت کی گرم بازاری دیکھی زبان پر لایا کہ مین محض بقصور ہون مجرم بادشاہ ہے جب دیکھا کہ فرخ سیر میرے خون سے عاجزی سکینی چہوڑ کر سخت جوابی پر آیا اسی عرصہ مین لاچین قلماق بہادر دل خان نے پیچہے سے اوسکے گردن مین تسمہ ڈالا اور لوگون نے ہجوم کر کے قتل کر ڈالا اور اوسی روز کہ اتوار اور ۱۶ محرم کی تھی بموجب اشارہ فرخ سیر کے لوگون نے قلعہ مین جاکر معز الدین کو تسمہ سے پہانسی دیکر مار ڈالا فرخ سیر دوشنبہ کے روز ۷ ماہ مذکور سنہ ۱۱۲۵ھ کو بتجمل تمام داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا حکم دیا کہ معز الدین کا سر نیزہ پر لاش ہاتھی پر الٹی ہاتھی کے دم سے ذوالفقار خان کی لاش الٹی لٹکاکر تمام شہر مین تشہیر کرین اور بعد تشہیر دروازہ قلعہ پر ڈالدین اور آصف الدولہ کو پالکی پر مع سواری

زنانہ لاش کے پیچھے پہر اکر خانخانان بہادر کے مکان مین قید کرین اور کل زر و مال ضبط سرکار ہو راجہ سبہا چند دیوان ذوالفقار خان جو کہ آدمیون سے زبان درازی کرتا تہا حکم ہوا کہ زبان کاٹی جاوے کہتے ہین کہ باوجود زبان بریدگی کے لکنت مین قاصر تہا اکثر امرا شک و تہمت سے تسمہ زیب گلوگیر کر روانہ عدم ہوے اعز الدین ولد معز الدین اور عالی تبار ولد اعظم شاہ اور ہمایون بخت برادر خورد کی آنکھین نکلوا لین اس بادشاہ کی اسقدر خونریزی سے ہر ایک نہایت مخوف ہو گیا تہا گھڑی گھڑی کی خیر مانگتا تہا

شروع ہونا منازعت کا فرخ سیر اور سادات کے درمیان مین مع دیگر حالات

جب فرخ سیر نے قطب الملک کو بنا بر بند و بست شہر قلعہ دار الخلافہ کو بہیجا لطف اللہ خان صادق کو بہی ہمراہ کر دیا قطب الملک شہر مین پہونچا دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور کل کی صدارت سید امجد خان کو مقرر کی ادہر فرخ سیر نے بعد چلے جانے قطب الملک کے دیوانی خالصہ وطن چھبیلہ رام ناگر کے نام اور افضل خان اوستاد کو صدر الصدور مقرر کیا جب بادشاہ شہر و قلعہ مین آیا اور انتظام سلطنت ملاحظہ فرمایا صدارت اور دیوانی کے تقرر مین درمیان شاہ و وزیر کے عجب گفتگو پڑی قطب الملک کا یہ کلام تہا کہ اگر آغاز کار مین میری بات مسلم نہ رہی میری وزارت کا کیا اعتبار ہوگا اور میر جملہ بادشاہ کے خاطر نشان کرتا تہا کہ ہر چند بادشاہ بندگان درگاہ کو صاحب مقدرت فرماتے ہین مگر ملازمین کو چاہئیے کہ اپنی حد پہچانے رہین فی الجملہ ہر چند وہ جہگڑا اس طرح پر فرو ہوا کہ دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور صدارت افضل خان کو دی گئی لیکن طرفین کے دلمین گرہ پڑ گئی اور اصل سبب آشفتگی ارکان سلطنت اور بدنامی قطب الملک حسین علیخان امیر الامرا اور جماعہ سادات کا یہ ہوا ہے کہ فرخ سیر مطلق عقل سے بے بہرہ اور پست ہمت و نامرد تہا کمینہ بے ہنرون کو غیر لایق انعام دیتا تہا اسی سبب سے فرخ سیر بازاریون لچّون کے روبرو مانند اعتقاد خان وغیرہ کے ممدوح تہا اور نہ لیاقت صوبہ داری کی کچہ بہی نہ تہی اور میر جملہ بنا بر کثرت طمع اور حسد کے کم لیاقتی مین کل افراد سے فوق رکہتا تہا اسد خان اور ذو الفقار خان کی سو برس کی کمائی برباد کر کے سادات کے پیچھے پڑا انہین چاہتا تہا کہ مرجع خلایق اور عمدہ سلطنت رہے اور قطب الملک بہی کثرت عیاشی سے آرام طلب ہو گیا تہا عنان اختیار راجہ رتن چند اپنے دیوان کے ہاتھہ مین پکڑا دی تہی وہ شخص بسبب استبداد رائے کے اور وزارت مین پہونچتے ہی روز بروز فتنہ و شر عداوت کرتا گیا جسکے نتیجہ سے چار سو برس کی سلطنت تیموریہ برباد ہوئی اور نیز سادات بارہہ کو داغ بدنامی لگا القصہ میر جملہ اور بادشاہ اور دیگر بدخواہون نے دونو بہائیون کے منافق ہونے مین تدبیرین کین امیر الامرا حسین علیخان بہادر کو راجہ اجیت سنگہ راٹہور کے تنبیہ کو جسنے بعد وفات عالمگیر کے جودہپور کی مسجدین کہودوا کر بتخانے تعمیر کرادیئے تہے اور بہادر شاہ مع اپنے بہائیون کے اوسکے لڑنے مین مصروف ہوا تہا اور بعد ازان واسطے استیصال جماعہ سکہان کے جنہون نے سرحد لاہور مین سرکشی کی تہی نہضت کی تہی مقرر فرمایا حسب الحکم مع بعض دیگر امرا کے

اس بدسگال کی گوشمال کو روانہ ہوا اجیت سنگہ اسکے سطوت سے گہبرا کر عیال و اطفال کو کوہستان دشوار گذار مین پہونچا کر اپنا ملک خالی کر گیا اور باوجود تحریک حسین علیخان کی لڑائی سے باز رہکر وکلاے معتبر مع تحفہ لایق کے بھیجکر مستدعی عفو جرایم ہوا اسی ضمن مین چونکہ حضور مین در اندازون نے فرخ سیر اور قطب الملک کے باہم فساد کرایا اور عبد اللہ کے قید کی فکر مین تھے اوسکی تحریرین امیر الامرا کے نام متضمن جلد واپس ہو آنیکی پہونچین ناچار حسین علیخان نے راجہ اجیت سنگہ کو اطاعت اور ارسال پیشکش اور دختر پر واسطے فرخ سیر کے راضی کیا اور اسکی تعمیل کی بعد حضور میں آیا

زیادہ ہونا رنج کا فرخ سیر اور سادات کے ہمدگر مین

جب قطب الملک وزیر اعظم اور حسین علیخان امیر الامرا تھا کوئی امر جہانداری کا مانند منصب و اضافہ وغیرہ کے بدون انکی استرضا کے ناممکن تھا اور میر جملہ کے حق مین جو صاحب دستخط تھا اکثر فرخ سیر کہا کرتا تھا کہ میر جملہ میری زبان اور ہاتھہ کا مالک ہے لہذا مردم اوس سے رجوع ہوتے اور وہ بہی انجاح مرام کار انام سے نیکنام ہوا تھا راجہ رتن چند دیوان قطب الملک کو یہ کینہ ہوا کہ کسواسطے میر جملہ سے رجوع ہوتے ہین جاری نہین کرتا تھا اور جو اس سے رجوع ہوتا اپنے اور اپنے آقا کیواسطے نذرانہ لیکر اوسکا کام انجام کرتا اس سبب سے بدنام ہوا اور قطب الملک کی حمایت سے زیادہ مغرور رہا خلق اللہ کی کامرانی جو کہ میر جملہ کرتا تھا قطب الملک اور امیر الامرا کو گران معلوم ہوتی تھی میر جملہ نے فرخ سیر کے حضور مین آکر شکایت کی کہ انکی پیشانی سے آثار نمکحرامی پیدا ہین ایسی شکایت سے فرخ سیر کو مکرر قید کرنے کی فکر ہوئی اسی فکر مین کبھی سیر باغ اور کبھی شکارگاہ کو نکلتا تھا ہر چند تمہید رنگارنگ جوڑتا مگر نامردی سے کچہ کام نکرتا تھا آخر کو خوب رنج و حسد بڑہا یہ بہی مشہور ہے کہ بادشاہ کی والدہ بسبب عہد و پیمان کے جو کہ کلام اللہ کی ضامنی سے ہوا تھا اکثر اوقات انکے ارادہ فاسدہ سے امیر الامرا اور قطب الملک کو آگاہی کر دیتی تھی اسی ضمن مین امیر الامرا نے کل ممالک دکہن کی صوبہ داری کی استدعا کی اور ارادہ کیا کہ بعد حصول مدعا داؤد خان کو بدستور سابق ذو الفقار خان کے اپنا نایب مقرر کرے اور اوس سے کسیقدر رسالیانہ ٹھہرا کر خود حضور ہی مین رہے اور بادشاہ اور میر جملہ کی یہ مرضی تھی کہ خود دکن کو چلا جائے اور اوسکو منظور تھا کہ قطب الملک کو تنہا چھوڑے آخر گفتگوے خشونت آمیز طرفین سے شروع ہوئی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ دونون بہائیون نے دربار داری سے ترک کی اپنی حفاظت کو فراہمی سپاہ اور درستی مورچال مین مصروف ہوئے بادشاہ امراے خیر اندیش میر جملہ اور محمد امین خان اور خاندوران سے خلوت مین شورہ طلب ہوا ہر روز تلون طبعی سے تدبیر اولٹی پلٹی جاتی تہین اور اس خبر کے اشتہار سے غلہ کی گرانی ہو گئی بادشاہ و وزیر کے بیچ مین پیامبرونکی آمد و رفت تھی مگر بے سود جب مدت تک یہی حال رہا والدہ بادشاہ نے قطب الملک کے مکان جاکر مطمئن کیا قرار ہوا کہ قلعہ مین سادات کا

بند وبست ہو اوسکے بعد دونون بہائی حاضر حضور شاہی ہون چنانچہ ایسی ہی تعمیل ہوئی قطب الملک اور امیر الامرا حضور مین آئے عذر تقصیر کیا اور جو شبہہ کہ بادشاہ کیطرف سے دو تین مستغنی نے پیدا کرادیا تھا بیان کر کے کمر سے تلوار نکالکر روبرو رکہدی اور عرض کیا کہ اگر تقصیر وار ہین سر و شمشیر حاضر ہے اور اگر بنا بر حقوق خدمت ہمارا قتل نامنظور ہو منصب سے برطرف کیے جاوین کہ اپنی راہ لین حج بیت الله کو سدہارین اور اگر خدمت مین رکہنا منظور ہے ورانداز ون کے کلام اور حاسدون کی سخن انگیزی پر توجہ نفرمائی جاوے آخر بنائے فساد اس پر دفع ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کا صوبہ دار ہو اور امیر الامرا صوبہ ہاے دکن کے انتظام پر رخصت ہو لہذا میر جملہ عظیم آباد کو روانہ کیا گیا ظاہر مین تو خاطر داری سادات کی ہوئی اور باطن مین گویا نائرہ فساد کو اشتعال کیا امیر الامرا کے واسطے فرمان صوبہ داری دکن صادر ہوا اور نظام الملک کے برخاستگی کو بہی دکن سے تحریر گئی نظام الملک کو حضور مین طلب کیا اور لکہا کہ داؤد خان پنی برہان پور مین جا کر انتظار امیر الامرا کا کرے جب وہ پہونچے جس کام کو حسین علی حکم دے بجالائے اوسکے استیصال مین ساعی ہو بعد فتح کل صوبہ ہاے دکن کا ناظم اور مورد الطاف شاہی ہوگا اسی عرصہ مین شادی بادشاہ کی اجیت سنگہ کی لڑکی سے ہوئی ذکر اسکا عنقریب ہوگا بالفعل حال شورش گجرات کا لکہا جاتا ہے جو کہ بسبب داؤد خان کے عدم تدین سے درمیان ہندو مسلمان کے واقع ہوا

بلدۂ گجرات مین ہندو مسلمان مین فتنۂ عظیم کا برپا ہونا داؤد خان افغان کی عدم تدین سے

سنہ احد جلوس فرخ سیر مین داؤد خان گجرات کا ناظم تھا آخر سال کو اسکی صوبہ داری مین یہ فتنہ ہوا جس رات کہ ہندو لوگ ہولی جلاتے ہین کسی ہندو نے اپنے صحن خانہ مین جو کہ مسلمانون کے گہرون سے ملحق تھا ارادہ کیا کہ ہولی جلاے مسلمان مانع ہوے ہندو نے اس زعم سے کہ اپنا گہر ہے ہولی جلائی دوسرے روز مسلمانون نے وہی حجت اپنے گہر کی ہندون پر کر کے ایک گاؤ ذبح کی تمام ہنود محلہ مسلمانون پر ہجوم کر آئے مسلمان چونکہ کم تھے بیتاب ہو کر گہرون مین جا گہسے ہندون نے ایک قصاب بچہ کو جو چودہ برس کا تھا قید کر کے گاؤ کے عوض مار ڈالا شہر کے مسلمانون نے جب یہ دیکہا نداے عام دی ہزار ہا پٹہان جو داؤد خان کے ملازم تھے مع سکنہ شہر کے بے اجازت داؤد خان کے قاضی کے مکان پر آئے قاضی نے داؤد خان کے خوف سے جسکو رعایت ہندون کی منظور تھی دروازہ بند کر لیا لوگون نے قاضی کا دروازہ توڑ کر گہر مین آگ لگا دی اور شریعت پناہ کو ہمراہ لیکر دوکانات پہانک چوک سے آگ لگانا شروع کر دیا رفتہ رفتہ کپور چند جوہری کے مکان پر جو داؤد خان کا مصاحب تھا چڑہ گئے اسنے اپنے محلہ کا دروازہ بند کرا کر بر قند ازون کو لڑنے بہیجا طرفین سے چند لوگ مارے گئے شدت فساد سے

چند روز تک شہر کی دوکانات بند رہین جب مسلمانون کے خاطر خواہ تدارک ہوا جب عبد العزیز عبد الواحد شیخ محمد علی واعظ جو کہ
فضیلت پناہ تھے مع مسلمانان شہر وغیرہ کے استغاثہ کے واسطے روانہ بیت الخلافہ ہوے جب شاہجہان آباد آئے
راجہ رتن چند نے بمقتضاے ہم مذہبی کے مسلمانون کو قید کیا اونکی فریاد کسی نے نہ سنی خواجہ محمد جعفر درویش
جو کہ صمصام الدولہ خاندوران کا حقیقی بہائی تھا اونکے حالات پر مطلع ہو کر خاندوران کی وساطت سے مسلمان
محبوس کی رہائی مین ساعی ہوا شیخ محمد علی واعظ زیر احسان محمد جعفر ہوا اکثر رابطہ اتحاد بڑہانے کو خواجہ مذکور کی
مجلس مین جاتا تھا اور اشعار حمد و نعت قوالون سے گواتا اور نہایت رغبت سے سنتا اور ہر وقت وعظ کے
حمد و نعت کے بعد چند فقرہ آئمۂ اثنا عشر کے مناقب مین زبان پر لاتا اسی وجہ سے شاہجہان آباد مین بہی
مفسدہ ہوا چاہتا تھا مگر بخیر گذشت انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جاویگا چونکہ اجیت سنگہ نے اپنی دختر نیک اختر
کی سفارش کامل کی تھی شقہ بادشاہ کے جو متضمن قتل امیر الامرا تھے دکھلائے امیر الامرا شقہ ہاے شاہی
لیکر رانی کے احترام مین متعہد ہوا ہنگام تجدید عہود کے وہ شقجات بادشاہ کو دکھا دیے اسکی بہی عذر خواہی
ہوئی جب رفع کدورت ہوگئی جشن شادی مقرر ہوا یہ بات ٹھہری کہ بعد فراغت امیر الامرا بہی عازم دکن ہون کو

جشن شادی بادشاہی دختر راجہ اجیت سنگہ سے

محمد فرخ سیر نے حکم تیاری سامان نشاط فرمایا کارپردازان نے جھٹ پٹ اہتمام کردیا ادہر سے امیر الامرا
نے اسباب شادی دختر حسب رسم ہنود سرانجام کیا اوس شان و شوکت سے یہ شادی ہوئی کہ ہند اور دکن مین
کسی راجہ اور بادشاہ کے عہد مین نہوئی تھی شب پنجشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷ ہجری کو بادشاہ امیر الامرا کے مکان پر
آیا عقد نکاح پڑہایا چراغون کی روشنی آرایش کی زیبائی آتشبازی کی لوجسقدر تھی اس صحیفہ مختصر مین گنجایش پذیر نہین ہوسکتی

ذکر مناقشہ شیخ عبد اللہ ملتانی اور خواجہ محمد جعفر کا

اس عرصہ مین شیخ عبد اللہ نامے ملتان سے دار الخلافہ مین آیا مسجد جامع مین وعظ کہا کرتا تھا اسکا معرکہ
رونق افروز ہوا کسی روز محمد جعفر کے دیکھنے کو گیا دیکھا کہ بعض مرید اوسکے پابوس ہو رہے ہین اور قوال لوگ
ابیات منقبت پڑہ رہے ہین شیخ کو ابیات مناقب کا سننا گران ہوا نصیحت کرنا شروع کی کہ سجدہ علاوہ خدا
کے دوسرے کو کرنا درست نہین اور سرود سننا بہی شرع مین ممنوع ہے اور استماع مناقب اہل بیت پیغمبر
صلعم بدون ذکر نام اور اصحاب کرام کے خلاف آئین اسلام ہے خواجہ نے درجواب کہا کہ فقیر لوگ بجز خدا
کے دوسرے کو جانتے نہین پس کیونکر دوسرے کو سجدہ کرینگے جن لوگون کو جوشش حقیقی ہے ہر جگہہ

زمین بوس ہوتے ہین ہمارا کیا قصور ہے بہری یار کی ہر جگہہ رنگ و بو ہے ۔۔ جدہر دیکہتا ہون اودہر تو ہی تو ہے ۔۔
قوالون نے جو کچہ اپنے استاد سے پایا گاتے ہین مجکو منع سے کیا سود اب تم جو اشعار مناقب صحابہ کی تبلادوگا یا کرین اس جواب
سے شیخ نے سمجہا کہ مذہب تشیع کی طرف مایل ہے آزردہ ہو گیا اور جامع مسجد مین مشغول وعظ کہا کرتا کہ جناب امیر المومنین
علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا داخل آل عبا نہین اور علوی کو سید لکہنا چاہیے اور پنجتن پاک جو کہتے ہین خلاف عقیدہ اہل سنت
ہے کیونکہ دوسرے صحابہ کیا ناپاک تھے اسیطرح مذمت مذہب امامیہ کی کیا کرتا خواجہ جعفر نے اطلاع پاکر پیغام دیا کہ وعظ
مین ایسی قیل و قال برخلاف رسم مذہب اہل سنت وجماعت کی ہے اگر فقیر خانہ مین آئیے یا دوسری جگہہ تجویز فرمائیے
روبرو فضلا کے کلام شریف مین دلیل کیجاوے جو کچہ آپکو دعوے ہوا زروے کتب تصدیق کیجیے شیخ عبید اللہ نے
درجواب کلمات سخت کہلا بہیجے اتفاقاً اسی قربت مین چند مغل زادہ باوضع مع تسبیح اور خاک کربلا گردن اور
بازو مین لگائی جب وہ وعظ کہہ رہا تہا بہیئت مجموعی حاضر مجلس ہوے اور نگاہ بد سے جانب شیخ نظر کرنے لگے اور
تین ہزار آدمی اوسکے پیرو کار جو وعظ سن رہے تھے اس خیال سے کہ فرستادہ خواجہ قتل واعظ کو آئے ہین کلمات
زدنش زبان پر لائے مغل زادون کو تاب نہ آئی مسجد سے نکل پڑے اونکے پیچہے ایک ہندو اجل رسیدہ
سپاہی وضع جو وعظ سننے کو آیا تہا اکر لوٹ گیا ایک مغل نے اس گمان سے کہ اونہین کے ساتہیون مین سے
ہے اوسپر حملہ کیا ہندو مذکور کو لوٹا اور موذن کو مار کر خود مارا گیا دو تین روز تک اوسکی لاش اسی تحقیق کو
زیر مسجد پڑی رہی کہ کسکی لاش اور بہیجا ہوا کسکا ہے بعض متعصبان اور ہوا خواہان شیخ عبید اللہ نے بوسیلہ بعض
مقربان درگاہ استغاثہ کیا کہ خواجہ کی یہ مراد ہے کہ اباحیت کے دین مین خلل انداز ہو اور بہادر شاہ کے عہد مین کلمہ
وصی سے جو ہنگامہ ہوا تہا اسحال احتمال زیادہ تر ہے لہذا لازم کہ خواجہ کو شہر بدر کرایا جاوے شاہجہان آباد
کی گذرگاہون اور بازارون مین جہان مناقب ایمہ طاہرین پڑہ کر اونکے فضایل بیان ہوتے تھے اس واقعہ کے
بعد ورق اولٹا بجز ذم روافض کے زبان پر نہ آتا تہا فرخ سیر نے شریعت خان کے ساتہ جو کہ قاضی حضور تہا
اس بارہ مین سوال کیا قاضی نے کہا کہ خواجہ کی بد اعتقادی شرعاً ثابت نہین ہوتی اور جو کچہ شیخ عبید اللہ نے
کہا ہے مطابق کتب معتبرۂ اہل سنت کے نہین ہے مگر رفع گفتگو کو اگر خواجہ نقل مکان کرین مضایقہ نہین
خاندوران نے اس بات مین جو کچہ مناسب تہا خواجہ کی جناب مین عرض کر کے صلاح دی کہ چندے مزار خواجہ نظام الدین
پر ٹہہرے تاکہ معاندان کی زبان ساکن ہو اور شیخ عبید اللہ کو کہا کہ کس مدعا سے اس شہر مین آیا اور بعد دریافت
مدعا دو تین روز سرانجام کر کے روانہ ملتان کیا

عبد الصمد کا بندا پیشواے فرقہ سکہان پر فتح پانا اور اس فرقہ کا مجمل حال

سال پنجم جلوس مین مطابق ۱۱۲۸ھ ہجری عبد الصمد کے زور بازو سے بندا نام اپنی سزا کو پہونچا تفصیل یہ ہے کہ فرقہ سکہہ

جو گرو گوبند کے پیرو اور ابتداے تولد سے بال نہین منڈواتے اکثر سیہ پوش او مسلح رہتے ہین ہرچند فرقہاے مختلف سے ہون مگر جبکہ راہ اختیار کی ہرگز بموجب قاعدہ دیرینہ ہنود کے ہمدگر مین احتراز او پرہیز نہین کرتے اس مذہب کی پیدایش عہد عالمگیر کے آخر مین ہوئی موجد اسکا گورو گوبند ہے جو نانک شاہ فقیر مشہور کے خلفا مین ہے مجمل احوال نانک شاہ کا یہ ہے کہ اسکا باپ بقال قوم کہتری سے تھا عہد طفلی مین یہ شخص حسن فصاحت مین کیقدر استعداد خداداد رکہتا تھا سید حسن نامی درویش صاحب کمال نے اسپر نظر توجہ فرمائی تربیت کرنے لگا اسکے فیض سے فی الجملہ شعور و دانش حاصل ہوا اکثر حقایق او معارف پر اطلاع حاصل کی اور تعصب بزرگان چہوڑکر اونہین بزرگان تصوف پسند کا قول زبان پنجابی مین بذریعہ دوہرہ موزون کرتا تھا اوسکے شعر و کلام موزون ہوکر ایک کتاب بنی جو گرنتہہ کے نام سے مشہور انام ہے اور اعتبار و کثرت بابر شاہ کے عہد مین میسر ہوا اس شخص کا گرنتہہ آجتک تعظیم تکریم کے ساتہہ پڑہا جاتا ہے از بسکہ کیفیت سے خالی نہین مقبول خلق خدا ہے اس مت کے فقیر اکثر مشابہ مسلمان ہندی فقیرون سے ہوتے ہین اور اب بہی یہی صورت ہے اکثر مقامات پر ان لوگون کا ٹہکانا ہوتا ہے جسے اپنی اصطلاح مین سنگت کہتے ہین اور اوس سنگت مین ایک مرشد اور اوسکے مرید ہوتے ہین بابا نانک کی اولاد دو لڑکون سے ہے سری چند او لکہمی چند لکہمی چند دنیاداری مین پہنچا سیر و شکار کی توجہ ہوئی اتبک اوسکی اولاد ہے اور اسکے خاندان مین صاحبزادگی ہے سری چند نے درویشی اختیار کی زن و فرزند سے گریزان اور باپ کی جگہہ پہ بیٹہا او سجادہ نشینی بہی نہین کرتا تہا ظاہرا ے نانک شاہی جو مسلمانی ہندوستانی فقیرون سے مشابہ ہین اوسکے پیرو ہین ایک خدمہ نانک شاہ کا انگہ نام بجاے نانک شاہ کے سجادہ آرا ہوا ۱۳ برس تک سجادہ پر رہا چونکہ لاولد تہا اور اپنے مرید کو اپنا وارث کیا اسنے بائیس برس زندگی پائی باوجود اولاد اسنے اپنے داماد رامداس نام کو گدی دی سات برس زندگی نے وفا کی بعدہ اوسکا لڑکا گورو ارجن پچیس برس باپ کی جگہ مسند آرا رہا بعدہ اسکا بیٹا گورو ہرگوبند اڑتیس برس سال مرجع مذہب رہا بعدہ گورو ہرراے نبیرہ ہرگوبند بسبب مرجانے باپ دادے کے جگہ پر سترہ برس مرجع مذہب رہا بعدہ اسکا فرزند گورو ہرکشن خورد سالی مین گدی پر بیٹہا تین برس زندگی کی بعدہ تیغ بہادر ولد گورو ہرگوبند گیارہ برس ہنگامہ آرا رہا عالمگیر کا قیدی ہوا [illegible] ہجری مین مطابق سنہ عالمگیری کے حسب الحکم بادشاہ کشتہ ہوا اور گوبند ولد تیغ بہادر بجاے پدر مسند آرا ہوا مدت تک ریاست کا سجادہ نشین ہشتم کے جسکا نام تیغ بہادر تہا بہت سے پیرو کار پیدا ہوے صاحب اقتدار ہوگیا کئی ہزار آدمی اوسکے ہمراہ گہومتے تہے اسکا ہم عصر حافظ آدم نام فقیر جو کہ شیخ احمد سرہندی کے مریدون مین تہا اکثر لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے اب دونون نے جبر و تعدی سے اندرز شروع کر دیا تیغ بہادر ہندؤن سے اور حافظ آدم مسلمانون سے روپیہ لیتا تہا وقایع نگارون نے عالمگیر کو لکہا کہ دو فقیر ایک ہندو دوسرا مسلمان ایسی ایسی حرکات کرتے ہین کیا عجب کہ اگر قدرت حاصل ہو جاے خروج پر آمادہ ہون

عالمگیر نے اس خبر سے حاکم لاہور کو فرمان بھیجا کہ دونوں کو گرفتار کرکے حافظ آدم کو اٹک اور بیٹیا ورکے اوسطرف چھوڑ دین اور یہ لکھین کہ پھر اسطرف عود کرسکتا ہے اور تیغ بہادر کو قید رکھین حسب الحکم تعمیل ہوئی مگر تیغ بہادر کے ہمراہی فقیرانہ وضع سے گھومتے تھے جب عالمگیر نے رحلت کی اور بہادر شاہ کو سلطنت ملی اخیر عہد عالمگیری مین گورو گوبند تیغ بہادر نے باپ کی جگہ پر مسند آرا ہوا مشیران مذہبی کو آہستہ آہستہ سے فراہم کیا اور سلاح اور گھوڑی فراہم کرکے ہمراہیون کو حصہ لگا دیا کسیقدر ہاتھ پیر نکالنے لگا ہو جب حکم شاہی فوجدار لوگ اوسکے تنبیہ پر آمادہ ہوئے اوسنے بھاگ کر پناہ لی دو لڑکے اوسکے قید ہو کر مارے گئے جب چاہا کہ اپنے عیال و اطفال کے پاس پہونچے حکام شہر ندا کے سبب سے عبور مشکل ہوا بعض افاغنہ سے یہ وعدہ ہوا کہ اگر مکان پہونچا وین زر خطیر معاوضہ مین دیا جائے افاغنہ ذانکو اپنے طریق پر لباس پہنا کر اور ڈاڑھی مونچھ کی وضع بنا کر راستہ مین ہا حضرم لے چلے جو کوئی پوچھتا کہتے ہمارا پیر راجہ ہے جب جائے معہود مین پہونچے اور دلجمعی حاصل ہوئی اگلا چال چلن اختیار کیا اور اپنی مریدون کو بہی اُبھار کیا کسیقدر بیہوشی طاری ہوئی اور اسی حال مین انتقام فرزندان کے گھات مین رہکر جان بحق ہوا اسکے بعد بندا بجائے گورو گوبند کے خاندان افروز ہوا اسکو بڑا اقتدار حاصل ہوا چونکہ اسکے دل مین قتل تیغ بہادر اور گورو گوبند کی اولاد کا تھا مسلمانون کے سر پر تباہی لانا شروع کی جسے پایا قتل و خوار کرتا حتی کہ مسلمانی حاملہ عورتون کے شکم سے بچہ نکال کر مارتا بہادر شاہ نے یہ بدعت سنکر فوج شاہی تادیب کو مامور فرمائی یکبار خانخانان منعم خان نے تیس ہزار سوار سے کوہ گڑہ مین محصور کیا لیکن مہم کی خوش انجامی نہوئی دوسری مرتبہ محمد امین خان و اعز خان و رستم دلخان وغیرہ نے محصور کیا الا ناکام رہے بندا بہت کم فوج شاہی سے مقابل ہوتا تھا اکثر بطور قطاع الطریق کے گھوما کرتا تھا جہان قابو پاتا استیصال اسلام مین قصور نکرتا ہنوز جھگڑا تمام نہوا تھا کہ بہادر شاہ نے دنیا کے جھگڑے سے خلاصی پائی لاہور مین جیسا کہ ذکر ہوا شاہزادون کے باہم مقابلہ رہا کسی ڈسکھونکی خبر نلی اس سبب سے بندا کا اور بہی اقتدار ہوا جب معزالدین مارا گیا اور فرخ سیر کے قبضہ مین عنان سلطنت آئی تنبیہ بندا کے واسطے مسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم کیا مسلم خان اوسکے لڑنے کو نکلا مگر شکست کہا کر لاہور کو واپس ہوا اب بندا کو نخوت ہوئی بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مسلمان آزاری پر کمر باندہی اسی عرصہ مین بایزید خان نام فوجدار سہرند بارادۂ دوستگی بندا کے قصبہ مذکور سے برآمد ہوا اپنے لشکر مین ٹہر اتھا دنماز مغرب کے وقت چند آدمیون کے ساتھ خیمہ علیحدہ مین نماز پڑہ رہا تھا کہ کسی سکھ نے صبح کے وقت عین غفلت مین خیمہ مذکور مین آکر بایزید خان کو مار ڈالا اور خود صحیح و سالم ہمراہیون سے جا ملا جب یہ خبر حضور مین آئی عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ تورانی صوبہ دار کشمیر کو حکم ہوا کہ بندا کی بیخ کنی کرے اور لاہور کی صوبہ داری اسکے لڑکے زکریا خان کو عطا ہوئی فخر الدین خان ولد اعتماد الدولہ محمد امین خان و اعز خان وغیرہ فوج مغلیہ اور رسالہ شاہی اور راجہایان

اور توپخانہ وغیرہ اوسکی مدد پر تعینات ہوے عبد الصمد خان بموجب ورود حکم وسند عازم لاہور ہوا عارف خان اپنے چیلہ کو شہر کی نیابت پر بھیجا اور خود مع فوج سیر و شکار کے اوسکی لڑائی کو روانہ ہوا فوج ولایتی نے اپنے تیز سر چنگال سے بندا کو خوب نوچا بندا نے وہ تیز دستی دکھلائی جس سے یقین تھا کہ قریب مغلون کی شکست ہو لیکن فضل الٰہی نے اپنا کام کیا کہ وہ قصبہ گورداس پور مین جہان اوسکا مسکن اور آبادی اور اسباب سے معمور تھا پہونچکر محصور ہوا عبد الصمد خان نے ایسا سخت محاصرہ کیا کہ ایکدانہ قلعہ مین پہونچنے کی راہ نتھے جب مدت گذری اور انبار خانہ مین کچھ باقی نرہا ناپاکی ماکولات سے گہوڑے گدہے گای وغیرہ ممنوعات مذہبی کہانے لگے لیکن تعصب کے زور سے اعانت نامنظور تھی جب کہ تعفن بہی حد درجہ کو پہونچی بعضے گرسنگی اور اخیر کے مرض مین رگہرا کے ملک فنا ہوے اور اکثرون نے استدعاے امن و امان اور لشکر مین آنے کی کی عبد الصمد نے ایک نشان میدان مین گاڑ دیا اور حکم فرمایا کہ بے سلاح اوسکے نیچے جمع ہون بیچارون نے چار ناچار قبول کیا حاضر آئے بعد احضار عبد الصمد نے سب کو قید کرکے سرداران لشکر کے حوالہ کیا کہ اونہون نے گورداس پور کے نیچے جو دریا بہتا تھا اوسکے کنارے ہر ایک کو دریاے عدم کے کنارے لگایا اور اوس فرقہ کے روسا اور مشاہیر کو سنگلی پہنا اونٹون پر سوار کرا کر کاغذ کی ٹوپی سر پر اور پیرون مین زنجیر و سلاسل ڈالکر قاصد لاہور ہوا اسی صورت سے اون مغرورون کو در پیش سواری لیے ہوے داخل شہر ہوا باسرند خان کی مان جو لاہور مین تھی اس خبر سے شاد ان ہوئی اور سر راہ چہت پر بیٹھی آدمیون سے کہا کہ جب میری لڑکے کا قاتل کہ جسنے اپنی قوم مین نارسنگہ نام پایا ہے آے مجھے تبلا دیجیو جب وہ آیا لوگون نے اوس ضعیفہ کو خبر دی اوسنے عداوت کی راہ سے جب وہ نزدیک آیا ایک پتہر اوسکے سر پر بارادہ پتہر کے گاتے جان سے درگذرا عبد الصمد نے اس خبر کے سنتے ہی سکہون کو گہوڑے گدہے کی جہولین پہنا کر مخفی کیا تا کہ اکثر مار جانے سے محفوظ رہین اور سر بادشاہ کے حضور مین لیجاے اور چند روز کے بعد بدستور اون لوگون کو قمر الدین خان ولد محمد امین خان اور اپنے لڑکے زکریا خان سکے ہمراہ دار الخلافہ کو روانہ کیا جب شاہجہان آباد کے نزدیک پہونچے فرخ سیر نے اعتماد الدولہ محمد امین خان سے فرمایا کہ بیرون شہر جا کر بندا کو سینہ کلاہ اور رو سیاہ کرکے سواری فیل اور دوسرون کو اونٹ اور گدہون پر اور سرون کو نیزہ پر رکہکر شہر مین لائے بعد احضار کے بندا کو مع دو لڑکون کے حکم حبس ہوا اور دوسرون کے نسبت ارشاد ہوا کہ روزمرہ سو نفر ایک دوسرے کے روبرو چبوترے کوتوالی اور راستہ بازار مین قتل ہوا کرین حسب الحکم تعمیل ہوئی عجب بات یہ ہوئی کہ مرنے کیواسطے ایک دوسرے پر تفوق چاہتا تھا بلکہ جلاد کی منت کرتے تھے جب وہ گروہ مارا گیا بندا کے لڑکے کو اوسکی زانو مین اوسکے ہاتہ سے ذبح کرایا آخرکار زنبور آہنی گرم کر کر اوسکے بدن کو داغ دیا اور بنہایت تکلیف سے جان لی گئی کہتے ہین کہ محمد امین خان نے پہر اس سے کہا کہ تیرے چہرہ سے آثار خردمندی کے نمایان ہین یہ کیا تیرے دل مین آئی کہ

چند روز سے دنیا و آخرت کا وبال لیا بندا نے دیجواب کہا کہ جب تمرد اور عصیان خلق اللہ کی حد سے گذرتی ہے فساد تدبیر مجہہ آپسے ظالم کو اختیار مین اوسکی مکافات دیتا ہے اور اس حیلہ سے جزا دلاتا ہے بعد ازان تم ایسے سے اوسکی سزا دلاتا ہی

کوچ کرنا امیر الامرا حسین علی خان بہادر کا دکن کو اور داؤد خان پنی پر فتح پانا

قبل اسکے مذکور ہوا ہے کہ امیر الامرا نے بعد روکنے میر جملہ کے حضور سے عزم دکن کیا تھا چند روز بعض مرادون کو متوقف رہا بعد فراغ کل امور کے عازم دکن ہوا بادشاہ کو عرضداشت کی کہ اگر قطب الملک کے ساتھ کسیطرح کی بدمعاملگی یا بر خلاف نمائی ظہور مین آئی بیس روز کے عرصہ مین بندہ حاضر درگاہ ہو جائیگا بعد رخصت امیر الامرا کی بادشاہ نے داؤد خان کو جو صوبہ دار احمد آباد اور افغان شجاع مین تھا اور دکن کے سرداران مرہٹہ سے نہایت اتحاد رکھتا تھا صوبہ داری برہانپور پر مقرر کیا اور متواتر حکم بھیجا کہ برہانپور مین آکر امیر الامرا حسین علیخان کی اطاعت نکرے بلکہ اوسکے استیصال مین ساعی ہو درصورت تعمیل حکم کے دکن کی کل صوبہ داری عطا ہوگی داؤد خان نے برہانپور پہونچکر دم استقلال مارا امیر الامرا نے آگاہ ہوکر پیغام دیا کہ چونکہ کل صوبجات دکن کے ہمسے متعلق ہین لہذا لازم ہی کہ جادہ فرمانبری سے منحرف ہو کر استقبال کو آوے ورنہ بادشاہ کے حضور مین چلا جاوے اور فتنہ و فساد برپا نکرے داؤد خان نے ان دونون باتون سے انکار کرکے برہانپور سے برآمد ہوا اور باہر خیمہ کہڑا کرکے امیر الامرا کی اطاعت سے صاف باغی ہو گیا اور سرداران مرہٹہ سے ایک شخص بہاجی سندیہ بہادر شاہ کے زمانے سے ہفت ہزاری تھا اور پرگنات پر حاصل اورنگ آباد کی اوسکی جاگیرین تنخواہ تھی بلایا اور وہ حاضر ہوکر خیمہ زن ہوا سنہ ۴ جلوس واقع رمضان کو امیر الامرا نے پہونچکر پند و نصیحت فرمائی مگر سودمند نہوئی نوبت شمشیر پہونچی امیر الامرا نے بیس ہزار سوار سے صف آرائی کی اودہر سے داؤد خان مع ہمراہیان رستمی فروش کے نمودار ہوکر رزم کنان ہوا ایک بھاری لڑائی بزور آزمائی ہوئی طرفین سے جوانمردی دکھلائی گئی بے سر دیا سر مراد تاوے جاتی تھی مردان جرار زخمہاے خونبار سے رشک گلزار تھے بدنہاے نازپرور نے گرانی روح سے سبکدوشی پائی سر دن نے نیزون پر چرہائی کی گردنین تلوار سے رسائی پائی داؤد خان نے دعوی مقابلہ مین فیلبانان کو حکم دیا کہ امیر الامرا کے ہاتھی کے برابر لیجاے لہذا باوجود مارے جانے ہیرامن ہراول کے داؤد خان امیر الامرا کے توپخانہ پر گرا حسین علیخان کے لشکر مین قیامت برپا ہوئی سیکڑون تہ تیغ ہوے داؤد خان چند نفر کے جو پاے امیر الامرا تھا دو تین سو پٹھانون سے تیر افگنان چلا آتا تھا ہر گوشہ مین امیر الامرا کی تلاش تھی قصد یہ تھا کہ بہر صورت حسین علیخان بہادر تک پہونچے امیر الامرا کے لشکر مین عجب تہلکہ پڑگیا تھا رستم بیگ اور محمد یوسف داروغہ توپخانہ اور رسالت خان وغیرہ نے جانفشانی کی اور خانزمان و عالم علیخان مع دیگر امرا کی

مجروح ہوئے اس لڑائی مین میر مشرف جو کہ امیر الامرا رفیق اور عمدہ سردار تھا اور اوس روز سراپا آہنی پوشش ہوا تھا داؤد خان کے مقابل ہوا داؤد خان نے تیر چلایا اور چلایا کہ عورات کے طرح سے کیا منہہ چھپایا ہے چہلم اوٹھا تا کہ چہرہ نظر آئے یہ سخن اس سبب سے تھا کہ خود بذاتہ زرہ وغیرہ نہ پہنے تھا وہ تیر آیا سخت گلے مین چیان ہوا کہ بڑے وقت سے نکلا اور میر مشرف سرنگون ہودج مین گر پڑا داؤد خان کے فیلبان نے دو تین کچاٹ میر مشرف کے بیٹہ پر اس چالاکی اور چستی سے مارے کہ تا حیات ہر مجلس مین یاد کر کے ذکر کرتا تھا اوسیوقت میر مشرف کے فیلبان نے اپنا ہاتھی علیحدہ کیا اس صدمہ عظیم کے دیکھنے سے تمام فوج امیر الامرا کی اس خیال مین ہوئی کہ میر مشرف کا کام تمام ہوا داؤد خان قریب امیر الامرا کے پہونچا نہایت ہراس پیدا ہوا نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو بلکہ اکثر کنارے ہوئے بجز سرداران جانباز کے جمع غفیر کے پیر اوکھڑ گئے اس زد و خورد مین داؤد خان گولہ کے ضرب سے جان بحق تسلیم ہوا فیلبان نے اوسکے مرنے پر مطلع ہو کر ہاتھی کو پھیرا باقیماندون نے راہ فرار لی امیر الامرا نے شادیانہ بجائے داؤد خان کے سواری کا ہاتھی دوبارہ طلب کیا جب حاضر آیا اوسکی لاش کو ہاتھی کے دُم سے باندہ کر شہر مین گشت کرایا اور پیناجی سندہیہ جو کہ میدان سے بہاگ کر طرفین مین سے کسی ایک کی فتح کا امیدوار تھا اوائے مبارکباد کو حاضر ہوا اور نذر تہنیت پیش کی اوسکے ہمراہیون نے داؤد خان کا مال و اسباب خوب لوٹا اور اوسکے گھوڑے ہاتھی امیر الامرا کے سرکار مین ضبط ہوئے اونمین سے چند فیل مدت کے بعد حضور شاہی مین پہونچے

نقل عجیب

کہتے ہین کہ صوبہ داری گجرات کے زمانے مین کسی زمیندار کی لڑکی مسلمہ ہو کر داؤد خان سے منعقد ہوئی تھی اوسے سات مہنے کا حمل تھا جب واقع داؤد خان پر گذرا بروقت رخصت داؤد خان کے اوسکا جمدہر لے لیا تھا جب یہ بد خبر پائی اس احتیاط سے اپنا پیٹ چاک کیا کہ بچہ صحیح و سلامت امانت چھوڑا جب امیر الامرا کی فتح کی خبر فرخ سیر کو پہونچی بڑا رنج ہوا قطب الملک سے فرمایا کہ ایسے سردار شجاع نامی کو بیجا قتل کیا اوسنے عرض کی کہ اگر میرا بہائی مارا جاتا تو کیا موجب رضا ے حضرت تھا

بہاگنا میر جملہ کا صوبہ عظیم آباد سے بسبب بے عقلی و نامردی کے اور نفاق شدید پیدا ہونا سادات اور فرخ سیر کے ہمدگر

فرخ سیر نے اوایل سال پنجم اپنے جلوس کے حکم دیا تھا کہ اٹھہ ہزار سوار نوکر ہون اور تا تقرر جاگیر مقرر ہوا تھا کہ پچاس روپیہ ماہہ نقدی لیا کرین یہ کردہ سال بھر کی طلب سرکار مین رکھتے تھے اور کوئی فقط جاگیر کی امید

خدمت گذار تھے ناگہان انکی برطرفی کا حکم ہوا بخشیون نے اوس گروہ کو جواب دیا اور نہین دنون مین میر جملہ جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا اسکی بد انتظامی و بے تدبیری سے سپاہ کی طلب نملی جماعہ مغلیہ نے رعایا پر جور و جفا شروع کی میر جملہ کی بڑی بدنامی ہوئی باوجودیکہ بہت سا روپیہ خزانہ سرکاری سے خرچ کیا مگر تنخواہ سپاہ کینہ خواہ کی بیباقی نکر سکا لاچرم اپنے ملازمان سے پوشیدہ محافہ مین بیٹھکر دار الخلافہ کو بھاگا اور عظیم آباد سے پندرہ روز مین وقت شب قلعہ شاہی کے دروازہ پر پہونچا اتفاقاً اون دنون مین خبرین متوحش مشعر فتح کرنے قطب الملک کے اوڑی تھین اور فی الحقیقت بادشاہزادہ بدی کا سادات سے رکہتا تھا اور عوام مین شہرت تھی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو بھی اس کام کے لیئے طلب کیا تھا اسی وقت مین آپہونچا پس یا دہتر بادشاہ کی بدنامی اور میر جملہ کی مطعونی ہوئی میر جملہ اس حرکت سے خوفزدہ ہوکر آیا قطب الملک کے پاس جاکر عجز وانکسار کیا اور عفو جرایم کا خواستگار ہوا لیکن یہ سب باتین مکر وفریب تجویز ہوئین تاکہ وزیر امیر ہو ہمیشہ آٹھہ ہزار سوار مع دیگر مغل کے جو برطرف ہوگئے تھے فراہم ہوکر محمد امین خان بخشی اور خاندوران نایب امیر الامرا اور میر جملہ کے مکان پر جاکر تقاضاے طلب کرتے تھے ان لوگون کے ہتیار بند امراے مذکور کی حویلی پر جانے سے لوگون کو شک ہوئی کہ فتنہ جویون کی سازش سے ہے ایسے شور شون سے قطب الملک فوج جمع کرنے مین مصروف ہوا اسکا بھائی عزت خان جو اوسوقت مین نارنول کا فوجدار تھا مع فوج بارہہ تازہ لازم کے قطب الملک کے پاس آیا پانچ چھہ روز تک برخاست شدہ اور مغل کے افواج کا ہجوم بازار مین تھا قطب الملک کے بھی سردار لوگ مسلح پھرا کرتے تھے میر جملہ نے از بسکہ خوف کھایا محمد امین خان کی پناہ مین جا چھپا سررشتہ کار ہاتھہ نہ آتا تھا ہر طرف سے گھبرایا تھا باوجودیکہ میر ذو الفقار خان بہادر اور حسین علیخان بہادر اور قطب الملک سے دعوے برابری تھا مگر نامردی سے گھبرایا سب کچھ بھولا چار ناچار فرخ سیر نے رفع اتہام کے لیئے میر جملہ کو معتوب اور صوبہ عظیم آباد سے بدل دیا سربلند خان عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور میر جملہ نے پنجاب کو رخصت پائی چونکہ باطن صاف نتھا مکر و فریب کا خیال دلون سے دور نہوتا تھا جسوقت بادشاہ سیر وشکار کو جاتا قطب الملک کو پکڑنے کا غلغلہ پڑجاتا اور قطب الملک متوحش فوج کی بھرتی مین مصروف تھا

جملتہ الملک اسد خان آصف الدولہ وزیر عالمگیر کا انتقال کرنا

فرخ سیر کے چھٹہوین جلوس کو مطابق ۱۱۲۹ ہجری کے اسد خان آصف الدولہ جو رانوے برس کا ہوکر جنت کو راہی ہوا یہ شخص خاتم الامراے ہند تھا صفات حمیدہ اور مراحم اخلاق اور علو قدر وغیرہ جو کچھ چاہئے رکھتا تھا آخیر وقت تک کسی لعراسکے لیے دست بسر ہوا کافہ انام اوسکے مشکور رہتے تھے دنیا مین نیکنامی سے بسر کرتا گیا عمدہ بات یہ ہے ؎
اسطرح جی کہ بعد مرنے کے ٭ یاد کوئی تو لوگ آگاہ کرے ٭ مشہور ہے کہ ذو الفقار خان امیر الامرا محمد فرخ سیر کے

ملازمت کو راضی تھا بلکہ دوبارہ ڈھونڈ اتفاق معز الدین ارادہ جنگ رکھتا تھا بعد اصرار پدر کے ملازمت مین آیا جب ذوالفقار خان کی توسل سے ملاقات کرنے مین فرخ سیر کی بیرحمی سے مقتول ہوا اس شخص ذوانیے بیٹے کے مرنے کی تاریخ کہی ذوالفقار خان کا نام اسمعیل اور اسد خان کا نام ابراہیم تہا ۵ ہاتف شام غریبان باد و چشم خونفشان + گفت ابراہیم اسمعیل را قربان نمود کہتے ہین کہ اس شخص کے مرض الموت مین فرخ سیر نے کسی معتمد کو عیادت اور معذرت کے لیے بہیجا کہ افسوس تمہاری قدر نجانی اب بجز ندامت کے کیا حاصل اگر دربارہ سادات کے کوئی صلاح دیجیے اشفاق سے بعید نہو گا اوسنے جواب دیا کہ تسے غلطی عظیم واقع ہوئی جسطرح ہمارا خاندان برباد ہوا ہے اوسکا عوض پاتی ہو اب جسقدر ممکن ہو سادات کے ساتھ سلوک زیادہ کر رنجیدہ نکرنا کہ تمہارے قبضۂ اختیار سے عنان اقتدار جاتی رہی ہے

زیادہ ہونا منازعات کا بادشاہ اور سادات مین

فرخ سیر مصاحبان ہواخواہ کے شورہ سے جسکو چاہتا مالک دکن کی خدمت و منصب عطا فرماتا امیر الامرا اس موجب اپنے سستی کا سمجھکر بطائف الحیل مین ٹالکر کچہ دخل ندیتا اور اونہین خدمات پر اپنے ہمراہیون کو بہیجتا اس وجہ سے عناد کی افزائش ہوتی گئی حضور مین بہی قطب الملک کے ساتھہ یہی معاملہ ہوا کرتا راجہ رتن چند قطب الملک کا دیوان اپنے آقا کی حمایت مین مغرور ہو کر کل دفتر بادشاہی مین دخل دیتا اور متصدیان حضور کو کچہ بھی دخیل نہونے دیتا تھا مالی و ملکی مقدمات مین دیوان خالصہ و تن مخصوص بیکار ہوا اجارہ محالات کا رتن چند کی تجویز سے ہوتا تھا اعتصام خان جو خاندران کی تجویز سے دیوان خالصہ ہوا تھا اور رائے رایان جہان شاہی کو جسے دیوان تن کیا تھا دونون ناچار تھے کیونکہ رضاجوئی بادشاہ اور قطب الملک کی کرتے اعتصام خان کو کسیقدر بادشاہ سے اور رائے رایان کو قطب الملک سے زیادہ التفات تھا اس وجہ سے دونونکو معتوب اور معزول کرنا واجب ہوا تھا ناگہان عنایت اللہ خان جو اول جلوس فرخ سیر مین بعد کشتہ ہونے اپنے لڑکے ہدایت اللہ خان کے معتوب ہو کر کعبہ کو گیا تھا واپس آیا فرخ سیر نے برہمی اوضاع سلطنت اور ہواخواہان کی حماقت سے نادم اور امرائے بہادر شاہی اور عالمگیری کا نظر میں اغلاط فاش جانتا تھا عنایت اللہ خان کا آنا مغتنم جانا سرفرازی منصب اور اضافہ سے دلجوئی کرکے مصروف خدمت کیا اس وقت مین اعتصام خان پاسداری طرفین اور ارباب طلب کی خجالت سے مستعفی ہوا صوبہ داری کشمیر اور دیوانی تن کی تجویز عنایت اللہ خان کی نام ہوئی خان مذکور قطب الملک کے ڈرسے انکار کرتا تھا اور قطب الملک اوسکی سخت گیریون سے جو عالمگیر کے زمانے مین دیکہی تہین راضی نہوتا تھا اخلاص خان توسل بہادر شاہی نے جو مرد فاضل دانشمند تھا اور بنظر منازعت ترک خدمت کرکے تاریخ فرخ سیری لکہا کرتا اور قطب الملک کا ندیم تھا طرفین کو اس فعل پر رضامند کیا کہ عنایت اللہ خان بدون اطلاع عبداللہ خان کے

کوئی امر حضور مین نہ عرض کرے اور نہ تجویز مخدمت کرے اور راجہ رتن چند معاملات خالصہ بادشاہی مین دخیل ہو
چونکہ قطب الملک بسبب بیدماغی بادشاہ اور اپنے عیاشی کے دستخط وغیرہ امور وزارت کے انصرام کو کچہری
مین نہین بیٹھتا تھا اور خلق اللہ کا کام انجام نہین ہوتا تھا لہذا عنایت اللہ خان نے عرض کیا کہ دوبار ورنہ اکبار
قلعہ مین کچہری فرما کر انجاح مرام کیا کیجے اسکی عرض قبول ہوئی چند روز اسی رنگ سے بسر ہوئی عنایت اللہ خان
نے باوجود شعور رتن چند کے برخلاف اخذ جزیہ کو حکم دیا اور نیز چاہین کہ خواجہ سرا اور کشمیری اور ہندوون نے سازش
اور تغلب اور زبردستی سے بڑے بڑے منصب اور جاگیرات سیر حاصل پر متصرف ہوکر دیگر مردم پر عرصہ جاگیر
تنگ کرادیا تھا چاہا کہ از روے توجیہ کے ہنود وغیرہ کا منصب کم کرے یہ امر راجہ رتن چند وغیرہ مدار المہامان دفتر کو
ناگوار گذرا قطب الملک سے مستغیث ہوئے الغرض اس حکم سے راضی نہوا اکثر ہنود وغیرہ عنایت اللہ خان کے
عدو ہوگئے ایسی کاوشون سے جو اقرار کہ درمیان قطب الملک اور عنایت اللہ خان کے ہوا تھا شکست ہوگیا اسی مین
رنجش نمود ہوئی اسی کج بحثی مین کوئی متوسل رتن چند کا جو محال خالصہ مین عامل تھا واسطے فہمائش حساب دیوانی کے
آیا زر خطیر اوسکے ذمہ بافتنی ہوا عنایت اللہ خان نے وصول زر کو قید کیا مگر رتن چند نے رہائی دی لیکن بے سود ہوا
ایکروز عامل مذکور قید سے مفرور ہوکر رتن چند کے گہر مین پناہ پذیر ہوا عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض
حال کر کے چیلون کو واسطے لانے عامل مفرور کے تعین کردیا گفتگو سے فسادانگیزی کی نوبت پہونچی بادشاہ نے
بکمال غصہ سے قطب الملک کو حکم دیا کہ رتن چند برطرف کیا جاوے لیکن تعمیل نہوئی اور عمدہ جز امن فساد کی
یہ ہے کہ چوڑامن جاٹ زمیندار عمدہ صوبہ اکبرآباد کا تھا اور جسکے باپ دادے ہمیشہ سے مصدر تمرد و فساد تھے اوسکی تنبیہ کو
اوایل ماہ شوال ۱۱۲۹ھ ہجری کو راجہ جے سنگہ سوائی خطاب راجہ دہیراج اور اضافہ اور انعام جواہر و فیل و کئی
لکھ روپیہ نقد سے سرفراز ہوکر مقرر ہوا اور سید خانجہان قطب الملک کا خالو جے سنگہ کے پیچھے بطور کمک روانہ
کیا گیا اور چند مہینے کے بعد خانجہان بھی جا پہونچا مگر یورش ہوئی طرفین سے زور آزمائی رہی ایک برس کے
محاصرہ مین چوڑامن تنگ ہوا فتح و ظفر کی قریب امید تھی کہ چوڑامن نے اپنا وکیل قطب الملک کے پاس بھیجکر
استدعاے صلح باقرار ادائے پیشکش و حاضری حضور کی اور اس درخواست مین راجہ جے سنگہ سوائی نے
کچہ خبر نہ پائی کہ مقدمہ اوسکا سرسبز ہوگیا جے سنگہ شکستہ دل ہوکر حضور مین آیا بادشاہ بہی بشدت تمام آزردہ ہوا
چوڑامن متصل شاہجہان آباد کے قطب الملک کی ہمسائگی مین قیام پذیر ہوا اگرچہ چوڑامن نے ملازمت کی
بادشاہ اس مصالحت سے نہایت دل آزردہ تھا لہذا دوسری ملازمت کو راضی نہوا اسی وقت مین دکن کی شورش اخبار گوش زد ہوکر موجب
آشوب جہان ہوئی

امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی سرگذشت جو دکن مین گذری اور جسکے نتیجہ مین

تمام ہندوستان مخزن شر و فساد ہوا

جب امیر الامرا نے داؤد خان پر فتح پاکر اورنگ آباد کی راہ لی اور ملک دکن کا بندوبست ہوچکا خبر ملی کہ کہندو دہاریہ سپہ سالار عمدہ راجہ ساہو نے بین ضابطہ جسکو بعد انتقال عالمگیر کے بسبب ہجوم مرہٹہ اور دوری بادشاہ کے ایک ایک سردار مرہٹہ دکن کے ہر صوبہ مین بطور صوبہ دار تہا اور زر حاصل کی چوتہ وصول کرتا تہا تہائی او سکے قبضہ مین صوبہ خواندیس ہے اور بندر سورت کے مابین چہوٹی چہوٹی گڈہیان بناکر مقرر کیا ہے کہ جو قافلہ ادہر سے گذرا بشرط ادای چوتہ سلامت رہا ورنہ لوٹ لیا جاتا ہے اور مردم قافلہ فی نفر کسیقدر زر دیکر رہائی پاتے ہین اس خبر کے پاتے امیر الامرا نے ذوالفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوار اور اسیقدر برقنداز ون سے اوسکی سزا کو روانہ کیا جب ذوالفقار بیگ کوپل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان مین گذرا کہندو دہاریہ خبر پاکر آٹہہ ہزار سوار جنگی اور چیدہ سولہ ہزار سپاہی سے بگلانہ اور رکالنہ کی سرحد پر اورنگ آباد کے پچہم رخ ستر کوس پر واقع ہے آنکلا ذوالفقار نے جیونہین چاہا کہ دبا و اکرے دہاریہ نے فرار اختیار کیا بخشی مذکور کو جنگل سخت جبورین لے گیا ہرچند ہر کارون نے کہا کہ یہ مکان قابل تعاقب نہین غرور شجاعت نے کان بہرے کردی کچہ نسنا یکایک تازہ تین جوانان کہندو کے برابر پہونچا یا کہندو نے اول معاملہ مین بطور دکہنیان کے بہاگا اور چار پانچ سو ہمراہی کے دکہلانے سے فوج بخشی اودہر کو متوجہ ہوئی دوسرے روز بہت مجموعی اگرچہ چار و طرف سے دبا لیا کہ کہین کی راہ نرہی ذوالفقار بیگ پر وقت تنگ ہوا آخر کو زندگی سے جواب دیا جو بچے عاجزی سے جان بچاگئے امیر الامرا نے اس خبر سے راجہ محکم سنگہ اپنے دیوان مقید رکو فوج شایستہ کے ہمراہ رخصت فرمایا اور سیف الدین علی خان اپنے بہائی صوبہ دار برہانپور کو بنابر تادیب ساہو تحریر کیا کہندو نے اس خبر سے مطلع ہوکر راجہ ساہو کو جو قلعہ ستارہ گڑہ مین رہتا تہا یہ کیفیت پہونچائی جسوقت فوج پہونچی تہی اوسکی تہانہ دار مکان خالی کر بہاگ جاتے تہے ہرچند محکم سنگہ کو فوج مرہٹہ سے اکثر لڑائیان ہوئین اور مرہٹہ قلعہ ستارا تک فرار ہوئی الاذوالفقار خان کے قتل کی تلافی کماحقہ نہوئی اور بسبب مشہور ہونے خبر منافقت سادات اور بادشاہ کے یاکہ بادشاہ نے فرامین بادشاہی موسومہ ساہو کی وجہ سے دیوان زمیندار اطراف کرناٹک کے امیر الامرا کے اطاعت سے سرتابی کرتے تہے ہرچند میانہ خان صوبہ دار حیدرآباد نے اورنگ آباد آکر امیر الامرا کی ملاقات کی اور رخصت ہوکر اپنے صوبہ کو لوٹ گیا مگر بندوبست قرار واقعی حیدرآباد بیجاپور اور کرناٹک مین نہوا حالات مذکورہ کی آگہی سے امیر الامرا جو لوگ قلعہ داری اور دیوانی اور صوبہ داری پر حضور سے مقرر ہوتے اونکو دخل ندیتا اور بطائف الحیل سے گذران کرتا تہا

مصالحہ کرنا امیر الامرا کا غنیم سے بسبب بدہمکاری ملازمان حضور کی اور زیادہ ہونا شور و فساد کا

عالمگیر نے بڑی سعی اور زر خطیر کے صرف سے تیس چالیس قلعہ مرہٹہ سے فتح کرپائے تہے جب عالمگیر گذر گیا اور

اوسکی اولاد مین مخاصمت پیدا ہوئی بہادر شاہ کو انہین ایام مہمون سے کم فرصت ملی اپنے قلعجات کی تسخیر مین شوخیان آغاز کین بادشاہی ملک مین لوٹ کہسوٹ کرنے لگے جہان قابو پایا ہاتھ مارا جہنے چوتھہ دی اوسے اونکے ہاتھ سے نجات ملی ورنہ بربادی ہوئی جہان کچھ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کرکے پریشان ہوجاتے عالمگیر کے زمانہ مین رام راجہ کی بی بی تارا بائی نام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس مکھہ حصہ صوبہ دکہن بدستور فیصدی دہ روپیہ پر عطا فرمائے جاوین رفع فساد ہو عالمگیر نے قبول نکیا تھا بہادر شاہ کے عہد مین رانی مذکور اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف رانی اور راجہ مذکورین کے جو بندوبست بہادر شاہ کے مدنظر تھا نہ ہوسکا اور صوبہ دار داود خان کے عہد مین درمیان مرہٹہ اور اسکے صیغہ انوت تھا شرط یہ تھی کہ شاہزادون اور اسکی جاگیر مین مزاحم نہون باقی محالات امرا اور ارکان پر اسن نایب داود خان سے بموجب استصواب چوتھہ لیوین نظام الملک کی صوبہ داری مین جو کل ایک برس پانچ مہینے رہی اول صلح اور اخیر مین لڑائیان رہین ایکمرتبہ قرار واقعی گوشمالی دی دو تین مادہ فیل لوٹکر مرزا بیگ کے ہاتھ حضور مین بہیجین بعد ازان دو سال تک امیر الامرا کی صوبہ داری سے جو فساد وعناد مین بادشاہ سے گذرا امیر الامرا نے جانا کہ بسبب بدمکاری فرخ سیر اور بدخواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان سرکشی صادر ہوتے ہین اور اس وجہ سے بندوبست بخوبی نہین ہوسکتا علاوہ برین بادشاہ کیطرف سے اپنے بہائی اور خاص اپنے حق مین اطمینان نتھی لاجرم دفع فساد مصالحت پر قرار پایا جو کچھ داود خان پنی کے عہد مین مقرر تھا باضافہ دیس مکھہ فیصدی دس روپیہ کے قبول کرکے صلح کرلی اور یہ مقرر کیا کہ شنبا نہتہ او جمناجی مع جمعیت شایستہ بطور نیابت او وکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر الامرا کے حضور مین حاضر ہون اور عمال وارکان سے حسب مقررہ چوتھہ لین اور دیس مکھہ رعایا سے الغرض اسیصورت سے فساد دکن رفع ہوا لیکن عمال اور حکام اور مال گذارون کو تین عاملون کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل چوتھہ سوم عامل دیس مکھہ کے بڑا رنج ہوا الغرض تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل یابی مرہٹہ کی امیر الامرا نے اپنی دستاویز کے بموجب درخواست سند فرخ سیر کے حضور مین کی فرخ سیر دولتخواہان معتمد کے بہکانے سے آزردہ ہوا اول یہ کہ غنیم کی شرکت ملک شاہی مین خوب نہوئی دوم یہ کہ بغیر اطلاع عمل درآمد ہوا انہین دنون مین جان نثار خان کو جو کہ امیر قدیم اور بہادر ودانا اور عبید اللہ خان کے ساتھہ رشتہ برادر خواندگی رکھتا تھا امیر الامرا کی نیابت پر صوبہ برہان پور سے خلعت وفیل وسرپیچ مرصع کے عنایت کرکے مرخص کیا اور خلوت مین حسین علیخان کیواسطے پند وموعظت فرمائی اس امید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہ ہوتا ہے اور وہ بہی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی نصایح سے حسب خواہش بادشاہی کاربند ہو اسی ایام مین اعتماد الدولہ امین خان کو مالوا کی صوبہ داری پر رخصت کیا

اور مقرر ہوا کہ بعد پہونچنے سرحد مالوا کے فرمان صوبہ داری راجہ جے سنگہ سوائی کے عوض مین صادر ہوگا اور مشہور یہ ہے کہ خفیہ فرمان صوبہ داری عنایت کر دیا جب جانباز خان دریاے نربدا پر پہونچا باوجودیکہ براہ احتیاط اصلا سوار و پیادہ کی جمعیت ہمراہ نہ رکہی تہی اور نیز محمد امین خان سرونج متعلقہ مالوہ مین وارد ہوا دونون کی خبر ورود اوڑتی اوڑتی اورنگ آباد جا پہونچی محمد امین خان سات ہزار سوار اور جانباز خان کے ہمراہی سے بہی سات آٹہہ ہزار سوار کے با ارادہ پیکار سوار ہوا حسین علی خان کو بہی کسیقدر تدارک کا خیال ہوا بعد تحقیق کے بے اصلی ثابت ہوئی جانباز خان کے نام خطوط متضمن طلب کسیقدر جمعیت کے پہونچے لکہا تہا کہ سنتا ہون غنیم راجہ ساہو کے علاوہ ہند مین سرکشی کر رہے ہے اور میری سراہ بندگی ہی حب خط پڑہے کسیقدر آدمی واسطے تشفی کرنی جانباز خان کے مقرر ہوے اور جان نثار خان امیر الامرا کی خدمت مین کامیاب ہوا لیکن احتیاطاً صوبہ برہان پور ندیا باقی عاطفت بزرگانہ مبذول رکہین انہین دنون مین ضیاء الدین خان جو خراسانی شرفا مین تہا دیوانی دکہن پر دیانت خان نبیرہ امانت خان کے بدلے مین مقرر کیا فیض اللہ خان بخشیگری دکہن پر مامور ہوا جب کہ اورنگ آباد پہونچے ضیاء الدین خان نے قطب الملک کی سفارش کے سبب دیوانی مین دخل پایا لیکن کل کار امیر الامرا کے بیعت مین ہوتے تہے اور وہ امیر الامرا کو خوشنود رکہتا تہا امیر الامرا نے فیض اللہ بخشی کو صاف جواب دیدیا سلام تک کا روادار نہوا اور جلال الدین خان نے برہانپور کی دیوانی کی عوض چند روز دیوانی برار کی پائی اور یہ خبرین بہی موجب افراط رنج بادشاہی ہوئین

اقتدار پانا رکن الدولہ اعتقاد خان کا اور فرخ سیر کے ادبار کا ظہور امراے بیشعور کے فتور سے

اسی عرصہ مین محمد مراد نام کشمیری جو کہ عیوب و برائیون سے مشہور و مطعون عام تہا ہموطنی کے وسیلے سے صاحبہ نسوان والدہ فرخ سیر کے توسل سے خلوت مین بادشاہ سے یون ہمکلام ہوا کہ بدون حرب و ضرب کے تدابیر نیک سے دفع سادات کر سکتا ہون بادشاہ کو یہ امر گوارا معلوم ہوا کہتے ہین کہ بسبب علت ابنہ کے اعتقاد قلبی اس سے خوب موافقت پیدا کی اور تہوڑے زمانہ مین بخطاب رکن الدولہ اعتقاد خان اور ہفت ہزاری دہ ہزار سوار سے سرفراز ہوا خلا ملا مین ہمراز ہوا کوئی دن نہ تہا کہ خلعت جواہر ہتیار مرصع انعام نپاتا ایسا مقرر ہوا کہ سربلند خان عظیم آباد سے اور نظام الملک فتح کو مراد آباد سے جو کہ صوبہ داری دکہن سے مراد آباد کی فوجداری پر قانع ہوا تہا اور راجہ اجیت سنگہ کو احمد آباد سے طلب کر شریک اس خدمت مین کرین عجائبات سے ہے کہ جب نظام الملک حضور مین پہونچا بدون اسکے کہ دوسرے عہدہ پر سرفراز ہو سرکار مراد آباد کی فوجداری مع محال جاگیر کے اوس سے بدل کر مراد آباد کا نام رکن آباد رکہا اور علیحدہ صوبہ مقرر کر کے وہانکی صوبہ داری اور نظام الملک کی جاگیر رکن الدولہ

اعتقاد خان کو عنایت فرمائی چونکہ اکٹھا ہونا راجہ اجیت سنگہ اور سربلند خان اور نظام الملک کا ظاہر ہوا اجیت سنگہ کو مہاراجگی کا خطاب مع دیگر عنایات کے اس شرط سے ملا کہ سادات کی بیخ کنی کرے مگر اوسنے بنظر نامردی فرخ سیر کے انکار کیا اور قطب الملک سے ہمداستان ہوا نظام الملک اور سربلند خان بامید وزارت اور بخشی گری کی سادات کی جانستانی پر راضی ہوئے ہر روز التماس کرتے تھے کہ وزارت کا قلمدان عنایت ہو اسکے جواب مین فرخ سیر نے فرمایا کہ وزارت کیواسطے اعتقاد خان سے بہتر کوئی معلوم نہین ہوتا اس کلام کے سننے سے دلتنگ ہوئے اسی ترغیب امرا اور اشتہار ہونے پر نکہ اسیری قطب الملک مین عید الفطر کا اتفاق ہوا قریب ستر ہزار سوار کے مع ہمراہیون راجہ اور فوج بادشاہی کی حضور مین تھی اور قطب الملک کے پاس چار یا پچہزار سوار سے زیادہ نتھے عوام مین چرچا ہوا کہ آج قطب الملک قید یا مارا جائیگا باوجود اس شہرت کے کسیطرف سے کچہ عمدا نہ اوٹھی اور قطب الملک کہ ہر اگر سپاہ نوکر رکھنے مین مصروف ہوا سوا مردم بارہہ کے جنپر اعتماد رکھتا تھا اور فرقہ کم نوکر رکھتا تھا آخر اس موکہ نے تخصیص سے گذر تعمیم قبول کی فرمایا کہ بیس ہزار سوار تک جس قوم کے ہون بھرتی کرین جب یہ اخبار حسین علی خان کو پہونچی بھائی کی فکر اور دشمنون کی تادیب کا خیال ہوا شاہجہان آباد کے عزیمت کا دھیان آیا قبل اسکے معین الدین نام مجہول النسب کو جو کہ محمد اکبر بن اورنگ زیب کے ولدیت مین مشہور ہوکر راجہ ساہو کا قیدی ہوا تھا چند آدمی بھیجکر بشان و شوکت تمام اسطرحپر کہ کوئی اوسکی صورت نہ دیکھے اپنے پاس بلاکر اوسکا حال حضور مین لکھا تھا اور ایک عرضی مشتمل ارزوی ملازمت اور ناموافقت آب ہوای دکن کے ارسال کی تھی فرخ سیر فوج نوکر رکھنے سے جو کہ قطب الملک نے شروع کیا تھا اور نیز اس عرضی سے ڈرا قطب الملک سے عذر خواہ ہوا مہاراجہ اجیت سنگ جو کہ عبد اللہ خان کی اعانت سے سرفراز ہوکر ہمراز و ہمدم ہوا تھا اس صلح کا واسطہ ہوا آخر ماہ شوال کو فرخ سیر باتفاق اعتقاد خان اور خاندوران وغیرہ مخلصان کے قطب الملک کے مکان پر آیا اور باہم عہد و پیمان محبت قسمیہ ہوئی لیکن چونکہ بادشاہ کے مزاج مین تلون تھا کبھی صلح کبھی فکر عداوت تھی اور باوجود ارادہ ثانی کی جو لوگ اس کام کو کر سکتے تھے اونکی رائے نہ مانتا تھا کمینون کو صاحب اقتدار او مردان کاری فجار کو ذلیل و خوار کرتا تھا ایسے ہی سمجھنا چاہیئے جیسا کہ سربلند خان مبارز جنگ اور نظام الملک سے سلوک ہوا راجہ جے سنگہ سوائی اور مبارز الملک سربلند خان کہتے تھے کہ اگر پردہ از روی کار اوٹھائے اور کمر ہمت چست کیجیے قطب الملک کو برخاست کر دیجیے اب وہ بے تاب و توان ہو گئے ہین جب عذر تقصیر کرینگے بادشاہ نے انکا کہنا نمانا اور جو کہ وعدہ وزارت اور امیر الامرائی کا کیا وہ درکنار بلکہ اصلی عہدہ سابقہ یعنی مرادآباد کی فوجداری نظام الملک سے لیکر اور کچہ اضافہ کرکے اعتقاد خان کو دیدی اور سربلند خان کو صوبہ عظیم آباد سے بوعدہ مذکور طلب کرکے کوئی کام بالعوض دیا اور اوسکی جاگیرات سیر کی تغیر کرکے میر جملہ کو عطا فرمائی جب کہ قطب الملک کے گھر جاکر عذر تقصیرات اور

عہد مراعات کے تھے اخلاص خان بہادر شاہی کو جو مخلصان سادات سے تھا واسطے اطمینان کرنے امیر الامرا کے
اور نیز قلع ہونے ارادۂ فاسد اور عزیمت شاہجہان آباد کے رخصت کرکے فرمایا کہ جلد پہونچے حسین علی خان جسنے کہ
اخبار سابقہ کے سننے سے عزیمت شاہجہان آباد کی کی تھی بلکہ سیف الدین خان چھوٹے بھائی کو واسطے فراہم کرنے
سامان رزم کے روانہ برہانپور کیا تھا اس خبر سے کہ بادشاہ نے قطب الملک کے گھر مین آکر سے سر نو عہد و پیمان
کیا چند روز بانتظار ورود اخبار ثانی کے متوقف رہا تھا کہ دوبارہ اخبار حسرت بار اور نیز تحریر قطب الملک کے مشعر
تاکید اکید جلد پہونچنے کی پہونچی اور نیز عبید اللہ خان کے قریب پہونچنے کے اورنگ آباد کے گھر مین جا پہونچے اور
اور نیز حسین علیخان کی عرضی کا جواب اس مضمون سے پہونچا کہ اگر چاہیے تبدیل آب ہوا کو احمد آباد گجرات کی عزیمت
کریئے ورنہ ہمین بھی مشتاق دیدار سمجھکر روانہ حضور ہوجیئے اور نیز حکم طلب پسر معین الدین معلی اکبر کے حق مین صادر ہوا
اور فوج والاشاہی اور توپخانہ بادشاہی وغیرہ فوج سلطانی نہایت پریشانی مین ہشت نہ ماہہ نقدی کے طلبگار
اور قطب الملک اور اوسکے عملہ کے اغماض سے کچھ نپاتے تھے اور کوئی سردار کارفرما بھی نہ رکھتے تھے اور فوج قطب الملک
کی بیس ہزار کے قریب ہوگئی تھی سربلند خان سے نے تغییر جاگیر اور کمی خرچ اور تقاضائے قرض خواہان کی شدت
رکھتا تھا مال و اسباب فروخت کرکے تقسیم طلب کی اور خود خرقہ درویشی پہنکر آزاد ہوا نظام الملک نے بھی قدردانی
بادشاہ سے کہ بوعدہ وزارت طلب کیا اور خدمت سابقہ بھی اعتقاد خان کو عطا کی دل آزردہ ہو کر گوشہ اختیار کیا
قطب الملک نے دونون امرا کے گھر مین جاکر استمالت کی اور اپنے گھر لایا اور سربلند خان کے عوض اوسکے قرضخواہون
کو اپنے پاس سے روپیہ دیکر اوسے کابل کی صوبہ داری پر مقرر کیا اور نظام الملک کی تسلی کرکے صوبہ داری مالوہ کا امیدوار کیا ابھی
درمیان مین محمد امین خان اعتماد الدولہ بسبب نہ پہونچنے سند موعود صوبہ مالوہ کی اور نیز خبر عزیمت امیر الامرا جانب
شاہجہان آباد کے سنکر بے اجازت اوٹھکر چلا آیا اور مغضوب سلطانی اور معزول النصب ہوا قطب الملک نے اوسکی
بھی دلجوئی کی تا بمقدور ہر ایک خاطرداری اور مہمان نوازی مین مصروف ہوا خاندوران کو جو کہ باتفاق میر جملہ کے
آتش افروز فساد تھا اپنا ہمدم و محرم بنایا اکثر روز فرخ سیر شکار کو سوار ہوا ہمراہون سے کہدیا کہ شکارگاہ سے معاود ہو کر قطب الملک
کے دید کو آونگا چونکہ مہاراجہ اجیت سنگہ کا مکان قریب ہے اور سر راہ واقع ہر وقت ہمارے پہونچنے کے راجہ مذکور واسطے
ادائے رسم پیشکش اور نذر کے دروازے پر ضرور آویگا اسوقت نظر باتفاق قطب الملک گرفتار کیجیے الغرض گویہ امر فرخ سیر
کو منظور بہ ہویا اوسنے اپنی گمان سے یا کسی معتمد سے سن لیا ہو قبل مراجعت بادشاہ کے عبید اللہ خان کے مکان آیا یا دغاہ
اس خبر سے بد دماغ ہو کر باوجودیکہ اکثر لوازم ہمراہی شاہی قطب الملک کے گھر مین پہونچے اور قطب الملک لب دریا
بعزم استقبال جاکر منتظر تھا اوسکی طرف متوجہ نہوئی فسخ عزیمت کرکے ملاحون کو حکم دیا کہ کشتی کو تیز کرکے
روان کرین اور داخل دولت خانہ ہوئے

نقل معدلت افزا متضمن اوصاف امیر الامرا

ایک بزرگ سے سنا گیا کہ سفر دکن مین امیر الامرا کے ہمراہ ادمیون کی کثرت تھی بر وقت ورود لشکر کے چند دیہات لشکر کی درمیان مین واقع ہوئے کسی کی تاب نتھی کہ دہانکے رہنے والون پر جور وجفا کرے اتفاقاً ایک گانون لشکر کے روبرو تھا ایک لڑکی نابالغ کسی عفیفہ پیر زن کی فلک زدہ محتاج کسی سپاہی سے قوت رفانہ کی سایل ہوئی اوسنے کہا میرے پاس رہیگی احتیاج تو میری تئے ہوتی ہے یہ ہمراہ ہو گئی سپاہی نے بلا کسی طرح نیک وبد سمجھنے کے خیمہ مین رکھا صبح کو داری پر سوار کراکر روانہ ہوا اوسکی والدہ ضعیفہ تمام رات بیتاب رہکر صبح کو سر راہ امیر الامرا کے پاس آکر فریاد خواہ ہوئی کہ لشکر کے سپاہی نے میری لڑکی چھپائی ہے انصاف کیجئے دختر دلوا دیجئے امیر الامرا نے وہان پر ٹھہر کر حکم دیا کہ جب تک حاضر نہو گی یہان سے پیر نہ اوٹھاونگا قسم یاد کی لوگون نے ڈھونڈ نکالا حاضر حضور لائے امیر الامرا نے حال پوچھا اوسنے کہا کہ ملازم سرکار کا کچھ قصور نہین میری احتیاج نے بلا جبر واکراہ راضی کر دیا تھا رات بھر خیمہ مین رہی اوسنے عصمت دری نہین کی امیر الامرا نے اوسکے ملجا نے اور عصمت برقرار رہنے کے شکر مین دوگانہ ادا کیا اور چند اشرفی جو جیب مین تھین بلکر کسی ملازم کو فرمایا کہ اسکے مکان پہونچا وے جب تک لشکر نکل نجائے وہان ٹھہرا رہے

امیر الامرا حسین علیخان کا دکن سے عزیمت کرنا شاہجہان آباد کو اور فتنہ وفساد کا اوٹھنا

قبل ازین لکھا گیا ہے کہ حسین علیخان نے اپنے بہائی سیف الدین علیخان کو پانچہزار سوار سے اسباب حرب کے سر انجام کو واقعہ ۱۰ شوال ۱۱۳۰ ہجری کو برہانپور جو سر راہ واقع ہے بھیجکر خبر ثانی کے پہونچنے کی انتظار کرتا تھا جب اخبار فتنہ بار اور بینر قطب الملک کے متواتر خطوط آئے اورنگ آباد سے نکلکر چند امور ضروری کے سر انجام کو ایکہفتہ قیام کیا اور اوایل محرم ۱۱۳۱ کو فرخ سیر باتفاق سید اسد اللہ خان عرف نواب اولیا چچازاد بہائی اور جانثار خان اور عوض خان نایب صوبہ برار اور سید اسد علیخان بکدست علیم دان خانی اور دلیر خان بابلی بیتی اور برادر خان صادق اور اختصاص خان نبیرۂ خانعالم اور حاجی سیف اللہ خان اور ضیاء الدین خان دیوان دکن اور فیروز علیخان بخشی جو باتی سادات بارہہ مین سے تھا اور راجہ بہرت سنگہ بوندیلہ اور راجہ محکم سنگہ جو کہ عمدہ ملازم امیر الامرا کے تھے اسکے سوا بائیس ۲۲ نفر نوکران شاہی بہی مع فوج دریا موج جو تیئس ۲۳ ہزار سوار سے ٹھہرے تھے متحرک ہوا بعض مجبور اور بعض بضرورت چار ونا چار ہمراہ ہوے علی ہذا القیاس پیادہ ہاے برقنداز اور اکثر منصبداران دکن جنکے ہمراہ کوئی آمید نہ آیا تھا بضرورت چار ناچار ہمراہ ہوئے قلعہ احمد نگر وغیرہ مین اپنے قلعدار مقرر کرکے اور بعض کو مرہٹون کے قبضہ مین چھوڑا برہانپور پہونچکر چند امور کے انصرام کو چار پانچ مقام ہوے ۲۲ محرم کو عزیمت ہوئی طے مسافت کرتے ہوئے

اکبرپور کے گھاٹ پر سے اوترے اسی ضمن مین اخلاص خان جو کہ امیر الامرا کے پاس گیا تھا واپس آیا کہنی کو روانہ کیا گیا تھا اوایل ماہ
صفر مین ماندور کے قریب پہونچا اور خلوت مین بعد ملاقات صلح بے ثبات اور ہنگامہ آشوب شاہجہان آباد کا
ذکر کیا اور امرا کا جمع ہونا اعتقاد خان کے پاس خاطر اور مبارز الملک اور نظام الملک کا بیدل ہونا بیان کر کے سرگرم
زود رسی کیا رحمت خان ولد امیر خان کلان صوبہ دار کابل نے جو ملک ماندور کے بندوبست کرنے کا انتظام
کیا تھا امیر الامرا کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ملاقات کو نہ آیا امیر الامرا کو ناگوار ہوا ہم ا ماہ صفر کو دار الفتح اوجین
کے کنارے لشکر آ پہونچا وکیل حضور کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فرخ سیر عزیمت امیر الامرا کی خبر سنکر ۲۵ محرم کو
قطب الملک کے مکان مین آیا اور ہو اثیق عہود کیواسطے کلام اللہ درمیان آئی اور اپنی سر سے دستار اوتار کر عبداللہ خان
وزیر الملک کے سر پر رکھی اور دوسرے روز عبداللہ خان کو مع مہاراجہ اجیت سنگہ کے بولا کر تیئے سرسے بہائی بنایا
اور باہم کر صفائی ہوئی اور اعتقاد خان وغیرہ امرا کو حکم دیا کہ اصلاح کار مین متوجہ ہون امیر الامرا اس رنگ سے
مطلع ہو کر دربار عام مین باواز بلند گویا ہوا کہ اگر درحقیقت بادشاہ کی ہمسے مخالفت نہین ہم لوگونکو بہی اطاعت فرمانبرداری
سے گریز نہوگا بعد ملازمت جلد دکن واپس ہونگا اس اشتہار سے سکان دکن کو مسرت ہوئی الا زبان ثقات سے دریافت
ہوا کہ اکثر امیر الامرا خلوت مین کہتا تھا کہ یہ سارا افسون وافسانہ ہے اصل یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہمپر قابو پاوے رہائی مشکل ہے
بعد ورود حدود ملک رانا کے اکثر دیہات تاراج لشکر ہو گئے تھے جب اوسکا وکیل مع پیشکش کے حاضر ہوا امیر الامرا نے
لشکریون کو منع کیا جب راجہ جے سنگہ کے ملک مین آیا بنا بر عداوت جو اوسکے محال راستے مین پڑے تھے تلف ہو گئے
ہرچند اوسکے عمدگان مین سے کوئی شخص پیشکش شایستہ لایق لیکر پہونچا مگر قبول نفرمایا زراعت اور مویشی بکثرت اوس دیار سے
لشکریون کے ہاتھ لگی جب دار الخلافہ سے تین چار منزل رہجانے پر پہونچا بادشاہ نے روشن الدولہ ظفر خان اور راجہ رتن چند وغیرہ
امرا کو مع دیگر متصدیان حضوری کے استقبال کو بہیجا ہر ایک نے شرف ملاقات حاصل کیا چونکہ ظفر خان روشن الدولہ
نے سواری مین بڑا تزک کیا تھا اپنی خودنمائی دکہلائی امیر الامرا کو ناخوش لگا دراندازون نے ادہر کی اودہر لگانے سے
کوتاہی نکی اور یہی راجہ رتن چند نے جو نہایت کم سن اور متعصب تھا ایسے کلمات حسین علیخان کے ذہن مین دشمنی
کی نسبت دلنشین کر دیے کہ سابق کے نسبت امیر الامرا زیادہ ترکبیدہ خاطر ہوا آخر ربیع الاول کو شہر شاہجہان آباد
کے کنارے فیروز شاہ کے منارہ کی طرف پہونچکر خیمہ گاہ کیا جسوقت اوس خیمہ مین داخل ہوا بخلاف ضابطہ اور آداب
کے وقت نزول نوبت بجا کر ملوکانہ تجمل سے داخل خیمہ ہوا اور کہا کہ اب مین اپنے تئین بادشاہی ملازم نہین جانتا ہون
باوجود اسکی اطلاع پانے کے بہی بادشاہ کا دل دوستی اور دشمنی کیطرف ڈانواں ڈول تہا کبہی دریاے قہر
سلطانی مواج ہوتا کہ مخالفون کی کشتی حیات طوفانی کیجیے کبہی راہ آشتی اور صلح مین موج زن ہوتا راجہ
جے سنگہ میدان جنگ مین چلنے کی صلاح دیتا تھا اور کہتا کہ جب ارادہ جنگ سے پس کیا درنگ فوج بادشاہی

بابت مخالفت کے دو چند ہے ابھی اوتکی سزا ہو جائیگی اگر بادشاہی ارادہ اونکا ثابت ہوا تو ہم ابھی ترک رفاقت کرتے ہین بعض امراے جان نثار خصوص جماعت مغلیہ بادشاہ کے تلون مزاجی اور اوسکے مصاحبون کے سبک وضعی کا احتیاط کرتے تھے لیکن نہ توجے سنگہ کی مصلحت قبول ہوئی نہ طریقہ آشنائی مین قدم رکھا غرض کہ دولتخواہان ارجمند کی بات فرخ سیر خود پسند اور مصاحبان ابلہ نے نسنا آخر کار راے غفلت کھکر ہر چند امراے متقدر اس ضابطہ سے خون جگر کھاتے تھے لاچار بیچارے کچہ کر نہ سکتے تھے بلکہ بموجب حکم بادشاہ کے امیر الامرا کی ملازمت کیلئے اور اوسکا اقتدار اور استکبار دیکھکر مالامال حسرت او شکایت کے ہوکر نادم معاودت ہوئے تاکہ قطب الملک کے بہائی کی طرف سے یہ پیغام بہیجا کہ اگرچہ جے سنگہ کو جو ہمارا مخالف ہے وطن کی رخصت عطا ہوا اور خدمات حضوری مانند توپخانہ اور داروغگی دیوان خاص اور دیگر عمدہ جات اصالتاً ہماری متوسل مقرر ہون اور قلعہ مین بھی بندوبست ہوا وسوقت بلا وسوسہ حاضر ہو سکتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ بالفعل خدمات مذکورہ اصالتاً قطب الملک مع دیگر سادات اور اوسکے ہمراہیون کے مقرر کرتے ہین اور نیابت مین اعتقاد خان رہے بعد چند روز کے جب جشن نوروزی تقریب آئیگا یہ نیابت موقوف ہو جائیگی ۳ ربیع الثانی کو جے سنگہ سوائی نے آمیز دل کی فرصت نپائی بموجب حکم شاہجہان آباد سے روانہ آنبیر اپنے وطن کا ہوا

آنا حسین علیخان کا دربار مین اور بادشاہ کا قید ہونا زمانہ نیرنگ کی مکر و فریب کا نمونہ

چونکہ فرخ سیر فطرتی شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت کے اور ارادہ استیصال سادات کے کچہ نکر سکا لاچار قلعہ مین سادات کے بندوبست ہو جانے کو راضی ہوا مردم بادشاہی کو دروازون سے اوٹھا دیا ۸ ربیع الثانی سنہ مذکور کو قطب الملک نے مع راجہ اجیت سنگہ کے داخل قلعہ ہوکر جابجا اپنا بندوبست کرلیا مردمان عمدہ بادشاہی سوا اعتقاد خان اور امتیاز خان مشرف دیوان خاص اور ظفر خان روشن الدولہ کے جنکا عدم اور وجود برابر تھا مع دیگر چند خواص اور خواجہ سراؤن کے بادشاہ کے پاس اور کوئی قلعہ مین نرہا اور امیر الامرا شوکت و شان شاہانہ سے آخر روز کو داخل قلعہ ہوا اور ملازمت سلطانی مین چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا حالانکہ خلعت عنایتی مع اسپ و فیل و جواہر بیقدر لیکے باقی کے حق مین عذر کیا اور تقدیم آداب مین بھی سہل انگاری کرکے لشکر مین لوٹ آیا اسیر بھی بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نفرمایا کوئی تدبیر نکی دوسری مرتبہ ۹ تاریخ سہ شنبہ کے روز قطب الملک اور مہاراجہ نے مع معتمدون کے قلعہ مین آکر بندوبست قرار واقعی کیا اور بدستور اول روز مردمان شاہی کو قلعہ سے نکال کر اپنے آدمی دروازون پر تعینات کیے اور دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس کرلین بعد و جمعی جب حسین علی خان کو خبر ملی اوسی تجمل و کر و فر سے مع لشکر کے آنیکا ارادہ کیا اوسکی فوج نے اول روز سے آنا شروع کیا

اور اطراف قلعہ مین ہر جگہ نزول کیا سہ پہر کو خود سوار ہو کر معین الدین مجہول مشہور بسیر اکبر کو ہمراہی مین لیا مگر عماری
مین پوشیدہ نزدیک قلعہ کے بارہ دری شایستہ خان کے نام سے جو مکان نامزد ہے اوسمین اوترا قطب الملک نے
فرخ سیر کے پاس جاکر مع راجہ اجیت سنگہ کے اپنے بھائی کے طرف سے عرض کیا کہ خدمات مطلوبہ کی پذیرائی ہو
اور نیز یہ کہ جو ہر وقت پاس کے خدمتگزاریان تمہاری اور تمہارے باپ دادے کی کی گئین تہین اوسکے عوض مین
بجز بد تمانی کے کچہ نملا چنانچہ شاہد اس کلام کا یہ فرمان ہے کہ مشعر عام دخل دہی اور ایماے قتل بندہ بے تقصیر داؤد خان
وغیرہ سرکشون کے نام صادر ہوا خیر الحال اطمینان ہمارا اسی پر ہے کہ بدون قید نیابت کے ہملوگون کو خدمت حضوری
سپرد ہو بغیر اس امر کے اندر رفت ہماری دربار مین نہین ممکن ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ
کے کچہ نہ سمجہا وہی ایام جشن کا وعدہ پوچ کرتا رہا حتی کہ کلمات درشت کی نوبت پہونچی فرخ سیر بیتاب ہوکر
اعتقاد خان اور قطب الملک سے کلمات نامناسب زبان پر لایا اوسوقت اعتقاد خان نے چاہا کہ سخنان ابلہ فریب سے
اصلاح کرے مگر قطب الملک نے گالیان دیکر کہا کہ اسی قلعہ سے نکال دو اعتقاد خان بدحواس جان لیکر بہاگا گہبراہٹ
ایسی ہوئی کہ اپنی پالکی تک نہ پہونچا امتیاز خان مشرف کی پالکی پر سوار ہوکر اپنے مکان کو سدہارا اوسوقت ہر گوشہ سے
آثار محشر پیدا ہوئی بادشاہ سرگشتہ بخت نے آثار بد ملاحظہ فرماکر محل کی راہ لی اسی قیل وقال مین رات ہوگئی قلعہ کے
دروازے بند ہوگئے قطب الملک اور راجہ اجیت سنگہ اندر اور فرخ سیر کے ہواخواہ باہر خون جگر کہاتے رہے اوس
رات کو کسی نے نجانا کہ قلعہ مین کیا سرگذشت گذری امیر الامرا کی فوج تمام رات کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی
اور مرہٹہ مع سردارون کے منتظر لطیفہ غیبی تھے جب صبح نے گریبان چاک کیا بے اصل خبر اوڑی کہ قطب الملک مارا
گیا اس عرصہ مین بعض امراے فدویت کیش مانند سادات خان جو فرخ سیر کا سسر تہا اور غازی الدین خان کوسہ
غالب جنگ اور اعز خان بہادر ترک جنگ اس ارادہ پر کہ فرخ سیر کی فتح ہوئی جو استعداد میسر تہی لیکر گہرون سے
بیخبر سوار ہوئے لیکن نظام الملک اور صمصام الدولہ بمقتضاے دوربینی خانہ نشین رہے اعتماد الدولہ محمد امین خان
حسین علیخان کے رفاقت کے ارادے سے سوار ہوا اتفاقاً چند سوار صمصام الدولہ کے رفیقون کے رفیقون سے مکمل
اپنے آقا کے مکان پر آتے تھے راستے مین مرہٹون نے مزاحمت کی اونہون نے تیرون سے جواب دیا اسی حال مین سواری
اعتماد الدولہ کی نمایان ہوئی مرہٹے جو کہ شہر کی لڑائی سے ناواقف تھے بیقرار ہوکر بہاگے مردم بازار اور مغلیہ وغیرہ سپاہ
بیکار و منتظر مرہٹون کا جو اوس گروہ سے بیزار تہی قابو پاکر اونکے مارنے اور لوٹ کہسوٹ مین متوجہ ہوئے مرہٹے ایسے
گہبرائے کہ بعض تو لشکر گاہ تک بہزار خرابی جا پہونچے اور بعض مع سنتا نام سردار اور دو تین اور جماعہ دارون کے قریب
دہ ہزار سوار کے مقتول اور ایک گروہ زخمی ہوئے زر بسیار ونیز گہوڑون کے زین خوگیر سے ہاتہ لگا محمد امین خان
حسین علیخان کے پاس پہونچا اسکے حسن خدمت امیر الامرا کے دلنشین ہوئے آیا طرف سے غازی الدین خان اور

شاداب خان مع اپنے لڑکون کے بادشاہ کی مدد نصرت یابی کو پہونچے دوسری طرف سے اعتقاد خان اور سید صلابت خان داروغہ معزول توپخانۂ شاہی اور منو ہزاری مع دو تین ہزار سوار کے سعد اللہ خان کی بازار مین معرکہ آرا ہوے امیر الامرا کی رفقا اور لشکر خبر قتل عبد اللہ خان کی سنکر نزدیک تھا کہ مفرور ہو جاوین تا کہ قطب الملک کے زندہ رہنے کی خبر تحقیق ہوئی اور امیر الامرا کے حکم کے موجب رفقاے دلاور چاندنی چوک مین شاداب خان اور غازی الدین خان کے مقابلہ پر گئے اول ہی حملہ مین بان کے صدمہ سے غازی الدین خان کا ہاتھی رو گردان ہوا اور ساتھی ہی سارے ہمراہی گریزان ہوئے شاداب خان مع فرزند دلبند کے جو زخمی ہوا تھا بجاے خود آ بیٹھا اعتقاد خان ذی حرکت مذبوحی کی مگر جرأت ذرا آگے قدم نہ بڑہایا اپنے مکان کے نزدیک مورچہ باندہکر بیٹھا اوسکی حماقت سے چند دوکان چوک کے راستے کی لٹ گئین افغان خان مع اپنے جمعیت اور انبوہ مغلون کے دروازہ لاہوری کے روبرو نمایان ہوا حسین علی خان کے آدمیون نے دروازہ بند کرکے مزاحمت کی وہ لاچار واپس ہوا ہنوز اسطرح دار و گیر ہو رہی تھی کہ فرخ سیر اسیر ہوا شادیانہ جلوس رفیع الدرجات بلند آوازہ ہوا

قید ہونا فرخ سیر کا اور شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس فرمانا

ہرچند قطب الملک اور راجہ اجیت سنگہ نے چاہا کہ فرخ سیر برآمد ہو تاکہ انفصال سوال جواب کا کرکے ہیورد مین مگر وہ نہ نکلا ادہر ہنگامہ قتل نے درازی پکڑی امیر الامرا نے قطب الملک کو پیغام دیا کہ عنقریب بلواے عظیم ہوا چاہتا ہے جلد تدبیر کار کرنا چاہیے چونکہ فرخ سیر کے نکلنے مین دیر ہوئی لاچار قطب الملک کے فدائی وغیرہ قوم مغلیہ اور نجم الدین علی خان کی پشت گرمی سے جیلہ محاسرا مین جا گھسے بیشتر خواجہ سراؤن اور ترکنیون نے جو دروازہ پر ممانعت کو استادہ تہین دفع کرکے جستجو کرنا شروع کی آخر زجر و توبیخ سے نشان ملا فرخ سیر کو بڑی بیحرمتی سے نکالا اسکی مان بہن لڑکیان سب بیگمات نہایت الحاح و زاری کرنے لگین مگر اسوقت مین رحم کہان کشان کشان بیرون حرم لائے اور ترپولیہ کے اوپر جاے تنگ و تاریک مین محبوس کر دیا اسکی ایام سلطنت سواے حکم انے معز الدین کے چھ برس چار مہینے رہی بعض لوگون نے اس سانحہ کی تاریخ کا مادہ یہ لکہا ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار) العبد المؤلف نے بھی ایک کتاب سے دیکھکر اسکو نقل کیا

شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس کرنا

جب فرخ سیر کی طرف سے دلجمعی ہوئی اوسوقت کہ شہر مین ابتک شور و شر بڑہ رہا تھا ۹ ربیع الثانی روز چہارشنبہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری کو پہر دن چڑہے شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خورد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو جو کہ اکبر خلف عالمگیر کی دختر سے بست سالہ تھا قید سے نکالکر شہر والون کی پریشانی کے باعث سے بغیر اسکے کہ حمام اور تبدیل لباس اور زینت

وزیبایش لیجاے اوسی لباس سے جو پہنے تھا مالاے مروارید پہنا کر تخت نشین کیا اور صداے نقارہ شادیانہ بلند ہوئی فتنہ و آشوب فرو ہوا اطمینان ہونے لگا قطب الملک نے مع ہمراہان خاص اور رفقاے معتمدین قلعہ ہین رہنا اختیار کیا اور قلعہ کے دروازون اور دیوان عام و خاص وغیرہ مقامات پر اپنے معتمدین مقرر کیئے کل عملہ خواص و خواجہ سرا وغیرہ اپنے متوسلون سے مقرر فرمائے اول روز کی کچہری مین حسب تمناے اجیت سنگہ اور رتن چند کے معافی جزیہ کو حکم صادر ہوا اور احکام امن و امان اور بحالی حکام اور صوبہ داران ممالک محروسہ کے روانہ ہوے اعتقاد خان کو خفت اور خواری مین مقید کر کے اوسکا گھر اور مال و اسباب ضبط کیا اور اسقدر جواہرات اور طلا و نقرہ کے پانے سے امید دریافت دیگر خزاین و ذخایر سختیان اعتقاد خان پر ہوئین اسیطرح اور ہواخواہان فرخ سیر کی جاگیرات سواے جاگیر رانی زوجہ فرخ سیر کے کہ وہ بہی اجیت سنگہ کی دلجوئی کو بحال رہی سب لوگون کی ضبطی مین آئین منصب داران و الاشاہی جو اکثر پچاس روپیہ ماہواری اقدر ماہہ کے نوکر تھے اور بعوض جاگیر دار اور اکثر نامہ جات تھے اونکو حکم ہوا کہ جسے ارادہ نوکری ہو حسین علیخان کے سرکار مین اپنا گہوڑا داغ دلا کر موافق شرح دیگران پچاس روپیہ لیا کرے بخشی گری دوم اعتماد الدولہ محمد امین خان کی نام بحال رہی اور سیف الدین خان بخشی سوم کے تغیر مین ظفر خان مقرر ہوا نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری ملی ہرچند بنظر کجبازی روزگار وہ نامنظور کرتا تھا مگر عنایت ہوئی اور سربلند خان کو جو اس انقلاب سے پیشتر فرخص ہوکر واسطے کابل کو گیا تھا اور انجام کار کا انتظار کر رہا تھا واپس طلب فرما کر از سر نو خلعت استقلال اور بحالی صوبہ عطا کر کے رخصت کیا مراد آباد کی فوجداری اپنے بہائی سیف الدین علی خان کے نام کی اور محمد رضا کو حاضر حضور اور میر خان عالمگیری کو جو اکبر آباد کا صوبہ دار تھا صدر الصدور اور دیانت خان خوافی کو دیوان خالصہ اور راجہ بخت مل کو دیوان تن مقرر کیا لیکن کل متصدی مالی اور ملکی جتنے ارباب عدالت تک رتن چند کے اطلاع نایب کے تھے اور ہمت خان جو قطب الملک کا محرم اور ہمدم تھا دیوان خاص کی مشرفی اور بادشاہ کی اتالیقی وغیرہ خدمات مناسبہ پر سرفراز ہوا اور دور دراز کے صوبجات کے انتظام مین بنظر برہمی سررشتہ بندوبست کچہ تبدل و تغیر نکیا مگر ماندو کی قلعداری مرحمت خان ولد امیر خان صوبہ دار کابل سے بدلکر خواجم قلی خان تورانی کو عنایت کی وہ اوس حرکت کا نتیجہ ملا جو مرحمت خان نے بروقت آنے دکن کی حسین علیخان کی ملاقات مین کی تھی اور راجہ اجیت سنگہ جو احمد آباد کی صوبہ داری پر بحال تھا چاہتا تھا کر فرخ مطلب فی الفور رخصت ہو مگر نامنظور ہوئی

فرخ سیر کی وفات کا بیان

دو طرح سے سنا گیا ہے وہ بیان ہوتا ہے راست در دروغ بر گردن راوی فقیر نے معتمدون سے ایسا سنا ہے کہ سادات نے فرخ سیر کو قید کر کے کچہ ضرر جسمانی اور تکلیف جانی نہین پہونچائی ایک افغان کے اختیار مین فرخ سیر کو قید کیا تھا وہ ہر رات دن اسکی حفاظت کیا کرتا تھا ایک رات کو فرخ سیر نے چاہا کہ بامہا نے متعلق کے وسیلہ سے او چاپ کر نکل جاے چند قدم

دوسرے کوٹھے پر محبس خانہ سے دوڑا پہونچا افغان نے بعد آگاہی تانی کے ہر طرف نگاہ کرنا شروع کی ناگاہ نظر پڑا کہ ایک شخص ستر دیوار مین چھپ گیا افغان نے اوسطرف دوڑ کر ہاتھ کھینچ لیا اور پھانسنے کے وقت ایک طمانچہ مارا فرخ سیر نے اس مذلت کا کچھ خیال نکیا اپنا سر دیوار پر دے مارا کہ پھٹ گیا فوراً دیار بقا کی راہ لی اور محمد ہاشم بن خواجہ میر مورخ فرخ سیر کے کشتہ ہونے کی علت ایماء سادات سے لکھا ہے ہر چند ایسا ہو مگر احتیاطاً اوس کی عبارت لکھتا ہون تا کہ یہ امر ثابت ہو کہ سادات کی پاسداری ہوئی اوس زمانہ مین جب کہ بادشاہ کے قید ہونے کو دو مہینے گذرے اور ایک روایت یون ہے کہ باوجود سلائی پہیرنے کے بخوبی نور بصارت سے معذور نہوا تھا غرض کہ اپنے سادہ لوحی اور طمع ریاست سے اس قید شدید مین بھی یہ حال تھا کہ اپنے مدعیون سے معذرت کرتا اور ابتداعاے سلطنت مین ناک رگڑتا کبھی عبداللہ خان افغان سے جو اس قید خانہ کا محافظ تھا چاپلوسی کرتا اور اعلی درجہ کی مرتبے کا وعدہ فرما کر اشارہ کرتا کہ مجھکو راجہ دہیراج جے سنگ سوائی تک پہونچاوے یہ حمق اور چاپلوسی جان کی عداوت کرنے لگی عبداللہ خان سب ماجرا دونون بھائیون کے گوش گذار کیا کرتا آخر کار سادات موصوف نے اسکی جان لینے کی فکر کی اور دو مرتبہ زہر کھلایا مگر موثر نہوا تیسری مرتبہ ثالث بالخیر کا معاملہ ہوا اسم قاتل نے اپنا زور دکھلایا سختی جان کندنی در پیش آئی اوسوقت اون دونون برادران کے نمکحرامی پر غصہ آیا اور جو کلام الٰہی کی قسم ہوئی تھی اوسپر گران بار خاطر ہو کر سخت و سست کہنا شروع کیا کہ کلام اللہ ایسے روسیاہون کی سزا کیون نہین دیتا اور اسیطرح جناب احدیت صمدیت مین بھی زبان درازیان کرنے لگا مثل مشہور ہے مرتا کیا نہ کرتا امیر الامرا قطب الملک نے یہ گفتگو سنکر حکم دیا کہ گلے مین پھانسی ڈالدین جسوقت گردن مین پھانسی ڈالی فرخ سیر نے دونون ہاتھ سے پکڑ لی اور بیفایدہ ہاتھ پیر ٹیکنے لگا جلادون نے لکڑی سے ہاتھ پر خوب بید سے کیچتا نا آیا یعنے بحسرت و یاس اس دنیای فانی سے درگذرا ع نقشے نبینی در این دیر کس نہ تماشا کند ہر یکنفس نہ بعضے کہتے ہین کہ بر وقت جان کنی کے دو زخم چھریون کے بھی مارے تھے لیکن جو کہ راقم سیر المتاخرین نے ایک صاف گو مورخ سے تحقیق سنا ہے کہ یہ روایت زخم چھری کی محض غلط ہے بہر حال بارہ پہر کے بعد تجہیز و تکفین کر کے مقبرہ ہمایون مین تابوت پہونچایا گیا شہر کے لچے قریب تین ہزار عورت و مرد کے تابوت کے آگے آگے گریان چلے اور مخالفین پر طعنہ زنان چلے جاتے تھے دلاور علیخان بخشی اور سید علیخان برادر بخشی قطب الملک حسب الحکم جو تابوت کے ہمراہ تھے رقت کنان روان تھے اکثر لوگ ان کی سواریون پر اینٹ پتھر کھینچ مارتے اور گالیان سناتے تھے اور ان لوگون کی جرأت کسی نے قبول نہ کی تیسرے روز ایک گروہ لچون کا اوسی چبوترہ پر جمع ہوا جہانکہ فرخ سیر کی لاش کو غسل دیا تھا اور مولود کی مجلس تیار کی اور تمام رات بیداری مین صبح کی مشیت ایزدی دیکھا چاہیے کہ معاملات فرخ سیر مین کیسے کیسے عجایبات دیکھنے مین آئے جبکہ اسقدر عداوت تھی لازم تھا کہ اوّل ہی روز جب وہ قید ہو گیا تھا قفس عنصری سے رہا کیا جاتا لیکن آخر وبال کہان جاے اوسنے بھی پھانسی لگانا سر کچلنا آنکھین نکلوانا اور ایسی ہی بہت سی

بیع قتین گیہون تہین آخر اسکا عوض ملا جیسا ہے گندم از گندم بروید جو ز جو نہ از مکافات عمل غافل مشو نہ اور اس بادشاہ
عمل مین سادات نے بھی اپنی مکافات کا ثمرہ پایا نقد عبارت خانے کی تمام ہوئی القصہ جب تسلط جنہے جو کیا باخزاین اور
نقد اور جواہرات و فیل و اسپ سے اپنے اپنے کارخانہ مین شامل کرلیا اور جسطرح سے مناسب معلوم ہوا دونون
بہائیون نے قیمت کرکے باہم بانٹ لیا قطب الملک کو عورات سے بڑا عشق تہا کہتے ہین حرم سرائے شاہی
مین جو جو حسینان صاحب جمال تہین اپنے قبضہ مین لایا واللہ اعلم اسحال کے بعد بہائیون مین بہی چندان
صفائی نرہی ہرچند ظاہر مین ایسی کچہ برائی نہ تہی مگر ہمدمون کو کسیقدر اس راز بارکیک سے اطلاع ہوئی تہی امیر الامرا
بہ مقتضائے دانائی اور شجاعت خدا داد کے کل باتون مین اپنے بڑے بہائی سے فوقیت ڈہونڈتا تہا اسکا اقتدار
بہی زیادہ تہا بلکہ فرمانروایان گذشتہ کے بہ نسبت سلطنت بخش اور ملک ستان ہوا افسوس اسکی عمر و دولت
نے وفا نہ کی ورنہ ہندوستان کی آبرو برباد نہ جاتی چونکہ خلق اللہ کی بد اعمالی کی سزا ضرور تہی لاجرم ایسے بزرگ
امیر جلد گذر گئے

رفیع الدرجات کا رحلت کرنا اور رفیع الدولہ کا جلوس اور جلد اس جہان سے گذرنا اور نیکو سیر کا خروج کرنا اکبر آباد مین

چونکہ رفیع الدرجات مسلول تہا تین ۳ مہینے اور چند روز تخت آرا رہکر بروز شنبہ رجب کی ۱۲ تاریخ کو جان بحق
ہوا دونون بہائیون نے جو کہ سلطنت کے مدار المہام تہے رفیع الدولہ کو جو رفیع الدرجات کا بہائی تہا بادشاہ بنایا چونکہ
ان دونون بہائیون نے زمانہ قلیل مین رحلت کی اور نیز نیکو سیر کا خروج ہوا انکا حال بخوبی معلوم نہ تہا لہذا
انتظام سلسلہ کے واسطے کچہ تہوڑا سا بیان کیا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب رفیع الدولہ کے جلوس کو تہوڑے دن
گذرے شاہزادہ نیکو سیر ولد اصغر محمد اکبر نے قلعہ اکبر آباد مین جو کہ اوسجگہ قید تہا قلعہ دار اور دیگر ملازمان متعینہ قلعہ
مذکورہ کی مدد سے خروج کرکے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اکبر آباد کے لوگ اوسکی خدمت مین حاضر ہوئے
صورت بلوہ پیدا ہوگئی امیر الامرا نے مع قطب الملک کے رفیع الدولہ کو ہمراہ لیکر جمیع ارکان دولت کے ساتھہ
اکبر آباد پہونچکر قلعہ گہیر لیا نیکو سیر اپنے لوگون کے ساتھہ اور مدد سے جو کچہ کرسکتا تہا نہ نہ تہا چند روز کے بعد
قلعہ مفتوح اور نیکو سیر مغلوب اور محبوس ہوا اور ازانجملہ قلعہ دار وغیرہ جو اس فساد کے بانی ہوئے تہے سزا کو پہونچے اور دوسرے قلعہ دار
مقرر ہوئے اسی ضمن مین مرض اسہال جو رفیع الدولہ کو عارض ہوا تہا بڑہ گیا ہرچند قطب الملک کے دوا معالجہ مین اہتمام
کیا گیا مگر وقت موعود آگیا تہی کچہ فایدہ نہوا ہنوز اسکی سلطنت کے ایام بہائی کی بادشاہت کے برابر نگذرے تہے
کہ اسکی زندگی ... کے آثار پیدا ہوئے قطب الملک اور امیر الامرا نے اسکی زندگی سے مایوس ہوکر آخر شوال اور بقول دیگر

نجیب الدین علی خان اپنے بھائی کو اور بقول دیگر غلام علیخان ولد سید خانجہان کو واسطے لانے روشن اختر ولد خجستہ اختر شاہ جہان بن بہادر شاہ کے جنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی بھیجا ممکن ہے کہ غلام علیخان نجم الدین علیخان کے ہمراہ گیا ہو اور یہ بھی کہ نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد شاہزادہ مذکور کے نکالنے کو غلام علیخان کے ہمراہ گیا ہو شاہزادہ مذکور معز الدین کے وقت سے شاہجہان آباد کے قلعہ مین مع اپنے والدہ کے بسر کرتا تھا یہ شخص نہایت ذہین اور خوش رو تھا قبل پہونچنے روشن اختر کی اکبرآباد مین رفیع الدولہ جان بحق ہوا شاہزادہ کے پہونچنے تک رفیع الدولہ کا مرنا ایک ہفتہ عشرہ تک چھپا رہا اور روشن اختر پہونچا اودہر رفیع الدولہ کا تابوت خواجہ قطب الدین کے حوالی مین بموجب وصیت اپنے بھائی کے دفن ہوا

ذکر جلوس ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ

گیارہوین ذیقعدہ کو روشن اختر فتحپور مین رونق افروز ہوا ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری روز شنبہ چار گھڑی دن گذرنے پر سریر آرا ہوا نام نامی کے فیض خطبہ سے ممبر کا پایہ بلند ہوا ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب مقرر ہوا شادیانہ فیروزی بجنے لگے غلہ ارزان ہوا نواب قدسیہ حضرت کی والدہ نہایت دانشمند اور باشعور تھین مقتضائے وقت دونون بھائی مدار المہام کی خاطر داری کرتی تھین ایک ہفتے کے بعد لڑکے کے ساتھ دار الخلافت سے لشکر مین آئین پرانے جہان شاہ کی نوکرون نے استقبال کرنا چاہا اسنے مطلع ہوکر ممانعت کی کہ استقبال درکنار بلکہ ملازمت بھی نکرین اور کورنش کا ارادہ سے حرم سرا کے دروازہ پر نہ آئین مقرر ہوا کہ محمد شاہ کے آغاز سلطنت کے سن کو فرخ سیر کے بعد سے لکھین پندرہ ہزار روپیہ نواب قدسیہ کے ضروریات کے رفع کے واسطے ماہواری مقرر ہوا اور کلال باڑہ اور نظارت اور عہدہ داران کا انتظام بدستور رہا اور خواجہ سرا اور خواص اور فیلبان اور مردم خاص اور باورچی اور رکاب دار اور فراش وغیرہ سید عبداللہ خان کے نوکرون سے منصوب رہتے ہمت خان بادشاہ کے اتالیق اور صاحب اختیاری دیوان خاص و عام مین سادات کی طرف سے مقرر تھا وہی مدارا کرتا تھا کوئی کام اوسکے خلاف مرضی نکرتا کبھی کبھی ایک دو مہینے کو سیر و شکار کے لیئے کوس دو کوس لیجا کر واپس لاتے تھے القصہ چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد کے طرف سے بعض اطوار ناہموار دونون بھائیون مدار المہام سلطنت کو معلوم ہوے امیر الامرا نے اوسکے تنبیہ کا ارادہ کرکے الہ آباد کی طرف پیش خیمہ نکلوایا اوس وقت چھبیلہ رام کے وفات کی خبر سنی حسین علی خان اگرچہ اس خبر سے اپنے نصیب کی مددگاری سمجھی مگر افسوس کیا لوگون نے اوسکے سر پر عذر کو نوک سنان پر ندیکہ پایا متعاقب اسکے معلوم ہوا کہ گردہر بہادر چھبیلہ رام کا بھتیجا اپنے چچا کے مرنے کے بعد میراث نشین ہوکر فراہمی سپاہ اور استحکام قلعہ مین مصروف ہے اس خبر کی سننے سے آخر ذیقعدہ کو محمد شاہ کو فتحپور سے اکبرآباد مین لاکر تسخیر الہ آباد کی شہرت دی اور حکم دیا کہ دریاے جمن پر

پل باندہا جاوے اورکسیقدر فوج لطریق ہراول کے مقرر ہوا اوراس مہم مین میر جملہ کو صدر الصدور کیا لیکن رتن چند کل امور مالی اور ملکی بلکہ شرعی مین بہی اسقدر استقلال اور اختیار رکہتا تھا کہ کل متصدیان بادشاہی بیکار تھے بجز اسکے کہ اونکی مہر سے سند بہو بختی تھی کچہ دخل نہ تھا یہانتک کہ قضات اور ارباب عدالت کا تقرر بہی رتن چند کے برخلاف نہو سکتا تھا کہتے ہین کہ ایک روز رتن چند نے کسی شخص کو قطب الملک کے پاس لاکر تسلیم خدمت قضاے شہر کی قطب الملک نے کسی ہمنشین کے طرف متبسم ہوکر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضیون کا تجویز و تقرر کرنے لگا رتن چند نے گستاخانہ جواب دیا کہ راجہ جیو امور دنیوی کے بند و بست سے فراغت کرکے امور دینی کے انتظام مین مشغول ہوے ہین الحاصل تعین فوج کی خبرین سنکر گردہر کا وکیل حاضر دربار ہوا اور اپنے موکل کے طرف سے عفو تقصیر کی استدعا اور اظہار اطاعت کرکے امیدواری اوسکی صوبہ الہ آباد تے ملجا نے مین اور نیز عطا ہونے صوبہ اودہ کے مع بعض خطاب و منصب کے اور اقرار الہ آباد سے نکلنے کا بعد فراغت سرانجام ترتیب چھبیلہ رام کے ظاہر کیا عرض اوسکی قبول ہوئی صوبہ داری اودہ کا فرمان مع خطاب بہادری کے گردہر کے نام صادر ہوا

دلاور علیخان کا راجہ بہیم کی مدد پر بوندی کے مہم کے واسطے مقرر ہونا اور حیدر قلیخان کا واسطہ اخراج گردہر بہادر کے الہ آباد سے

ملک بوندی راجہ بدہ سنگہ اور راجہ بہیم کا ملک موروثی تھا بعد ازان باہم جہگڑا اوٹہا سے تھے بدہ سنگہ نے راج پر تسلط پاکر بہیم سنگہ کو نکال دیا بہیم سنگہ امیر الامرا کے وسیلہ کا خواستگار ہوا حسین علیخان بہادر نے سید دلاور علیخان اپنے بخشی کو مع چہہ ہزار سوار جنگ طلبگار کے راجہ بہیم سنگہ کے مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدہ سنگہ کے تنبیہ کے بعد باتفاق راجہ بہیم سنگہ او جگ سنگہ ذ صوبہ مالوہ کے سرحد پر جاکر دوسرے حکم کا منتظر رہے اور اس سبب سے کہ گردہر بہادر کے التماس پر دلجمعی نہ تھی حیدر قلیخان بہادر کو مع فوج روانہ الہ آباد کیا کہ اگر گردہر بدعہدی کرے تو اوسکی تنبیہ کرین حیدر قلیخان بہادر نے الہ آباد پہونچکر تدبیرات جرأت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا لیکن انجام کار نہوا گردہر بہادر نے بہی عدم اطمینان سے چند روز قلعہ خالی کرنے کے اقرار مین گذرانے اور چند روز جنگ اور قلعہ داری کے حیلہ مین اخیر مقدمہ رکہا حسین علیخان نے خود دریاے جمن سے عبور کیا اسکے عزیمت کی خبر الہ آباد مین مشہور ہوئی گردہر بہادر زیادہ تر غلہ وغیرہ جمع کرنے مین مستعد ہوا اور سواے اس قلعہ کے رہنے کے کوئی تدبیر نہ سوجہی امیر الامرا قلعہ کے دیکہنے سے کہ تینون طرف سے گنگا اور جمنا محیط ہے اور گردہر بہی نشاء شجاعت سے خالی نہین اگر پایداری کرے محاصرہ طول کو کہنچیگا ذراسی بات مین بڑی مدت گذریگی اور یہ امر باعث برہمی امور عظیمہ کا ہوگا تہ وقف رہا انہین دنون مین دونون بہائیون کے درمیان مین اکبر آباد کے نقد و جنس کی بابت غبار او ٹہا پیام و کلام رنجش آمیز جانبین سے ہونے لگے مگر رتن چند نے خوب اخفا کیا

رتن چند کا الہ آباد جانا حسب التماس گردہر بہادر کے اور فرو ہونا وہان کی شور و فساد کا

اندنون گردہر بہادر کی متواتر تحریرات صادر ہوئین کہ اگر رتن چند آنکر مجھسے عہد و پیمان کرے میری دلجمعی ہو جاے اطاعت شاہی اختیار کرون لہذا دونون بہائیون نے انطفاے فساد مناسب جانکر رتن چند کو رخصت کیا کہ آخر ربیع الثانی کو مع فوج لایق روانہ الہ آباد ہوا اور بعد حصول ملاقات کے دونون نے باہم عہد بقسم سری گنگا جی کے مضبوط کیا اودہ کی صوبہ داری مع فوجداری تعدیہ صوبہ مذکورہ کی گردہر بہادر کو تفویض کی اور اوایل ماہ جمادی الثانی جلوس محمد شاہ کو قلعہ الہ آباد خالی ہو کرا دلیا ر دولت کے ہاتھ لگا اور رتن چند واپس ولی نعمتون کی خدمتمین جا پہونچا

شروع فتنہ آصف جاہ او رپیدا ہونا منازعت کا درمیان سادات کی

جیسا کہ ذکر ہوا نظام الملک صوبہ مالوہ مین جاکر منتظم ہوا ملک کو مفسدونسے صاف کیا چونکہ امیر الامرا حسین علی خان کو بسبب نکرنے ملاقات کے بوقت آنے دکن کے رحمت خان سے ملال تھا بعد اقتدار پانے کے مرحمت خان کو قلعداری باندو سے معزول کیا اوسکے عوض خواجم قلیخان تورانی کو مامور کیا مرحمت خان نے بمقتضاے بوقلمونی روزگار سپردگی قلعہ مین حیلہ جوئی کی خواجم قلیخان حضور مین شاکی ہوا سادات نے مرحمت خان کے وکیل کی چشم نمائی کرکے کہا کہ مرحمت خان کو لازم ہے جلد قلعہ کو خواجم قلیخان کے سپرد کرے نظام الملک نے مرحمت خان کو سمجھا بجھا کر قلعہ خواجم قلیخان کو حوالہ کرا دیا چونکہ مرحمت خان کو بسبب امیر الامرا کے حضور مین آنا میسر نتھا اور نظام الملک اسکے خاندان کی نجابت اور شرافت خوب جانتا تھا لہذا اسنے پاس طلب کرکے باعزاز تمام نگاہ رکھا اور انہین دنون مین حکم ہوا کہ اوس متغلب کے ہاتھ سے قلعہ نکالا جاے فتح جنگ نظام الملک نے حکم کے صادر ہوتے ہی مرحمت خان کو مع فوج شایستہ اوس خدمت پر روانہ کیا اور مرحمت خان نے خدمت جانفشانی بجالاکر قلعہ کو مسخر کیا باوجود اس خدمت کے بہی عفو جرایم نہوا فتح جنگ نے مراعات بزرگانہ کرکے صوبہ داری مالوہ کا بندوبست اوسکے سپرد کیا اور مرحمت خان نے صوبہ داری مین نہایت ہوشیاری اور تدبیر سے کارروائی کی چنانچہ موضع پرگنہ چندیری مین مفسدون کا جماو تھا اونکی تنبیہ فرمائی اخبار کے ذریعہ سے واضح ہوا کہ مرحمت خان نے جمعیت بسیار نوکر رکہکر دیہات پر تاخت کی اور دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ اعتماد الدولہ کے ایماے سے جو محمد شاہ سے کبھی کبھی ترکی زبان مین گفتگو کرتا تھا بہت کثرت سے سپاہ مرحمت خان نے جمع کی تھی اور بعض کے قول بموجب انہین دنونمین حسین خان کا نوشتہ نظام الملک کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ ہمارا ارادہ ہے صوبہ ہاے دکن کے بندوبست کو صوبہ مالوہ مین اقامت گزین ہون تم چار صوبہ اکبر آباد و الہ آباد برہانپور ملتان سے جس جگہہ منظور رکہو لکہو تو تمہارے واسطے تجویز کیا جاے نظام الملک نے اس سبب سے اور نیز پہونچنے دلاور خان کے مع فوج اور رفاقت راجہ بہیم اور راجہ گج سنگہ

کی سرحد صوبہ مالوہ پر جہان سے اسکا لشکر قریب اور باعث اضطراب سکنا کا ہوا تھا مگر رہو اور جواب مین چند کلمات تحریر کرکے یہ شعر عنوان مین درج کیا ع من بیوفا نیم تو وفا میخورم قسم نہ من چو تو شمانیم بشما میخورم قسم ۔ امیر الامرا اور قطب الملک مضمون مذکور کے دیکھتے سمجھ گئے اور نظام الملک کے وکیل معتبر کو خلوت مین بلاکر کلمات تند و تلخ اوسکی آقا کی حق مین کہی

نظام الملک اور سادات کے بمدگر نفاق ہونا اور قطب الملک اور امیر الامرا کا فوت ہونا

جب سادات کی گفتگو کی خبر نظام الملک کے گوش زد ہوئی اور نیز بادشاہ کا نہانی اشارہ محمد امین خان کے معرفت پہونچا ہمدمان جلیس کی مشورت یہ ہوئی کہ بنظر بہ فیروزی بخت کر کے لڑنے کو آمادہ ہون لہذا عزم بالجزم کرکے دو کلمہ قطب الملک اور امیر الامرا کو لکھا اور مع عبد الرحیم خان و مروت خان و رعایت خان وغیرہ ہوا خواہان جدید و قدیم دس بارہ ہزار سوار سے وسط جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو نواح سرونج سے دکن کیطرف متوجہ ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر سادات کو ملی امیر الامرا نے دلاور علی خان اور اوسکی ہمراہی دونون راجہ کو تعاقب کیواسطے تحریر کیا اور یہ بھی لکھا کہ ادہر کے افاغنہ کو تالیف و ترغیب جاہ و منصب کرکے اپنا رفیق بنا دین

عبد الصمد کی فتح یابی حسین خان خویشگی پر اور اس خبر کا مشتہر ہونا

حسین خان افغان خویشگی رئیس قصبہ قصور کا چند دنون سے سرکش ہوا تھا اور نواح قصور اور لاہور پر متصرف ہوکر باغی ہوگیا تھا اور ابتدای صوبہ داری عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ سے گردن کشی کرکے اوسکو مع عمال بادشاہی کے بیدخل کرکے شوخی کرنی لگا قطب الدین خان نام عامل صوبہ دار کو قتل کیکے اوسکا مال اسباب و خزانہ لوٹ لیا اور اٹھہ نو ہزار سوار سے بقصد تاراج گرد نواح کے برآمد ہوا عبد الصمد خان نے سات آٹھہ ہزار سوار فراہم کرکے غرہ شہر نیا نزدیک چونی کے جو لاہور سے تیس کوس پر ہے دونون لشکر صف آرا ہوئے عبد الصمد خان نے کریم قلی خان حبشی کو ہراول کیا جانی خان اور خواجہ رحمت اللہ خان اقربائے دلاور کو جانب راست اور حفظ علیخان برادر خان مذکور کو ہراول مع ہزار سوار کے تعین کیا اور چپ کیطرف اعز خان کو بالاتفاق عارف خان اپنے نائب کے مقرر فرمایا کیہ فوج طرح کرکے آراستگی کی حسین خان نے بھی مصطفی خان اپنے بھتیجے کو ہراولی پر مع رحمت خان اور بہلول خان کے مقرر کیا اور خود سعید خان وغیرہ افغان نامی کے ساتھ صف آرا ہوا بمجرد شروع جنگ اور ہاے ہوی توپ و تفنگ کے توپخانہ پر جا گرا اور وہان سے بڑھ کر کریم خان ہراول کو تنگ و عاجز کر دیا کریم قلیخان کی فوج شکست در ہوئی حسین خان دو تین ہزار سوار جوان سے اعز خان کے قتل مین مصروف ہوا عجب دلیری کی زد و خورد ہوئی ہمراہی تو کچہ حفاظت اعز خان کی نکر سکے بھاگ نکلے لیکن جو تیر لگتا تھا دشمن کے دل مین جا بیٹھتا تھا تا آنکہ مصطفی خان جو مخالف کا ہراول تھا مع چند افغان کے گوشہ عدم کو سدھارا حسین خان چند ان اعز خان سے ملتفت ہوکر عبد الصمد خان کے مقابل جا پہونچا عرصہ کارزار تنگ ہوا اکثر ہمراہی اسکے بھاگی پہ اتہ انزل پیدا ہوا کہتے ہین کہ عبد الصمد اپنی فوج کو جہتا تھا اور کہتا کہ ای

خواجہ کتابو شاہ ٹہسک سے جو کہ حسین خان کا مرشد تھا کم ہوا ہے اسی عرصہ مین جانی خان اور حفظ علیخان نے ترددات نمایان کیے اور اغرخان نے اوسوقت اوسکی کمر پر چوٹ کی اوسی حال مین حسین خان کا فیلبان مع پیر و مرشد شاہ ٹہسک کے مارا گیا اور ناگاہ توپ کا گولہ حفظ علیخان کے ہاتھہ سے حسین خان کے چہاتی پر لگا کہ جان بحق تسلیم کی عماری مین آگ لگ اوٹھی عبد الصمد خان نے فتح پائی اور خوشحال ہوکر ہمراہیون کی مراعات فرمائی اور اغرخان کو فیل و خنجر و شمشیر مع اضافہ پانصدی اور دو سو سوار کے خدمت سے اور قطب الملک اور امیر الامرا نے اس نوید سے خوش ہوکر عبد الصمد خان کو سیف الدولہ کا خطاب بخشا ✿

نظام الملک کا حدود دکن مین پہونچنا اور قلعہ اسیر اور برہانپور کو قبضہ مین لانا

نظام الملک نے جب عزم سرکشی کیا دریاے نربدہ سے عبور کرکے گدر اکبرپور سے اوترا قلعہ اسیر کے ہزاری طالب خان قلعدار سے کے صلاح بموجب بطمع انعام وغیرہ استقبال کو نکلے یہ وہی قلعہ ہے جسے اکبر شاہ نے برسون کے محاصرہ مین فتح کیا تھا اور بالفعل امیر الامرا کے حکام یہان مامور تھے عطاے تنخواہ باقیات دو سال کا امیدوار کرکے قلعہ مذکور نظام الملک کے سپرد کیا اور اسی طور سے برہانپور کا قلعہ بہی قبضہ مین آیا عوض خان صوبہ دار برار جو مرد جرار اور شجاع اور مدار تھا مع سامان عمدہ کے نظام الملک کی مدد کو آپہونچا اور ربہا سردار مرہٹہ جو کہ راجہ ساہو سے مخالف تھا دو ہزار سوار سے نظام الملک کی فوج مین شامل ہوا اور بعض زمیدار وغیرہ اوس نواح کے پہونچ کر موافق ہوے انور خان جو کہ برہانپور کا صوبہ دار اور امیر الامرا اور قطب الملک کا پرورش یافتہ تھا حق نمک فراموش کرکے بے اسکے کہ عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا کے حضور مین جو صاحب صوبہ کل ممالک دکن کا تھا مقیم ہو نظام الملک کا اقتدار سنکر حراست حصار کے بہانہ سے نکلا اور نظام الملک کے خدمت مین آگیا مرہٹہ لوگ جو جو تھہ کیواسطے جا بجا تھے آصف جاہ کے قرب لشکر سے بہاگ کر سردارون سے جا ملے اسی ضمن مین سیف الدین علیخان کی والدہ مع چھوٹے بچون کے لڑکے کے پاس جانے کے ارادہ سے برہانپور پہونچی تھی نظام الملک کے بہائی نے اطلاع پاکر اصلا اوسکی آبرو ریزی کی فکر نکی اور اوسکی مان نے اسکے اقتدار کو سنکر پیغام دیا کہ اگر زر و جواہر کی طمع ہو تو بہیجے مگر خدا را حفظ آبرو کیجیے اسنے جواب مین حسب مناسب عرض کیا اور محمد علی پیغامبر کو عطاے خلعت سے سرفراز فرمایا بلکہ لڑکون کو میوہ جات وغیرہ بہیجے اور دو سو سوار ہمراہ کر دیے تاکہ دلاور علیخان کی فوج تک پہونچا دین بعد پہونچنے اس خبر کے امیر الامرا نے دلاور خان کو جنگ نظام الملک کی تاکید کی اور خود امیر الامرا عازم دکن ہوا انتظار خبر دلاور علیخان کی کرتے تھے اور رتن چند بمعاینہ چند در چند صلاح دیتا تھا کہ دکن کی صوبہ داری عطا کرنا اور نظام سے صلح فرمانا اچھا ہے مگر حسین علی خان راضی نہوا ✿

محتوی خان کی شومی کردار سے کشمیر مین آشوب فساد برپا ہونا

ملا عبد النبی کشمیری جو کہ محتوی خان کے نام سے ملقب تھا مدتون سے وہان کے ہنود کے ساتھہ متعصبانہ پیش آتا اور عداوت

رکہا تھا اب کہ گردش روزگار نمودار ہوئی مسلمانان اوباش کو اپنا رفیق بنا کر جرئت بیجا ظاہر کی میر احمد خان نایب صوبہ
کشمیر اور وہان کے قاضی کے پاس جاکر تکلیف دی کہ اہل ہنود کو سواری اسپ اور کپڑا پہنننے اور ہتیار باندہنے اور سیر
باغ اور ایام مخصوصہ مذہبی کے غسل سے مانع ہون اونہون نے کہا کہ جو حکم بادشاہ اور ارباب شرع کے حضور سے کل
ملک محروسہ کی ہنود کے نسبت صادر ہوا ہو ہم ہی اوسکے مطابقت یہان کر سکتے ہین محتوی خان قسمہ سیر از بید باغ اوٹہا
اور کمینون کی اعانت سے جہان ہندو کو پایا ہزارون شرارت سے پیش آیا ایکروز صاحب رائے نام ہندو جو کہ کشمیری
ہندو مین معزز تھا کسی باغ کی سیر کو جاکر جابجا زنا ردار ان کو کہانا کہلواتا تھا وہ مفسد جاکر بیچارون کے مارنے اور قید کرنے
مین متوجہ ہوا صاحب رائے مع چند نفر کے بہاگ کر میر احمد خان کے مکان پر آیا محتوی خان نے صاحب رائے کے گہر پہونچکے
اوسکے اور تمام محلہ والون کے گہرونمین آگ لگادی اور لوٹ مچائی جس کسی ہندو مسلمان نے ممانعت کی مجروح اور مقتول ہوئے
بعد ازان اسیطور سے میر احمد خان کے مکان پر آیا مکان گہیر لیا انیٹ پتہر تیر بندوق کے مار دہاڑ شروع کی میر احمد خان
ایک رات دن برابر گہر سے نکل نسکا بڑی مشکل سے سلامت رہا دوسرے روز جمعیت فراہم کر کے باتفاق میر شاہنوخان
بخشی بادشاہی کے سوار ہو کر اوس مفسد پر چڑہ گیا اوسنے بدستور اوباشون کو جمع کر کے مقابلہ کیا اور سر چند شور بختون نے
جس پل سے میر احمد خان نے عبور کیا تہا جاکر جلا دیا اور ہر دو طرف بازار کے رستے جدہر سے میر احمد خان گذرا تہا جلا
دیے اور بغاید اور گہرون سے انیٹ پتہر تیر و بندوق چلانے لگے اونکے عورات بہی جو کچہ پاتی تہین مکانون سے
پہینک مارتی تہین بڑا بلوہ ہو گیا اس ہنگامہ مین سید ولی خواہر زادہ میر احمد خان اور ذو الفقار بیگ نایب چبوترہ کوتوالی
وغیرہ مجروح ہوے میر احمد خان پر جو کہ نہ پیچہے جانے اور نہ اگے بڑہنے کی راہ پاتا تہا نہایت تنگ وقت نمود ہوا کہ آخر کو
لاچاری اور عجز و زاری کر کے نجات حاصل کی اور دوبارہ محتوی خان نے میر مذکور کے گہر پر دہاوا کر کے صاحب رائے
کو مع ہمراہیون کے باہر نکال کر کان کاٹے اور خستہ کیا بلکہ بعض کے قطع آلت تناسل کرادیے اور قید مین رکہا دوسرے
روز اوسی ہنگامہ کے ساتہہ مسجد مین آیا اور میر احمد خان کو نیابت سے معزول کر کے اپنا لقب دیندار خان اور حاکم مسلمان
مقرر کیا کہ دوسرے نایب کے پہونچنے تک احکام شرعی کیا کرے میر احمد خان بیچارہ پانچ مہینے تک معطل رہا اور دیندار خان
حاکم مسجد مین بیٹہہ کر اجراے حکم اور انفصال مقدمات کرتا تہا جب حضور مین خبر پہونچی مومن خان نجم الدولہ کو نیابت
کشمیر پر مقرر کیا اور وہ شوال کی آخرین کشمیر سے تین کوس پر پہونچا محتوی خان دیندار جو اپنے ناشایستہ کامون سے
منفعل اور ہراسان تہا عبد اللہ خان سے جو مشاہیرون مین تہا اور اسکا دوست تہا جاکر مع دو پسر خورد سال کے
کہا کہ تمہارے اور چند فضلا کے رفاقت کا خواستگار ہون تاکہ استقبال کو جاون خواجہ مذکور نے صلاح دی کہ اول
شاد نو خان بخشی کے مکان مین جاکر عذر خواہی کرنا چاہیے بعدہ مومن خان کے لانے کو چلین گے محتوی خان نے بخشی مذکور
کے گہر کی راہ لی وہان بخشی نے محلہ جدی پل کے لوگ اپنے مکان مین چہپا رکہے تہے کہ بروقت فرصت کام کرین جب محتوی خان

پہونچا دو تین باتون کے بعد بخشی کسی کام کے حیلہ سے اوٹھہ گیا پوشیدہ لوگون پر عجب یہ موقع ظاہر ہوا الکمر اول دنیدار خان کی رد سر دو اوسکے لڑکے مارے پہر اوسکو بہی عذاب زندگی سے رہائی دی دوسرے روز اوسکے پیرو کارون نے بلوہ مچادیا جدی پل مین حشر برپا ہوا تین ہزار آدمی اوس محلہ کے مارے گئے لاکھون کا اسباب لوٹ گیا اس جہاد کے بعد جہاد ثانی کی عزیمت ہوئی قاضی اور بخشی کے گھرون پر جا پہونچے بخشی تو روپوش ہوا اور قاضی جی بہی برہنہ بہاگ گئے باغیون نے اینٹ سے اینٹ بجادی مومن خان نایب حضور نے پہونچکر میر احمد خان کو مین آباد روانہ کیا اور چار ناچار بدکاران کشمیر کے ساتھہ موافقت پیدا کرلی +

دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کا نظام الملک سے لڑنا اور انجام کار شکست کہانا

جب دلاور علی خان برہانپور سے چودہ کوس پر پہونچا نظام الملک نے بعض سرداران لشکر کو مع فوج عوض خان وغیرہ سرداران کے محمد عنایت خان کو سردار بناکر روانہ کیا اور خود بہی مع عوض خان وغیرہ کے برہانپور سے نکلکر اس تفاوت سے کہ بروقت غیاث خان کے مدد کرسکے جا ٹھہرا جب دلاور علیخان سے مقابلہ نزدیک آیا غیاث خان صف آرا ہوا اور بموجب حکم نظام الملک کے توپخانہ دستی اور شتر جن توپون مین چہرہ بہرتے ہین اپنے معتمد بہادرون کے ہمراہ نالہ مین بطور مناسب بٹھلایا دلاور علیخان بمقتضاے شجاعت ذاتی اور جہالت فطری کے جو اکثر مردم بارہہ مین ہے گیارہ ہزار سوار ہمراہی اور نیز فوج راجپوتیہ ہمراہی راجہ بہیم سنگہ و راجہ گج سنگہ اور دوست محمد افغان کے مسلح ہوکر صف آرا ہوا طرفین سے بان اور توپ کی شرر ریزیان ہونے لگین غیاث خان مردان کمین گاہ کے پیچھے اس انتظار پر کہ دلاور علی خان آگے کو آئے کہڑا تہا آخر دلاور علیخان کو تو اس گہات سے آگاہی نہ تھی چند قدم جاکر دفعتہ حملہ کیا اور ہمراہیون کی ساتھہ توپخانہ کمین گاہ کے برابر جا پہونچا مردم کمین گاہ نے پایداری کرکے یکبارگی توپ اور بندوق دستی تیر کی ایک ہی فیر سے جمیع کشتہ خاک ہوگئے جو پیچھے رہگئے تھے اس حال کے دیکہنے سے متزلزل ہوئے بارود کے دہوئین مین روسیاہ کرکے بہاگے دلاور علیخان اور دونو راجہ چار پانسو سوار سے ٹھہر رہے چونکہ راہ ناہموار اور روبرو توپخانہ آتشبار تھا گہوڑے ہاتھی کے قدم نہ اوٹھہ سکتے تھی اسی عرصہ مین اکثر بارہہ اور راجپوتیہ اور دوست محمد خان افغان بہی نام و ننگ خاک مین ملاکر بہاگ نکلے بہر حال نصیبہ تو جواب دے چکا تھا بہادران نامی کی بہادری کچہ کام نہ آئی دلاور علیخان مع راجہ اور جمیعت باقیماندہ کے اوسی میدان مین پیوند فنا ہوئے یاوری بخت اسے کہتے ہین نظام الملک کا کوئی سردار مارا نہ پڑا اور شادیانہ بلند آواز ہوئے شہر مین لوٹ کر رعایاے خاندیس کی دلجمعی اور لشکر کی تسلی کی مجروحون کو مرہم نوازش سے چنگا کیا اس اخبار فتح سے بادشاہ اور محمد امین خان معتمد الدولہ وغیرہ باطن مین خوش ہوکر شکرانہ بجالائے اور قطب الملک اور امیر الامرا کو نہایت ملال ہوا اپنے چارہ کار کے فکر مین اسیر ہوئے کبہی ارادہ کرتے کہ ہم دونو بہائی بادشاہ کو ہمراہ لیکر دکن جاوین اور نظام الملک

کی تلافی کرین کبھی کہتے کہ امیر الامرا تمہارا دانہ ہو کبھی یہ کہ بادشاہ امیر الامرا کی ہمراہی کرے اور محمد امین خان کے مقدمہ
مین شورہ ہوا کبھی صلح کرنے کی راے ہوتی تھی کہ متعلقان امیر الامرا کو دکن سے طلب کر لینا چاہیے اوسکے بعد تدارک کیا جاویگا
محمد امین خان کے بارہ مین کبھی قتل وقید کی شہرت ہوتی کبھی رتق وفتق ومدارا کیا جاتا امیر الامرا چاہتا تھا کہ محمد امین خان کو قتل
کرے قطب الملک چونکہ اوس سے قول وقرار رکہتا تھا لہذا مانع آتا تھا بلکہ اکثر کہا کہ اوسکی جان کے ساتھ میری جان ہے
بہرحال چونکہ وہ حسین علیخان کا قاتل تھا کیونکر مارا جاتا بہرحال انہین دنونمین واقعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۱۳۲ ہجری روز جمعہ کو
جبکہ اکثر لوگ نماز مین مصروف تھے عجب طرحکا زلزلہ آیا اکثر عمارات شاہجہان آباد اور دہلی کی گر پڑین نومرتبہ زمین و
عمارت کو تزلزل ہوا چالیس روز تک یہی نوبت رہی کہ زمین ہلتی اور آواز پیدا ہوتی تھی آدمیون کو خوف سمایا تھا بعد
مدت مذکورہ اگرچہ زلزلہ موقوف ہوا چار یا پانچ مہینے تک کبھی کبھی لرزہ سا آجاتا تھا القصہ مقرر ہوا تھا کہ غرہ ماہ ذیقعدہ
کو پیش خیمہ بادشاہ اور قطب الملک کا شاہجہان آباد کو لیجاوین اور حسین علیخان مع مردان رزم آزما کے روانہ دکن ہو
اسی عرصہ مین پھر محمد امین خان کے ساتھ بسبب دراندازون کے منازعت درپیش ہوئی چند روز تک گفتگوے مخاصمت
بلند رہی یہانتک کہ اعتماد الدولہ مع اپنے بہادرون کے منتظر مرگ مسلح بیٹھا رہا کرتا تھا تا آنکہ رفع کدورت ہوئی باہم
سخت سوگندون سے اقرار رفاقت ہوا ایفاے عہد جو کچہ محمد امین خان سے ہوا عنقریب بیان ہوگا کہتے ہین کہ فوج
دلاور علیخان جو باقی رہ گئی تھی پریشان حال عالم علیخان بہادر سے جاملی اور نظام الملک سرانجام کار اور درستی مجروحان
اور ترغیب اور تحریص مردم مین مصروف رہا اور عالم علیخان کے رفقا کو خوب بھڑکایا انور خان ناحق شناس سادات کا حق
پرورش فراموش کرکے نظام الملک سے جاملا یہان بھی خبث باطن ظاہر کیا کہ عالم علیخان کو لکھا کہ ہنوز نظام الملک
زخمیان قوت نہین پکڑی جلد پہونچیے وقت فرصت ہاتھ سے نہ دیجیے اتفاقاً وہ خط نظام الملک کے ہاتھ لگا اور انورخان
کی عزت خاک مین ملگئی جلد جزاے اعمال کو پہونچا عالم علیخان اوایل ماہ رمضان مین مع فوج قریب پچیس ہزار سوار کے
چلا جسمین بارہ تیرہ ہزار سوار مرہٹہ راجہ ساہو کے ملازم تھے اور کنڈو دہاریا دسکراجی ملہار وغیرہ سرداران مرہٹہ جو کہ
مرہون احسان تھے ہمراہ ہوے اور بعض امراے مشہورہ دکن بھی ظاہری اطاعت کے رو سے مجبور ہمراہ ہوگئے تھے القصہ
کتل فرداپور مین جو صوبہ خاندیس اور بالا گھاٹ اورنگ آباد کے مابین واقع ہے ٹھہرا فوج مرہٹہ حسب عادت
خود دیہات کی لوٹ مار مین منتشر ہوئی نظام الملک نے اسباب فاضل اور ناموس کو قلعہ اسیر مین روانہ کرکے
عالم علیخان کی لڑائی کو آمادہ ہوا چونکہ دریاے پورنا جو کہ برہانپور سے ۱۰ کوس پر واقع ہے نہایت طغیانی مین تھا عبور
مین توقف ہوا نظام الملک عوض خان کے رہنمائی سے سترہ کوس بائین جانب سے پایاب پاکر بلا تاخیر بہ رسم یلغار پار ہوگیا
عالم علیخان اس عبور سے آگاہ ہوکر مقابلہ کو متحرک ہوا اپنی دست برد کیواسطے پیشقدمی کرگیا نظام الملک کا لشکر
لہیر کرسنوخیان کرنے لگا ایک تو بارش کا برابر تار لگا تھا دوسرے مرہٹہ محیط تھے چند روز تک نظام الملک کے لشکر مین

غلہ کی گرانی اور کمیابی ظاہر ہوئی مرہٹہ بھیر و بنگاہ مین چپاولی کی لڑائی کیے جاتے تھے عوض خان اور مرہٹہ جو نظام الملک کو رفیق تھے اور حسین علیخان کے مخالف تھے تدارک کرتے تھے اور نظام الملک تامل کے ساتھ جنگ کنان اس موقع کا جویان چلا آتا تھا کہ کوئی عمدہ موقع لڑائی کا ہاتھ لگی تا آنکہ قصبہ بالاپور جا پہونچا اور وہان پر موقع دلخواہ پاکر لشکر گاہ کیا

عالم علی خان کا نظام الملک سے مقابلہ کرنا اور نہایت بہادری سے راہی عدم ہونا

عالم علیخان بہادر پانچوین شوال کو نظام الملک کے مقابلہ پر پہونچا منور خان اور غالب خان ولد رستم خان دکھنی کو ہراول کرکے امین خان برادر خان عالم اور عمر خان بنی عم داود خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور فدوی خان دیوان اور مٹھی خان اور محمدی بیگ کی پشت پناہی پر مامور اور رفاقت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ خان وغیرہ و لاوران نامی اور سرداران گرامی کو یمین و یسار مین جگہ دیکر توپخانہ کو بجائے شایستہ لگایا دس بارہ ہزار سوار پیادہ کرناٹکی روہیلہ فیلان مست غرق آہن کو توپخانہ کے پیچھے مقرر کیا چونکہ جوان نورسیدہ ناتجربہ کار تھا باوجودیکہ دلاور علیخان کی لڑائی کا حال سن چکا تھا کہ نظام الملک نے کمین گاہ مقرر کی تھی اور اوسی کے پوچھنے سے دلاور علیخان نے شکست کھائی اپنی فکر نہ کی اور بلا مین گرفتار ہوا سچ ہے جو پیش آنی ہی وہی ہو کچھ کہ پیشانی پر ہے نہ القصہ رماہ ماہ مذکور عرصہ کارزار گرم ہوا نظام الملک نے رحمت خان بہادر کو ہراول کرکے غازی الدین خان اپنے لڑکے کو ہمراہ کیا اور عبد الرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدین خان اور داراب خان اور کامیاب خان اور غیاث خان اور قادرداد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور رفیع اللہ خان اور انور خان وغیرہ کو مع چند راجاؤن کے میمنہ اور میسرہ پر تعین فرمایا اور خود مع عوض خان کے قول مین آیا اور سنبھا مرہٹہ کو مع بعض زمینداروں کے پیشگاہ مین چھوڑکر مرہٹگان مخالف کے یورش و قمع کرنے کو حکم دیا اور توپخانہ اوربان جو کچھ ہمراہی مین تھا اور جسقدر قلعہ اسیر اور برہانپور اور دلاور علیخان کے لشکر سے حاصل کیا تھا اول روز تو ویسا ہی لگا رہا رات کو گوشہائے مخفی مین بواقعہ مین دلیار لگادیا اور دلاوران معتمدین کو توپ چہرہ دار توپ اور بان کی کمین گاہ مین کھڑا کردیا اور خود اونکے زیر پناہ ہوا فوج عالم علی خان کی متحرک ہوئی مشہور خان ہراول دس بارہ ہزار سوار کی ہمراہی سے نظام الملک کے توپخانہ شہر پناہ پر حملہ آور ہوا لیکن جبکہ پہلی ہی باڑہ مین ہزارون بان اور کچھ دکھنی خاک مین ملے مبارزان مغلیہ جو نظام الملک کے نوکر تھے دلاوری کرکے ہراول کے مقابلہ مین جا پہونچے عالم علیخان کی فوج مین عجب طرح کا اضطراب آیا عالم علیخان اپنے فوج کی سراسیمگی دیکھکر مع غیاث خان ہمنشین کے مدد کو آ پہونچا حملات بہادرانہ سے نظام الملک کی سپاہ پر عرصہ تنگ کیا فوج مقہور رو گردان اور اوسکے تعاقب مین عالم علیخان مع رفقا کے شتابان ہوا اگرچہ عنان ہاتھ سے چھوڑ دی آگے پیچھے کا خیال نہ رہا جلد جلد قدم بڑہاتا آتا تھا تقدیر برگشتہ کی رہبری سے توپخانہ کمین گاہ اور فوج مغل کے برابر جا پہونچا ناگہان ادہر سے یکبارگی بان اور توپ چہرہ دار کی فیر سے قیامت برپا ہوئی دود

بارود سے آتش بازی گویا موت کی مینہ اور آتش کی چھرون کی بوچھار سے موسلا دھار خون برسنے لگا بعد دفع تاریکی معلوم ہوا کہ مسعود خان ہراول اور غالب خان اور شمشیر خان و محمد اشرف خان اور خواجہ رحمت اللہ اور مٹھی خان اور محمدی بیگ وغیرہ جابجا مجروح و مقتول اور اکثر سوار و پیادہ بکار آئے غلطان ہین عالم علیخان بہادر باوجود مجروحی چند بہادران جانفشان کے ساتھہ مستقیم الحال رہا اور دمبدم آگے کو بڑھتا آتا تھا اوسوقت مین اختصاص خان نبیرہ خانعالم اور محمد غیاث خان جسکی ایک آنکھہ تیر سے زخمی ہوئی تھی جسارت کرتے ہوئے عالم علی خان کے روبرو ہوئے اور دیگر سرداران نظام الملک بھی جو اونسے قرابت رکھتے تھے مدد کو پہونچے عجب طرحکی زدوخورد ہوئی آخرکار اختصاص خان نے زدہ تلوار کا ہاتھہ مارا کہ سرپوست عالم علی خان کا ہاتھہ حرکت سے معطل ہوا اور فوج نظام الملک کی یورش متواترہ سے وہ نوجوان رستم خان تن مجروح تھا جنمین انیس ۱۹ فیل ہوا باقی گھوڑے والے اور پیادہ تھے سرخرو ہوکر شہید ہوئے سنکراجی ملہار زخمی مع چند رشتہ دیگر گرفتار ہوا اور عمر خان برادرزادہ داؤد خان اور اسیر خان برادر خانعالم جنہون نے دو تین لاکھہ روپیہ اور تین چار ہاتھی اس معرکہ مین خان مرحوم سے لیے تھے بروقت مقابلہ کے جدا ہوکر مع بعض دیگر نفاق پیشہ کے لشکر نظام الملک مین ملحق ہوئے اور خیمہ وغیرہ کل کارخانہ جو کہ اوسیر دان سے بچا نظام الملک کے قبضہ اختیار مین آیا اس لڑائی مین کنجی نامی سردار نظام الملک کا آفت جانی مین اسیر ہوا چند نفر جو مجروح ہوے تھی مرہم لطف ومدارا سے بچے جینے ہوئے اس خبر کے سننے سے جسقدر رنج وغم قطب الملک اور امیر الامرا کو ہوا بیان سے باہر ہے خصوص امیر الامرا کے جگر مین کانٹا سا خلش کرنے لگا اپنے ناموس کی فکر سے جو دکن مین تھی۔ نہایت متردد تھا ہفتہ بعد خبر پہونچی کہ حسین علی خان کے قبایل کو مع مال واسباب کے قلعہ دار دولت آباد نے قبل پہونچنے فوج نظام الملک کے قلعہ مین گھیر لیا تھا اور باوجود کمال ازردگی کے جو حسین علی خان سے رکھتا تھا لازمہ غمخواری کی مراعات کی اس خبر سے کسیقدر دلجمعی امیر الامرا بہادر کی ہوئی اور نیز اسی جلدی مین خبر پہونچی کہ مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد اور دلاور خان جو باہم ہم زلف ہین سات اٹھہ ہزار سوار سے رفیق نظام الملک ہوئے ہین

امیر الامرا کا دکن کو جانا اور قطب الملک کا شاہجہان آباد آنا اور دیگر سوانحات کا بیان

انجام کو یہ صلاح ہوئی کہ قطب الملک بادشاہ کی نیابت پر دار الخلافہ مین رہے اور حسین علیخان بادشاہ کی خدمت مین جاکر نظام الملک کی سزا کرے جب یہ عزم بالجزم ہوا امیر الامرا نے بصوب سید محمد خان ولد اسد اللہ خان کے زر روپیہ واسطے بھیجکر جماعہ داران عمدہ افغانی اور بارہہ کو طلب کیا تا آنکہ قریب پچاس ہزار سوار قدیم اور جدید نوکر رکھکر مع بادشاہ اور افواج شاہی اور راجہ وغیرہ اور توپ جہان آشوب او گولہ انداز قضا دست ہمراہ لئے اخر شوال کو دکن کی جانب پیش خیمہ نکلا اور خود امیر الامرا نے کوچ کرکے اکبر آباد سے دس کوس پر مقام کیا چونکہ اصل سر پرکار ہی تھی امیر الامرا نے چند امور صریح برخلاف کیے چنانچہ اوایل ذیقعدہ مین

میر آتشی کی خدمت سید خانجہان سے لیکر جو حسین علی خان کے اقربا مین تھا حیدر قلیخان کو دی اور ۹ ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ کو محمد شاہ نے اکبر آباد سے کوچ کر کے تین کوس پر جا کر مقام فرمایا اور سید عبد اللہ خان نے بطریق مشایعت رفاقت کی رخصت لی پندرہ ذیقعدہ کو جشن بادشاہی تھا قطب الملک چاہتا تھا کہ بعد فراغ رخصت ہو حسین علی خان راضی نہوا چار کوس سے رخصت کر دیا اور اوسی مہینے کی چودہوین تاریخ کو حسین علی خان بادشاہ ہمراہ لیکر فتحپور مین منزل گزین ہوا اور تین چار مقام واسطے سرانجام جشن جلوس کے فرمائے قطب الملک نے مع حامد خان عموی نظام الملک کے اور حمید الدین خان اور غازی الدین خان غالب جنگ اور ابراہیم خان اور نعمت اللہ خان اور میر خان اور سید صلابت خان وغیرہ امراے بیرو بال کے وہان رکھکر ۱۹ کو شاہجہان آباد کی راہ لی اثناے راہ مین محمد خان بنگش نے ملاقات کی اور عزیمت شرکت بادشاہ اور تہیا ستی ظاہر کر کے پچاس ہزار روپیہ علاوہ چھ لاکھ روپیہ کے جو حسین علی خان سے بوعدہ ہمراہی سے تھے لیکر اپنی راہ لگا شرکت کا فقط بہانہ تھا

مارا جانا امیر الامرا حسین علیخان بہادر کا اثناے راہ دکن مین امراے زمن کے مکر و فریب سے اور زوال دولت باہریہ

جب کہ قطب الملک شاہجہان آباد کے چالیس کوس پر پہونچا امیر الامرا حسین علیخان بہادر اور غیرت خان بہادر بھانجے خان مذکور اور نور اللہ بین علیخان برادر امیر الامرا کے کشتہ ہونے کا حال رتن چند کے شقہ سے جو نہایت اضطرار مین تحریر کیا تھا مطلع ہوا شرح اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو چندان اختیار نرہا دست نشان سادات کا ہو [illegible] نظام الملک اور اعتماد الدولہ کو رشک ہوا ہر وقت سادات کی فکر مین رہتے تھے اور محمد امین خان نے بادشاہ سے ہر وقت فرصت زبان ترکی مین اجازت حاصل کی نظام الملک کو شورش پر آمادہ کیا اور اوسکی کوشش کا اثر عالم علیخان اور دلاور خان پر گذرا جب محمد امین خان نے امیر الامرا کو نظام الملک کی استیصال پر دیکھا نہایت اپنی مذلت اور مخصوص تورانیون کی سمجھی اور یہ یقین تھا کہ بروقت مقابلہ امیر الامرا فتحیاب نہوگا لہذا اسی فکر مین روز و شب رہتا تھا کہ امیر الامرا کو اثناے راہ مین غافل پا کر مار ڈالے مگر یہ امر دشوار دوسرے کی اعانت بغیر ناممکن تھا کہتے ہین کہ میر محمد امین المعروف سعادت خان جو سادات نیشاپور خراسانی مین تھا اور جسنے عہد فرخ سیر مین عہدہ ہفت ہزاری حاصل کیا تھا بعد ازان ہندون بیانہ کی فوجداری پر جو محالات اکبر آباد مین سے مقرر ہوا اور وہان زیادہ سپاہ فراہم کی اور سید [illegible] خان سے مدد [illegible] کا بندوبست کیا اور [illegible] کوئی مخالفین کے مقابلہ مین [illegible] سے مضر ہوا اس سفر مین [illegible] لشکر محمد شاہ کے رفقا محمد امین خان نے [illegible] باہم گر سعد حیدر خان کاشغری سے جو قوم جغتا اور بسبب میر شمشیری کے میر کا خطاب رکھتا تھا [illegible] کی میر مذکور نے جو نہایت بیباک اور مرد شجاع تھا قبول کیا یعنی دنیا طلب محرم راز ہو کر با جا گذاشت سمجھا اور صلاح کی کہ کیونکر

اس مہم کو انجام دیجیے بالاتکہ قرعہ اس امر کا میر حیدر کے نام پڑا اور اس نے عرضی متضمن شکایت محمد امین خان کے لکھی اور ایک روز اپنے ہمراہیوں سے ہمراہ لیکر روز چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو جب کہ فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام ہوا تھا آیا اور محمد امین خان ذی بعد پہونچے نزدیک دولتخانہ شاہی کے برہمی مزاج والا ظاہر کر کے اپنے ا . حیدر قلی کے پیش خیمہ مین پہونچایا اور اوسکو بھی اس راز سے آگاہ کر کے متفق کیا امیر الامرا بادشاہ کو خیمہ مین اوتار کر داخل محلسرا کر کے خود خیمہ سے نکلا اور عازم اپنے لشکر کا ہوا جو کہ فاصلہ اوسکا ایک کوس پر ہوا کرتا تھا جب دروازہ کلال بارہ کے نزدیک پہونچا میر حیدر نے دور سے نمایان ہو کر کاغذ عرضی کو نمایان کیا چیلہ اور چوبدار روبرو آنیکو مانع ہوئے قضا و قدر نے امیر الامرا کے دل مین ڈالدیا کہ حکم روبرو آنے کا صادر فرمایا میر حیدر خان نے دور کر عرضی گذرانی اور متصل پالکی عرض حال کرتا ہوا چلا جاتا تھا جیون ہی امیر الامرا متوجہ ملاحظہ عرضی ہوا میر حیدر خان نے پیش قبض کمر سے نکال کر اس زور سے اوسکی جگر پر ماری کہ دوسری طرف برامد ہوئی اور اوس ضرب سے شہید ہو گیا لیکن اوسی جلدی مین امیر الامرا نے قاتل کو لات مار کر فرمایا کہ بادشاہ کو قتل کرو لات کے صدمہ سے پالکی لڑکی اور لاش امیر الامرا کی زمین پر گر پڑی اسکے دیکھتے ہی نور اللہ خان ولد اسد اللہ خان نے جو امیر الامرا کا عمہ زادہ تھا اور پیادہ پالکی کے ہمراہ چلا جاتا تھا اپنی تلوار سے قاتل کو قتل کیا اور ایک روایت یون بھی ہے کہ اسکے قتل مین میر مشرف بھی شریک ہوا اور دوسرے مغل کو جسنے نور اللہ خان کو مارا میر مشرف نے روانہ عدم کیا اور خود زخمی ہو کر جان بچا گیا دوسرے مغل ہجوم کر کے امیر الامرا اور نور اللہ خان کا سر کاٹ کر بادشاہ کے روبرو لائے خواجہ مقبول خان ناظر امیر الامرا نے جانفشانی کی زخمی ہو کر تین چار روز کے بعد حق نمک سے ادا ہوا امیر الامرا کے سقے اور خاکروب بھی شرط رفاقت کی ادا کرنے مین شمشیر برہنہ بادشاہ پر دوڑے مگر تسبیح خانہ کے نزدیک دست مغل یا برہان الملک کے نیچہ سے مارے گئے کسیقدر ہمراہیان محکم سنگہ دیوان امیر الامرا نے کلال بارہ کے دروازہ پر پہونچکر راہ مسدود کی اور مہاراجہ دیوان خاص کے پھاٹک پر شمشیر عریان جا پہونچے دو تین نفر زخمی اوٹھا کر اور امیر الامرا کو کشتہ پا کر واپس ہوئے بعض مردم برقنداز حسین علیخان بہادر کے برقندازی کر کے پریشان و فرار ہوئے

خبر قتل امیر الامرا عزت خان کو پہونچنا اور بادشاہ کے مقابلہ مین آکر جان دینا

جب امیر الامرا کی خبر قتل عزت خان بہادر خواہرزادہ امیر الامرا کو پہونچی مطلق آراستگی فوج اور توپخانہ اور طلب رفقا اور درستگی سامان نکر کے رومال سے آنسو پونچھکر ہاتھی پر سوار ہوا اور بادشاہ کے مقابلہ پر دو تین ہزار سوار سے آپہونچا اوسوقت سعادت خان نے محمد امین خان اور حیدر قلیخان کی رہنمائی سے حرم سراے شاہی کے دروازہ پر پہونچکر رفقاے امیر الامرا کہ ہنوز ازدحام کئے ہوئے تھے دفع کیا اور ہر چند والدہ شہریار مقتضاے رافت مادری بادشاہ کے باہر نکلنے پر راضی نتھی مگر سعادت خان مقتضاے دولتخواہی بکمال الحاح بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر محل سے باہر لایا اور اعتماد الدولہ اپنے ہاتھی پر سوار کرا کر خود خواصی مین بیٹھا چونکہ فوج اور بادشاہی رسالہ اور امراے موافق دستور ہر روز کے اپنی جگہہ پر

گئے تھے اوسوقت قلیل جمعیت قوم مغل محمد امین خان کے ہمراہیون سے اور کسیقدر مردان سعادت خان کے کار خانہی مین تھے حیدر قلیخان جسنے حسن لیاقتی سے آج کے واسطے مردم توپخانہ کو مشغول کر رکھا تھا مین آشوب و رستخیز مین آیا عزت خان بہادر نے جو کہ دو ہزار سوار سے نہایت نزدیک آگیا تھا احضار مردم اور توپخانہ اور فیل خانہ بادشاہی مین تدبیر کی اور عین اضطراب مین درستگی فوج کر کے مستعد سرادی ہوا اور عزت خان شیر ژیان کی طرح جان سے ہاتھ دھو کر نہایت بیقراری سے چلا آتا تھا گویا کڑی کمان کا تیر تھا اوس بہادر کو مد نظر یہ تھا کہ اول قاتل کو قتل کرے بادشاہ اور محمد امین خان اور حیدر قلیخان کو بچہ حیدر قلیخان کی کار فرمائی سے گولہ اولہ کی طرح سے برستا تھا اور حیدر قلیخان نے معرکہ کارزار کو ایسا گرم کیا کہ چار سو سے صدائے احسنت احسنت آنی لگی امرائے بادشاہی متواتر مدد کو پہونچتے جاتے تھے اور کمک عزت خان کی مدد کو بھی پہونچتی تھی خلاصہ عزت خان نہایت نزدیک حیدر قلیخان اور بادشاہ سے آگیا تو تیر تقدیر ناگہانی اجل تو دور تھی ایسا پشت سپر مین نشانہ ہوا کہ بعد فتح نہایت دشواری سے برآمد ہوا تھا قمر الدین خان اور سعادت خان حیدر قلیخان کی مدد پر پہونچے شرط وفا ادا کی بادشاہ اپنے دست مبارک سے شیر افگن تھا اس عرصہ مین لٹیرون نے امیر الامرا وغیرہ سادات کے خیمون مین آگ لگا دی اور اوسکے مال و اسباب کو جو کرورون سے زیادہ تھا لوٹ لیا اور صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور جنگ بادشاہ کی مدد پر حاضر ہوا عزت خان نے بعد دو تین زخم تیر کھانے کے حیدر قلی خان کے خواصون کی گولی کھا کر راہ عدم لی خزانہ وغیرہ اوسکا خوب لوٹا گیا اور جو کچھ راہ مین رکھا تھا لوٹ سے محفوظ رہکر داخل خزانہ بادشاہی ہوا

بعد قتل امیر الامرا کے اوسکے ہمراہیون پر خرابیان آنیکا اظہار

بعد فتح و نصرت کے حیدر قلیخان نے محکم سنگہ کو بہ پیغام سنجان (?) وقت کا بادشاہ کی خبر دیکر اپنے پاس بولایا اور اوسکی تقصیر عفو کی بعد منصب ششہزاری پر سرفراز کر دیا اور رتن چند کو اعتماد الدولہ کی طرف سے گرفتاری کا پیغام پہونچے کہ اوسکو یہ خیال ہوا کہ جان کا بچنا محال ہے پس اثنائے شقہ متضمن ماجرا قطب الملک کے نام لکھا کر شتر سوار کو ہاتھ روانہ کیا اور خود سواری پالکی اپنے گھر کو چلا گروہ مغل اور لچہ ہائے بازاری نے جو کہ اوسکے اطوار ناشائستہ سے بیزار تھے اوسکے سر پر پہونچکر پالکی سے اوتارا اور عریان اور اوسکو محمد امین خان کی پاس لا کر حاضر کیا اوسوقت جان کا امان خواہ ہوا محمد امین خان نے لباس پہنوا کر قید مین رکھا رائے سبھا چند دیوان جو قطب الملک کا وکیل تھا وقت کی نیرنگ سازی دیکھ کر ڈاڑہی مونچھ منڈوا کر صورت مخنث بنائی اور کسیقدر مال و اسباب لوٹا کر بقدر حاجت نقد و جنس ہمراہ لے آشنایون کے گھرون مین بسر کرنے لگا اور بہروقت قابو پاکر چلا گیا اور عبد اللہ خان کے پاس جا پہونچا میر غنی خان (?) خدمتگار مقرب حسین علیخان جو صاحب فیل اور داروغہ دل فیلخانہ تھا اور لڑائی کے دن عزت خان کا رفیق ہوا تھا دو تین روز تک تاراج کی آفت سے محفوظ رہا آخر کار مال و آبرو دونو برباد ہو کر قید ہو گیا اور میر مشرف باوجود وعدہ عطائے اضافہ اور رعایت نقد کو بہ پاس نمک عذر کر کے جدا ہو گیا چند روز بیکار رہکر پھر ایک مدت کی رفیق بادشاہ ہوا اور محمد امین خان

کی رفع تشنیع عوام کیواسطے جنازہ امیرالامرا کو عزت خان ولد نواب اولیا کا زرہات مین لیکر نماز پڑہی اور نباہ جس تردد او اظہار شجاعت
کے دربان مخاطب بہ فرمانا یاوردن یہ لوگ شہید ہوے کہ ہر روز تقی بعد ازان جنازہ روانہ اجمیر کیا تاکہ اونکو سید عبد اللہ خان کے جوار مین دفن کرین
جنازہ آرائی سے یہ غرض تھی کہ راستے مین رہزن لوگ لوٹ کر غارت نکرین لیکن یہ امر نہ اسجگہہ تابوت پہونچتا وہانکے لوگ
احترام کے ساتھہ پیش آتے آخر اجمیر پہونچا کر پیوند خاک کیا سے زمانے کا ہر دم ہے رنگ دگر کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
عوض داد و دانش سے رکہہ صبح شام کہ بعد فنا ہے نیک نام معتمدین سے دریافت ہوا کہ داد و دہش یہ دونون صفات امیرالامرا
مین تھے اور جو کچھ فرخ سیر اور امیرالامرا کے ہمگر گذرا اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ بدرجہ لاچاری سرزد ہوا ورنہ کون ہے کہ
حفظ آبرو و جان کو نچاہے دنیا طلب البتہ حفظ آبرو نہین کرتے بلکہ تابعان خدا و رسول سے بھی بعض نادر ایسے لوگ ہوتے
ہین جنکا یہ مقولہ ہے سر جائے آبرو جائے مین رہے اور جان جان نہ ہو الغرض اسد اللہ خان معروف بہ نواب ولیا جو کہ بے اعتبار ہو گیا تھا زیادہ
سیف اللہ کی حاصل کرکے اپنے مقصد کو روانہ ہو گیا اور غلام علیخان انظر بحقارت خدمت جو ہر وقت لانے بادشاہ کے
اوس سے ظاہر ہوتی تھین بے آبروئی سے محفوظ رکہ بوقت فرصت عبد اللہ خان کے پاس چلا گیا نصرت یار خان فوج
سادات نامے اور عبد اللہ خان سے غبار رکھتا تھا اور بموجب طلب حسین علیخان کے لشکر کو آتا تھا تین کوس بیرخبر امیرالامرا کی
سنی چونکہ صمصام الدولہ سے محبت تھی اپنے آنے کی اطلاع کی صمصام الدولہ نے اسکو بلا کر اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین پہونچایا دو ہزاری کا اضافہ
پنجہزاری پر ہوا اعتماد الدولہ محمد امین خان کو منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار عنایت ہوا اور ڈیڑہ کرور دام انعام اور خدمت
وزارت مع لقب وزیر الممالک بہادر ظفر جنگ کے مرحمت فرمایا اور خدمت میر بخشی کی صمصام الدولہ کو ملی منصب ہشت ہزاری اور
خطاب امیرالامرائی کا دیا قمر الدین خان ولد محمد امین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صاحب خدمات دیگر مقرر ہوا اور اضافہ ہزاری کے
منصب ہفت ہزاری کیا گیا حیدر قلی خان ؤ منصب ہفت ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پاکر خطاب ناصر جنگ کا پایا سعادتخان
پنجہزاری ہوا اور خطاب بہادری اور عطاے نقارہ سے معزز ہوا اسیطرح ظفر خان وغیرہ بلا زبان قدیم و جدید کو حوصلے پوری فرمائے گئے

عبد اللہ خان کا بادشاہ سے لڑنا اور سادات کا روسیاہ ہونا

سید عبد اللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس نکل گیا تھا عزت خان بہادر کا شتر سوار مع نوشتہ منظر رتن چند
کے مشعر سانحہ قتل امیرالامرا کے آپہونچا یہ دریافت اخبار سے گذشتہ عبد اللہ خان کے نظر مین جہان تیرہ ہوا اور بجز صبر و
شکیبائی چارہ نادیکہ ساخاموش دلین تاق کا جوش ہوا شاہجہان آباد کو لوٹا بعض شیرون نے ترغیب دی کہ
متوز اطراف کی نوبتین بادشاہ تک نہین پہونچین اور حسین علیخان کا لشکر اوس سے متعلق نہین ہوا اسی عرصہ مین
پہونچنا چاہیئے قطب الملک نے برخلاف ہمایسند کی صلاح ہوئی چونکہ بادشاہ مستقل اور اوسکے کیدل ہوئی تہین اور اس
سبب سے ہماری فوج شکستہ خاطر ہے بدون ہمراہی کسی شاہزادہ کے جو نسل عالمگیر سے ہو مقابلہ کرنا بہتر نہین لہذا

دار الخلافت کو کوچ کیا اس خبر کی شہرت سے گنوار مفسد اور میواتی اور زمینداروں نے متفق ہوکر بر وقت قابو پاکر جو اسباب پیچھے سپاہ و خیمہ کا رہا لوٹنا شروع کر دیا ہر چند تادیب اور تنبیہ بھی اونکی ہوتی جاتی تھی مگر اس حرکت سے باز نہ آتے تھے ایک روز ہمراہیان پیش خیمہ میں سے کوئی جماعہ دار مع اپنی جماعت کے مقتول ہوا اور ایک قافلہ شاہجہان آباد کا جسمین بعض اسباب حسین علیخان کا تھا اور ہمراہ لیے جاتے جو لشکر سے دو تین کوس پر بھی پہونچا تھا تمام مال و اسباب اوسکا غارت ہو گیا عمال محالات جاگیر نے زمینداران مفسد کو بے دخل کرکے محصول خریف کا خورد و نوش کر لیا سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خانکو مع میر تقی خانکے اس غرض سے شاہجہان آباد بھیجا کہ کسی شاہزادہ کو منتخب کریں اور نیز اپنے بھائی نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد کو تحریر کیا کہ اوسکی مدد سے اور آراستگی اور فراہمی سپاہ اور سامان جنگ میں ساعی ہو آخر ذی الحجہ تاریخ آٹھوین ذی الحجہ کو یہہ خبر نجم الدین علیخان کو پہونچی قبل اسکے کہ یہہ خبر مشتہر ہو ایک جماعت کو توال کی ہمراہ محمد امین خان کے مکان پر بھیجی کہ ایک ثلث رات گذری تک اوسکا مکان گھیر لیا اور اوسکے آدمی بنا بر اطلاع یا بخیال وفاداری اپنی جگہہ پر تھمے رہے دروازون کے نگاہبان رہے آخر بموجب ممانعت عبد اللہ خان یا بطور خود متنبہ ہوکر اس حرکت سے باز آیا اور نجم الدین علیخان نے عید قربان کے روز عیدگاہ جاکر نماز پڑھی بعد ازان عبد اللہ خان کی بھیجے ہوئے لوگ معز الدین کے لڑکونکی دروازے پر آکر مستدعی اندر آنے کے ہوئے مگر اونہون نے نامنظور کیا اور شاید نیکوسیر سے بھی یہی معاملہ ہوا بعدہ سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو راضی کیا

چندروز کیواسطے ابراہیم کا جلوس کرنا

گیارہوین ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو سلطان محمد ابراہیم تخت نشین ہوا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب مقرر کیا سید عبد اللہ خان نے دو روز کے بعد شاہجہان آباد مین آکر ملازمت شاہ محمد ابراہیم حاصل کی غازی الدین خان کو منصب ہشت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی اور میر بخشی کی خدمت مقرر ہوئی اور نجم الدین علیخان بخشی دوم اور صلابت خان بخشی سوم اور بیرم خان بخشی چہارم مقرر ہوا ہر ایک امراے قدیم کی دلجوئی ہوئی جو اشخاص کہ رفیع الدرجات کے عہد مین معزول ہوے تھے طلب ہوکر بعطاے منصب و نقد خوشنود ہوے اکثرون کو حکم ہوا کہ اسی روپیہ درماہہ پر رسالے بھرتی کرین اکثرون کے ساتھہ چالیس پچاس ہزار روپیہ سے لاکھہ تک کی مدد ہوئی اور چاند خان عموی نظام الملک کو محال جاگیر اور عطاے نقد سے تسلی دی بعض امراے فرخ سیری مانند اعتقاد خان و شایستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کو جو وظیفہ پاتے تھے طلب کرکے امیدوار مکارم فرماکر رفاقت کی ترغیب دی اسلام خان و صفی خان و محمد یار خان نے معذرت ناسازی مزاج ظاہر کی اور اعتقاد خان و سیف خان نے قبول منصب کرکے مدد خرچ کو کسقدر روپیہ بھی لیا لیکن اعتقاد خان وغیرہ منصب داران شاہی نے خیانت کی جو ایک منزل ہمراہ جاکر لوٹ پڑے اور اپنے منصبداران کم منصب کی ساتھہ مانند جلوخانہ وغیرہ کی ہفت صدی اور ہزاری تک بہت سی رعایات کین اور نوکران قدیم جو پچاس روپیہ کی تنخواہ رکھتے تھے ستا دروپیہ دیکر سے خوشنود کیے گئے لیکن اب اس اسی روپیہ مین پانسو سوار اور جدید بھرتی کے بھی شریک ہوے اس سبب سے ملازمان

قدیم کی دل آزردگی ہوئی جو کہ نگاہداشت سپاہ میں تاکید ہوئی نوی ہزار سوار سرکار قطب الملک میں ملازم ہو گیا اور تخمیناً ایک کرور روپیہ اس آراستگی سپاہ میں صرف ہوا

قطب الملک کا مع سلطان ابراہیم کے بعزم رزم محمد شاہ کے شاہجہان آباد سے نہضت کرنا

بادی محرم سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو جسے کہ روز قریب دیا کہ اوسوقت میں میسر آیا ہمراہ لیکر شاہجہان آباد میں آیا اول عیدگاہ میں مقام ہوا یہاں پر غلام علیخان بخشی لشکر محمد شاہ اور سہور علیخان اکبر آبادی جو آگے قطب الملک کی سپاہ سے ملحق ہوا اس شخص کو مع نجابت علیخان کہ جو کہ بھتیجا اور متبنی قطب الملک کا تھا اور چودہ برس کی عمر پائی تھی قلعہ شاہجہان آباد کے بندوبست کو رخصت کیا چونکہ اول خبر پہونچی تھی کہ محمد شاہ ملک راجپوتانہ کی راہ سے متوجہ بیت الخلافت ہے قطب الملک نے تیسرے کوچ میں خواجہ قطب الدین کے مزار کے پاس مخیم کیا بعد ازان سنا کہ اکبر آباد کی راہ آتا ہے لہذا اوسیدالدین فرید آباد میں آیا اور سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان و ذوالفقار علیخان وغیرہ رؤساے بارہہ کا انتظار کرتے ہوئے طے مسافت میں تامل کرتا تھا ہر منزل میں فوج بارہہ اور افاغنہ وغیرہ داخل معسکر ہوتی تھی علی ہذا القیاس حسین علی خان کے بھی نوکروں سے جو بادشاہ کے نوکر تھے نکیا ہے لیکن بوقت فرصت چل دیے ہر روز سو دو سو سوار آ جاتا تھا جب کہ موضع پلول میں قطب الملک کا لشکر پہونچا سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان ولد اسد اللہ خان معروف نواب اولیا مع دیگر سرداران و افواج بارہہ کے جو دس بارہ ہزار سوار کے قریب ہون گے اور ڈیڑہ سوار اپنے جنہیں سادات بارہہ ساتھ ہمراہی میں آ پہونچا انکے بعد چوڑامن جاٹ بدر بدل سنگھ جو ہر چند زمیندار سورج مل کی جو زمینداران عمدہ اکبر آباد و متھرا کا تھا مع محکم سنگھ او کسیقدر ہمراہیان حسین علیخان اور زمینداران اطراف کے ملحق ہوا علاوہ افواج سابقہ کی جہانتک نظر کام کرتی تھی زمین نظر نہ آتی تھی اوسی روز چوڑامن نے دو تین زنجیر فیل اور چند قطار شتر جو لشکر محمد شاہ سے لے گیا تھا بطریق رد آورد کی قطب الملک کو دیے قطب الملک نے اوسکو انعام میں دیدیا خلاصہ یہ کہ نوین محرم کو فوج محمد شاہ نے موضع شاہپور سے نکلکر متصل اور مخیم بنایا دونوں لشکر کا فاصلہ کم ہو گیا محمد شاہ نے ہر چند انتظار عبد الصمد خان سیف الدولہ بہادر دلیر جنگ اور راجہ دہراج جے سنگھ کا کیا مگر بعد راہ اور دیگر موانع کے سبب سے نہ پہونچ سکے ہان محمد خان بنگش تین ہزار سوار او عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی کے ساتھ حاضر حضور ہوا اور جے سنگھ سوائی کے چار ہزار سوار آنکر ملحق فوج شاہی ہو گئے ++

جانبین کی صف آرائی اور محمد شاہ کی فتح و فیروزی سادات کی تیرہ روزی خاندان بارہہ کا زوال

آٹھوین اور دسوین محرم سے طرفین کے فتنہ گردن میں حزم و ہوشیاری ہونے لگی حسب الحکم قطب الملک کے چوڑامن نے بہت کوشش کی کہ بارودخانہ بادشاہی میں آگ لگا دیوے تاکہ توپخانہ کے سرنگا و اڑا لیجائے مگر حیدر قلی خان میر آتش کی خبرداری

سے کچہہ نہو سکا محمد شاہ کے لشکر کا ہراول حیدر قلیخان مقرر ہوا اور سعادت خان بہادر اور محمد خان بنگش دہنی طرف اور صمصام الدولہ
اور نصرت یار خان اور ثابت خان مع دیگر فوج کی بائین طرف مقرر ہوئی اور اعظم خان کو ہمراہ سرداران جنگ آزمودہ کو طرح مین اور اعتماد الدولہ محمد امین خان کو
مع ہادی خان اور قمر الدین خان اور عظیم اللہ خان اور طالع یار خان وغیرہ کے التمش پر ٹہرایا اور شیر افگن خان اور تربیت خان وغیرہ
حضور خاص مین رہے اور میر جملہ اور عنایت اللہ خان اور ظفر خان اور اخلاص خان اور راجہ گوپال سنگہ بہدوریہ وغیرہ بہیر و بنگاہ
کے محافظ ہوئے اور اسد علیخان و سیف اللہ خان و محامد خان و امین الدین خان وغیرہ مع فوج راجہ دہراج کے جرانغار و برانغار کی
مددگاری اور سواری خدمہ محل کے قوت افزا ہوئے فیلان کوہ شکوہ کو یراق جنگ سے آراستہ اور عقب مین جوانان جرار توپخانہ لشکر آشوب
کی مدد پر آمادہ ہوئے قطب الملک نے حسن پور پہونچکے مقام کیا ۱۲ محرم کو ترتیب لشکر مین مصروف ہوا سرداران بارہہ بموجب اپنے
خوے رعونت انگیز کے جیسا کہ چاہیئے مطیع نتھے لہذا چند بار ترتیب ہوئے اور پہر برہم ہوئے بہرصورت نجم الدین علیخان اور سیف الدین علیخان
اور غالب جنگ بہادر غازی الدین خان اور مظفر خان وغیرہ بارہہ ہراول پر مقرر رہے اور چاند خان و سیف خان و بہرام خان
نعمت اللہ خان و امیر خان و سید صلابت خان اور عبد الغنی خان اور اخلاص خان افغان و عمر خان روہیلہ و دیندار خان و
عبد القدیر خان و صبغۃ اللہ خان و غلام محی الدین خان و دلیر خان و شجاع خان بلوچ و عبد اللہ خان ترین وغیرہ افغان صاحب
الوش اور زبیداران فیل مع انبوہ بیشمار اور شتر فیل سوارین ولیا قطب الملک سلطان ابراہیم کے مقابل پیدا ہوئی اور ابو الحسن خان بخشی سالار اور
سید علیخان بخشی رسالہ اور میر امین بخشی مردم بارہہ پچیس ہزار سوار قدیم و جدید سے مع پیادگان بارہہ کے ہمرکاب قطب الملک
کی سوار ہوئے ۱۳ تاریخ کی رات پاسداری اور حفاظت مین گذری صبح ہوتے تیر و کمان نے پیغام اجل پہونچانا شروع
کیا بادشاہ نے فیل سوار ہو کر فرمایا کہ بموجب حکم رتن چند کا سر کاٹ کر اوسکے ہاتھی کے نیچے پامال کرین فوج دریا موج نے
پیش آہنگی کے توپخانہ نے دہوین اوڑانا شروع کیا کرنا اور کوس کی آوازین کوسون تک پہونچین امن و امان گوشہ سلامت
کو سدہارے صدائے کرنیان گوش کر دبیان کہ کہیا توپونکی گرج رعد کا کلیجہ پہاڑتی تہی بان کی آن بان سے شہاب ثاقب کی جان جاتی
تہی توپخانہ مین حیدر قلیخان کا اہتمام تہا آتش افروزی مین ید بیضا کی کرامات روشن تہی ہر دم قدم بقدم پیشتر کو بڑہتا
تہا سکبہ ان بیدم کا دم نکلتا تہا خصوص نجم الدین علیخان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ برق آثار سے درختان گنجان
کے سایہ تلے جاکر ایسی آتش باری کی کہ طایر خیال کے پر جلنے لگے فوج بادشاہی پر ایسی آگ برسائی کہ عرصہ نبرد تنگ کر دیا بہادران
نامی کے چہرون پر ہوائین اوڑنے لگے بے شرم و بے حیاؤن نے راہ گریز کی بے حیائی کا پہلا سنایا حیدر قلیخان مع صمصام الدولہ
اس حال کے دیکہتے ہی نصرت خان اور ثابت خان وغیرہ بہادرون کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچہ مین جہد
شتر افشانی سے آگ لگادی وہ مورچہ اونکے ہاتہہ سے نکل گیا آفتاب کے ڈوبتے وقت قطب الملک نے فرمایا کہ مختصر خیمہ
استراحت کے لیے آراستہ ہو چونکہ آسایش دنیوی انجام کو پہونچی تہی مقربون نے صلاح نسمجہکر موقوف کیا جسوقت تہوڑی
رات گذری حیدر قلیخان نے توپخانہ بڑہانے مین سعی کی گولہ مارتے ہوئے قدم بڑہایا آہستہ آہستہ جسجگہہ کہڑا تہا پیشتر کو

چلا تمام رات قطب الملک کی فوج پر گولہ برستا رہا اکثر ہمراہی مجروح اور مقتول ہوئے خلاصہ یہ ہے کہ عجب طرحکا تحمل اون
لوگون سے ظاہر ہوا بہت سی فوج نے بیقرار ہوکر امن وپناہ کی جستجو مین کنارہ کیا اکثر فیل سوار اور جماعہ داران معتبر نے قرار کرکے
اپنے تئین گوار ون کے لوٹ مار مین ڈالا اخیر شب کو جب راجہ محکم سنگہ کے فیل سواری پر گولہ لگا محکم سنگہ گہوڑے پر سوار ہوکر
اس رنگ سے باہر نکل گیا کہ دیر تک اوسکے موت حیات کی خبر کسیکو معلوم نہوئی تا آنکہ ۱۳ تاریخ روز جمعہ کے صبح ہوتے ہی مینڈہ
سولہ ہزار سوار منجملہ ایک لاکہہ سوار کے جو کہ تمام شب بیدار اور آٹہہ پہر توپخانہ آتشبار کے مقابلہ مین دو چار رہے اور
گرسنہ اور تشنہ بسبب محرومی آب کے جو کہ نہت دور اور قوم جاٹ کے تصرف مین تہا حاضر رہے تھے اور بپاس آبروانہی ہمراہ قطب الملک
وغازی الدین خان وغیرہ سرداران ۔ وحامد خان وسیف خان وامیر خان ورروح اللہ خان ونعمت اللہ خان وبیرام خان
وغیرہ اور چند جماعہ دار قدیم الخدمت مثل صبغۃ اللہ خان وشیخ ہٹیلا کے رہگئے تھے محمد شاہ بادشاہ پسند ہاتھی پر سوار مع امرا و
رفقا کے تمام شب زینت افزا رہا ناگہان نجم الدین علیخان نے مع سرداران بارہہ کے قدم دلیری بڑہایا اور باوجود تشنگی اور صدمہ آتشباری
توپخانہ شاہی کی کچہہ پروا نکرکے بمقتضائے شجاعت آبائی قیامت اوٹہائی رفقائے محمد شاہ خصوص حیدر قلیخان وصمصام الدولہ
نصرت یار خان کہ وہ بہی سرداران بارہہ سے تہا اور نجم الدین علیخان اور قطب الملک سے دعوی ہمسری کا رکہتے تھے آب
شمشیر سے غبار کدورت دہونے لگے دونون طرف سے ایک دوسرے پر جا گرے وہ شور وشین ہوا کہ قیامت کی انتظار
باقی رہی تیر وتفنگ سے آگ برسنے لگی ہتہیارون کے دل جلنے لگے سعادت خان نے تحصیل ننگ کی نام ونشان کو جانثاران شاہی
مددیر قدم اوٹہایا شیر افگن خان مددیار بادشاہ سے مقابل کو دکمند پیچیان اور نوک سنان سے اولجہایا
درویش علیخان داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ اور عبد الغنی داروغہ توپخانہ حیدر قلیخان اور رمیارام منشی اور محمد جعفر نبیرہ
حسین خان نے مع دیگر چند آدمیون کے جان نثاری کی نصرت یار خان نے بہی دو زخم تیر کے کہائے اور دوست علیخان مع
دیگر ہمراہیون کے مجروح ہوا قطب الملک کی طرف سے شہامت خان بانام ونشان مع فتح یار خان اور تہور علیخان اور
عبد القدیر خان برادر قاضی میر بہادر شاہی اور عبد الغنی خان ولد عبد الرحیم خان عالمگیری اور غلام محی الدین خان اور صبغۃ اللہ خان
عرف شیخا مع پسر شجاع خان بلوچ کی رہرو عدم ہوئے اور انکے ہمراہی بہی اس معرکہ ننگ آزما مین آقا کے خدمتگذاریون کو ساتھ
ہوئے نجم الدین علیخان بہادر جسکے ذات سے گرمی بازار معرکہ آرائی تہی زخمی ہوا اور زخم پیشانی کے چشم زخم سے دیدہ سے نور بصر
سے چشم پوشی کی قطب الملک نے اپنے بہائی کا وقت تنگ دیکہکر باقیماندہ دلاوران بارہہ کے ہمراہ نجم الدین علیخان کے
مددیر قدم زن ہوا اسی وقت چورامن نے لشکر بادشاہ کے عقب مین پہونچکر شورش اوٹہائی اور قریب ایکہزار اونٹ بیل وغیرہ
کی جو جمنا کنارے تھے مع چند شتر لنگر خانہ اور دفتر کے لوٹ کر فوج بادشاہی کے مقابل جو کہ بنگاہ کی حفاظت پر مامور تہی
نمودار ہوا بادشاہ نے بہی تیر جگہ دور اوسطرف کو چلایا محمد امین خان نے مع ہادی خان داروغہ تیر اندازان خاص کے
اوسکی مدافعت کی اودہر قطب الملک کی پشت گرمی سے باقیماندہ فوج بارہہ اور نجم الدین علیخان کے رفقائے نیم جان

کی قوت طبیعی باوجود پایداری صمصام الدولہ وغیرہ امرا کے لشکر بادشاہی مین بدحواسی چہا گئی حیدر قلیخان اور سعادت خان اور
محمد خان بنگش نے یہہ حال دیکھکر چاہا کہ قطب الملک کی کمر توڑ دین قطب الملک اس ارادہ سے اگاہ ہوکر حیدر قلی خان
کے مقابل آگیا اور حیدر قلی خان مع دیگر امرا کے دست بکمان ہوا تیر کے سناٹے سے عجب طرح کی کشاکش پڑگئی اس اخیر وقت کی
دار وگیر مین سید علی خان ابو الحسن بخشی کا بھائی زخمی اور اسیر ہوا اور طالع یار خان کی سعی سے شیخ ہٹیلا جان سے گذرا حیدر قلی خان
مع افواج آراستہ اور صمصام الدولہ اور اسکے رفیقون کے اتفاق سے قطب الملک پر حملہ آور ہوا باوجودیکہ بارہا سابقہ لڑائیون
مین عرصہ کارزار تنگ ہوا تھا مگر بطور بہولان مشہور ہندوستان کے کبھی ہاتھی سے اوترا تھا اور سرداران نامی شجاعت پیشگان جناب
تمکین کی راہ رسم نچھوڑی تھی اب دیکھیے جبکہ بخت و دولت نے مددگاری سے برخ پھیر اندرون ایسے خیالات کے حواس باختہ
تدبیر مین خطا کرنے لگا باوجودیکہ دو تین ہزار سوار جرار ہمرکاب تھے مگر اس خیال سے کہ شاید سواران ہمراہی گھوڑون سے اوتر
پیادہ ہوکر جانفشانی کو آمادہ ہون ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوا التقدیر تو بر خلاف ہو گئی تھی بمجرد اس عمل کے سیف الدین علیخان
و شجاعت اللہ خان و ذو الفقار علیخان و عبد اللہ خان ترین و ابو الحسن خان بخشی فوج وغیرہ مع سرداران بارہہ کے اس گمان سے
کہ شاید قطب الملک مارا گیا یا اس امید سے کہ انجام کو شکست ہو گی قطب الملک سپہ سالار کو تنہا چھوڑکر فرار کر گئے اور دوسرا
قول یہ ہے کہ قبل اوترنے قطب الملک کے ہاتھی سے سیف الدین علیخان نے اولاً بھاگنے کا عار اختیار کیا قطب الملک
نیرنگی تقدیر سے حیران تن تنہا میدان رزم مین دلیرانہ کہڑا ہوا چونکہ سر سے پیر تک غرق آہن تھا اس لڑائی مین پیشانی پر
زخم تیر اور ہاتھ پر صدمہ شمشیر اوٹھا کر اسیر پنجہ تقدیر ہوا اوس وقت حیدر قلی خان نے قطب الملک کو پہچانا اور نجم الدین علیخان
بھی قطب الملک کے حال مین شریک ہوا دونون بھائیون کے زبان پر یہ اشعار روان تھے ؎ من آنم کہ چون حملہ آوردمی
برم از کف انگشتری بردمی ٭ دلے چون نگردد اخترم یاوری ٭ گرفتند گردم چو انگشتری ٭ چہ یاری کند مغفر و جوشنم ٭ چو یاری
نکرد اختر روشنم ٭ کلید ظفر چون نباشد بدست ٭ ببازو در فتح نتوان شکست ٭ حیدر قلیخان نے دونون بھائیون کو ہاتھی پر سوار کراکر
حضور مین حاضر کیا چونکہ محمد شاہ کی طبیعت جبلی مین رحم تھا بنظر شفقت ملاحظہ فرماکے حیدر قلیخان کے حوالہ کیا شادیانہ فتح کے بجائے بعض امراے
مغلوب داخل لشکر شاہی ہوکر محظوظ ہوے غازی الدین خان بہادر غالب جنگ اس ماجرے کے بعد لوٹ کر قطب الملک کے
لشکرگاہ مین متوقف ہوا اور لشکرگاہ کو جو ہنوز لوٹ سے بچے تھے لیکر راہی ہوا امراے حضور نے اداے کورنش کی مبارکباد کی نذرین
گذرانین سجدہ شکر خداوندی ادا ہوا اسباب و مال مخالف جو لوٹ سے بچا تھا خزانہ شاہی مین داخل ہوا

ذکر حروف جفر جو کسی بزرگ سے نسبت بزرگی امیر الامرا کی سوال کیا گیا تھا

معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو جماعہ تورانیون سے لڑائی درپیش ہوئی کسی سادات دولتخواہ نے کسی عارف
سے سوال فتح و شکست کیا اوسنے بقاعدہ جفر سایل کا سوال استخراج کیا یہ حرف نکلے (غ ل ب ع دو ک) جو وقت مرتب کرین

کلمہ غیاب عدد کہتا اور جوان حروف کا قلب کرین بلیغ اور عدک برآمد ہو فی الحقیقت خالی عجایبات سے نہین ہے القصہ جب سلطان ابراہیم قید ہوکر آیا ہوجب بستور مقید رہا آخر روز جمعہ ۱۴ محرم کو یہ خبر دار الخلافہ مین پہونچی کسیکو خوشی کسیکو رنج ہوا بعض شادمان بعض گریان ہوئے گیا دشاہی دولتخواہون نے شادیانے بجائے قہقہے مچائے سادات کے گہرونمین چراغ تک نجلا ایسی رنج و غم مین جی جلا نجم الدین خان اور قطب الملک کی عورات پریشان و مضطرب ہوئین بعضون نے تا پہونچنے فوج بادشاہی کے جو ہوسکا زر و مال پرانی چادرونمین پیٹ کر پوشیدہ سلامت نکل گئین بعض کو توال کے قید مین پہنسین اور عورات سیدہ نے جبر و صبوری کی چادر اوڑہ کر حصار عصمت سے باہر قدم نہ رکہا عبد اللہ خان کاشی جو قدیم نوکران قطب الملک مین تہا اور حرم سرا کی محافظت پر تعینات تہا نگہبر والون کے اتفاق سے خیانت پرست ہوگیا حرص و طمع مین جی ڈورانے لگا جو کچہ چاہا نگہبرون کے ہمراہ لوٹ کہسوٹ کر کے جا دیا اور اپنے تئین مطعون خاص و عام کیا غلام علیخان و نجابت علیخان جو قطب الملک کا بہتیجا اور متبنی تہا تغیر وضع کر کے بقصد بہاگنے وطن اصلی کو سدہارے مگر راستے مین مردمان شاہی نے قید کر لیا

شروع اقتدار سلطنت محمد شاہ و ارتفاع درجات امراے دولتخواہ

بعد حصول اطمینان کے محمد شاہ فارغ البال ہوکر جاہ و جلال مین مصروف ہوا امراے جان نثار کو مشمول عواطف فرمایا ۱۶ محرم کو سوار ہوکر طے منازل کرتے ہوے ۱۹ ماہ مذکور کو خواجہ نظام الدین کے مزار کے قریب نزول فرمایا اور بعد زیارت مزار خواجہ مذکور کے خدمہ مزار کو انعام و عطا سے سرفراز فرمایا دو روز تقرر ساعت کیواسطے مقام ہوا ہزار سوار حیدر قلی خان کے منصب پر اضافہ فرماکر ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار کیا اور سعادت خان بہادر کو بہادر جنگ کا خطاب دیکر بعطاے ماہی مراتب سربلندی بخشی اور دیگر امرا بہی مورد لطف و عنایت ہوے نجابت علی خان مقید حضور مین پہونچکر حیدر قلی خان کے حوالے ہوا کہ عبد الصمد خان کی ساتہہ نگاہ رکہا جاوے اور بتاریخ ۲۲ ماہ مذکور روز دوشنبہ ۱۱۳۳ہجری کو بادشاہ بنہایت شان و شوکت سے روانہ ہوا ہاتہیون پر زربفت کی جہولین نقرہ و طلائی پالکہر سے آراستہ نشان زرافشان طلا کار زر لگا جسپر آنکہہ نہین ٹہرتی تہی دستہ دستہ فوج بادشاہی اور امراے ہمراہی مع ہاتہیون یراق نو ساختہ سے پیراستہ کوتل گہورے مرصع سامان سے مزین قدم بقدم دیٹ دکہلاتے تہے اسی شان و شوکت و شان بڑے آن دبان سے اجمیری دروازہ ہوتے ہوے داخل دار الخلافہ ہوا اور تصدق و نثار سے غربا و مساکین کی جہوتی پر ہوئی او دو چار روز کے بعد ساعت سعید سے داخل دولتخانہ ہوا ہر طرف سے مبارکباد و بلند ہوے نواب قدسیہ والدہ بادشاہ وغیرہ پردگیان حرم سرا نے طلا و نقرہ کے خوانچہ جواہرات سے ملاکر نثار فرمائے

بعضے امرا کا حضور مین پہونچنا اور خدمات لایقہ پر سرفراز ہونا

ماہ مذکور کے آخر مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ اور زکریا خان ولد عبد الصمد خان و داغر خان وغیرہ جو کہ حسب الطلب

لاہور سے عازم حضور ہوئے اور بعد مسافت کے پہونچ لشکر تھے شرف یاب ملازمت ہو کے عطاء خلعت و جیغہ و سرپیچ مرصع وغیرہ سے سرفراز ہوئے زکریا خان نے ہزاری اضافہ پنجہزاری پر پایا اور راجہ جے سنگہ اور راجہ گردہر صوبہ دار اودہ بروقت نہ پہونچا آخر ماہ صفر میں حاضری سے مشرف ہوا جزیہ شرعیہ کی تحصیل کا حکم ہوا تھا مگر جے سنگہ کی عذر تیسے معاف ہو گیا نظام الملک کی عرضی درجواب فرمان مبارکباد نظر سے گذری اور صوبہ دار بنگالہ مرشد قلی خان کی عرضداشت متضمن مبارکباد و نیز کسیقدر نذر نقد کی پہونچی حیدر قلی خان کو معز الدولہ کا خطاب ناصر جنگ پر اضافہ عطا ہوا ظفر خان بہادر رستم جنگ روشن الدولہ مخاطب ہوا سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو خواصیون کی داروغگی ملی اور زکریا خان عنایت اللہ خان کی جگہ پہ صوبہ دار کشمیر ہوا منگل کے روز ۲۲ ربیع الاول کو بادشاہ نیلہ گاو کے شکار کو سوار ہوا تھا کہ ہرکارہ نے خبر دی کہ اعتماد الدولہ بسبب عوارض بدنی کے رکاب سے محروم رہا دوسرے روز شدت مرض سے عجب حالت ہوئی کہ منہہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئے اور عدم کو سدہارا تین مہینے بائیس روز اس شخص نے وزارت کی اوسکا مال متاع جو کروڑون سے زیادہ کا تھا ورثا کو معاف ہوا اور خلق خدا اوسکی ایذا رسانی سے بچ گئی کہتے ہین کہ سات سو گہر اوسکے ہمسایہ تھے جب اپنا گہر زیادہ کرنا چاہا تھا ایک حکم مین خالی ہو گئے اور لوگ قفل لگا کر چلدیے بعد وفات اوسکے لڑکے قمر الدین خان نے نیک اندیشی کی مالکون کو اونکے گہر دلوا دیے محمد شاہ اگرچہ بخیل و ممسک مشہور ہے مگر بعض تحریرات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا مشہور ہے نہین تھا چنانچہ اسوقت مین محمد امین خان مرا اور چندان خزانہ بہی نتھا بلکہ لشکر کشی کے باعث بہت روپیہ خرچ ہو گیا تھا اور جو کچہ خزانہ مین باقی تھا وہ لوٹ مین جاتا رہا تھا بادشاہ کو کچہ نملا تھا حتی کہ دیوان خاص و عام کے پنجرہ جو طلائی و نقرئی تھے مسلوک ہو گئی تھی انکی بہی تعمیر کی ضرورت تھی اور مخبرون نے بہت سا مال و اسباب نقد و جنس محمد امین خان کا اظہار کیا مگر کچہ طمع کی باوجودیکہ خاندان بابریہ بلکہ تیموریہ کا معمول تھا کہ امرا اور دیگر ملازمین فوت ہوے جو کہ اونکا ترکہ سرکار مین داخل کرتے اور ورثا کو محروم فرماتی تھی ہان بعد پسند لیاقت ورثا کسیقدر اپنی طرف سے بطور انعام عطا فرماتے تھی مگر یہ رسم نہایت مذموم تھی کہ کسینے اپنی محنت و مشقت سے تمام عمر مین کسیقدر روپیہ پیسا جمع کیا اوسکی بعد مرگ اوسکی اولاد اوس دولت آبائی سے محروم اور دربدر مظلوم کیجاوے کہتے ہین کہ اس زمرہ مین محمد اعظم شاہ کو اس امر سے نہایت نفرت رہی بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ کہ اس بدعت کا ذکر حضور مین نہو

ذکر میر محمد حسین المعروف نمود و انمود اور اتحاد کرنا مذہب باطن کا

میر محمد حسین نامے رہنے والا مشہد مقدس رضوی کا ظاہرا سید تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے اشتہار اقتدار سے جسکے احسان و فضل کی شہرت اہل ایران کے ساتہہ بہت کچہ تھی بامید رفاہ اور افزایش جاہ وطن سے چلکر کابل آیا چونکہ علوم منطق اور عربیت سے محروم نتھا اوسکی لیاقت مشہور ہوئی منشی امیر خان کے لڑکے نے استفادہ

یہانتک رجوع کیا گیا بتقریب سے اوسکی فضیلت کا ذکر امیرخان کی مجلس مین ہوا امیرخان نے اوسکے پتہ سے ماہر ہو کر اپنی
بی بی صاحب جی کو مطلع کیا اس سبب سے کہ صاحب جی کی کوئی اولاد نہ تھی اونسے ایک لڑکی سید کی جسکا باپ اونکے شوہر
کا ملازم تھا لیکر متبنی کی تھی اور یہ خواہش تھی کہ اگر کوئی شریف ایران سے آوے اوسکے مناکحت کی تدبیر ہو جاوے صاحب جی نے
یہ خبر سنکر شوہر سے کہا کہ اوسکی کیفیت خوب دریافت کرین لہذا امیرخان نے اوسکو بلاکر معائنہ کیا اور اوسکے آداب لیاقت کو
پسند فرمایا اور بی بی کو آگاہ کیا آخرکو برضامندی فیمابین ازدواج کر دیا اسی وسیلہ سے سید مذکور کی رفاقت امیرخان سے پیدا
ہوئی اور چند دن کے بعد رفتہ رفتہ بادشاہی خوشبوخانہ کی داروغگی کا منصب پایا اور عمدۃ الملک کے دیگر اولاد سے جو علاوہ
صاحب جی کے دوسری عورتون سے بھی اتفاق پیدا ہوا تھا یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تھا چند طرح کے شعبدہ اور نیرنگ
سازیان دکھلا کر امیرخان کے لڑکے ہادیعلیخان وغیرہ کو اپنا معتقد کر لیا مگر ہادی علیخان زیادہ معتقد ہو گیا اس زمانہ مین امیرخان
نے داعی اجل سے لبیک کہا اور اوسکے اہل و عیال حضور مین آئے میر محمد حسین مذکور اپنے عہدہ پر دہلی مین رہا بعد مدت کے
عطر و گلاب پشاور وغیرہ کا اچھی طرح ہمراہ لیکر قاصد حضور ہوا تا کہ عز و جاہ بخوبی حاصل کرے لاہور پہونچا تھا کہ عالمگیر بادشاہ
کی رحلت کرنے کی خبر سنی جو توقع کہ افزائش جاہ کی تھی منقطع ہوئی عطر مذکور اوسی شہر مین ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کو بیچا اور اسقدر
سرمایہ بہم پہونچا کر فقیر ہو گیا چونکہ طالع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہوئی ایک نئی راہ نکالی جو کبھی کسینے سنی تھی اور
اوسی منشی زادہ اپنے شاگرد کو موافق کیا صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان سے ایجاد کرکے الہام
او نزول کلام کا دعوے کرین تا کہ اولیاء انبیا کی شان پائی جائے اول عوام کو بہکا کر کسیقدر ہجوم خلائق کرین بعدہ مرجع
انام ہو جاوینگے چونکہ دونون کی طبیعت یکسان تھی شاگرد نے بھی قبول کیا ایک کتاب عمدہ دلچسپ مضامین سے بناکر
اوسکا نام اقوزہ مقدس رکھا تیرہ تھا کہ اکثر الفاظ غیر مانوس فارسی کے بھی کسیقدر ترخیم کرکے اکثر درج کئے بیگوگیت کا دعوے
کیا اور کہا کہ یہ رتبہ مابین امامت اور نبوت کے ہے ہر پیغمبر اولوالعزم کو تو بیگوگ ہوئے ہین اور خاتم الانبیا کو اول بیگوک
حضرت ختمی پناہ سید اوصیا و شاہ اولیا علی ابن ابی طالب نے ہے اور ہشتم امام رضا سے امام ثامن ضامن تک امامت
اور بیگوگیت دونون باہم جمع تھے بعدازان بیگوگیت مجھی ملی اور امامت امام محمد تقی کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام تک
اور مین خاتم البیگوگیت ہون تعداد بیگوگیت کی اس ترتیب سے کہ ذکر ہوئی یہ امامیہ مذہب کے روبرو تھا اور جسوقت اہل سنت
کے روبرو کرتا خلفاے اربعہ اور چار کس دیگر یعنی اموی و عباسی کو جنکی نیکی مذکور ہے گنکر نوین بیگوگ اپنے تئین بیان کرتا تھا
اور کہتا کہ مجھے کسی مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن کرنیوالا ہون وحی مجھپر بھی نازل ہوگئی ہے اور چند
ضوابط مقرر کرکے بعض ایام کو مانند عید اسلام کے جو مذہب اسلام مین محترم سمجھا تھا اچھے پیرو کارون پر جنین خود کہتا تھا
ملزم کر دیا تھا تا کہ اون دنون کی حرمت نگاہ رکھین جیسا کہ ماتر بدی مین درج ہے کہ دو قسم کی وحی حضرت پر نازل ہوئی تھی
خود بھی اسی تشبیہ پر کہا کرتا تھا کہ ایک وحی بادائین قسم ہوتی ہے کہ آفتاب کی طرح سے ایک گردہ نورانی دکھلایا اوسکے حروف

برابر اسکے پڑھنے مین آتا اور وہی قرص نورانی اسپر محیط ہوکر بیہوش کردیتا ہے اور ایک تی اس قسم کی کہ او ازآتی اور
وہمی فرخرفات سنتا اور اسلام مین بجز بسم اسلام کے السلام علیک کہتا اور کلمہ خفشان نود نود ال زیادہ پڑہتا اور جس روز کہ
اول اول بموجب اوسکے اعتقاد کے اوسپر وحی نازل ہوئی اوسکا نام روز جشن کرلیا تھا اور اوسی روز عوام کے ہمہ مزقی
عبیر وخوشبو اوسکے انتی اوسپر چہڑکتے تھے اور دو علم اور خود وکلاہ مانند کلاہ ارامنہ کے مگر کسیقدر اوس سے طویل سر پر رکہتا اونچے
فرلود ون کے اون پہاڑون کے طرف جہان دیول رانی کی عمارت وہہ بی بہٹیا ین کی محلونکے نام سے مشہور مین جاتا تھا اوسکا
انعماد یہ ہے کہ اول مرتبہ نزول وحی کا اوس پہاڑ پر ہوا ہے اور چہہ روز قبل روز جشن کے غرہ فیحبہ سے روزہ رکہتا اور گونگا ہوجاتا
کچھ کلام نکرتا اور کسی دن کا نام روز رسولان رکہا تھا اسدن بہی اژدحام ہوتا تھا مگر اسکی کیفیت یاد نہین ہی

ذکر اوقات و آداب جو تمنبز الہ نماز مقرر کیے تھے

ہر روز سوائے نماز پنجگانہ کے تین مرتبہ وید مقرر کی تھی کہ تعمیل ہو اوسکی اوقات اول وقت طلوع آفتاب بعد نماز صبح
دوم نصف النہار سوم وقت غروب کہ ہنوز شفق کی سرخی مشرق مین ہو اور تعمیل وید کے آداب کی یہ تھی کہ خود مع خلیفہ
کے درمیان مین استادہ ہوتا اور جسقدر آدمی حاضر ہوتے چار صف مربع چار دیواری کی طرح سے باہم متصل ہوتے اور ہر صف اسکی
طرف رخ کرکے چند کلمہ جو اسکے اختراعی تھے پڑہتی اور بعد خواندن اوسطرف سر جہکا کر دست چپ کی طرف ہوجاتے تاکہ صف
شمال مغرب وید ہو اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہوجائے جب بمقابلہ چارون سمت کا چار ردیف کرچکے
زمین کی طرف دیکھتے بعد ازان آسمان کو بعد ازان شش جہت کے بعد وید تمام ہوتی جمعیت متفرق ہوجاتی آیک دوسرا دعوی
یہ تھا کہ مین وہی محسن ہون جو حضرت فاطمہ زہرا کی شکم سے اسقاط حمل ہوا تھا اسکے علاوہ اور بہی کفر ہوگا مگر فقیر کو معلوم نہین اسقدر
جب کہ راقم اواخر عہد محمد شاہ اور آغاز احمد شاہ مین شاہجہان آباد آیا تھا اوسکی اولاد اور فریدون سے سنا گیا تہا ... اوس
کافر نے چار خلیفہ بمقابل خلفائے اربعہ اپنے واسطے مقرر کیے تھے اونمین سے ایک وہی شاکر درشید تھا جسکا نام دوجی یار رکہا تہا
دوسرا اسیر باقر اوسکا سالا اور دو دوسرے اور بہی جنکا نام تمود السدا ور نمود داتھا اسیطرح اپنی اولاد و اقارب کی نام مخترع ہوا فق ضعی
اپنے کیے تھے اور جو کوئی اوسکا فرزند ہوتا سوائے اوسکی پہلے نام کر اپنی طرف سے بہی لقب دیتا تھا اسکے لڑکے تین تھے اول تامود
دوم فغار سوم دید اور دو لڑکیان نمانہ کلان اور نمانہ خورد اور اقربا بے بی بی کے نام حق نما اور نمایا اور نمود یا اور عنا فزود فر
تھے القصہ لاہور سے آکر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا چونکہ بہادر شاہ لاہور مین تھا کم ابلہ فریبی کرکے لوگون کو دام
تزویر مین اولجہایا تھا اور بے پروائی اپنی بوجہ مالداری کے ظاہر کرتا کسی سے کچھ سوال نکرتا اسی استغنا سے اور بہی
لوگون کو مریدی کی تمنا ہوئی رفتہ رفتہ بڑا ہجوم ہوا اسی ضمن مین بہادر شاہ کا انتقال ہوا اور شاہزادون مین مخالفت ہوئی
اس اثنا دہند مین اس تیرہ دل نے کمدے خزانہ جال پہیلایا جو کوئی مناظرہ کرتا چونکہ خود بدولت معقول و منقول مین کسیقدر

مہارت رکھتا تھا قایل کر دیتا اسی وجہ سے خوب گرم بازاری ہوئی تا آنکہ فرخ سیر کی تاجوری ہوئی یہ خود ناداں تھا امیر الامرا
حسین علی خان بہادر اکثر حرب و ضرب مین رہا اور قطب الملک عیاشی مین مقید تھا اور کبھی کبھی بادشاہ کے نفاق سے اپنی
فکر مین غرقاب رہتا اسوجہ سے کسی نے اوسکی فکر نکی ہادیعلیخان ولد امیر علیخان جو عمدہ امرا مین تھا اوسکی پیروکار دین تھا
ظاہر ہے کہ عوام کو امرا کے مرشد ونکا زیادہ اعتقاد ہوتا ہی اسکی مریدی سے ہر ایک ہزار جان ودل سے رجوع ہوگیا قریب بیس ہزار مریدونکا گروہ ہوئی

فرخ سیر کا نمود سے ملاقات کرنا اور اوسکی بنیاد کا مستحکم ہونا

بعض خوانین متدین کی رہنمائی کے بموجب ایکرات فرخ سیر کو مع بعض خواجہ سرایان کے مخفی اس مکار کی ملاقات کو آیا اور نمود نے
رسوخ شاہی غنیمت سمجھا دروازہ حجرہ کا بند کرلیا اور کسیقدر دیر کی فرخ سیر نے نہایت الحاح کی اور مہر بادشاہ کے ساتھ
فرتودون کی بھی لجاجت کی اوسوقت دروازہ کھولا بادشاہ نے نہایت فروتنی سے سر جھکایا اوسنے مرگ چھالا بادشاہ
کی بیٹھنے کو بچھوا کر کہا ؎ پوست تخت وگدائے وشاہی ٭ ہمہ داریم انچہ میخواہی ٭ فرخ سیر بے عقل تو تھا ہی اسکا استغنا
دیکھکر معتقد ہوگیا اور چند ہزار روپیہ اور اشرفی جو نذر کو لیگیا تھا نذر گذرانی اوس مدبر نے اوس نقد کو قبول نکیا اور بہزار
سماجت اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی قرآن بادشاہ کو دی اور کتابت کے عوض مین ستر روپیہ جو کہ مقرر تھے لیے اور بادشاہ نے
تعظیم کر کے قرآن کو سر پر رکھا اور رخصت ہوا جب حجرہ سے باہر نکلا اوسکے عاکفان در دولت پر وہ روپیہ اثیار کر دیا یہ
حرکت زیادہ تر موجب اعتقاد ہوا اور عموماً لوگون میں اسکی مکاری نے اثر بہم پہونچایا اب کہتا تھا یہ بدبیر اپنی مقرری عیدون کے دن
جاے معبود مین کہیلے ہندون ڈہول بجا کر جایا آیا کرنا اور نقارہ کی چوب اپنے کفر مین پہیلاتا تھا

محمد امین خان کا ارادۂ تادیب کرنا اور اجل سے مہلت نپانا

جب فرخ سیر کی سلطنت کو زوال آیا اور حسین علیخان و عبد اللہ خان نے زمانے کی روگردانی کی محمد شاہ کے عدل
وعدالت سے تاجداری کی رونق ہوئی اور محمد امین خان نے پایۂ وزارت حاصل کیا محمد خان نے بعد دو مہینے چند روز کی
جبکہ بیماری شروع ہوئی تھی اس مکار کا حال سنکر حکم دیا کہ حاضرین دروازہ جاکر اوس ملعون کو قید کر لاوین یا وہین پر
قتل کرین چونکہ دو پہر نزدیک تھی لوگ اپنے گہرون کو چلے گئے تھے بموجب حکم حاضرین ہر ایک کے گہر گئے اوسوقت
مسمی خفتشان نمود بھی اپنے گہر مین کچھ کہہ رہا تھا بمجرد سننے کے بیہوش ہوکر حیران ہوا اور استقلال کر کے چھوٹی لڑکے
دیدار نامی کو جو صاحب جمال تھا مع چند قرص نان جو وگندم کے باہر بہیجکر پیغام دیا کہ آپ نے تکلیف کی ہے لہذا کچھ تناول کیجیے
فقیر بھی آتا ہے لوگون نے اوس لڑکے کی صورت پر ترس کہایا کسیقدر توقف کیا مردم امین خان نے ناگہان خبر سنی کہ حالت بہ
کی ردی ہوئی اسکے سنتے ہی اوٹھ پیرون دریر کے دروازہ پر آئے محمد امین خان قولنج مین بیتاب تھا بیہوش ہوگیا تھا اور حالت بیہوشی سے

جب افاقہ ہوا الانے کی خبر پوچھی لوگون نے عذر شورش بیماری کا بیان کیا آپ نے حکم دیا کہ کل جسم کو فورا تعمیل ہوا دیر موت نے گرمبازی کی صبح ہوتے شام مات کی سپاہی ہوئی نمود کو ہادی علیخان وغیرہ گھڑی گھڑی کی خبر دیتے تھے اوسنے ارادہ کر لیا تھا کہ صبح کو روانہ ہوجاے بلکہ اپنے مریدون کو جمع کر رکھا تھا جب خبر مرگ وزیر کی دلشاد ہوکر بیٹھی تمام بیچ مسجد کہ برابر دروازہ مکان اوسکے تھی بیٹھا فقرا وغیرہ معتقدین نے گرد ہجوم کر لیا قمرالدینخان ولد محمد امین خان نے باپ کی حالت ردی دیکھکر عورتون کی تنخواہ سے اپنے دیوان کو مع پانچہزار روپیہ کے نذر کے واسطے اور عفو جرایم اور طلب تعویذ مین بھیجا وہ مکار اوسوقت خبر جانکنی تو سن چکا تھا حاضرین جلسہ سے کہہ رہا تھا کہ مینے ایک تیر اسکے جگر مین مارا ہے ہرگز جانبر نہوگا اور مین بھی شہادت کے انتظار مین ہون چونکہ میرا دادا بھی مسجد مین شہید ہو بیٹھا ہون ہرچند بسبب اسکے کہ ایکمرتبہ شہید ہوچکا ہون امید شہادت کی نہین رہی اسی ضمن مین دیوان قمرالدین خان کا پہونچا اور کیسہ زر نذر گذرانا اور استدعاے تعویذ کی اوسنے درجواب کہا کہ تیر از شست جستہ و آب از جوی رفتہ باز نمی آید جب زیادہ لجاجت سماجت کی دوجی بار مرید سے کہا کہ لکھہ (وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا) جب لکھہ چکا دیوان کو دیکر کہا لیجا مگر یقین جانتا ہون کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نہ ہیگا دیوان نے نذر قبول فرمانے مین بہت سا اصرار کیا اوسنے کہا مجھے منظور نہین ہان فقراے حاضرین اگر چاہین لے لیوین آخر اون لوگون نے لے لیا دیوان نے راستہ مین سنا کہ محمد امین خان جہان گذران سے چل بسا جب یہ خبر نمود کو پہونچی خوشحال ہوکر مسجد سے گھر گیا اور یہ کرامات اوسکی شاہجہان آباد مین مشتہر ہوکر موجب اعتقاد ہوئے

نمود کا مرنا اور اوسکے اولاد کے باہمدگر منازعت کا ہونا

دو تین سال کے بعد نمود جہنم واصل ہوا اوسکا بڑا لڑکا نانمود گدی پر بیٹھا لالچ تو بری بلا ہوتی ہے اس شخص نے تینون حصہ جو نمود نے حین حیات رازداری کے واسطے دوجی بار اور نانمود وغیرہ کے مقرر کیے تھے جھگڑا کھڑا کیا ہرچند دوجی بار نے سماجت کی کہ مجھہ چند روزہ سے لڑائی اچھی نہین نانمود نے کچھ التفات نکیا دوجی بار نے کہ اوسکا والد بحرم راز تھا لاچار ہوکر ایکروز جماعۃ فقرا دو دون مین کھڑے ہوکر فرمایا کہ یاران تم لوگ نمود کا اور ہمارا خط پہچانتے ہو جو لوگ پہچانتے تھے اونہین نے اقرار کیا جب اقرار ہوچکا جو مسودات کہ دونون نے باہمدگر کی صلاح سے مرتب کیے تھے اور باہم صلاح و مشورہ مین کم و بیشی دونون کے قلم سے ہوئی تھی نکالکر دکھلائی اور کہا کہ اس مذہب کی بنیاد نمود اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا کی طرف سے ہوتا کم و بیشی کی ضرورت نہوتی لوگون نے کاغذ کو دیکھکر دوجی بار کی باتین سنین جنمین کچھ شعور تھا متنبہ ہوکر منحرف ہوئے اور حاضرین جلسہ نے غیر حاضرون کو خبر پہونچا کر منحرف کر دیا کساد بازاری ہوگئی اوسوقت ضرورتا نمود نے دوجی بار کو اپنا یار بنایا لیکن وہ بات جاتی رہی چند روز کے بعد نمود ہادی علیخان کے موضع مین جو اوسنے اپنی جاگیر مین دیا تھا جا بیٹھا اور وہین پر مر گیا اوسکے بعد شاہ فغار سجادہ نشین ہوا

شاہ فغار کا حال اور پایان کار

شاہ فغار مقرر بان اور خوش گفتار متواضع اور علوم متداولہ سے بھی ماہر تھا راقم نے اوسے اور اوسکے بھائی شاہ دیدار و وجی یار اور میر باقر خلیفہ اول و دوم تھے ان چارون کو دیکھا اور اسقدر کلامات دریافت کیے اور شاہ مغار محمد شاہ کے وقت مین ابتدا ے احمد شاہ مین زندہ تھا اور محمد شاہ کے حضور مین آمد و رفت رکھتا تھا بعد نادر شاہ کے صحبت فقرا کا ذوق ہوا اور احمد شاہ کے عہد مین نواب بھادر جاوید خان کی مصاحبت مین پہونچا الہامات جاوید کی تالیف مین چند آدمی جو خوشامد کی راہ سے مصروف تھے یہ بھی شریک ہوا اور فغار سی برس پیشتر اسنے موت پائی اور فغار ہی اوسط احمد شاہی مین مر گیا فغار کے آخر زمانہ مین اکثر اوسکے باپ کے مرید لوگ مر گئے اور اکثر منحرف کسیقدر رمق مریدی باقی رہگئی تھی بعد رحلت فغار اور شاہجہان آباد کی خرابی کے چند آدمی ممنود کے اقربا مین رہگئے سو بنگالہ پہونچے میرن ولد جعفر علی خان ناظم بنگالہ جو مذہب سے بیگانہ تھا بنظر سفارش چند بیدینون کے مہربان ہوا اس فرقہ کے اخراجات کیواسطے پانچ روپیہ یومیہ مقرر کر دلیے اونمین سے بھی چند لوگ مر گئے منجملہ اوسکے نام ممنود بار مع بعض عورات کے ہنوز کہ سنہ ۱۱۹۴ ہجری تک زندہ انتظار مالک کا کہتا تھا اور دوسرا اونمین سے کوئی باقی نرہا

محمد امین خان کا سفر کرنا اس جہان بیوفا سے اور اوسکی شدت عداوت اہلبیت پیغمبر آخر الزمان سے

جب محمد امین خان پر عارضہ مذکور زور لایا اور اطبا وغیرہ کی دوا اثر پذیر نہوئی آخر الامر اطبا کی یہ راے ہوئی کہ حقنہ دیا جاوے مگر اجابت تھوڑی منہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئی اور راہ عدم کی لی کہتے ہین کہ اس شخص کو اہلبیت اور حضرت ولایت مآب سے ایسی عداوت تھی کہ اس نے کسی تبارک کو سنا تھا کہ کلمہ ولی اللہ پڑہتا ہے اوسکو طلب کرکے اوسکی زبان کٹوا ڈالی اور نیز مشہور ہے کہ اکثر کے زعم مین بعض مردم حضرت شاہ مردان کا دسترخوان کرتے ہین اور اوسمین غیب سے نشان ہو جاتا ہے جیسا کہ ہندوستان مین معمول اور اکثر مردان ہوشیار نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہ کرامات راقم نے بھی دیکھی تھی وہ بدبخت اس ماجرا کو سنکر بیتاب ہوا زید و عمر کا نام لیکر ہم صحبتون سے کہا کہ مین بھی انکا دسترخوان کرتا ہون البتہ نشان ہو جائیگا او بموجب ارادہ عمل فرمایا جب اسباب دسترخوان کا کسی خلوت گاہ مین آراستہ ہوا مع چند آدمیون کے وہان جا کر فاتحہ مقتدایان مذکور اور ایمہ خود کے نام پڑہکر دروازہ بند کر دیا اور ایک عورت معتمد کو تعینات فرمایا تا کہ بعد تھوڑی دیر کے دروازہ کھول دے اور جو نشان دیکھے اطلاع کرے اتفاقاً وہ عورت شیعہ مذہب تھی چونکہ اپنا ملت پوشیدہ رکھتی تھی بعد تھوڑی دیر کے جب اوسنے دروازہ کھولا دیکھا کہ ایک کالا کتہ دسترخوان سے ہر قسم کا کھانا کھا رہا ہے شدت شعف سے خود داری نکر سکی دوڑ کر کہا کہ نشان کی کون بات ہے خود بدولت تشریف لا کر نوشجان کر رہے ہین محمد امین خان مع ہمراہیون کے اودہر چلا اور وہ عورت خوف جان سے گھبرا کر نکل گئی جب وہان پہونچا کتہ نظر آیا نہایت غضب سے عورت کی تلاش کی مگر وہ نملی ہمیشہ اوسکا جویا رہا تا کہ اس جستجو مین جہان گذران چھوڑ کر ملک عدم کو سدہارا اور یہ بھی نہایت مشہور ہے کہ جب میر جملہ عظیم آباد کو

صوبہ داری پر مامور ہوا امرا حضی سلام کو جاتے تھے نعمت اللہ خان مرحوم ولد روح اللہ خان بسبب ایام عاشورہ اور اشتغال مراسم تعزیہ داری کے چندروز نہ پہونچ سکا بعد انقضای ایام مذکو حاضر ہوا اتفاقاً محمد امین خان حاضر مجلس تھا ایک طرف میر جملہ تہا اسے خانکے جاکر بیٹھا دوسری طرف محمد امین خان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے عذر کیا کہ مجھے بسبب ماتم داری کے دیر ہوئی قصور غیر حاضری معاف فرمایا جائے محمد امین خان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یزید اور حسین بن علی دونون صاحبزادے تھے ہمین کب پہونچتا ہے کہ ایک کا ماتم کریں اور دوسریکا نکریں نعمت اللہ خان نے جواب مین کہا کہ ہمارا صاحبزادہ مارا گیا اوسکا ماتم ہم کرتے ہین اور تمہارے صاحبزادے نے فتح پائی تم خوشیان کرو اس گفتگو مین خانہ جنگی کی نوبت ہوئی مگر میر جملہ نے درمیان مین آکر اصلاح کردی

عنایت اللہ خان کا وزیر ہونا اور اوسکے عہد کی کیفیت

بائیسوین ربیع الثانی ۱۱۳۳ ہجری کو عنایت اللہ خان عالمگیری کو محمد امین خان کے مرنیکے بعد عہدہ وزارت ملا اسی عرصہ مین بحضور بادشاہ خبر لگی کہ نظام الملک بعد انتظام اورنگ آباد کے بعزم حضوری روانہ ہوکر نزدیک فردا پور کے پہونچا تھا کہ خبر فساد بیجاپور اور کرناٹک و افاغنہ وغیرہ کی سنکر لوٹ گیا اور عرضداشت راجہ ساہو کی مع پانسو اشرفی نذر بہار کباد کے ملاحظہ مین گذری سیف الدولہ عبد الصمد خان اپنے صوبہ لاہور کو مرخص ہوا اور قمر الدین خان اپنے باپ کے خطاب اعتماد الدولہ سے مخاطب ہوا معز الدولہ حیدر قلی خان بہادر کو فیروز جنگی کا خطاب ناصر جنگ کے عوض مین عطا ہوا اور سعادت خان بہادر بہادر جنگ اکبر آباد کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور محمد خان بنگش الہ آباد کی صوبہ داری کو رخصت ہوا شہر سے باہر نکلنے کے بعد کہ بوجہ زیادہ طلبی جاگیر اور دیگر تکالیف مالا یطاق کی مکرر معتوب ہوکر مورد تفضلات ہوا اسی عرصہ مین از روی اخبار حیدر آباد کے معلوم ہوا کہ ضلع کرناٹک مین ہفتم ماہ صفر کو دو مرتبہ ایسی غیر موسم بارش ہوئی کہ ندی نالے چڑہ گئے اور اس طغیانی بارش کے بدولت بارہ کوس تک اکثر موضع اور قصبہ اور جانوروں کی تباہی ہوئی اور نیز اسی عرصہ مین ایک پہاڑ پھٹ گرا جسکے صدمہ سے اکثر جانور ضایع ہوگئے اثر آبادی باقی نرہا ایکروز بادشاہ نے شکارگاہ مین بزبان ترکی اغرخان کی تعریف کی اور دو تین روز کے بعد بسعی دوسری کے اضافہ ہزار و پانصدی ہزار سوار اور نقارہ و سرپیچ عنایت فرمایا چند روز کے بعد ہزاری ہزار سوار اور بہادری کا خطاب ملا صوبہ اکبر آباد کے سوانح سے آگہی پائی کہ دلیر خان جو محمد خان بنگش کا منشی تھا ماہ رجب کے اخیر مین مع دو ہزار سوار کے واقع سودہ مودہ تعلقہ بوندیل کھنڈ جبکہ وہان کے زمیندار سے معاملہ جاگیر مین گفتگو ہورہی تھی اور لڑائی ہوئی اور دلیر خان مع سات آٹھ سو سوار پیادہ کے مارا گیا پسر محمد خان بنگش کو خلعت اور سرپیچ ماتمی لطف ہوا

راجہ اجیت سنگہ راٹھور سے منازعت کا ظہور مین آنا اور ملازمان شاہی کا سستی کرنا

صوبہ اجمیر اور گجرات اور احمد آباد کی رعایا راجہ اجیت سنگہ کے ظلم و جور سے دربار حضور مین مستغیث ہوئے چونکہ اول تو وہ کہنہ تھا جو

وہ امیر الامرا اور قطب الملک کا رفیق ہوا تھا دوسرے راجہ کو بھی مذہبی تعصب تھا دونون صوبہ راجہ مسطور سے تغیر کر کے
گجرات کی صوبہ داری مع امینی اور دیوانی اور فوجداری کل محالات خالصہ صوبہ مذکورہ کی معز الدولہ حیدر قلی خان کو عطا ہوئی اور کاظم خان
شجاعت خانی کو جو احمد آباد کے متعینہ منصبداران مین تھا صوبہ گجرات کی نیابت ملی اصل و اضافہ سے سہ ہزاری اور دو ہزار سوار کر کے
شجاعت خان خطاب عطا فرمایا علم و نقارہ سے بھی سرفراز کیا گیا اور مرتضی قلی بیگ اوسکا بھائی اضافہ ہزاری و پانصد سوار اور
خطاب رستم علیخان سے سرفراز ہوا اور فوجداری پرگنات بڑودہ کی نیابت ملی اور رائے رگھہ ناتھہ دیوان حیدر قلی خان بھی مورد
عنایت اور اضافہ منصب ذات و سوار سے معزز ہوا اور واسطے بندوبست مالی بندر سورت اور صوبہ مذکور کی رخصت دی سرکار مراد آباد
کی فوجداری معز الدولہ کے تغیر سے اعتماد الدولہ نے پائی اور صوبہ اجمیر مظفر علیخان کو جو صمصام الدولہ کا متوسل تھا اور راجہ جی سنگہ
سوائی سے بھی نفرت رکھتا تھا خلعت سرپیچ مرصع اور ہاتھی عطا کر کے مرخص فرمایا عطیۃ اللہ خان ولد عنایت اللہ خان بخدمت داروغگی ڈاک اور
فیض علی خان داروغگی فیلخانہ پر مقرر ہوا خلعت عنایت ہوا اسد اللہ خان کو جو نظام الملک کے پاس آیا تھا بموجب تجویز نظام الملک کے
خلعت عرضی عطا فرمائی احمد آباد کی اخبار سے ظاہر ہوا کہ جب راجہ اجیت سنگہ کے عزل کی خبر اوسکے نایب کو پہونچی اور ہنوز یہ خبر
تھی کہ ہنوز شجاعت خان نے نیابت کی سند نہین پائی نایب نے چاہا کہ صوبہ کو تاخت و تاراج کر کے نکل جائے مہر علیخان اوسجگہ
کی بخشی معزول کے جو خسر اور راجہ کا نایب اور آخر کو اوسکے محاسبہ سے آزردہ رہا کرتا تھا اور حیدر قلیخان اور صفدر خان بھی اوس سے
ملول تھے پس ہر دو باہم متفق ہو کر اس نظر سے کہ اوسی راجپوت کی تعدی حیدر قلی خان کی خوشنودی سے بدل ہو جاے
اور حسن خدمت اوسکی حیدر قلی خان کو معلوم ہو کسیقدر اوباش اور رعایاے شہر کو متفق کر کے نایب کے سر پر چڑھ گئے اور بعد زد
و خورد کے نایب کو مغلوب کر کے حویلی مین محصور کر دیا اور وہ صفدر خان کے بھانجے کی مدد سے بکمال خفت شہر سے نکل بعض مواضع
مابین راہ پر دست درازی کر کے اپنے وطن اصلی جودھپور کو چلا گیا اور مہر علیخان اور صفدر خان بعد دلجمعی کے ناہر خان
دیوان احمد آباد کو جو کہ رفقاے سادات مین تھا پیغام دیا کہ خزانہ موجودہ حاضر کرے اور محال دخل سے ہاتھہ اوٹھائے
چونکہ یہ شخص جمعیت فراوان رکھتا تھا بعذر عدم سند لڑائی پر آمادہ ہوا اسی ضمن مین شجاعت خان مع دستاویز مہری معز الدولہ
حیدر قلی خان کے مفصل سے پہونچا اور ناہر خان نے صلح کی شہر سے نکلا سید نصرت یار خان بارہہ صوبہ دار عظیم آباد رکن الدولہ
کا خطاب مع اضافہ ہزار سوار دو اسپہ کے عنایت ہوا اور شیر افکن خان نے عزۃ الدولہ کا خطاب اور ملتان کی صوبہ داری
پائی سوانح اکبر آباد سے عرض ہوا کہ تین چار قلعہ مامن مفسدان اطراف متھرا اور دار الخلافت کے اثنا سے راہ مین واقع
تھی سعادت خان بہادر بہادر جنگ نے بعد محاصرہ اور مقابلہ عظیم کے جسمین قریب چار سو نفر کے سعادت خان کیطرف سے مارے
گئے تسخیر کر لیا خلعت اور خنجر مرصع مع فرمان کے صادر ہوا ہر چند محمد شاہ چندان ایسی امور پر متوجہ نتھا مگر معدلت گستری کی
ساعت کیواسطے ایک زنجیر ہوائی کہ مع گنٹہ کے برج شمن سے ملحق ہے اور ایک کنارہ اوسکا دریا کے اوس پار ہے اور
منادی کرا دی جسکو استغاثہ کرنا ہو برج مذکور کے نیچے آکر زنجیر ہلائے داد پائیگا ۹ شوال کو جشن معمولی ترتیب کر کے فرسے

اس سال مین مظفر علیخان جو اجمیر کی صوبہ داری پر مامور ہوا تھا بہ سبب عسرت و بے سرانجامی کے ہنوز قصبہ رواری سے
کہ جو بیس کوس پر دار الخلافت سے واقع ہے نکلنے پایا تھا کہ خبر پائی کہ راجہ جودہپور تیس ہزار سوار سے اجمیر کو آتا ہے اس خبر کے سبب
چندے روز مقیم رہا اور اجیت سنگہ نے اجمیر مین داخل ہو کر منادی کرا دی کہ قصائی وغیرہ اہل پیشہ بلا اندیشہ اپنے اپنے
کام مین مصروف رہین اور اظہار ہیبت اسلام کیواسطے موذن مسجد کو طلب کر کے رواج رسم مذہب کی تاکید کی اور اکثر
مسجدین تعمیر کرائین بعد ازان عملہ اور ارکان بادشاہی کو حاضر کر کے قول نامہ اور فرمان بادشاہ کا متضمن نشان پنجہ دکھلایا
جسمین یہ عہد تھا کہ دونون صوبہ اجمیر و احمد آباد کے تقاضے عمر دولت محمد شاہ تک بحال رہینگے اور یہ فرمان عہد نامہ وسوقت
لکہا تھا جبکہ فتح السلطنت ظاہر ہوا اور روشن اختر محمد شاہ کی سلطنت کا شہرہ ہوا تھا نظر برینکہ راجہ کو جو سادات کا رفیق ہے اسطرف
بلایا جانا چاہیئے والدہ بادشاہ نے لکھوا کر بھجوا دیا الغرض بعد دکھلانے کے اوسکی نقل مع اپنے عرائض کے مصحوب دیوان
بادشاہی صمصام الدولہ اور روشن الدولہ کے پاس مع عرضی حضور بھیجی اس مضمون سے کہ اگرچہ دونون صوبون کا تغیر
خلاف عہد و پیمان ہے مگر صوبہ داری احمد آباد کی بنا بر مرضی حضور نذر ہے مگر صوبہ اجمیر میری عزت و آبرو کیواسطے بحال رہے بندہ
خانہ زادی سے ہے درصورت بے آبروئی اہل غیرت کو جان تک عزیز نہین امیدوار ہون کہ دونون صوبہ مجھے معاف ہون ذی الحجہ کی
مہینے مین بادشاہ بیگم دختر عالمگیر بادشاہ جسکا نام زیب النسا تھا اس جہان فانی سے گذر گئی بعد ورود عرائض راجہ کی صمصام الدولہ
نے بنظر قلت زر و صرف اکثر کے صلح کرنی اور کہا کہ چونکہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار اوس دار الخلافت سے ملحق ہین راجہ کو
تمام صوبہ گجرات بحال رکھنا چاہیئے اور اجمیر کسی مسلمان کو دینا لازم ہے اور بادشاہ حضور حیدر قلیخان کا ارادہ یہ ہوا کہ اوسکی
تادیب و تنبیہ کرنا چاہیئے بہ مصلحت لیا کہ کسی امرا حضور نے اوسکی مہم منظور نکی حیدر قلیخان کی تجویز سے سعادتخان بہادر کو
اکبر آباد سے بتاکید بلایا سعادتخان بموجب حکم پہونچنے کے جرات کر کے آخر ذیقعدہ کو حاضر ہوا اور اپنے کارکنان لشکر کو حکم دیا کہ ابرا ئی
کا سرانجام جلد دینے سے پہونچنے بعد ملازمت چاہا کہ استدعائے اسباب مہم کی درمیان لائے لیکن بعض امرا اسنے
رفاقت سے پہلو تہی کی اور حضور سے بھی اسقدر اعانت مین قصور ظاہر ہوا لاجرم فسخ عزیمت ہے ظاہر ہوئی اسی ضمن مین خبر پہونچی
کہ مظفر علیخان نے بسبب عسرت اور تہیدستی سپاہ کے تقاضائے تنخواہ سے مجبور ہو کر ذرا تین موضع معتبر نواح اجمیر کے لوٹ لیئے
اور اونکا مال اور مواشی بھی غارتگران لشکر لیگئے اور تقاضائے تنخواہ بدستور جاری رہا تب بیچارہ نے ہاتھی گھوڑے دیکر نجات
حاصل کی اور سپاہ ملازم کے خوف اور راجپوتانہ کے غلبہ سے انبیر مین نایب راجہ جے سنگہ کے پاس گیا اور
خلعت اور فرمان صوبہ داری کا صمصام الدولہ کے پاس واپس کیا اسی حالت مین دونون لڑکون راجہ اجیت سنگہ نے
مع فوج کثیر پانچ چار دیہات بادشاہی لوٹ لیئے اور اوسی قرب مین مفسدان اور زمینداران اوس نواحی نے بہ شوب
زمانہ اور اجیت سنگہ کے کارخانہ پر نظر کر کے قصبہ نارنول پر دھاوا کیا بایزید خان وہان کا فوجدار جو گشت کے واسطے
نکلا تھا اونکے مقابلہ سے بھاگا اور اوسکا بھانجا جو قصبہ مذکور مین تھا حرکت مذبوحی کر کے ناموں کا رفیق ہوا نارنول سے کے شہر.

نام ونگ کے لیے لڑے اور اسنے ناموس کو جوہر کر کے شہید کر دیا مفسدون نے تمام قصبہ اپنے دلخواہ لوٹا کر ایک عورت
ہر دکے بدن مین نخچیرا اور ایک جماعت کو قید بہی کر لیگئے اس خبر کے بعد صمصام الدولہ نے راجہ اجیت سنگہ کی تادیب اپنے
ذمہ لی پیش خیمہ روانہ ہوا لیکن چونکہ ابتدا سے درمیان مغل اور صمصام الدولہ کے نفاق تہا اور نیز قلت زر کا بہی خیال تہا
لیت و لعل مین گذرانتا تہا اور حیدر قلی خان نے باوجود بدمزاجی سابقہ کے جو خاندوران سے تہی اس مہم مین ایکدل ہو کر رفاقت
کے بارہ مین سخت سخت قسم کی اور سوگند کہائی اور بجان و دل بیعت منظور کی اور اپنا خیمہ باہر نکالکر اور بی اختیار کی خاندوران
صمصام الدولہ نے اجیت سنگہ کے لڑنے مین صلاح نہ دیکہی خلوت مین بادشاہ سے کہا کہ خدانخواستہ اگر وہ فتحیاب ہو تو تدارک
اسکا نہایت مشکل ہوگا اور درصورت اپنی فتح کے اگر راجہ کوہستان دشوار گذار مین فرار کرے تو ایسا روپیہ کہان ہے کہ اوسکا تعاقب
کیا جاوے فی الحقیقت بموجب قول مشہور کہ خفین اوخیان مین ریکہر قدم نہ بڑہایا قمر الدینخان نے جب کمر عزم کی باندہی اس مہم کا متکفل ہوا
اور قطب الملک و نجم الدین علیخان کی رہائی کا مستدعی ہوا یہ امر بادشاہ کو ناگوار ہوا اور دیگر ارکان دولت کو بہی نامنظور تہا اس کے عدم قبول
عمدا اونسے بہی فسخ عزیمت کی اوسوقت مین ایسی تماوہیات درمیان مین دیکہکر خاندوران نے دربار کی آمد و رفت موقوف کر دی
بادشاہ نے مدار المہامون کی صلح و آشتی مقدم جانی ہر ایک کی رفع کدورت فرمائی اور ارادہ مہم راجہ اجیت سنگہ کا اوٹھا
ظاہرا صمصام الدولہ کے نوشتہ متضمن دلجمعی راجہ کے پاس پہونچے اور وہ اپنے ارادہ فاسد سے باز رہا اس ضمن مین خبر
آمد آمد نظام الملک کی جو کہ بعد بندوبست کرناٹک اوایل ذی الحجہ کو اورنگ آباد مین داخل ہو گیا تہا اور وہان اورنگ آباد سے
ماہ مذکور عازم حضور ہوا اور برہانپور مین پہونچکر دیانت خان جو کہ سابق دکن کی دیوانی پر حضور سے مامور تہا خلعت و فیل
عطا فرما کر اوسی کام پر رخصت دی اور خود حضور مین چلا اس خبر سے کل تدابیر مہم وغیرہ اوسکے آنے پر ملتوی ہوئین پشاور
و کابل کی وقایع سے واضح ہوا کہ مبارز الملک سربلند خان نے خانہ زاد خان اپنے لڑکے کو کابل بہیجا تہا اور وہ بعد
بندوبست پشاور کے باپ کے پاس آیا تہا واقع منزل عربجان کہ مابین جان ولد خانخانان مرحوم غارت ہوا تہا افغان سد راہ
ہو کر لڑے بڑی لڑائی ہوئی خانہ زاد خان نے اپنے ہمراہیون کے ساتہ اچہی جانفشانیان کین اور شیخ مجاہد جو کہ
ہراول کا جماعہ دار تہا زخمی ہو کر قید ہوا قریب سات آٹہہ سو نفر کے کام آئے سربلند خان کی فوج کی ہزیمت ہوئی اور خانہ زاد خان
کی سواری کے دو گہوڑے بندوق سے غلطان ہوئے خانہ زاد خان کو بہی زخم پوست مال پہونچا جب جانا کہ کیا مجال آقامت
نہین ناچار چند آدمیون کے ساتہ راہ فرار لی اور تمام فیلان اور توپخانہ وغیرہ پٹہانون نے لوٹ لیا اور عبد الصمد خان
اس سبب سے کہ زکریا خان اوسکا لڑکا کشمیر کا صوبہ دار ہوا تہا اشرف الدین ولد محتوی خان کے شور و فساد
اور نایب مذکور کے مغلوب و محصور رہونے کی خبر سنکر تین چار ہزار سوار مغلیہ وغیرہ سے بطور یلغار آپہونچا اور اشرف الدینخان
مخوف ہو کر مقابل نہ آیا بے لڑے بہڑے منفعل اور نادم حاضر ہو کر اظہار اطاعت کی ہوا و فساد کی تسکین پائی عبد الصمد خان نے
کل منصبدار اور متعینہ اور پیوسیہ دار اور وظیفہ خوارون کو اس فساد انگیزی کے پاداش مین معاتب کر کے اونکی جاگیر ۱۱۴۱

اور مدد معاش ضبط کرلی

ذکر تولد صبیہ حرم سرائے شاہی مین اور ملکہ زمانی کی کتخدائی محمد شاہ سے

۹ محرم الحرام ۱۱۳۳ ہجری کو پنجشنبہ کے روز وقت شب محمد شاہ کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی اور سہ شنبہ کی رات کو ۱۹ صفر ۱۱۳۴ ہجری مین محمد شاہ بادشاہ کی شادی ملکہ زمانی دختر محمد فرخ سیر سے بکمال زیب و زینت عمل مین آئی اور طالع اسد مین نکاح پڑھایا گیا آرایش و آتشبازی و رقص و سرود ہندوستانی طور پر بڑے کر و فر سے ہوا اور ملکہ مذکور داخل سرای شاہی ہوئی

نظام الملک کا حضور مین آنا اور وزارت پر مامور ہونا

نظام الملک بعد بندوبست ممالک دکن و لجمعی صلاح فساد کرناٹک وغیرہ سے کوچ کر کے حاضر حضور ہو کر روز پنجشنبہ ۱۱ ربیع الثانی سنہ مذکور کو شرف ملازمت ہوا پانچوین جمادی الاولی یکشنبہ کے روز دوپہر کے وقت عہدۂ وزارت اور عطاے خلعت چار قب اور قلمدان سے سرفراز ہوا شنبہ کے روز تیسری جمادی الاخری سنہ مذکور کو جشن نوروز حسب معمول ہوا بادشاہ کا لقب ابو المظفر سے تبدیل ہو کر ابو الفتح ناصر الدین مقرر ہوا پنجشنبہ کے روز چھٹوین رجب کو دیوانی خالصہ راجہ گوجرمل کو ملی اور یکشنبہ کو شیخ سعد اللہ نے دیوانی تن پائی لیکن بعض امرائے حضور نے خصوص حیدر قلی خان اکثر مقدمات مالی اور ملکی مین برخلاف رائے آصف جاہ کے دخل دیا تھا بادشاہ نے آصف خان کی پاسخاطر ضروری سمجھی حیدر قلی خان کو گجرات کی صوبہ داری پر رخصت کیا حیدر قلی خان نے وہان جا کر ایسا بندوبست کیا کہ کسیکے عہد مین نہوا تھا نظام الملک نے جو امیر دیرینہ سال مزاج گرفتہ جاہ طلب صاحب اقتدار تھا بعد وزارت کے چاہا کہ اپنے خاطر خواہ رتق و فتق ہو کر انتظام کرے اور بادشاہ کو بھی گرانباری اور وقار اور تہذیب اخلاق اور تقسیم اوقات اور تادیب اتباع اور انفصال مقدمات وغیرہ امور سلطنت مین تعلیم کرتا تھا اور بادشاہ کو جوانی اور دولت کی غرور مین اچھا معلوم نہوتا تھا امرائے دیگر خصوص صمصام الدولہ اور خود نظام الملک اپنی کساد بازاری کو حضور مین نہین چاہتے تھی ہمیشہ اسیطرح کھچتی مین وقت بسر ہوتا تھا تا آنکہ بعضے امرا اور خواجہ سراؤن کی تحریک سی حیدر قلیخان نی اپنے حد سے پیر بڑہائے چونکہ وہ بھی مرد شجاع جاہ طلب صاحب جرأت تھا صوبہ گجرات مین خوب سا روپیہ تحصیل صوبہ اور جاگیر اور ضبطی خانہ عبد الغفور بوہرہ سے بہم پہونچایا جسکا حساب کروڑون سے گذر گیا اسقدر دولت پاکر غرور پیدا کیا کہ اپنے دلمین یہ خیال کرتا تھا کہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی مرتبہ پر فائز ہونگا امرای حضور کے اغوا سی بعزم استیصال نظام الملک روانہ ہوا اور بادشاہ اور دیگر امرا بھی نظام کے نکالنے مین اس ارادہ سے خوش ہوی کہ نظام الملک کے ہاتھون سے امیر حیدر قلی خان کا گجرات سی عزل کردیا اسی عرصہ مین واقعہ شب دوشنبہ غرۂ محرم کو کہ صبح کاذب کے قریب ملکہ زمانی کے بطن سے دختر پیدا ہوئی دوشنبہ کے روز ۱۵ محرم ۱۱۳۵ کو صوبہ داری گجرات کا خلعت نظام الملک کو حیدر قلی خان کے بدلے مین عطا ہوا اور

پنجشنبہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو دوپہر کے بعد نظام الملک احمد آباد گجرات کو روانہ ہوا

مارا جانا نیل کنٹھ ناگر نایب سعادت خان بہادر کا اکبر آباد مین اور صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگہ کو ملنا اور چورامن کی مہم فتح ہونا

جاہرا برہان الملک سعادت خان بہادر کو علاوہ صوبہ اکبر آباد کے صوبہ اودہ اور راجہ گردھر سے متعلق تھا مقرر ہوا برہان الملک ساتھ بندوبست صوبہ جدید اپنے کے روانہ ہوا اور نیل کنٹھ اپنی نایب کو اکبر آباد مین چھوڑا ایک روز نیل کنٹھ ناگر فیل سوار راہ مین چلا جاتا تھا کسی عمدہ زمیندار کے اشارے سے ایک جاٹ درخت پیر دگھنی سے بیٹھا ہوا تھا برابر پہونچتے ہی اوسنے ایسی بندوق ماری کہ نو اوس چھاتی سے پار ہو گئی برہان الملک عازم تھا کہ دونون صوبہ کا مالک ہو کر اپنے نایب کا انتقام لے صمصام الدولہ نے فرصت پا کر صوبہ اکبر آباد کو برہان الملک سے تغیر کر کے جے سنگہ سوائی کو دلوا دیا اور برہان الملک کو فقط اودہ کی صوبہ داری ملی راجہ جے سنگہ بعد عطاے صوبہ داری اکبر آباد کے چورامن جاٹ کی سزا پر مامور ہو کر اوسکے اخراج پر آمادہ ہوا مدن سنگہ اپنے بھتیجے کو موافق کر کے ایک مدت تک اوسکی فکر مین مصروف رہا تا آنکہ محکم سنگہ نے اپنی باپ چورامن کے روبرو خلاف شان پسر کے گستاخی کی باپ کو خفت ہوئی مگر شفقت پدری سے درپے انتقام نہوا لیکن مارے رنج کے زہر کھا کر ہلاک ہو گیا محکم سنگہ نے بجاے پدر بیٹھکر استمالت رعایا کر کے مہم راجہ جے سنگہ کو اپنے حکم دیا اور مدن سنگہ نے خوب تالیف قلوب کر کے رفقاے محکم سنگہ کو موافق کر لیا محکم سنگہ اس حال سے ماہر ہو کر قلعہ خالی کر کے بھاگا ۹ صفر سنہ ۱۱۳۵ ہجری پنجشنبہ کی شب مذکور کو قلعہ تھون فتح ہوا اور بدن سنگہ بجاے محکم سنگہ کے مقرر ہوا اور راجہ گردھر بہادر صوبہ مالوہ پا کر اوجین مین پہنچکر انتظام کرنے لگا

حیدر قلی خان اور نظام الملک کے شوریدگی انجام کو نظام الملک کا غالب ہونا

بطریق تحریر بالا نظام الملک کو جب صوبہ گجرات تفویض ہوا بالعزم تسخیر اوس ملک کے روانہ ہوا اور سامان سرانجام مناسب ترتیب دیکر اثناے راہ سے سوچا کہ حیدر قلیخان کے ملازمین کو منحرف کر دے اور خط خطوط کے سلسلہ سے اکثر اوسکی افواج کو جو کہ افاغنہ اور بابی اور غزنی اور ہیبی کے لشکر مین جو کہ اس قوم سے تھی بہتونکو اپنی طرف مایل کر لیا اور حیدر قلیخان سے منحرف کر دیا چنانچہ شجاعت خان رستم علیخان مہر علیخان گجراتی صلابت خان زبردست خان بابی اسد خان غزنی و دیگر سرداران مہی و علیہ و توابع اوس سے متفرق ہوئے اور نظام الملک جہالوہ تک قریب گجرات کے پہونچ گیا معز الدولہ حیدر قلیخان اس حال کی مشاہدہ سے گھبرا گیا مقاومت کی تاب ساتھ آصفجاہ کے نہ دیکھی مالیخولیا کی علت پیدا ہوئی رفقاے دیرینہ نے عماری مین بیٹھا کر حضوری کی راہ لی آصفجاہ گجرات پہنچ کر وہان کے انتظام مین مصروف ہوا بعد فراغ امور ضروریہ کے صوبہ گجرات اپنے چچا حامد خان کو جو شاہزادہ خجگی

کے نام سے مشہور تھا حوالہ کیا اور خود صوبہ مالوہ کے بندوبست کو جو گردہر کے تغیر سے اسے ملا تھا آیا اور یہان کا انتظام
کرکے عظیم اللہ خان اپنے بھتیجے کو نیابت مین چھوڑ کر حضور کیو معاودت کی حیدر قلی خان مع زر و مال حاضر حضور ہو کر
چند روز معطل رہا اتوار کے دن ۲۳ جمادی الاخری ۱۱۳۵ھ کو جشن نوروز ہوا اور اوسی روز نیکوسیر نے رحلت فرمائی اور گیارہوین
رجب سنہ مذکور کے سنیچر کی شب کو روشن آبادی محمد شاہ کی بیگم کے شکم سے صبیہ جہان افروز بانو بیگم نام پیدا ہوئی
ظاہرا حیدر قلی خان بعد معاودت گجرات کے نظام الملک کی غیبت مین مورد مراحم شاہانہ ہوا چونکہ اجیت سنگھ کی
تادیب ملحوظ تھی صوبہ داری اجمیر کی ملی اور حیدر قلیخان نے بھی بسبب شجاعت اور اوسکی عداوت کے جو اجیت سنگھ
سے تھی قبول کی اور حسب الامر اوسکی مہم پر روانہ ہوا آخر شعبان سنہ مذکور کو راجہ مذکور بھاگا اور اسی سال مین سید قاسم
کوتوال کے لڑکے کو کسی نے سرخ پوشون کے جماعہ مین سے مار ڈالا اور قاتل بھی مقتول کے زخم شمشیر سے مجروح
ہوا اتوار کے روز غرہ شوال سنہ مذکور کو نظام الملک بعد فراغ انتظام مالوہ و گجرات کے ملازمت مین آیا اور پنجشنبہ
۱۴ ذیقعدہ سال مذکور کو جا بجا گڈھی کی گذرنے پر جشن کے لڑکا پیدا ہوا اور نصف آخر ماہ محرم ۱۱۳۶ھ ہجری مین ستارہ ذو ذنب
برج دلو مین نمودار ہوکر دس بارہ روز تک آسمان پر نمایان رہا اور اسی مہینے مین بادشاہ کی شیر خوار لڑکی نے انتقال فرمایا۔

بادشاہ سے نظام الملک کا آزردہ ہونا اور قمر الدین خان ولد محمد امین خان کو وزارت ملنا

ارکان سلطنت مانند اعتماد الدولہ قمر الدین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول
اور صاحب رسالہ شاہی اور اعلی شاہی اور روشن الدولہ ظفر خان بخشی سوم اور سید صلابت خان بخشی چہارم اور خانسامان
عزت الدولہ شیر افگن خان اور اوسکے بعد اوسکا بھائی لطف اللہ خان بہادر رسالہ دار سلطانی اور صدر الصدور میر جملہ ترخان
اور ناظر اور داروغہ صرف خاص حافظ خدمتگار خان خواجہ سرائے عالمگیری اور بعد اوسکے روز افزون خان اور دیوان
خالصہ راجہ گوجرمل اور اوسکے بعد اشرف الدولہ ارادتمند خان اور بعد ازان راجہ تجمل اور دیوان تن شیخ سعد اللہ اور
میر آتش اول حیدر قلیخان اور بعدہ سعد الدین خان اور بعد ازین حیدر قلی خان اور پس ازان مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اور داروغہ جواہر خانہ برہان الملک اور اوسکا باپ احمد قلیخان اور میر توزک اول امین الدولہ اور دوسری داود خان
اور داروغہ گرز داران مبارز خان اور اسکے بعد اغر خان اور داروغہ خاص جلو اور جلو خانہ قدیم میر حسن خان کوکہ اور
عرض مکرر یعنی احمد خان کوکہ اور داروغہ نہر فیض علی حامد خان داروغہ فراش خانہ نور علی قور بیگی اور بخشی احدیان
معز خان برادر روشن الدولہ بخشی شاگرد پیشہ متانت اللہ خان راسخ ولد خان صادق قراول بیگی آلہ وردیخان اور خدمت جیب
فیض کی بہرہ مند خان کو اور جیب خاص کی جاوید خان خواجہ سرا اون کو جواہر خان داروغہ جواہر خانہ بختاور خان داروغہ باورچیخانہ وحید خان
داروغہ قہوہ خانہ فیصل علیخان داروغہ فیلخانہ سید قطب الدین علیخان ٹیکہوری داروغہ حبشی یاسین خان داروغہ سرخ پوشان قولاران

الہ یار خان قلعہ دار شاہجہان آباد قایم خان ولد روشن الدولہ داروغہ وقائع کل ڈاک حکیم معصوم علی خان داروغہ سوانح ہر ایک ایک کام پر مقرر تھے لیکن روشن الدولہ دخیل مزاج بادشاہ ہو کر بر آمد کار مقدمہ خلایق کرتا تھا اور شاہجہان محمد فقیہ کے لڑکی کوکی نام نے محمد شاہ کے حضور مین نہایت ادب حاصل کیا بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تھا بادشاہ کی طرف سے صاحب دستخط تھی محل کے اندر حاجتمندون کی عرضی توقیع کرتی تھی عقلاء دور بین ایسے امر سے حیرت زدہ ہو کر یہ نکتہ کہتی تھی رباعی نوبت ترکیان بہ ماکیان افتادہ است ؛ بازوی شگرفی بمیان افتادہ است ؛ شاید کہ سپہر سفلہ قصد نشاط ؛ شمشیر زدن بدف زنان افتادہ است ؛ بادشاہ چونکہ جوان اور کم جرات تھا عیش و عشرت مین پڑا رہتا ہان کوئی ایسا ہی کار سخت و ضروری ہوتا تو البتہ اسطرف متوجہ ہوتا اور عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ امرا اور امرازادہ خوشطبع و رنگین مزاج کی طرف طبیعت کو اسقدر رغبت دی کار سلطنت سے بیغرض تھا اس سبب سے کچھ خوف و ہراس امرا یکلخت عوام کے دلون سے دور ہونے لگا ہر شخص اپنے اپنے خیالی پلاؤ پکانے مین مصروف ہوا بجاے خود دم استقلال بھرتی تھے و نظام الملک یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ اوسکی راے کے بموجب تعمیل کرے اور صحبت رنگین مزاجان نازنین منش و انتہا مدار المہامی زنان نازک سرشت مثل کوکی وغیرہ دل بادشاہ اور کاروبار ملکی مالی سے نکل جاوے اس سبب سے ہر ایک امیر امرا اور بادشاہ اسکے طرف سے بدظن او تمسخر کی کرتے تھے اور غیبت مین اوسکے حق مین کلمات رکیک زبان پر لاتے تھے ایسے وجوہ سے نظام الملک ملک دکن اور گجرات کو عازم ہوا چندے آمد و رفت دربار کی موقوف کرکے گھر مین بیٹھ رہا محمد شاہ اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر تالیف قلوب مین متوجہ ہوا قصد یہ تھا کہ مجھسے راضی ہو کر جاوے اوسنے بھی یہ ارادہ معلوم کیا بہت واسطہ و وسایل درمیان لاکر دفع رنج ظاہری کیا پس نظام الملک دوشنبہ کے روز مطابق دوم ماہ صفر ۱۱۳۶ ہجری کو مشرف ملازمت ہو کر ساختہ مہربانیوں سے خوشنود ہوا

مبارز خان صوبہ دار برہانپور کو آصفجاہ پر ورغلانا اور مبارز خان کا مارا جانا

امراے حضور نے آصفجاہ کی آزردگی پاکر شقہ خاص بادشاہی نہایت اخفا کے ساتھ مبارز خان ناظم برہانپور کے نام صادر کیا کہ اگر ممکن ہو صوبہ ہاے مذکور آصفجاہ کے گماشتون سے چھین لیوے اور عنقریب نظامت دکن کا فرمان صادر کیا جاویگا اور نظام الملک نے امراے حضور کی فتنہ انگیزیون سے اطلاع پاکر مخالفت آب و ہواے شاہجہان آباد کا اظہار کیا اور سازگاری عناصر مراد آباد کی بیان کرکے بہ بہانہ سرکار سے اودہر کی رخصت حاصل کی اور روز یکشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۱۱۳۶ ہجری کو تھوڑی دور اودہر جاکر سیدہی دکن کی راہ لی اور یلغار کرکے ملک دکن مین جا پہونچا اور مشغول انتظام اسباب کار زار و پیکار کا ہوا مبارز خان طمع دنیوی مین آکر باتفاق ابراہیم خان برادر داود خان پنی اور اولاد شیخ نظام اور شیخ منہاج سرداران دکن کے جو آصفجاہ کے دشمن تھے بعزم رزم آصفجاہ برآمد ہوا آصف جاہ برادر زادہ مبارز خان نے آگہی پائی

لڑائی کو اوٹھکر اہوا روز پنجشنبہ ۲۴ محرم الحرام ۱۱۳۷ کو سخت لڑائی ہوئی چار ہزار مرد خنجر گذار و چار ہاتھی مارے گئے آصف جاہ کو فتح نصیب ہوئی مبارز خان مع رفقا کے عدم کو روانہ ہوا آصفجاہ نے اس فتح کی عرضی مع فہرست نام مقتولان و اموال ضبط شدہ اور اشرفی نذر مبارکباد کی ارسال حضور کی اور خود فارغ البال سب صوبجات دکن پر متصرف ہوکر درپی تدبیر امرای دون ہمت اور بادشاہ کم جرات ہوا اور قمر الدین خان بعد سات مہینے کے حملۃ الملکی اور وزارت پر سرفراز ہوا اور اوسنے استمزاج آصف جاہ کا قبول کر کے کہا ۔

حیدر قلی خان کا اجمیر سے آکر میر آتشی حضور پر سرفراز ہونا

آصف جاہ اور بادشاہ کے صحبت کی ناچاقی روز بروز زیدہ ہوئی ہرچند دونون طرف سے دلجوئی ظہور مین آتی تھی خصوص بعد جنگ مبارز خان کے کہ کسیقدر ریدہ او ٹھہ گیا تھا بادشاہ نے حیدر قلی خان معز الدولہ کو مخلص یکرنگ مرد شجاع سمجھکر اپنے پاس طلب کیا اور وہ جمعہ کی روز چودہوین ربیع الاول سنہ مذکور اجمیر سے روانہ ہوکر دو گھڑی دن چڑہے مستفیض ملازمت ہو امیر آتشی کی خدمت مع خلعت عنایت ہوئی اور سعد الدین خان تورانی جو آصف جاہ کا متوسل اور دست گرفتہ تھا خدمت مذکور سے برطرف کیا گیا اور نیز راجہ گردہر بہادر کہ نبیرا اودی نظام الملک کی تغیری پر اودہ کا صوبہ دار ہوکر ملک اجینز کو گیا او جیسا کہ چاہیے منتظم ہوا اعظم اللہ خان جو نظام الملک کی طرف سی وہان پر کار فرما تھا شاہجہان آباد کو چلا آیا

آصف جاہ نے اپنے چچا حامد خان کو باغی ہونے پر آمادہ کیا

آصف جاہ نے بعد فتح اور مشاہدہ حرکات امرای حضور کے پیلاجی اور کنہاجی سرداران مرہٹہ کو اپنے چچا حامد خان سے موافق کر کے اشارہ کیا کہ تعاقب اختیار کرین حامد خان نے بموجب ایما کے جاگیرداروں کے گماشتے اور حضور کی فوجداروں کو برطرف کر کے اپنا قبضہ کرنا شروع کر دیا اور اخبار اس تمرد اور نافرمانی اور مرہٹہ کی اعانت کے حضور مین پہونچی ارکان دولت کو تدارک اسکا مشکل ہوا بادشاہ نے تورانیون کا غلبہ دیکھکر قطب الملک کی رہائی فرمائی اور کسی معتمد کے توسل سے پیغام دیا کہ اب تمسے کچھ ہو سکتا ہے اسنے درجواب عرض کیا اگر عنایت شاہی نمایان ہو بروقت حصول ملازمت پانچ چھہ ہزار سوار مہیا اور خود پیش حضور آمادہ ہون مخالفون نے اس خبر سے اوسکا مکر و فریب سمجھکر بیچارہ کو مسموم کر کی جان لی

سربلند خان کا مقرر ہونا حامد خان کی تادیب کو اور نجم الدین علیخان بہادر کی رہائی او حامد خان کا فرار

مبارز الملک سربلند خان بعد تغیری صوبہ کابل کے ایک مدت خانہ نشین رہا دربار مین بہت کم جاتا تھا جب قطب الملک مرا حسب الحکم امر مخصوص حافظ خدمتگار خان کی عرضی سی مقرر ہوا کہ مبارز الملک واسطے سزای حامد خان باغی کی متعین اور گجرات کی صوبہ داری عنایت ہو خانمذکور چونکہ مدت سے بیکار رہا اوسکا ساز و سامان محض بیکار ہو رہا تھا یہ سن ۱۱۳۷ تیس لاکھ روپیہ نقد مساعدہ کی طور پر خزانہ عامرہ سے لیکر حامد خان کی تادیب او تسخیر گجرات کو مامور ہوا اور بعد شیوہ امید وزارت بھی

مبدل کرنا تھا التماس قبول فرمایا روز جمعہ ۲۲ رجب سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو آخر روز قید سے رہائی دیکر خلعت مع شمشیر کے نجم الدین علیخان
بہادر کو دی اور سربلند خان اور نجم الدین علیخان کو رخصت عطا ہوئی دونون امیر ایک ہاتھی پر سوار ہوکر داخل خیمہ ہوئے
رفقائے قدیم بارہہ سادات کی فوج نجم الدین علیخان کے پاس فراہم آئی کسیقدر اقتدار پایا اور مبارز الملک سپاہ دوست
تھا کوئی صوبہ ایسا ہندوستان مین نتھا جہان چند برس صوبہ داری نکی ہو اوسکے رفیق اور ملازم سابقہ جو سرکار ہی
مین اس روز کے منتظر تھے تھوڑے عرصہ مین آحاضر ہوئے مبارز الملک نے نیابت کی سند شجاعت خان گجراتی کو
بھیجی اور حامد خان عدم مقدرت سے گجرات چھوڑ نکلا اور موضع دہد مین مقیم ہوکر کنٹھا نام غنیم کو اپنی کمک پر بلایا اور
اوسکے باتفاق خود بھی گجرات پر چڑھا شجاعت خان گجرات سے برآمد ہوا اور حامد خان کے ساتھ جنگ کرکے جان بحق ہوا
رستم خان حاکم بندر سورت اپنے بھائی شجاعت خان کے قتل کی خبر سنکر سامان حرب مین مصروف ہوا
اور پیلاجی گائیکوار کو جو اودہر حملہ کنان تھا متفق کرکے بندر سورت سے برآمد ہوا حامد خان مع اپنی جمعیت کے اور کنٹھا
مذکور کے جو بیس ہزار سوار کے قریب تھے احمدآباد سے کوچ کرکے دریا کے کنارے آیا دونون لشکر سے مقابلہ ہوا پیلاجی
گائیکوار اگرچہ رستم علیخان کا رفیق تھا مگر کنٹھاجی کی دلالت سے حامد خان کی موافقت کرنے لگا رستم علیخان بھی
اوس مرہٹہ کی دغا سے مارا گیا جب یہ خبر مبارز الملک کو اکبرآباد اور اجمیر کے درمیان پہونچی وہ وزارت کی امید پر
مقیم تھا ملی اوسنے متردد ہوکر بادشاہ سے استمزاج کیا چونکہ تورانیون کا نصیبہ عروج پر تھا وعدہ مذکور کے ایفا
ہوئے بغیر گجرات کی طرف حکم کوچ دیا اور راجہ گردہر بہادر نظام الملک کی تغیری مین مالوہ کی صوبہ داری پر مرخص کیا گیا
اور نجم الدین علیخان نے بعارضہ بیماری چند روز حاضر حضور رہکر بعد صحت اجمیر کی صوبہ داری پائی اور بادشاہ نظام الملک
کی فتنہ سازی سے بدظن تھا اور آزردہ خاطر ہوکر الکا عدو ہوا بعض خدمات اور صوبہ داری جو اعتماد الدولہ قمر الدین خان
کے نام تھین دوسرون کے نام مقرر ہوئین اور برہان الملک نے بندوبست صوبہ کو رخصت پائی اور سربلند خان اٹھائیسوین
سال گجرات کو گیا اور نجم الدین علیخان بسبب بے اسبابی کے چند روز کے توقف مین سپاہ نو رفیق نوکر جمع کرکے سربلند خان کی رفاقت پر
روانہ ہوکر اوس سے جا ملا حامد خان کنٹھا اور پیلاجی گائیکوار برادرون مرہٹہ کے ساتھ متفق ہوکر بقصد محاربہ گجرات سے نکلا ہر چند مبارز الملک
نے حامد خان کو نصیحتین تحریر فرمائین مگر کچھ فائدہ نہوا حامد خان نے اپنے بخشی امان بیگ کو مع فوج کے مقابلہ پر بھیجا اونہون نے لڑکر اوسے
بھگا دیا اور امان خان میدان جنگ مین مارا گیا اور شیخ اللہ یار بلگرامی بخشی اور سردار معتمد مبارز الملک کا دوسری راہ سے
احمدآباد کے قلعہ مین داخل ہوا شہر کو قبضہ مین لایا حامد خان شکست کہا کر نظام الملک کے پاس گیا دوسرے سال نظام الملک
نے مرہٹون کو سربلند خان کی لڑائی پر آمادہ کیا اور حامد خان کو شریک کرکے گجرات بھیجا اوسکے پہونچنے کے بعد چند دن گجرات مین بہت سخت لڑائیان
ہوئین مرہٹون نے دخل نکیا اور بدرقہ نے جا بجا کہ بعید الامراء سے تاخت و تاراج کر کر غارتگری کی سربلند خان اور نجم الدین علیخان نے مع سات ہزار سوار
پیادہ کے ایک کنٹھاجی سے ہند سے مقابلہ ہوکے ان مرہٹون کو بھگا دیا اور دریائے نربدہ کا تعاقب کیا سمد وگجرات صاف کر دیا چونکہ مبارز الملک کے پاس بہت سی فوج

پانچ لاکھ روپیہ ماہ بماہ برسبیل ہنڈوی کے حضور سے معرفت ناظر خدمتگار خان اور پھر
مرنے ناظر کے معرفت بخشی سوم روشن الدولہ مبارز الملک کے ہاتھ پہونچتے تھے تاکہ
خلل تسلط اسکے کا بیچ اس ملک کے نہو اور مقرر ہوا تھا کہ جب تک بندوبست صوبہ ہذا
قرار واقعی نہووے مداخل صوبہ مذکور کا پہیرنے والا سرکار مبارز الملک کا نہو جب خبر فتح مذکور کی
حضور مین پہونچی صمصام الدولہ کی صلاح بموجب فوج زیادہ کے برطرفی کا حکم اور موقوفی
درماہہ سربلند خان کے نام صادر ہوا۔

گرجانا روشن الدولہ کا مرتبہ اقتدار سے بسبب خیانت کے اور کوکی اور شاہ عبد الغفور کا اور معزولی سربلند خان کی گجرات سے باعث سعی صمصام الدولہ کے اور منصوب ہونا ابھی سنگہ کا اور قوی ہونا مرہٹون کا بسبب سستی ابھی سنگہ کی اور معاودت کرنا سربلند خانکا شاہجہان آباد کو

روشن الدولہ بہادر ہمہ صفت موصوف تھا لیکن جو بناے کار اسکی اوپر رشوت کی تھی بارہ لاکھ روپیہ نقد بابت صوبہ کابل کی جو سال بسال روشن الدولہ کی حوالہ ہوا تھا نصف پر خود متصرف ہوکر نصف با قیمتا سال بسال کرتا تھا اور اسیطرح اکثر امور مین دخل خیانت ہوتا رہا امرا لوگ بھی کشیدہ ہوئے پردہ کھل گیا بادشاہ نے اب فرمایا حکم فہمید حساب صادر ہوا متصدیان حضور نے دو کرور روپیہ اسکی ذمہ برآمد کئے حسب الحکم بادشاہ وہ روپیہ روشن الدولہ سے طلب ہوا اور اوسنے ناچار داخل سرکار کیا نظر سے گر گیا یہ کارروائی صمصام الدولہ کی تدبیر سے ہوئی امیر الامرا کی ساری قدر جاتی رہی اور شاہ عبد الغفور جو دخیل مزاج شاہی ہوکر مختار بحالی و برطرفی منصب کا اور مرتشی تھا فی الحقیقت ایسی ایسی امور ناشایستہ بہ فراغ و عبد الغفور غافل سے ظاہر ہوئی تھے مرتبہ اقتدار سے خارج ہوکر محبوس روانہ بنگالہ کیا گیا اوسکے مکانکی ضبطی سے دو کرور روپیہ نقد سواے جنس کی داخل خزانہ ہوئی اور کوکی بھی دونون راشیونکی شریک اور مختار دستخط تھی اس غضب مین اسیر ہوئی اسکا بھی اندوختہ بیت المال حضور مین آیا صمصام الدولہ کو جب اقتدار کلی حاصل ہوا سربلند خانکو جو روشن الدولہ کا متوسل تھا معزول کرکے راجہ ابھی سنگہ راٹھور کو گجرات کی صوبہ داری پر بھیجا اور تاکید کی جلد تر گجرات پر پہونچکر سربلند خانکو روانہ حضور کرے ابھی سنگہ نے آرام طلبی اور غرور قدامت سے نایب اپنی کو گجرات بھیجا مبارز الملک نے نایب کی اچھی طرح گوشمالی دیکر بھگا دیا ابھی سنگہ نے دوسرے بار دوسرا نایب بھیجا وہ بھی بے نیل مرام ناکام واپس آیا تب ابھی سنگہ نہایت نادم ہوا اور خود مع پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار کے گجرات آیا مبارز الملک ہر چند بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تشویش

رکہتا تھا مگر بسبب قلت زر اور اسباب سفر کے قاصد مقابلہ ہوا شہر سے چند کوس نکل کر خیمہ برپا کیا مقابلہ کی نوبت آئی خوب جنگ آزمائی ہوئی مبارز الملک نے وہ پیشقدمی کی کہ ناچار راجہ کے پیر ہٹے پیچھے ہٹ گیا مبارز الملک اُسی برگشتگی کو اچھا یاوری بخت سمجھا مصالحت کا خواہان ہوا اخیر روز کو چند چوبدار اور خدمتگار کے ہمراہ دستار سفید اور لباس سادہ پہنکر راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ سنکر متحیر ہوا آخر یہ حرکت اپنے موافق مرضی پاکر استقبال کو آیا دروازہ پہ ملاقات کی اور باحترام تمام لاکر مسند پر بٹھایا مبارز الملک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے تمہارے پُرانی دوستی ہے مہاراجہ اجیت سنگہ سے دستار بدلی تھی اور برادری متحقق تھی تمہین بجائے برادر زادہ اپنے کے ہم جانتے ہین اسقدر جنگ و آویزش بپاس ناموس و ننگ مردمی کے ہوئی کوئی عداوت نہین غرض تو کار بادشاہی کی سرانجام سے ہے ہی بندہ بہی اسی کام کو ادہر آیا تھا اب آپ کو مبارک ہو حالا اسقدر امیدوار ہون کہ کچہ اسباب سفر اور زاد راہ عنایت فرمایئے ابہی سنگہ ایسے کلمات سے شادان ہوا اپنے عملہ کو حکم دیا کہ جلد ساز و سرانجام کر دین مبارز الملک نے بعد از سر نو اوس تقریر کا اعادہ کیا اور سر نو ابہی سنگہ سے دستار بدلی ہو کر اوسکی دستار گہری سرخ [illegible] لباس اور سر اسکے [illegible] جلوس سے اوٹہا کر اپنے سر پر رکہی اور اپنی دستار سفید [illegible] اور راجہ کو راجہ دوستی کی مبارک دینے لگے بعد ازان اپنے لشکر کو رخصت ہوا جب سامان مطلوبہ ابہی سنگہ کے حضور سے عنایت ہوا دارالخلافت شاہجہان آباد کو عازم ہوا صمصام الدولہ کو جب یہ خبر ملی کہ بعد لڑائی کے مبارز الملک نے راجہ ابہی سنگہ سے خلاف مرضی اور فرمان شاہی کے ملاقات کی آزردہ ہو کر بادشاہ سے تحریک کی کہ سربلند خانکو معاف کر کے گرز برداران تعین کئے جاوین تاکہ جلد روانہ ہو کر جہان اوسکو پاوین اوسی جگہہ موقوف کرین جب اوسکا قصور معاف ہو گا اپنے گہر چلا جاویگا بعد از ان دو سو نفر گرزبردار بمقرری ہوئے ایک سو نفر گجرات کی راہ پر اور ایک سو نفر اکبرآباد کی راہ پر پہونچکر منتظر ہوئے جب وہ اکبرآباد پہونچا بموجب حکم حضور کے اوسکے سد راہ ہوئے مبارز الملک بضرورت اکبرآباد مین منتظر عفو تقصیر مقام کنان ہوا سپاہ ہمراہی جو اکثر نوکری سے برطرف ہوئے تھی طلب تنخواہ مین گستاخی کرتے تھے برہان الملک جو اندنون اکبرآباد کا صوبہ دار تھا اور پیشتر مبارز الملک کا نوکر رہا تھا ملتمس ہوا کہ اگر تنخواہ ملازمان قدیم کی میرے ذمہ فرمائی جائے احسن ہو گا یہ کلام سربلند خانکو گران ہوا فرمایا کہ فضل الہی سے ابہی یہ حال نہین ہوا کہ دوستون کا احسانمند ہون اور جو خزانہ کہ حرم سرا مین پوشیدہ رکہتا تھا اوس سے اشرفیان نکالکر سپاہ کی تنخواہ دی

آصفجاہ کا مرہٹون کو شہر کا تسخیر ہندوستان پر اور ورتنگی اس نقش کی

جب آصفجاہ نے قدردانی حضور کی دیکہہ لی مرہٹون کو ترغیب دینا شروع کیا اول باجی راؤ کو جو سپہ سالار راجہ ساہو کا تہا اور یہ راجہ سنبہا اور سیوا کی مشہور سرداران مرہٹہ کے اولاد مین تہا شہر کا یا کہ صوبہ مالوہ کو راجہ گردہر بہادر

ناگر سے اور گجرات کو نواب راجہ ابھی سنگھ راٹھور سے لوٹ مار کرنا چاہی باجی راو وغیرہ سرداران مرہٹہ نے لشکر گران بہم
راجہ گردہر بہادر اور راجہ ابھی سنگھ کے کشتون پر چڑہائی کی حدود دونون صوبون کے محالات کو لوٹنا شروع کیا
راجہ گردہر بہادر خالی شجاعت سے تھا لڑنے کو مستعد ہوا اور نظر قلت سپاہ ہمراہ تھی حضور شاہی سے استعانت
طلب کی پیا نسی کسی نے خبر نلی اور وہ بہادر ایسے زد و خورد مین مدد کی حسرت مین جان بحق ہوا کہ ایک شخص راجہ چہبیلہ رام کا قرابتی
دیا بہادر نام قوم گردہر سے تھا وہ گردہر مذکور کی جگہہ پر جانشین ہوا لیکن مرہٹون کے ہاتھ سے جانبری
نکر سکا اور حضور مین لکھا کرتا تھا کہ اپنی زندگانی مین مرہٹون کو ہندوستان پر یورش کرنا دشوار و محال ہے
بعد میرے ضرور انکا اثر ہند مین شایع ہوگا باوجود ایسے تحریرات کے کچھ فائدہ نہوا آخر الامر وہ بھی مارا گیا سنہ ۱۱۴۳ ہجری
مین محمد خان بنگش مالوہ کا صوبہ دار ہو کر اجین پہونچا لیکن مرہٹہ کے دست برد سے اوسکے پیر اوکھڑ گئے آخر
اوسکی تغیری پر صوبہ مذکور راجہ جے سنگھ سوائی کو ملا الابیاس مذہب باجی راو کے تقویت کرتا تھا اور جے سنگھ
کی سفارش سے مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کو عطا ہوئی انشاء اللہ اسکا ذکر کیا جاویگا صوبہ مالوہ بھی مرہٹون
کے قبضہ مین آیا اور [illegible] سنگھ کی [illegible] مرہٹون [illegible]
سلطنت کا [illegible] کہ اوسکی تعال ہے ایسے کام تہاون اور دلاوری سے آگے [illegible] دخل نہین گئی پیشہ
شیر [illegible] الجلیل
سے [illegible] افسوس کوئی تیر کارگر نہوئی جو تدبیر کرتا بر عکس [illegible] اور اسکے دولت کی
[illegible] القصہ [illegible] خان اور حسین علیخان یاد آتے ہین [illegible]
[illegible]

رعایا کی سرکشی شروع ہونا اور محمد خان بنگش کا عاجز ہونا مرہٹہ اور بندیلون سے صوبہ الہ آباد مین

جب افواج مرہٹہ نے صوبہ مالوہ اور گجرات پر تسلط پایا اور حضور سے کچھ تدارک نہوا انہین مشاہدہ سے دیگر سرداران مرہٹہ کو
ملک ستانی اور منازعت سلطانی کی ہوس ہوئی جی راو وغیرہ نے جو گجرات و مالوہ پر قابض تھے آہستہ آہستہ جبر گیری
تہ تک الہ آباد اور اکبر آباد کے قرب و جوار کے فوجداریون پر دخیل ہوئے روز بروز ترقی دولت ہونے لگی انہین
دنون مین محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش صوبہ دار الہ آباد کا تسخیر بندیلہ کو جہان کا راجہ چہتر سال دنگہا تھا
گیا اور جماعہ افاغنہ کی فوج لیکر جا پہونچا اکثر مقامات بندیل کہنڈ کے مسخر کئے اور اپنی اقامت اوس دیار مین
مناسب سمجھکر راجہ کی دار الحکومت مین مقیم ہوا راجہ مذکور اور دیگر لوگ جنکا ملک قبضہ بنگش مین آیا ملاحظہ
تضعیف سلطنت مرہٹون سے رجوع ہوئے [illegible] کلان [illegible] مرہٹون سے جو کہ ظاہرا صوبہ برار اور گردنواح آباد کی

توابع مین ملک بوندیل کھنڈ کے پشت پر واقع ہے یا کہ سرداران باجی راو سے جو اطراف اجین مین سے تھے
مستدعی ہوئے اور اونھون نے نقد اور نیز کسیقدر ملک دینے کا وعدہ کرکے اپنا مددگار بنا لیا محمد خان بنگش
نے اپنے غلبہ اور نیز اس فتح تازہ سے مغرور ہو کر بقدر ضرورت فوج رکھ لی باقی ماندہ کو جواب صاف دیا چونکہ اوس
ملک تازہ کی راہون سے آگاہی تھی راجہ مقہور مذکور مع فوج مرہٹہ غفلت کی حالت مین محمد خان بنگش کے
سر پر آ پہونچا محمد خان گھبرا کر لڑنیکو سوار ہوا چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ کی کثرت بیشمار تھی حضرت عاجز ہوئے جای امن
کی تلاش ہوئی دو تین روز کے بعد قلعہ جیت گڈھ مین پہونچکر مع فوج کے اندر قلعہ مذکور کے محصور ہوا راجہ نے
مع مرہٹہ ایسا سخت گھیرا کہ ہوا بھی قلعہ مین نہ جا سکتی تھی کسیقدر فوج بنگش کی زیادہ تھی آذوقہ نے جواب دیا
نایابی ماکولات سے وہ نوبت پہونچی کہ حرام حلال مین تمیز نہ رہی باہر آنے کی کوئی راہ نتھی غضنفر جنگ کی عیال
و اطفال جو فرخ آباد مین تھے درگاہ شاہی مین مدد کو التماس کرتے تھے مگر کون سنتا تھا آخر قایم جنگ اوسکے
لڑکے نے لاچار ہو کر اپنی قوم سے رجوع کی اور اوسکی والدہ نے بھی استخلاص شوہر کیواسطے عاجزی کی لاجرم پاس
ہم قومی افاغنہ کا مجمع ہوا اور جسقدر روپیہ غضنفر جنگ کے لینے سے سرانجام ہو سکا اوسی مین راضی ہو کر
قایم جنگ کو اپنا سردار بنایا اور جا پہونچی اور غضنفر جنگ کو دشمنون کے درمیان سے نکال کر قلعہ آلہ آباد مین پہونچایا
درحقیقت یہ بڑا کام تھا جو لڑکے نے باپ کی واسطے کیا الغرض امراے حضور نے قصور مغلوب ہونے کا بوندیلہ اور مرہٹہ سے
اوپر غضنفر جنگ کے ثابت کیا پس حضور نے غضنفر جنگ کو صوبہ داری آلہ آباد سے معزول کر دیا اور برہان الملک
کی عفو تقصیر فرمائی الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا یہ شخص خانہ زاد خان بہادر غالب جنگ اپنے بیٹے کو نایب صوبہ مقرر
کرکے خود اکثر حضوری مین رہا کرتا تھا لیکن شکستہ دلی سے دربار مین بہت کم جاتا انہین دنون مین حیدر قلیخان
آگ مین جلکر جان بجان آفرین ہوا اور روز چہارشنبہ ۱۸ جمادی الاولے ۱۱۴۸ سنہ ہجری کو چار پانچ گھڑی دن نکلے محمد یار خان جو
عہد عالمگیر سے شاہجہان آباد کا صوبہ دار رہا تھا رہگراے ملک عدم ہوا جمعہ کے روز میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر
صمصام الدولہ کو سپرد ہوئی اس سال کی چوتھی شوال کو برہان الملک کے توپخانہ مین آگ لگی منارہ فیروز شاہی کو
مع نصف حصہ عمارت پایین اوسکے گرا دیا اسی وقت مین نجم الدین علیخان نے دنیا سے کوچ کیا اسکے مرنے سے اجمیر کی
صوبہ داری بھی علاوہ میر آتشی کے مظفر خانکو عطا ہوئی منگل کی روز دسوین جمادی الاخری ۱۱۴۹ سنہ ہجری کو بادشاہ
ضعیف سا بیمار ہو کر صحیح و تندرست ہوا ساتوین شعبان روز سہ شنبہ مذکور کو راجہ ابھی سنگھ ولد راجہ اجیت سنگھ
جو گجرات سے حضور مین آیا تھا مرہٹون نے شورش اپنی وطن مین سنکر جو حدود گجرات مین واقع تھا روانہ ہو کر جودھپور
میرتھہ اپنے دار الحکومت کو پہونچا اور اسی مہینے کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو پنجابی چونہ فروش وغیرہ اہل اسلام جمع
ہو کر دعوے یہ تھا کہ اونکی جماعت مین سے ایک شخص حاجی کو کسی ہندو نے ہنگامہ ہولی مین خانہ جنگی کرکے مار ڈالا ہے

استغاثہ کو اوسکی لاش بہی کہائے روز تک دفن نہوئی خدا معلوم کیا سبب ہوا سستی ایمان یا کسی کی طرفداری ہوئی جو کسی نے
اونکا ایک اور داد نہ پایا اونہون نے ہجوم کرکے مانع نماز جمعہ ہوئے قاضی کو بہی خفت دی دوسری جمعہ کو بہی وہی حال
ہوا اسلئے قمر الدین خان وزیر اور روشن الدولہ نماز جمعہ کو مع اپنی جمعیت کے سوار ہوئے مستغیثان دلسوختہ نے فریاد
مچائی اور ایسی جسارت کی کہ روشن الدولہ مع اپنے رفیقون کے جماعت مین شامل ہوگیا فریادیون دلسوختہ نے اوس لعین
ملاست بہت کی اور بیجا وقاحت دین دکہلائی امرائے مذکورہ کو کچہ خیال نہوا یہانتک کہ مستغیثان مذکور نے روشن الدولہ
اور ہمراہیون اوسکی کو زیر پاپوش کاری وکلوخ اندازی رکہہ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے اندک پائے استقامت
بیچ یا اور بیان بے وسعت کرکے اوسکے تخفیف سے ہوائیون کی ہمت کی کسیقدر زیادہ افزون ہوئی اندکی ہیبت و وہم اور
اندکی تالیف اور تسلی فرمائی بلوہ کی آتش مشتعل بجہائی لیکن اس ہنگامہ مین اکثرون کی عزت خاک مین ملگئی اس سال
مین شوال کے آخر سے تمام ذیقعد تک ہوا متعفن ہوگئی سکان شاہجہان آباد تپ کے عارضہ سے کانپ اوٹھے
ایسی حالت ہوئی کہ بازار دوکان خالی تختہ بند ہوگئین رونق شہر کی جاتی رہی لوگ کہتے تہے کہ کبہی ایسی گرم بازاری اس
بیماری کی نہین ہوئی تہی کہتے ہین کہ شروع اس عارضہ کا پٹنہ الہ آباد و اکبر آباد سے ہوا آخر کار دہلی اور شاہجہان آباد
سے پانی پت اور سرہند اور لاہور مین جا پہونچے الحمد للہ کہ آغاز بد کا انجام بانجیر ہوا ہر ایک نے شفا پائی مگر کسیقدر جنکی اجل
موعود مین کچہ عرصہ نرہا تہا جانفشان ہوئے سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین واقع ماہ رجب پنجشنبہ او جمعہ اور سنیچر اور اتوار کی راتون
کو جاڑے کی وہ شدت ہوئی کہ شاہجہان آباد اور دہلی کہنہ مین جسجگہ گہڑے وغیرہ مین پانی رکہا تہا برف کیصورت
یخ بستہ ہوا اور آسمان سے بہی کوٹہون او مکانون پر برف گری

پادشاہ کی عزیمت اغر آباد اور ہر دتہہ کیطرف بطریق سیر وشکار اور وہان تو دریائی دمبن کیا ہونا مرہٹہ کی تنبیہ کو

روز سہ شنبہ پانچوین رجب سنہ ۱۱۴۵ ہجری کو وقت طلوع آفتاب محمد شاہ بادشاہ بطالع سعد بی قلعہ دار الخلافت شاہجہان آباد
سے سیر وشکار کے لیئے طرف اغر آباد و ہر دتہہ کے کوچ فرمایا ہوا ایک مہینہ کے قریب بیچ سون پت اور ہر دتہہ کی سیر
اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ وغیرہ امرا کی شکار مین مشغول ہا بعد ازان باغ تالکٹورہ مین مقیم ہوکر
چند روز سیر وشکار مین گذارے اور دریائے جمن کے پار ہوکر فرح بخش مین بارہ روز قیام فرمایا مرہٹونکی شورش اکبر آباد کی گرد
ونواح تک کوشمال کی ارادہ سے ایکدو منزل کوچ کرکے بکنار دریائے جمنا قریب سرائے بہنکیل مین خیمہ کیا سات آٹہہ مقام
ہوئے جب دس گروہ کی نکلجانے کی خبر ملی جلد دو منزل سے تلپت کے نزدیک فرید آباد آکر شوال کے مہینے مین اوسی الکو داخل دار الخلافۃ ہوا

صمصام الدولہ مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ پر جانا

۱۶ رمضان سنہ ۱۱۴۶ ہجری روز یکشنبہ کو ساڑہے تین گہڑی دن نکلے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ نے خلعت پایا
اور تنبیہ مرہٹہ کیلئے رخصت ہوا اوسیوقت بارہ پلہ کی نزدیک جو شہر اس کی باغچین بدون گہر آنے کی اقامت کی بدین سبب کہ مرہٹہ نے

صوبہ گجرات و مالوہ کو جو تدارک ضروری عمل مین نہ آیا تھا اور لوٹ مار کو دست ہوس اونکا دراز ہو رہا تھا آہستہ آہستہ قدم بڑہانا شروع کیا اور گزرتی ایک زمانہ ماہ و سال کے اونہون نے رفتہ رفتہ سہل مدت مین اکیدو محال لیتے ہوے حصار گوالیار تک جو نہایت قرب و جوار اکبرآباد مین واقع ہے آپہونچے اور متصرف ہو کر دم استقلال مار رہے تھے آصفجاہ کی مرضی اون کی اغوا پر ساعی ہو کر آتش عناد و فساد خوب بہڑکا دی مرہٹہ تو و لیکن یہ ہی ارادہ رکہتے تھے آصفجاہ کی تحریک سے خاطر خواہ بہانہ ہاتھہ لگا زیادہ تر قدم بڑہاے جاگیرات امیر الامرا او محالات خالصہ کی لوٹ مار مین بہی جرات کی جب گوالیار سے بہی گذر کر اجمیر و اکبرآباد کے متعلقات مین بہی قدم زن ہوئے امیر الامرا نے لاعلاج و لاچار ہو کر اپنے بہائی مظفرخان کو جو گہر مین تنہا شجاعت کا دم بہر رہا تھا جنگ مرہٹہ پر مقرر کرا کر حضور سے اجازت دلوائی اور نیز دیگر امرای بادشاہی اور بعض اپنے ہمراہی رسالون کے اوسکے ساتھہ کر دئے سپہ سالار مذکور مع فوج بیشمار اور اسباب شایستہ پیکار کے بعزم رزم مرہٹہ سوار ہوا مرہٹہ لوگ جنکا ضابطہ جنگ چپاولی اور قزاولی کے طور پر ہے اثنای راہ مین کسی جگہہ اوس سے بہڑی مظفرخان ... مرہٹہ لے چند مہینے تک عین میدان مین اوسے محصور کیا رسد کی راہ بند کر دی اور لڑائی پر موقوف آمادہ رہے مظفرخان اپنی خودداری مین رہکر حکم شاہی اور ایمای برادر کا انتظار کرتا تھا جب حکم معاودت کا صادر ہوا شتابی کر کے بادشاہ کی ملازمت مین آیا بیسوین محرم ۱۱۴۷ ہجری روز سہ شنبہ کو مشرف ملازمت ہو کر لشکر جواہر سے مشرف ہوا شاہجہان آباد پہونچکر صدقات و نذر حسب مقدور اتیار ہوئے اور ہواخواہون نے اسکی سلامتی حال پر شکر گذاری کی اکثر اوقات مصاحبان خردمند کی زبان پر یہ مصرعہ جاری ہوا ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند اسی سال مین شاہزادہ عالی تبار ولد محمد اعظم شاہ مرحوم نے وفات پائی مقبرہ والدہ اپنی مین کہ پایوری مین واقع تھا دفن ہوا اور نیز اول یکشنبہ کی روز ۲۴ جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور اعتماد الدولہ قمرالدین خان نے مرہٹہ کی سزا کو رخصت پائی دونون بہادرون نے کوشش مردانہ کر کے مظفرخان کی مانند معاودت فرمائی اور غنیم لیئم نے روز شنبہ ۱۶ شوال سنہ مذکور قصبہ سانبہر مین جو کہ شاہجہان آباد سے سو کوس پر ہے و انکا مال ... اوسیوقت وہان کا فوجدار ... بہت ... مال و اسباب مرہٹہ کو دیکہا مال جانی مرہٹہ نے اوسپر التفات نکر کے جیسا چاہا غارت کیا فوجدار مذکور کو صرف اوسی لباس سے جو پہنے ہوئے تہا چہوڑ دیا اور اوسی قصبہ کی قاضی نے براہ جہالت عیال و اطفال اپنی کو مار کر کہ اصطلاح ہند مین جوہر کہتے ہین مرہٹہ سے گرم پیکار ہوا اور زخمی ہو کر دروازہ لیں لیکن حق تو یہ ہے کہ مردی کا حق ادا کر گیا ربیع الثانی ۱۱۴۷ ہجری کو آخر روز چہارشنبہ سے پنجشنبہ تک ایسی سخت بارش ہوئی کہ جسکی تصادم سے عمارت ... روشن آرا بیگم ... کی وہ کثرت تہی کہ ... اندر پانی قد آدم بہر اتہا اور اکبرآباد سے خبر آئی پنجشنبہ ... آیا بجلی وہان ایسی گری

اثر جیکاپور کوڑہ کی گردن کشی اور جانثار خان کا مارا جانا اور برہان الملک سے انتقام پانا

اسی حالات مین مسمی اثرو زمیندار جیکاپور کوڑہ نے بمقتضای وادید حال سلطنت سے سر اوٹہایا اور اپنے حاکم جانثار خان کو رولا

عدم کیا اور اوسکا مال و اسباب بلکہ اونکی عیال پر قابض ہو گیا اعتماد الدولہ نے یہ خبر پاکر عظیم اللہ خان کو بنا بر تنبیہ بھیجا زمیندار مذکور نے اسکی آمد سنکر دشوار گذار جنگلون کی راہ لی مکان خالی کر گیا عظیم اللہ خان بحیثیت ذی اوسکا گوشمال سہل سمجھکر خود چکلہ مذکور مین قیام کیا بعدہ خواجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو چکلہ مذکور کی حکومت دی اور اوس مفرور کی سزا کو فراموش کرکے خود شاہجہان آباد واپس آیا ارارڈ مفرور ہو کر بعد عظیم اللہ خانکی معاودت کے آپہونچا اور خواجم بیگ خان وغیرہ کو جان سے مار ڈالا اعتماد الدولہ وزیر نے خرابی سے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے اس معاملہ کو رجوع کیا اور مبالغہ سے تاکید لکھی کہ پاس آبروی مغلیہ و اسلام کی جسطور کہ چاہیے کرے برہان الملک نہایت شجاع اور نشہ مردانگی سے مخمور تھا سنہ ۱۱۴۸ ہجری مین عازم حضور ہو کر شاہجہان آباد آتا تھا اثنای راہ سے غرہ دوم جمادی الاخری مین بھگونت ارارڈ کے سر پر پہونچا زمیندار نابکار نے چاہا کہ فریب سے اسکو اپنی طرف کرلے مگر یہان فریب نچلا تب وہ آمادہ رزم ہوا اسیوقت برہان الملک راہ سے پہونچکر داخل خیمہ ہوا اتفاقاً جامہ رنگ سبز پہنے تھا جاسوسون نے زمیندار کو خبر دی کہ آج برہان الملک لباس سبز سے خیمہ مین پہونچا ہے داڑہی سفید رکھتا ہے ارارڈ اوس خبر کے سنتے ہی کمینگاہ سے نکل مع فوج ظاہر ہوا برہان الملک فی الفور جہٹ پٹ ہاتھی پر سوار ہو کر اپنی فوج کا حکم دیا بعض ملازمان رکاب جہٹ طیار ہو گئے غرض جسطرح ہوا اسیقدر لشکر ہمراہی آراستہ ہوا اوسوقت برہان الملک گندہ سفید لباس پہنے ہوئے تھا اور ابو تراب خان تورانی جو اسکے عمدہ سردارون مین تھا اتفاقاً اوس روز لباس سبز پہنے اور ریش سفید رکھتا تھا ارارڈ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کرکے اسکے فیل پر متوجہ ہوا اور مع ہمراہیان جان باز کے مثال برق آپہونچا اور فیل سواری کے پایون اکر گھوڑی کو کودا کر برچھی اس زور سے ماری کہ اوسکی سنان ابو تراب خان کی پشت سے نکل گئی اکثر برہان الملک کی ہمراہی اوسکی دبدبہ آمد سے روبفرار ہوئی برہان الملک چند نفر سے بمقتضای شجاعت اپنے روبرو ٹہرا رہا تیر و کمان کی مین مین ارارڈ کو گھیر لیا اور رفقای جان نثار نے تیغ و تیر کی افشانی دکھلائی درجن سنگہ جو ارارڈ کا رفیق تھا اور پہر برہان الملک سے موافق ہو گیا تھا برہان الملک کو بتلا دیا کہ یہ ارارڈ ہے اور گھوڑے کو دوڑا کر اوسکے مقابل جا پہونچا تیار ہونے لگا شجاعت کی نوک جھوک دکھانے لگی اور ارارڈ کی جانبری ... برہان الملک کے تیر سے ... براہ جہنم واصل ہوا برہان الملک نے سجدہ شکر ایزدی ادا کیا ارارڈ کا سر کاٹ کر بادشاہ کے نذر کو اور اوسکا پوست نکلوا گہاس سے پر کرکے قمر الدین خان کے لیے روانہ فرمایا اور چند روز کے بعد سرداری لشکر کی صفدر جنگ بہادر کو دیکر خود دار الخلافت کو آیا چہارشنبہ ۷ رجب سنہ مذکور کو شرفیاب حضوری ہوا ایکہزار اشرفی اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دی اور خلعت و سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل سے سرفرازی پائی روز یکشنبہ ۶ شوال سنہ مذکور کو حسب التماس ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کے جو کہ داماد و خواہرزادہ برہان الملک کا تھا اور شیخ عبداللہ وغیرہ اور سرداران لشکر کے رخصت ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ مرہٹہ کے آنے کی خبر جسے ارارڈ کا اپنی مدد مین لایا تھا گرم ہو گئی تھی اسی سنہ مین تاریخ ۲۶ ذیقعدہ کو بادشاہ نے یادگار خان کشمیری کو جو چرب زبان اور امیر الامرا صمصام الدولہ کے رفقا مین تھا

راجہ جے سنگھ سوائی اور باجی راو سپہ سالار مرہٹہ کے پاس جو کہ راجہ ساہو کیطرف سے تسخیر ہندوستان پر مامور تھا مع اسناد صوبہ داری صوبہ مالوہ اور گجرات کے مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ جلد جاکر تالیف قلوب اور مطیع شاہی کرے اور اس سال مین واقعہ شب پنجشنبہ ۱۴ ذی الحجہ کو پہر رات گذرے روشن الدولہ ظفر خان بہادر نے رحلت کی یہ شخص فیاض و صفات حمیدہ رکھتا تھا و رشتہ ارادت شاہ بھیک نام فقیر سے بہم پہونچائی تھی چنانچہ رضا جوئی مرشد مین تا دم زیست رہا

کسیقدر ذکر فخر الدولہ برادر روشن الدولہ کا کیا جاتا ہی

نصرت یار خان کے بعد فقیر کو معلوم نہین کہ کون کون عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ دار ہوا اسقدر معلوم ہے کہ اغلب ۱۱۴۰ ہجری مین یا کچھ کم و بیش ہو فخر الدولہ برادر حقیقی روشن الدولہ کا صوبہ دار عظیم آباد ہوا پانچ چہ برس تک صوبہ داری مین مشغول رہا مگر چونکہ شخص محض بیہودہ و احمق تھا اور نہایت زود رنج اور اعمال اسکے بھی ساتھہ بیوقوفی و کمینگی کے ملے ہوئے جو شیخ عبد اللہ جو ایک متمول صوبہ کا مدار المہام اور مرجع انام رہا اور وہان کی صوبہ دار اسکو نایب بھی کیا کرتے تھے اور اکثر زمیندار وغیرہ اوسکے مطیع تھے ایک سہل سی بات مین کاوش ہو گئی ایذا رسانی کے درپے ہوا ناچار اپنے مکان واقع عظیم آباد سے گنگا پار ہو کر قلعہ سوانچ مین جو اوسکا بنوایا ہوا اور وہین پر چند گانون زر خرید تھے جا کر آزردہ بیٹھا فخر الدولہ نے اوس سے ہاتھہ نہ اوٹھایا پیچھے سے خود بھی پار ہو کر شیخ مذکور کو قلعہ مین محصور کیا اور درپے تخریب عزت و آبرو ہوا اوسنے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے توسل ڈھونڈھا اور بعد طلب برہان الملک کو مردانہ نکل پڑا اور برہان الملک کے صوبہ کے حدود مین جا پہونچا اور فخر الدولہ کی آسیب رسانی سے محفوظ ہو کر برہان الملک کے حضور مین آیا عزت شایستہ حاصل ہوئی اور فخر الدولہ نامراد واپس ہوا چند روز کے بعد خواجہ معتصم برادر امیر الامرا سے ظاہر جو لباس فقرا اور مشایخ ہند کے مشغلہ مین باشان و شوکت بسر کرتا تھا حرکات ناشایستہ کیے اسکو آزردہ خاطر کیا خواجہ مذکور بدرجہ نہایت آزردہ ہو کر روانہ شاہجہان آباد ہوا اور بروقت ملاقات اپنے بھائی صمصام الدولہ سے احوال فخر الدولہ کا بیان کیا صمصام الدولہ بمجرد استماع برہم ہو گیا فخر الدولہ کو تغیر کر دیا اور عظیم آباد کی صوبہ داری متعلق صوبہ بنگالہ کر کے سند صوبہ مذکور کی موتمن الملک شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان بہادر اسد جنگ داماد جعفر خان کی نام جو اپنے سسر کی جگہہ پر بنگالہ کا صوبہ دار تھا بھیجی اور فخر الدولہ تغیر ہو کر شاہجہان آباد کو چلا

ذکر احوال پر اختلال شجاع الدولہ داماد جعفر خان ناظم بنگالہ

پوشیدہ نرہے کہ شجاع الدولہ کی اصل برہانپور صوبہ دکن سے ہے اور نسب اوسکا قوم افشار کیطرف پہونچتا ہے جو خراسانی ترکون مین سے جب اورنگ زیب صوبہ دکن مین تھا جعفر خان دیوان صوبہ بنگالہ کی دامادی مین جو آخر وقت مین اوسجگہہ کی نظامت رکھتا تھا ہمراہ تھا چونکہ جعفر خان کا اعتماد بڑہا اسکا بھی مرتبہ درجہ ترقی پر آیا تا آنکہ جعفر خان صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ کی دیوانی اور نظامت پر سرفراز ہوا شجاع الدولہ اوسوقت مین صوبہ دار اوڑیسہ اور وہان کے انتظام مین مصروف تھا اسکا سبب یہ تھا کہ سسر داماد کی باہم صحبت برار نہ تھی اکثر جدائی مین راضی تھا شجاع الدولہ نہایت جود اور

معدلت اور اخلاق حمیدہ وغیرہ صفات پسندیدہ سے موصوف تھا و جعفر خان برخلاف اوصاف اسکی تمنا شجاع الدولہ
کی بی بی زیب النسا بیگم مع اپنے لڑکے علاء الدولہ سرفراز خان بہادر حیدر جنگ کے باوجودیکہ شایستہ اور حمیدہ اطوار
تھی براہ اطاعت پدر رہا اس وجہ سے کہ شجاع الدولہ کو دیگر عورات سے بہی رغبت تھی اپنے باپ کے گھر مین رہا
کرتی تھی شہر مرشدآباد مین جو جعفر خان کا بسایا ہوا ہے اور سابق مین اسکا نام مرشد قلیخان تھا مقیم تھی چونکہ
محمد علی وردیخان بہادر مہابت جنگ کی مان بہی قوم افشار اور شجاع الدولہ کی قرابتی تھی اور مہابت جنگ
مع اپنے باپ مرزا محمد اور اوسکے بہائی حاجی احمد کے اعظم شاہ مغفور کی رفاقت مین تھا بعد قتل آقا خانہ نشینی
کی بدولت افلاس مین اسیر ہوا عہد محمد شاہ کے اوائل مین اول مہابت جنگ کا باپ شجاع الدولہ کے
پاس آیا اوسنے مرزا محمد کا آنا غنیمت جانا سلوک شایستہ سے پیش آکر اپنا رفیق بنایا اس خبر سے مہابت جنگ
مرزا محمد علی بہی بنگالہ اور اوڑیسہ کا عازم ہوا نہایت صعوبت مفلسی سے شجاع الدولہ کی خدمت مین گیا یہ شخص
نہایت ہوشیار مزاج شناس آداب دان شجاع دلاور تھا شجاع الدولہ نے اسکا پہونچنا مددگاری اقبال سے
سمجھا رفاقت مین رکھا اب روز بروز زیادتی پائی اور ترقی پاتا ہوا مدارج علیا پر پہونچا جب شجاع الدولہ اور مرزا محمد علی کی
ہمدگر کمال درجہ کے اتحاد ہوے اپنے بہائی حاجی احمد کو مع متعلقان و عیال و اطفال کے بلا لیا دونون بالہم
شجاع الدولہ کے ترقی دولت مین مصروف ہوئے بندوبست صوبہ اوڑیسہ کا نہایت [illegible] ہو کے کیا [illegible]
جو جوہر شجاعت اور کاردانی سے نہایت آگاہ تھا اپنے باپ اور بہائی اور دیگر رفقاے شجاع الدولہ سے زیادہ
نام آور ہوا شجاع الدولہ نے اسکے لائق منصب اور خطاب محمد علی وردیخان حضور سے طلب کیا چونکہ جعفر خان
شجاع الدولہ سے کسیقدر سرگردان تھا چاہا کہ علاء الدولہ کو جو اوسکا پوتہ تھا بعد اپنے نظامت اور دیوانی صوبہ
بنگالہ کی بہی اس مقدمہ مین اپنے وکلا کو تحریک کی اور شجاع الدولہ اس مدعا سے ماہر ہوکر محمد علی وردیخان
اور حاجی احمد سے مصلح ہوا اونہون نے تدبیر مناسب وقت تجویز کرکے اپنی تجویز سے چند نفر زبان آور ہوشیار
حضور کی وکالت مین بہیجے اور عرائض کے مسودے واسطے بادشاہ اور امیر الامرا کے بانداز عجیب و لطافت غریب
تحریر فرمائے اوسمین یہ استدعا کی کہ سند صوبہ بنگالہ و اوڑیسہ مع دیوانی وغیرہ کے بنام شجاع الدولہ کی عنایت
ہو اور مردم معتمد و سپاہ رفقاے دیرینہ شجاع الدولہ کو ظاہر مین ہر طرف کراکر رخصت کیا کہ مرشدآباد جاکر
متفرق دار الامارہ کے نزدیک منتظر خبر ورود شجاع الدولہ کے رہین چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اور یہ
اندیشہ تھا کہ کٹک سے مرشدآباد کا انسداد راہ ہو جائیگا اپنے اور سپاہ کے سواری کے واسطے کشتیان مہیا کرکے
بہت سے ملاح بہی ملازم رکہے تاکہ جسوقت جعفر خان کی نہضت کی خبر دریافت ہو فوراً روانہ مرشدآباد
ہو جاوین اور نیز ایک پوشیدہ ڈاک شاہجہان آباد تک بٹہائی تھی تاکہ جسوقت اسناد صوبہ داری صادر ہو

فوراً خبر پہونچی اور تیز روز مرہ خطہ خلد بنیاد شاہجہان آباد کو پہونچا کرین جب یقین ہوا کہ دوچار روز جعفر خان اور بہی دنیا کا مہمان ہے شجاع الدولہ سرعلی وردیخان وغیرہ رفقا کے بقدر مناسب بعض جگہہ خشکی اور بعض جگہہ کشتیون سے طے کر مرشد آباد کو چلا اور اپنے لڑکے محمد تقی خان کو جو کسی دوسری عورت کے شکم سے سوائے زیب النسا کی تہا نایب مقرر کیا راستے مین جعفر خان کے انتقال کی خبر پایا جب چہہ منزل اور بڑا صوبہ داری کی سندین بہی وصول ہوئین بعد ازان فرمان حضور بادشاہ کا پہونچا تہا اوسکا نام مبارک منزل رکہا اور رات دن یلغار کرکے نہایت شتابی سے جعفر خان کے دار الامارت مین پہونچا چہل ستون دیوان عام ساختہ جعفر خان مین مع اپنے رفقا کے نزول اجلال فرمایا بمجرد پہونچنے کے اپنے آدمی بہیجکر عملہ و قلعہ لگار و سوانح نگار وغیرہ کو بلایا بعد حاضری مسند امارت پر جلوس فرما کر حکم دیا کہ فرمانین اسناد پڑہین اور شادیانہ دولت خداداد بجانا نذرین لینا شروع کین اوسکا لڑکا علاء الدولہ سرفراز خان جو کہ بحضور بادشاہ نادان اور اپنے زعم مین ولی عہد اور جانشین جعفر خان کا تہا اور خاطر جمع رکہتا تہا کہ اوسکے مال کی تصرف نہین ہے اوسوقت خواب غفلت سے چونکا جبکہ باپ کے نقارہ دولت کی دہون دہون کان مین سمائی چونکہ دار الحکومت سے ایک دو کوس کا فاصلہ تہا بعد وصول خبر متحیر ہو کر عملہ فوج سے مشورہ طلب کیا اکثر امراہیون نے ایکدل ہو کر عرض کیا کہ جب فرمان شاہی اور خزائن دفائن جعفر خان کے تمہارے باپ کے پاس اور قبضہ مین آگئے بجز اطاعت کے مفر نظر نہین آتا لاچار طوعاً و کرہاً تنہا سوار ہوا اور بعد شرف یابی ملازمت پدر نذر مبارکباد پیش کی شجاع الدولہ نے مالی ملکی مہمات ذمہ سے لیے بعد ازان حسب صلاح محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رای میان عالم چند جو اونکا دیوان قدیم تہا اور فی الحقیقت فرقہ ہنود مین لیاقت دار اور عمدہ دانشمند تہا وزیر دیگر دستگاہان مانند جگت سیٹہہ فتح چند جسکی دولت اور ساہوکاری گردون سے بڑہ گئی تہی اور اپنے زمانہ مین بے نظیر تہا سرکار و بار کی بنیاد ڈالی انکے سوا کسی پر اعتماد نہ تہا تا بامکان ہر امر کے تفتیش خود ہی کرتا تہا حق و انصاف کو خوب ہی پہونچا تہا حق حقدار کو ملتا تہا جعفر خان کے عہد مین جمیع زمیندار اور مالگذار صوبہ بنگالہ کے قید ہوا کرتے تہے جو جو اذیت بیرحمی ہوتی تہی افسوس آتا ہے کہ اوسکی بدگوئی سے زبان قلم پریشان تقریر ہو بموجب بیت بنا ایسے بری طور پر یاد ہرین کہ پس ماندگان اوسپہ تفرین کرین ؛ الغرض شجاع الدولہ نے زمیندار وغیرہ قیدیونکو طلب کر کے جنکی بہرمتی تہی رہائی دی اور دوسرے دن کو بلا کر کہا کہ اگر تم لوگ رہائی پاؤ ادائے مال سرکار اور اطاعت و فرمانبرداری مین پیش آؤ گے یا نہین اونہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی عمر دولت کی افزایش کرے ہم لوگ رہائی پاکر اس وقت سے ہزار چند زیادہ زیر اطاعت رہینگے اور اس قول و قرار پر سوگند بہ یاد کین اور نیک نشان زمیندار جگت سیٹہہ کے وساطت پر چہوڑ کر شجاع الدولہ نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ سے بقدر لیاقت سرفراز کر کے رخصت کیا اس عدالت نوشیروانی سے بنگالہ جسکا نام جنۃ البلاد تہا اوسکے عہد مین اسم بامسمی تہا بندگان خدا اسکے عہد خداوندی مین دست بدعا رہے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ مقرر کیا اور محمد تقی خان پسر دوم کو اوڈیسہ کی صوبہ داری

پر چہوڑا اور جہانگیر نگر ڈہاکہ پر مرشد قلیخان بنا اور رستم جنگ اپنے داماد کو مقرر کیا اور رنگامہور کی فوجداری سید احمد خان اپنے بہتیجے کو جو مہابت جنگ پسر حاجی احمد تہا دی اور زین الدین احمد خان چہوٹے بہتیجے کو اکبر نگر راج محل کی فوجداری اور بخشیگری فوج کی نوازش محمد خان بہتیجے اور داماد کلان مہابت جنگ کو تفویض کی اور کل امور ملکی و مالی مین محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رایرایان عالمچند او جگت سیٹھ فتح چند صاحب مشورہ شجاع الدولہ کے مقرر ہوئے تا انکہ قمر الدولہ تغیر ہوا صوبہ عظیم آباد بہی ضمیمہ صوبہ بنگالہ ہوگیا اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے اوسکی سند شجاع الدو کے نام صادر فرمائی

صوبہ بنگالہ مین عظیم آباد کا ملنا اور اوسکی نظامت مہابت جنگ کے نام ہونا اور شروع دولت اقبال

شجاع الدولہ نے نائب عظیم آباد کے تجویز مین دو تنخواہون سے مشورہ طلب کیا چند نفر کا گذر ہوا شجاع الدولہ نے کسیکو لائق نہ دیکہا چاہا کہ اپنے دونون لڑکون مین سے کسیکو وہانکی نیابت پر مقرر کرے مگر سرفراز خان کی مان زوجہ شجاع الدولہ نے جدائی گوارا نکی اور میر محمد تقی کی مہاجرت بہی جسکو یگانہ سمجھے تھے روادار نہوئی آخر الامر شجاع الدولہ کی رائے یہ ہوئی کہ اوس ملک زور طلب کو صوبہ اودہ اور الہ اباد اور برار اور اورنگ اباد سے ملحق کرے اوسکا سوال جواب اور اوسکا بندوبست کرنا بہتر محمد علی وردیخان کے دوسرے سے ممکن نہین اور دو تنخواہان بیغرض نے بہی اس رائے کی تصدیق کی شجاع الدولہ نے نیابت صوبہ عظیم آباد کی مع اضافہ منصب پنجہزاری اور خطاب مہابت جنگی اور بہادری اور عطاے پالکی جہالردار اور علم و نقارہ کے محمد علی وردیخان کے واسطے تجویز کیا اور اپنے وکیل کے معرفت حضور مین التماس کیا کہ بتدریج عنایت ہوا اور امیر الامرا کو بہی لکہا شجاع الدولہ نے اظہار احسان کیواسطے خان مذکور کو حرم سرا مین بلا کر عظیم آباد کی صوبہ داری کا خلعت اپنی طرف سے دیا اور اپنی فوج ملازم سے کسیقدر ہمراہ کردیا چند روز قبل اس عروج کے جب مہابت جنگ کی لڑکی سے جو زین الدین احمد خان کو بیاہی تہی ایک لڑکا پیدا ہوا مرزا محمد نام چونکہ مہابت جنگ لاولد تہا اس لڑکے کو اپنی ولدیت مین قبول کرکے پرورش کرتا تہا اب کہ اس دولت کو پہونچا اوسکا یمن قدم سمجہکر زیادہ تر محبت کرنے لگا اور اپنے دونون دامادون کو مع دیگر بعض اقربا کے ہمراہ لیکر مرشد آباد سے عظیم آباد آیا ایکسال کے بعد شجاع الدولہ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا بعدہ اپنے صوبہ کو چلا گیا انہین دنون مین سپاہ منصب پنجہزاری مع پالکی جہالردار و نقارہ و علم وغیرہ کے جسکے درخواست شجاع الدولہ نے کی تہی حضور شاہی سے مہابت جنگ خان کو پہونچی چونکہ مہابت جنگ مرد ہوشیار تجربہ کار تہا شروع نظام کرکے آراستگی فوج اور تالیف قلوب رعایا اور سپاہ اور تادیب مفسدین متمردین مین مشغول ہوا تہوڑے سے زمانے مین عمدہ سامان سروری پیدا کر لیا جسکی طرف سے ذرا بہی تمرد پایا فوراً تادیب کرنا شروع کی عبد الکریم خان

نامے افغان روہیلہ جنکے پاس ڈیڑہ ہزار ہم قوم رفیق تھے اور اپنے برابر دوسرے کو شجاع و دلیر نجانتا تھا اور درحقیقت ایسا ہی تھا مہابت جنگ چاہتا تھا کہ یہ شخص اسکا رفیق اور مطیع رہے مگر اوسکو اپنے غرور مین دوسرے کی اطاعت سے کچھ غرض نہ تھی خود سری پر آمادہ ہوا مہابت جنگ نے دیکھا کہ اسکے ساتھ طرح دینا درحقیقت مایہ فساد کی افزائیش کرنا ہے صلاح یہ ہے کہ اسکی سزا کیجاوے تا دیگر گردن کشون کی ہمت شکست ہو اکثر از بعض ہمراہیون مانند والد راقم اور چند کس دیگر سے مشورہ کیا کہ جب وہ ستمگر دکل صبح کو آئے تقصیرات سرکشی و گردنکشی بیمنہ کرکے سرکاٹ لو چونکہ وہ مغرور دس آدمی سے مجرے کو حاضر ہوتا تھا اور بیرون دروازہ سو دو سو اوسکے ہمراہی کھڑے رہتے تھے اور خود بھی نہایت شجاع و بیباک تھا ہر شخص کا جیبہ تھا کہ اوسکا سامنا کرے لہذا دو تین آدمی جو اس کام کے لائق نظر آئے مامور ہوئے جیسے ہوتے حسب الحکم تعمیل ہوئی اور رعب مہابت جنگکا جیسا چاہیے نوکرون کے دلمین جانشین ہوا دیگر زمینداران صوبہ جو کہ مغرور اور مفسد تھے اور بعض سے کسیقدر گستاخی بھی ظاہر ہوئی سزاے لائق کو پہونچے اور چند کس جنکی پیشانی حال سے آثار دولتخواہی پائے ممنون احسان الطاف بے پایان ہوئے یہ شخص شجاع الدولہ کو راضی اور خوشنود رکھکر اپنے استحکام دولت مین مصروف تہا اب پہر احوال دار الخلافت کا لکھا جاتا ہے باقی احوال مہابت جنگ کا دوسرے مقام پر ذکر ہوگا انشاء اللہ

ذکر تقرری امیر الامرا صمصام الدولہ اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجی راو مرہٹہ کی تنبیہ

پیشتر لکھا گیا ہے کہ محمد شاہ یادگار خان کشمیری سوالجواب کیواسطے راجہ جے سنگہ سوائی کی وساطت سے مرہٹہ کے پاس بہیجے گئے اور صوبہ داری مالوہ اور گجرات کی بہی مرہٹہ کو دی گئی تہی جب مرہٹون نے پند و نصیحت شاہی نسنی اور سرکشی سے باز نہ آئے منتصف ذیقعدہ ۱۱۴۹ ہجری روز یکشنبہ کو گیارہ گہڑی روز گذرنے پر امیر الامرا صمصام الدولہ نے تنبیہ غنیم کو رخصت پائی اور ایک بالا بند مرحمت ہوا امیر الامرا نے اپنے گہر کو جانے شاہجہان آباد سے نو کوس پر واقع تلپت مین جاکر مقیم ہوا اور سنیچر کے دن اوسی ماہ شہر کو دوپہر کے قبل اعتماد الدولہ بہی ایک بالا بند پاکر تادیب مخالف کو رخص فرمایا گیا اسنے جا باغ مین جاکر نقل مکان کیا امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران خان بہادر منصور جنگ گوشمال مخالف کی ارادہ سے مع فوج ملازم خود اور رسالہ ہاے شاہی جملہ چالیس ہزار سوار کے ہمراہ اور توپخانہ وغیرہ سامان حرب و پیکار کے لشکر آراستہ کرکے نواح اکبرآباد مین بعض راجہ ہاے ہندوستانی کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اکثر اوقات اسکے ہمراہی خوف و امید مین رہتے تھے اور اعتماد الدولہ مع سرداران مغل و ہندوستانی کہ جو اوسکے ملازم تھے اور غیر دیگر مغل اور تورانی ملازمین شاہی وغیرہ بیکاران

رفیقون کے ساتھ اجمیر کے راستہ مین انتظار غنیم کرتا تہا اور محمد خان بنگش بھی فرخ آباد سی جو ایک شہر اور فرخ سیر کا بسایا ہی نکلکر حسب الحکم بادشاہ روبراہ مرہٹہ تہا لیکن ایسی امراے مقتدر سے کسیکی جرأت نتہی کہ خود مرہٹون پر چڑہکر کچہہ کام کرین اور دشمنون کو شکست دیکر صفحہ روزگار پر نام دلیری و بہادری قلم تہور سی لکہین صمصام الدولہ بجاے خود تدبیرات خیال کرتا تہا اور اوسکا خلاصہ جی سنگہ کو لکہتا تہا اور جو کچہہ اوسکے دل مین گذرتا وہ امیر الامرا کو بہی اطلاعاً حوالۂ زبان قلم کرتا اور راجہ ابہی سنگہ راٹہور اپنے وطن مین دنکو تو نشۂ افیون مین اور رات اس پیچ و تاب مین بسر کرتا تہا کہ کیا کرنا چاہیے جب امیر الامرا طلب کرتا ایک نہ ایک عذر و حیلہ لکہہ بہیجتا — اسیطرح اعتماد الدولہ کبہی غافل از کار اور کبہی خوف و دہشت مین گرفتار رہتا تہا اور ہمیشہ مشورہ اپنے رفیقون و ہمقومون سے کرتا مگر عقدہ کشائی نہوتی تہی اور امداد و اعانت نظام الملک سی چاہتا پس نظام الملک کہ صمصام الدولہ اور بادشاہ کے ہاتہہ سی نہایت آزردہ ہوکر دکن چلا گیا تہا اس فساد کی اصلاح مین کچہہ ساعی نہوتا تہا بلکہ چاہتا تہا کہ ارکان دولت کی جس طرح سی ہوسکے تذلیل اور کسر شان ہو اور بادشاہ بسبب بدطینتی کے جو آصفجاہ سی رکہتا تہا اور نیز امیر الامرا کی ممانعت سی اس مقدمہ کی صلاح نظام الملک سی کچہہ ظہور مین نہ آتی بلکہ امراے تورانی کو اپنی مدد پر نہین چاہتا تہا رات دن تذبذب مین بسر کرتا تہا کسی کام کی بنیاد درست نہین ہوتی تہی امراے بیمقدور و منصبداران معذور جو بادشاہ کے حضور مین دم مار سکتے تہے اور بعضون کو تو در اصل کچہہ لیاقت بہی نتہی اور بعضے مانند عمدۃ الملک وغیرہ بنظر ناراضی امیر الامرا کے کوئی تقریر خلاف اونکے عرض نہین کر سکتے تہے اور جو مبارز الملک سربلند خان کہ مرد لیاقت شعار و جرار تہا کبہی کبہی کچہہ کہتا تہا کبہی بادشاہ بہی کسیکا کہنا امیر الامرا کے برخلاف نہین سنتا تہا ہان بادشاہ کی دلمین جو کچہہ عبور کرتا وہ امیر الامرا اور اعتماد الدولہ کو لکہتا اور یہ بہی عذر آمیز عرائض ارسال کیا کرتا ہر ایک امرا اور بادشاہ مرہٹہ کی صلح پر راضی تہے امیر الامرا نے بہی استیصال مرہٹون کا ابہی اپنی طاقت سے باہر سمجہکر واسطے شورہ جنگ و صلح کی چند روز انفصال مقدمہ ملتوی و زمانۂ آیندہ پر چہوڑکر معاودت بدار الخلافت کی اس ضمن مین خبر تسلی افزا پہنچی کہ برہان الملک نے مرہٹون کی سزا جیسا کہ چاہیے دی اس خبر سے کسیقدر امراے ہراسان کی دلجمعی ہوئی —

صف آرائی برہان الملک کی جماعت غنیم لئیم سی اور بہاگنا اوس سیہ گلیم کا کمال خوف و وبیم سی و بدہکاری صمصام الدولہ امیر الامرا کی باعث کجی رای مستقیم سے

برہان الملک سعادت خان بہادر جنگ باوجودیکہ صرف صوبۂ اودہ اور خواص بادشاہی کی داروغگی رکہتا تہا

اور یہ نسبت امراے ثلثہ مذکورہ کے نہایت چہوٹی رتبہ مین تہا مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور جو باے
نام تہا امرا کی بدنامی اور مرہٹہ کی چیرہ دستی دیکہکر باوجودیکہ اسکے ہاتہون سے کچہ غرض نتہی کیونکہ اسکے صوبہ
کی سرحد شمال رویہ گنگا کی تہی مگر بپاس عزت لشکر آرا ہوا اور مع اپنی داماد ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ
اور سامان ضروریات لڑائی کے دار الامارۃ سے نہضت کر کے عبور گنگ فرمایا عزم تہا کہ دریاے
جمن سے بہی گذرے اور راجہ بہداور کی کمک کرے کہ ہمارا ہی متوسل ہی ہرچند کہ مرہٹون نی راجہ مذکور کو قلعہ
بند کیا تہا اسی سبب سے برہان الملک نے راجہ کی بروقت تمناء دلی مدد کی اور جواب عرضی بہیجا کہ تو ہرگز
دل تنگ نہو اور ایک جبہ مخالفین کو نہ دے عنقریب مین دایرہ دولتہ پر پہنچتا ہی — چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ
جماعت کثیر سے باتفاق باہمی دریاے جمن کی گہاٹون پر محافظ تہے آسانی سے جلدی مین عبور میسر نہوا
اور راجہ مذکور نے مرہٹہ کی ہاتہ سے سخت صدمہ پایا اور راو ملہار جو عمدہ سردار باجی راو کا تہا پایاب کی
راہ دریاے جمن سے اوترکر غفلت مین برہان الملک کی عقب مین آکر جبکہ اٹاوہ سے موتی بلغ واقعہ
اکبر آباد تک جہان آبادی پائی آتش نادانی مین جلادی اور قصبہ سعد آباد اور جالیسر کو لوٹ لیا —
برہان الملک روز دوشنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۱۴۹ کو ناگہانی بلا کی طرح راو ملہار کے سر پر جا پہونچا
اکثرون کو قتل اور اوسکے تین عمدہ سردارون کو اسیر کر کے اعتماد پور تک جو چار کوس پر تہا تعاقب
کیا راستہ مین کشتونکی پشتے ہوگئی راو ملہار زخمی ہو کر فرار کر گیا بہاگتے وقت جو نہایت گہبراہٹ اور بدحواسی
مین واقع ہوا ارادہ ہوا کہ دریاے جمن جہان سے پایاب گذرے تہے عبور کرین مگر بیہوشی مین راہ
بہول کے کر بہٹ گہاٹ مین جا گرا زنجیر موج نی سیکڑون کی ہاتہ پیر باندہ باندہ کر دریاے عدم کے
کنارے لگا دیا ملہار راو مع قلیل جماعت کے جو ہمراہ اوسکے نیم جان کی مانند رہگئی تہے باجی راو
کی بارگاہ مین جو سپہ سالار فوج دکن اور قصبہ کوٹلہ آبادی سادات گوالیار کے متصل مقیم تہا آیا
برہان الملک اوسکے تعاقب مین دس دس کوس بلکہ زیادہ چلتا تہا واقع دہولپور باڑی جو دار الخلافہ
تہی اٹہارہ کوس دریاے چنبل کی اسطرف ہی یہ خبر سُنی کہ باجی راو وہان پر ٹہرا ہی اس ارادہ سے
کہ جہان ملجاوے مقابل ہو چلا گیا جب کچہ اثر اوس بدگوہر کا نہ ملا دو روز آرام لیکر تیسری روز پہر لشکر مین منادی کی
کہ سواران لشکر ہر ایک چار روز کی ماکولات ہمراہ لیکر ہمرکاب ہون اور خود بہی مشک وغیرہ نان
و آب باعزاز مناسب ہمراہ رکہا اور نیز یہ بہی صدا دی کہ جو ملازمین شاہی سے رہجاویگا گہوڑی کی
دوسکے ... تشہیر کیا جاویگا خزائن گران اور ہاتہی اور گہوڑے اور اونٹ و اسباب توپ
... وقت ہمراہ لیکر دلین یہ قرار دیا کہ اگر وہ ملعون دریاے چنبل کی اوس پار ہوگا مع

فوج پار ہو کر جاؤنگا پس سارا سامان ضروری فراہم کرکے روانگی کا ارادہ ہوا۔

صمصام الدولہ کا مانع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعدا سے اور جلو ریز پہونچنا ان بد ذاتونکا شاہجہان آباد پر اور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کی جرأت اور تہوری اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی شرمندہ ہو کر چاہا کہ اسکے ہمراہی مین اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسے بھی مانع ہو کر بدنام کرے لہذا شترسوارونکو متواتر بتعاقب مع خطوط کے اس مضمون سے بھیجا کہ ہم بھی عنقریب آپ سے ملتی ہین تا ہمارے پہونچنے کے توقف کرو تا کہ ہم تم باتفاق یکدیگر غنیم کی گوشمالی مین ساعی ہون ہرگز جلدی نہ کیجیگا برہان الملک نے عین وقت سواری جو یہ آگاہی پائی بمجرد ملاحظہ مضامین مذکورہ کی متوقف ہو گیا تین چار روز کی بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندیشہ مند تہا اور امراے صاحب فوج کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تہا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کی دار الخلافت سے تیس کوس پر موہہ اجمیر کی راہ پر تہا اور محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنی جمعیت کی کسیطرف مامور تہا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہو چکین اس عرصہ مین چہ سات روز کی دلجمعی غنیم کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے نکل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجھکر اوسنے دوڑ اسے شنبہ ہشتم ذی الحجہ سنہ مذکور کو باجی راو سپہ سالار مرہٹہ نے تعلق آباد مین پہونچکر شاہجہان آباد کے آدمیون کو جو ہندو مسلمان معبد کالکا مین واسطے تماشا کے جمع ہوئے تہے خوب لوٹا اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدہ کی صبح کو مینا بازار اور دیگر دوکانات کو جلا کر خاک بسیاہ کر دیا اور دہلی کے قریب قصبہ بالم کو تاراج کیا کالکا کے بہاگے ہوئے لوگ شہر مین جا کر پہونچے اور ورود مرہٹہ کی خبر اگر دی شہر والون کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید و بیم پیدا ہوا بادشاہ نے عجایب سپاہ امرا اور آراکین جاہ کو حکم دیا کہ دفع مخالفین کو عازم ہون امیر خان اور راجہ بخمل اور میر حسن خان کو کلتاش اور منور خان برادر روشن الدولہ اور عبد المعبود خان اور شیو سنگہ سردار رسالہ عنبری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی سراے قاضی اور تال کٹورہ مین جگہ مناسب متصل شہر کی دیکہکر صفین آراستہ کرکے روبروے غنیم استادہ ہوئے اونمین سے میر حسن خان اور شیو سنگہ نے جو کہ جرأت بے تجربہ اونکی عقل رکہتی تہی قدم بیشتر کو بڑہایا ہرچند عمدۃ الملک نے جو مرد ہوشیار تجربہ کار تہا ممانعت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی خصوص ایسے وقت مین پیش روی مناسب نہین یکجائی خوب ہے مگر ان دونون مغرورون بے شعورون

نے نہ سنا چند قدم چلے تو کہ تہوڑی سے مرہٹہ دور سے نمایان ہوئے اور ان سب مین اپنی قلت دکہلاکر دور تر تعاقب مین لے گئے پہر بکثرت چار و نطرف سو گہیر لیا سیف و سنان چلنو لگی کسی شخص نے ہمراہیان میر حسن خان سے مجروح نکلکر امیر خان کی پاس آکر کہا کہ کہڑے کیا کرتے ہو ہمارا سید امام مارا جاتا ہی۔ امیر خان نے جو کہ خوش طبع بذلہ گو لطیفہ سنج تہا اوس وقتبین اپنا طریقہ کلام ظہور کیا کہ مجہی بارہ امام سے غرض ہی اگر تیرہوان بار اجائے کچہ ممانعت منظور نہین۔ چونکہ ہندوستانی لوگ گہوڑی کی سواری مین مہارت نہین رکہتے تو اکثر مقتول ہوئے میر حسن خان مع بعض باقیماندگان کی مجروح میدان سے پہر کر سلامت آیا اور ہمراہی اوس لڑائی کو بہاگے ہوی بے سروسامان برہنہ پا یکہ بینی دو کوش پریشانی سے ہمدوش اپنے اپنے گہرونین پہنچے امیر خان وغیرہ امرا شام تک مسلح کہڑی رہے رات کو خیمہ مین گئی شاہجہان آباد کے ہنگامہ کی خبر بسبب عدم مسافت اور قرب دار الخلافہ کے سنکر یا کہ مرہٹون کو اپنے روبرو نپا کر بخوف تنہائی بادشاہ امرائے متعینہ بیرونی شاہجہان آباد کی جانب یلغار کیا۔ اعتماد الدولہ جو بہ نسبت دیگر امرا کے بہت قریب تہا جلد پہونچا اور ۹ ذی الحجہ روز چہارشنبہ کو مرہٹہ سے خفیف لڑائی کی مرہٹہ ہٹکر پیچھے جا پڑا برہان الملک اکبرآباد سے منگل کے دن ۱۰ ذی الحجہ کو یلغار کر کے بدہ سکے روز بعد طے مسافت کے قصبہ تلپٹ مین کہ متصل دار الخلافہ کے ہے آیا اور دوسرے روز عید الضحیٰ کو دار الخلافہ مین داخل ہوا صمصام الدولہ بہی ہمراہی مین آ پہونچا تیسرے روز بنگش بہی آکر ملحق ہوا چونکہ غنیم شمشیر آبدار برہان الملک کی غنیم کو ایک مرتبہ آسودہ کر چکی تہی اسکی خبر سننے سے بیتاب ہو کر قصبہ ریواڑی اور پاٹودہی کی طرف چلے اور دونو قصبون کو من مانا لوٹا اور اوس راہ سے گجرات و مالوہ کو پہنچے چونکہ سوائے برہان الملک کے دوسرے کو تعاقب کی ہوس نتہی ہر ایک معذرت خواہ ہوا کسی نے اونکے تعاقب مین پیش قدمی نکی بادشاہ اور وزیر اور امیر الامرا نے چوتہ دینے پر رضامندی اظہار فرمائی صلح کر کے آتش فساد بجہائی۔ بادشاہ نے آصف جاہ نظام الملک کو بانی مبانی فساد مرہٹہ اور پریشانی بہی سمجہکر دلجوئی اوسکی منظور رہا آخر ۱۱۵۰ہ مین شقہ عنایت اور عطاے خطاب آصفجاہی اور منصب وکالت مطلق اور اضافہ منصب ہشت ہزاری وغیرہ رعایات سے دلداری کر کے طلب حضور کیا اوسنے دکن مین اپنے لڑکے نظام الدولہ ناصر جنگ کو نائب مقرر کر کے حضوری کی راہ لی ہنوز اسکے آنے کی خبر آئی تہی کہ صمصام الدولہ نے مرہٹہ سے صلح کر لی باین خیال کہ اسکا توسل نہوا اور اقرار یہ ہوا کہ مرہٹہ لوگ تابع بادشاہ اور امرائے حضوری رہین آصفجاہ کی سہا آوری نہ کرین۔ مرہٹہ نے بدتمیزی امرا کی دیکہکر طرفین سے اپنا کام پختہ کیا بعد

چندسے آصفجاہ دارالخلافہ مین آیا دوشنبہ کے دن سولہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۵۰ ہجری کو پہر دن چڑہے مستفیض ملازمت ہوا اور پنجشنبہ ہفدہم ربیع الثانی کو خلعت صوبہ داری اکبرآباد اور مالوہ کی جی سنگہ اور باجی راو کی تغیری پر غازی الدین خان پسر آصفجاہ کو مرحمت ہوئی روز جمعہ ۱۸ ربیع الثانی کو عبدالصمد خان کی وفات کی خبر سنی اعتماد الدولہ کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا اور نیز خلاع ماتمی اور بحالی صوبہ لاہور اور ملتان کی ذکریا خان پسر عبدالصمد خان وغیرہ ورثہ کے نام لاہور کو ارسال ہوا حسب الحکم حضور بادشاہ آصفجاہ کے باجی راو کی تنبیہ کا عزم کرکے اکبرآباد آیا اور عازم مالوہ ہوا اکبرآباد کے گہاٹ سے گذر کر اٹاوہ اور مکنپور ہوکر کالپی سے دوبارہ عبور جمن کرکے ملک بوندیلہ مین آیا وہان کی راجہ کو مع فوج ہمراہ لیا اور بعد طے منازل بہوپال جو توابع صوبہ مالوہ مین تہا آیا باجی راو نے فوج سنگین کی ساتہ دکن سے استقبال کیا سنہ مذکورہ بالا واقع ماہ رمضان بہوپال مین مقابلہ ہوا لڑائی بخت آزمائی شروع ہوئی اس عرصہ مین خبر پہنچی کہ نادرشاہ بہت نزدیک آگیا پس آصفجاہ نے مصالحہ کرکے جلد شاہجہان آباد کی راہ لی۔

سیف الدین علیخان کا مقتول ہونا اعتماد الدولہ کی عداوت سے اور عظیم اللہ خان کی شقاوت

امراے نفاق پیشہ حضور نے کہ بسبب بوجہ نرکتی تہے ایسی مہم سخت مرہٹہ کو تو ایک چہوٹا سہل سا کام سمجہتے تہے ہان باہمی عداوت کی فکر مین رہا کرتے تہے کہ فلانے کی جڑ کسطرح کہود دیجئے انہین دنون مین سیف الدین خان قطب الملک سے کنارہ کش ہوکر خانہ نشین ہوا تہا جاگیر اور تعلقہ قدیم موروثی مین گذراوقات کرتا تہا کسی سے کچہ غرض نرکہتا تہا جسقدر رزق رازق حقیقی نے دیا تہا مع چند ضعیف و ناتوان خاندانی کے بسر کرتا تہا اعتماد الدولہ وغیرہ تورانی سادات سے عداوت جبلی رکہتے تہے اور امیرالامرا حسین علیخان بہادر مرحوم کے کسی اقربا کی وجود کے خواہان نتہے ہمیشہ اسی غریب کی مارنے مین بہانہ جو تہے اس سبب سے اعتماد الدولہ نے حشمت خان نامی کو چکلہ سہارنپور دیدیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ منتسبان امیرالامراے مغفور کے ضیاع و اقطاع کی ضبطی کرے اوس بدذات نے فوجدار ہوکر سید کی اولاد پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ سادات کو قوت روزمرہ سے عاجز و محتاج کرے نوبت باینجا رسید کہ جب بیچارون نے کسیطرح اپنا رفاہ ندیکہا اور مثل مشہور ہے مرتا کیا نہ کرتا مقابلہ مین طیار ہوے اور اوس بدبخت سے لڑ بہڑ کر جب کچہ زور نچلا عدم کی راہ لی اعتماد الدولہ عظیم اللہ خان سے نے بعد کشتہ ہونے جان نثار خان اور دخلیابی بہگونت وار اڑ کو

عار نسمجھا اور تدارک اونکا ضرور نہوا اور اب کہ حشمت خان اپنی خود سری اور ظلم پروری سے سادات کی ہاتھ سی مارا گیا اعتماد الدولہ کو نہایت برا معلوم ہوا انتقام کی فکر ہوئی فوراً عظیم اللہ خان کو کہ نایب ابی سفیان کہنا چاہیے سالار لشکر بناکر مع باقیماندہ فوج توران اور علی محمد خان روہیلہ اور فرید الدین خان اور عظیم اللہ خان فاروقی شیخزادہاے لکھنؤ سے جو قمر الدین خان کی طرف سے فوجدار مراد آباد کی تھے واسطے قتل و غارت سادات بارہہ مامور کیا اور یہہ بدسر ہوکر صف آرا ہوے - سیف الدین علیخان مع چند بہائیون برادرون کے جو ایسے نازک وقت مین شریک ہوے چار ناچار بپاس حفظ آبرو مقابلہ کو نکلا اور باوجود کمی لشکر اور نہونی توپ و تفنگ وغیرہ دیگر سامان جنگ و جدال کے تشنگان آبرو کی خواری اور ذلت مین کوئی دقیقہ اونہا نرکہا قریب تہا کہ فی النار والسقر ہوجاوی ناگہان دوسری فوج روہیلہ کی مدد پر آپہنچی اور آتے ہی طرف پہلو و پشت سی بندوق اور بان سر کیے آن کی آن مین سیف الدین علیخان اور اوسکی ہمراہیون کو شربت شہادت نوش کرایا بعد ازین بیحیائی نے زور دکہلایا قصبہ جالنسہہ جو سیف الدین علی خان اور اوسکے باپ دادے کا مسکن قدیمی تہا اکثر خانہ سادات مین غارتگری شروع کردی کہ سیدہاے پریشان حال کو تکلیف پہونچائی عیال و اطفال کی نوبت بری دکہلائی قصبہ مین حشر کو اوٹھایا تہا اور اوسکے ظلم و جفا سے اولاد پیغمبر کی آہ و نالہ چرخ نہم پر کروبیون کے کان کہرے کرتی تہی اوسی زار نالی کی خیال مین آجتک صبح و شام چرخ پیر خون آنسون سی روتا ہی نمود شفق کا فقط بہانہ ہی ہوتا ہے اون دنون شفق کی سرخی اس کثرت سی نمود ہوتی تہی کہ دیکہنی والون کی آنکہہ مین خون نکل آتا تہا نجومی لوگ اس خون ریزی اور شفق انگیزی کی علامت سی کہتے تہے کہ عنقریب قتل عام ہوتا ہی تلافی مافات مین خلق کثیر کا کام ہوتا ہی —

کابل کے بندوبست مین خلل ہونا اور نادرشاہی کا حادثہ ظاہر ہونا

جب صمصام الدولہ کا اقتدار حضور مین بڑہا جس کام کو چاہتا اپنی عقل کے بموجب کرڈالتا اور اوسکا اثر جلد ظاہر ہوکر موجب فساد ہوتا منجملہ ان سب امر کی جو مرہٹون کے ساتہ گذرا لکہا گیا اور جن تفرقات سے کہ صوبہ کابل کی مصارف مین اور اوسکے استحکام کی عدم ضوابط مین مفسدہ برپا ہوا یعنی نادرشاہ کا ورود ہند مین ہوا اور اوس صوبہ کے حالات اور انسداد عبور سے جو غافل نرہتا امکان تہا کہ نادرشاہ کا عبور اس آسانی سے نہوتا ناصر جنگ صوبہ دار کابل مرد صلاح غفلت و زیادہ اکثر شکار دوست تہا جب شکار سے واپس آتا تلاوت و عبادت مین مصروف ہوتا تنخواہ نقدی صوبہ کابل کی جو حضور سے جاتی تہی

صمصام الدولہ

صمصام الدولہ نے اوسکا بہیجنا بوجہ جانکر مسدود کیا اور اوسکی راہون کی خبر اور دربارے گذارہ کی کیفیت سے نہ تو صوبہ دار خبر لیتا نہ امیر الامرا کو پروا ہوتی اس سبب سے محافظ راہ سے برخاستہ ہوئے سستی کار سلطنت اور غفلت عملہ بادشاہی کی شہرت جو ہوئی کسیکو خوف جزا یہ خیال سزا نہ رہا تقصیر اپنا من مانا قول و فعل کرنے لگا راہ سے جو جاتا آتا جاتا بادشاہ و امرا کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ اسکا تدارک تہا کہ کیون خبر رسانی نہین ہوتی عجایب واقعات سے یہ ہے کہ سلاطین سلسلہ علیہ صفویہ کو مطلقاً سلاطین ہند سے کسی مقدمہ مین رجوع نہین رہا اور بابر بادشاہ اور اوسکا لڑکا ہمایون جو مورد الطاف خاقان صفویہ ہوئے ظاہر اور انکار ہے او دہر سے بلا غرض استحکام رسم صوری کی بے سلسلہ ارسال رسل و رسایل مسلم تہی و نوبت متحرک تہا اور ادہر سے نسبت فقدان امیت کی یہ سلوک مبذول نہوتی تھے چنانچہ باوجود ظاہر ہونے حوادثات کے ملک ایران مین اور متسلط ہونے شاہ طہماسپ ثانی کے تخت موروثی پر بعد تنبیہ مفسدان کے محمد شاہ بادشاہ ہند کو ہرگز رسم پرسش اور تہنیت کی یاد نہ آئی بلکہ پیر ویس افغان سے لطف آشنائی خرچ ہوا اور اوسکی لڑکی حسین کے ساتہ بھی اواخر مین جبکہ قندہار پر ضابط ہوا تہا باوجودیکہ ملتان پر چڑہکر موجب غارتگری ہوا خط بہیجوایا گیا۔ اور شاہ طہماسپ نے بلا غرض باوجود مسافت دور کے بعد فتح اصفہان اور استیصال افغان کسی امیر کو ہندوستان بہیجا اور اوس ایام کا سارا وقایع لکہا اور یہ بہی خط مین اشعار فرمایا کہ چونکہ افغان بقیۃ السیف یہان سے فرار ہوئے ہین بجز ہندوستان کی کوئی معاون انکا نہین اگر وہان آئین راہ نہ پائین۔ اسکا جواب چندروز کی بعد محمد شاہ نے سخنان مضروع سے لکہکر ایلچی کو مرخص فرمایا اور جب شاہزادہ عباس مرزا بجائے پدر تخت نشین ہوا ایک ایلچی ہند کو آیا اوس خط مین بہی ایسے ہی کلمات درج تہے اوسے بہی بطرز اول رخصت ملی جب نادر شاہ تخت نشین ایران ہوا اکسی معتمد قزلباش کو برہان الملک کے پاس جو اعظم امرا تہا بہیجا اور اوسکے اور پہر محمد شاہ کے نام خطوط لکہے تہے فرستادہ مذکور کو بعد پہونچنے ملک ہندوستان کے چورون نے غارت کیا اوسنے ہزارون خوشامد سے نامہ لیکر بمشقت تمام خط مذکور پہونچایا لیکن لوٹ لیجانے کی تاب نپائی۔

محمد شاہ اور امراسے ہند ایلچی ایران کے بار بار آتی اور حسین افغان کے بادشاہ ہوتی اور قلعہ قندہار کی ضبطی اور صوبہ ملتان کی چڑہائی سے مشوش ہوکر آصفجاہ کو اوسکے صوبہ مین بجائی دیا حضور مین رکہا تاکہ بروقت ضرورت بموجب اوسکے صلاح دید کی تعمیل ہو یہ آصفجاہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ بتجربہ کار مرد ہوشیار محمد اورنگ زیب کی عمدہ اقرباون سے تہا جب نادر شاہ نے

قندہار آکر قلعہ تسخیر کیا محمد خان ترکمان کو جو امراے صفویہ سے تھا برسم ایلچی گری ہندوستان کو بھیجا اور شکایت سخنان گذشتہ کی تحریر کی جب وہ دار الخلافت مین آیا خط دکھلایا اوسکو مقیم کرا کر تحریر جواب سے ساکت ہوے چند انکہ وہ درخواست رخصت کی کرتا تھا کچہ سود نتھا گاہی اصل جواب کے لکھنے مین اندیشناک ہوتا کبھی یہ خیال ہوتا کہ اگر لکھیے القاب کیا لکھنا ہوگا متحیر اور سرگردان تھی مقیم رکھیے ایلچی سے تدبیر ملکداری یہ سمجھی تھے کہ شاید حسین خان مع متحصنان قندہار کے نادرشاہ پر فتحیاب ہوں اور چونکہ محاصرہ قندہار کو طول ہوا اور محمد خان کی بھی مراجعت مین دیر ہوئی نادرشاہ نے اوسکے نام ایک فرمان چھہ نفر سواران صبا تگ کے ہاتہ روانہ کیا لکہا تھا کہ حقیقت اور سبب تعویق لکھکر جلد روانہ ہو چونکہ جواب نہ ملتا تھا یہ رخصت پاتا تھا اس پر بھی کچہ حصول مدعا نہوا بالجملہ جب قندہار کے محاصرہ کو ایک برس گذرا اور شہر نادرآباد کی تعمیر تمام ہوئی نادرشاہ نے فرمایا کہ لشکر قزلباش نے دہاوہ کرکے پٹھانوں کو بیدست و پا قتل و مجروح کرکے قلعہ مذکور تسخیر کر لیا حسین افغان مذکور قید ہوا اسکے چند سال بعد افغان ہر طرف سے ہندوستان آئے اکثر افغان سرکاروں مین ملازم ہوکر داخل سپاہ ہوے علی محمد خان معروف بہ روہیلہ جو کہ اعظم اللہ خان کی جنگ مین سید سیف الدین علیخان کی رفاقت مین عظیم اللہ خان کی اعانت کی اور مورد عنایت اعتماد الدولہ ہوا بعض محالات جاگیرات خالصہ سیف الدینخان پر بطور ملکیت کے خالص ہو گیا اگرچہ اصل مین گریختہ جاٹ اور کسی پٹھان کا پسر خواندہ تھا لیکن چونکہ مرد شجاع صاحب جرات تھا روہیلہ ہاے گریختہ قندہار کو اپنا رفیق کر لیا اور اونکی اجتماع سے روہیلہ کے نام سے مشہور ہوا اور اکثر ملک مانند انولہ اور سنبھل اور مراد آباد اور بداوں اور بریلی وغیرہ پر متصرف ہوا الیس جو جو لوگ کہ باعث تکلیف سے مخالفت محمد شاہ کو کرتے تھے بیرون حوصلہ اور اوسکے انضباط سے باہر تھا کیونکہ دریا سے کابل اور اوسکا ضبط نارسائی صوبہ دار اور بے خبری امرا اور پادشاہ اور عدم التفات اور موقوفی تنخواہ مقررہ سے واقع ہوا کسی کو کسیکے عبور و مرور سے خبر نتھی خود صوبہ دار تو پیشاور مین رہا کرتا تھا ایک ادنی صوبہ دار کابل پر مقرر کر دیا تھا مجال ضبط راہ کی کسکو مجال تھی اور متردین اور مسافرین کی احوال سے کون آگاہ تھا کہ تدارک اوسکا کیا جاتا ہرگاہ نادرشاہ ایسا پادشاہ سالہا سال پہلو بہ پہلو رہا ہو اور کوئی اوسکے ارادہ سے مطلع نہوا ہو تو دوسرے خبروں کا احوال ان بے خبروں کے نزدیک کیا ہوگا ۔ نادرشاہ نے قلعہ قندہار کو خراب کرکے حکم دیا کہ لوگ وہان کی نادرآباد مین اقامت کرین اور کابل و غزنین کے طرف حرکت

سکے کوتوال کابل کو پیغام دیا کہ ہمین محمد شاہ کی ملک سی کام نہین لیکن جو اسطرف پٹہانون کا مسکن ہی اور کسیقدر مغرور بھی ادہر آملے ہین پس غرض اونکی سزا سے ہی لہذا چاہئیکہ بے ہراس ہوکر رسم مہمانداری بجالاسئے اور خود کنار شہر کابل خیمہ زن ہوا کوتوال اور کابلیون نے نصیحت نہ مانی آمادہ پیکار ہوسئے قزلباشون کو حکم ہوا کہ سزا دین محصورین بموجب حملہ ہونیکے امان خواہ ہوسئے اور پناہ پاکر اطاعت قبول کی قلعہ خالی کر دیا اوس سرزمین مین جابجا جہان قوم افغان فراہم ہوسئے تھے تہ تیغ نادری جانفشان ہوسئے — نادر شاہ محمد خان ایلچی کی زیادہ توقف سی نہایت آزردہ ہوا چند نفر کابلی کو زبانی پیغام دیکر روانہ شاہجہان آباد کیا فرستادہ لوگ لاہور ہوتی ہوئے شاہجہان آباد آئی کسی نے انکی بات نہ سنی اور جسنے سُنی اوسنے کچہ نہ سمجہا معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جسوقت کابلیان مذکور سکے زبان سی دوسرے مسافر باشعور جو اوسطرف سی آتا تہا اور کوئی اخبار اور پیغام نادر شاہ کا سُنکر امیر الامرا تک پہونچا تا تہا خاندوران کچہ ملتفت نہوکر بطور استہزا کہتا تہا کہ یہان کی آدمیونکی کوٹہی اونچی ہین کہ مغل اور قزلباش کو دیکہتے ہین اور اوسکے مصاحبین اور رفقا کو — کابلیون کو بہیجا اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کا قریب سمجہا تہا اور نادر شاہی ایلچی کو فرستادہ زکریا خان تورانی جو کہ اعتماد الدولہ صوبہ دار لاہور کا پیرنہ تہا جانتا تہا جو لوگ اس خبر کی تصدیق کرتے استہزا مین ٹالتا جب کہ امیر الامرا کی یہ فہمید تہی جسکے اختیار مین کل پیغام سلطنت تہی تب اورون کا خدا حافظ غور سی دیکہو اے صاحبان بینائی خیر نادر شاہ نے پہر کابل سی کسی لشکری کو مع دس سوار کی سفارت مین بہیجا جب جلال آباد پہونچکر فرود آسئے جماعۂ حرامیون نے گہر کو گہیر لیا اول ہتہیار رکہائے اور آخر کو دس آدمی مار ڈالے ایک نے بہاگ کر یہ ماجرا اظہار دیا کابل مین سات مہینے نادر شاہ مقیم رہا جب اپنے دس سوار کے قتل سے خبردار ہوا نہایت بیقرار ہوکر جلال آباد کو کوچ کیا اور شہر مین پہونچکر قتل عام کیا خلق کثیر رائیگان ہوئی ایک غریب و عجیب امر یہ کہ جنہون نے اون دس نفر ہمراہیان سفیر کو مارا تہا اونکے سردار کو محمد شاہ کے حضور سے خلعت تیار ہوکر ارادہ تہا کہ ارسال ہو مگر قتل عام جلال آباد کے باعث توقف ہوا جس روز سی کہ ہندوستان مین ورود نادر شاہ کی خبر کابل مین پہونچی تہی خاندوران اور نظام الملک اوسکی لڑائی پر نامزد ہوکر شاہجہان آباد مین مقیم تہی اور آوازہ عزیمت کابل مشتہر کرتی تہی اور اسکو سمجہا تہا کہ ہمارا آوازہ عزم سُنکر نادر شاہ جلال آباد سی پیشاور کو چلا جاوے —

لڑنا ناصر خان کا نادر شاہ سی اور مغلوب ہونا اور نادر شاہ کا لاہور آنا اور زکریا خان کا مغلوب ہونا اور محمد شاہ کی فیمابین کچہ معاملہ

ناصر خان حاکم صوبۂ کابل مع فوج موجودہ سد راہ ہو بیٹہا اور بہت سی افاغنہ کو فراہم کرکے مسالک دشوار گذار کو

مانند درۂ خیبر وغیرہ کے اپنی دانست مین محکم اور مضبوط کردیا اور آمادہ محاربۂ نادرشاہ بیٹھا تھا نادرشاہ نے اوسی پیغام دیا کہ ہم فلانی روز پہچین گی بہتر یہ ہے کہ سر راہ چھوڑ دے — اُسنے کچھ نسنا یہانتک کہ بگذر سے نہ اوٹہا نادرشاہ روز موعید کو آپہونچا ناصر خان کی فوج سے اکثر لوگ قتل ہوئے اور خود ناصر خان زندہ مجروح کسی قزلباش کے ہاتھ سے قید ہوکر اپنے کو ظاہر کیا اوسنے نادرشاہ کے حضور مین حاضر کیا چندروز کے بعد خلعت فاخرہ پایا اور نادرشاہ پیشاور مین نزول فرماکر دریاے اٹک سے پار اوترا مملکت پنجاب مخصوص شہر لاہور مین قیامت ظاہر ہوئی ہر شخص نے لوٹ مار شروع کردی اور بہتون نے ہزارون راہون کو گہیرا تھا اور آپسمین سستیز اور آویز کو رائج کیا لاہور کے حاکم نے غرور فوج کثیر سے دریاے راوی پر لشکر آرائی کی کیا خوب یہ مثل راست ہوئی کہ کیفیت صلح اور جنگ احمقون کی بمثل لڑکون کی غرایب وعجایب ہی القصہ نادرشاہ مع فوج کی گھوڑے دریا مین ڈال کر پار اوترا چند سوار قزلباش سپاہ لاہور پر دوڑ اوسے لاہوری سپاہ و سوار یہ غلبۂ نادری دیکھکر پس و پا ہوئے آخر کار حاکم مع ہمراہیون و مشیرون کی قلعہ بند ہوا نادرشاہ نے متصل شہر خیمہ کیا زکریاخان نے عرضداشت نیازمندی ارسال کرکے امان چاہی اور حضور نادری مین آکر خلعت یاب ہوا نادرشاہ کسیقدر لوگ قلعہ لاہور مین چھوڑکر شاہجہان آباد کو چلا —

محمد شاہ کا نہضت کرنا شاہجہان آباد سے اور کرنال پہونچنا اور محاربہ نادرشاہ کی سرگذشت

چند روز پیشتر سے محمد شاہ مع امرا و لشکر کے شہر سے نکل کر آہستہ آہستہ وہ نوردتہا دو مہینے مین چار منزل سطے کرکے کرنال مین آیا اور جو نہر علیمردان کی لائی ہوئی تھی اوسکے کنارے خیمہ زن ہوا گرد لشکر کے توپخانہ چینا اور زنجیرون کے سلسلہ سے خوب جکڑا — نادرشاہ نے دو تین بار لاہور سے لشکر ہندوستانی کے دوچار ہونے تک محمد خان ایلچی کی واپسی کو پیغام بہیجا مگر یہان سے رخصت نہ دی جاتی تھی خدا معلوم اوسکے ٹہرا رکہنے سے کیا غرض تھی — صمصام الدولہ نے ہرچند راجہ جی سنگہ سوائی وغیرہ راجہای ساج پوتیہ کو عمل اعتمادی تہے مدد پر بولایا مگر وہ عذر کرگئے اور آجکل کا حیلہ لگاتے تہے اور نادرشاہ اور امرای آنکمین برہان الملک کی راہ دیکہہ رہی تہین وا اسے غفلت کہ نادرشاہ مع لشکر نہایت قریب آگیا تہا اور لشکریان محمد شاہی کو اوسکے کوچ و مقام کی کچھ خبر نتہی تا آنکہ ایک روز چند گہسیارے جو گہاس لانے کو چار پانچ کوس لشکر سے نکل جاتے تہے پانچ چہ گہڑی دن چڑہے مجروح و خستہ آکر ظاہر ہوئے کہ قزلباشون نے آگہیرا اوسوقت نادرشاہ کی آمد گرم ہوئی اور فوج مین تہلکہ عظیم و خوف و بیم جلوہ

جانب غنیم دکھلانے لگا اسوقت اس طوفان طغیانی سے آتش انتظار برہان الملک بھی بجھ گئی ۔

برہان الملک کا لشکر محمد شاہی مین آنا اور لڑائی کا آہنگ ہونا

اسوقت مین برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر بادشاہ اور امیر الامرا کو معلوم ہوئی روز سہ شنبہ پانزدہم ذی القعدہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو خاندوران لشکر سے نیم کوس پر استقبال کو گیا اور برہان الملک کو ہمراہ ملازمت شاہی مین لایا حکم ہوا متصل امیر الامرا کے خیمہ زن ہو برہان الملک وہان ہوچکر انتظار لشکر اور بنگاہ کرتا تھا ناگہان خبر آئی کہ بعض نادر شاہیون نے اوسکی بنگاہ لوٹ لی برہان الملک نے اس خبر سے مضطر ہوکر امیر الامرا کو پیغام دیا کہ اب بندہ اپنی فوج و اسباب کی حمایت کو جاتا ہے یہ کہکر حرکت کی صمصام الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ سے اور بادشاہ نے آصفجاہ سے کہلا بھیجا آصفجاہ نے جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے باقی رہگئی ہے اور ہنوز لشکر برہان الملک کا آسودہ نہین ہوا لڑائی کی صلاح نہین اوسے حکم دیجیے کہ شتابی نہ کرے صبح کو بہیئت مجموعی دشمن پر چڑھا وہوگا محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا صمصام الدولہ نے آصفجاہ کی سہل انکاری پر خیال کر کے کہلا بھیجا کہ اب برہان الملک دور نکل گیا کچھ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی اویزش ہوگئی ہو اسپر جان نثار ستعد مرد جرار کی مدد نہ کرنا خلاف مصلحت ہے اور کوئی جائے یا نہ جائے بندہ اوسکی کمک پر روانہ ہوتا ہے یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر مع ہمراہیان اور توپخانہ موجود جلوس وغیرہ مختصر سامان سے متوجہ لشکر ہوا پہر دن رہا تھا کہ برہان الملک کے پاس جا پہونچا برابر آدہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا نادر شاہ نے لشکر کے دو حصے کیے بعض کو اپنے ہمراہ رکھکر ان کے مقابلہ پر بھیجا اور لشکر سواری کے تین حصہ کر کے ایک اپنے ہمراہ لیا اور دو حصہ دونو امرا کی جنگ کو روانہ کیے قزلباش امیر الامرا کے سر پر جا پہونچے دو گھڑی مین تمام لشکر برہان الملک اور صمصام الدولہ کا بھڑ گیا اور ہمراہیان امیر الامرا جنمین اکثر نامور مانند اوسکے بھائی مظفر خان کے تھے مارے گئے اونمین سے بڑا لڑکا صمصام الدولہ کا اور علی حامد خان اور شاہزاد خان اور یادگار خان اور مرزا عاقل بیگ کمل پوش مع اپنے رفقا کے اور میر کلو پسر میر شریف اور رتن چند خلف راے خوشحال چند پیشکار میر بخشی وغیرہ تھے اور امیر الامرا مجروح مع چند رفقاے باقیماندہ کی تلوار میدان رزم سے لوٹکر سر شام لشکر مین آئے بندوبست سلاطین ہند کی خوبی دیکھیے قبل اُسکے دیکھنے کے خیمہ وغیرہ سامان بنگاہ غارت ہوگیا تھا جب یہ پہونچا کوئی جگہہ نتھی کہ اسکی لاش پہنچا ن استراحت پذیر ہو آخر کہین سے پیچوبہ لاکر استادہ کیا اور امیر الامرا نے وہین شب بسر کی اعتماد الدولہ و آصفجاہ و خواجہ سرایان محلی بادشاہ پرسش اور عیادت کو آئے اور نہایت

خبر موت سارے شہر مین مشہور ہوئی اور حال آنکہ وہ صحیح و سلامت قلعہ مین مشغول عیش و طرب تھے بعض شہر کے مکانون مین بعض ہر دو خانہ مین غلبہ کر آئے قزلباشی تو ہندی زبان کچہ نہ سمجھتے تھے متفرق دو دو چار چار ہر گلی کوچہ مین سیر کنان تھے ان لوگون نے ہو نچکر اونکے سر اوڑانا شروع کیا تاکہ یہانتک شام نمودار ہوئی مگر بلوائیون کی وہی شورش تھی جب مکرر نادر شاہ کو یہ فساد معلوم ہوا حکم دیا کہ ہر شخص اپنی جگہہ پر مستقیم رہے ہندیون کے در پے انتقام نہو ہان اگر ہندی انکے سر پر چڑہین تو اونکا مدافعہ کرے اس رات کو کسی امراے ہند نے اس شور و فساد کا انسداد نکیا بلکہ چند قزلباشیون کو جو استدعا کر کے اپنے حفظ مکانات کو لے گئے تھے اونکو بھی قتل کر ڈالا باوجودیکہ کرنال کی لڑائی مین قریب بیس نفر قزلباش کے زخمی اور تین نفر سے زیادہ مقتول نہوے تھے اور اس ہنگامہ مین قریب سات سو آدمی کے قزلباشیہ کا مارا گیا خیر جب صبح ہوئی وہی آشوب تزاید مین تھا نادر شاہ نے قلعہ سے نکلکر قتل عام کا حکم سنایا سوار و پیادہ کی فوج تعینات ہوئی کہ جہان تک قزلباش مارا گیا ہو کوئی نہ بچے قزلباشی چست و چالاک ہوکر شہر مین پہونچے تا ایک پہر زد و کشت ہوئی کہ خون کی نالی بہی اور مقتولون کا شمار اندازہ قیاس سے باہر ہوا تب حکم معافی صادر ہوا اور باقیماندون کی جان سلامت رہی لاشون کی کثرت سے راہ مین وہ تعفن تھا کہ گذر دشوار ہوا آخر صفائی کا حکم ہوا اور کوتوال شہر نے سب لاشین جمع کرا کر بے تلاش ہندو مسلمان کے خس و خاشاک مین جلوا دین چند روز کے بعد برہان الملک مرض سرطان مین جو اوسکے پیر مین عاید ہوا تھا راہی ملک بقا ہوا اور شیر جنگ جو کہ ہزار سوار قزلباشی سے واسطے لانے دو کروڑ روپیہ سو عوض کے صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کے پاس گیا تھا زر نقد کو حاضر لایا اور داخل خزانہ نادر شاہی ہوا اور نادر شاہ نے خوب ساز تہیہ جمع کر دیا اور خاندان شاہجہانی سے ایک لڑکی اپنے چہوٹے بیٹے نصر اللہ میرزا کو بیاہ دی اور ملک سندہ اور صوبہ کابل کو مع دیگر بعض محالات پنجاب کے ہندوستان اور محمد شاہ کے توابع سے نکالکر ملحق ایران کیا محمد شاہ نے بڑے تزک سے ضیافت نادری کی خدمتیہ لوازم کا مقرر ہوئے عمدۃ الملک کو قہوہ نوشانی سپرد ہوئی اوسوقت بادشاہ اور نادر شاہ باہم بیٹھے تھے دل مین خیال کیا کہ اول پیالہ کسی دون اگر محمد شاہ کو دیتا ہون نادر شاہ بڑا سفاک ہے دشمن جان ہوگا اگر نادر شاہ کو دون اپنے آقا کی خدمت مین بے ادبی ہوتی ہے بس اول اپنے آقا محمد شاہ کے ہاتہ مین پیالہ دیکر کہا کہ فدوی کو پیالہ دینے کی لیاقت ایسے شہنشاہ کے حضور مین نہین حضور اپنے ہاتہ سے دین اس طرز ادب عمدہ سے دونو بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور آشنا و بیگانہ نے آفرین فرمائی بعد ازان نادر شاہ نے محمد شاہ کی تواضع کی اور بادشاہ کو

اور تمام امیرون دیگر کو خلعت عطا ہوئے اور نصایح ملکداری کر کے ساتوین تاریخ ماہ صفر کو ۱۱۵۲ ہجری میں معاودت فرما ہوا۔

بعد جانے نادر شاہ کے واقعات ہند کا بیان ہوتا ہے

جب نادر شاہ کی معاودت ہوئی محمد شاہ مع آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے عمدۃ الملک و موتمن الدولہ اسحق خان بہادر تازہ وارد کے جو نسبت کارگذاری جنگ کرنال کے نصرت یاب ہوا تھا سرگرم کار سلطنت ہوا اور روز جمعہ بستم ماہ صفر سنہ مذکور کو امیرخان عمدۃ الملک کو خطاب اور بخشی گری سوم سے سرفراز ہوا اور دیوانی خالصہ اور خطاب موتمن الدولہ کا محمد اسحق خان بہادر کو ملا اور خدمت صدارت کی عظیم اللہ خان کو تفویض ہوئی اور روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور کو میر توزکی کی خدمت مرتضی خان کو اور قراول بیگی نعمت اللہ خان کو عنایت ہوئی اور دوشنبہ تاریخ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور کو فیل خانہ کی داروغگی مع خلعت شش پارچہ کے ہادی علی خان برادر عمدۃ الملک کو اور احدیوں کی بخشی گری سید صلابت خان پسر سادات خان کو مرحمت ہوئی اور داروغگی گرزداروں کی عظیم اللہ خان کو اور داروغگی توپ خانہ کی تربیت خان کو اور بخشی گری اہل شاہیان کی عمدۃ الملک کو اور ڈاک سوانح حکیم معصوم علی خان کو عنایت ہوئین روز پنجشنبہ ہفدہم شعبان مذکور کو ماہی و مراتب اسحاق خان اور صلابت خان کو اور روز یکشنبہ بستم ماہ مذکور کو عطایات مذکور سعد الدین خان میر آتش کو عنایت ہوا۔ محمد شاہ کو ابتدا سے بدطینتی تورانیون کی ساتھ تھی اب اس سانحہ نادر شاہی کے ظہور سے اور بھی زیادہ بڑھ گئی اب نادری تقویت پر آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی تذلیل کا قصد کیا عمدۃ الملک اور اسحق خان وغیرہ سے مشورہ طلب کیا کرتا تھا۔ عمدۃ الملک نے جو کہ مرد صاحب جرات و فطنت تھا بادشاہ کی ولا یت کر کے اوسکی عزل پر اعتماد الدولہ کو وزارت سے اور دلیر کر دیا خلوت مین عرض کی کہ اگر سایہ الطاف مجھ پر ہوگا انشاء اللہ خاطر خواہ سب سرانجام ہوگا چونکہ بادشاہ اوسکی عقل و دانش پر اعتماد رکھتا تھا ارادہ عزل قمر الدین خان کا وزارت سے مصمم کیا بر وقت معاودت آصفجاہ کے پیش نہاد خاطر کیا ایک برس چند مہینے کے بعد آصفجاہ تجدید بند و بست دکن کیواسطے کہ باعث آنے نادر شاہ و ظہور فساد شاہجہان آباد کا ناصر جنگ خلف آصفجاہ نایب اوسلکی تھا محمد شاہ سے رخصت ہوا اور اپنے بڑے لڑکے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اعتماد الدولہ کا داماد تھا نیابت امیر الامرائی کی خلعت حضور سے دلائی اور خود عازم دکن ہوا اور کوچ کر کے داخل خیمہ ہوا ادہر بادشاہ نے مخفی قلمدان وزارت عمدۃ الملک کے حوالہ کیا قصد یہ تھا کہ جب آصفجاہ دور ہو خلعت وزارت کی مرحمت کرے

عمدۃ الملک کی طبیعت مین کسیقدر تیزروی تھی سبے پردہ ہوگیا کلمات رکیک خلاف شان اعتمادالدولہ کے نسبت کہنے لگا اوسکے مخلصان جان نثار نے یہ کلمات اعتمادالدولہ کو جا سُنائے ہنوز آصفجاہ بیرون شہر مقیم تہا اوسنے بجہت اس امر کہ اطلاع آصفجاہ کو دیکر صلاح پوچھی آصفجاہ نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ اور خداوند نعمت سے مخالفت کرنا قرین صلاح نہین البتہ بادشاہ سے رخصت ہوکر ہمارے ہمراہ ہونا چاہیے اعتمادالدولہ نے حسب الامر آصفجاہ کے حضور والا مین اس مضمون سے عرضی ارسال کی کہ میری دانست مین فقیر سے کوئی خطا سرزد نہین ہوئی مگر بعض غرض بندون کی درازی سے مزاج والا منحرف ہوا چونکہ ارادہ نمک حرامی کا نہین رہا فدوی آصفجاہ کے ہمراہ دکن کو جاتا ہے خداوند جسے چاہین اس کام سے سرفراز فرماوین — یہ عرضی بہیجکر خود داخل پشیمانہ ہوکر آصفجاہ سے ملحق ہوگیا بادشاہ کہ محض بے استقلال تہا گہبرا کر عمدۃ الملک اور موتمن الدولہ سے استشارہ کیا عمدۃ الملک نے گذشتہ حکایات کا اعادہ کرکے بادشاہ کو مایوس کیا لاچار عمدۃ الملک کو رخصت کرکے تنہائی مین موتمن الدولہ سے استفسار فرمایا اور اپنے سر مبارک کی سوگند دی کہ جو امر قرین مصلحت ہو بلا حیف و خواہش عرض کرے — موتمن الدولہ چونکہ عمدۃ الملک کا متوسل اور باہم متعہد تہا کہ برخلاف اوسکی مرضی کی کوئی بات حضور مین نہ کہہ سکتا تھا بیچارہ جواب مین متحیر ہوا بادشاہ نے دوبارہ قسمین دلاکر استفسار کیا تب موتمن الدولہ نے عرض کیا کہ اگر برخلاف قول عمدۃ الملک کہتا ہون خلاف بیان ہو جب زیادہ اصرار ہوا اسیقدر کہا کہ ہرچند عمدۃ الملک امیر بن امیر صاحب جرأت صاحب تدبیر ہی مگر عمدہ ہاے ہند کی روبرو خصوص راجہاے ہندوستانی کی نظر مین اعتمادالدولہ اور آصفجاہ کی برابر نہین ہی بندہ اور نیز دیگر متوسل عمدۃ الملک کی ہندیون کی نگاہ مین کچہ نہین ٹہرتے برخلاف اعتمادالدولہ کے کہ اوسکی اطاعت اور فرمان برداری کو موجب فخر جانتے ہین بادشاہ نے اس جواب سے متنبہ ہوکر اعتمادالدولہ اور آصفجاہ کی دلجوئی شروع کی دوسرے وزر اعتمادالملک نے مزاج بادشاہ کا منحرف دیکہا مستفسر ہوا در جواب حکم ہوا کہ بالفعل امراے تورانی کا آزردہ کرنا مناسب نہین تمہین بہی لازم ہے کہ بمقتضاے دولتخواہی نفاق سے احتراز کرو — عمدۃ الملک بادشاہ کی مرضی پاکر آصف جاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کچہ کچہ مرضی ہو تعمیل کیجاوے آصفجاہ نے بعد مدح و ثنا کے فرمایا کہ چونکہ بالفعل اعتمادالملک اور معتمدالدولہ کے بیچ ملال ہی بہتر ہوگا اگر چند روز کیواسطے اپنے صوبہ الہ آباد کو تشریف لیجائیے پس عمدۃ الملک ان کی خدمت سے رخصت ہوکر بادشاہ سے بہی مرخص ہوا اور صوبہ الہ آباد کی راہ لی بیرون شہر آکر چند روز انفصال مقدمہ ... اور سامان سفر مین مصروف رہا بعد ازان وکیل مقرر کرکے خود الہ آباد کو سدہارا اور موتمن ... بادشاہ اور آصفجاہ اور اعتمادالدولہ کی دلمین ہوئی — ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ

بعد رحلت برہان الملک کے اودہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا اور اس شخص نے بڑا اقتدار پایا۔ زکریا خان بدستور صوبہ لاہور اور ملتان میں زیر حمایت نادری بے خوف رہا اوسکا چھوٹا لڑکا جو کہ چندان دلیر و بیباک تہا نور محمد خان لٹی کی تادیب میں، شاہنواز خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا اور ممالک پنجاب میں اپنے علاقہ کی انتظام میں مصروف رہا۔

رحلت کرنا شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کا اور جھگڑا اوتہانا مہابت جنگ نائب صوبہ عظیم آباد کا علاء الدولہ سرفراز خان پسر شجاع الدولہ سے اور مہابت جنگ کو حاصل ہونا فرمان سند صوبہ بنگالہ کی مع اجازت جنگ موتمن الدولہ اسحاق خان کی توسل سے

شجاع الدولہ کہ صوبہ دار بنگالہ تہا جب کہ شاہجہان آباد میں نادر شاہ آیا تہا اجل طبعی میں جان بحق ہوا اسکے محامد کی بیان میں زبان قاصر ہی کوئی اوسکے ملازمین سے ایسا نتہا جسکے ساتہ مراعات شایستہ نہ کیے ہوں مرتے وقت سوار و پیادہ و عمدہ و عمدہ زادہ اور خدمہ وغیرہ کو دو ماہہ دیکر عفو تقصیرات چاہا اسکے ایام دولت میں جو کسیقدر اوسکی خدمت میں بہی آشنا ہوا خواہان احسان سے بہرہ کافی اوٹہایا بربا پنور کی بہیان وغیرہ جو اسکا مولد تہا وظیفہ سالیانہ پاتی تہین عدالت ایسی کرتا تہا کہ کسی کی بہی طرفداری کا روا دار نتہا باز و کبوتر ایک آشیانہ میں آبدانہ کرتے تہی ہوشیاری اور انتظام او رخبرداری کی یہ نوبت تہی جو شخص وارد بنگالہ ہوتا تہا اور کسیقدر اوسکی لیاقت جیسی پائی ہوتی اس شخص کو اوسکے پہونچنے کی اطلاع فوراً ہو جاتی اور جسوقت وہ شہر مرشد آباد میں پہونچتا تین روز اس امر کا منتظر رہتا کہ وہ شخص اس ملک میں کسی ارکان دولت سے توسل رکہتا ہی یا نہین اگر متوسل کسیکا ہوا اور کسینے اوسکا ذکر حضور میں کیا اپنے مجلس میں بلاکر کامیاب مدعا کرتا اور اگر بے توسل محض ہوتا چوتہے روز اپنے محفل میں اوسکا ذکر کرکے فرماتا کہ شاید حاضرین دربار سے تعرف نہین رکہتا ورنہ ضرور تم لوگون اوسکا ذکر ہوتا اگر اس پر بہی کسی نے دم نمارا تو خود اوسکو پیغام دیتا کہ بروقت ادبرآنے کے ہماری بہی ملاقات کیجیو اور اوسکی وجہ معاش اور مقدار و مصارف وغیرہ کی خبرین مخبرون سے لگاتار رہتا اور اوسکے ملازمون کی مجال نتہی کہ کوئی دروغ امر اظہار کرین اس ہند میں یہ رسم لغو ہی کہ جو شخص کسی رئیس و امرا و بادشاہ کے دربار میں کسی چیز یا دوسرے وسیلہ سے کچہ انعام حاصل کیے اوسکی عملہ وغیرہ اوس شخص سے خواہان رشوت بطور انعام کے ہوتی ہین شجاع الدولہ کے نوکرون خصوص انفار اور چوبدارون کے جو اکثر طامع اور مصدر ایسے حرکات کے ہوتے ہین مجال نتہی بمجرد اطلاع ایسی خطا کے

بر طرف اور معتوب ہو جاتے تہے خود ایسی اعانت و رعایت اپنے نوکرون سے کرتا تہا کہ دوسرے کی احتیاج کی حاجت نتہی القصہ جب اوس نووارد کی ملاقات ہوتی استفسار و استمزاج مدعا سے دلی کرتا اگر اوسکو نوکری کی طمع ہوتی بکمال دلجوئی و اعزاز بوجہ مناسب اپنی نوکری مین رکھہ لیتا اور صورت معتدبہ واسطے مصارف اسکے کی بحالہ تہیہ دیتا کہ اس ملک مین اسقدر پر کفایت ہیجو اللہ تعالی قادر ہے کیا عجب کہ کچھ وسعت بخشے اور جملہ ملازمین روشناس کو ہر روز دستارخوان عنایت ہوا کرتا اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو کبہی کبہی اوسکی زیست تک کسی سے یہ فیض قطع نہوا اور اسم نویسی روشناس عملہ شاگرد پیشہ و مصاحبان وغیرہ کی ایک بیاض مین جسکی ورق عاج کی تہی تحریری اپنے پاس رکہتا تہا اور جب خود بیگاہ کو جاتا بیاض مرقومہ کو دیکہتا اور چند اسامی منتخب کرکے ہر نام کے مابین پیر مبلغ کلی جو لایق حال انکے ہو لکہتا تہا اور ہر ایک کو زمینداران خالصہ کے مالگذاری پر بطور سزاولی وغیرہ متعین کرتا اور اوسے یا اوسکے وکیل کو ظاہر کرتا کہ اسقدر رعایت کرنا اس عزیز سے ہماری خوشنودی کا موجب ہے زمیندار لوگ اپنی سعادت سمجھکر اوس سے بہی زیادہ تعمیل کرتے جب وہ شخص واپس ہوتا اوس سے دریافت حال کرتا اگر اوسنے ظاہر کردیا زیادہ قدر و منزلت پاتا ورنہ بنابر ناراستی نظر سے گرجاتا اور جب اوسقدر کی رعایت ہو جاتی دوسرون کے نام بہی تحریر ہوتی تا بہ حیات اپنے اسطرح پر کارروائی کرتا رہا اللہم اغفر لہ والحقہ بالصالحین — القصہ علاءالدولہ سرفراز خان بجاے پدر مسندآرا ہوا مہابت جنگ جو اوسکے باپ کی طرف سے صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر مامور تہا انقلاب سلطنت دیکہکر سرحد عظیم آباد پر مقیم تہا فرمان نادری جو شجاع الدولہ کے نام صادر ہوا تہا بعد اوسکے مرنے کے سرفراز خان کے پاس پہونچا —

مہابت جنگ جسکو سرفراز خان سے اطمینان نتہا اپنے کار کی فکر مین غرق ہوا اور سرفراز خان ہرچند صلیح زمدار رکہتا تہا اور رمضان کی روزے اور رجب و شعبان اور ایام البیض ہر مہینے کے اور اکثر نوافل معینہ ہر ماہ و سال کے ادا کرتا تہا مگر جو عقل و شعور سرداروں کو چاہیے نرکہتا تہا امور مرجوعہ مین جیساکہ چاہیے نہین پہونچتا تہا بنابر وجہات مذکورہ ہرچند متوسلان پدر خصوص راے رایان عالم چند اور جگت سیٹہہ اور حاجی احمد جو کہ عمدہ مقربان اور موجب حل و عقد امور نظامت کی تہے کچہ معترض نہوتا مگر بوجہ مذکورہ بالا کے اکثر اوسکے مصاحبان قدیمہ مانند میر مرتضی اور حاجی لطف علی خان اور مردان علی خان وغیرہ کے جو حاجی احمد سے پرانی عداوتین رکہتے تہے اوسکی اہانت اور تذلیل منظور کرکے توہینات زبانی بیان کرتے تہے کوئی دقیقہ اونہا نرکہتے اور ہمیشہ حاجی احمد کی مخالفت علاءالدولہ سے ظاہر کرکے حاجی مذکور کی طرف سے مزاج علاءالدولہ منحرف کرنے پر آمادہ ہوتے تہے تاآنکہ علاءالدولہ نے مہر دیوانی جو شجاع الدولہ کے عہد سے حاجی احمد کے قبضہ مین

تھی حاجی احمد سے لیکر میر مرتضی کی سپرد کی اور چاہا کہ راج محل کی فوجداری عطاء اللہ خان سے لیکر اپنے داماد حسن محمد خان کو دی حاجی احمد نے اس سبب سے اپنے دشمنون کے طرف سے متوہم ہوکر مہابت جنگ کو ایک کی عوض دس لکھ بہیجا کرتا تہا اور سرفراز خان کو دولتخواہی ظاہری دکھلا کر سرطرفی سپاہ کی اشتعال انگیزی اور سپنے کسیقدر باوجود عدم اعتماد کی پذیرا کیا اس عرصہ مین کہ زین الدین احمد خان عظیم آباد سے اور سعید احمد خان رنگپور سے حضور علاء الدولہ مین حاضر ہوے لیے منوچہر خان نے علاء الدولہ کو یہ صلاح دی کہ حاجی مذکور کو مع دونو لڑکون مذکورہ بالا کے محبوس کرے علاء الدولہ نے یہ امر نامنظور کرکے حاجی احمد سے ظاہر کردیا اور اپنی دانست مین اسکا اظہار موجب صفائی اتحاد سمجہا انہین حالات سے عطاء اللہ خان کی لڑکی کو جو کہ حاجی احمد کے بہانجی اور سراج الدولہ نواسہ مہابت جنگ سے جسکا نام مرزا محمد تہا منسوب تہی چاہا کہ فسخ عقد سابقہ ہوکر میرے لڑکے سے منسوب ہو اور نیز صوبہ عظیم آباد کا محاسبہ چاہتا تہا اور جو سپاہ کہ مدتون اور حضور پدر سے متعینہ ہمراہی مہابت جنگ تہی اوسکے حاضر ہونے کا حکم دیا جب اونہون نے آنیمین کسیقدر تعلل کیا ارادہ استرداد مانند اوس عطا کی جو شجاع الدولہ نے اونہیں عطا فرمایا تہا فرمایا کہ حاجی احمد نے امور مذکورہ کو مفصل بلکہ مع کچہ اور بہی گڑہ گڑہا کر لکہا اور سعید احمد خان نے بہی مویدہ ہوکر اپنے چچا مہابت جنگ کو جملہ امور متذکرہ بالا سے مطلع کیا اور علاء الدین باوجود ایسی سلوک کرنے کے امیدوار وفاداری کا حاجی احمد اور اوسکے بہائیون اور لڑکون سے تہا بموجب اس مصرع کے سہ زہی تصور باطل زہی خیال محال + مہابت جنگ نے جب اس خبر کی تصدیق وتحقیق پائی درنگ کرنیمین اپنے مضرت دیکہی موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کو جو آشنائے قدیمہ اور تقرب حضور مین نہایت درجہ تہا لکہا اور عیاری سے درپردہ یہ اقرار کیا کہ اگر تینون صوبون کی سند عنایت ہووی ایک کڑور روپیہ پیشکش اور جملہ مال جو سرفراز خان کا ضبط ہو حضور مین پہونچاوے اور نیز یہ کہ شقہ بادشاہی اس حکم مین کہ سرفراز خان سے لڑے اور اوسکے ہاتہ سے صوبجات نکال لیوے کا اقرار کرے فقط یہ تدبیر کرکے خود تیاری فوج مین آمادہ ہوا یہ اشتہار دیا کہ زمینداران بہوج پوریہ کے جو صوبہ عظیم آباد مین نہایت متمرد سرکش مشہور تہے تادیب کرنا منظور ہے سرفراز خان ظاہرداری کرکے دفع الوقت کرتا تہا تا آنکہ دس مہینے نادر شاہ کی ایران لوٹ جانے سے اور ایکسال وفات پدر سے گذری اور حسب خواہش شقہ بادشاہی پاس مہابت جنگ کے صادر ہوا مہابت جنگ نے ساعت روانگی عزم جنگ منجم معتمد سے دریافت کی اور اس ہوشیاری سے مرشد آباد کی راہ مسدود کی کہ کوئی مسافر وغیرہ نجانے پاوے اور کسی اپنے معتمد کو مع خط جگت سیٹہ فتح چند کی نام بہیجا کہ فلانے تاریخ کو کوچ کرے اور اوسے سمجہا دیا کہ فلان

تاریخ تک یہ خط سیٹھہ جی کو پہونچا دیا اور خود آخر ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری کو بہوجپور کی عزیمت کا شہر دیگر عظیم آباد
سے نکلا اور وارث خان کے تالاب پر جو شہر کے مغرب طرف واقع ہی خیمہ زن ہوا اور دلجمعی سے
ساری فوج کو جمع کرلیا اور اپنے چھوٹے داماد زین الدین احمد خان کو شہر عظیم آباد مین نائب مقرر
کیا اور سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ والد مورخ کو پرگنہ سرس وکٹینہ وغیرہ کی حکومت دیکر مرخص کیا اور لکہا
کہ تمہین اور زین الدین احمد خان کو خدا کے سپرد کیا عازم مرشد آباد ہو اور جو صورت کہ پیش آئے باتفاق
مناسب کرو جس روز جانا کہ کل روانہ مرشد آباد ہون سرداران سپاہ ہندو مسلمان کو روبرو بلاکر
جمع کیا جب سب لشکر جمع ہوا مصحف مجید ایک مسلمان کے ہاتہ گنگا جل مع تانبہ اور ریحان سیاہ یعنی تلسی
ایک برہمن کے ہاتہ منگوائی مسلمانون سے قرآن کی اور ہنود سے گنگا جل مذکور کا خواہان قسم
ہوا بدین اقرار کہ مجھے اپنے مخالفون سے آویزش کرنا ہی تم لوگون سے اپنے اطمینان خاطر کے واسطے قسم
کا خواہان ہون کہ اگر ہماری رفاقت اور اعانت منظور ہو سوگند یاد کرو کہ اگر ہم آگ مین کہین جل جا
و پایابی پر اشارہ کرین تو کود پڑو کسی طرح پیر تم لوگون کو دریغ نہو اور جس سے ہم بھی لڑنا ہو خواہ وہ رستم ہو یا
افراسیاب ہو ہمراہی سے نہ ہٹو اور میرے دشمن کو دشمن اور دوست کے دوست رہو سپاہ
جو کہ نمک پروردہ اور توقعات لاحقہ رکہتی تہے عہد مذکور کو بجان و دل منظور کیا اور مسلمان و ہنود نے
قرآن و گنگا کی قسم کہائی اور یکدل و یکزبان ہوکر رفاقت کا اقرار کیا اور نئے ملازمون نے بھی دیکہا دیکہی رفاقت کی
عہد و پیمان کئے وقت شام یہ مجلس برخاست ہوئی جب عہد و پیمان سے دلجمعی ہوئی ارادہ جنگ و
جدال ظاہر کردیا صبح کو بروقت ساعت معہود مع سامان بے پایان جانب مرشد آباد نہضت فرمائی
اور منزل بمنزل بلا توقف قطع راہ کرتا ہوا جب درۂ شاہ آباد مین پہونچا چونکہ راہ دشوار گذار تہی چند کوہ
مین لشکر متوقف ہوا اور مصطفی خان افغان کو جو کہ دلاوران و سرداران جانفشان سے تہا مع ایک سوار
اور پروانہ اور دستک مہری سرفراز خان کے متضمن طلب کسی جماعہ دار کے جو کہین سے اوسکے ہاتہ
لگا تہا پیشتر بہیجکر حکم دیا کہ اس پروانہ اور دستک کو حافظان درۂ مذکور کو جو زیادہ سو دو سو پیادہ برقند
انداز سے ہونگے دیکر داخل درۂ مذکور ہوا اور علامت دخول کی یہ کہ وہان پہونچکر اپنے اونٹ کا نقارہ
بجاتا اوسکے متعاقب فوج ہمراہی بلامزاحمت عبور کرجاوے گی مصطفی خان نے حسب ارشاد تعمیل
کی جو نزدیک درہ کے پہنچا محافظون نے دور سے موافق ضابطہ تعمیل حکم کیا بعد توقف کے مستفسر احوال
ہوئے مصطفی خان نے دستک و پروانہ ایک اپنے ہمراہی کو دیا کہ دکہا دے پروانہ کے دیکہتے ہی
متصدیان متعینہ نے درہ مین جانے کو اجازت دیدی مصطفی خان نے وہان جاکر نقارہ پیشتر بجادیا

مہابت جنگ کی فوج ہراول نہایت کروفر سے نمایان ہوئی محافظ درہ نہایت مضطرب ہوئے چاہا
کہ سامنا کرین مصطفی خان سے بانگ ماری کہ خبردار اگرکچہ حرکت کی سزا کو پہونچوگے اس صدا سے
پر ہیبت سی پیادہ بیحواس ہوگئے اور مردم مصطفی خان کے دروازہ کہولکر مستعد ایستادہ ہوئی فوج
پہنچکر داخل درہ ہوئی چونکہ اوس روز جگت سیٹھہ کے خط پہونچنے کا عہد تہا اوسنے اوس روز خط پہنچایا
اور جگت سیٹھہ نے یوم روانگی کا حساب کرکے سمجہ لیا کہ آج مہابت جنگ درہ تلیا سے گذرکر پانچ
چہہ روز مین مرشدآباد پہنچا چاہتا ہی۔ پس نہایت مضطرب سوار ہوکر سرفراز خان کے پاس
آیا اور مہابت جنگ کا خط دکھلایا اور اوسکے پہنچنے کا حال راج محل کے قرب بیان کیا اور جو خط
کہ مہابت جنگ نے سرفراز خان کو بہیجا تہا پیش کیا اوسکا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ چونکہ میرے بہائی
کی خفت اور مذلت حد کو پہونچی فدوی بپاس ناموس و عزت کے لاعلاج ہوکر اس جگہہ تک آپہونچا
غیراز بندگی اور فدویت کے کوئی غرض نہین امیدوار ہون کہ حاجی احمد کو مع توابع اور علائق کے
رخصت فرمائیے بمجرد اس اطلاع کی حیرت عظیم ہر ایک خورد و کلان کو لاحق ہوئی۔ سرفراز خان نے
سرداران لشکر کے احضار کو حکم دیا اور حاجی احمد برادر مہابت جنگ کو بھی بلایا جب سب جمع ہوئے
ہر ایک کو باریاب کرکے حاجی احمد کو تہدید سے ڈرایا حاجی احمد نے ملائم گفتگو حسب تقاضاے وقت
عرض کرکے اقرار کیا کہ اگر اجازت پاؤن مہابت جنگ کے پاس جاکر اوسے واپس کرون بعضون
نے یہ تقریر حاجی احمد کی از قبیل تزویر سمجہکر رخصت کرنے کی صلاح نہ دی اور بعضون نے اوسکا کلام سچ جانا
آخر اوسکی رخصت تذبذب مین رہی محمد غوث خان رفیق قدیم شجاع الدولہ اور سرفراز خان مخمور
شجاعت نے سرفراز خان سے کہا کہ حاجی احمد کے قید کرنے سے کچہ حاصل نہین اور حاجی احمد کے قید کرنے
کے ارادہ سے خوف مہابت جنگ لڑائی کی بازنہین آتی ہی اگر رخصت کیا جاوے اور برخلاف وعدہ
تعمیل کرے کیا ہوگا پس جب کہ مہابت جنگ سے آئینکو آمادہ ہون حاجی احمد تن تنہا سے کیا سر ہوتا مہابت جنگ
حاجی احمد کے ہونے نہونے سے کچہ کم و بیش نہین ہوتی یہ کہنا اسکا موثر ہوگیا سرفراز خان نے حاجی احمد
کو رخصت دی اور وہ اپنے بہائی کے پاس گیا اور بوسیلہ عرض کیا کہ محمد علی وردیخان بجان و دل
مطیع و فرمان بردار ہے ہرگز حضور نوکر کے مقابلہ کو دولتخانہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے وہ خود حاضر حضور
ہوکر اظہار اطاعت کرے گا اگر احیانا برخلاف التماس فدوی کے نمکحرامون کی ورغلانے سے برآمد ہوئی
خوف ہی کہ بنابر حفظ آبرو کوئی ایسا امر نہ سرزد ہو کہ دنیا اور عقبی کی روسیاہی کا موجب ہو چونکہ محض
حاجی احمد کے لکہنے پر اعتماد تہا اس امر مین چند راے لی گئین آخر کو برآمد ہونی کی راہ ٹہہری

اور مردانعلیخان کی سعی سے جو حاجی احمد کو اور مہابت جنگ کا عدو تھا ۲۲-محرم الحرام سنہ ۱۱۵۳ ہجری روز
چہارشنبہ کو علاء الدولہ برآمد ہوکر بعد تین چار کوچ کی منزل کھمرہ مین خیمہ زن ہوا اور اسی منزل مین
بسنت خواجہ سرا اور شجاع قلیخان فوجدار ہوگلی کا جو کہ واسطے استمزاج مہابت جنگ کی پیشتر روانہ
ہوا تھا مع حکیم محمد علی بسفیر ظفرنشانی کی واپس آکر مشرف ملازمت ہوے اور عرض کیا کہ مہابت جنگ تابع
اور فرمان بردار ہے التماس کرتا ہے کہ جو عالی ہمت لوگ کسیکی پرورش کرکر رتبہ عالی کو پہونچاتے ہین
اوسکی پاس پرورش اور حفظ مراتب لازم جانتے ہین پس یہ فدوی پرورش یافتہ اسی آستانہ
دولت کا ہے اور جسقدر کہ حقوق پرورش اپنے ذمہ رکھتا ہے اوسیقدر یہ نسبت دوسرون کی دعوی بندگی
اور فرمان برداری بھی رکھتا ہے دو التماس فدوی کی ہین اول یہ کہ مردانعلیخان اور میر مرتضی اور حاجی
لطف علیخان اور محمد غوث خان جو غبار و کینہ انگیزون کی سرگروہ ہین خارج فرمائے جاوین اور کمترین کی التماس
مشرف اجابت ہو دوسرے یہ کہ اگر یہ امر متعذر ہو تو خود بدولت اون سے جدائی کریں اور اون لوگون
کو میرے مقابلہ پر مقرر فرماوین اگر وہ غالب ہوے اونکا مدعا حاصل ہوا اور اگر مغلوب ہوے بندہ
پھر قدم بوسی حاضر خدمت ہوگا اور اسی گفتگو کو بتفصیل قلمبند کرکے ایک کلام مجید بھی حکیم محمد علی کے ہاتھ
بھیجا۔ لیکن چونکہ سرداران مذکور حضور علاء الدولہ مین نہایت صاحب اقتدار اور معتمد تھے اور اوسیقدر
حاجی احمد اور اوسکی قرابتیون سے عداوت رکھتے تھے کوئی صورت مصالحہ کی نہوئی اور نہ شجاعانہ و دانشمند
سے رنگ پر محاربہ کا ظہور ہوا۔ حاجی احمد از راہ عقل کہ نزدیک تھا کہ بھائی کے ساتھ ملاقات کی اور
مہابت جنگ کہ ہاتھی پر سوار ہوکر بنابر ایفاے عہد چند قدم اوسطرف کو آرادہ تھا راہی ہوے
اور اودھر سے سرفراز خان مع فوج کے نکلکر موضع کہ ایک طرف دریا سے بھاگیرتی پر مشہور و معمور
ہے پہونچا اور اسطرف سے غوث خان بھاگیرتی پر مقابل لشکر مخالف کے خیمہ زن ہوا اور سرفراز خان
نے درمیان اپنے لشکر اور غوث خان کے دریا کو حائل رکھا لیکن دریا پایاب اور اوسکا پاٹ ایک
تیر مسافت کا فاصلہ رکھتا تھا اور مہابت جنگ اور سرفراز خان کے لشکر کا فاصلہ تخمیناً پانچ چھہ کوس کا
ہوگا مقامات مذکورہ کے پہونچنے تک صلح کی بارہ مین سوال جواب ہوئے اور رغبت ملاقات کی
سرفراز خانکی طرف سے متواتر وقوع مین آئی مہابت جنگ نے وہی ایک بات کہی کہ مین بپاس حقوق
باپ تمہارے کی داعیہ بدخواہی نہین رکھتا ہون بشرطیکہ جو لوگ کہ موجب نفاق و شقاق طرفین ہوئے
ہین میرے سپرد کیے جاوین تاکہ خود بدولت کسی اونچے مقام پر رونق افروز ہوکر اونہین میری مقابلہ پر
حکم دین اگر بندہ نے ظفر پائی ملازمت مین حاضر ہوگا اور اگر اونکی فتحیابی ہوئی مدعاے حضور

حاصل ہوگا چونکہ دونو امر سرفراز خان پر گران تھی ملاقات کی صورت نہوئی اور سرفراز خان
کی طرف سی باوجود پیغام آشتی اور نیز ورود نوشتہاے جگت سیٹھ کی جسکو اصطلاح ہند مین
ٹیپ کہتی ہین اور جسمین یہ مضمون لکہا تہا کہ اگر سرداران لشکر مہابت جنگ اوسکو گرفتار کرین تو ہر ایک
کو بہت کچہ روپیہ انعام دیا جائیگا ایسے مقام پر بوقت شام ۴ بجے صادر ہوا مصطفی خان وغیرہ رفقا نے
نوشتہ مذکور مہابت جنگ کو دکھلا کر عرض کیا کہ اگر لڑنا ہی توکل عزم فرمایئے ورنہ پس فرداد گرگون
رنگ ہو جائیگا مہابت جنگ نے مخلصان خیر اندیش کی صلاح پسند فرماکر اوسیوقت گولی باروت تقسیم
کرکے صبح پر عزم جنگ مصمم فرمایا اور فوج کی تین حصہ کیے نندلال کو جو فوج کا عمدہ سردار تہا مع اپنے نشان
کے مقابل محمد غوث خان کی مقرر کرکے فرمایا اپنی طرف دریا کی رکہکر اوسپر دوڑ کرے اور دو حصہ فوج
کو دریا سی عبور کرا کر فرمایا کہ ایک حصہ سرفراز خان کے لشکر کی عقب مین ٹھہری اور خود مع دوسرے
حصہ فوج کی روبروے لشکر سرفراز خان کی روانہ ہوا اور اپنے اور فوج کی درمیان مین یہ حکم دیا کہ جسوقت
توپ کا سر ہونی کی آواز تم سنو تو ہمراہ سرفراز خان کے لشکر پر دوڑ کر ملجاؤ عبد العلیخان بہادر اور مصطفی خان
اور شمشیر خان وغیرہ افغان ہمراہ نوازش محمد خان کی جو مہابت جنگ کا داماد کلان پیشواے
لشکر تہا ایک ثلث رات باقی رہی حسب الحکم پیشتر کو روانہ ہوا اور اونکے متعاقب تہوڑی فاصلہ ہی
مہابت جنگ بھی چلا اور نندلال نے بھی بموجب ایما قدم بقدم مہابت جنگ کی محمد غوث خان کی
مقابل پر راہ لی صبح نمودار ہوتی ہوتے ملاقی ہوئے اور مہابت جنگ جب سرفراز خان کی لشکر کے پاس
پہونچا ایک توپ اپنے لشکر مین سر کی بمجرد اوسکے آواز کی سرفراز خان کے لشکر پر ہراول کی فوج
جا گری اور نندلال محمد غوث خان سی مقابل ہوا سرفراز خان مضطرب اپنے مصلی سی اوٹہکر فیل پر سوار ہوا
مہابت جنگ کی مقابلہ کو روانہ ہوا مہابت جنگ کی فوج ہراول نے بعض مردم عقب لشکر سرفراز خان کو
مانند محمد ایرج خان اور اوسکے لڑکے کو ہلاک کرکے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور سرفراز خان چند قدم جاکر
نقار خانہ کے نزدیک بندوق کی گولی کہاکر راہ آخرت کو روانہ ہوا اور اکثر اوسکے ہمراہی مانند میر کامل
اور میر گدائی اور میر احمد اور میر سراج الدین اور محمد ایرج خان کا لڑکا اور حاجی لطف علیخان اور باقر علیخان
وغیرہ نے خدمتگذاری کر لیے آخری رفاقت اختیار کی اور راے رایان عالم چند اور محمد ایرج خان زخمی ہوکر
مین آئے اور محمد غوث خان دریا کے اوسپار نندلال سی لڑکے فتح یاب ہوا اور نندلال مارا گیا سرفراز خان
کے فیلبان نے نمک حرامی اپنی کو کشتہ دیکہکر فیل کو مرشد آباد کی راہ دکھلائی محمد غوث خان نے دور سی دیکہا کہ آقای
نامدار کے سواری کا ہاتہی گریزان ہی عدم دلیری آقا کا احتمال ہوا کسی سوار کو دوڑایا اور پیغام دیا کہ

مینے حریف کو مار ڈالا مجہسے ملحق ہوجیو کہ باقیماندون کو بہی راہ عدم کرون۔ مہابت جنگ نے احتیاط فرمائی باوجودیکہ سرفراز خان کے مارے جانے کا یقین تہا مگر غوث خان کے زندہ رہنے اور اوسکے فوج کے جماو سے اپنے قول کے آدمیونکو متفرق ہونے دیا ہراول کی فوج ظفر پائی اور سرفراز خان کی تیاری جانے اور لشکر کے زر و جواہر کی کثرت سے مطمئن ہوکر غارتگری مین اپنے سرداران سے متفرق ہوگئی محمد غوث خان نے زبانی سوار فرستادہ کی آقاے نامدار کے کشتہ ہونے سے بیخبر ہوکر اپنی عزت و آبرو کے خیال سے جو منجانب مہابت جنگ کے رکہتا تہا مرنے کو آمادہ ہوا اپنے لڑکون محمد قطب اور محمد پیر کو فرمایا کہ ؎ ع
وخفتان دور کرو اب وقت حفظ آبرو ہے اور پاس ننگ و نام جانفشانی ہے پس مہابت جنگ کی قول پر دہاوا کرنا چاہیے چونکہ محمد غوث خان وغیرہ اوسکے بیٹے فی الحقیقت شیر ژیان اور رستم زمان تہے اس کلام کے ساتہ ہی محمد غوث خان مع اپنے لڑکون اور باقیماندہ حاضرین کی بکمال استقلال روان ہوا اکثر لوگ سرفراز خان کا جان دینا سنکر علیحدہ ہوگئے مہابت جنگ کے قول تک پہونچتے پہونچتے چند نفر ہمراہ رہگئے اور نزدیک پہونچتے ہی محمد غوث خان گولیون سے مجروح ہوا باوجود اینہمہ گہوڑا طلب کیا کہ مہابت جنگ پر اوسنے دوڑے مگر ہاتہی سے اوترتے متواتر دو زخم گولی کی کہاکر دل سیر روانہ میدان آخرت ہوا بعد بدر لڑکون نے پیادہ پا ڈہال تلوار لیکر حریف کے مقابلہ کو رخ کیا مگر گولیون کی بوچہار نے پیالہ روح مین رنگ اوڑائی کہ نقد جان کیسہ بدن سے نکل گیا محمد قطب کہ نہایت شجاعت اور قوت بدنی رکہتا تہا جس طور پر کہ تلوار و سپر ہاتہ مین تہی اوسی طرز و ہیئت سے میدان مین بیٹہا اور اوسی طریق و دستور سے روح نے انتقال فرمایا واہ واہ اسی روش و صورت سے دفن بہی ہوا میر دلیر علی بہی سولہ نفر بہائی بندونسے بعد وفات سرفراز خان کی پاس آبرو لڑکر حق خدمت سے ادا ہوا فی الحقیقت ہندوستان میں سرفراز خان کی نوکرون کے مانند کم کسی نے جرات اور حلال نمکی کی ہے میر شرف الدین نے بہی اور ون کی طرح جوہر نمایان کیا مراجعت کی میر شرف الدین کے دو تیر مہابت جنگ کے لگے ایک جس ہاتہ مین کمان تہی اور دوسرا دست راست پر کسی قدر زخم آیا سرفراز خان کی ہمراہیون نے بقدر حوصلہ نمک حلالی کی مگر تقدیر کی دوا نکرسکے مہابت جنگ نے فتح پاتے حاجی احمد اپنے چہوٹے بہائی کو بنا بر دلجوئی رعایا پیشتر سے شہر کو بہیجا اور اوسنے جلد پہونچکر مہابت جنگ کی شہر مین منادی کراکر فتنہ فرو کیا۔

داخل ہونا مہابت جنگ کا شہر مین

دو روز کے بعد با تجمل و شان و شوکت مہابت جنگ ما بین شہر صفر ۱۱۵۳ مین شہر مرشد آباد مین داخل ہوا اور قبل مسند نشینی کے نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ کے در حرم سرا پر حاضر ہوکر التماس عفو تقصیر کی اور

عرض کیا کہ جو کچہ تقدیر مین ہونا تہا ہوا اب اور ہمیشہ کیواسطی اس بدنامی کا داغ مجہی نصیب ہوا
لیکن اسوقت سے تا بہ زندگی کسی ادنی ملازم سرکار کی خدمتمین بیادبی نہوگی امید ہی کہ قصور اس
غلام پیر کے صفحہ خاطر سی محو یا فراموش فرمائے جاوین بعد ازان دار الامارۃ مین آکر واقع چہل ستون
شجاع الدولہ مرحوم مین آکر مسند آرا ہوا نذرین مبارکبادکی گذرانین اول تو بندگان خدا کو بسبب اس
حرکت قبیح کی کہ آقا کشی کی مہابت جنگ سی نہایت نفرت ہوئی آخر کار اسکی عزا بپروری اور اخلاق
تمام اور پاس حقوق خورد و کلان سی لوگون نے قبول کیا اور مہابت جنگ نی بہی اپنی قدرشناسی
اور ترحم و عفو جرائم و پاس حقوق کی نگاہداشت سی اسقدر اتحاد بڑہایا کہ جس سے زیادہ متصور نہین
حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ سرفراز خان کا مارا جانا جو کہ آقازادہ تہا نہایت برائی کی مگر سرفراز خان کو
ملکداری کی لیاقت کچہ بہی نتہی کچہ عجب نتہا کہ اگر اوسکے زمانہ دولت کو درازی ہوتی تمام صوبجات
مین خرابی پیدا ہو جاتی مہابت جنگ ہی کا یہ کام تہا کہ حوادث عظیمہ کو فرو کیا جسکا بیان انشاء اللہ کیا جاویگا

تسلط پانا مہابت جنگ کا اور ارسال پیشکیش مع ضبطی سرفراز خان وغیرہ

جب مہابت جنگ نے تسلط پایا اور خزاین و اموال سرفراز خان اور شجاع الدولہ کو جو کڑورون پر
پہونچی ضبط کیے حضور سے بخطاب حسام الدولہ اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی و مراتب سے
سرفراز ہوا زین الدین احمد خان چہوٹے داماد کو جو عظیم آباد کی نیابت پر تہا اوسکو اصالتاً اوسی
صوبہ کا صوبہ دار بنایا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری مع
ماہی و مراتب و پالکی جہالر دار و نوبت و علم اوسکے سبب طلب کیا اور بڑے داماد نوازش محمد خان
کو چکلہ جہانگیر نگر اور فوجداری سلہٹ اور اسلام آباد چٹگانون اور تمام دیوانی صوبہ بنگالہ کی دیکر
منصب ہفت ہزاری اور سرای مذکورہ مع خطاب احتشام الدولہ بہادر کی طلب کر کر دلا دیا اور
تیسرے بہتیجے منجہلے سعید احمد خان نام کو جو شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے عہد مین رنگپور کا
فوجدار تہا مراتب مذکور مع خطاب صمصام الدولہ بہادر صولت جنگ کے دلوایا اور نیز صوبہ داری
اوڑیسہ کی امید بعد انتزاع مرشد قلیخان کی دی — مرشد قلیخان جو شجاع الدولہ کا داماد اور سرفراز خان
کا بہنوئی تہا مرد سخن فہم شاعر تہا سرشار تخلص اور رستم جنگ بہادر خطاب اور میرزا محمد نام کو جو کہ
مہابت جنگ کا پوتا اور ہیبت جنگ کا پسر کلان تہا اور جسے مہابت جنگ سے فرزندی مین قبول
کیا تہا سراج الدولہ شاہ قلیخان بہادر کا خطاب مع خدمت نوارہ جہانگیر نگر ڈہاکہ کی ملی اور اوسکے

بہائی شہامت جنگ کیواسطے اکرام الدولہ پادشاہ قلیخان بہادر کا خطاب اور وہان کی اہتمام کی
خدمت طلب کر کے یہ دونو بہائی منصب ہفت ہزاری پر مع مراتب وغیرہ لازمہ کی چہوٹی عمر
مین امیر کبیر رہے ـــ عطاء اللہ خان نے جو چہوٹا داماد حاجی احمد کا اور جو کہ عہد شجاع الدولہ اور
سرفراز خان سے فوجدار تہا بہاگلپور کی فوجداری کی اضافہ اور رسالہ سہ ہزار سوار اور پیادہ اور منصب
ہفت ہزاری مع لوازمہ اور خطاب اعزاز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفراز ہوا اور شہامت جنگ
کا ناسب حسین قلیخان خطاب بہادری اور منصب چار ہزاری اور علم اور نقارہ سے ممتاز ہوا
اور اللہ یار خان برادر علاتی مہابت جنگ کا اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان اور میر
جعفر خان اور مصطفی خان وغیرہ بہائی بند خدمات بہادری اور مناصب لائقہ پر سرفراز کیے گئے اور
چین رائے جو کہ شجاع الدولہ کے دیوان رائے رایان رتن چند کا پیشکار تہا بخطاب رائے
رایانی اور دیوانی مہابت جنگ سے مفتخر وممتاز ہوا اور راجہ جانکی رام جو قدیم خانہ مہابت جنگ کا
دیوان تہا دیوانی تن پر مقرر ہوا عبد العلیخان راقم تاریخ کا چچا جو مہابت جنگ کی ہمراہ اس معرکہ مین
شہامت جنگ کا ہراول تہا اور برادرزادگی کی قرابت اوس سے رکہتا تہا اسطرح پر کہ عبد العلیخان
کا باپ سید زین العابدین راقم تاریخ کی نانا جد اور مہابت جنگ کا پسر عمہ تہا تمام سپاہ کی بخشیگری
مع خطاب بہادری اور منصب سہ ہزاری تجویز ہوا تہا مگر خان مذکور چونکہ دیگر برادرزادون کی
برابر امید رکہتا تہا خوش ہو کر بعد رخصت عظیم آباد کو معاود ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے
اسکا مقدم غنیمت سمجہا اور بہار و بسوک کی پرگنات پر پرگنہ نرہٹ اضافہ کر دی اور مہابت جنگ نے
عبد العلیخان بہادر کے نصرت علیخان کو جو راقم کا خالو تہا اپنی فوج کا بخشی بنایا اور بخشی دوم فقیر اللہ بیگ
خان بہادر کو ـــ اور مبلغ کرور روپیہ پیشکش موعودہ روانہ حضور کیا اور موتمن الدولہ اسحق خان بہادر
کے توسل سے داخل خزانہ شاہی ہوا اور ضبطی سرفراز خان کا مال واسباب اغذ جو مناسب پادشاہ
کیواسطے علیحدہ کر رکہا تہا مویدخان بہادر بنابر اسکے اموال ضبط شدہ اور خزانہ سالیانہ بنگالہ کے
جو سرفراز خان کی حیات مین ارسال ہوا تہا دربار حضور شاہی سے عظیم آباد پہونچا اوسنے اوسکا آنا
بنگالہ مین نامناسب جانکر لکہا کہ واقع سکر بگلی متوقف ہو جیے نیاز مند مع مال حاضر ہو کر تعویض
کرتا ہے اور رجب کے مہینے مین اکبر نگر راج محل کی طرف جاکر چند روز خان مذکور کی
انتظاری کی گئی لاکہ روپیہ نقد اور ستر لاکہ روپیہ کی جنس مانند جواہر و فیل و اسب اور
ظروف طلائی و نقرہ وغیرہ نفائس دیکر رخصت کیا اور اوسکے ساتہ بہی رعایت لائق کی گئی بعدہ عزم

کہ صوبہ اوڑیسہ مرشد قلیخان سی لیا جاوے پس نہضت کٹک مصمم ہوئی۔

فتح پانا مہابت جنگ کا مرشد قلیخان پر اور صوبہ اوڑیسا اپنی بھتیجی صمصام الدولہ صولت جنگ بہادر سعید احمد خان کو دینا

بعد استقلال مسند حکومت کے سامان لائق آراستہ کر کے چاہا کہ مرشد قلیخان کی حقیقۃ الحال دریافت کرے اس اثنا مین مرشد قلیخان نے مہابت جنگ سے لڑنا اپنی طاقت سے زیادہ سمجھکر درخواست مصالحہ کی آقا محمد تقی سورتی کو برسم رسالت بہیجا مہابت جنگ نے بنظر حقوق سابقہ اور اپنی حسن اخلاق کے قبول کیا لیکن مرزا باقرخان اصفہانی نے جو ماں کے طرف سی علویہ صفویہ سی نسبت رکہتا تہا اور اور مرشد قلیخان کا داماد تہا شاہی بنگالہ کی طمع سے باوجودیکہ اسکے لائق نتہا مصالحہ پر راضی نہوا اور اپنی ساس کے تحریک سے انتقام علاء الدولہ کا مشہور کر کے متمرد ہوگیا مہابت جنگ نے اس خبر سے مرشد قلیخان کو لکہا کہ مین کسیطور سے ایذا رسانی آپ کی نہین چاہتا لیکن قیام کرنا اس جوار کا طرفین کے موجب اعتبار نہین لہذا لازم ہے کہ اوسطرف سے دکن کو تشریف لیجایئے مرشد قلیخان نے جو کہ مردمآل اندیش تہا مقابلہ مہابت جنگ کا قرین صلاح نسمجہا چاہا کہ ترک عناد کرے مگر مرزا باقر نے اسقدر لڑائی کی تحریک کی جسکا بیان نہین ہوسکتا اور نیز اوسکی بی بی نے طعنہ اور تشنیع کرنا اپنی شوہر سی شروع کیا بلکہ یہ ارادہ کیا کہ اگر نمانی تو شوہر کو ریاست سی خارج کر کے خزانہ وغیرہ کل داماد کے مفوض کرے اور مہابت جنگ سے آمادہ پیکار ہو مرشد قلیخان نے چار ناچار نقض کرنے عہد اور آمادہ کارزار ہونے سی مہابت جنگ کو اطلاع دے۔ مہابت جنگ نے اطلاع پاتے حاجی احمد اور مہابت جنگ کو نیابت مرشدآباد مین چھوڑکر دس بارہ ہزار سوار سی اوایل ماہ شوال مین کٹک کو نہضت فرمائی۔ مرشد قلیخان نے اول جملہ رفقا سے مجلس آراستہ کر کے اپنی تلوار رکہکر مجمع سے کہا کہ اگر تم لوگ عزم جزم کرو تو عزم رزم کیا جاوے والا بندہ اپنی راہ لے عابد خان وغیرہ نے عہد وپیمان سے اسکی دلجمعی کی اور حسب التماس مرشد قلیخان کے سرداران لشکر نے اونہکی تلوار کمر سے لگادی جب اس طرف سے اطمینان ہوا مع باقرعلیخان کی کٹک سی برآمد ہوا اور بالیسر بندر سے گذر کر اوسکے رود خانہ کے قریب موضع بہلوار مین پہونچا اور ایک مقام دشوار گذار مین جسکے اطراف مین ندیاں اور جنگل گہرے ہوے تھے اور مخالف کا عبور وہاں بہر غیر ممکن تہا مقیم ہوا اور لشکر کے گرد تین سو چہوٹی بڑی توپین لگادین ادہر مہابت جنگ بعد قطع راہ

سیدنی پور اور جالیسر ہوتے ہوئے رود خانہ کے اسطرف چند کوس پر اقامت پذیر ہوا چند روز
تک اس تدبیر مین رہا کہ مخالف کو کس نیرنگ سے اوس دشوار گذار مکان سی باہر نکالے چونکہ
وہ سرزمین مخالف تہی زمینداران اطراف غلہ وغیرہ سامان رسد کے پہونچانے مین قاصر ہوئی بلکہ
جو غلہ مہابت جنگ کے عمال نراین گڈہ وغیرہ سے بہیجتے راہ مین لوٹ کر ڈالتے تہے اس سبب سی کمی
اجناس کی فکر زیادہ ہوئی نہایت تشویش رسد کے نہ پہونچنے کی مشہور ہوئی میرزا باقر خان ذاس
اضطراب کے سنتے ہی باہر نکلنے کا ارادہ کیا ہرچند مرشد قلیخان نے ممانعت کی مگر نہ سنی آخر ذی قعدہ
بعزم مقابلہ برآمد ہوا مہابت جنگ بہی اس خبر سے مدافعہ کو سوار ہوا جب طرفین مین قریب ہوئی
جانب تو پخانہ مخالف کسی خال سے وہ لوگ غافل اور مقابلہ کو چلے آئے تہے فوج مہابت جنگ نے
حملہ کیا اور اول ہی حملہ مین متصرف ہو گئے طرفین سے بندوق اور بان کی جنگ شروع ہوئی خلق
کثیر اس آتشبازی مین تلف ہوئی مرشد قلیخان نے باوجودیکہ اکثر ہمراہی متفرق ہو گئے کمال پایداری کی
اس عرصہ مین عابد خان نامی افغان جو مرشد قلیخان کا ساختہ پرداختہ اور معتمد علیہ تہا بموجب تقاضائے
جبلی کے مصطفی خان رسالہ دار مہابت جنگ سے متفق ہو کر آقا کی خدمت مین غدر و نفاق کرکے
جسطرف رسالہ دار مذکور نے بتایا تہا گیا اور آسودہ ہوا لیکن دیگر گروہ سادات نے ایسی حملہ آوریان دکہلائین کہ اکثر مہابت جنگ کے لشکریون کی چہکے چہوٹی نامردی سی بہاگنے لگے اس کشمکش و
پیچ مین نزدیک تہا کہ مہابت جنگ دورنگی روزگار سی دوچار ہوا اسی عرصہ مین میرزا باقر خان نے چاہا
کہ فتح اوسکے نام ہو مین سی نکلا اور مہابت جنگ کے یسار کیطرف آکر جعفر خان وغیرہ سے لڑا اکثرون
کے پاے ثبات مین تزلزل آگیا اس حال کے دیکہنے سے میر محمد جعفر خان چند لوگون کے ہمراہ پاپیادہ
مصاحب خان اور اصالت خان پسر عمر خان رسالہ دار کے اعانت سی ناموری کر رہا تہا آخر الامر سادات
کی جماعت سی جو مرشد قلیخان کے رفیق تہے میر علی اکبر و میر مجتبی علی وغیرہ نے جام سرشار فنا نوش فرمایا
اور باقر علیخان زخمہاے منکر سی سر دگردن برداشتہ واپس ہوا باقی لشکر پر شکست پڑی مرشد
قلیخان مع باقر علیخان وغیرہ کے سلامت چل نکلا بالیسر کی آبادی مین پناہ لی او سوقت مین دو تین
ہزار آدمی ہمراہ تہے اور مرشد قلیخان کو ان لوگون سی اطمینان تہا لہذا اس بہانہ سی کہ شہر مین محصور ہو کر
ہم لڑنا چاہتے ہین مردم ہمراہی کو شوارع آبادی پر تعنات کرکے اپنے پاس سے دور کیا اور خود
لب دریا پہونچکر ہاتہی سے اوترا مرشد قلیخان کے دوستون مین ایک شخص سورت کا رہنے والا
ہمیشہ جہاز کی تجارت کرتا تہا سوداگری کا مال و اسباب جہازون پہ ہر ایک جگہہ بہیجتا اور وہ شخص

حاجی محسن نام ہمراہ اس لڑائی مین تہا قضارا اس شخص کا ایک جہاز مال تجارت سے بہرا ہوا دریا
کنارے آمادہ روانگی تہا عملہ جہاز نے دریا کنارے سے ہجوم دیکہکر واسطے خبر لانے مرشد قلیخان اور
اپنے آقا حاجی محسن کے غلش یعنی پہنسوی جو اکثر کنارے پر آنی جانے کو جہاز کے ہمراہ رکہتے ہین بہیجا
حاجی محسن نے مرشد قلیخان کو اطلاع دیکہا کشتی کا اسوقت مین آنا موجب امر غیب سے ہے
مرشد قلیخان بلا تامل بہبانہ سیر و تفرج مع باقر علیخان داماد اور حاجی محسن اور بعض عمدہ ضروری
کشتی کے توسل سے جہاز پر جا پہونچا پانچ چہہ روز کے عرصہ مین مچلی بندر آپہونچا لیکن متعلقان
اور زر و مال خطیر تہی جو کہ کٹک مین چہوڑ آیا تہا نہایت تشویش رکہتا تہا لہذا باقر علیخان کو واسطے
خبر لانے اور نیز تدارک کرنے کی سیکاکول او گنجام کے طرف جو کٹک سے نہایت ملحق تہا بہیجا —
تقدیر کی کارسازیان دیکہو رتی پور خوردہ راجہ مالک تہخانہ جگرناتہ جو ہنود کے مشہورہ معابد سے تہی بعوض
محبت مرشد قلیخان کے کہ ابتدا ہی سے جبکہ خان مذکور کی عزیمت بطور سرگذشت سنی محمد مراد
کو بہیجا اور اوسنے بیگم اور اوسکے لڑکی زوجہ باقر علی خان کو مع جمیع توابع اور لواحق اور خزاین
اور اسباب کے حدود کٹک سے اچہاپور مین جو سیکاکول اور گنجام کے تابع تہا پہونچا یا اور ہمراد
اور آرام ہر گونہ مقیم کرایا انور الدین خان وہان کا حاکم سے بہی بپاس معرفت سابقہ کے مہمانداری
کین اسی ضمن مین باقر علیخان آپہونچا اور حفظ ناموس و ننگ کو دیکہنے سے شکرگذار خدای برحق
ہوا خود واسطے استخبار احوال صوبہ کٹک کے چندی مقیم ہوا اور اپنی بی بی اور ساس کو مع اموال
وغیرہ مرشد قلیخان کے حضور مین روانہ کیا سسر اور داماد نے دار الملک آصفجاہ مین پناہ لیجانا
غنیمت سمجہو مہابت جنگ نے کٹک پہونچکر چند روز قریب چالیس روز کی اقامت کی چونکہ ابتدا سے
عہد شجاع الدولہ سے اسطرف کے زمینداروں سے آگاہ تہا ہر ایک سے جیسا کہ چاہیے سلوک اور دلجوئی
سے پیش آیا اور اپنے برادر زادہ منجھلے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کو ناظم صوبہ دار
بنایا اور رگوجر خان جماعہ دار کو مع سرداران رسالہ کے وہان پر معین فرمایا اور صولت جنگ کو
حکم دیا کہ جسقدر فوج کی ضرورت ہو مقرر کرنے اور مہابت جنگ بعد بندوبست صوبہ اوڑیسہ کی
مرشد آباد کو جو عہد جعفر خان سے دار الحکومت صوبہ دار مقرر تہا معاودت فرما ہوا اور آرام و راحت دینی حال
رعایا اپنے سا موافقت کی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور نیز دیگر نشینان خاندان مہابت جنگ کا
مع امراے دولت مرشد آباد مین بحضور مہابت جنگ حاضر ہوئے اور باقیماندگان سرافراز خانی کو
شہامت جنگ نے زیر سایہ خود کر لیا اور نفیسہ بیگم سرفراز خان کی حقیقی بہن کو بعزت تمام اپنی گہر مین لیا

اور نسبت فرزندی دیگر اوسکو اپنے حرم سرا کا مالک بنایا اور نفیسہ بیگم کے اموال اور خدمہ اور اسباب وغیرہ محل خاص سے کچھ تعرض نکیا اور راداب اور تعظیم وقت تکلم کی جیسا کہ چاہیے مہابت جنگ اور شہامت جنگ وغیرہ بجا لاتے تھے جس روز کہ سرفراز خان مارا گیا تھا اوسکے کسی مدخولہ کو لڑکا پیدا ہوا نفیسہ بیگم نے اوسے اپنی فرزندی مین قبول کیا شہامت جنگ نے اپنے لڑکے سے زیادہ اوسکی خاطرداری اور عزت ملحوظ کی چونکہ سرفراز خان کوئی عورت اپنے ہمسرون کی حبالہ نکاح مین نہین رکھتا تھا اکثر جواری تھین اور بعض ممتوعہ اونمین سے جو کہ صاحب اولاد تھین اونہین مع اونکے اولاد اور دیگر منتسبان سرفراز خان کے جہانگیر نگر بھیجدیا اور وظیفہ لایق گذران مقرر کردیا کسیکی تکلیف کا روا دار نتھا ہرایک سے بمراعات پیش آیا کہتے ہین کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ ضعیفان اور بیوہ عورتونکو دفتر دلوانی سے علیحدہ ماہ بماہ عطا فرماتا تھا اور شہامت جنگ کا نایب حسین قلیخان بہادر اور اوسکے طرف سے رائے گوکل چند ضلع جہانگیر نگر اور اسلام آباد اور سلہٹ وغیرہ پر مقرر ہوا اور رنگپور کی فوجداری قاسم علی خان جو برادر زادہ مہابت جنگ کی بی بی کا تھا مقرر ہوئی۔ معین الدولہ سیف خان بہادر سیف جنگ برادر عمدۃ الملک جو جعفر خان کے عہد سے پورنیہ وغیرہ کا فوجدار تھا چند روز تک مہابت جنگ کو باغی سمجھا اور اوسکے تادیب کا شہرہ کرتا رہا بدین امید کہ بادشاہ کی حضور سے ضرور اوسکی تادیب کو فوج مقرر ہوگی جب اسکا کچھ اثر نملا تب تو نہایت نادم ہوکر برخلاف اول کے اظہار اطاعت جاری کی مہابت جنگ بپاس خاطر عمدۃ الملک کے کچھ خیر نہوا۔

ہیبت جنگ اور صوبہ عظیم آباد کا حال

احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ پسر حاجی احمد جو مہابت جنگ کا چھوٹا داماد تھا بعد فتح بنگالہ عظیم آباد کے صوبہ داری پر مقرر ہوا اور خلعت مع خطاب مذکور اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی مراتب اور نوبت اور پالکی جہالردار حضور سے طلب کرکے عنایت ہوئی اور ہیبت جنگ نے سید ہدایت علی خان بہادر والد مورخ کو جو اپنے فوجداری پرگنات مین تھے طلب فرماکر نہایت شفقت مبذول کی اور تکلیف بخشی گری لشکر کی دیکر فرمایا کہ چونکہ حق تعالی نے یہ ملک و دولت تمہارے بھائی کو یعنی اپنے تئین عطا فرمائی چاہیے کہ باتفاق ہمدیگر انتظام معاملات مین مصروف ہون اسیطرح اور بھی چند کلمہ جو موجب ازدیاد رسم محبت ہون فرماکر ہمیشہ یہ معمول ہوا کہ نہایت شفقت فرماتا اور راجہ جانکی رام دلسر کو جو مہابت خان کا قدیم دیوان تھا اپنے سمشیر سے لیکر اپنے سرکار کا دیوان مقرر کیا ہیبت جنگ

اگرچہ نوجوان تہا مگر چندان جرات اور ہوشیاری اور آداب مناسب اور تہذیب اخلاق سے بخوبی
واقف تہا جب تسخیر مرشدآباد کو گیا تہا اوسکے حسن سلوک اور احسانون سے اکثر زمیندار صوبہ عظیم آباد
کے مانند راجہ سندر سنگہ برہمن زمیندار پرگنات ٹکہ اور زمینداران پرگنہ ترہٹ سہائے جبان قوم
سیٹہے اور نومسلم تہے اوسوقت چارون بہائی کنا مدار خان و سردار خان و کامگار خان و رستم خان کی
رفاقت کی اور فرقہ سپاہ سے بہی اکثر متوطنان عظیم آباد ہمراہ ہو لیئے بعد فتح و ظفر کے جب واپس
آئے استدعا اپنے وطن کی ظاہر کی ہر ایک کو ہاتہی گہوڑے خلعت فاخرہ عطا فرماکر رخصت فرمایا اور
وہ لوگ اپنے وطن مالوف مین پہونچکر ہیبت جنگ کی ملازمین مین مقرر اور معتمد ہوئے درحقیقت مہابت جنگ
کے خاندانیون مین جیسا کہ چاہیے حسن اخلاق اور سلوک بہت تہا اور پاس حقوق ایسا تہا کہ راقم نے
اپنے زمانہ مین کسیکو نہ دیکہا ہیبت جنگ کو والدہ مورخ سے سررشتہ رضاع تہا بدین وجہ کہ جدہ مادری
مورخ نے ہیبت جنگ کو صغیر سنی مین بمقتضائے شفقت کبہی کبہی دودہ پلایا تہا بپاس سررشتہ مذکور
محبت برادرانہ مورخ سے ایسی کرتا تہا کہ برادران حقیقی بہی اوس مرتبہ تک نہ کرینگے ابتک ہیبت جنگ بکمال
جاہ و جلال باتفاق والدہ و عم و خال مورخ کے نہایت عدل و داد مین بسر کرتا تہا اگر ادنی اوسکے
بیٹون بہتیجون کے صفات و حالات تحریر ہون سررشتہ مورخی جاتا ہے اور بیان طول ہوتا ہے۔

صولت جنگ کا قید ہونا باقر علیخان کے ہاتہہ سے اور مہابت جنگ کا رہا کرانا

جب مہابت جنگ بہادر مرشدآباد پہونچا اوسکا بہتیجا صولت جنگ جو اوڑیسہ کا صوبہ دار تہا لالچ مین آگر
چاہا کہ تنخواہ سپاہ مین تخفیف کرے جو لوگ کہ غریب الدیار رفیق قدیم مرشدآباد سے ہمراہ آئے تہے
قبول نہین کرتے تہے اور شہر کٹک وغیرہ کے لوگ جو صوبہ اوڑیسہ کے رہنے والے تہے مکان کی نوکری سمجھکر
اوسیقدر مین راضی تہے اس سبب سے اکثر لوگ اوس ملک کے ملازم ہوئے اور رفقاے دیرینہ
برطرف ہوئے اور بعض دیگر سرداران مرشد قلیخان کے شہر کٹک مین بے نوکری صولت جنگ کے مقیم
تہے اور باقر علیخان کی تخم محبت اپنے دل مین بوتے تہے شاہ یحیی نام درویش جو صولت جنگ کے ساتہہ
دہلی مین باہم پرورش پاتے تہے اسوقت مین دکن سے آکر مصاحب اور معتمد ہوا چونکہ یہ شخص بدسرشت تہا اور
صولت جنگ ثروت جوانی مین سرگران اوسنے ایسی تحریک کی کہ شہر والون کو ضرر پہونچا سکے حسین
و جمیل عورتون کو ہر ایک گہر سے بولا لئے اکثر سپاہ سے مرشد قلیخان کا بچا ہوا روپیہ [illegible] وصول کیا
ایسی ایسے امور سے مردم شہر اسیقدر ناراض و بیان بلب ہوئے کہ صولت جنگ کے عدم وجود کی

خواہان ہوئے قدیم رفیقون سے تو کوئی نتہا مگر کسیقدر لفنگے اور گوجر خان مع اپنے رفیقون دو تین سو نفر کی ہمراہی مین تہا اور وہان کی جدید آدمی جو نوکر ہوئے تہے اکثر مرشد قلیخان اور باقر علیخان اور انکی ہمنشینون اور متوسلونکی نوکرون میں سے تہے ایکسال تک تو صولت جنگ نے مع عیال واطفال کے بڑی عیش عشرت مین بسر کی ناگاہ افلاک شعبدہ باز نیرنگ ساز نے سر نو بنای فتنہ آغاز کی باقر علیخان نے اپنے خسر مرشد قلیخان کو یہ تحریص کی کہ صوبہ اوڑیسہ صولت جنگ سے چہین لی اور سرفراز خان کا انتقام لی مگر مرشد قلیخان زمانہ کا رنگ دیکہکر خاموش تہا باقر علیخان نے جب دیکہا کہ التماس میرا قبول نہین ہوتا خود عازم ہوا بعض دکہنون سے توسل چاہا کہ شاید اونکی دستگیری سے کچہ دسترس ہو تدبیر یہ کی کہ بعض فوجداریونمین جو صوبہ کٹک سے ملحق تہین آکر بیٹہا اور صولت جنگ اور اوسکے رفقا کی کیفیت دریافت کی اور وہان کے حکام اور زمیندار و مہاجنون سے رابطہ بڑہایا جب معلوم ہوا کہ قدیم معتمد رفیقون مین بہت کم لوگ صولت جنگ کے ساتہ رہگئے ہین اور جو لوگ ہین وہ اکثر پرانے نوکر مرشد قلیخان اور اپنے اوسکے رہے ہین اون لوگون سے خط خطوط کا سلسلہ نکالا اور اپنی رفاقت اور صولت جنگ کی منافقت کی تقریرین لکہا جب معلوم ہوا کہ کسیقدر ادہر توجہ ہوئی مردم کو وعدہ اور لالچ سے موافق کرکے کہا کہ جو لوگ مانند گوجر خان وغیرہ کے تمسے موافق نہین خانہ جنگی یا اور کسی بہانہ سے اونکو مار ڈالو تب آرزو بہی دلی میسر ہوگی یہ رای اونکو پسند ہوئی ایکروز مجمع عام بطور بلوا کرکے آہستہ آہستہ بڑہ چلے صولت جنگ نے گوجر خان کو واسطے بجہانے آتش فساد کے پیغام دیا ہرچند خوب پیغام آئے مگر شہر والے تو بالکل صولت جنگ سے نسبت باقر علیخان اور محمد مراد چابک سوار کے منحرف ہوگئے تہے کچہ سود نہوا دوسرے روز عین بازار سے گوجر خان واسطے تقدیم سلام صولت جنگ کے دربار کو تنہا جاتا تہا غفلت مین آکر لوگون نے کام تمام کردیا اور بمجرد اس حرکت کی باقر علیخان کے آنیکا شہرہ قرب جوار مین بلند کردیا ایک بلوائے عام کی صورت ہوگئی اور بعد اشتعال اس آتش فساد کی سارا حال باقر علیخان کو پیغام دیکر بلایا وہ تو ایسے وقت کا امیدوار ہی تہا فورا آ جا پہنچا اور شہر کٹک مین پہونچکر جو اوڑیسہ کا دار الملک تہا آیا شہر والون اور دیگر مخلصان کو حکم دیا کہ جسطرح سے بنے صولت جنگ کو قید کرلین مردم شہر نے جو صولت جنگ کی نوکر اور باقر علیخان کی دولتخواہ تہے صولت جنگ کے قدیم نوکرون کو جو اوسکی حراست مین تہے پیغام دیا کہ اگر براہ اطاعت دروازہ کہولدو تمہارے جان مال کی سلامتی ہے ورنہ آمادہ سیاست رہو بیچارہ جان سے ڈرے ہرچند صولت جنگ نے دلجوئی کی مگر کچہ پذیرا نہوا کنجیان لیکر مفسدون کی حوالہ کین اور خود بہی اونمین ملگئے باقر علیخان نے جو نہایت نزدیک تہا پہونچکر صولت جنگ کو قید کیا اور خود بجاے اوسکی مسند آرا ہوا خزائن وغیرہ پر متصرف ہوا اور

عیال اطفال صولت جنگ کی قلعہ باڑہ بہاگی مین قید ہوئے اور صولت جنگ حضور مین مقید رہا۔
صولت جنگ نے چند روز پیشتر اس سانحہ کے مہابت جنگ کو اطلاع دی تہی اور مہابت جنگ نے
شہر سے باہر خیمہ کیا تہا قصد تہا کہ عنقریب صولت جنگ کی مدد کو جاوینگا ناگہان قید ہوجانے کی خبر آئی
اور ہر کارون سے بہی اوسکی تصدیق ہوئی عزم روانگی مین توقف ہوا کیونکہ یہ خیال ہوا کہ ایسی
حرکت بدون تحریک آصفجاہ کے نہین ہوسکتی اور تدارک اوسکا بڑی تامل سے ہوگا لہذا مشورہ ہونے لگا
صولت جنگ کی مان نہایت لڑکے سے تعشق رکہتی تہی اور مہابت جنگ اونکی رضامندی اپنی مان کی
برابر جانتا تہا حاجی احمد کو اور صولت جنگ کی مان نے یہ صلاح دی کہ صوبہ اوڑیسہ باقر علیخان کو دیا جائے
اور اوسکے عوض مین صولت جنگ کی رہائی ہو اور مہابت جنگ باقر علیخان کی پیروی مین موجب
سستی اپنے ارکان دولت کا جانتا تہا اور مصطفی خان نے جو عمدہ سردار اور دولتخواہ مہابت جنگ تہا
رائے آقا کی پسند کی آخر الامر چند روز کے بعد سر انجام سامان فوج و سپاہ ہونے لگا۔

مہابت جنگ کا مع فوج آراستہ جانب کٹک آنا صولت جنگ کی رہائی کیواسطے قبضہ باقر علیخان سے

چونکہ یہ خیال تہا کہ باقر علیخان کی شان وشوکت آصفجاہی کی پشت پناہی سے ہوگی مہابت جنگ نے
ہر ایک سردار لشکر کو حکم دیا کہ تمہارے دوست و بہائی عزیز جو موجود ہون ملازم کرنا چاہیے اور جو لوگ
کہ چند روزہ راہ پر بہی ہون طلب کرکے رفیق بناو اسیطرح مصطفی خان کو پانچ ہزار سوار کی تقرر
کا حکم دیا اور شمشیر خان کو بنا بر سہ ہزار سوار اور سردار خان کو دو ہزار سوار کیواسطے اور عمر خان کو
تین ہزار کے لیے اور عطاء اللہ کو دو ہزار اور حیدر علیخان کو ہزار سوار اور فقیر اللہ بیگ کو ہزار سوار اور میر جعفر خان
کو ہزار سوار اور میر شرف الدین کو پانچ سو سوار اور شیخ محمد معصوم کو پانچ سو سوار اور امانت خان وغیرہ نارنولیان کو
ایک ہزار پانچ سو سوار اور میر کاظم خان کو دو سو سوار اور بہادر علیخان داروغہ توپخانہ جنسی کو پانچ سو
سوار کیواسطے حکم دیا اور رفتح راو بخشی اور چندن بہیلیہ وغیرہ ہزاریون کو مع پچاس ہزار پیادہ تفنگچی
بہیلیہ کے ہمراہ لیکر حاجی احمد اپنے بہائی کو اور صولت جنگ کے مان سے وقت رخصت عرض کیا
کہ بندہ مع صولت جنگ کے منہہ دکہلاویگا ورنہ خیر شہامت جنگ کو پانچ ہزار سوار اور تقریبًا دس
ہزار پیادہ کے اپنی نیابت پر مرشدآباد مین چہوڑ کر ساعت سعید کو مع بتیس ہزار سوار کے روانہ ہوا
اور آہستہ آہستہ مع توپ و توپخانہ وغیرہ کے چلا جاتا تہا مردم ہمراہی سے وعدہ کیا کہ جو شخص اول
صولت جنگ کے پاس پہونچکر اوسے رہا کریگا لاکہہ روپیہ انعام پاویگا اور اگر صاحب رسالہ ہوگا

اوسکے ہمراہیون کو بھی دو ماہہ انعام ہوگا باقرعلیخان کی مہابت جنگ اور فوج کثیر کی آمد آمد سے نہایت
گھبرایا حیرت تھی کہ کیا کرے آخر کو دریاے مہاندا کے کنارے سورچہ اور توپخانہ لگا کر مع ہمراہیونکے
آمادہ مقابلہ بیٹھا اور لشکر سے کے پیچھے تین چار کوس پر بنگاہ کو ٹھیرایا اور صولت جنگ کو ایک رتھہ مین
جسکے غلاف پر سفید چاندنی اور سفید ڈوریون سے جال بندی کردی مع دو مغل تورانی کی بٹھا کر حکم دیا
کہ جسوقت مہابت جنگ کی آدمی نزدیک آوین تم چہریون سے اسکا کام تمام کرنا اور پانسو سوار و پیادہ
دکھنی کو اوسکے گرد مقرر کیا کہ جب مہابت جنگ کی فوج نمایان ہو تم لوگ دوڑ کر ایک ایک نیزہ اس
رتھہ پر مارنا اُسکے بعد جسکا جو قابو چلے تعمیل کرے مہابت جنگ نے نزدیک پہونچکر بندش مورچال
و مستعدی توپخانہ اور صولت جنگ کی بنگاہ مین قید رکھنے کا حال سُنا بعض افواج کو مقرر کیا کہ
بمجرد شروع جنگ جب فوج دشمن مین گھبراہٹ دیکھنا فوراً دوسری راہ سے بنگاہ پر پہونچکر صولت جنگ
کی رہائی مین ساعی ہونا اور آدہی رات کو روانہ ہوکر قریب صبح دریاے مہاندہ پر پہنچا لشکر باقرعلیخان
کا بمجرد معاینہ فوج کے عازم پیکار ہوے جب ادہر سے دو تین بان اور توپ سر ہوئین اودہر بہکدر
پڑی مہابت جنگ کی فوج نے دلیری کرکے دریا سے گذر باقرعلیخان کے لشکر پر چڑہ گئی بمجرد پہونچنے
اس فوج کے باقرعلیخان نے بہاگنے کا ارادہ کیا مصطفی خان اور میر جعفر خان جو صولت جنگ کی رہائی
پر مقرر تھی بنگاہ پر تیز قدم ہوئے اور باقرعلی کے لشکر سے آدہ گھڑی مین کچہ نشان نہ رہا محمد امین خان
برادر مہابت جنگ جو میر محمد جعفر خان کی زوجہ کا حقیقی بہائی تہا مع اصالت خان اور دلیر خان دونو لڑکے
عمر خان وغیرہ ہمراہیان کے جو دس نفر سے زیادہ نتھے سب سے اول بنگاہ مین پہونچکر صولت جنگ
کے متلاشی ہوئے ایک نوجوان عماریہ کاو خانہ ملازم صولت جنگ نے حاضر ہوکر بتلا دیا کہ اوس رتھہ
مین نواب کو قید کے لیے جاتی ہین انہون نے اوسیطرف سے رجوع کیا مرہٹون نے مہابت جنگ کو
قریب دیکھکر رتھہ پر نیزہ لگا کر راہ پکڑی اینکے زخم نہان سے منجملہ دو مغل کہ جو صولت جنگ کی
قتل پر مامور تھے ایک مقتول ہوا دوسرے مغل نے اوسکی نعش بطور سپر اپنے سر پر حفاظت
زخم کو اوٹہالی قضا را خواستہ جناب باری تہا صولت جنگ دونون کے بیچ ہوگیا اور راون کے
جراحات سے محفوظ ہوا دوسرے مغل کے بھی کسیقدر جراحت پہونچی اسی عرصہ مین سواران
مذکور رتھہ کے پاس آپہونچے اور پردہ پہاڑ ڈالا صولت جنگ نے جب اصالت خان اور محمد امین خان
وغیرہ کو پہچانا ثنا و صفت کی محمد امین خان نے گہوڑے سے اوترا اشارہ صولت جنگ سے کیا کہ سوار
ہو مغل مجروح رتھہ سے جست کرکے بنہایت چستی و چالاکی اوس گہوڑے پر سوار ہوکر بہاگا اور راستے ۲۰

لشکر مین جاملا دیکہنے والون کو حیرت ہوئی اور اس چالاکی پر اوسکی تحسین کی بالاخر دلیر خان نے اپنے
گہوڑے پر سوار کردیا فوج مہابت جنگ کی متواتر آرہی تہی تہوڑی دیر مین میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی
کے فیل سوار آپہونچا محمد امین اور دلیر خان نے آگی بڑہکر مقدم صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد
جعفر خان بمجرد پہچاننے کے اپنی ہاتہی پر سوار کرالیا اور خود خواصی مین جابیٹہا واہ ری قدرت یا تو کچہ دیر
مین جان کی خیر دشوار تہی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ قدمبوسی کو آنے لگی بموجب اس حکم جلیل خداوند
قدیر کے اللہ شہنشاہ ممالک ہی دیتا ہے ملک جسکو چاہی اور چہین لے ملک جس سی چاہتا ہے توقیر و عزت دی
جسکو چاہی ذلیل و خوار کرے جسکو چاہی اوسکی دست قدرت اور قبضہ اقتدار مین ہر چیز ہی اور وہی کل چیزون
پر قادر اور توانا ہی غور کرو اے صاحبان بینائی و دانائی مخبرون نی یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی اور
متعاقب صولت جنگ بہی پہونچا چچا کی ملازمت سی سرافراز ہوا مہابت جنگ نے آغوش پدری مین لیکر زیادہ
حد سے مسرور و خوشحال ہوا اور صولت جنگ کا حمام اور تبدیل پوشاک کرائی سرپیچ جیغہ کلگی مروارید
کے مالا وغیرہ سے زیب تن بڑہا کر مسند آرا کیا سرداران فوج کو نذر دینی کیواسطے ارشاد فرمایا حسب الحکم
تعمیل ہوئی بہت سا روپیہ مستحقین اور صدقہ وخیرات نذر نثار مین صرف ہوا اور اسیوقت ایک فوج
واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ بہائی روانہ ہوی جو لوگ باقر علیخان کی طرف
سے محافظ تہی اونمین سے جنہون نے خدمت کی تہی بامید عنایت وے کفایت برقرار رہی اور ایذا رسانون
نے بنظر تشدید راہ فرار لی مردم متعین نے اہل و عیال مقیدہ صولت جنگ کو لشکر مین پہونچایا
صولت جنگ اور حرم سرا سے کے واسطی جو خیمے نصب کیے گئے تہی لیجا کر اوتارا مہاجرت کشیدہ باہم
وصل مہابت جنگ کی ہوی بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو ضرور تہا مانند
ہاتہی گہوڑے اور توشک خانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کی اپنے پاس سی دیکر روانہ مرشد آباد
فرمایا تاکہ منزل مقصود پہونچکر والدین کی ملاقات سی مسرت اندوز ہو خصوص اپنی نیم جان منتظر ماں
کو از سر نو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشد آباد ہوا اکثر اسباب اور فوج مہابت جنگ کی اوسکی
ہمراہ مرشد آباد روانہ ہوی اور مہابت جنگ مع کل سرداران جان فشان اور پانچ چہہ ہزار سوار کے
جریدہ رہکر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر
مقرر کرکے وہان پر متعین فرمایا بعد چند روز کی اثناے راہ سی حسب التماس مصطفی خان کی شیخ محمد معصوم
پانی پتی کو جو سردار دیرینہ اور شجاعت و تہوری مین موصوف و مشہور تہا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور
کیا اور چند منزل واسطی انفصال سوانحات کے ہمراہ رکہا بعدہٗ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی شیخ مذکور کو

صوبہ اوڑیسہ کی نیابت کی خلعت دیکر مع کسیقدر سوار و پیادہ کے رخصت کیا شیخ معصوم کٹک کو
چلا اور مہابت جنگ شکار کھیلتے ہوئے پانچ چھ ہزار سوار اور سراج الدولہ اور اپنی بیگم مرشد آباد کو چلا

ہیبت جنگ کا ارادہ ہونا بھوجپوریونکی سزا کا اور اول اول آنا جماعہ مرہٹہ کا ملک اوڑیسہ وغیرہ مین اور پہونچنا بہاسکر پنڈت کا مع چالیس ہزار سوار دکھنی مرسلہ رگھوجی بھوسلہ راجہ ناگپور کلان کی مہابت جنگ کے سر پر اور اوسکے تدارک کا بیان

انہین دنون مین جب صولت جنگ اسیر پنجہ تقدیر ہوکر مہابت جنگ کے ذریعہ سے رہا ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ صوبہ دار عظیم آباد پٹنہ کا یہ ارادہ ہوا کہ ملک بھوجپور فتح کرے اور راجہ ہورل سنگہ اور بابو اودونت سنگہ قوم اوجین زمیداران سرکار شاہ آباد کو جو مدت سے سرکش ہو رہے تھے سزا دی اُسے رکھتا من داس جو دیوان صوبہ اور قدیمی معتمد تھا مورخ کے والد سید ہدایت علیخان بہادر سے جو بسبب قرب و منزلت کے ہیچ خدمت ہیبت جنگ کے علاوہ قرابت بہم پہنچاکر مرجع تمام زمیداران صوبہ در وسا اور کل فوج کے بخشی تھے اکثر لوگون نے حسد کیا اور ہیبت جنگ کی دلمین یہ بات ڈالی کہ ہدایت علیخان بہمہ وجوہ حضور عالی مین نہایت معتبر اور صاحب اقتدار اور کہنا اونکا زمیداران حضور ہر امر مین خواہ نیک ہو خواہ بد منظور فرماتی ہین اور انکی طرف رجوع ہوتی ہین پس جسوقت کہ حضور نے بھوجپوریون کے استیصال کا عزم فرمایا وہ لوگ بعد مقہوری اور مایوسی کی البتہ میر ہدایت علیخان سے رجوع کرینگے اور میر صاحب ضرور اونکے بپاس خاطر خواہان عفو انکیکے ہونگی اور حضور کو معاف فرمانے مین صرف کثیر کا نقصان عاید ہوگا پس بہتر ہے کہ میر ہدایت علیخان کو حضوری سے بہ لطائف الحیل دور کر دیجئے ہیبت جنگ نے اسکا التماس کرنا موجب بہبودی سمجھکر والد مورخ کو پرگنہ سنوٹ وغیرہ تعلقہ ٹکہ کی فوجداری دیکر وہان کی زمیدارون کی معاملات کا مختار کیا اور ارشاد فرمایا کہ راجہ سندر سنگہ کہ عمدہ اور اوسکا ملک کوہستان سے ملا ہوا ہے بغیر تمہارے وہان نجانیکے ہمارا اطمینان دلی نہین ہوتا لہذا بہتر ہے کہ تم وہان رہو تاکہ ہم بدلجمعی تمام سرکار رہتاس اور شاہ آباد کا انتظام کرین اور اپنے بہائی مہدی نثار خان کو اپنا اس عہدہ بخشی گری پر مقرر کرکے ہمراہ میری کردو والد مورخ نے موجب امر خشنودی اپنے آقا کا سمجھکر مامور پروانہ ہونا مناسب سمجھا اور اپنے بہائی مہدی نثار خان مرحوم کو ہیبت جنگ کی ہمراہ چھوڑا ہیبت جنگ جس ساز و سامان سے کہ چاہتا تھا شاہ آباد پہونچکر بھوجپوریونکی استیصال مین ساعی ہوا ان لوگون کی دست تعدی سے مسافرون کی راہ بند تھی اس سے زیادہ کیا اور

اور تحریر کہ بین خالصہ سے بعد ہزیمتی جنگ و یورش کے زمیداران مذکور کو نکال دیا اور قلعہ مذکور
خس و خاشاک سے شہر کو صاف کر دیا اس عرصہ مین روشن خان کہ یہی ز فرقہ افاغنہ سے کہ جو
اور الہ آباد مین مدتون سے صاحب نام و نشان تہا اور سرکار شاہ آباد کی حکومت کرتا تہا اور وہان کے
زمیداران متمرد سے کسیقدر اتحاد رکہتا تہا اسوقت مین کہ ہیبت جنگ نے وہان کی زمیداران
کو خراب و برباد ہی سے خارج کر دیا اس شخص نے بنظر قدامت اور اتحاد کے ہیبت جنگ سے مکرر حضور پاس
مین عرض کیا کہ اونہین ملک مشمول عنایت کرنا چاہیے یہ امر ہیبت جنگ کو ناپسند ہوا اس سبب سے
روز بروز روشن خان کے طرف سے خان مذکور کو افسردگی ہوتی تہی اور وہ خود پسند اسقدر
مبالغہ پر آمادہ ہوا کہ بعض کلمات ناملایم بہی ہیبت جنگ کے روبرو زبان پر لایا ایکروز حیتی و چالاکی کر کے کہنے
لگا کہ ابہی آپ صاحب زادے ہین دنیا کو رنگ و وضع سے محض ناواقف میری نصیحت سن لیجئے ورنہ
اسکا انجام کار اچہا نہین ہوگا ہیبت جنگ کو یہ سخن نہایت سخت معلوم ہوا اُسکے قتل کا قصد کیا اور
میر قدرت اللہ پسر شاہ شکر اللہ قادری کو جملہ جماعہ دارون سے صاحب جرات تہا اور حسن بیگ خان قلعدار
مونگیر کو اس بد سرشت کے قتل پر مامور فرمایا ایکروز روشن خان بدستور معہود دربار عام کے
خیمہ مین عصر کیوقت ہیبت جنگ کی سلام کو آکر بیٹہا اور وہ نوجوان مذکور نے آکر کام تمام کیا روشن خان
کہ صاحب فربہی و قوی جثہ تہا کچہ ہاتہ پیر نہ ہلا سکا بیٹہا کا بیٹہا رہگیا اس حرب و سفر مین مورخ کے چچا
مہدی نثار خان نے کہ صفات حمیدہ و حقیقت پسندیدہ یگانہ روزگار اور جوان سنجیدہ ہوشیار تہے
اچہی اچہی خدمت اور جرات ظاہر کین جسکے ثمرہ مین ہیبت جنگ کی منظور نظر ہوئی اور ہیبت جنگ نے
بعد استرضاے والد مورخ کے بخشی گری کی خدمت اصالۃً مورخ کے چچا کو مع خلعت و فیل و اسپ
و شمشیر و دیگر عطایا کے مرحمت فرمایا اور اپنا رفیق بنایا اور اسکی پاس خاطری کا نہایت ساعی رہا
اور اپنے کل رفیقون پر اسے ترجیح دی اور یہ صاحب حقوق شناسی اور فروتنی اور تواضع و صلہ
ارحام اور احسان و التیام و پاس آشنائی و دادگری و شجاعت و عزت و تحمل و بردباری مین منتخب
تہا اللہم اغفر لہ وارحمہ والد مورخ نے حسب الامر کار مامور پر افزایش نام و نشان کیواسطے راجہ سندر سنگہ
اور راجہ جبکشن راے کے زمیدار بلانوان اور نیز دیگر زمیداران سرس کٹنہ اور جرگانوان وغیرہ کے
اتفاق سے تسخیر رامگڈہ اور وہان کی زمیدار کی تادیب کا ارادہ کیا کہ عمدہ زمیداران کوہستان سے تہا
اور بہت کم حکام و اقربا نے تسلط پایا تہا نہضت کر کے اوترا قلعہ چترا جو کہ [illegible] کوہ اور رامگڈہ کی
راہ مین واقع ہے محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ مذکور کے آگے کو چلا خبرداران [illegible] نے آگہی دی کہ رگہو جی بہونسلہ

پنڈت نے اپنے پردہان ہی بہاسکر نام کو مع چالیس ہزار سوار کے تسخیر بنگالہ کو رخصت کیا ہی عنقریب فوج مذکور اس راہ سے گذر کر بنگالہ کو جاویگی والد مورخ نے یہ خبر ہیبت جنگ کو لکھی ہیبت جنگ نے وہ عرضی بجنسہ مہابت جنگ کے پاس بذریعہ اپنے خط کے بھیجدی مہابت جنگ نے بیہودہ سمجھا اور کچھ باور نکیا اور جواب مین لکھا کہ تم بدلجمعی تمام اپنا کام کرو جسوقت مرہٹہ ادہر آویگا تنبیہ اور تدارک جیساکہ چاہیے کیا جائیگا جب ایسا جواب مورخ کے والد کو معلوم ہوا اور اوسوقت کچھ فوج ہمراہ نتھی کہ مرہٹہ کا سد راہ ہو سکتی صلاح رفقا و خیر طلبان سے کوہستان کے نیچے آکر جا بے مناسب دیکھکر مقیم ہوی اور چند روز کے بعد مرہٹہ خلو ریز پچیٹہ اور موربھنج کے طرف آکر میدنی پور کے موضع مین ظاہر ہوئے مہابت جنگ جیساکہ مذکور ہو چکا ہی پانچ چھہ ہزار سوار سے بے اندیشہ مرشدآباد کو آیا نزدیک میدنی پور کے جب آ پہنچے کسی عامل معتمد نے ورود مرہٹہ کی خبر جا سنائی اوسوقت مہابت جنگ نماز ظہر مین مشغول تہا اور عرض کیا کہ بہاسکر پنڈت چالیس ہزار سوار سے بہت نزدیک آگیا ہی یقین ہی کہ کل یا پرسون صبح ہوتے اوسکا لشکر ظاہر ہو چونکہ حضور کا نمک خوار ہون اطلاع کرنا مناسب سمجھا اب حضور کو اختیار رہے جیسا چاہین بندوبست کرین مہابت جنگ نے باوجودیکہ بہت کم فوج ہمراہ تھی بلاتامل جواب دیا کہ ان کافرون کو کس مقام پر مارا چاہیے جس شخص نے کہ یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی تہی مورخ کے روبرو قسم یاد کر کے کہتا تہا کہ کسیطرح کی تشویش مہابت جنگ کے چہرہ پر اصلا ظاہر نتھی مین نہایت تعجب اسکی فرط استقلال اور دلیری کا کرتا ہون —

پہونچنا مرہٹون کا مہابت جنگ کے سر پر اور اُسکی آویزش کا حال

مفصل اس کیفیت کا حال یہ ہی کہ رگھوجی بہوسلہ بنی عم راجہ ساہو کا تہا جو کہ صوبہ برار کے عمدہ مرہٹون مین تہا اسکا دارالملک ناگپور کلان ہی بنابر ضعف ارکان سلطنت یا آصفجاہ کی ترغیب سے تسخیر بنگالہ کا عازم ہوا ورنہ چوتہ دینے کے سبب سے بنگالہ اس بلا سے محفوظ تہا بہاسکر پنڈت اپنے مدار المہام کو پچیس ہزار سوار سے جسکی شہرت چالیس ہزار کی ہوئی تہی روانہ کیا اور ادہر سے بموجب تحریر بالا کے کچھ دڑہ ہاے دشوار گذار کے عبور سے انسداد نکیا گیا بہاسکر مذکور نے کٹک کی پہاڑون سے راہ نیالی جب درہ پچیٹہ سے جو آٹھہ منزل دکن مرشدآباد سے واقع ہی متوجہ ہوا اور یہ خبر منزل جنگڈہ مین مہابت جنگ نے پائی جب مبارک منزل مین پہونچا عبور مرہٹہ کی خبر درہ پچیٹہ سے قریب بسرحد بردوان کے ملی اس سبب سے کہ کچھ توپ برطرفی کا حکم دیا تہا اور اکثر ملازم بخیال انہون نے کسی شورش کے

صولت جنگ کے ہمراہ مرشدآباد سے گئے تھے زیادہ تین چار ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادہ برقانداز سے ہمراہ تھا قصبہ بردوان جو کثرت غلہ اور معموری مین کل پرگنات بنگالہ سے فوقیت رکہتا ہے اپنا مسکن قرار دیا کہ یہان ٹھہر کر مدافعہ غنیم مین ساعی ہو اس ارادہ کے ساتھ دوسرے روز کوچ کر کے بردوان کے اوسی موضع مین مخیم ہوا اور مرہٹہ نے بھی جلد پہونچکر بعض آبادی مین آگ لگادی اور بعض محفوظ رہی اس مقام مین ہلکی ہلکی لڑائیان ہوکر اپنے خیمون کو لوٹ آتے تھے تو اسی ضمن مین مہابت جنگ کی شجاعت اور اسکے لشکریون کی تہور و جلادت دیکھکر بہاسکر نے چاہا کہ بے لڑائی لڑے جو کچھ ملجاوے لیکر واپس ہو اور اسی غرض سے مہابت جنگ کو پیغام دیا کہ ہم لوگ راہ دور سے محنت کھینچکر اس جگہہ آئے ہین اگر دس لاکھ روپیہ بہ رسم ضیافت عطا فرمایا جاوے ابہی واپس ہوتے ہین کہنا اسکا نواب نے بمقتضاے غیرت اور مصطفی خان کی مشورت سے جو ہمیشہ خواہان جنگ و جدال رہتا تہا سراسر نامنظور فرمایا اور جواب صاف کہلا بہیجا کہ ہمکو نہین منظور ہے جب چند روز اسی رنگ مین گذرے مہابت جنگ نے عزم کیا کہ زوائد سامان مانند رتہہ اور ارابہ اور باربرداری اور بار و بنت وغیرہ لشکر مین چہوڑ کر جریدہ مرہٹون پر ترکتاز کرے اس خیال سے اول صبح کو سوار ہو کر تاکید کی کہ مردم بنگاہ سے کوئی شخص شریک فوج نہو لیکن خوف مرہٹہ تو دلونمین سارہی تہا بے اختیار داخل فوج ہوگئی جب کسیقدر راہ طی ہوئی اور خیمہ گاہ دور چہوٹا فوج مرہٹہ نے چارون طرف سے گہیر کر حملہ کیا طرفین سے کشاکش ہونے لگی چنانچہ مصاحب خان جو کہ ٹیرا لڑکا عمر خان کا اور مرد جوان صاحب نام و نشان و آبروے خاندان تہا میدان رزم مین خونفشان ہو کر مردمی دکہائی آخر کار جان نثار ہوا اسی وتیرہ سے قطع مسافت بنگاہ مرہٹہ سے ہوئی تاآنکہ وقت عصر نمود ہوا اور شمشیر خان اور مصطفی خان اور سردار خان اور رحم خان سے جو پشت پناہ مہابت جنگ کے تہے جیسا کہ چاہیے کچھ جانفشانی نہ کر سکے جب تو مہابت جنگ متحیر اور خبردار ہوا کہ سرداران ہمراہی مجہسے سرگران ہین اور ارادہ دیگر رکہتے ہین چونکہ اپنا لشکرگاہ تو دور رہا تہا اور ادہر مرہٹون کا بھی مخیم دور تہا دیکہا کہ نہ تو لوٹ جانے کی طاقت ہے نہ آگے بڑہنے کی مجال ناچار جس جگہہ کہ پہنچے تہے اور حسب اتفاق وہ جگہہ نہایت ناپاک کیچڑ دلدل ہو رہی تہی بجز اقامت کی چارہ نہ دیکہا چار پانچ پالکی اور خیمہ مختصر کہ سواے مہابت جنگ کیواسطے اور کچھ نہ رہا تہا اوس خیمہ کو بلندی پر بردوان کے پانچ چہہ کوس پر نصب کیا اور دوسرے روز تمام لشکر کا مال و اسباب لٹ گیا اور جو فوج کہ پیچھے رہگئی تہی اونمین سے بہی اکثر مجروح و مقتول ہوے اور بعض صحیح و سالم نے اپنی راہ لی اور مہابت جنگ کی ہمراہی فوج بہیئت مجموعی مرہٹون کی محصور ہوئی شام تک وار دشمنون کے روکتے رہے جب

رات ہوئی اوسی جا منزل کی اوس رات کو انقلاب قیامت پیدا تہا مصطفی خان اور شمشیر خان اور
سردار خان وغیرہ اکثر افاغنہ چند وجہون سے دل آزردہ تہے اسی وجہ سے لڑائی مین سے کہو لکر نہ لڑے ساری
وجوہات سے بڑی وجہ یہ تہی کہ جب لڑائی مین مہابت جنگ فوج نوکر رکہتا تہا بعد انفصال نوکلارم
کو برطرف کر دیتا اور یہ امر موجب ناراضگی سپاہ کا تہا اسی لڑائی مین جو صولت جنگ کی رہائی کیواسطے
روانہ نہین ہوئے مصطفی خان نے عرض کیا کہ ہمیشہ سے دستور ہے کہ فوج نوکر ہوتی ہے اور پہر برطرف فرمائی جاتی ہے
اس مرتبہ امیدوار ہون کہ برخلاف عہد و پیمان کے تعمیل نفرمائی جاوے مہابت جنگ نے تسلی سپاہ اور
مصطفی خان کی خاطر داری کو فرمایا کہ اس مرتبہ ایسا نہو گا اور بعد ملاقی صولت جنگ اور ظفر یابی باقر علیخان
کے بدستور برطرفی کر دی اور یہی امر موجب دلشکنی سپاہ خصوص مصطفی خان کا ہوا الحق کہ یہ امر نہایت
مذموم خصوص سردار اور حاکمون کو عہد و قرار کے برخلاف ہونا نہایت نازیبا ہے — دوسری وجہ یہ کہ
اس زمانہ مین ہیبت جنگ ناظم عظیم آباد نے جو مہابت جنگ کا چہوٹا بہتیجا اور داماد تہا عبد الکریم خان کو
روشن خان افغان کو جو سرکار شاہ آباد کا فوجدار اور بہوجپوریون پر حاکم تہا ذرا سی تقصیر پر مروا ڈالا
یہ امر بہی باعث آزردگی فرقہ افغان بلکہ کل سپاہ کی رنجش کا ہوا اور یہ کام ایسا ہی بدوزبون سے
تیسری وجہ یہ کہ راجہ سوربنج نے جب کہ مہابت جنگ کا لشکر صولت جنگ کی رہائی کو کٹک کی طرف آیا
اور یہ راجہ باقر علیخان کا طرفدار تہا اور اسی سبب سے مہابت جنگ نے اسکی بہی گوشمالی کی راجہ مذکور
نے مصطفی خان کے توسل سے برادرانہ ہمکو عرض کیا مگر مہابت جنگ نے مصطفی خان کی سفارش اونسنی
برابر کی چونکہ چاہتا تہا کہ مصطفی خان دل سے اسکا طرفدار ہے میر محمد جعفر خان سے کہا تہا کہ جب راجہ دردولت
پر آوے قبل اسکے کہ اس سے ملاقات ہو کام تمام کرنا اور ایسا ہی ہوا کہ جب راجہ نے درخواست اجازت
احضار پائی اور دربار کو چلا میر محمد جعفر خان یہ خبر سنکر مع ہمراہیون کے مسلح ہو آپہنچا اور بمجرد پہونچنے
کے جعفر خان کے آدمیون نے اوسکا کام تمام کیا اور اونکے ہمراہیون کو بہی جسنے جہان پایا ٹہکانے
لگایا — انہین عداوتون اور رنجشون سے اسوقت مین فوج نے برخلافی کی مہابت جنگ سپاہ کی اطراف
خصوص مصطفی خان کی سرگرانی سے جو کہ بڑے رفیقون مین تہا متحیر ہوا کوئی تدبیر خیال مین نہین آتی تہی مرہٹہ
نے اوس میدان مین مہابت جنگ کو مع ہمراہی آدمیون کے محصور کر دیا تہا اور اطراف مین اپنے سرداران
لشکر کو محافظ کر دیا تا کہ لشکر اور جنس رسد وغیرہ کے پہونچنے مین انسداد کرین مہابت جنگ نے
دفع الوقتی کے واسطے مرہٹہ سے سوال جواب صلح کے پیش کئے میر خیر اللہ کو جو بخشی راجہ بردوان کا
تہا اور دکن کا رہنے والا برسم رسالت پنڈت بہاسکر کے پاس بہیجا پنڈت مذکور نے بمشاہدہ حال موقوعہ کے

جواب دیا کہ الحال تمہاری فوج مین تاب مقاومت نہین رہی اور تمامی لشکر محصور ہی پس مصالحے
کیا ضرورت ہے لیکن چونکہ تم امراے ہند مین شمار کیے جاتے ہو لہذا اگر اس تہلکہ سے نجات منظور
ہی ایک کروڑ روپیہ نقد اور کل ہاتہی موجودہ لشکر تسلیم کیجیے اور مرشدآباد کی راہ لیجیے اس صورت مین
البتہ ہماری جانب سے مزاحمت نہوگی راجہ جانکی رام جو کہ دیوان تن اور صاحب اخبار سررشتہ سپاہ اور دولتخواہ معتمد تہا بمشاہدہ حقیقت
دیوزہ اور پہلو تہی کرنے سرداران معتمد کی اور باقی رہجانے مین ہزار سوار کی رکاب مین جنمین بہی اکثر خوف و ہراس
سے غنیم مین ملجانے کی آرزو رکہتے ہین عرض پیرا ہوا کہ دشمنون کا غلبہ نہایت درجہ ہی اور جسقدر
فوج رکاب دولت مین ہی اس حال سے دریافت سے مخالف کے طرفدار ہین پس ایسی صورت مین
صلاح ہی کہ التماس بہاسکر کا قبول ہو ہاتہیون کی بنگالہ مین کچہ قدر نہین اس سے عمدہ فیلخانہ مین
موجود ہین اور چالیس لاکہ روپیہ خزانہ مین ہی باقی ساٹہہ لاکہ جس طرح سے ہوگا بندہ فراہم کرکے
پہونچاتا ہی مہابت جنگ نے بمقتضاے عزت شجاعت کے نامنظور فرماکر فرمایا کہ تا زندگی اسطرح کی
اہانت سے راضی نہین ہون انشاءاللہ مخالف مغرور کو سزا دیتا ہون خفت مین روپیہ دینے سے
کیا فائدہ انشاءاللہ بعد فتح و ظفر جانثارون کی معاوضہ مین عطا فرمایا جاویگا جو لوگ اس معرکہ مین ساعی
ہون دس لاکہ روپیہ انعام پاوینگے بہرصورت دن تمام ہوا شام ناکامی نے سیاہی کی رات
کی سیاہی مین اکثر سیہ بخت سردار مہابت جنگ کی رفاقت سے کالا منہ کرکے مرہٹون مین جا ملے
غیر جماعہ داران مشہور اور عزیزون وغیرہ وندبا اور چند رفیق کی کوئی نرہا جب میر خیر اللہ مذکور کے
مکرر آمد و رفت ہوئی اور لوگ بہی اپنی فکر مین ہوے میر حبیب اللہ بہی مع بعض روساے مرہٹہ کے جو کچہ
مہابت جنگ سے ناراض تہا ملکر ارادہ گریز رکہتا تہا مرہٹون نے شام کیوقت نشان دہرم دہار محصورون
کے مقابلہ مین نصب کرکے منادی کی کہ جو کوئی اسکے نیچے آئیگا سلامت جان پاوے گا نامردون نے
حیلہ اور بہانہ سے اوسکے زیر سایہ جاکر پناہ لی اور مرہٹون نے اونکو غارت کردیا اور اس حرکت سے
وہ راہ بہی مسدود ہوئی مہابت جنگ ہر طرح سے لاچار ہوکر جاندہی پر آمادہ ہوا ایکرات کو تنہا بے
خدمتگار اور مشعلچی کے سراج الدولہ کو ہمراہ لیے ہوے مصطفی خان کی خیمہ مین آیا اور کہا مجہے تمسے کچہ
کہنا ہی مصطفی خان اس وضع مین دیکہکر نہایت حیران ہوکر اوٹہکہڑا ہوا اور لیجاکر دوسرے خیمہ مین بٹہلایا اور
کہا جو ارشاد ہو بجالاؤن مہابت جنگ نے کہا کہ انسان کو جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہین مجہے اب
اسوقت جنگ مین جان بہی پیاری نہین ہی اگر تمکو کسی امر سے جو درحقیقت سے ملنے کیا ہو اور تمکو
میری طرف سے ملال ہو تو بندہ مع سراج الدولہ کے حاضر ہی شوق سے سر جدا کیجیے اور اگرچہ میرے

حقوق کا پاس ہو تو مجہسے سوگند لیجئے باہانی میں جان فشانی کیجئے تاکہ بدلجمعی تمام مرہٹون کی تدارک میں مصروف
ہون مصطفی خان سے جواب دیا کہ مین اسکا جواب تن تنہا نہیں دے سکتا ہون اور بہی میرے فرقہ کے
لوگ آوین تو جواب دون آخر مہابت جنگ نے اسکے ایما بموجب جواب دیا کہ کیا مضایقہ ہی مصطفی خان
نے کسی کو بہیجکر شمشیر خان اور سردار خان وغیرہ جماعہ داران افغان کو بلایا سب بموجب التماس کے حاضر ہوئے
مصطفی خان نے مہابت جنگ سے کلام گذشتہ کا اعادہ فرمایا لوگ سنکر چپکے رہے مصطفی خان نے کہا بہائیو
جو منظور ہو جواب دو شمشیر خان وغیرہ نے جواب دیا کہ تم ہمارے سردار ہو تمہارا اقبال و انکار
ہمارے جان و دل کو منظور ہے مصطفی خان نے کہا یارو اسوقت تک جو کچہ ارادہ تہا مگر اب قدم
ولی نعمت پر جان نثاری کا عزم ہوا اور جب تک اپنی جان مین جان ہے مہابت جنگ اور اوسکے آل و اولاد کی
عزت و آبرو پر نثار رہون مشہور ہے کہ چالیس نفر سے ملک فتح ہوجاتا ہے ہم لوگ تو تین ہزار سے زیادہ
ہونگے پہر کیا نامردی اور بزدلی ہے بعون الٰہی دشمنون سے لڑائی کرکے انشاء اللہ تعالیٰ غالب آئینگے اور
تم جسے مناسب جانو کرو اس کلام کو سنتے ہی ہر ایک نے مصطفی خان کی پیروی کی مہابت جنگ اس عہد و پیمان سے
خوش ہوکر خیمہ گاہ کو واپس آیا باطمینان تمام رات بسر کی اور غلام علی خان کو جو سابق مین دیوان
خالصہ عظیم آباد اور ندیم اور مقرب مہابت جنگ کا تہا اوسکے مکان پر بہیجا کہ اب غائبانہ اوسکی کیفیت
دریافت کرے غلام علیخان مصطفی خان کے گہر آیا اودہر اودہر کا ذکر ہونے لگا کہ اس درمیان مین شمشیر خان
کا پیغام آیا کہ بموجب بندوبست سابقہ کے جو نشان کہ مرہٹہ سے چاہیے تہی آج آنیوالے ہین اس بارہ
مین آپ کی کیا مرضی ہے مصطفی خان نے گفتگوے شب کا اعادہ فرما کر کہا کہ جو کوئی پٹہان کی نسبت سے
ہوگا اوسی قرار پر قائم رہیگا غلام علیخان یہ کلمات سنکر اوٹہا اور بے کم و کاست مہابت جنگ سے
بیان کی ۔ مہابت جنگ نے اس جواب کو سنکر عزم رزم مضبوط کیا مصلحت یہ ہوئی کہ مرشدآباد مین
اسباب درست کرکے دفعیہ اعدا کرنا چاہیے جب پہر شام ہوئی مرہٹون نے وہ توپ کہ جو اول لوٹ
مین لیگئے تہے کسی درخت پر نصب کرکے گولہ برسانے لگے اور بان کی سن سن برپا کی اس آتشبازی
سے بڑی سوزش ہوئی حتی کہ دیوان مانکچند جو راجہ بردوان کا دیوان تہا قریب صبح اپنے گہر کو فرار
ہوگیا اس درمیان مین مرہٹہ نے چارون طرف سے شورش کی مہابت جنگ ہاتہی پر سوار ہوکر متوجہ
انسداد غنیم ہوا چونکہ مرہٹہ بہت چیرہ آگئے تہے ترتیب فوج کی مہلت نہ ملی اور مرہٹہ آپہڑے میر حبیب نے
عمداً سواری مین دیر کی دو تین زخم کہا کر مرہٹہ کے ہاتہ مین قید ہوا اوس روز حیدر علیخان
داروغہ توپخانہ دستی نے خوب شجاعت اور جوانمردی دکہلائی مرہٹون کو خاک مین ملایا اور مصطفی خان

و میر جعفر خان و شمشیر خان و سردار خان و رحم خان و عمر خان وغیرہ نے بھی نہایت جی کہولکر شمشیر زنی کی
جمعیت مرہٹہ کی پریشان کر دی رؤسا مرہٹہ نے شجاعون کی دست ضرب اور اپنے مقتول
و مجروح کی کثرت دیکھکر یورش کو موقوف کیا اور اپنے تئین جمع کرکے ساقہ کیطرف رجوع ہوئی اور
مہابت جنگ کی برہم خوردہ فوج جمع ہوکر کٹوہ کیطرف روان ہوئی امروز جو کچہ اسباب بچ رہا تہا وہ بہی
مرہٹون کے ہاتہ لگا زوائد تو کیسا ماکولات اور ملبوسات اور مرکوبات لکہی ہزار دو تین ہزار آدمی اسپ
اور فیچی اور چند فیل سوار اور پانچ چہہ ہزار بہیلہ برق انداز پیادہ جنگ کنان راہ طی کرتے تہی مرہٹہ کی فوج
چارون طرف سی کوشش کنان تہی اور مہابت جنگ نے قلیل لشکر پر متواتر حملہ کنان ادہر سی بہی
شجاعان رستم دل دفعہ غنیم مین ید بیضا دکہلاتے تہی نہایت استقلال سی چلے جاتی تہ جب شام ہوتی
کسی تالاب کے کنارے زمین مرتفع پر مقیم رہتی اور کٹک کی راہ مین جو جگر ناتہ کی راہ ہی اور وہین پر
ہنود کا بڑا وہوا کرتا ہی یہ لوگ بہی اقامت کرتے آسمان کا سایبان اور فرش غبار کے سوا کچہ میسر نتہا
مرہٹہ روزمرہ دیہات گرد و نواح کو لوٹتی اور دس دس کوس تک چارو طرف سی آگ لگا کر خاک کر دیتی
اور غلہ اور آبادی کا نام باقی نرکہتی تہے اس سبب سی مہابت جنگ کی لشکر مین بڑا ہرج واقع تہا
امید زندگی اور فتح کی نرہی تہی بسبب فاقہ روزمرہ کے تاب و طاقت زائل ہوئی اور دن رات مین
ایکوقت مقررہ پر جنس ماکول ارباب دولت کو بقدر سد رمق نصیب ہوتی تہی اور سب آدمی
درخت مارو کی جڑ سی پیٹ بہرتے تہی جیسا کہ یوسف علیخان مرحوم پسر غلام علیخان مرحوم کی تقریر سی ظاہر
ہوا کہ تین روز مین جب کہ کٹوہ کی قطع راہ ہوتی تہی ایکروز مین پاو بہر کہچڑی میسر آئی جسمین سات آدمی
شریک تہی اور دوسرے روز سات عدد شکرپارہ مین تین آدمی سیر ہوئی اور تیسرے روز آدہ سیر گوشت
گاو ملا جسکے کہانی مین چند آدمی شریک تہی اور اس سفر مین جیسا کہ ہر دوان سی مرشد آباد آتے تہی مرہٹہ
کی فوج نے بسبب نرہنی توپ و رہکلہ کے مہابت جنگ کی فوج مین قریب فاصلہ سی کہ گولی نہین پہونچتی تہی
احاطہ کرکے اوترنا شروع کیا۔ ایکروز مصطفی خان نے مرہٹہ کو اپنی قریب لشکر کی اوترا ہوا دیکہکر نہایت غیظ
و غضب سی ہمراہیون کو ڈانا کہ پٹہانی ہوچکی سے ای ترک من ناز کر ترکے تمام شد افسوس کہ بہوکہ و
پیاس کی صدمہ مین جان دے رہی ہو اور یہ نہین ہوتا کہ بہیئت مجموعی زندگانی سی ہاتہ اوٹہا کر ان کا فرونکی
دل توڑ دو اوسکے ہمراہی جو کہ اکثر پٹہان اور شجاع تہ اس کلام سی متغیر ہوکر بولے کہ جو حکم ہو اور جس امر
مین آپ اقدام کرین ہم بہی شریک ہین مصطفی خان نے ہمراہیون کو عازم جازم دیکہکر سپر اور شمشیر اوٹہالی
اور آہستہ آہستہ بطور تماشائیون کے روش کرنے لگا۔ مرہٹہ تو مہابت جنگ کی فوج سے

ایسی شجاعت کا گمان نرکہتے تہے طبخ طعام مین ننے سلاح وقزلباش مشغول اور آرام مین مصروف تہے
جب مصطفی خان مع ہمراہیون کے نزدیک پہونچا یکبارگی شمشیر عریان کرکے جا پڑا اکثرون کے خون سے
زمین سرخ رو ہوئی اور بعض کہانا پینا چہوڑکر و سپاہ فرار ہوے جرابیان مصطفی خان نے یہ غلبہ
مبارک سمجہا غنیم کے ماکولات سے جسقدر ممکن ہوا اپنے لشکر کو اوٹہا لائے اور دیگر سپاہ نے بہی فرصت
پاکر جتنا ہوسکا اوٹہا لیگئے بارے دو تین روز کے کہانے پینے سے بعضون کو پہر طاقت آگئی اب مرہٹہ نے
مصطفی خان کی دست و ضرب دیکہکر وہ رستہ اوسکا اختیار کیا مہابت جنگ اوسی حالتمین ہمیشہ کوچ کرتا تہا تا آنکہ
کٹوہ مین پہونچے کسی منزل مین وقت صبح کہ ہنوز مہابت جنگ فیل پر سوار ہوکر لشکر مین نہ جا ملا تہا مرہٹہ
فوج پر جا گرے جو جہان تہا اوسے وہین پر گہیر لیا ہر ایک نہایت مضطرب اور لاعلاج ہوا یہ بات
بنتی تہی کہ ایک دوسرے کی مدد کرسکے یا کہ مہابت جنگ کے حافظ ہون واہ حافظ حقیقی کی عنایت
دیکہیے کہ مہابت جنگ کے ہاتہی کے برابر مین نشان والا ہاتہی تہا اور ان دونون کی سونڈون مین زنجیرین
تہین ہاتہیون نے اونہین زنجیرون سے سواران مرہٹہ کو مارنا شروع کیا جسپر مارتے اوسی خاک مین
ملا دیتے تہے اس جنگ آسمانی کے ظاہر ہونے سے مرہٹون کو نہایت سراسیمگی ہوئی اور خانما بیسر ہوکر بہاگے
اور انکے سر براہ ہوگئے کسیقدر وسعت حاصل ہوئی اور ملازمین دوڑکر ہاتہی کے پاس آپہونچے
اور جو مرہٹہ لوگ کہ سرداران مہابت جنگ کو گہیرے ہوے تہے اونپر حملہ کیا اور ہر جگہہ سے اونکے پاون اوکہیڑ دیے
اور مار ہٹایا اور بفضل خدا تب ایسی جمعیت فوج ہوگئی اور بعادت معہود کوچ کی ٹہری خلاصہ یہ کہ
نہایت سختی سے قطع منازل ہوتی تہی ہر قدم پر خوف دشمن روبرو تہا مگر تائید غیبی مدد پر تہی یہانتک کہ قصبہ کٹوہ
مین جو کہ مرشد آباد سے جنوب رویہ دو منزل پر واقع ہے مع الخیر جا پہونچے اہل لشکر نے بدین خیال کہ
کٹوہ مین غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز میسر آویگی قطع راہ مین جلدی کی لیکن مرہٹہ نے قبل آنکے ورود کے پہونچکر
اوس گانو کو قرار واقعی تاخت و تاراج کردیا اور غلہ کے انبار مین جنکا اوٹہانا دشوار تہا آگ لگادی باوجود
اسکے حیوان و انسان نے جو کہ فاقہ رسیدہ تہے جلے غلہ کو غنیمت سمجہے کہ مہابت جنگ نے کٹوہ مین ٹہر کر حاجی
احمد اور شہامت جنگ کو بنابر حفظ و حراست تحریر کرکے صولت جنگ کو مع غلات وغیرہ ضروری
سامان کے طلب فرمایا اول خود ایکمدت تک شہامت جنگ اور صولت جنگ اور حاجی احمد وغیرہ
مہابت جنگ کے حال سے بیخبر اور صحت سلامتی اوسکی سے متردد تہے بارے خبر صحیح حضوری پاکر سجدہ گذار
خداوندی ہوئے اور صولت جنگ کو مع فوج شایستہ اور توپخانہ اور غلہ وغیرہ کے رخصت کیا
صولت جنگ بعد چند روز کے روانہ ہوکر منزل مقصود مین مہابت جنگ سے جا ملا مہابت جنگ اور

اوسکے ہمراہی اُسکے پاس جا پہونچے بے نہایت خوش و از سر نو زندہ دل ہوئے اور غلہ وغیرہ سامان ضروریہ کے ملنے سے اور بھی اطراف و جوانب سے غلہ پہونچنے کی با من و امان تمام شکر خدا بجا لاکر قصبہ کٹوہ مین مقیم ہوئے بھاسکر پنڈت قریب ایام بارش کہ مہابت جنگ کے دست ضرب کھائی ہوئی تھا ممالک بنگالہ مین شہر ناد شوار سمجھا اور بیر بھوم کی راہ سے اپنی ملک کو عازم ہوا۔ میر حبیب نے شدت عداوت سے جو مہابت جنگ کی ساتھ رکھتا تہا مانع معاودت ہوکر کہا کہ اگر روپیہ حاصل کرنا ہو چند ہزار سوار میرے ہمراہ کرو تاکہ مرشد آباد جاکر چونکہ شہر بے حصار ہی اور مہابت جنگ کٹوہ مین لہذا جگت سیٹھ کی کوٹھی وغیرہ لوٹ مارکر مال فراوان حاضر کرون بھاسکر نے اس آگاہی سے چند ہزار سوار جرار خوش آئیہ ہمراہ کردئے اور مہابت جنگ نے جو اس راز سے آگہی پائی اور خوب جانتا تہا کہ شہامت جنگ وغیرہ سے حفاظت نہو سکے گی جلد یلغار کرکے مرشد آباد کو مراجعت کی مرہٹہ نے قبل اُسکے پہونچنے کے ایکروز مین پہونچکر جگت سیٹھ کے کوٹھی سے تین لاکھ روپیہ کے قریب نقد اور کسیقدر جنس لوٹ لیا اور نزدیک محلون مین بھی دست بردی کی اور میر حبیب نے اپنے بھائی میر شریف کو گھر سے ہمراہ لیکر باہر چلا چونکہ دار الامارۃ اور شہامت جنگ اور عطاء اللہ خان کے مکانات بسبب ہونے فوج کی نہایت حفاظت مین تھے وہان پر ہاتھ اونکا نہ پہونچا بمجرد استماع خبر آپہونچنے مہابت جنگ کی مرہٹہ نے راہ فرار لی اور جس روز کہ مرہٹہ نے لوٹ مارکر راہ فرار لی تھی اوسکے شام کو مہابت جنگ داخل مرشد آباد ہوا یہ ساری سرگذشت سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ماہ صفر عاید ہوئی۔

بھاسکر پنڈت سیمہ سالار مرہٹہ کا کٹوہ مین مقیم ہونا اور ہوگلی بندر پر جو بنگالہ کی عمدہ بندر مین ہی تسلط پانا

جبکہ مہابت جنگ مرشد آباد آیا بھاسکر پنڈت بارادہ معاودت بیر بھوم کے طرف روانہ ہو گیا تہا میر حبیب بھی اوسکی پاس جا پہونچا اور عزم کرنے جانب دکن کی سرزنش کی اور مہم بنگالہ کی اپنی کفالت مین لیکر بڑے اصرار و مبالغہ سے واپس لاکر کٹوہ مین آیا اور بھاسکر کو کٹوہ مین مقیم کراکر کہا کہ غلات وغیرہ ضروریات کے بھیجنے سے غافل نہو اور مردم ہوگلی اور زمینداران اطراف سے راہ رسم پیدا کی واقعہ طلبان ہوگلی وغیرہ نے آہستہ آہستہ مرہٹہ سے خط کتابت جاری کی اور میر حبیب کو واسطہ بنایا تا آنکہ میر ابو الحسن اور میر ابو القاسم وغیرہ ساکنان ہوگلی نے جو کہ محمد یار خان مہابت جنگ کے برادر علاتی سے جو اوس بندر کا حاکم تہا نہایت اتحاد اور رسم دوستی رکھتے تھے میر حبیب کے اشارہ بموجب ایکروز وقت شب مع پندرہ آدمیون کی دروازہ قلعہ ہوگلی پر آئے دروازہ بند پاکر پیغام دیا کہ کچھ

شروری عرض کرنا ہی محمد یار خان فریب مین آگیا اوسیوقت حکم احضار دیا چونا تنہا تنہا قید ہوگیا ان مکاردن نے سیس راو نام مرہٹہ کو میر حبیب کی وسیلہ سے جو بہا سکر کے لشکر مین رئیس تہا بلا کر ہوگلی کے قریب بٹہا نا تہا بعد مقید کرنے محمد یار خان کی سیس راو مذکور کو بولا کر مسند دولت پر جانشین کردیا بعض دیگر تجار مغلیہ ساکن ہوگلی بہی میر حبیب کی اغوا سے ساتہہ اوسکے ملگہے اب کیا تہا مرہٹہ کا تسلط ہوگیا اور کسیقدر روپیہ بہی بطور خراج اور دہیک کے وصول ہوا بہاسکر راو بنگالہ کے عزم سے کٹوہ مین مقیم رہا اور سیس راو ہوگلی مین اور میر حبیب بطور مدار المہام کی کبہی ہوگلی اور کبہی کٹوہ مین رہتا تہا۔ مہابت جنگ نے دیکہا کہ فوج تعلمل رہگئی اور بہی سفر کشیدہ تکلیف رسیدہ اور بارش سر پر ہونگی بہر حال اوس سال مرہٹہ کا اخراج ناممکن سمجہا مرشد آباد کی حفاظت مین کوشش کرکے امانی گنج اور نارکیپور مین شکارگاہ کو مرہٹہ کی فوج نے دو ایکمرتبہ بلا سے داو دو چہ تک آکر دیہات اطراف کو جلا کر کٹوہ کو چلے گئے ایک مہینے کے بعد دریای بہاگیرتی نے طغیانی کی اور چونکہ کٹوہ اس پار دریاے مذکورہ کی ہے مرہٹون کی تاخت تاراج سے ادہر کے دیہات محفوظ ہوئے مگر اور پرگنون پر دست درازی شروع ہوئی تمام چکلہ بردوان اور میدنی پور بالیسر تک زیر قبضہ لائے میدنی پور کا فوجدار میر قلندر نے جسطرح سے ہوسکا اس مہلکہ سے رہا ہوکر گوشہ اختیار کیا اور نائب صوبہ کٹک شیخ معصوم نے بہی غنیم کے ہجوم سے تنگ ہوکر اپنی راہ لی اضلاع ہجوم اور اکثر پرگنات راج شاہی اور قصبہ اکبر نگر بہی مرہٹون کی زیر حکومت ہوگئی مرشد آباد اور گنگا کی اوسطرف کے مملکت مہابت جنگ کی قبضہ مین رہی ساکنان مرشد آباد کہ جنہون نے مدت سے ایسا معاملہ دیکہنا کیا بلکہ کانون سے سنا تہا عین برسات مین گہبرا گہبرا کر بسواری ناو مع عیال و اطفال گنگا کی اوسپار مانند جہانگیر نگر اور مالوہ اور رام پور بوریا وغیرہ مین جاکر مقیم ہوئے حتی کہ شہامت جنگ نے بہی گنگا پار محال گودہ کاری مین جو ایکروزہ راہ تہی تعمیر مکان کرائی اور مع لڑکے بالے مال و اسباب کے وہان پر جاکر سکونت پذیر ہوا اور چند روز کے بعد شہامت جنگ نے خاص خاص آدمیونکی ساتہہ مرشد آباد کی معاودت کی اور مہابت جنگ نے تالیف قلوب سپاہ مین مصروف رہکر دس لاکہہ روپیہ جسکا وعدہ کیا تہا انعام فرمایا۔

مہابت جنگ کی بموجب طلب ہیبت جنگ احترام الدولہ بہادر اور عبد العلیخان بہادر کا عظیم آباد سے آنا اور نیز بادشاہ سے استعانت کرنا مہابت جنگ کا

مہابت جنگ نے بعد ورود مرشد آباد کے احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ اپنے چہوٹے داماد کو

جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا خط لکھا اور ایک خط عبد العلی خان بہادر مورخ کے خالو کے نام بھیجا کہ جسقدر فوج ہو ارسال کرو اور خود بھی مدد کو آؤ اور گوشہ خط مین عبد العلی کے نام یہ فقرہ بقلم خاص تحریر کیا کہ اگر توفیق رفیق ہو اپنے ضعیف چچا کی ایسے وقت مین رفاقت کرو ہیبت جنگ اخبار مذکورہ کے سننے سے متحیر اور مضطر ہوا بدین وجہ کہ بڑی مشکل سے استقلال بہ مجبوریون کا میسر ہوا تھا اور اب نفع اوٹھانے کا وقت نزدیک آیا تھا کہ مایوس ہوا اور اوسپر مزید ہوئی کہ تنخواہ سپاہ کی بیباقی کی فکر زیر تجویز ہے بہرحال عظیم آباد آیا اور بعد چندے بارادہ مرشد آباد داخل باغ جعفر خان ہوا والد مورخ ہدایت علیخان بہادر نے اپنے دولتخواہ سے مشورہ کیا کہ کسطرح اداے تنخواہ لشکر ہو اور صوبہ کیطرف سے کیونکر دلجمعی ہاتھ لگے کوئی صورت نظر نہ آتی تھی آخر ایکروز خلوت مین والد مورخ سے ارشاد فرمایا مجھے اوس بزرگ کی کمک پر جانا ضرور ہے مگر سپاہ کے طرف سے بابت تنخواہ چاہیے اور صوبہ کا انتظام کیطرف سے طبیعت کو نہایت ہراسانی ہوئی اسمقدمہ مین تمہاری مصلحت کیا ہوگی بیان کرو اگر تمہاری مصلحت سے ہر طرح دلجمعی ہو کر کمک کی جانے کی صورت ہو جائے نہایت احسان ہو والد مورخ نے جواب دیا کہ بندہ دولتخواہ ہے جو کچھ حضور ارشاد فرماوین اوسکی تعمیل مین حتی المقدور قاصر نہونگا ہیبت جنگ نے فرمایا کہ مجھے اسوقت مین دو امر سے زیادہ کوئی سختی نہین اول اداے تنخواہ سپاہ دوم بندوبست صوبہ اگر ان دونون امرون کے طرف سے میری دلجمعی کر دیجئے بخاطر جمع مہابت جنگ کی اعانت کو روانہ ہون والد مورخ نے جواب دیا کہ جو روپیہ کل سپاہ کی تنخواہ ملتفی نہو ظاہر ہے کہ فدوی کو میسر نہین ہان اسقدر ہو سکتا ہے کہ کسیقدر مالگذاران صوبہ اور کچھ قرض و دام سے سرانجام کر دیا جاوے اور باقیماندہ تنخواہ کا فدوی اپنا ذمہ کرے گا رہا بندوبست صوبہ انشاءاللہ جبتک جان باقی تن مین ہے مخالف کا گذر مشکل ہوگا ہیبت جنگ نے اس تدبیر سے خوشنود ہو کر فرمایا کہ اسیقدر خواہش ہے کہ جسطرح ممکن ہو سپاہ کو میری رفاقت پر راضی کر دیجئے اور صوبہ کی حفاظت اور حراست اپنے ذمہ لیجئے والد مورخ اسکی تعمیل کا متعہد ہو کر گھر آیا اور مہدی نثار خان اپنے بھائی سے جو فوج کا بخشی اور سالار تھا اس مقدمہ کی گفتگو جو ہیبت جنگ سے درمیان مین آئی تھی بیان کی اور باتفاق ہمدیگر سرداران فوج کو بلا کر بآئین مناسب ہر ایک کو ہیبت جنگ کی رفاقت مین راضی کیا اور مالگذار اور مہاجنون سے روپیہ لیکر سپاہ کو تقسیم کیا اور باقیماندہ کا تمسک لکھ دیے اور خود ذمہ دار اوسکے پہونچا دینے کا ہوا اور ہر ایک سے ایک ایک سند سپرد زر کے واسطے لی تا کہ اوسکو روپیہ دیکر رسید حاصل کر لے جب ہیبت جنگ کی اسطرف سے دلجمعی ہوئی والد مورخ کو خلعت نیابت صوبہ عظیم آباد کی عطا فرمائی اور خود تاریخ

مسعود کو جعفر خان کے باغ بہی مع مہدی نثار خان اور کل سرداران لشکر کے مع پانچ ہزار سوار
اور چہہ سات ہزار پیادہ کے مرشد آباد کو رخصت فرمائی متعاقب اسکے عبد العلیخان بہادر نے بہی اپنے
مکان سے جسقدر ہوسکا روپیہ نکال کر بقدر اپنے طاقت کی سپاہ مجتمع کر کر مرشد آباد کو عازم ہوا قبل
حرکت عبد العلیخان کے دوسرا خط مہابت جنگ کا متضمن سابق پر آیا اور اوسمین خط خاص سے یہ مصرعہ لکہا تہا
مصرعہ مازیاران چشم یاری داشتیم اور مصرعہ دوسرا نہ لکہا بعد قطع منازل دونو بزرگ مرشد آباد پہونچے اور مہابت جنگ نے
عند الملاقات عبد العلیخان بہادر کے معانقہ کے وقت دوسرا مصرعہ پڑہا مصرعہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
الغرض شجاع الملک بہادر نگاہداشت فوج مین مصروف ہوا رسالہ داران لشکر کی بقدر لیاقت ترقی
کی چنانچہ مصطفی خان جسکے رسالہ مین پانچہزار سوار تہے آٹہہ ہزار سوار مقرر اور اوسکو منصب ہفت ہزاری
اور نوبت اور پالکی جہالردار اور خطاب ببر جنگ بہادر کا عطا فرمایا اور اسیطرح فقیر اللہ بیگ خان
اور نور اللہ بیگ خان اور حیدر علیخان برادر حسین قلیخان اور میر محمد جعفر خان خطاب بہادری
اور افزایش رسالہ سے سرفراز ہوئے اور عمر خان اور شمشیر خان اور سردار خان اور بہادر علیخان
وغیرہ جماعہ داران سائر اور توپخانہ کے جماعہ ہمراہی کی افزایش اور مردم رسالہ کی زیادہ اور
اضافہ تنخواہ ذاتی سے سرفراز ہوئے اور اسباب توپخانہ وغیرہ کا درست کیا گیا اور چند زنجیر فیل
بہی مقرر ہوئی تاکہ ہنگام سواری پیشرو رہین سارا سامان جو راہون مین درکار ہوتا ہے مہیا کیا گیا اب
انتظار انجام بارش کا ہونے لگا اور مرید خان کو جو خزانہ بنگالہ کے لیجانے کو حضور سے آیا تہا اور
مہابت جنگ اوس سے سرگرانی رکہتا تہا عظیم آباد مین ٹہرنے کی رخصت تا انفصال ہنگام مرہٹہ
کے صادر فرمانے اور خود بادشاہ کو عرضی لکہی کہ بالفعل بسبب ہنگامہ آرائے قوم مرہٹہ کی فدوی
سے ارسال خزانہ متعذر ہے لہذا مرید خان بہادر کو اس آشوب گاہ سے عظیم آباد مین ٹہرایا ہے تاکہ تا انفصال
مرہٹہ آرام کرے اور فدوی امیدوار ہے کہ ایسے وقت مین حضور والا سے کوئی سردار مدد پر تعین
فرمایا جاوے اگر چہ ... فدوی خاکسار ہو سلطنت کی شان وشوکت مین بل آجائے گا
... حضور ... خزانہ بنگالہ کے وصول پر منحصر ہے مرفوع اور موقوف القلم ہوگا
... فدوی کی ... غفلت اس مقدمہ مین خلاف آئین خداوندی ہے جب مہابت جنگ کی
عرضی بادشاہ کے ملاحظہ سے گذری محمد شاہ نے متوحش ہو کر امرائے حضور سے مشورہ لیا اور
نیز عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو جو کہ حضور سے دور اور مخاصمان عاقل مین تہا لکہا عمدۃ الملک
اور جمیع دولتخواہوں نے تصدیق کلام مہابت جنگ کی کی اور اعانت دینے کی اطلاع دی لہذا

بادشاہ نے نہایت جلد شقہ خاص متضمن تاکید زود رسی اور کمک دینے کی بنام ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ داماد برہان الملک جو صوبہ دار اودہ کا تہا صادر فرمایا اور عمدۃ الملک بہادر صوبہ دار الہ آباد کو بھی تحریر کیا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے حیلہ نہ کرنے پاوے اور نیز حکم حضور بالاجی راو کے نام جو جمیع لشکر دکن کا سپہ سالار تہا صادر ہوا کہ حضور والا سے مبلغ کلی بابتہ چوتہہ کی عنایت ہوا کرتا ہی الحال رگہوجی بہوسلہ نی مصدر فساد ہوکر بہاسکر پنڈت کو مع مفسدون کے صوبہ بنگالہ مین بہیجا ہی اور انہون نی فساد اوٹہایا ہے لہذا چاہیے کہ صوبہ مذکور مین پہونچکر بہوسلہ مذکور کو سزا دی تاکہ آیندہ ایسی گستاخیون سی باز رہی۔

مہابت جنگ کا مرشدآباد سی آنا بہاسکر کی رزم کو اور بہگانا پنڈت کو بلاد کٹک ہی چلکا تک اور آنا رگہوجی اور بالاجی راو کا

مہابت جنگ نے اسباب حرب اور فوجین جرار آراستہ کر کے بعد ایام برسات کے باتفاق ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور عبد العلیخان اور جمیع ہمراہیان وغیرہ فوج جرار اور سامان بیشمار کے متوجہ رزم بہاسکر پنڈت کا ہوا اہنوز دسہرہ نہوا تہا کہ یہ عزم کیا اور رہتہامت جنگ کو مع اوسکی فوج کی شہر مین چہوڑا اور خود دریاے بہاگیرتی کٹوہ کے برابر آپہونچا اور بہاسکر کی اقامت گاہ کے مقابلہ مین خود بھی مقیم ہوا آٹھہ روز تک توپ کی لڑائی رہی بہاسکر کے لشکر کو دو طرف سی دریا گہیرے ہوے تہا اور مقابل کی طرف سے مہابت جنگ کی دریا اور بڑی جاپین لشکر مرہٹہ اجی نام نالہ اور میر حبیب کی سعی سے ایک بجرا مقابل لشکر مہابت جنگ کی ٹہرا ہوا تہا اور اوسپر جو توپین تہین اوسکی گولی برابر مہابت جنگ کے فوج پر برستی تہی اور مہابت جنگ عبور کی راہ ڈہونڈہ رہا تہا تاآنکہ یہہ صلاح ٹہہری کہ شب تاریک مین دریاے بہاگیرتی سی پار ہوکر دریای اجی پر پہونچے اور وہان ناو کا پل باندہ کر بے خبر اوتر جاے چونکہ دریاے اجی سی دونو طرف کنگارے دریای بہاگیرتی کی مرہٹہ کی ہاتہہ سے دور اور مہابت جنگ کے قبضہ مین تہی لہذا بڑی بڑی ناونکا پل باندہ کر بدلجمی تمام مع فوج دریاے بہاگیرتی سی عبور کیا اور متوسط کشتیان جو پل باندہنے کو مرتب کی تہین آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو فوج سے لیکر کنارہ بہاگیرتی سے دریاے اجی کے کنارہ تک کہینچ لائے تقدیر سے کسی مرہٹہ کے آنکہہ نہ کہلی اور اگر کسی نے بیدار ہوکر پوچہا بہی تو اہل کشتی نے جواب بنا سبد دیا کہ وہ سنکر غافل ہو رہے یہانتک آخر ہونے آدہی رات تک دریاے اجی پر پل طیار ہوا اور مہابت جنگ بادر

سے عبور کا حکم افاغنہ وغیرہ جوانمردون کو دیا حیدر علی خان اور مصطفیٰ خان اور شمشیر خان اور عمر خان
اور سردار خان اور میر محمد جعفر خان وغیرہ سردار با پیادہ بڑی احتیاط و ہوشیاری سے مع ہمراہیون
کے لب دریا پہنچے اور اپنے رفقائے معتمدین کو منتخب کرکے حکم دیا کہ چونکہ مرہٹہ اوس طرف اژدحام
رکھتا ہے چاہیئے کہ تاریکی شب مین عبور کرو مقصد یہ کہ پیشتر سے جبکہ مزاحمت اعدا کی مانع ہون اور
باقی فوج دلجمعی سے عبور کرکے ملحق ہو یکہ تازون اور نام جویون نے عزم نبرد ہی عبور شروع کیا اتفاقاً
بسبب اژدحام مردم اور کثرت عبور کے کہ ایک کے بعد دوسرا چلا آتا تھا ایک کشتی درمیان مین غرقاب
ہوگئی اور جوانان ہمتن شعار تو سبقت کرتے ہوے چلے آتے تھے اور اوس غار سے خبر نتھی اکثر اوسی
غار مین گرے اور دریا ے عدم مین جا سمائے معتمدان خیر اندیش سے سنا گیا ہے کہ قریب ڈیڑہ ہزار
جرار کے اس بحر غفلت مین ڈوب گئے اور یہ حال کب ظاہر ہوا کہ اسیطرح کا رخنہ پل مین نمودار ہوا
اور اوسکے بند وبست مین جمع کثیر ڈوب گئے اوسوقت اوترنے مین اضطراب نہوا اور چابکدستان
عذوبیت منش نے اوسیوقت تازہ کشتیان لاکر رخنہ بندی اونکی اور پل کی تجدید کردی تھا اور پھر
آشنایان بحر و غازی پار اوترنا شروع فرمایا نزدیک صبح صادق کی قریب دو تین ہزار جرار کے پار
اوتر گئے دیکہا کہ اگر روز روشن ہوا اور مرہٹہ تیرہ بخت نے ہماری قلت دریافت کرلی تو اندیشہ ہے
کردینگے کچھہ بنائے نہ بنیگا ناچار م تائید غیبی پر تکیہ کرکے شمشیر برہنہ بہئیت مجموعی اوس بے شمار لشکر
مکار پر جا گرے اور بمجرد اسکے غلغلہ پڑگیا کہ مہابت جنگ آپہونچا فوج مرہٹہ ایسی مضطرب ہوئی کہ
بلا شمار قلت وکثرت غار ان بخت بلند کے فرار ہوئی اور بہادران شیر صفت نے ہزارون مدبر کو شمشیر
خونفشان کی گہاٹ اوتارا مہابت جنگ نے ہمراہی ناوین دریاے اجی پر چہوڑائین اور لشکر نے بیہم اوترنا
شروع کیا تہوڑی سے توپ وفیل و اسپ وغیرہ مع آدمیون کی پار پہونچکر صف آرا ہوے اور مہابت جنگ
مع کل سرداران لشکر کے متعاقب اپنے لشکر کی پہونچا اور کسیقدر تعاقب کیا مرہٹہ جسقدر کہ اقتدار
والے اور رئیس تھے سب تہ تیغ ہوئے باقیماندہ شمشیر ایسی مضطرب فرار ہوئے کہ باوجودیکہ
چندان کثرت تہی جلدی مین جو لیتے بنا تہوڑا بہت لے لیا باقی اسباب چہوڑ کر راہ فرار لی جب
مرہٹہ دور تر نکل گئے اور پھر دلجمعی سے دیکہا کہ چندان کثرت نہین عود کرکے قریب نصف یا ثلث
میل کی پہونچے اور مہابت جنگ کی فوج آراستہ اور بہاری بہاری توپین گردون سنگین پیراستہ
دیکہتے ہی حواس کہو دئے دم دبائے اپنی راہ لی مہابت جنگ کو جو کسیقدر سپاہ کے
غرقاب ہو جانے سے ملال تہا اس فتح کی ہونے سے بکمال مسرت و شادمانی حاصل ہوئی اور مرہٹہ کے

خیمہ مین اس روپیر اپنا مقام کیا دریا مین جو لوگ ڈوبے تہے اونکے مردتازی لاشین نکلوالین اور
اور ہتہیار اور لباس علحدہ کرکے بعد تجہیز اور تکفین کے دفن کیا اور مردون کا رنگ زرد اور تمام بدن کا
کالکبود تہا ظاہرا سبب یہ ہوگا کہ ہوا نہایت حرارت مین تہی اور اخیر موسم برشکال ہند و بنگالہ تہا اور ہتہیار
بہی تو بر تو پہنے ہوئے تہے اور مرنا بہی علت غرق سے ہوا تہا زیادہ خدا آگاہ ہے حقیقت حال اون سب
طعمہ غرق آجال ہے یہ فتح ماہ شوال ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ہوئی بہاسکر پنڈت سنے زیادہ ٹہہرنے کی تاب نلاکر
پچہٹہ کی راہ لی اور اوسکی فوجین جو کہ بردوان اور ہوگلی اور ہجلی وغیرہ اطراف کی تہین اس خبر سے
متوحش ہوکر اپنی اپنی راہ لگین اور مہابت جنگ تعاقب سے گہڑی بہر بہی باز نہین رہتا تہا اور بہاسکر
پنڈت خوار جنگلون مین سات آٹہ کوس کے فاصلہ پر چلا جاتا تہا چند روز تک ایسی جگہہ ہوگا جہان
اینوہی درختان سے وہم و خیال کا گذر دشوار تہا نہ کہ فوج کا بہاسکر بہی اوس درخت زار مین آجا سکا
لاچار میر حبیب کی رہنمائی سے جنگل کشن پور کو چلا اور وہان سے چندر کونہ لیجاکر میدانی پور سے
نکلا اور ایک فوج شیخ معصوم کے دفعیہ کو کٹک روانہ کی اور فوج مذکور زہ نوردی کرکے شیخ
مسطور کو جو قلیل لشکر سے حاجی پور مین تہا جا گیرا شیخ مذکور نے باوجود دلجوئی کے اطاعت مرہٹہ کی
نامنظور کی اور بمقتضاے شجاعت اوسی قلیل فوج سے مستعد محاربہ ہوا اور اپنی طاقت سے
زیادہ لڑکر مقتول ہوا جب مہابت جنگ کو میدنی پور مین بہاسکر کے پہونچنے کی خبر ملی اطراف بردوان
کے جنگل سے نکلکر میدانی پور کی راہ لی بمجرد پہونچنے مہابت جنگ کے بہاسکر کٹوہ ہوتی ہے مضطر الحال
میدنی پور سے بالیسر کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ نے بلا توقف پیچہا پکڑا بہاسکر نے میدنی پور سے
دو کوس پر جاکر لڑائی پر استقبال کیا جب کسیقدر لوگ طرفین سے کام آئے بہاسکر کے پیر اوکہڑ گئے
بہاگ نکلا اور مہابت جنگ مع صولت جنگ اور ہیبت جنگ اور عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ اور
عطاء اللہ خان بہادر نایب جنگ اور مصطفی خان بہادر ببر جنگ اور میر محمد جعفر خان بہادر اور شمشیر خان
اور سردار خان اور عمر خان اور حیدر علیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان بہادر اور نور اللہ بیگ خان
بہادر وغیرہ فوج ظفر موج اور توپخانہ قیامت آشوب کے لایق تعاقب کنان ہوا بہاسکر کے پیچہے چلا جاتا
تہا مرہٹہ کو لڑائی کی ہوس نرہی اسیطرح سے برابر مرہٹہ کو سرحد کٹک بلکہ سرحد دکن تک بہگایا اور
خود دریاے چکار تک پہونچا جب مرہٹہ کا نشان نپایا معاودت کی اور کٹک مین کہ صوبہ اوڑیسہ کا
دار الملک ہے چند روز تک مقیم رہا مگر شیخ معصوم کے مارے جانے پر کہ آبرو و رفاقت سے جان دی
بہت متاسف ہوا عبد النبی خان عموے مصطفی خان کو جو کہ حسب الطلب اپنے بہتیجے کے قصبہ سامانا

مضافات صوبہ لاہور سے مع رفقای چند کہ اگر ملازم مہابت جنگ ہوا مہابت جنگ نے صوبہ داری کٹک پر مامور
فرمایا اور عطاے منصب سہ ہزاری اور خطاب بہادری اور پالکی جھالردار سے حسب التماس
مصطفی خان کے سرفراز ہوا اور پانچہزار سوار کا رسالہ اوسکے نام مقرر ہوا اور راجہ دولبہ رام پسر
راجہ جانکی رام اوسکی پیشکاری پر مقرر ہوا اسی درمیان مین خبر آئی ہیبت جنگ اور بعض حرکات ناملائم کی
مہابت جنگ کو ملی مقتضی ہوا کہ مرشدآباد کو معاودت فرمائی جاوے اگر صفدر جنگ خواہان معذرت
ہوا اوسکا تدارک کیا جاوے لہذا عبدالنبی خان کو بطور مذکور نصیحتیں کہ موافق وقت ہون گوش گذار کین
اور کٹک کی صوبہ داری پر مامور کیا اور خود مع برادرزادون اور باقیماندہ فوج اور رفیقون
کے معاود ہوا جب نزدیک بردوان کے پہونچا تو صفدر جنگ کی عزیمت اپنی دارالملک کے
طرف سنی اوسوقتین بعض حرکات صفدر جنگ کی سنکر تدارک کی تدبیر مین تھا ایکروز مصطفی خان
سے پوچھا کہ صفدر جنگ کے وضع مخالفانہ ہیں اور ہم مرہٹہ کی مدافعت مین مصروف پس اگر
اوس سے بھی لڑنا پڑے کیا کرنا ہوگا مصطفی خان نے عرض کیا کہ چندان تشویش کا مقام نہین
ایک کو حضور تنبیہ کرین دوسرے کیواسطے غلام مامور فرمایا جاوے اگر خواستہ خدا ہے
تدارک بخوبی ہوگا اسیوقت مین مہابت جنگ نے سنا کہ بموجب حکم بادشاہی بالاجی راو کمک
کو آتا ہی مرشدآباد کے قریب پہونچا کہ بالاجی راو آگیا جب مہابت جنگ کی فتحیابی کا اخبار دربار
محمد شاہی مین پہونچا قدردانی کی راہ سے فرمان عطوفت عنوان مع تحسین و آفرین اور خطاب
حسام الدولہ اور شمشیر اور خنجر مرصع و عقد مروارید اور سرپیچ مرصع اور خلعت ملبوس خاص
کے صادر فرمایا اور اسیوقت مین بموجب استدعاے مہابت جنگ کے شہامت جنگ کو
خطاب احتشام الدولہ اور صولت جنگ کو صمصام الدولہ اور ہیبت جنگ کو احترام الدولہ اور
عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو اعزاز الدولہ اور مصطفی خان کو منصب سہ ہزاری اور خطاب خانی
بابہادری کے حضور بادشاہی سے عطا ہوئے سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین آخر شوال یا اول ذی قعدہ
صفدر جنگ عظیم آباد مین معاودت کرکے وارد مرکز دولت دارالامارۃ کے ہوئے سنہ مذکور کو
بہاسکر پنڈت کو حدود کٹک سے نکال کر صفدر جنگ کی آنے کی خبر سنکر مرشدآباد کے قریب وارد
ہوا اور اوایل صفر یا آخر محرم کو رگھوجی بہوسلہ اور بہاسکر پنڈت سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین وارد قرب جوار
مرشدآباد ہوئے اور چندروز کے فاصلہ سے بالاجی راو بھی بموجب حکم حضور کے پہونچا اور بسبب
ملاقات صفدر جنگ کے مریدخان کے توسل اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ کی دراندازون

کے سبب سے والد مورخ سے دل آزردہ ہوکر اخلاص سابقہ فراموش کر دیا تفصیل اسکی آیندہ زیب تحریر ہوگی۔

آنا صفدر جنگ کا عظیم آباد مین اور چند روز کی بعد حسب الحکم حضور اور اندیشہ ورود بالاجی راو کی اپنے صوبہ کو واپس ہونا۔

جب برسات گذر گئی راستہ خشک ہوا صفدر جنگ آخر ماہ شوال یا اول ذی قعدہ ۱۱۵۵ ہجری کو مع فوج مغل اور ہندوستانی اور نیز کسیقدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کی جو سات ہزار کے قریب ہونگی اور ہندوستانی دس ہزار اور دیگر سامان توپخانہ وغیرہ کے اپنے صوبہ فیض آباد سے کوچ کر کے عمدۃ الملک بہادر کو عرضداشت کی کہ یہ فدوی بموجب حکم حضور مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہی مگر مرہٹونکا جنگ و جدال آسان نہین اور میرا صوبہ زمیداران متفنی اور مفسدون کا آرام گاہ ہی اونکے خیال سے ناموس کے بارہ مین بڑا اندیشہ ہے نہ تو صوبہ چھوڑ جا سکتا ہون کیونکہ کوئی مستحکم جگہہ اس صوبہ مین نہین اور نہ ہمراہ لے سکتا ہون پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنہارٹہ عنایت ہو تا کہ عیال و اطفال کے طرف سے دلجمعی کر کے سرکوبی مرہٹہ مین مصروف ہون عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکہا کہ بادشاہ کو عرض کرے اور اوسکے مطابق مین بھی تحریک کرونگا جب بادشاہ کو عرضداشت ہوئی بادشاہ نے قلعہ رہتاس اور چنہارٹہ کی قلعداری کی سند صفدر جنگ کی نام لکہی اور قلعداران سابق کو حکم پہونچا کہ قلعہ مذکورات اوسکے حوالہ کرین صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پل باندہ کر دریاے گنگا سے اوترا اور قلعہ چنہارٹہ مین عیال و اطفال کو چھوڑ کر اپنے طرف سے کوئی عمدہ معتمد محافظ مقرر کیا اور آپ بکمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقون کو عظیم آباد تک ہمراہ لیگیا اس ارادہ سے کہ اگر اجانا عظیم آباد کی گرد و نواح مین مرہٹہ سے ملاقی ہو بہر صورت متعلقون کو قلعہ مذکورہ مین پہونچا سکتا ہی اور ہیبت جنگ کی طرف سے والد مورخ کو حکم پہونچا کہ حسب الحکم حضور صفدر جنگ مدد کو آتے ہین بر وقت قرب استقبال کیا جاوے تا کہ کسی طرح انکو ملال نہو۔ عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج مغلیہ کی آمد آمد سے عجب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تہا گویا ایک قیامت بر پا تہی بدین سبب کہ خبر قتل عام نادری جب کہ دہلی مین ہوا تہا یہان کے لوگون نے سنی تہی۔ الغرض والد مورخ ہر چند اسباب اور فوج لایق نظامت کی ہمراہ رکہتا تہا مگر صفدر جنگ کی ساز و سامان فوج کی آن بان کے روبرو کیا حقیقت تہی چونکہ سابقہ

آشنائی صفدر جنگ اور او سکے ہمراہیون سے تہی بخیال حفظ آبرو خیال ہوا کہ کسیکو واسطہ کرنا چاہیے
مرید خان بہادر بموجب ایماے مہابت جنگ کے عظیم آباد مین انفصال مرہٹہ کر رہا تہا اتفاقاً یہ شخص
فرقہ سادات طباطبا سے تہا اور والد مورخ بہی اسی زمرہ مین تہا اس سبب سے باہمدگر بڑا لطف و اتحاد
تہا اور مرید خان چونکہ امراے حضور مین تہا اور صفدر جنگ سے سابقہ آشنائی رکہتا تہا پس اسلیے
وقتین اس سے بہتر کوئی وسیلہ نظر نہ آیا لاجرم والد مورخ نے کسی تقریب سے یہ ذکر مرید خان بہادر سے
کیا خانمذکور نے دلجوئی کی اور خود واسطے ملاقات کرنے والد مورخ بیشتر سے اور بہی صفدر جنگ کی ملاقات
کو گیا اور صفدر جنگ کا پروانہ متضمن دلداری تنخواہ اور بکمال مبالغہ مین اپنا خط لکہا کہ دلجمعی سے استقبال
کرے والد مورخ جو کہ سامان موجود تہا لیکر منیر تک استقبال کو آیا اور اثناے راہ مین ملازمت
کرکے مورد الطاف و عنایات ہوا اور ہمعنان عظیم آباد تک آیا فرمان برداری سے بوجہ احسن خوشنود
کیا صفدر جنگ نے حکم دیا کہ ہیبت جنگ کے اسباب و مال وغیرہ سے قلعہ خالی کیا جاوے اور پیشتر اس
حکم کے صفدر جنگ کے محافظ قلعہ کے دروازون پر بیٹہہ گئے تہے آدمیونکا نکلنا اور اسباب کا نکالنا متعذر
ہوا حسب الحکم والد مورخ نے رات کیوقت خواص و جواری وغیرہ مع بعض اموال خلاصہ کے پوشیدہ
باحتیاط تمام نکالکر مکان مقررہ مین لایا اور بعد ازان لاچار دیگر اسباب وغیرہ بہی علٰحدہ مکان مین
متصل اپنے گہر کے لا رکہا صفدر جنگ بکمال جاہ و اقبال سے داخل شہر عظیم آباد ہوا اور قلعہ کو بنظر اجمالی
ملاحظہ فرماکر چند ہمراہیون کو تعینات کیا اور خود واسطے زیارت اور فاتحہ قبر جد مادری کی جو عظیم آباد
مین دفن تہی اور وہ مکان سعادت خان کے باپ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے آیا اور وہان سے باقی پور مین
جہان لشکر تہا گیا کل منصبداران اور امراے وغیرہ زمینداروں نے سعادت ملازمت دریافت کی چونکہ اس
شخص کو غرور و نخوت بہت تہی اکثر مردم عالی شان سے نہایت کمینہ اخلاص سے پیش آتا کہ اکثر بیدل و ناراض
ہوسنے بعض عمدہ منتخب ہاتہی اور بڑی بڑی توپین مرہٹہ کی لڑائی کو ہیبت جنگ عظیم آباد مین چہوڑ گیا
تہا صفدر جنگ نے اونکی تعریف سنکر والد مورخ سے فرمایا کہ وہ ہاتہی اور توپین ہمین دو اور اوسکی
قیمت لو والد مورخ نے جواب دیا کہ نہ تو آقا میرا سوداگر ہے اور نہ بندہ گماشتہ وہ بہی امیر اور
حضور بہی امیر ہین اور وہ باہم رابطہ اتحاد پس اونکا اور آپکا مال و اسباب جدا نہین جو چاہیے تصرف
مین لاسئے مگر بندہ اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دے سکتا ۔ صفدر جنگ نے
اس جواب پر کچہ التفات نہ کیا اور دو تین زنجیر فیل اور تین چار ضرب توپ ہر چند لایق اوسکے
شان کے نتہی اپنی سرکار مین داخل کرلین ایسے حرکات مہابت جنگ کو نہایت بُرے معلوم ہوے صفدر جنگ کو

خط ممانعت اس مضمون کا تحریر کیا کہ مرشد آباد کو نہ آوے اپنے صوبہ کو معاودت فرمائی اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کے مدد کی حاجت نہین باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کو حکم واپس صادر فرمایا جاوے ورنہ میرے اور اونکی صحبت موافق نہوگی بادشاہ نے بموجب التماس مہابت جنگ کی صفدر جنگ کو شقہ نام جاری کیا کہ بہت جلد اپنے صوبہ کو معاودہو۔ اور نیز اوسکے وکلا کو تاکید سخت ہوئی خط مہابت جنگ اور عرضداشت کا جانا اور اوسپر حسب مرضی سائل کے حکم ہوجانے کا حال قبل ورود شقہ بادشاہی کی تحریر وکلا سے صفدر جنگ کو معلوم ہوگیا اسی عرصہ مین صفدر جنگ کی ہرکارون نے اطلاع دی کہ بالاجی راو بہ ارادہ کمک مہابت جنگ کی اپنے مقر دولت سے متحرک ہوا ہے چونکہ بنا بر سابقہ جھگڑے کی جو کہ باجی راو والد بالاجی راو کو برہان الملک سے محقق تھا اور چند سرداران مرہٹہ عین جنگ مین برہان الملک کے قیدی ہوکر ہنوز صفدر جنگ کی قید مین تھے صفدر جنگ تو بالاجی راو سے اندیشہ رکھتا تھا صفدر جنگ نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گھاٹ منیر سے پل باندھکر اوتر گیا اور والد مورخ کو منیر سے رخصت کردیا۔

ذکر آزردگی مہابت جنگ اور ہیبت جنگ کی سید ہدایت علیخان والد مورخ سے اور آنا بالاجی راو کا عظیم آباد کی نواح مین اور ایک تہلکہ کا ہونا مگر محفوظ رہنا شہر کا اور بالاجی راو کا مرشد آباد مین پہونچکر مہابت جنگ سے ملاقات کرنا

در اندازون اور غمازون نے ملاقات والد مورخ کی کہ نائب صوبہ عظیم آباد کا تھا ساتھ صفدر جنگ کے بوساطت مرید خان سے جسطرح پر ذکر ہوچکا ہے بطور دیگر ارادہ فاسد سے کہ بیج خیال والد مورخ کے بٹھا ہیبت جنگ اور مہابت جنگ سے کہا کہ سید ہدایت علیخان نے مرید خان کی وساطت سے صفدر جنگ کی ملاقات کی مہابت جنگ چونکہ مرید خان اور نیز صفدر جنگ سے بوقوع اوسکے چند حرکات ناملائم ملال رکھتا تھا چغل خورون کی بات مان لی ہیبت جنگ بھی والد مورخ سے دل آزردہ ہوگیا لیکن مصلحتاً چند روز ظاہر نفرمایا بعد ازان جبکہ مہابت جنگ نے اپنے بھتیجا کو جنگ مرہٹہ پر مستقل پایا اور دوسری کی مدد سے مستغنی ہوا اراذلی ظاہر کرکے رائے چنتامن داس کو صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر بھیجا اور وہ چند روز کے بعد سہل سے عارضہ مین فوت ہوا چند مدت تک شہر عظیم آباد مین کوئی حاکم نرہا کہ ناگہان

بالاجی راو انبوہ بیشمار سے آیا یقین ہی کہ اوس فوج مین چالیس پچاس ہزار سوار ہوگا اثناے
مسافرت مین جسنے اطاعت کرکے پیشکش گذرانا اوسکا مسکن فتنہ و آشوب اوسکے ہمینون کی لوٹ مار
سے سلامت رہا جسنے کچہ بہی سرکشی کی پایمال ہوا چنانچہ احمد خان نبیرہ داود خان طرف پیشی جو کہ
دو پرگنہ اچہا اور کوہ صوبہ عظیم آباد مین التمغا رکہتا تہا اور قصبہ داؤدنگر آباد اوسکے دادا کا بسایا
ہوا تہا بگمان اسکے کہ بالاجی راو مہابت جنگ کی کمک کو جاتا ہی ہمارے قلعہ کے محاصرہ سے اوسکو
کیا غرض اور غوث گڈہ جو داؤدنگر کے قریب اوسکا بسایا ہوا تہا اور اوسکو نہایت مستحکم جانتا تہا
مع مہاجنان قصبہ اور افاغنہ ساکنان داؤدنگر کے وہان جا بیٹہا اور اطاعت و فرمان برداری مین نہ حاضر
ہوا بالاجی راو نے اوسکے تخریب کو فوج بہیجی فوج مذکور نے داؤدنگر جلا کر خاک کر دیا اور اوسکی خس خاشاک
سے غوث گڈہ کے خندق ہموار کرکے قلعہ کو لے لیا احمد خان کی دماغ سے دون کی جاتی رہی لاعلاج
ہو کر مہاجنون سے صلاح خواہ ہوا اور پچاس ہزار روپیہ پیشکش دیکر جان بچائی اس خبر کی اوڑنی سے عظیم آباد
کے لوگ بیجان و ہراسان ہوگئی اور والد مورخ سے رجوع ہو کر عرض کیا کہ اس شہر مین آپ کی سوا کوئی
رئیس نہین آپ کو لازم ہی کہ شہر کے حفظ ناموس کی تدبیر فرمائی والد مورخ نی اپنے لڑکی بالی دریا پار
روانہ کر دیئے اور نیز صاحبان دولت کو ایما کیا کہ ناموس کو گنگا پار بہیجنا چاہیے باقی بندہ بہر حال آپ
لوگون کا شریک ہی چنانچہ ساکنان شہر اپنے اپنے عیال و اطفال کو گنگا پار بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی بیٹہی
بحسب اتفاق مورخ کے دادا سید علیم اللہ طباطبا اسکنہ اللہ[سلہ] فی فرادیس الجنان بہی قبل اس
انقلاب کی شاہجہان آباد سے آکر وارد عظیم آباد تہی ہر چند والد نے مبالغہ کیا کہ آپ بہی گنگا پار
جائیے مگر فرط غیرت سے منظور نفرمایا چونکہ علم معرفت کی رو سے واقف حال و استقبال تہی اپنی صاحبزادہ یعنی والد مورخ کی
بہی دلجمعی فرمائی اور خود تنہا سوار ہو کر برخلاف عادت کی شہر کے گرد پہر کر واپس آئی اور والد مورخ
سے کہا کہ انشا اللہ تعالی جو بلا کہ آتی ہے اس شہر مین اوسکا اثر بہی نہ ہونچیگا - شکر خدا کا کہ ویسا ہی
دیکہنے مین آیا اگر مورخ اپنے دادا کے علو مقامات و سمو کرامات بیان کرے تو تقریر طول ہونی ہی مثنوی بشارہ
الامامۃ مین جو کہ مورخ نی تصنیف کی ہی بعض خوارق عادات اونکی[سلہ] درج کیے ہین من شاء فلیرجع الیہ القصہ
بیمن انفعال ایزدی یہ لطیفہ غیبی ظاہر ہوا بالاجی راو کی اقربا مین ایک شخص گوبندجی نایک نام بنارس
وغیرہ قصبات عظیم آباد مین مہاجنی کرتا تہا اتفاقاً جب والد مورخ وہان کی حاکم تہے چند وجوہات
سے اوسپر احسان کیے گئے تہے اسوقتین بمقتضاے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان[سلہ] وہی نایک مذکور
کام آیا جلد بنارس سے بالاجی راو کی پاس آیا اور احسانہاے گذشتہ بیان کرکے کہا کہ اب خوب

[سلہ] بگڑدے اللہ اوسکو نیچ باغون جنت کے ۱۲

[سلہ] جو کہ چاہے دیکہنا حالات اوس صاحب کرامت کی پس چاہیے رجوع کرے طرف اوس کتاب تصنیف مورخ کی ۱۲

[سلہ] بدلہ نیکی کا نیکی ہی ۱۲ مولوی سید محمد صادق علی سلمہ

احسان کا وقت عمدہ ہاتھ آیا ہی ایسا تدارک کرنا چاہئی کہ بار احسان سی مجھ سبکدوشی حاصل ہو بالاجی راو نے اس کلام کو سنکر ایک خط مملوے شفقت و کرم مع بعض تحف تحائف دکن کے والد مورخ کے نام صادر فرمایا اور تحریر کیا کہ آپ مع جملہ ساکنان شہر کے دلجمعی اور فراغ خاطری سی آرام کیجئے کہ مجکو آپ سے اور شہر عظیم آباد مین کسیطرح کا تعرض نہو گا بفضل آلہی اور انفاس مبارک بزرگان پاک نفس کے یہ شہر ایسی بلاے ناگہانی سے محفوظ رہا محمداً لہ ثم حمداً لہ الحمد اللہ کہ جس جس مقامات پر والد بزرگوار رونق بخش رہی وہان کی خلق اللہ کو راقم نی مشکور و ممنون اخلاق پایا اور اکثر وقتون مین خود مورخ اور نیز دیگر اولاد کے ساتھ احسانمندون نی خدمات مناسب کین اس قول مشہور کی مثل سے ہوا کرتی ہے نیکی جانشین نیکون کی غالب بعد مرنی کی بہت اچہا رہا وہ آدمی جسکی رہین ہین نیکیان باقی + القصہ بالاجی راو داؤد و دنگر سی بالا بالا اکبر ی اور کیا مانپور اور بہار ہوتی ہوی مونگیر و بہاگلپور پہونچا ان دونو قصبون مین اوسکی پہونچنے سی آفت عظیم نازل ہوئی محمد غوث خان کی بی بی جو فی الحقیقت شیر زیان تہی بسبب تہیدستی اور پریشانی کی طاقت عبور و مرور دریا نکر سکی ناچار اپنی مکان کا دروازہ بند کرکی مع چند قرابتون اور ملنشیون کی جو اس تہیدستی اور پریشانی مین رفیق تہی بیٹھی اور حفظ عصمت کو مستعد مدافعہ رہی جب اوس خانہ در بستہ سی آتش جنگ و جدال اور صداے تفنگ مشتعل ہوئی غارتگرون کو حیرت آئی بعضون نے محاصرہ کیا اور بعض سردار لشکر کو خبر دینے گئے بالاجی راو نے بعد جستجو پتا پایا کہ محمد غوث خان کی بی بی باپاس حفظ آبرو مع چند رفیقونکی مستعد جنگ ہے اب تک کسیکو جرات نہین ہوئی کہ اوس خانہ ناموس مین قدم رکھی بالاجی راو اوسکے اس جسارت اور حفظ عفت سی خوش ہوا اور کسیقدر لباس دکن سی عطا فرمایا اور چند معتمد سوار بہیجے کہ جب تک سارا لشکر عبور نکر جاے اوسکے دروازے پر حاضر رہین اور حفظ مکان مین ساعی ہون کچہ تکلیف اوس بیچارہ ضعیفہ کو نہ پہونچی اور خود بیشتر سی کوہستان کو چلا جب کل فوج بہاگلپور سی گذری سواران متعینہ بھی ضعیفہ شجاع سی رخصت ہوکر داخل لشکر ہوئے بالاجی راو نواح بیر بہوم سے ہوتا ہوا وارد مرشد آباد ہوا اور ناگپور کلان کی طرف سی رگہوجی بہوسلہ بھی بہاسکر پنڈت کی مغلوب ہونیکا حال سنکر حسب طلب روانہ ہوا اور نواح مرشد آباد مین آپہونچا

ذکر مہابت جنگ کی بالاجی راو سی ملاقات ہونا اور رگہوجی کو حدود بنگالہ سے نکالنا

جب کہ بالاجی راو نے قریب مہابت جنگ کے پہونچکر شہر کے اطراف مین معسکر کیا مہابت جنگ بھی کہ اسوقت مین لب دریا خیمہ زن تہا ملاقات کو گیا بالاجی راو استقبال بجالایا اور بکمال

یہ سبب بعد موت خدا کے وسیلے تعریض ہے ہیرا وہی بالک کا مسکراہٹ ہے

دور والد سے خوف اور نیز تنبیہ اکثر رعایا کو کی کہ صوبہ کا بندوبست اپنی وساطت سے کریں اور جو راجہ کیرت چند پسر راے رایان عالم چند کے کہ دیوان شجاع الدولہ مغفور کے تہے اُسے ہمراہ لایا تہا اور اپنا مدار المہام و دیوان خاص بنا یا چاہتا تہا کہ جسکو جو عرض حال کرنا ہو دیوان مذکور کے وسیلہ سے کیا کرے بہر حال والد نے عریضہ مشعر اسپنے ارادہ احضار کے ارسال کیا جواب مین لکہا کہ ہم خود عنقریب شہر مین آتے ہین وہین پر ملاقات ہوگی تم تکلیف نہ کرو والد مورخ حسب مرضی مقیم رہے ناگہان ہٹمر کی آمد کا پرگنہ مذکور کے نواح مین غلغلہ ہوا اور ہیبت جنگ نے اس خبر کے سنتے بدین وجہ کہ فوج اور اسباب کی قلت اور بسبب مہم بنگالہ کے تاب وطاقت باقی نتہی وہان کا ٹہرنا مناسب نجانا شبا شب قطع راہ کرکے اول صبح عظیم آباد کے قریب آپہونچا والد مع ہمراہیون کے سوار ہوکر متصل تالاب میٹہی پور کے ہیبت جنگ سے جا ملا ہیبت جنگ نے جو گہوڑے پر سوار تالاب کے کگر کی آڑ مین ٹہرا تہا اور والد مورخ کو دیکہا راجہ کیرت چند کو پیشتر سے واسطے استقبال و ملاقات والد مورخ کے روانہ کیا جب نزدیک پہونچا والد اور راجہ کیرت چند گہوڑون سے اوترے اور باہدیگر معانقہ کیا اور باتفاق ہیبت جنگ کی ملاقات کو روانہ ہوے ہیبت جنگ نے حجاب مذکور سے نکلکر گہوڑے کو آگے بڑہایا والد نے جب سلام کیا باگ پکڑکر ٹہر گیا اور والد نے ٹرہکر نذر دکہلائی ہیبت جنگ نے سوار رہ قد خم ہوکر معانقہ کیا اور دو یا تین کلمہ کے بعد حکم سواری دیا اور خود پیشتر کو بڑہا والد نے تہوڑی دیر ٹہر کر اپنے بہائی مہدی نثار خان حبشی اور دیگر سرداران سپاہ سے معانقہ کیا اور سوار ہوکر ہمراہ سواری ہیبت جنگ کے داخل شہر ہوا چند روز تک آمدرفت دربار اور اعادہ کلمات سابقہ اور عذر خواہی وغیرہ ہوتی رہی ہیبت جنگ نے کہا کہ صابت جنگ تمہاری طرف سے بدگمان ہین اور مجہے اونکی استرضا منظور ہے پس بعد چند روز کے جب اونکا مطمئنہ دور ہوگا بدستور جملہ مقدمات تمکو تفویض کیے جاوینگے والد نے نظر بہ آبرو قبول نکیا اور بنابر غیرت وحدت کے کہ خصلت جبلی رکہتا تہا راضی نہوا تا آنکہ لاچار ایکروز واسطے ملاقات اسپنے والد کی مورخ حرم سرا مین آیا اور نہایت درجہ اسپنے والد کی دلجوئی اور عذر خواہی کی ولیکن والد اطاعت سے باہر ہوکر اسپنے مذلت پر راضی نہوا وکیل ناظم ہیبت جنگ سے رخصت ہوکر بعد چند روز کے تہیہ سفر کیا اور ساعت مختار کو کہ نیدرہوین رجب المرجب ۱۱۵۶ ہجری تہی مع چند رفقا کے برخلاف ضابطہ ملازمت عین شہر مین نقارہ کوچ بجا کر سوار ہوا اور ترک رفاقت ولینعمی اور آقا اسپنے کا تصور کیا اور ارادہ دہلی جانے کا کرکے باغ راے بالکشن وکیل ناظم مین نقل مکان کیا مہدی نثار خان مورخ کا چچا باوجودیکہ

ہیبت جنگ اوسکی نہایت دلجوئی کرتا اور اسپنے دولتخواہون مین جانتا تہا مگر اپنے بڑے بہائی کی ناخوشی سے شکستہ دل ہوکر بخشی گری سی مستعفی ہوا ہرچند ہیبت جنگ نے بہت کچہ ترغیب رفاقت دی اور معتمدون سی بہی نصیحت و پند کہلا بہیجے اور چاہا کہ خود اوسکے مکان مین آکر ہمراہ لیجاوی مہدی نثار خان نے معذرت کرکے گوشہ گزین ہوا چونکہ یہ اندیشی تہے کہ ایسا نہو جیسا کہ مہدی نثار خان کہ نہایت سرکش اور حرام زادہ ہین درمیان راہ دشمنون کا اغواسی والد کے ساتہ کچہ مکر و فساد کرین مہدی نثار خان نے صوبہ عظیم آباد کی حد یعنی بکسر تک والد کو پہونچا کر لوٹ گیا اور والد عین برسات مین سطے مسافت کرکے فیض آباد صوبہ آودہ مین کہ دار الملک صفدر جنگ کا تہا آئے اور اوسی روز صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی چونکہ صفدر جنگ کے بدولت والد کی معاش مین خلل ہوا تہا اسی شرم سے نہایت دلجوئی اور تسلی کرکے خوشخبری دی لیکن اوس روز اوسکے کوچ کی ساعت محمد شاہ کے حضور مین جانے کی مقرر تہی دو تین گہڑے کے بعد داخل پیش خیمہ ہوا انشاء اللہ باقی حال والد اور صفدر جنگ کا محمد شاہ اور احمد شاہ اور امراے شاہجہان آباد کے ذیل مین درج ہوگا اب ایسا مناسب ہے کہ خاندان مہابت جنگ وغیرہ کا حال جو کہ اس ملک بنگالہ و بہار مین عروج پاکر ایک زمانہ دراز تک انکی زندگی گذرا ناپایا تہا تا امروز کہ ۱۱۹۴ ہجری ہین سلسلہ وار بہ انتظام بسیار ایک دفتر مین تحریر ہو اور باقی حال محمد شاہ اور احمد شاہ اور عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کا مع امراے شاہجہان آباد و لاہور و آودہ و الہ آباد و اکبر آباد کا دوسرے دفتر مین اور دکہن کا حال جسقدر مجملاً معلوم ہوا دونون دفتر کے موقع مناسب پر بیان کیا جاوے ابتدا سی مدد پہنچے گی اور اسی پر اعتماد ہے سب کا —

ہیبت جنگ کا حصار گلی بنانا شہر عظیم آباد مین اور لوگون کی رنج و خوشی اسکے بنانے پر

جب ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین وارد ہوا اور مرہٹہ کے آمد نے شہرت پکڑی ہیبت جنگ نے بنانا ایک گڑہی کا واسطے حفاظت عموم سکنہ اور رعایا کے مصلحت وقت و مناسب سمجہکر حکم دیا کہ حصار قدیم کے بنا پر نئی دیوارین بنائی جاوین اور اوسکے گرد خندق کہود کر اوسکے مٹی سی دیوار کا پشتہ بنا دین — حصار قدیم کا یہ حال تہا کہ مدتون سی افتادہ تہا اور لوگون نی وہان پر مکانات تعمیر کر لیے تہے حصار کا کچہ بہی آثار باقی نرہا تہا اب اس بنا کے شروع ہونے سی اکثرون کی مکان منہدم ہوے جن لوگون کی مکان تہے باوجود ضروری کہودنے کی فریاد کرنا شروع کی چونکہ غرض تو حفظ عام سے تہا کچہ بہی شنوائی نہوئی تعمیر ہونی شروع ہوئی تہوڑے عرصہ مین قلعہ متین نہایت استوار بنکر طیار ہوا بعد ازان مرہٹہ کی لڑائی مین

نہ مکرر گروہ مذکور کا گذر ہوا اور ایک خلق کثیر شہر اور نیز بیرونجات سے اوس حصار مین آکر صدمہ حوادث سے محفوظ رہی اور بیرون شہر کے عمارات سے بھی گولہ توپ سے صدمہ فی مرہٹہ کا ہاتہ نہ پہونچنے دیا وہی لوگ جو اول آزردہ ہوئے تہے بہت شکر گذار ہوئے اور ہیبت جنگ کی تدبیر بنا ہر قلعہ سے نہایت محفوظ و محفوظ رہے ہیبت جنگ کمال عزت اور احترام مین صبح و شام بسر کرتا اکثر اوقات بندہ مورخ کے مکان پر آکر والدہ کی دلجوئی کرتا تہا اور تمام سرکار ترہٹ کی حضور سے لیکر ارادہ آبادی پرگنات مذکورہ کا نہایت رکہتا تہا لہذا ترہٹ جانے کا جو گنگا پار ہے عازم ہوا چونکہ مورخ کے چچا مہدی نثار خان سے نہایت اعتقاد اور اخلاص رکہتا تہا اور اوسکی مفارقت گوارا نتہی اوسکے مکان پر آیا اور ساتہ لیکر بعد عبور دریا جب مقامات مذکور مین پہونچا ہنوارہ مین جو کہ مقام سکونت راجہاے گذشتہ کا تہا اقامت گزین ہوا اور بعض پرگنہ سرکار مذکور کے مہدی نثار خان اور نیز دیگر لوگون کو سپرد کیے آبادی کی کثرت اور توفیر حاصلات مین ساعی تہا بعد ازان جب اوس قصبہ مین بڑا عرصہ گذرا اسپنے بی بی آمنہ بیگم بنت مہابت جنگ اور عیال و اطفال و خدمہ محل وغیرہ کو اسپنے پاس بلالیا اور نیز والدہ مورخ کو تحریر کیا کہ آرزوے ملاقات بہت ہے اگرچہ ہرج نہو مع فرزندان دلبند کے اسی مقام پر چند روز بسر کرو بندہ مورخ اور برادر علی نقی خان اندنونمین ہمراہ والد شاہجہان آباد مین تہا اور مصطفی خان بنا بر نیکو خدمتی اور کمال جرات سے مہابت جنگ کے پاس تہا اور کوئی مانند اور مثل میرا اوسکے ندیمون اور ہمنشینونمین دوسرا نظر نہ آیا۔

مصطفی خان بہادر ببر جنگ کا عروج اور بہاسکر پنڈت کا مقتول ہونا مصطفی خان کے ذریعہ سے

مصطفی خان جسنے سابق کی لڑائیونمین بہ نسبت دیگر رفیقون کی کمال درجہ جانفشانی اور شجاعت دکھلائی تہی اور مہابت جنگ کے منظور نظر ہوکر زر نقد و فیل اسپ وغیرہ سامان انعام پایا اور اسکے بعد پہر مکرر بارہ لاکہ روپیہ عطا ہوا اور سات ہزار سوار اوسکے رسالہ کی اور پانچہزار سوار اوسکے چچا عبد النبی خان صوبہ دار کٹک کے تہے اور بعد وفات عبد النبی خان کی اوسکا لڑکا عبد الرسول خان منصب پدری پر سرفراز ہوکر صوبہ مذکور کا حاکم بالاستقلال ہوا اور خود مصطفی خان پنجہزاری اور پالکی جہالردار اور علم اور نوبت اور رسالہ ہفت ہزار سوار اور قریب چالیس پچاس ہاتہی وغیرہ اسباب امارت کے جو کچہ مہیا تہا ساتہ کمال استقلال اور نہایت اقتدار اور کل امور ملکی اور [illegible] اور [illegible] کا [illegible] تہا کہ مہابت جنگ [illegible] اقربا وغیرہ سکا

توسل ڈہونڈتے تہے خلاصہ یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو فایز ہوا جسکا حسد ہونے لگا یا نشک کہ حاجی احمد
مہابت جنگ کا بڑا بہائی باوجودیکہ تین لڑکے ہفت ہزاری تہے مگر مصطفی خان کے اقتدار سے عاجز اور
حیران ہوا لاچار بہائی سے رخصت ہوکر وطن دیرینہ اپنے سے کہ عمدہ شجاعت الدولہ مرحوم سے وہان مقیم تہا اور
اختیار کلی رکہتا تہا مہاجرت کی اور اپنے چہوٹے بیٹے احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر
ہیبت جنگ کے پاس عظیم آباد گیا اور نیز حاجی احمد کی آزردگی کا باعث ہوگلی کی خدمت ہوئی جو
صولت جنگ بہادر کو عطا ہوئی جیسا کہ حاجی احمد اپنے واسطے چاہتا تہا اور صولت جنگ چونکہ بنگام
کتنک کے بعد تہوڑی سی بہی فایدہ کی خدمت نرکہتا تہا مہابت جنگ نے اسکا پاس خاطر کیا او حاجی احمد
کو کسیقدر محال سائر مرشد آباد سے بقدر ضرورت حاجت کے میسر تہا دنیا خدمت ہوگلی کا فضول جانا
جب حاجی احمد بوجہ مذکورہ کے آزردہ خاطر ہوکر عظیم آباد آیا اس سال بعد انقضای برشکال کے [illegible]
بہاسکر پنڈت نے علی قراول کو جوکہ سرداران مشہورہ ممالک دکن مین تہا اپنی رفاقت مین لیکر
چہہ سات ہزار سوار کا سردار بنایا شروع سال مذکور مین حسب الحکم رگہوجی بہوسلہ کی نہایت اقتدار
مین بیس ہزار سوار سے اوڑیسہ اور بنگالہ مین داخل ہوا مقصد یہ تہا کہ اگر معاملہ ہوجاوے فبہا ورنہ
عزم رزم ہو مہابت جنگ جوکہ متواتر سفر اور حرب و قتل سے ملول اور عاجز ہو رہا تہا اس مرتبہ یہی بہی
چاہی کہ بے جنگ کے بہاسکر کا کام تمام کرے اور باطمینان تمام بسر کرے اور مصطفی خان سے مشورہ
کیا کہ کوئی ایسی ہی تدبیر کرے کہ مع کل سرداران مرہٹہ کے بہاسکر اوکی جان جاوے لیکن یہ کام مہابت جنگ
سے ناممکن تہا لہذا مصطفی خان کو کہا کہ اگر تیری تدبیر و تزویر سے بہاسکر او مع سرداران ہمراہی کے
حاضر حضور ہو تو عظیم آباد کی صوبہ داری عطا فرمائی جاوے مصطفی خان تو نہایت صاحب عزم اور دلاور
اور ہوشیار اور زبان آور تہا طمع مین آکر آمادہ کار ہوا جب بہاسکر نے اسکی دام مین آکر استدعای
حضوری مہابت جنگ کی کی مہابت جنگ نے مصطفی خان کو مع راجہ جانکی رام کے جو اوسکا معتمد علیہ تہا
راز دلی سے واقف فرماکر بہاسکر کے پاس بہیجکر کہا کہ اوسکو مع سرداران لشکر کے لانا چاہیے
تاکہ یکبارگی ہر ایک کا بار گران اوتارا جاسے مشار الیہ بہاسکر کے پاس جوکہ حوالی کٹوہ مین وارد تہا حاضر ہوکر
اور ادہر مہابت جنگ بارادہ اپنے مافی الضمیر کے خود مرشد آباد سے نہضت کرکے محال منکرا مین
کہ کنارے دریاے بہاگیرتی کے ہے آکر خیمہ کیا تہا ادہر مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے تمہید معاملہ مین
کتنے افسانہ و افسون پڑہے کہ بہاسکر ملاقات کو مہابت جنگ سے راضی ہوا اور علی قراول کو
جو اوسکا معتمد تہا مہابت جنگ پاس بہیجا قرار یہ ہوا کہ جب علی قراول مطمئن ہوکر واپس آوے بہاسکر بہی

ملاقات کو آوے مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے جب دیکھا کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا علی قراولی
کو ہمراہ لیکر معاود ہوئے اور مصطفی خان اثنائے راہ مین بیان ہم قومی کی باتین کرتا ہوا مہابت جنگ
کے پاس لایا مورد الطاف فرمایا مہابت جنگ تو حسن خلق اور تقریر دلپذیر مین بی نظیر تہا وہ وغنا
قاز ملا کہ دہ ہزار جان سے فریفتہ ان باتون شیرین کا ہوا اور وقت مراجعت مصطفی خان کو ہمراہ کر دیا ادہر جبتک یہ سوانح
رہی مہابت جنگ ہمیشہ تحفجات اور سوغات مانند میوہ ولایتی و بنگالہ اور پراق وغیرہ کی اشیاء
بہاسکر کو بہیجکر وحشت جنگ و مخالفت دور کرتا رہا ایسا اوسکے دلکو جذبہ ہوا کہ کیا عجب تہا اگر ایسی
مہم نہوتے تو خود بخود بے طلب مہابت جنگ کی اسکے ملاقات کو چلا آتا جب طرفین سے آمد و رفت
مین تکرار پائی راجہ جانکی رام کو کہ دیوان تن مہابت جنگ تہا واسطے تسلی بہاسکر پنڈت کے بلایا تہا
آخر الامر بنائے مصالحہ و ملاقات فیمابین مہابت جنگ و بہاسکر پنڈت مقرر ہوئی اور میدان منکرا عہد
ملاقات قرار پایا الغرض جب یہ کچہہ ٹہرا کہ مکان ملاقات میدان منکرا ہوگا مہابت جنگ امانی گنج
مین اور بہاسکر پنڈت کٹوہ مین خیمہ زن تہا آخر صفر یا اوایل شہر ربیع الاول مین جس روز
کہ ملاقات فیمابین کا تعہد تہا ایک خیمہ کلان نصب کیا گیا اور اوسکے بڑے بڑے فاصلہ سے سراپردہ
لگا کر درمیان مین میدان وسیع و طویل بنایا گیا مہابت جنگ جب مع اپنی فوج کے وہان پہونچا خود
مع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ اور میر محمد کاظم خان وغیرہ معتمد کے داخل خیمہ ہوکر
مسند نشین ہوا چونکہ کوئی شخص سوائے راجہ جانکی رام اور مصطفی خان اور حکیم بیگ کے
اس معرکہ مخفی سے آگاہ نتہا اعیان شہر بھی اکثر اس تماشا کے واسطے مصاحبت مین بیٹہتے تہے
اور مصطفی خان اور راجہ جانکی رام کہ واسطہ جواب و سوال کے صاحب عہد و پیمان تہے بہاسکر کے لینے کو
گئے باقی سرداران لشکر مع ہمراہیون کے عقب خیمہ مہابت جنگ مین استادہ سوار و تیار تہے اور
معتمد جانفشان لوگ بعض ستون خیمہ کے متصل اور بعض مہابت جنگ کے پیچہے منتظر فرمان استادہ تہے
اوسوقت مین مہابت جنگ نے اس امر کی اطلاع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان کو واسطے
تنبیہ کرنے اور ہوشیار ہونے کی ضروری سمجہی حکیم بیگ سے فرمایا کہ جو خیمہ دوسرا واسطے ملاقات
بہاسکر کے اسکے سوا کہڑا کیا ہے وہ صولت جنگ بہادر کو ملاحظہ کرا دو حکیم بیگ نے خیمہ دکہلانیکے
حیلہ سے صولت جنگ کو علیحدہ لیجا کر مکنون خاطر مہابت جنگ سے آگاہ کیا صولت جنگ نے بعد معاودت
تحسین و آفرین خیمہ کرکے بیٹہا معلوم ہوا کہ وہ رائے اسکو بھی پسند ہوئی القصہ مہابت جنگ
بہاسکر کے انتظام مین دمبدم خبر لیتا تہا ہرکارہ متواتر خبر رسانی مین مصروف تہے یہانتک کہ بہاسکر

دم دروازہ پر پہونچا اوسکی فوج کی دستہ دروازے کے روبرو مہابت جنگ کی لشکر کی مقابل
ایک تیر کے فاصلہ سے جا بجا کہڑے ہوے تھے اور مہابت جنگ کی سواری کا ہاتھی سراپردہ کی
اندر پشت کے طرف استادہ تہا لشکر بہاسکر کے سردار پیادہ پا ہوکر مع دیگر معتمدین کی عمدہ دارا
ہمراہی کے بہانے سے قریب چالیس پچاس آدمی کے جسمین بائیس ۲۲ سردار اور باقی ادیگ تہے تابین
مذکورہ داخل سراپردہ ہوئے مہابت جنگ فراہم آیا جب بہاسکر بادیان نسی او تر اکیطرف مصطفی خان
اور دوسرے طرف راجہ جانکی رام کا ہاتہ پکڑے ہوی داخل سراپردہ ہوی علی قراول اور دیگر اشخاص
یمین و یسار عقب مین دامن بستہ شمشیر دردست نہایت تکبر و نخوت سے بیٹھے مصطفی خان اور
راجہ جانکی رام کوئی عذر معقول کرکے باہر نکل گئے جیا رم خیمہ سراپردہ کو میدان کاٹے ہوا تہا
کہ مہابت جنگ نے پوچہا کہ بہاسکر کون ہی لوگون سے جو پہچانتے تہے مانند حکیم بیگ وغیرہ کہ انہون نے
کہا کہ وہ ہی اسیطور سے جب تین مرتبہ تحقیق ہوا حکم دیا کہ سر اس خود سر کا کاٹ ڈالو حاضرین تو
اس امر سے ناواقف تہے کچہ نہ سمجہے حیران سے رہگئی مگر میر کاظم خان نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے
جب مکرر تاکیداً ارشاد فرمایا میر محمد کاظم خان اور برخوردار بیگ وغیرہ جانثار شمشیر کشیدہ دوڑ
اور مصطفی خان نے پانچ چہ نفر مانند اودل شاہ و حکیم شاہ وغیرہ کے مقرر کئے تہے کہ جو حکم
حضور مہابت جنگ سے صادر ہو فوراً تعمیل کریں رفقای مصطفی خان نے اس حال کو دیکھتے ہی بہاسکر
اور اوسکے ہمراہیون پر جا گرے اور میر محمد کاظم خان نے سبقت کرکے ایک ایسا ہاتہ ہوا سکو
مارا کہ اوسکا کام تمام ہوگیا بہاسکر کے بھی ہمراہی تلوارین نکال کر مہابت جنگ پر دوڑے
شہر والے جو تماشا کو آئے تہے نہایت اضطراب مین ہے سے لیے نامردون نے فرار کی راہ لی فراشون
نے صحن کے سراپردہ گرا دیے مصطفی خان [illegible] اپنی فوج کو طرف دیکہکر فوج مرہٹہ پر جا گرا
اور مہابت جنگ کو بھی کہلا بہیجا کہ حضور بھی سوار ہوکر تعاقب فرماوین مہابت جنگ اوس ہنگامہ
رستخیز مین کہ کوئی کسیکو نہین پہچانتا تہا سپر اور شمشیر لیے استادہ تہا چند نفر اور سپکے ہوا فیل نشین سواری
کی طرف اشارہ کرتے تہے اور مہابت جنگ کفش بردار کا انتظار کرتا تہا کسی نے عرض کیا کہ وقت
انتظار کفش کا نہین جواب دیا کہ اسیوقت تہوڑی دیر مین کہو گے کہ مہابت جنگ ایسا گہبرا گیا کہ
جوتی کی بھی خبر نہ رہی تا آنکہ کفش بردار حاضر ہوا اوسوقت ہاتہی پر سوار ہوا خبر پہنچی کہ سرغنہ کا کام
آخر ہوا مہابت جنگ نے مصطفی خان کی خبر پوچہی لوگون نے کہا کہ تعاقب [illegible] ہوگیا
اور کہہ گیا ہے کہ حضور سوار ہوون اوسوقت مہابت جنگ نے باستقلال تمام [illegible]

حکم ستادیانہ بجانے کا صادر فرمایا اور بعد تیقیح ہو جانے گذشتہ ہونے بہاسکر کی تعاقب پر رخ کیا کٹہوہ پر برابر چلا گیا مگر کہین مرہٹہ کا سراغ نپایا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب مصطفی خان نے بہاسکر وغیرہ سرداران مرہٹہ کو عہد و پیمان سے مطمئن کرکے چاہتا تھا کہ دام بلا مین پہنساوے ہر ایک اسکی جعلی باتو نمین آکر ملاقات کو ہمراہ ہوئے مگر ایک سردار رگہوگائی کوار نے ہرچند مصطفی خان و علی قراول سنلے اسکو بہی فقیر سے دیئے کہ مہابت جنگ کی ملاقات کو چلے مگر وہ نہ آیا اور مع اپنے گروہ کے باز رہکر کہا کہ جب بہاسکر وغیرہ ملاقات کرکے واپس ہونگے صبح کو بندہ بہی کامیاب ملازمت ہوگا پس بمجرد انقلاب اس واردات کے وہ مع اپنے ہمراہیون اور بنگاہ بہاسکر کے چلدیا اگرچہ اثنائے راہ مین صدمہ مہابت جنگ سے محفوظ رہا مگر رعایا وغیرہ کے دست برد سے ضرر پہونچا بہرحال افغان وغیرہ ان حدود بنگالہ اور کٹک سے باہر نکل گیا اور مہابت جنگ مع لشکر وغیرہ کی صبح وشام اپنے مرکز دولت کو آیا اور باطمینان تمام مشغول کاروبار ہوا اور اس خدمت کے عوض مین افزایش تنخواہ سے سپاہ کو خوشنود فرمایا اور دس لاکہہ روپیہ بطور انعام کے عطا کیا اور بادشاہ کو فتحنامہ کی عرضی بہیجکر التماس کیا کہ اضافہ منصب اور خطاب ببر جنگی اور نوبت واسطے مصطفی خان اور نیز دیگر رفقائے جانفشان مانند میر محمد جعفر خان سبب تلوار کا زخم کہایا تہا اور رفقیر احمد بیگ خان اور حیدر علیخان وغیرہ کے لئے عنایت ہو برطبق التجا فرمان شاہی مشعر عطائے خلعت خاص اور جواہر اور خطاب شجاع الملک واسپ وشمشیر کے مہابت جنگ کے نام صادر ہوا اور مصطفی خان کو خطاب ببر جنگی اور نوبت اور منصب پنجہزاری اور دیگر اشخاص کو بہادری کا لقب عطا ہوا اور موجب خوشنودی کا واسطے سب کے ہوا

مہابت جنگ اور مصطفی خان کی ناچاقی اور مصطفی خان کا مرشدآباد سے برآمد ہونا اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ سے لڑنا اور فتحیاب ہونا احترام الدولہ کا مصطفی خان پر

جبکہ مصطفی خان کا رتبہ نوکری سے بڑہکر سررشتہ ہمسری بلکہ برتری کو پہونچا تہا اور جمعیت و تشویش افغان کی بلکہ بنگالہ اور مہابت جنگ کی سرکار مین ایسا اثر دحام رکہتے تہے کہ کسیکو ایک افغان سے بہی مجال نفس زدن کی نہی ہرچند کہ ایک نفر انکا برابر ایک جماعت اونکے کی تہا مگر بسبب استیلائے فرقہ مذکورہ کے کچہ بہی نہ تہا اور فی الحقیقت یہ قوم اپنی کثرت اور عقل کی قلت سے جنگل اور پہاڑون مین درندون کی مانند دلیر ہوتی ہے بنا علی ذالک لہذا ذراسی نان و نمک کا پاس نہین کرتی ذراسے استعداد پر آمادہ فساد و شر ہو جاتے ہین اور ادنی سی طمع مین سالہائے دیرینہ کا حقوق

ہوجاتے ہین خصوص اگر کوئی افغان مارا جائے اوسکے انتقام مین نہایت سخت ہوتی ہین ہرچند مدتین گذر جائین بغض و عداوت اونکے دل سے نہین دور ہوتی مصطفی خان ہرچند عقل سے خالی تہا مگر لالچی تہا دولتہائے بنگالہ کو دیکہکر ہمیشہ حسد مین رہا کرتا تہا یہانتک کہ استعداد جماعہ افغان ٹہی اور مہابت جنگ کے مقابلہ مین برابر بلکہ اوس سے بڑہکر نظر آئے آتش دیرینہ مشتعل ہوئی اور مہابت جنگ سے ایفائے عہد کیواسطے جو بر وقت عرض واسطے دینے صوبہ عظیم آباد کے اقرار کیا تہا مہابت جنگ نے اوسوقت تو بموجب مثل مشہورہ کے صاحب الغرض مجنون باولا ہوکر مقر ہوا تہا اب بڑی فکر ہوئی کیونکہ اوسکا چہوٹا داماد احترام الدولہ بہادر وہان کا صوبہ دار تہا چاہا کہ حسن بیان اور سحر سازی سے ایسے امر دشوار کو آسان کرے چند مہینے تقریری دلجوئی کرتا رہا لیکن جب اسکے کہ مستسقی کی پیاس اوس سے نہین بجہتی خان مذکور اپنی تدبیر مین رہا آخر کار آہستہ آہستہ بد اخلاصی پر کمر باندہی رفتہ رفتہ آخر محرم الحرام ۱۱۵۸ ہجری مین آمد و رفت دربار کی موقوف ہوئی اسکی وجہ یہ ہوئی کہ مصطفی خان کے آنے سے دربار تقریر یوسف علی خان مرحوم کا بند ہوا یہانتک کہ مہابت جنگ ظاہر مین اسکی دلجوئی کرتا اور باطن مین اسکے مدافعت کی تدبیر کرنے سے غافل نتہا چنانچہ ایکروز مصطفی خان نے اودل شاہ اور حکیم شاہ اپنے دونون رفیقون کے کہنے سے بموجب قاعدہ مستمرہ کے دربار پہنچکر خود بہی آنے کا ارادہ رکہتا تہا کہ وہ لوگ دربار مین پہونچ مجرا کرکے بیٹہے تہے یوسف علی خان بہی حاضر دربار ہوا اور یہ حالات دیکہہ رہا تہا اوسکے زبانی ہے کہ سوائے چند نفر کے اور کوئی شخص حاضر نتہا جب وہ دونو آکر بیٹہے اور اونکے بیٹہتے ہی کسی خواجہ سرا نے محل سے آکر خبر دی کہ نواب بیگم کو کہ مہابت جنگ کی بی بی تہی ظاہر کیا کہ ہیضہ ہوا اور اس خبر کے ساتہ قریب پہونچتے مصطفی خان کی خبر لگی مہابت جنگ محلسرا مین چلا گیا اودل شاہ اور حکیم شاہ کو فرمایا کہ ٹہرو اسی حال مین ان دونون کو دولت سرا سے کوئی حرکت متوہمہ احساس ہوئی تو وہم ہوا کہ شاید کچہ مسلح لوگ محفوظ ہین تاکہ مصطفی خان کا کام تمام کرین یہ خیال کرکے اپنی اپنے گہرونکو چلدئے اور راستہ مین مصطفی خان سے تمام سرگذشت کو بیان کردیا خان مذکور جو مدت سے متردد اور مہابت جنگ سے غیر مطمئن تہا فوراً اس صدا کے سنتے ہی اپنے ملک کو گیا مہابت جنگ کو یہ خبر پہونچی فوراً شہامت جنگ بہادر کو بہیجا کہ بہر نوع اوسکی تسلی اور تصفیہ کرکے حضور مین لاوے شہامت جنگ فوراً اُسکے پاس پہونچے اور راستہ مین ملاقات ہوئی پس شہامت جنگ نے ہرچند چاہا کہ دم دلاسے سے رضامند کرین مگر وہ راضی نہوا اور اپنے مکان کا راستہ لیا اور وہان پہونچکر اپنے رسالہ کو جو نو ہزار سوار و پیادہ سے تیار تہا متفق کیا اور باغی ہوکر استعفای نوکری اور استدعاے

عطا سے تنخواہ کی مہابت جنگ نے شہامت جنگ کے توسل سے جو کہ سپاہ کے نزدیک معتبر تھا ہرچند چاہا
کہ اسکی وحشت دور ہو مگر کچھ سود نہوا بلکہ مصطفی خان نے خشونت آمیز کلام و پیغام میں شروع کر دی
مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ مضطرب و حیران ہو کر نہایت پریشان خاطر
ہوئے اوسکے تہور اور شجاعت سے تو بخوبی آگاہ تھے سالہا سال ملاحظہ کیے تھے لڑائی کے اسباب و کارخانے
ہونے لگے شہر مرشدآباد میں مہابت جنگ کے ملازمان دولتخواہ جمع ہوے دارالامارہ سے چھاونی تک
سپاہ و لشکر کے لوگ مانند صولت جنگ اور ثابت جنگ اور شہامت جنگ اور میر محمد جعفر خان
اور حیدر علیخان اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان و عمر خان اور اوسکے لڑکے اور دیگر امرای
متفرق اور ہمراہی وغیرہ برق انداز مانند فتح راو اور بخشی و جیہدن اور نیز بہلیہ اور خاص برادر وغیرہ
مہابت جنگ کی حویلی کے گرد مسلح رات دن ہوشیار رہتے تھے اور شمشیر خان اور سردار خان آمد و رفت
دربار کی کیا کرتے ظاہر میں مہابت جنگ اور باطن میں مصطفی خان سے ملکر دونوں کو خوشنود رکھتے تھے مہابت جنگ
بھی بنا بر عدم اعتماد فرقہ افغان سے بخوبی آگاہ ہو کر ظاہری تالیف قلوب سرداران مذکور کی کیا کرتا
اور مہابت جنگ عجب دغدغہ میں تھا اول یہ کہ مصطفی خان کی اصلاح چاہتا تھا اور بنا بر ملاحظہ خدمتگذاری
اور اوسکے جانبازیوں کے مفارقت بھی گوارا نتھی اور لڑنا بھی امر دشوار تھا کیونکہ مخلصان شجاع اوسکے
رفیق تھے ایکروز چاہا کہ بموجب گذشتہ کے تنہا مع سراج الدولہ کے اوسکے مکان پر جاوے بلکہ پالکی طلب
کرکے سوار ہونا چاہتا تھا کہ اوسکے بھتیجوں نے مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ اور نیز دیگر ہوا خواہ
مانند میر محمد جعفر خان اور حسین قلیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان وغیرہ نے نہایت مبالغہ سے مانع ہو کر کہا
کہ اب وہ باتیں جاتی رہیں اب مصطفی خان کو ملک گیری کا دعوی ہے حضور کے زوال میں اپنا اقبال
چاہتا ہے پس اگر عزم جزم تشریف بری ہے اول ہم لوگوں کو ذبح کر دیجیے بعدہ اوسکے گھر کی طرف قدم بڑھایے مہابت جنگ
نے ان سبھوں کی التماس پر خیال کرکے فسخ عزیمت کی اس عرصہ میں رحم خان نام مصطفی خان کا ہمراہی
بحسب تقدیر اوسکی رفاقت چھوڑ کر مہابت جنگ سے آملا اور شمشیر خان اور سردار خان بھی اپنا عروج
مصطفی خان کے اخراج میں چاہتے تھے لہذا مہابت جنگ کے رفیق ہوے مصطفی خان نے مرشدآباد
کی لڑائی اسی وجہ سے مناسب نہ سمجھی یا بحسب تقدیر پروای گواہی نہ کی بہرحال مصطفی خان نے صوبہ عظیم آباد
کا حاصل کرنا سہل سمجھکر اوسطرف کی عزیمت کی اور مہابت جنگ نے اوسکا یہ ارادہ غنیمت جانا مصطفی خان
نے اپنے وکیل کو مع فرد حساب مشاہرہ خود مع سپاہ وغیرہ کی خط خواہ بدون دینے تصحیح اور
موجودات کے بھیجکر درخواست عطا کے مبالغ مذکور کی مہابت جنگ نے بلا تامل بطور صدقہ رد بلا کی

سترہ لاکھہ روپیہ بہیجدیا اور مصطفی خان سنے اپنی آدمی بہیجکر چہ دہری سی گاڑی وغیرہ بار برداری منگواکر اسباب لدایا اور تاریخ معہود کو کوچ کیا جب مرشد آباد سے دور نکل گیا شہر والون کے جان مین جان آئی مہابتجنگ سنے رحیم خان کی دلجوئی قرار واقعی کی اور شمشیر خان اور سردار خان کو بہی مشمول عاطفت فرماکر خوشنود ومطمئن کردیا اور باوجودیکہ دل شیر خان برادر مراد شیر خان خواہرزادہ کہتر شمشیر خان اور الف خان داماد سردار خان کی مصطفی خان کی رفیق ہوے مگر اسکا ذکر جب عقل مین آتا مہابت جنگ کہتا کہ یہ اونکی جہل جوانی ہی۔ جب مصطفی خان سنے راج محل پہونچکر بعض توپین اور ہاتہی جو وہان تہو مع سازوسرانجام منتخب کرکے سلے لیی اور صاف باغی ہوگیا۔ مخفی نرہی کہ جب مصطفی خان ز ایفاے عہد مین مہابت جنگ کا حیلہ دیکہا تہا اسنے بہائی چچازاد عبد الرسول خان صوبہ دار کٹک کو باہمی رفاقت کیواسطے بلایا تہا لہذا عبد الرسول مذکور نے مسمی داوود خان افغان کو نائب اپنا مقرر کرکے مع اپنی رسالہ کے مصطفی خان سے آملا۔ اسکا باپ عبد النبی خان شیعہ مذہب محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا رفیق تہا میر عبد العزیز جو کہ سادات سمانہ مضافات صوبہ لاہور سے تہا اور سرکار مہابت جنگ کی رسالہ دارون مین منجملہ افواج متعینہ کٹک کے ہمراہ تہا مورخ سی نقل کرتا تہا کہ عبد النبی خان ہمارا ہم وطن ہمراہ تہا جسوقت کہ مصطفی خان سنے داعیہ مخالفت کیا ایکروز خلوت مین بندہ سی کہا کہ سید صاحب کو خبر ہوگی مصطفی خان کو داعیہ نمکحرامی ہوا ہی بندہ عجب مخمصہ مین گرفتار ہی اگر مصطفی خان سی شریک ہو برخلاف رسم اپنے خاندان کے نمکحرام ہوتا ہون اور اگر مہابت جنگ کا رفیق ہوا آشنا و بیگانہ کی طعنہ سننا پڑینگی لوگ کہین گے کہ مہابت جنگ کی رفاقت مین دولت وآرام پاکر بیٹہہ رہا جسکی بدولت اس رتبہ کو پہونچا اوسکا ساتہ نہ دیا۔ کیا خوب ہو کہ قبل اس حادثہ کی حضرت ملک الموت تشریف لاوین تاکہ دونو ندامتون سی رہائی پاؤن اور پنجشنبہ کے روز قدم شریف مزار پر جو کٹک مین ہی جاکریہی دعا کی اور بلاناغہ روز پنجشنبہ کو یہ معمول ہوا تا آنکہ دعا مستجاب ہوئی اور قبل شروع مخالفت مصطفی خان کی ایک عارضہ مین مبتلا ہوکر پنجشنبہ کے روز روانہ ملک عدم ہوا اور اوسی قدم شریف مین مدفون ہوا۔ اور واسطی زیارت قبر اوسکی سے کہ روز پنجشنبہ معین ہوا تہا الی الآن موقوف نہین ہوا ہی۔ القصہ جب مصطفی خان ز ترک رفاقت مہابت جنگ اختیار کی اور عبد الرسول خان جو زور بازوی برادر تہا رفیق ہوا مہابت جنگ سنے کٹک کو اسپنے نایب سی خالی پاکر راجہ دولبہہ رام پسر راجہ جانکی رام کو جو پیشتر عبد النبی خان سکے عہد سی اوس صوبہ کا پیشکار رہتا اور اسکے بعد عبد الرسول خان کی بہی نیابت مین اوسی عہدہ پر بحال رہا صوبہ داری کٹک پر مقرر اور منصب سہ ہزاری اور پالکی جہالر دار

اور دو ہزار سوار کے رسالہ سے سرفراز فرمایا اور سند بھی لکھدی مہابت جنگ نے اپنے چہوڑے داماد زین الدین احمد خان کو بہت پیار کرتا تہا لہذا اوسکو لکھا کہ مصطفی خان سے لڑنا نچاہیے بلکہ لازم کہ بہت جلد دریاے گنگا کی شمالی طرف سے میرے پاس چلے آؤ اور جو احتیاج ہو باتفاق ہمدیگر مدافعہ مصطفی خان کا کرینگے اور جو تن تنہا لڑوگی مفت لقمہ اجل کے ہوگی اور کچہ حاصل نہوگا۔

آنا ہیبت جنگ کا سرکار ترہٹ سے عظیم آباد مین اور میدان باغ جعفر خان مین مقیم رہنا اور مصطفی خان سے لڑکر فتحیاب ہونا

اس نفاق کی خبرین کہ درمیان مصطفی خان ببر جنگ اور مہابت جنگ کے درمیان مین واقع تہین برابر ہیبت جنگ کو پہونچا کرتی تہین جب اوسکے عزیمت کی خبر بعزم تمردو شر سنی اور نیز مہابت جنگ کی تحریر مشعر عدم ہنگامہ آرائی صادر ہوئی ہیبت جنگ نے رفقاے دولتخواہ سے صلاح کی ہر ایک نے حسب مرضی کہنا شروع کیا اکثرون کی رضا یہ بہی ہوئی کہ بموجب تحریر مہابت جنگ کی تعمیل ہو کیونکہ مصطفی خان سے فتحیابی ناممکن تہی مصطفی خان کے ہمراہ چودہ پندرہ ہزار سوار جرار ملازم اور غیر ملازم اوسکے ہمراہ تھے اور وہ لوگ سیکڑون حرب و ضرب مین دست زور دکھلا چکی تہی اور مصطفی خان بذات خود نہایت دلیر اور شجاع اور تجربہ کار اور قواعد رزم و پیکار سے خبردار تہا تیر و شمشیر مین وہ دست زور تہا کہ توپ بندوق کی حاجت نتہی مگر اوسکے ہمقوم بندوق ہمراہ رکہتے اور بر وقت مناسب سوار خواہ پیادہ ہو کر سر کرتے تہی علاوہ اسکے پچاس ضرب توپ اور ڈیڑہ سو سے زیادہ ہاتہی وغیرہ تہا خلاصہ یہ ہے کہ جملہ سامان رزم و سپاہ و توپخانہ وغیرہ نہایت درستی مین تہا کہ اوسی زمانے مین اکثرونکے پاس ویسا اسباب و سامان نتہا اور ہیبت جنگ کے پاس بہمہ جہت تین ہزار سوار اور چہہ ہزار پیادہ تفنگچی سے زیادہ نتہی اُنمین بہی بعض بیرونجات مین متعین اور کسیقدر ہمراہ رکاب تہے اور بعض رفقاے احترام الدولہ کہ شجاعت اور دلیری مین بے نظیر تہے مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا نے عرض کیا کہ ہر امر مین مشیت ایزدی منظور ہے بیش و کم پر موقوف نہین خدا معلوم کسکی حصہ مین فتح و شکست ہے بموجب آیہ کریمہ کے کما قال اللہ تعالی عزوجل کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ پس دل کا ولولہ کیون رہجاے بہتر ہے کہ عزم رزم ہو دیکہین کسکو دکہ کسے ہنسی ہوتی ہے تقدیر کسکی سرنوشت کو روتی ہے ہیبت جنگ جو کہ نہایت غیور اور صاحب شعور تہا عازم جنگ ہوکر ترہٹ سے کوچ فرمایا اور برابر آتے آتے جعفر خان کے باغ مین اُترا عبد العلیخان بہادر اور نیز دیگر معززان شہر نے

مانند عقیدتمند خان بہادر برادر عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ منصبدار انکی ملاقات کو حاضر ہوے ہیبت جنگ
نے ہر ایک سے اخلاق کمال ظاہر فرمایا اور سر انجام اسباب اور فراہمی سپاہ میں ساعی ہوا
فایز علی خان بخشی تہا لہذا مہدی نثار خان اور عبد العلی کو تالیف قلوب جماعہ داران اور جواب و
سوال سرداران سپاہ پر مامور فرمایا احمد خان قریشی نبیرہ داؤد خان مشہورہ اور شیخ جہان یار
اور شیخ حمید الدین اور شیخ امیر احمد اور کرم خان اور غلام جیلانی خان اور خادم حسن خان اور
راجہ کیرت سنگہ اور راجہ رام نراین وغیرہ رفقاے خیر اندیش کو مامور کیا کہ راتدن جوانان جوش یراق
وخوش اسپہ کی بہرتی کی جاوے اسکے بعد بدرجہ لاچاری جیسے حاضر ہوں مقرر کریں اور
زمینداروں کو بھی طلب کیا ازانجملہ راجہ سندر سنگہ مع اپنے ملازمین کے اور نامدار خان زمیندار پرگنہ
ترہٹ مع اپنے برادران جانفشان کے اور سردار خان اور کامگار خان اور زبست خان ساکنہ مسیرہ
کے کہ وہ بھی برابر ہمراہیان سندر سنگہ کے تہا اور بشن سنگہ زمیندار سرس کٹنبہ اور پہلوان سنگہ اور
تو ہد سنگہ برادر زمینداران پرگنہ ترہٹ اور جبین پور کے اور سرب سنگہ زمیندار ارول وغیرہ کے حاضر آئے
تہوڑے عرصہ میں چودہ پندرہ ہزار سوار و پیادہ علاوہ پہلے ملازمین کے مقرر و معین ہو گئے اب
دولتخواہوں کی صلاح کے بموجب یہ راے ہوئی کہ میدان میں بدون سنگر کے مصطفی خان سے
عہدہ برائی نہو گی لہذا حکم ہوا اور بیلدار وغیرہ طلب ہوئے جعفر خان کے باغ کے برج سے سنگر کی آغاز
ہوئی اور جہان پر کہ دریا کے پانی کی حفاظت کو شہر عظیم آباد کے خارج پر سد بنائی گئی تہی وہان تک سنگر
بنائی اور سنگر کے باہر بہت گہرا خندق اور اوسکی مٹی سے سد باندہکر قلعہ تعمیر کر لیا اور اوسکے برجوں پر
توپین چڑہا دین اور ایک برج سے دوسرے برج تک ایک نہ ایک جماعہ دار کی حفاظت ہوئی اور
فوج کی سرداری چند آدمیوں کو مقرر ہوئی اور چند جماعہ دار اوسکے ماتحت کر دئے اول عبد العلیخان
بہادر مورخ کے خالو دوم احمد خان قریشی سوم راجہ کیرت چند دیوان خلف راے رایان چہارم
راجہ رام نراین پنجم خادم حسن خان ششم ناصر علیخان وغیرہ سنگر کے نیچے مع اپنی اپنی جماعت کے اقامت
گزین ہوئے اور خیمہ اور رنگاہ لشکر کے پیچہے برپا رہے اور روز و شب انتظار مصطفی خان کا ہونے لگا
مورخ مع اپنے چہوٹے بہائی علی نقی خان کے تین مہینے اس سے پیشتر غرہ ذی قعدہ الحرام سنہ ۱۱۶۰ ہجری
کو شاہجہان آباد سے بموجب حکم اپنے والد کے واسطے انصرام شادی کتخدائی کے عظیم آباد پہونچکر
ماہ محرم ۱۱۶۱ کو اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا کیا گیا اور ۱۱۶۱ ماہ صفر کو مہابت جنگ کے لشکر میں
آکر شریک عبد العلیخان اپنے خالو کا ہوا اور نقی علیخان اپنے چچا مہدی نثار خان کی رفاقت میں کار

ہیبت جنگ مین داخل ہوا اوسکے ہمراہی مین زیادہ سو سوار سے تہے اور مورخ بلا علاقہ نوکری کے
بپاس آبرو اور نیز محبت خال اور عزیزان دیگر کے ۱۹ برس کے سن مین مہابت جنگ کا رفیق ہوا
الغرض ہیبت جنگ نے دروازہ ہاے شہر اور بعض بروج پر لوگ تعنات کر دیے تا کہ کوئی شخص
اسکے لشکر کا مغرور ہو کر شہر مین نجاے اور نیز مصطفی خان کی رسائی بہی نہو اور نیز دریافت مافی الضمیر
اور اتمام حجت کو دو تین آدمی برسم قاصدی تعنات کیے اونمین ایک حاجی عالم کشمیری جو آخر مین حاجی
محمد خان کے لقب سے سرفراز ہوا اور دوسرے مولوی تاج الدین جسکی اصل صوبہ اودہ سے تہی
اور عمدۃ الملک کے طرف سے سیف خان کے مدرسہ کو مین جو لب دریا قلعہ کی متصل مغرب کو واقع
اور جاے فقہا ہے مقرر اور وظیفہ پاتا تہا اور ایک شخص جسکی یاد نہین رہی غالب ملک محمد خان دیوان صوبہ
کابل کے خاندان کا چشم و چراغ تہا بہر طور یہ لوگ مصطفی خان کی پاس جا کر پیغام رسان ہوی کہ اگر آپ کا
مرشد آباد سے حرکت کرنا بسبب ترک رفاقت مہابت جنگ کی ہو چونکہ حقوق خدمت ہماری تمہارے
ذمہ ہین برسم مہمان خانہ افروز ہوجیے جو کچہ سامان اور باربرداری کی حاجت ہو گی دو تین روز مین سرانجام
کر دیا جاوے گا اور اگر کوئی ملال مہابت جنگ سے ہوا ہو اطلاع دیجیے کہ بندہ واسطہ ہو کر رفع
کدورت کرا دیوے اور اگر کوئی سند اس صوبہ کی حضور شاہی سے حاصل کی ہو دکھلا دیجیے کہ بدون
حرب و ضرب کے اب راہ لون اور جواب لیکر جلد معاودت کی یہ جواب لائے کہ نہ تو جانے کا ارادہ
ہے نہ مہابت جنگ سے عزم رزم و مصاف بلکہ ارادہ حاصل کرنے تمہارے صوبہ کا ہے اور جو سند طلب
کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جو سند سرفراز خان کی صوبہ بنگالہ کی سے لیتی ہین تمہارے چچا کی پاس تہی
وہی سند ہمارے پاس بہی موجود ہے دیکہا چاہیے مصرع تا درمیان خواستہ کردگار چیست۔
اس جواب دینے کی بعد مولوی مذکور سے سوال کیا کہ مولوی جی صاحب اگر ایک طرف سے بت پرست
اور دوسری طرف سے رافضی سر پر پیش ہون اور مجہے دونو فرقہ کی سرکوبی کی قدرت ہو پس اول
کس گروہ پر ہاتہ صاف کرنا ضرور ہے مولوی صاحب مطلب سمجہکر بولے اول کافرون کا قتل روا ہے
اور اہل قبلہ کو ہر چند رافضی ہین مگر قتل کرنا واجب نہین لیکن دلالت بخیر و ممانعت مناہی ہمہ امکن کا
مستحسن ہے مصطفی خان نے کہا کہ باعتقاد اور ارشاد ہمارے مشایخ کے رفض کفر سے بدتر ہے اول رفض
کو سمجہنا چاہیے بعدہ کفر کو یہ کلام سنکر مولوی متعجب و خموش ہو رہے اور رخصت ہوی وہان سے آن کر سارا
حال ہیبت جنگ کو پہونچایا یہ کلام جلتی ہوئی آگ مین روغن کا چہرکاو ہو گیا یہ بہی شہرت تہی کہ
مصطفی خان نے ہر ایک شہر والون کے مکان ہر ایک اپنی سردار لشکر کو تقسیم و نامزد کر دیے تہے تا کہ بعد

نتیجہ خیالی کی جو جس جگہ نامزد ہوا مع اپنی عیال و اطفال کے ساکن نہو۔ مورخ نے نہایت مشوش ہوکر دیوان لسان الغیب
حافظ شیراز مین فال دیکھی یہ شعر برآمد ہوا حافظ ؎ تو با خدای خود انداز کار و دل خوشدار ٭ کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
اور شکر اللہ ہے کہ اسیطرح یہ رسم گذشت ہوئی القصہ جب مصطفی خان مونگیر پہونچا عبد الرسول خان اپنے بہائی کو
مع فوج ہمراہی کے قلعہ مونگیر کی تسخیر پر مامور کیا حسن بیگخان قلعدار مع بندوقچیان محافظ کے کہ ساتہ حراست کے قیام
رکہتے تہے سرگرم مدافعہ ہوا مگر اسقدر کام اوسکی نظر مین کچہ حقیقت نرکہتا تہا ننگے پاؤن ساتہ جماعت رفقا وغیرہ کے
قلعہ مین یورش کی اور لوگون کو باہر نکال دیا اور قلعہ کو چھین لیا لیکن تقدیر کو دیکہو جبکہ عبد الرسول خان
قلعہ کے دروازہ پر کہڑا ہوا لوگون کو لڑائی پر تحریص کر رہا تہا کسی قلعہ والے نے ایک پتہر مارا اس سنگدل کا سر چور
ہوا شیشہ حیات کو ٹہیس لگی بادۂ روح بہہ نکلی اگرچہ فتح ہوگئی مگر اس حادثہ کے مکافات کا تدارک لیکن قلعہ ہی پر سان نہ تہا
ہرچند ظاہر مین مصطفی خان نے بڑا کچہ استقلال ملایا مگر کمر قوت کمزور ہوگئی چار و ناچار وہان سے کوچ مقام کیا تعزیت مین نوبت نہ بجائی
جو تہے روز توپخانہ وغیرہ جو سامان ضروری تہا قلعہ مذکور سے لیکر آگے کی راہ پکڑی جب ہیبت جنگ کو اسکے نزدیک
آ پہونچنے کی خبر ملی رات دن لشکر کی حفاظت مین مصروف ہوا اور مہدی نثار خان کو حکم دیا کہ رات دن گرد لشکر
کی گشت کرکے تالیف قلوب لشکر مین مصروف رہے تا آنکہ پنجشنبہ کے روز ۱۷ یا ۱۸ ماہ صفر کو سب لوگ طیار ہوکر
بیٹہے تہے کہ دو گہڑی دن نکلنے سے مصطفی خان لشکر کے قرب آگیا اور باغہای انبہ کے درمیان سکونت کی اور فوج کے دو حصہ
کئے ایک حصہ بلند خان روہیلہ کے سرداری مین اور دوسرا اپنے ہمراہی مین لیا اور اون باغات سے نکلکر بلند خان
کو پشتہ ستی مین بہیجا تاکہ اوسیطرف سے مخالف کے لشکر اور لشکر کے عقب سے آوے اور ہیبت جنگ کے لشکر کی پشت پر آپڑے
یہ تدبیر کرکے خود بھی اخیر لشکر سے کہ راجہ سندر سنگہ اور کیرت سنگہ وغیرہ اوسطرف محافظ تہے تس جانے کا ارادہ کیا
بلند خان حسب الامر نخاس ہوکر جعفر خان کے بڑے باغ سے جہان بیچارہ قید ہوتے تہے نکلکر ناصر علیخان مجروح
اور اوسکے بیٹے سید علی اور مرتضوی خان کے داماد مرزا رمضانی سے جا بہڑا ناصر علیخان زخمی ہوکر بیکار ہو گیا اور
سید علی اور مرزا رمضانی جان سے گئے اور ناہر خان موافق زخمی ہوکر رو بفرار ہوا اور بلند خان ہیبت جنگ کے
لشکر مین جا پہونچا اور اسکے ہمراہی روہیلہ لشکر کی معموری دیکہکر لوٹ مار مین راغب ہوئے ادہر سے مصطفی خان
نے راجہ سندر سنگہ پر حملہ کرکے جماعت کثیر مانند غازیخان بابوزئی اور سندر سنگہ کے داماد وغیرہ کو میدان
ہلاک مین مار ڈالا سندر سنگہ چند نفر کے ہمراہی مین فوج مصطفی کے ازدحام مین جو قریب سات ہزار سے کم تہے
اوسکی تلاش کرنے لگا اور مصطفی خان کچہہ ادہر سے بیخبر ہوا آگے کو بڑہا بمجرد دخول لشکر کے ذو الفقار خان ہواتی کے
تیرباران سے کلہ پر اور راجہ کیرت چند کے پہلو مین زخم آیا اور بمجرد مجروح ہونے کے پیر اوکہڑ گئے اور
لشکر مین عجب بد انتظامی کی بہگدڑ پڑگئی ہیبت جنگ کے روبرو میدان خالی پاکر مصطفی خان مع ہمراہیان

بسیار کے نمایان ہوا ہیبت جنگ ہاتھی پر سوار ہوکر چند آدمیون سے جو تخمیناً دو سو سوار اور ڈیڑھ سو پیادہ تمام
سردار تھے مقابل ہوا جملہ سوارون سے نامدار خان اور کامگار خان اور سردار خان اور رستم خان مئین مع اپنے ہمراہی
ایکسو سوار کے اور اپنے سوار متفرق رسالہ میر بدرالدین مخاطب بسیادت علیخان کے اور کتنے لوگ ملازم سرکار شیخ
رکاب نصرت انتساب کے تھے اور مہدی نثار خان مع نقی علیخان اور میر اکرام اور پانچ چھ اور آدمیون کے مورچہ
مین شیخ حمید الدین حاجی لکھنو والے ہیبت جنگ کے بائین طرف گفتگو اور دلجوئی اسکی مین تھا کہ اس معرکہ نے رونق پائی
کہ ہر چند مہدی نثار خان نے انکو اور نیز شیخ محمد اسعد لکھنو والے کو سواری کے واسطے کہا مگر کسی نے نہ سنا مہدی نثار خان
اونہین پانچ چھ آدمیون سے ہیبت جنگ کے بائین طرف کھڑا ہو گیا مصطفی خان نے پہونچتے ہی لوگون کو اشارہ کیا کہ
دونو ہاتھ سے ہیبت جنگ کو پکڑ لیوین بلکہ آواز سے کہا کہ ہیبت جنگ ہی ہے زندہ گرفتار کرو حکیم شاہ نے مقابل مہدی نثار خان
کے آکر پیادہ ہوا اور مہدی نثار خان کے تین چار آدمی پاپیادہ ہوکر مقابل ہوئے ہیبت جنگ کمال استقلال سے تیر زنان
ہوا اور کسی شخص کی معرفت عبد العلیخان کو مع فوج طلب کیا عبد العلی خان وغیرہ جو مصطفی خان کا آنا پہچانہ جانتا
تھے ہوا کہ لشکر کا قاعدہ نہین کہ سوار ہون اور اپنی جگہ سے متحرک جو جہان ہو وہین کی حفاظت مین مصروف
رہتا ہے ہیبت جنگ نے دوسرا پیغام دیا بموجب مصرعہ پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد اس خبر سے
عبد العلی خان متحیر ہوکر سوار ہوا اور صاحب کتاب نے ابھی چند نفر کے ساتھ ہمراہ تھا دیکھا کہ مصطفی خان شکست کھا کر
لشکر کے باہر گریزان ہو گیا اور ہیبت جنگ کی طرف سے بان اور توپ چل رہی ہین عبد العلیخان اس واقعہ سے سخت
نادم ہوا کہ ایسے وقت مین مجھسے کوئی خدمت نہ ہوئی چاہا کہ اونہین چند ہمراہیون کے ساتھ مصطفی خان کی فوج پر
جو دور ہوکر بکمال استقلال شادیانہ فتح بجا رہی تھی جا گرے دوستان دلربا نے ممانعت کی مگر غیظ جو آیا ایک نہ مانی
بیساختہ قدم اوٹھایا اوسوقت ہیبت جنگ نے ممانعت کی کہ آگے بڑھنے مین اس فتح خداداد کا قضیہ بالعکس ہوگا پس شہر کر شروع شکر گذاری
کیجئے لاجرم آگے نہ بڑھا اور پھر آیا اور مصطفی خان دو پہر تک استادہ رہا جو سپاہ اسکے ہمراہی مین اُٹھی ہوئی کثرون کو مجروح پایا اور
اور بعض معتمدون کے مارے جانے کی خبر پائی لہذا اوسوقت یورش موقوف کرکے اپنے خیمہ گاہ کو لب دریا کے
بن بن تہا کے چلا گیا اور لشکر کے مقابلہ پر درختان انبہ مین توپین لگا کر گولہ اندازی شروع کی مصطفی خان
کی لشکر پر شکست کھانے کی یہ صورت ہوئی کہ جب ہیبت جنگ نے مصطفی خان کا لشکر مین پہونچنا
دیکھا زندگی سے مایوس ہوکر بڑے استقلال سے جنگ آور ہوا دست خاص سے تیر افگن تھا اور پھر
تفنگچیان خاصہ اور [illegible] نے بندوق و شمشیر سے مصطفی خان کا سر راہ بند کر دیا اس عرصہ مین
حکیم شاہ کہ جوانان با نام و نشان سے تھا [illegible] مصطفی خان [illegible] رکھتا تھا مارا گیا و مہدی نثار خان
اور ایدل شاہ اور اپنے بھائی اور بعض تھوڑان دلیرے روبرو ہیبت جنگ کے زخم شمشیر و تفنگ سے

مارا گیا مصطفی خان نہایت نزدیک آگیا تہا کہ اوسکا فیلبان زخم تفنگ سی بر روہے زمین آیا اس واردات سے
مصطفی خان کو اضطراب ہوا کہ ایسا نہو اوسکا ہاتہی گریزان ہو جہٹ سواری سی اوترکر پیادہ پا ہوا
تہا کہ اسکی ہمراہ اور لوگ بہی جانفشانی کرین مگر اوسکے اوترنی کا سبب لوگون نی یہ سمجہا کہ شاید فیلبان سی
ہم آغوشی ہوئی فوج بہاگ نکلی درجہ لاچاری کو خود حضرت بہی پیادہ پا دونی مع ہمراہیونکی لشکر کی باہر آئی جب لوگون
نے پہنچایا تو ہوش مین آئی اور ایک نہایت عمدہ گہوڑا واسطی سواری کی حاضر لائی اور اوسپر سوار کیا چونکہ عین
ہنگامہ انقلاب اور وقت اضطراب تہا ٹہرنا مصلحت نہ سمجہا دونرترجا کرتا دیانہ بجانی کا حکم دیا اور مقابلہ
پر استادہ کہڑا ہوا اور جسطرح کہ ذکر ہوچکا ہے ویسا ہی عمل مین لایا ادہر ہیبت جنگ نی مع تمام سرداران
و افواج باقیماندون کی تمام رات دن حفاظت کی اطمینان کی بعد معلوم ہوا کہ راجہ سندر سنگہ تا بمقدور مع
اپنی ہمراہیون کی سرگرم جانفشانی رہا آخر کار مصطفی خان کی دست بردی سی آکر اپنی رفقا کو مقتول و مجروح دیکہ
راہی ہوگیا اور راجہ کیرت چند بہی اپنی راہ لگا اور بلند خان نی لشکر کی بازار اور بہنگاہ لوٹ لی سندر سنگہ
نے مصطفی خان کی فتح اور ہیبت جنگ کا مارا جانا خیال کرکے اپنی راہ لی اسکی ہمراہ بشن سنگہ اور محمد جمال
اور نصر اللہ زمیدار پرگنہ سرس کٹہنہ اور ترار وغیرہ کی بہی چلے گئی اور جنہون نی مصطفی خان کی ضرب کہائی تہی
اکثر حصار عظیم آباد کے گہرون مین اور بعض دریا کنارے اور انہون کی باغ مین جا چہپی نصف لشکر کی قریب محافظون
سی خالی ہوگیا بازار اور خیمون کی نشان تک نتہی جہانتک نگاہ کام کرتی کفدست میدان نظر آتا تہا لاچاری سے
شہر کے طرف لشکر جانب مغرب چہوڑ دیا اور مشرق کی طرف غنیم کی مقابل مین حفاظت ضرور جانی ہیبت جنگ
تمام دن مختصر خیمہ مین جو عبد العلی کی خیمہ سی تہوڑے فاصلہ پر نصب تہا قیام کرتا تہا اور رات کو عبد العلیخان کے
خیمہ مین شب باش ہوتا تہا عبد العلیخان اور مہدی نثار خان اور نیز مورخ اور اسکی رفیق وغیرہ اور ہمراہیان
عبد العلیخان اور اکثر مہدی نثار خان کی نوکر اور علی نقی خان یہ سب لوگ اسکی پاسداری کرتی تہے ایکرات
پٹہانون نی قریب لشکر ہو بحکر بان مارے اور چاپہ مارنے کا ارادہ کیا مگر بیاوری اقبال مہدی نثار خان و عبد العلیخان
کی حسن سعی سی کچہ پیش نہ گئی انہون نی جہٹ پٹ سب کو ہوشیار کرکے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہہ پر خبردار
طیار رہو جب غنیم پیشقدمی کرے سزا دو تمام دن غنیم کی توپین چلا کرتی تہین گہوڑے آدمی جو کسیقدر
ہم لوگون سی دور رہتے مجروح اور ضایع ہوتی اور جو لوگ کہ دامن لشکر مین رہتے وہ محفوظ تہے پانچ دن تک
کامل یہی دارمدار رہا ساتوین رات کو کہ آخر ماہ صفر کی چارشنبہ کی شب تہی ہرکارون نی خبر دی کہ مصطفی خان
کل کوچ کریگا ہیبت جنگ نی لوگون سی مصلحت کی یہ رای قرار پائی کہ مصطفی خان کو بجز جنگ کی کچہ منظور
نہین صبح ہوتے حتی الامکان آمادہ پیکار ہونا چاہیی جو مقدور مین سے ہوگا اور یہ صلاح ہوئی کہ جو لشکر

سابق مین مغلوب ہوئی اوسی سنگر مین کر دیئے اور جو محفوظ رہی ہین اونکو ساتھ لیکر جنگ کیواسطے عبد العلیخان
بہادر کو مع احمد خان قریشی اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان اور سید عرب خان کو مقدمۃ الجیش کیا اور
جسونت ناگر اور نامدار خان راجپوتین کو مع اونکے چارون بہائی اور کل اور رسالہ خاص اور مہدی نثار خان
اور شیخ حمید الدین وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیا اور سب لوگ ہمراہ احترام الدولہ ہیبت جنگ بہادر کے ساتھ مقرر ہوے
اور راجہ کیرت چند اور راجہ رام نراین اور ذو الفقار خان وغیرہ جو پہلی مرتبہ منہزم ہوے تھے سنگر مین تعین کیے گئے
اول صبح کو ہیبت جنگ نے نماز پڑہ کر توکل باری اور نصرت الٰہی پر کیے سواری کی اور ناصیہ بالائی عجز آستان خداوند
کریم پر رکھکے فتح و ظفر اور پر دشمن کے دیکھتے ہی عبد العلی خان کے ہمراہ ڈیڑہ ہزار آدمی اور ہیبت جنگ کے ساتھ
دو ہزار سوار یکہزار پیادہ اور کچھ تھوڑے سے بان اور دو تین ضرب زنبورک جلو مین موجود ہوے مصطفی خان کے ہمراہ
سوار باغ دانہ سے جو سنگر کے دائین کی طرف واقع تھی مع توپون کے مغرب رویہ روانہ ہوے مہدی نثار خان نے
عبد العلی خان سے کہا کہ پیشتر جا کر سد آب جلد پکڑنا چاہیے ایسا نہو مصطفی خان وہان پہونچکر سد کی حفاظت مین
ہو اور ہمکو میدان نہ ملے پس فتنہ برپا کرے عبد العلی نے منظور کیا اور صلابت جنگ کے روبرو سیدہے طرف راہی ہوا
اور ہیبت جنگ ساتھ عام سے عبد العلی کے عقب دست راست کو جہکے ہوے روانہ ہوے با ایں ہمہ ایک گولہ کا فاصلہ تھا
عبد العلیخان مع دیگر رفقا اور نیز مورخ کے قریب سد مذکور کے نہ پہونچا تھا کہ مصطفی خان اوس سد کے میدان مین
عقب کی طرف داخل ہوا اور اوس جگہ پر قابض ہوگیا توپون کو ہماری طرف لگا کر گولہ افگنی شروع کی اور ہماری
روبرو مرتضی خان خلف الصدق مصطفی خان مع جمعیت فراوان سد کے آگے مین استادہ ہوا اور مصطفی خان
تنہا سرسد پر پہونچکر باغ جعفر خان کے سرراہ ہیبت جنگ کے مقابل ٹہرا دشمن کی فوج سے ایک تیر کا فاصلہ تھا تھوڑی
دیر مین بہت سے ہمارے ہمراہی مجروح اور مقتول ہوے اور اکثر سوارون کے گھوڑے زخمی سوار پیدل ہوگئے عبد العلیخان
کے کسی رفیق کا گھوڑا گولہ سے گرا مورخ کتاب ہذا نے حسب التجا اپنے ہاتھی پر جگہہ دی جب ہاتھی اوٹھنے لگا
اوسکی کمر مین گولی لگی احتمال ہوا کہ عزیز مذکور پر آنکر گولی اوسکی کمر بند مین ٹہنڈی ہوگئی اور نیز مورخ کی بازوی
جیب مین گولی آلگی چہرا اچہل گیا مگر وہ ہی محفوظ رہی عبد العلی خان کے فیلبان نے دو گولی کہائین بیکار ہوگیا
عبد العلیخان نے اپنے خواص رحمان خان کو بجای فیلبان کے بٹہلایا اور فیلبان مجروح کو دوسرے ہاتھی کے
ہودج مین لٹوا دیا ایک عبد اللہ خان کے رفقا مین فتح اللہ نام ایک شخص نیا رستم شان اسفندیار زمانہ
باوجودیکہ خود مجروح اور بیکار ہوگیا تہا مگر عبد العلیخان کے باقیماندہ تفنگچیون کو ہمراہ لیکر اونکی بندوقین تیار
کر دیتا اور اون سے فیر کراتا تہا نہایت نازک وقت تہا اکثر لوگ نکل گئے عبد العلیخان اور احمد خان قریشی
اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان ہر چہار سردارون کے پاس قریب تین سو سوار کے رہگئے باقی نکل

جمعیت چلی گئی اوسوقتین عبد العلی خان نی ہیبت جنگ کو پیغام دیا کہ ہمپر وقت تنگ ہی بے مدد پیشقدمی
نہین ہوسکتی اگر آپ جنبش کرین ہماری پشت گرمی ہوتی ہی ورنہ جو گذرتا ہی وہ ہمپر گذریگا الا لڑائی کا
انتظام بہی برہم ہوجایگا ہیبت جنگ چاہتا تاکہ اقدام کرے مگر حاجی احمد اوسکا باپ اسکو مانع ہوا اور ہلوگ
یہ خبر سنکر نہایت مایوس ہوی مدد ایزدی سی رجوع کیا اسی ضمن مین مصطفی خان کا نشان بردار ہاتہی عقب
سد سی برآمد ہوا یقین ہوا کہ غنیم کا حملہ ہوا چاہتا ہی واہ واہ قدرت ایزدی دیکہیی کہ اوسیوقت مرزا فتح اللہ نی تفنگچیون کی بہونچکر باڑہ
ماری ایک گولی نشان بردار پر پہونچی اوسکا کام تمام ہوا دو گز پرچم نشان اوجہل کرجا گرا اوسوقت مورخ ہذا کی زبان
سی نکلا کہ وہ مارا۔ چار پانچ سرداروں نی دلیر ہوکر ہاتہیون کو بڑہایا اور سد سی گذر کر مرتضی خان کی فوج
سی کہ سامنی تہی جا ٹہرے اسی عرصہ مین ہیبت جنگ نی عبد العلی خان کی راے اور اوسکا پیغام مذکورہ پسند
کیا بدون اجازت مرضی والد کی اقدام کرگیا پیغامبر کے واپسی کی بعد تہوڑے سے عرصہ مین ہاتہی کو پیشقدمی پر لایا اور بکل
وغیرہ بہی ہمراہ لیے گولہ اندازون نی راہ چلنی مین بہی پہر مار شروع کی ہمارا حملہ اور ہیبت جنگ کا پہونچنا غنیم
کی سر پر ایک ہی وقت پر ہوا ہمارے رفقا اور مرتضی خان سی ہنگامہ رزم گرم تہا چالیس آدمی جرار غنیم
کے ہمارے روبرو مارے گئے تہی کہ یکایک مدد غیبی نی اپنا کام کیا بموجب اس آیت کی تعز من تشاء وتذل من
تشاء ہوا بدلی مغربی سی مشرقی ہوئی ہیبت جنگ کے کسی پیشقدم کی گولی مصطفی خان کی چشم راست
مین جا پہونچی اور وہ بن گوش سی نکل گئی مردہ کی طرح سی ہاتہی پر لیٹ گیا رفیقون کو یقین ہوا کہ یہ تیرہ باطن
جہان گذران سی چشم پوشی کرگیا اس چشم زخم سی ہر ایک کی شوخدیدگی دور ہوئی طرفۃ العین مین بہاگ نکلی
مرتضی خان نی جب باپ کا یہ حال مشاہدہ کیا ہوش وحواس گم ہوگئی مصطفی خان نی چونکہ بڑا دبی حضرت
امیر المومنین علی علیہ السلام اور محبان آنجناب تصور کی تہی اوسکے باعث سی اس سزا کو پہونچا اور جو کچہ کہ
دیکہا خوب دیکہا ہیبت جنگ اور عبد العلیخان وغیرہ سرداران منصور نی شکر گذاری باری کی احترام الدولہ
نی حکم نوبت صادر کیا آہستہ آہستہ تعاقب کرنا اختیار کیا چونکہ غنیم کی ہمراہ ناموس بہی تہا تہان لوگ بلا اضطراب
کمال استقلال سی ہر ایک کو مزاحم لئے جاتے تہے اگر گاڑیان پیچہے رہجاتین دو تین ہزار جرار کہڑے ہوجاتی جب وہ دور
آگے کو نکل جاتین یہ بہی روانہ ہوتے ہیبت جنگ اور حاجی احمد نی تاکیدی حکم دیا کہ تعاقب مین شتابی
نہ کیجاوی حتی کہ دوپہر مین ایک کوس تعاقب ہوا بعد ازان قیام کیا معلوم ہوا کہ مصطفی خان زندہ ہی اور
تالاب امیٹہی پر اقامت گزین ہوا بعد افاقہ کے پوچہا کہ کیا ماجرا ہوا جب اس معرکہ سی خبر پائی بخت
واقبال کی نامساعدت پر حیف کیا ہیبت جنگ کی خیمہ مین پہونچتے ہی مبارکبادی کی نذرین گذرین
ہر ایک حسب خدمت مورد الطاف و آفرین ہوا اور مورخ کو آغوش مین لیکر تمام رات خیمہ مین رکہا

صبح مصطفی خان کی کوچ کی خبر پائی خود بہی سوار ہوا تا لاب امیٹہی مین پہونچکر خیمہ زن ہوا اور مصطفی خان نوبت پور پہونچا اسیطرح سے محب علی پور تک تعاقب ہوا تہا کہ مہابت جنگ عظیم آباد پہونچا رگہو بہوسلہ کی نکلنے کی خبر بموجب طلب مصطفی خان کی سنی پس ہیبت جنگ کو لکہا کہ احوال اسطور پر ہی اگر خدانخواستہ مصطفی خان اور مرہٹہ متفق ہوگئی مدافعہ مشکل ہوگا پس نہ مجہہ مین اتنی طاقت اور نہ تم مین اتنی وسعت بہتر یہی ہی کہ چونکہ الحال وہ مغلوب ہی تم اوسکی مدافعت مین رہو اور ہم مرشد آباد کو معاودت ہوکر کسی تدبیر سے مرہٹہ کو متوقف کرین ہیبت جنگ نی اس خبر کو سنکر لشکر کی سرداری عبد العلیخان کو سپرد کی اور کہدیا کہ جو مناسب جانو عمل کرو اور خود وقت شب عبد العلیخان کی پالکی مین سوار ہوکر اور بہت سی کہار ہمراہ لیکر شبا شب راہ طی کرکے صبح ہوتی مہابت جنگ کی پاس پہونچا اور چند منزل سکے آنی کا وعدہ لیکر بطریق ضمان سراج الدولہ کو ہمراہ لئی اپنے لشکر کو آیا مہابت جنگ بہی دو ایکروز کے بعد پہونچا اور مصطفی خان کی تعاقب مین قصبہ زمنیا تک جو کہ غازی پور کے مقابل لب گنگا واقع ہی اور صفدر جنگ کے عمل کی سرحد ہی گیا اور قصبہ مذکور کو تاخت و تاراج کرکے معاودت کی مصطفی خان نی قصبہ چنارہ مین جو قلعجات مشہورہ ہند مین ہی جاکر تیاری لشکر اور اسباب سلاح وغیرہ مین ساعی ہوا اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ باتفاق ہمدیگر عظیم آباد کو معاودت ہوی وہان سی مہابت جنگ بارادہ انسداد مرہٹہ عازم مرشد آباد ہوا اور ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین متوقف ہوکر تالیف رعایا اور فراہمی سامان حرب اور اجتماع لشکر مین مصروف ہوا۔

جانا مہابت جنگ کا مرشد آباد اور توقف کرنا مرہٹون کا بردوان مین اور انجام دولت مصطفی خان اور ہیبت جنگ کی فتح پانا

مہابت جنگ جعفر خان کی باغ مین بعض امور ضروریہ کی واسطی دو تین روز مقیم رہا اور منعم علیخان نام ایک شخص کو جو کہ تیز زبان آور تہا برسم رسالت رگہوجی بہوسلہ کی پاس بہیجا اور خود متعاقب اسکے مرشد آباد جا پہونچا اور رحیم خان جماعہ دار عمدہ و معتمد اپنی کو ہیبت جنگ کی رفاقت پر مقرر کیا رگہوجی بردوان پہونچا تہا کہ منعم علی خان نی ملاقات کی اور پیغام مصالحہ کا ذکر شروع کیا رگہو نی اس پیغام صلح التیام سی مغلوبی اور مسلوب الحواسی مہابت جنگ کی سمجہکر بدین قرار پیغام دیا کہ اگر تین کرور روپیہ پیشکش کرے البتہ مصالحہ منظور ہی اور مہابت جنگ نی بمقتضای وقت ہان ہون مین چند روز ٹالی سلسلہ تقریر مین ایسا اولجہایا کہ حرکت کی مجال نہوئی ڈہائی مہینے اسی رنگ مین قطع ہوی جب ہیبت جنگ کی فتح و نصرت کی خبر گوشزد ہوئی شکر الہی بجا لایا اور رگہوجی کو صاف جواب دیدیا تفصیل اس اجمال کی عنقریب صفحۂ آئندہ مین

حال وضاحت سے لکہتا ہون۔

مصطفی خان کا پرگنات سرکار شاہ آباد مین پہونچنا اور ہیبت جنگ سے لڑائی قصبہ کرہنی مین اور ہیبت جنگ کی فتحیابی

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ آخر جمادی الاول کو کہ پایان گرمی اور شروع برشکال تہی مصطفی خان کی عزیمت سنکر شہر عظیم آباد سے برآمد ہوا اور اسلحہ حرب کو آراستہ کرکے گوشمالی ہوس بدمآل کو عازم ہوا اور مصطفی خان نے اپنی قوم کو قصبہ چہپارہ مین فراہم کرکے جوکچہ روپیہ تہا خرچ کیا جب دیکہا کہ موسم برسات سر پر آگیا اور رگہوجی آپہونچا اپنے تئین صوبہ عظیم آباد کے حدود مین یا بنواو دیت سنگہ اوجین مالک جگدیسپور کی حدود مین جوکہ ہیبت جنگ کا پرانا مخالف تہا پہونچایا اور خیال کیا کہ اگر ہیبت جنگ نے آکر فتح پائی مدعا حاصل ہوگا اور اگر مارا گیا مراد ملی قصہ گیا کیونکہ اب سپاہ نوکر رکہنے کی طاقت نہ رہی تہی اور اگر ہیبت جنگ نے توقف کیا تو پہر دریاے سوہن کی طغیانی سے عبور دشوار ہوجاویگا پس وہان سے کے زمیدار بدکار سے ملک سرکار شاہ آباد سے قدر روپیہ تحصیل کرنا ہوگا اور جماعہ سپاہ کو کسیقدر روپیہ کی طریق کی طور پر دیا جاویگا بعد انقضاے برسات رگہو کو موافق کرکے لڑونگا۔ ہیبت جنگ نے نور باطن سے اس تیرہ اختر کی مافی الضمیر پر آگاہی پائی کچہ فرصت نہ دی تیرہ چودہ ہزار سوار مع شیخ دین محمد جو شیخ مجاہد سربلند خانی کا تبنی اور جسکو سیف خان حاکم پورنیہ نے مہابت جنگ کی مدد پر بہیجا تہا اور نیز رحیم خان روہیلہ کی جسے مہابت جنگ چہوڑ گیا تہا عظیم آباد سے کوچ کرکے کو پور کے گہاٹ سے دریاے سوہن پایاب اوتر گیا اور دوسرے روز میدان کرہنی مین جوکہ جگدیس پور کے قریب ہے کسی جہیل پر اقامت فرمائی جو کہ لشکر مصطفی خان کا قریب تہا تمام روز و شب حفاظت رہی صبح ہوتے بعد نماز سوار ہوا حاجی احمد نے کہا کہ پہلے قاعدہ پر سنگر بناکر لڑائی کیجاوے لیکن مہدی نثار خان وغیرہ رفقا نے عرض کیا کہ اول ہم مغلوب وہ غالب تہا اب ہم غالب ہین اگر سنگر بناکر کے جنگ آور ہون تو اوسکو فائدہ ہوگا نصف صوبہ سے زیادہ قبضہ مین لایا ہے آپ کی حکومت بہت کم رہگئی ہے دوسرے کا برسات مین کیچڑ دلدل جب ہوا تو کیونکر مدافعہ غنیم ہو سکےگا اگر اوسنے برسات گذاری تو مرہٹہ سے باہم ہوکر لڑیگا اوسکا انتظام کیا کرتے ہو ہیبت جنگ نے اس مراتب کو خوب سمجہکر عبد العلیخان بہادر کہ ہراول و مقدمۃ الجیش تہا حکم دیا کہ آہستہ آہستہ سنگر بنانے کے حیلہ سے اقدام کرکے لڑائی شروع کردے آخر الامر اسطور تعمیل ہوئی ایک گروہ لشکر کا پیشتر گیا تہا کہ غنیم کا نمود ہوا مصطفی خان نے فوج کے دو حصہ کئے ایک حصہ پر بلند خان کی سرداری ہوئی دوسرا حصہ خود بدولت کے زیر حکومت رہا اودہر سے توپین سر ہوتین ایک گولہ سربلند خان کے فیل سواری پر جاگرا مجرداً فوج مین سراسیمگی آئی مصطفی خان نے فوراً اپنی فوج ہمراہی سے جہٹ پٹ ہاتہیون کو ڈہٹایا اور سواران ہمراہی نے بہی گہوڑے پہنکیے

مصطفی خان جم غفیر سی تیر باران و داؤد خان جو کہ ہمراہ توپخانہ تہا اُسکے سر پر آ پہونچا جو کہ توپخانہ جنبی کی ہمراہ سب سی پیشتر بڑہگیا تہا داؤد خان مع سترہ نفر اپنی بہائیونکی میدان کارزار مین مستقل ہوکر مردی کا کام کرگیا ہمیشہ کی نیکی اسپنے واسطی چہوڑ گیا داود خان کا حال دیکہتے ہی لوگ بے ساختہ بہاگ نکلے مصطفی خان نے اپنے دست چپ پر خادم حسین پر حملہ کیا خادم حسین اس زد و خورد مین مع پچاس ساٹہہ نفر کے میدان مین کام آیا جب عبد العلیخان نے فوج کو دیکہا کہ ابتر ہوئی جاتی ہے مع ہمراہ والون کی آگے بڑہا راستہ مین توپخانہ کی بیل مسلسل پڑے تہے عبور مشکل تہا لاجرم اونکی ناتہہ اور راسین کاٹ دین اور نکل گئے اسوقت مہدی نثار خان مع پانچ چہہ نفر کی اور نقی علی خان تنہا یمین ویسار سی پہونچکر ہمارے شریک ہوے اور مورخ ہذا عبد العلیخان کی ہمراہ تہے اور شیخ جہانبار اور راجہ سندر سنگہ جو دست راست پر معین اور میمنہ سی عقب تہے دس بارہ سوار سے آپہونچے اور رحیم خان پندرہ سولہ آدمیون سے نیزہ بکف ہمارے یسار سی آموجود ہوے بمجرد اس ہجوم اور ہمارے اور مصطفی خان کی مقابل ہونیکے خدا معلوم کدہر سی بندوق کی گولی مصطفی خان کی چہاتی پر جالگی اور قلب سی متصل ہوتی ہوئی پہلو سی نکل گئی جان نے رفاقت کی مع اس جان دہی کی باقیماندہ جو اوسکی پشت گیری سی گرم جنگ تہے ٹہنڈے ہی ٹہنڈے اپنی راہ سدہاری حتی کہ مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان باوجود سراپا شان و شوکت کی میدان جنگ سی نکل گیا اور ہیبت جنگ نے جو فوج ہراول کی گزند سی مایوس ہوگیا تہا عبد العلیخان کا حال دریافت کرکے فتح و نصرت کی التجا درگاہ خدا سے کرکے ہاتہی کو بڑہایا اور اخیر زمانہ دار وگیر مین ہمارے پاس آپہونچا عبد العلیخان کو فتح مند میدان مین دیکہکر ہاشم قلیخان داروغہ دیوان خانہ کو حکم دیا کہ مصطفی خان کی ہاتہی پر چڑہکر اسکا سر کاٹ لے حسب الحکم تعمیل ہوگئی سر نیزہ پر چڑہاکر لاش کو عظیم آباد بہیجا تاکہ شہر مین تشہیر کرین اور اہل شہر کو دکہاکرین تاکہ اونکو انکی عبرت ہو پہر اور کوئی ایسا امر خیال مین بہی نہ لاوے دفن کردین — میر محمد باقر منشی شوستری نے جو کہ سادات شوستر اور زاہدان عصر سی کمال ورع اور تقوی مین تہا اس لڑائی مین کہا تہا اور اوسنے حسب التماس منہیان غیب سی عالم رویا مین دیکہا کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اوس افغان پر کین کو شمشیر سی قتل فرماتے ہین اور پہر تہوڑی دیر مین نعرۂ اللہ اکبر کہہ کی اوسکی کمر دوپارہ کی جب یہ خبر سنی کہ اوسکا سر آیا اور لاش ہاتہی کی پیر مین باندہ کر گہسیٹوائی گئی اونہین میر باقر موصوف نے تعجب کرکے فرمایا کہ مینے تو اسیطرح دیکہا ہے دوپارہ ہونا چاہیے دو تین گہڑی کے بعد ہیبت جنگ کا حکم پہونچا کہ اوسکی لاش کمر سے دو نیم کرکے ایک حصہ شہر کے جانب مشرق اور دوسرا مغرب مین لٹکاوین آخر اسیطرح تعمیل ہوئی اور بعد مدت کے دونو حصہ کہ بوسیدہ ہوگئے تھے

اور نہا کر دفن کئے گئے

باقیماندہ رفقاے مصطفی خان کا بیان اور دلشیر خان و الف خان و عیسی خان و مرتضی خان کا احوال اور معاملہ رگہو کا راجہ دولبہ رام سے اور اخیر سوال و جواب مہابت جنگ کا

مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان آخر وقت جنگ مین مع باقیماندون کے بمقتضاے بیت مشہور کے؂
تن زندہ و خندہ ہمکنان ✽ بہ از مردۂ گریۂ دوستان ✽ بھاگ کر چلا گیا اور پکری کہونین پناہ لی اور عیسی خان جو مرتضی خان کا خالو اور مصطفی خان کا سالا تہا کوئی دلی سے جہان پوشیدہ ہوا تہا گرفتار ہوا آیا چند روز مقید رہا بعد ازان عطاے جامہ اور لباس اور کچہ زاد راہ سے سرفراز ہو کر خلاص کیا گیا اور دلشیر خان خواہر زادہ شمشیر خان مراد شیر کا چہوٹا بہائی دو تین گولیان کہا کر بیہوش میدان مین پڑا تہا ہیبت جنگ طفلی سے اسکا قدر شناس تہا سینے پالکی پر اوٹہالا یا اور جراحون کو معالجہ کیا مگر اجل نے تہوڑا دو روز کے بعد زخم حیات کا اندمال ہوا اور الف خان داماد سردار خان مرتضی خان کے ہمراہ سلامت نکل گیا ہیبت جنگ نے سجدہ گذاری رب قدیر کرکے مصطفی خان کے خیمہ مین نزول فرمایا مبارکبادی کی نذرین قبول فرمائین شام کیوقت عبد العلی خان کے خیمہ مین آکر مبارکباد فتح دی اور تحسین و آفرین کامل فرمائی چونکہ اس میدان مین اسباب نوبت اور نقارہ [illegible] عبد العلیخان کے ہاتہ آیا تہا تو اوسے نوبت کا حکم دیا اور مہابت جنگ کے حضور مین مبارکبادی کی عرضی بہیجی اور [illegible] لکہا کہ حضور شاہی سے [illegible] کو علم و نقارہ دلایا جاوے مہابت جنگ نے اس امر عظیم کے [illegible] مین جو ہیبت جنگ اور عبد العلی خان [illegible] خلعت فاخرہ اور جواہرات اور شمشیر اور ہاتہی عنایت فرمائی اور جعفر خان کو [illegible] نو شخص [illegible] تمام [illegible] اور کورنش خنایات بجا لاکر سرشتہ عماد [illegible] گہر و نکو روانہ ہوے اور بعد [illegible] بادشاہ کے حضور سے علم و نقارہ عبد العلی خان بہادر کیواسطے مرحمت ہوا

آنا رگہوجی بہوسلہ کا لکشمین اور مقید ہونا راجہ دولبہ رام کا قلعہ بارہ بہائی مین اور میر عبد العزیز کا مقابلہ کرنا رگہوجی بہوسلہ سے

دوسری لڑائی مین جبکہ مہابت جنگ اسی پہونچا مصطفی خان [illegible] تعاقب مین شریک ہوا تہا شہامت جنگ کے لکنے سے رگہو بہوسلہ کے لشکر [illegible] کا حال معلوم ہوا اسکا ماجرا یون ہے کہ جب عبد الرسول خان بسبب ناچاقی صحبت باہمی مہابت جنگ اور مصطفی خان کے لشکر سے جدا ہوا اور اوسکی جگہہ پر راجہ دولبہ خلف رام جانکی رام جو وہانکا پیشکار رہتا مقرر ہوا دولبہ رام نے موافق اپنے عقیدہ کے اکثر برہمن اور سناسیون کو ہمصحبت رکہا اور مسلمانون کو جو عمدہ دانا اور نامیت کرامت رکہتا تہا اکثر موقوف کر برہمن اور سناسیون کو مصاحبت مین

اکثر اون سنا سیون مین رگہو کی جاسوس تہی کہ اسکی سستی او بیخبری رگہو سی بیان کرکی اوسکی تہوری کو شتعال کرتی تہی جب مصطفی خان کی طرف خط طلب رگہو کی نام پہونچا نامبردہ جب سی بہاسکر مارا گیا تہا مارِ دُم بریدہ کی مانند رنج و غم کی بارسے پیچتاب کہا یا کرتا اور انتقام کی فکر مین خون جگر پیا کرتا تہا اسکا خط جو پہونچا سری دست لطیفہ غیبی سمجکر جو دہ پندرہ ہزار سوار سے روانہ بنگالہ ہوا اور کٹک کی پہاڑون سی اوس ملک مین آپہونچا ادہر راجہ دولبہ سنا سیونکی فریب مین ایسا غافل تہا کہ رگہو لب دریای کٹک سی پار اوتر آیا اوسکو اصلا خبر نہوئی میر عبد العزیز متوطن ممانہ جسکا ذکر کسی تقریب سی ہوچکا ہی اونکے آنے سے مطلع ہوکر مع دو تین بیلدار آدمی کی جو اوسوقت حاضر تہی سوار ہوکر دربار مین آیا اور ہمراہیون کو کہا کہ جلد طیار ہوکر متعاقب حاضر ہو جب دولبہہ کی دروازے پر آیا استفسار کیا لوگون نی عرض کیا کہ مہاراج مہل خوابگاہ مین ہین اور مرہٹہ کی بیان کچہ خبر نہین تہی کچہ دیر ہوئی تہی کہ شہر مین آشوب عظیم برپا ہوا اور بہگدر پڑگئی اوسوقت دولبہہ رام کو ہوش آیا پالکی پر سوار ہوکر قلعہ بارہ بہاٹی مین پہونچا چاہا اور سر اور پاون کا ایسی آشفتگی و پریشانی مین کہ سرکی دستار کہین اور پاونکی پاپوش اور رفقا کہین سراسیمہ بہاگا میر عبد العزیز مع چند رفقا کی اوسکے عقب مین دوان تہی ... ایک ... سی کچہ کہکر ہمراہ لی چند قدم جاکر کیا دیکہتا ہی کہ راجہ نی چند مرہٹون کو دیکہکر پالکی ... پیادہ پا خرابہ کی راہ لی ہی میر مذکور نی اپنا گہوڑا دوڑایا اور کہا کہ گہوڑی پر سوار ہو عبث گہبراتے نہین ہو جب ... اوسیکے گہوڑے پر سوار ہوکر داخل قلعہ ہوا اور میر مذکور نے ہمراہ ہوکر پہونچا دیا بعد ازان دولبہہ کا لشکر تہوڑا تہوڑا مرجع ہو گیا اور دولبہہ آپ مع لشکر محصور ہو گیا رگہو نے گہیر لیا دولبہہ رام نی جب ... مصطفی خان کی تعقب مین دور نکلگیا نہایت گہبرایا اونہین سنا سیون کو جو جاسوسی کرتی تہی واسطہ ... ملاقات کا مایل ہوا سرداران ہمراہی نی مشورہ لیا میر عبد العزیز خان اور چند ... آخر الامر بعد پندرہ روز کی راجہ دولبہہ رام مع جمیع سردارون کی رگہو کے دیکہنے کو چلا اور عبد العزیز خان ... چار سو زنبق اور چند مستحفظان شہر کی قلعہ مین رہا رگہو نی بعد ملاقات براہ فریب ... ایک ایک سردار کی سپرد کیا تاکہ بتواضع و مدارات پیش آئین اور دولبہہ رام کو خیمہ علیحدہ مین واسطی مقام کے جگہہ دی کہ بعد آرام و خورد و طعام اپنی راہ لی جب ہر ایک نی کمر کہولی استراحت کا مہ انجام کیا قید ہو گئی ہر ایک نی دعوت پر عداوت کا میل پایا عبد العزیز آمادہ جنگ ہوکر قلعہ مین بیٹہا جب رگہو کو اسکی دلیری ... معلوم ہوئی میر مذکور کی بہائی کو مع رسولان دولبہہ رام اور اپنی ملازمین کی ... واسطے بہیجا میر عبد العزیز نی جواب دیا کہ بندہ نہ برادر کا پابند ہی نہ آقا کا ... بعض نامردی سی ملکئی بندہ کو حق نمک فراموش نہین

جو عہد کیا جان کی ساتھ ہی خلاصہ یہ کہ ایک مہینہ چند روز تک سید مذکور نی حفظ آبرو کی کسی کی تاب نہوئی
کہ قلعہ مین قدم رکھی تا آنکہ مہابت جنگ بموجب التماس شہامت جنگ اور زین الدین احمد خان اس خبر کی کہ رگہو دریای
گنگ سی عبور کر گیا تعاقب مصطفی خان اور رفاقت ہیبت جنگ کی چہوڑ کر مرشد آباد آیا اور ہر چند خبر مقید
ہو جانی دولبہ رام اور لڑکی میر عبد العزیز کی سنی لیکن بسبب چند غرض کی جو رگہو کی انسداد کی تہین انکی کمک اور
اعانت کو مخفی رکہا اور برعکس گمان مردم کی منعم علی خان نام ایک شاہجہان آبادی کو جو نہایت زبان آور اور
دلیر سخن تہا برسم رسالت رگہو کے پاس بہیجکر مستدعی مصالحت ہوا رگہو نی جواب دیا کہ بشرط نذرانہ تین
کروڑ روپیہ کی اس حالت اضطراب مین صلح منظور ہی مہابت جنگ بضرورت چند روز ایسی اقرار و انکار
آمیز سوال جواب مین بسر کر گیا جب فتح ہیبت جنگ کی خبر سنی شکر خدا ادا کرکی رگہو کو جواب صاف دیا کہ اب
ارادۂ جنگ ہی نہ تاب درنگ شمشیر غازیان لشکر خون اعدا کی پیاسی ہی اور نہنگان دغا شناوری دریای
خون اعدا مین چاہتی ہین بعد ازان جو غالب ہو صلح کی خواستگاری ہوگی رگہو نی جواب دیا کہ اینجانب
چودہ پندرہ ہزار سوار سی طے مسافت کرکی یہانتک آیا ہی آپ سو کوس سی استقبال نہین کرتی مہابت جنگ
نی یہہ جواب بہیجا کہ چونکہ تمنی راہ دور سے تکلیف عظیم اوٹہائی ہی اور ایام برسات قریب آئی ہین مناسب ہوا
کہ چندی آسودہ ہو لیجیی بعد انقضای بارش انشاء اللہ استقبال کرکی آپ کی در دولت تک مشایعت کیجاوی گی
اس خبر سی رگہو نی اطراف بیربہوم مین چہاونی کرکی تمام صوبہ کٹک میدنی پور اور ہجلی اور بردوان تک زیر تصرف
لایا میر عبد العزیز اس مدت مین جو سوال جواب مین منقضی ہوی اپنی کمک سی مایوس ہوا اور قلعہ کو بہی آذوقہ
سی خالی دیکہا بمقتضای وقت کی اس امر پر رگہو سی صلح کی کہ قلعہ بارہ بہائی لیوی اور مجکو مع ہمراہیان ساتہہ مال و
اسباب اور آبرو کی جانی دیوی القصہ یہ عہدنامہ رگہو اور دیگر روسای لشکر کی مہر سی لیکر میر مذکور قلعہ سی برآمد
ہوا اور چند روز لشکر مین رہکر رگہو سی مرخص ہوا مہابت جنگ کی پاس حاضر ہوا اور بعد ایکسال اور کئی مہینی کے
راجہ جانکی رام نی تین لاکہہ روپیہ واسطی رہائی اپنی لڑکی راجہ دولبہ رام کی معرفت مہاجنان رگہو کو دیکر دولبہ رام
کے رہائی کر دی اور مہابت جنگ نی پاس حقوق فدویت راجہ جانکی رام کی وہ روپیہ اپنی خزانہ سی دلایا۔

رگہو کا عظیم آباد جانا مرتضی خان و بلند خان وغیرہ افغان کی رہائی کو ملکری گہو سی اور مہابت جنگ کا اوسکی مقابلہ پر پہونچنا اور اوسکی معاودت وہان سی

جن دنوںمین کہ رگہو بہوسلہ نواح بیربہوم مین ٹہرا ہوا تہا مرتضی خان پسر مصطفی خان اور بلند خان وغیرہ
افغان نی جو کہ میدان جنگ سی بہاگ کر ملکری کہو مین مقیم ہوے تہی اور وہان کی زمیندار نی بطمع مال

جگہ دی تھی اور بہلوان سنگہ اور سونہر سنگہ زمیداران سہسرام اور چین پور نے حسب الحکم ہیبت جنگ
کے ایسا سخت قید کیا تھا کہ درہ پہاڑ سے دوڑ نا دوسرے کسیطرف نجا سکیں بیچارہ نیمجان ایسی زیست سے
موت کے طلبگار تھے رگھو بہوسلہ کو عرضی لکھی کہ اگر آپ اسطرف تشریف لاوین ہملوگ آزادی پاکر آپکی
غلامی مین تا زیست حلقہ بگوش ہون رگھوجی نے دیکہا کہ کئی ہزار افغان اپنا مطیع ہوگا لہذا آخر برسات تو
بیربہوم اور کہرکپور کے جنگل ہوتے ہوئے صوبۂ عظیم آباد کو متوجہ ہوا اور بعد تاخت و تاراج شیخ پورہ ودہا
نکاری وغیرہ کے مرتضی خان وغیرہ کو رہائی کو دریاے سوہن سے پایاب گذر کر افاغنہ کو خلاص کیا
اور بیس ہزار سوار مع افغان و مرہٹہ کے میدان ارول اور حدود ٹکاری مین جما و کیا کہ عقب سے مہابت جنگ
بارہ ہزار سوار جرار سے بقصد جنگ وجدال کے عظیم آباد پہونچا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے اپنے
چچا کا استقبال کر کے مشرف قدمبوس ہوا اور مہابت جنگ عظیم آباد کے پورب طرف باقی پور مین خیمہ
زن ہو کر چند روز دیدار عزیزان اور صحبت دوستان سے محظوظ ہوتے رہے ۔

عبد العلی خان بہادر کی ہیبت جنگ سے آزردگی اور مہابت جنگ کے واسطے سے صفائی ہونا

قبل اسکے چند ماہ ہوے کہ ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مورخ کے ماموں کے درمیان غبار اوٹھا اور ناچاقی
ہمدیگر سے باہم مفارقت کی صورت پیدا ہوئی ہیبت جنگ نے ایک رقعہ عبد العلیخان کے نام لکہا اوسمین
ایک فقرہ لکہا جسکا حاصل مضمون یہ تہا کہ مصطفی خان کی لڑائی مین راجہ کیرت چند نے زخم تیر کہایا اور افسانہ
کا گل کہلایا آپ نے کیا [illegible] کلدستہ بنا لیا کرتے ہو عبد العلی خان نے اس خط کے
مضمون خار خار سے [illegible] ترک [illegible] جب مہابت جنگ آیا ارادہ کیا کہ ہیبت جنگ کی رفاقت
ترک کر کے مہابت جنگ کی [illegible] ایکروز مہابت جنگ خیمہ مین بعد فراغ طعام خلوت
کی مجلس مین بیٹھے [illegible] مہابت جنگ و ہیبت جنگ و عبد العلیخان بہادر اور یہی بندہ مورخ حاضر تہا
عبد العلیخان نے تقریب سخن کر کے مہابت جنگ سے عرض مقصد کی کہ داعیہ میرا یہ ہے کہ خدمت حضور مین
بقیہ عمر آخر کرے کیونکہ اب ہیبت جنگ کی خدمت مین مجال قیام نہین ہے مہابت جنگ نے بنظر تصفیہ فرمایا
کہ اس زمانہ مین باپ بیٹے بھائی بھائی سے صحبت برابر نہین ہوتی جیسا کہ ملاحظہ مین آرہا ہے سبب
اس تقریر کا یہ ہوا کہ دو تین روز قبل اس سرگذشت کے صولت جنگ کو اپنے باپ حاجی احمد سے
بدگمانی غیر مناسب ہوئی [illegible] باپ بیٹے مین یہ ماجرا ہو تو تمہارے اور ہیبت جنگ کے
باہم چچا اور بیٹے ہو ایسا معاملہ کچھ عجب نہین اور ہونا ملال [illegible] کا بھی کچھ دور نہین عبد العلیخان نے

سے جواب دیا قبلہ گاہا بہائی اور لڑکی اگر باہم خصومت کرین مضائقہ نہین کیونکہ باہم مدعی شراکت اور وراثت کی ہین بندہ کہ محض نوکر ہی یہ عذر مجہسی کچہہ زیبائی نہین رکہتا اگر لائق خدمت متصور ہونگا بدا شت کیجاویگے ورنہ بدون رنجش اور گفتگوی نا ملایم کی مرخص فرماوین ایسی رقعہ کی کیا ضرورت لکہنی کی تہی کیرت چند کی کیا اصل ہے کہ بندہ کی ہمسر ہو ہیبت جنگ اس کلام سی آزردہ ہوا اور غصہ سی تمتماکر بولا کہ ہم اپنی جان کیرت چند پر نثار کرینگی کیرت چند وہ شخص ہی جسکے والد کی جوتیان ہم لوگون کی بزرگون سے سیدہی کین ہین یہ اوس امر کا اشارہ ہوا کہ اوسکا باپ دیوان شجاع الدولہ مرحوم ناظم بنگالہ اور مرجع جمیع اہل خدمات تہا کہ حاجی احمد اور مہابت جنگ بہی اونہین مین تہی عبد العلیخان نے پاسخ دیا کہ میرے باپ نے کیرت چند کی والد کی جوتیا ن نہین اوٹہائین کہ مین بہی اوسکی خدمت ضرور سمجہون مہابت جنگ نے تسلی کرکے عبد العلیخان سے فرمایا کہ آپ کیون آزردہ ہوتی ہین نواب ہیبت جنگ کا کنایہ مجہپر ہی اس سخن سی مہابت جنگ نہایت شرمندہ ہوکر خاموش ہوا بعد چند روز کی ہیبت جنگ کو تنہائی مین سمجہا کر بایمدگر معانقہ کرادیا رفع کدورت فیمابین فرمایا۔

پہر رزم رگہو بہوسلہ کا بیان بیچ محب علی پور کی شرقی طرف میدانین مہابت جنگ سی میدان ہوا

چند روز کی بعد مہابت جنگ نے باقی پورسی مع ہیبت جنگ و صولت جنگ اور ثابت جنگ و سراج الدولہ اور شمشیر خان و سردار خان و میر محمد جعفر خان و حیدر علیخان و رحم خان و عمر خان و شیخ جانباز خان وغیرہ کی کوچ کرکی نوبت پور پہونچی اوس روز راستہ مین کچہہ بہی مرہٹہ کا نشان نہا بعد ورود کسیقدر غلغلہ بعض سواران مرہٹہ کا اوٹہا اور پہر کچہہ نہتا صبح کو مہابت جنگ بڑی تزک اور احتشام سی جنگ وجدل مین آراستہ ہوکر سوار ہوا اوس روز چہہ آدمی صاحب نوبت اور پانچ آدمی صاحب ماہی و مراتب اوس فوج مین تہی مقدمۃ الجیش میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان اور رسید ہی طرف عطاء اللہ خان اور سردار خان اور بائین کیطرف احترام الدولہ ہیبت جنگ اور جنیداول مین صولت جنگ اور شیخ جانباز خان اور عمر خان اور مع نشان فیل مہابت جنگ رحم خان اور قول خاص مین فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان وغیرہ اسی شان و شوکت سی ظہر تک چلی گئی مرہٹہ روبرو نہ آئے اطراف کی دیہات لوٹ جلا کر لشکر اور مال و متاع عاجزان غارت کرکی لشکر منصورہ سی دور دور راہ پیما تہی تا آنکہ تالاب رانی متصل محب علی پورہ پر لشکر منصور پہونچا اتفاقاً رگہو بہوسلہ اوسی مقام پر مقیم تہا اور سواری مہابت جنگ کا اوس مقام پر پہونچنا دور از قیاس جانتا تہا میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان کہ حالت بیہوشی

مین اوسکے سر پر پہونچی رگھو مضطرب ہوکر بلا ترتیب صفوف سپاہ مدافعہ مین مستعد ہوکر محصور ہوگیا افواج مرہٹہ نے اوسکی رہائی کیواسطے چار وطرف سے یورش کی اور نہایت سخت معرکہ ویلش ہوا کہتے ہین کہ شمشیر خان کی سہل انکاری سے رگھو رہا ہوکر صحیح آفت سے نکل گیا بعد ازان مہابت جنگ نے جب مرہٹہ کا یورش سے محمد جعفر خان کی سر پر سنا فوراً مدد کو پہونچا اور اسی عرصہ مین ہمسی بہی کہ عبد العلیخان بہادر کے ہمراہ شمشیر خان اور میر محمد جعفر خان سے کسیقدر فاصلہ ہیبت جنگ کا باندک جمعیت سے معاون عبد العلیخان ہوا جنگ ہونی لگی چند نفر طرفین سے مجروح و مقتول ہوے عبد العلیخان چند لوگون سے ہزار آدمی کی مقابلہ مین کہڑا تہا ایسی حالت مین صمدی نثار خان ہمراہ فیل و نشان لئے ہوے اسی نزد و غور و مین شام ہوگئی اور مرہٹہ مسلوب الحواس پیچہے ہٹکر مقیم ہوے اور مہابت جنگ نے مع ہمراہیون کی اوسی جگہہ اقامت کی اور خیمہ مختصر اوسکے واسطے اور نیز دیگر سرداران عمدہ مانند صولت جنگ و ہیبت جنگ و ثابت جنگ وغیرہ کی سائبان میسر ہوا تاریکی شب کی وجہ سے کسیکو اپنی باربرداری اور سواری وغیرہ کی یاد نتہی کہ کہان ہے اور نیز کیا گذرا تمام شب مردمان ہمراہی کی تلاش مین سینہ خراش تہے عبد العلیخان بہادر اور بندہ مورخ اور محمد اللہ یخان برادر علاتی مہابت جنگ مع اکثر روشناسون کے مہابت جنگ کی خیمہ مین شب باش ہوے صبح کیوقت باربرداری وغیرہ جنگل مین امانت اور صحیح و سلامت ملی چنانچہ بندہ مورخ کا بہی ارابہ مقام شب باش سے آدہ کوس پر دشت کی محافظ مین محفوظ ملا ۔ مہابت جنگ ہر روز مرہٹہ سے گرم پیکار رہکر بطلوب ہو خائف کیا کرتا تہا لیکن اوس مقام پر شمشیر خان اور سردار خان کو منافق پایا کسیقدر دل مین ظن و اندیشہ ہوا چنانچہ بندہ مورخ کو یاد ہے کہ ایکروز اندرون محل نواب بیگم کی حضور مین بندہ بیٹہا تہا کہ مہابت جنگ کسیقدر متفکر آکر بیٹہا بیگم صاحبہ نے غمخواری کی راہ سے استفسار حال کیا جواب دیا کہ اس مرتبہ اپنی ملازمین کا رنگ نیرنگ سازی مین دیکہتا ہون ۔ بیگم مذکور نے مصطفی علی خان بہادر اور نقی علیخان خلف حاجی عبد اللہ خطاط مشہور کو جو کہ عالمگیر کی عہد مین برہانپور کا دیوان تہا اپنی طرف سے واسطے مصالحت کی رگھو کی پاس بہیجا نامبردہ باہم میر حبیب اللہ کی وساطت سے رگھو تک پہونچے رگھو تو مہابت جنگ کی غلبہ لشکر اور دست زوری سے بیدست و پا ہو رہا تہا اس مصالحہ کو غنیمت جانا لیکن میر حبیب نے جو کہ مہابت جنگ کا بدرجہ عدو تہا راضی نہوا اور رگھو کو اقبال مصالحت سے دور کیا اور مرشد آباد کی عزیمت کی راہ بتلائی بدین سبب کہ شہامت جنگ نہ تہا و یان پر بیس رگھو روانہ مرشد آباد ہوا مہابت جنگ نے پیچہا پکڑا چونکہ اول روز کی رستہ مین بڑا انقلاب ہوا تہا اور غلہ وغیرہ کی لوٹ ہوگئی تہی نہایت قلت جنس کی تہی مقام نیر کی پہونچنے تک نہایت تکلیف خورد و نوش کی ہوئی دریا ہمیشہ پایاب تہا اور غلہ لشکر مین کسیطرف سے نہ پہونچتا تہا اور رو بجو گندم حضرت آدم

کی مخالفی سی خواب و خیال ہوا مہابت جنگ دریای سوہن کا کنارہ پکڑی ہوئے قطع راہ کرتا تہا مقتہ
جسونت ناگراور میر غلام اشرف جو کہ دونو جماعہ دار نوکر مہابت جنگ کی اور صاحب جرات تہی کسی کام کو
شہر عظیم آباد مین دو یتین روز متوقف رہی چونکہ مرہٹہ کی ترک و تاز سی راہ مسدود تہی بپاس غیرت اور نیز ارادہ
رفاقت اپنے آقای نعمت کی باتفاق ہمدیگر براہ جبالت جمعیت قلیل سی رہ سپر ہوی راستے مین مرہٹون
نی چاہا کہ لوٹ لین انہون نی ہاتہ پیر نکالی مرہٹہ کی کثرت انکی قلت بدرجہ تہی پس مرہٹون نی گہیر کر بضرب تیغ
و تیر نہایا دونو کو نہایت زخمی کر کی گرا دیا بینی ناگر مذکور رستم شمشیر سی اول کٹ گئی پہر راہی عدم ہوا دونو آدمی کا اسباب غارت
ہوگیا عریان تباہ گرد راہ کیصورت ہیبت جنگ کی لشکر مین جا پہونچی اور مہابت جنگ عظیم آباد آیا چونکہ
رگہو مرشد آباد کی پہونچنے مین نہایت عجلت کرتا تہا مہابت جنگ نی بلا توقف تعاقب پر کمر باندہی بہاگلپور
کی منزل مین واقع تہہ چنپا نگر مہابت جنگ انبہ کی درختون مین استادہ ہوا اور سرداران لشکر بموجب ایما
واسطے دیکہنی جای فرودگاہ کی آہستہ آہستہ پیشتر روانہ ہوی بڑا فاصلہ درمیان فوج اور مہابت جنگ
کی نمود ہوا رگہو نے اس فرصت کو غنیمت جانا پانچ چہ ہزار سوار سی مہابت جنگ کی محاصرہ کو شتابان ہوا
مہابت جنگ نی استقلال کو کام فرمایا اونہین پانچ چہ سو ہمراہیون سی غنیم کے مدافعہ مین دیر تک سرگرم
رہا دوست محمد خان بکہ کو جو کہ نیا ملازم تہا اور ظاہر وضع بانکہ کی تہی اور روز اول جب نوکر ہوا تہی بڑی
شجاعت کا مدعی ہوا تہا طلب فرما کر ارشاد کیا آج اوس اگلی دعوی کی شہادت دکہلانا ضرور ہی نامبردہ نی بہی
درحقیقت اپنی بات بناہی گہوڑے کو رگہو کی جمعیت کثیر مقدمۃ الجیش کیطرف بڑہایا اور مع دو آدمی کے
سارہی حملہ کو پریشان کر دیا اون دو مین ایک کو مار ڈالا دوسری کو پکڑ لایا دوسری سرداران مہابت جنگ
جو کسیقدر دور تہی لشکر مخالف پر اگری اور خنجر و تیر سی غنیم بی پیر کو مغلوب کیا جب رگہو سخیتہ جہل خام
عقل کو تاب نرہی چار نا چار خانہ استقامت سے نکہی کہا کر ششدر فرار مین گرفتار ہوا بہاگ نکلا اسی بہگدر
مین بہی بہیر و بنگاہ کو صاف کرتا ہوا جنگل کی راہ سی بارادہ زود رسی بمقام مرشد آباد کی راہ لی مہابت جنگ
نی بنام شہامت جنگ کی اطلاعاً تحریر کیا کہ حفظ شہر مین مصروف ہو یہ اطلاعنامہ ڈاک پر بہیجکر خود راہ معروفہ
معززہ سی بعجلت تمام گام فرسا ہوا رگہو کی پہونچنے کی ایکروز بعد پہونچا۔ رگہو نی اوس عرصہ مین جب کہ
مہابت جنگ نہ پہونچا تہا اطراف مرشد آباد کی دیہات کو مانند چہپارہ بلی اور میر جعفر خان کی باغ کی تاراج
کر کے جلا دی بمجرد پہونچنے خبر ورود مہابت جنگ کی جی ہار گیا بزدلی سی مع کل فوج شہر کو جنوب و مغرب
کی رخ منہ کیا مہابت جنگ کی بعد تین چار روز کی چہاونی سی کوچ فرمایا اور شہر سی نکلکر امانی گنج پہونچا اکثر تیہ
اور کٹوکی اوسطرف تالاب رانی پر دریاسے مصاف نی جوش کہایا رگہو نی اس مرتبہ بڑی موج سے

بحر وغا مین آشنائی کی اور نہایت استقلال سی لنگر جما کر ڈوبتا اوچہلتا رہا جب اکثر ہمراہی تلوار کے گہاٹ سی اوتر کر طعمہ مور و ماہی ہوی بدنصیبی کی ناخدائی سی بیڑا پار ہونی کی نصیب نہی نہایت یاس سی ڈانوان ڈول ہوا مہابت جنگ نی پیچہا کرنے سی پیر نہ ہٹایا چونکہ رگہو وغیرہ سرداروں نی مہابت جنگ کی تیغ زنی کا مزہ پایا تہا اور نیز اس معرکہ مین بہی مار دہاڑ کی زور شور آنکہون سی گذری تہی اور نیز اپنی ملک کی طہور شورش وغیرہ کی خبرین سینں میر حبیب اللہ کو دو تین ہزار سوار مرہٹہ اور رگہو سات ہزار سپاہ ان ہمراہی مرتضی خان و بلند خان کی دیگر خود مایوس اپنی ملک کا عازم ہوا جب اوسکی فرار اور حدود بنگالہ سی نکلجانی کی خبرین سنی گئین اور مہابت جنگ کی فوج کی لوگ بہی بقدر سفر اور لڑائیون سی بہت سست و بیرالم ہو گئی تہے اور نیز اپنی نواسون کی شادی کرنا منظور تہی پس بنظر مذکورہ بالا معاودت فرما ہوا دولت محکم یکہ روز بروز مورد الطاف ہو کر شروع عروج پانی لگا اور میر محمد کاظم خان بہی جوکہ پیشتر اقربا کی زمرہ مین دو سو روپیہ تنخواہ ذات رکہتا تہا بابت ادای خدمت کی صاحب رسالہ اور سردار کسی قدر فوج کا ہوا چونکہ سابق بہی اکثر بہادریان ظاہر کین تہین دوست محمد خان نی بسبب شجاعت اور بہادری کی امیر محمد کاظم خان سی دوستی پیدا کی لڑائیون مین اکثر باہم رفیق رہی اور اپنا اپنا جوہر شجاعت دکہلاتی رہی یوماً فیوماً ترقی پاتی پاتی جملہ روسای لشکر مین ہو گئے حقیقت تو یہ ہی کہ دونو بہادر دریای شجاعت کی بے بہا دُر تہی اور اکثر ایسی ایسی بہادریان کین کہ ہر ایک دوست و دشمن نی تحسین و آفرین کی۔

ذکر کتخدائی سراج الدولہ و اکرام الدولہ کا اور شمشیر خان اور سردار خان کا عمدہ سی برطرف ہو کر خارج کرنا مرشدآباد سی

قبل اسکے ذکر ہوا ہی کہ واقعہ صوبہ عظیم آباد جب تالاب رانی پر رگہو سی لڑائی ہوئی تہی شمشیر خان اور سردار خان سی آثار منافقت پدیدار ہوی تہے موجب انزجار مہابت جنگ کی تہی بعد ازان مہابت جنگ کی نظر و نیز انکا اعتبار نہ رہا بعض حرکات اور بہی ایسی ہوئین کہ مخالف کی سازش پائی گئی ازانجملہ ایک یہ ہی کہ جب رگہو نواح مرشدآباد مین آکر بیر بہوم کی گرد نواح مین مقیم ہوا اور برسات آخر ہو گئی دریای بہاگیرتی کا پانی پایاب ہوا غلہ کا آنا جو گنگا پار سی بذریعہ کشتی آتا تہا موقوف ہوا اور مرشدآباد مین جنس کا پہونچنا بہگوان گولہ سے جو شہر سی چہہ سات کوس پر واقع ہی معین ہوا چونکہ مرہٹہ راستہ مین براہزن تہی لہذا گولہ مذکور کی حفاظت اور نیز پہونچانی کے واسطے ضرور ہوا کہ سرداران معتمد کی تعیناتی کیجاوی لہذا مہابت جنگ نی جوکہ امانی گنج مین مقیم تہا شمشیر خان اور سردار خان کو واسطے حفظ طریق بہگوان گولہ اور دفع ایذای مرہٹہ کو کہ متردد ہو رہی تہی

رخصت فرمایا اور او نہین کی تعنیاتی مین مکرر گاوان آئندہ غارہ کی لوٹ و مار ہوئی مہابت جنگ کو
تو ہمانے جو گہیرا صولت جنگ کو حفاظت پہ مامور فرمایا یقین ہوا کہ وہ سوقیتین یہ عمل در آمد رگہو کی بیاخاطر
کیاہی اب بہر طور مہابت جنگ کی دل نشین ہوگیا کہ افغان مذکور داعیہ بغاوت رکہتے ہین ملازمین معتمد کو
حکم تحقیقات صادر فرمایا کیونکہ خیال کرتا تہا کہ انکی تمرد اور سرکشی بموجب ایمای رگہو کی ہوگی اور گویندہ
کہتے تہے کہ رگہو مخالف نے بشرط اتفاق دینی کی عطا اللہ خان کو عظیم آباد کی نظامت اور سردار خان اور
شمشیر خان کو لاکھ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار کی نوکری کا وعدہ کیا تہا اور بشرط مار ڈالنی زین الدین احمد
خان ہیبت جنگ کی اور نیز متصرف ہو جانی عظیم آباد مین دو لاکھ روپیہ نقد اور دربہنگا کی فوجداری علاوہ
اوس نوکری کی وعدہ ہوا تہا اور رگہو کی خطوط بہی اسی مضامین سی پہونچ گئے تہے۔ بعض کہتے ہین کہ
ان لوگون نے خود نظر باقتدار اپنے ذات خاص کی رگہو کو موافق کرکے عزم فاسد کیا تہا بہرحال مہابت جنگ
نے یا کہ متمردین نے استعفا دیا یا کہ بخیال مذکورہ موقوف کر دیا شروع برسات ۱۱۵۹ھ ہجری مین اور
اسی موسم مین ہیبت جنگ اور عبد العلی خان اور حاجی احمد وغیرہ متوسلیان کو حاضر دربار کرکے واسطے شادی
کتخدائی سراج الدولہ اور اکرام الدولہ کی چہوڑا حاجی احمد چند سبب سے عذر کرکے نہ آیا اور ہیبت جنگ اور
عبد العلی خان مع عیال و اطفال وغیرہ کی حاضر ہوے فی الحقیقت جس زینت اور تکلف سی چاہا تہا یہ جلسہ خوشی
بخیر انجام ہوا ابتدای شادی برادر صغیر یعنی اکرام الدولہ سی کی بدین سبب کہ عطاء اللہ خان جو لڑکی
سراج الدولہ کی ساتہ بیاہی تہی دو تین برس پیشتر بحسب تقدیر فوت ہوگئی تہی اور اکرام الدولہ کی بی بی ابہون
زندہ تہی مہابت جنگ نے واسطے دلدہی اور دلداری رابعہ بیگم عطا اللہ خان کی بی بی کی اکرام الدولہ
کی شادی اول کی اور اکرام الدولہ کی شادی مین قریب ہزار خلعت اور سراج الدولہ کی شادی مین
دو ہزار خلعت تمام قبایل اور عشائر اور رفقا اور مصاحبین اور ارباب نشاط کو عطا فرمائی خلعت مذکورہ
سو روپیہ سی ہزار روپیہ تک کی قیمت کی تہین بلکہ بعض ان سی بہی زیادہ قیمت دار تہی اور بعض لوگون کو
مراخور حال جواہر استہ بہی عطا ہوا ایک مہینے سے زیادہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ کی سرکار مین
سامان دعوت طیار رہا اعلی اور ادنی شہر والون مین کوئی ایسا نہ تہا کہ جو دو دو تین تین مرتبہ اس
اس ضیافت مین شریک ہوا تہا اور ہر حصہ جو کہ تورہ کی نام سی معروف ہی پچیس روپیہ کی لاگت کا تہا
اسیطرح کی ہزارون تورہ تقسیم ہوے اور روشنی پر نور کا اور آتشبازی بی غبار کی کثرت
اور تجلی کا کیا بیان ہو کہ زمین ہمسر آسمان اور مرشد آباد رشک افزای فردوس برین سے
ہمداستان تہا اسی عرصہ مین صولت جنگ نے اپنی دختر عزیز کے نکاح مین جو فخر الدین حسین خان

پسر سیف خان سے منسوب کی اہتمام کیا اور سیف خان کے لڑکی نے اس وجہ سے کہ اوسکا باپ نہایت مالدار
صاحب اختیار تہا بلاہ دونو شادیون سے ہمسری کی قضارا بمصداق کل نفس ذایقۃ الموت دختر مذکور
چوتہی کے روز یعنی شب نکاح کی تیسرے دن فوت ہوئی اس مقدمہ مین بہت سی باتین ہوئین مگر مضبوط خیال
ہیضہ کا ہوا اور بعض کو یہ خیال ہوا کہ صولت جنگ کی کسی عورت نے بسبب کثرت جہیز زہر پلا دیا بہر حال فخر الدین
حسین خان نادان نے باوجود دیکہ جانتا تہا کہ کثر ہوشیاری سے رہونگا صولت جنگ دوسری لڑکی سے ضرور بیاہی گا
مگر بدگمانی سے سمجہا کہ مجہے بہی ضرور زہر دینگے یہ نکاح فقط میرے خون بہا کے بہانہ میں کیا تہا پس اس
رنگ کی جہتی بیدرنگ بلا رخصت بعض اکابر بنگالہ مانند مہابت جنگ و شہامت جنگ
و صولت جنگ کے فرار ہوا اور اپنے باپ دادا کی آبرو خاک مین ملائی پوشیدہ نرہے کہ عطاء اللہ خان
کار طلب خان کے اقربا مین ہے اور وہ شجاع الدین محمد خان شجاع الدولہ کے چچا کی اولاد مین تہا جب مہابت جنگ
صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر گیا تہا اکبر نگر راج محل کا حاکم تہا اور مرشد آباد کے نکلنے تک جسکا ذکر عنقریب ہوگا وہانکی
حکومت پر مامور فرمایا اور منصب شش ہزاری اور شش ہزار سوار اور عطاے نوبت او پالکی جہالردار اور
خطاب ابو الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفرازی پائی انجام کار اسکا عنقریب بیان ہوگا اور سراج الدولہ
بعد مرنے عطاء اللہ خان کی لڑکی کے جو اوسکی منکوحہ تہی محمد ایرج خان کے لڑکے سے منسوب ہوئی اور محمد ایرج خان
کی حقیقت یہ ہے کہ اسکا دادا مصطفی قلیخان معتمد دیوان محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا تہا
اکبر علیخان باپ محمد ایرج خان کا اور شاہ قلی اور مرزا محمد تقی او تینون بہائی خصوص اکبر قلیخان اور
شاہ قلیخان حرمت و عزت تمام رکہتے تہے مصطفی قلیخان اعظم شاہ کے عہد مین گذر گیا شاہ قلیخان کو شاہزادہ
نے قبل محاربہ بہادر شاہ کے چند روز توپخانہ کی خدمت سپرد کی تہی کہ لڑائی مین مارا گیا اور اکبر قلیخان نے
بعد اعظم شاہ کے بہاگلپور وغیرہ کی خدمتین حاصل کین اور بنگالہ اور عظیم آباد کی طرف آیا فرخ سیر کے عہد
مین بڑی عزت سے بسر کرتا تہا اوسکی انتقال کے بعد محمد ایرج خان نے فرخ سیر کے زمانہ مین غیرت خان امیر الامرا
حسین علیخان کے بہانجے کے ساتہ رابطہ اتحاد بڑہا کے فارغ البال گذر اوقات کرتا تہا اور بعد مارے جانے
سادات کے مبارز الملک سربلند خان کی رفاقت مین گجرات گیا اور مدت تک اوسکے ساتہ رہا بعد ازان
ترک رفاقت کرکے بنگالہ مین آیا شجاع الدولہ نے بسبب مشہوری نام کہ ساتہ آبا و اجداد اسکے تعارف
رکہتا تہا بزمرہ مخصوصان کے منتظم کیا اور ہمراہ علاء الدولہ سرفراز خان مرحوم کے مہابت جنگ کی
لڑائی مین اوسکا لڑکا مارا گیا اور خود بہی مجروح ہوکر مدت تک خانہ نشین رہا مہابت جنگ کی عنایتانہ
لوگون نے تالیف کرکے مہابت جنگ کے نوکرونمین منسلک کرادیا رابطہ اتحاد کی وجہ سے اکثر عطاء اللہ خان

کے ہمراہ رہا کرتا تھا چونکہ مہابت جنگ اسکے محامد اور محاسن سے بخوبی آگاہ تھا سراج الدولہ کے وصل کا پیغام اوسکی لڑکی کے ساتھ بھیجا جب یہ بات قبول ہو گیا بسبب محمد ایرج خان کی پرورش اور ترفیہ احوال پر متوجہ ہوا بعض خدمات ملک بنگالہ کی افزایش رسالہ کے ساتھ اوسکی تفویض کین نکاح کی رات کو فوجین طیار رہیں اس امر کی محافظ تھین کہ اگر پٹھان لوگ کچھ فریب کرنا چاہین انسداد کرین بعد فراغ شادی سراج الدولہ کی ہیبت جنگ اور عبد العلی خان مع دیگر متوسلون کی مہابت جنگ سے رخصت ہو کر مرشد آباد سے نہضت کر کے عظیم آباد مین جگہہ سکونت اور مسکن مالوف اونکی تھی مع الخیر اپنے دولتخانہ کو پہونچے اور بعد رخصت اور نہضت انکی کے شمشیر خان اور سردار خان جنکے ہمراہ چھ سات ہزار آدمی تھا اپنی تنخواہ از روی حساب لیکر اپنے وطن مالوف کو جو کہ قصبہ دربھنگا مین تھا روانہ ہوے اور مونگیر کے گہاٹ سے کشتی کی ذریعہ پار اوترکر اپنے وطن کو پہونچے اور کچھ دنون آرام کرکے ایکدو مہینے گذرے تھے کہ میر علی اصغر کبری بموجب طلب عطا احمد خان کی عظیم آباد پہونچکر مرشد آباد کو عازم ہوا۔

میر علی اصغر کبری کا آنا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ اور عطا احمد خان کی درمیان نفاق ہونا اور میر محمد جعفر خان کا تنزل اور ترقی اور بنیاد فساد شمشیر خان و سردار خان کا مع دیگر حالات

میر علی اصغر سادات سیکری مضافات میوات کی سادات سے عمدۃ الملک امیر خان بہادر خلف عمدۃ الملک صوبہ دار کابل کی نوکرون مین تھا اسکی باپ کا نام میر غلام محمد نہایت عیار اور ہوشیار شجاعت اور دلیری مین موصوف تھا ابتدا سے جوانی مین کسی درویش کی خدمت مین پہونچکر اکثر اشغال اور اعمال فقیری کے سیکھے بعدہ نام و نشان کی جستجو ہوئی دنیا کی طلب دامنگیر ہوئی پیری اور مریدی کا جال بچھایا اکثر نادانون اور احمقون کو پھنسایا ایک اپنا لقب کبری رکھا اور دوسرا معصوم العارفین اور اپنے عروج کا اظہار مراتب معنوی سے ظاہر کیا لوگون نے بعض تحلیل و تحریم کی بدعتین بھی بیان کی ہین کہتے ہین کہ تخم مرغ کو حرام جانتا تھا بعض ہوشیارون کو کہ جنہون نے اس امر کی حقیقت کا استفسار کیا جواب دیا کہ مجھے مرغوب نہین کچھ شیئے حرام نہین کیا اسیطرح بہت سے عجایبات لوگ کہتے ہین چنانچہ ایکروز کنوئین مین گرا جب لوگون نے تلاش کی دیکھا کہ کنوئین کی درمیان ہوا پر استادہ ہے اس خبر کی مشتہر ہونے سے اسیوقت پانچ چھہ سو آدمی مرید ہوے اول مین یہ شخص جاہل تھا ایک طالب علم کو موافق کرکے خلوت مین صرف و نحو پڑھتا تھا اور چند لغت عربی کی یاد کر لیے تھے کہ وہ مجلسون مین ذکر کرتا تھا اگر کوئی تحصیل علم کی بارہ مین ذکر کرتا کہتا تھا کہ ہان مکتب عالی غیبی مین اپنے مرشد زادون کی ہمراہ تحصیل کیا تھا در پردہ یہ اشارہ کیا کہ علم لدنی کو عالم معانی مین حسنین علیہما السلام کے ساتھ تحصیل کیا ہے اور بیگانون کی محفل میرے

چند الفاظ بطور اجمال زبان پر لاتا ہوں سننے والے خیال کرین کہ ہمارے بے خمیر پر رسائی فرمائی خلاصہ یہ کہ مرد عیار جاہ طلب تہا اور چند ہمراہیون کے ساتہ عمدۃ الملک کے گہر مین ملازم تہا جب عمدۃ الملک مارا گیا وزیر خان نامی افغان نے جو اوسکے معتقد و یمین تہا اوسکی تقریب عطا اللہ خان کے روبرو پیش کی کہ علی اصغر سر دی حلم اور درویش کامل ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ اوسکے آپ بہی مرید ہو جاوین اور ایسے شخص کا ملنا نہایت دشوار بلکہ نایاب ہے یہانتک پیش بہاکی کہ عطا اللہ خان اوسکا دل و جان سے مشتاق ہو گیا آخر خانمذکور نے مہابت جنگ سے صلاح کر کے اسیقدر روپیہ بطریق مساعدہ کے بہیجکر اوسکو طلب فرمایا میر مذکور نے اسباب تجمل مانند پالکی جہالر دار اور آلات نوبت وغیرہ کے لازمہ امارت مرتب کرکے اور چہ سو سوار اپنے خویش قبیلہ اور قیاسے آراستہ کر کے ۱۱۵۹ھ ہجری کو عظیم آباد پہونچا اور شہر کے ناکے پر دو تین مقام کرکے مرشد آباد کو عازم ہوا ہر وقت قیام کے بوجہ اشتہار معجزہ درویشی کے حاجی احمد اور عبد العلی خان بہادر اوسکے دیکہنے کو گئے اور وہ بہی برسم بازدید کے حاجی احمد اور عبد العلی خان کے گہر آیا مورخ نے ایکبار اوسی روز اپنے خالو کے مکان مین اوسے دیکہا اور اسکی حال وضع سے مطلع ہو گیا ہیبت جنگ نے جو عظیم آباد کا ناظم اور مہابت جنگ کا داماد تہا اوسکا نہ آنا اپنی ملاقات کو نہایت ناگوار تصور فرمایا اور اوسکا احوال مہابت جنگ کو تحریر کیا اور حاجی احمد نے بہی تعریف تحریر کی کہ میر صاحب چنین و چنان کسی امر مین مصطفے خان سے کم نہین ہین۔

عروج پانا میر محمد جعفر خان کا صوبہ داری کٹک کی نیابت پر اور تہوڑے زمانہ مین تنزل ہونا

مہابت جنگ نے بعد اخراج شمشیر خان اور سردار خان کے چونکہ اخراج مرہٹہ حدود بنگالہ سے منظور نظر کرتا تہا اور وہ فرقہ اکثر کٹک کی اطراف مین بعد عزل عبد الرسول خان سے پناہ پذیر تہا چاہا کہ بسبب قید ہونے راجہ دو لبہ رام کے اور نہونے کسی دوسرے معتمد کے میر محمد جعفر خان کو مع فوج لایق کے کٹک کو روانہ کرین آخر یہ مشورہ ہوا کہ صوبہ داری کٹک کی خلعت صولت جنگ مہابت الدولہ سعید احمد خان بہادر کو عنایت ہوا اور نیابت نظامت میر محمد جعفر خان کو عطا ہو لاجرم خانمذکور کو خلعت نیابت کٹک اور فوجداری میدنی پور اور ہجلی کی مع بحالی علاقہ بخشیگری کی جو چند سال سے تہی اور نیز عطای سرپیچ اور جیغہ مرصع اور اسپ اور فیل اور شمشیر عنایت ہوا اور صولت جنگ بہادر نے بہی اپنے پاس سے خلعت مع جواہر کے مجدداً عطا فرمائی میر محمد جعفر خان نے اپنی بخشیگری کی نیابت پر میر اسمعیل بنی عم کو حضور مین مقرر کر دیا اور سبحان سنگہ نامی کو اپنے طرف سے ہجلی کی فوجداری دی اور خود

سات ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے حسب الامر مہابت جنگ کے بنا بر انتظام صوبہ کٹک اور
تادیب مرہٹہ کے راہی ہوا اور بعد قطع منازل جو میدنی پور کے جوار مین پہونچا اور وہان پر جسقدر
مرہٹہ اور افغان تھے اونکو لڑکر فرار کی راہ دکھلائی کہ بالیسر کو جو اس فرار ہوئے اور خانمذکور نے وارد میدنی پور ہوکر
روزخانہ کھنسائی کے اسطرف چھاونی کا حکم دیا اور ہنوز خیال اپنے دوسرے فوج غنیم کے ملک کا عزم نکیا تہا تک
کہ جانوجی ولد رگھوجی کے آنے کی خبر کٹک کے اطراف مین مشتہر ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے بمجرد گوش زد ہونے
اس سانحہ کے مضطرب ہوکر بلا حکم مہابت جنگ کے میدنی پور سے کوچ کرکے بردوان کا قصد کیا جانوجی
کی فوج نے میر محمد جعفر خان کی بے جرأتی جو دیکھی چند زنجیر فیل وغیرہ لوٹ لیا اور خانمذکور باوجودیکہ سولہ سترہ
ہزار سوار و پیادہ ہمراہ رکہتا تہا بدون تحقیق فوج مرہٹہ اور بغیر پہونچنے کے بردوان کو راہی ہوا تہا جبکہ
سنے جب یہ خبر پائی عطا اللہ خان ثابت جنگ کو مع فوج کے مدد پر بہیجا اور میر علی اصغر کبری نے بعد
سکونت کے عطا اللہ خان کو مرشد آباد پہونچکر ملاقات مہابت جنگ کے روانہ لشکر خانمذکور ہوا کیونکہ اسکا
بلایا ہوا آیا تہا اور بعجلت جاکر لشکر سے ملحق ہو گیا عطا اللہ خان پیشتر سے بموجب تحریک وزیر خان کے
اسکا قیدی ہو چکا تہا بعد اسکے پہونچنے اور اسکے مکر و فریب کے مشاہدے سے زیادہ تر معتقد ہو گیا باہم
ملکر بردوان پہونچے اور ادہر سے میر محمد جعفر خان بہی لوٹکر اوسی قصبہ مین وارد ہوا اور جانوجی مع میر حبیب
اور دیگر افغان و مرہٹہ کے پہونچا عرصہ رزم مہابت جنگ سے خالی دیکھکر سخت لڑائی کی عطا اللہ خان نے
بہی خوب کوشش کی خصوص میر علی اصغر کبری نے جو اوس روز فوج عطا اللہ خان کا ہراول تہا اور
فوج روپوش اپنے ہمراہ رکہتا تہا جست کرکے مورد تحسین آشنا و بیگانہ کا ہوا عطاء اللہ خان میر علی اصغر
کبری کے ورغلانے سے اپنے تئین بہی حساب کرنے لگا چاہا کہ میر جعفر خان کو متفق کرکے اور جب مہابت جنگ پہونچے
فریب کرکے اوسے بہی ہلاک کرے چنانچہ میر نعلی خان کے وسیلہ سے جو کہ میر جعفر خان کا مصاحب سفلہ منش
تہا پیغام دیا خانمذکور بہی بمقتضاے رذالت کے شریک ہو گیا باہم قول و قرار ہوئے کہ بعد حصول مدعا صوبہ عظیم آباد
سید جعفر خان کو اور بنگالہ عطاء اللہ خان کو ملے میر عبد العزیز وغیرہ میر محمد جعفر خان کے دوست اس ماجرا سے
آگاہ ہوئے اور خانمذکور کو اس ارادہ سے بہت سا باز رکہا کہ اخر الامر نا سپردہ منکر ہوکر خانہ نشین ہوا لیکن
مہابت جنگ جو کسیقدر اس صلاح و مشورہ کی ہوا پہونچی دونو کی طرف سے بدظن ہوا اور اسی عرصہ مین
مہابت جنگ بردوان آپہونچا عطاء اللہ خان اور میر محمد جعفر خان کی فرودگاہ کے متصل خیمہ زن ہوا
میر محمد جعفر خان نے حصول ملازمت کی مہابت جنگ نے چند حروف بطور موعظت تنبیہ آمیز درباب میدنی پور
کی معاودت کرنے مین فرمائی اور رخصت دی میر محمد جعفر خان کو وہ حق الامر ناحق کے لئے گران ہوا

دربار کی حاضری مین حیلہ وحوالہ کرنے لگا مہابت جنگ بنظر دلجوئی عطاء اللہ خان کی بتقریب مبارکباد فتح اوسکے مکان پر گیا وہان پر میر علی اصغر کبری بھی آکر مشرف ملازمت ہوا لیکن مہابت جنگ کو بھی عطاء اللہ کے برابر سمجھکر آقائی اور تابعداری کا پابند نہوا مہابت جنگ نے آزردہ خاطر وکشیدہ دل ہوکر بلا اظہار مافی الضمیر اپنے خانہ مبارک کو معاودت ہوا عطاء اللہ خان نے میر علی اصغر کبری کی نگاہداشت کی بارہ مین مع ہزار سوار کے التدعا کی مہابت جنگ نے جواب دیا کہ اپنے رسالہ مین جسقدر آدمیونسے چاہو مقرر کرو لیکن اینجانب تمہارے رسالہ مقرری کی زیادہ بہرتی نہین کرسکتا۔ میر اصغر کبری نے اس جواب سے آزردہ ہوکر لشکر سے جدا ہونیکا عزم کیا عطاء اللہ خان نے مہابت جنگ سے عرضی کی کہ درصورت روانگی میر صاحب مذکور کے فدوی بھی نہین رہ سکتا مہابت جنگ نے صاف صاف جواب دیا کہ تمہین اختیار ہے عطاء اللہ خان کو میر صاحب مذکور نے وعدہ تفویض بنگالہ عالم بالا سے دیا تہا عطاء اللہ خان کو اوسپر اعتماد تہا فوراً مع میر صاحب مذکور کے لشکر سے نکلکر مرشد آباد کی راہ لی۔ مہابت جنگ نے چاہا کہ تالیف قلوب کرکے میر محمد جعفر خان کی دلجوئی کرکے دلاسادے چونکہ اون دنون مین کوئی شخص میر مذکور کے خاندان مین فوت ہوا تہا لہذا بتقریب فاتحہ کے مہابت جنگ اونکے گہر گیا خاندان مذکور نے بمعائنہ اپنی حاجشم اور براہ خودسری چہہ سات ہزار سوار وغیرہ سامان امارت کے استقبال وغیرہ مین پیش نہ آیا مہابت جنگ نے اسکی تمرد اور سرکشی سے واقف ہوکر اپنے گہر کی راہ لی اور رجبلی کی محاسبہ کے واسطے سجان سنگہ کو جو اوسکا نائب تہا اور ہنگام غدر مین خاندان مذکور کے ساتہ بڑی جانفشانیان کی تہین طلب کیا میر محمد جعفر خان نے اوسکی روانگی مین عدول حکمی کرکے کہلا بہیجا کہ اوسکا لیجانا میرے سر کے ساتہ ہی مہابت جنگ نے اس سراسر سرکشی اور جواب از راہ ناصواب سے جہنجلایا اور محمد یساول کو مع چند آدم جرار کے روانہ کیا کہ سجان سنگہ کو اپنے ہمراہ لاوے مشار الیہ کہ کسیقدر خشونت مزاج مین رکہتا تہا میر جعفر خان کی حضور مین جاکر اور چند کلمہ سخت سست سناکر سجان سنگہ کو پکڑلایا۔ مہابت جنگ نے براہ مصلحت رجبلی کی فوجداری سجان سنگہ کو اور بخشی گری نور اللہ بیگ خان برادر فقیر اللہ بیگ خان کو میر محمد جعفر خان کی تغیری مین دیکر میر محمد جعفر خان کے رسالہ کو برطرف کردیا اور حکم دیا کہ جو کوئی نوکری کا خواہان ہو سر رشتہ حضور اور نیز سراج الدولہ کے رسالہ مین آکر نوکری کرے بمجرد اس عزل ونصب اور اشتہار برطرفی رسالہ کی میر محمد جعفر خان کی جمعیت مین برہمی برہمی پڑگئی کوئی ہمراہ نہ باد طاغ مین جو خودسری سمائی تہی وہ کافور ہوئی ناچار شرمندہ ہوکر بنگالہ مین جاکر شہامت جنگ سے متفق ہوا اور اس عرصہ مین مورخ ہذا بہی عظیم آباد سے مرشد آباد آیا تہا اور شہامت جنگ

کے دربار مین آمد و رفت رکہتا تہا مہابت جنگ نے جب خبر پائی کہ جانوجی لشکر کے قریب آپہونچا
مع فوج طرف سوج کے مقابلہ افواج مرہٹہ اور افاغنہ کو متعین ہوا اور تہوڑی دور جاکر جانوجی اور میر حبیب اوسکے مقابل
واقع ہوا دلاوران ہمراہ مہابت جنگ نے تیر و تفنگ کی بارش سے آتش فساد اعدا بجہائی اکثر مرہٹون کو راہ عدم دکہائی
جانوجی اس سانحہ جانگاہ کو دیکہکر مرشدآباد کے تاخت تاراج کو دوڑا مہابت جنگ نے اس حال کی خبر سنکر اوسکے تعاقب مین
ایسا چست چالاک روانہ ہوا کہ فرصت نہ دی کہ ساکنان شہر کو آزار دے جانوجی نے جو سلمانونکا دست زور دیکہہ رکہا تہا حوالی
مرشدآباد مین حرکت مذبوحی کر کے بغایت و پریشان ہوکر میدنی پور کی راہ لی اور مہابت جنگ نے بہی ایسا پیچہا پکڑا کہ کہین استقامت
کی مہلت نہ دی جانوجی اپنی جان چہرائی ہوئی بے مقابلہ سیدہی باندہ بہاگا چلا جاتا تہا مہابت جنگ نظر بہ قرب ایام برسات مرشدآباد
کو معاودت ہوا اراده مین متواتر شہامت جنگ کے نام حکم بنا بر اخراج میر علی اصغر کبرے کے روانہ فرمائے
شہامت جنگ بپاس خاطر عطاء اللہ خان کی مشاہیر محمد سے مخفی استی کرتا تہا جب مہابت جنگ نزدیک پہونچا شہامت جنگ
کے نام رقعہ تاکیدی ارقام فرمایا کہ رحم خان اسی کام کو پہونچتا ہے اگر وہ عزیز نکل گیا ہو خیر ورنہ رحم خان
زبردستی سے نکال کر اپنے چہاونی مین داخل کریگا میر عطاء اللہ خان اس خبر سے کہ شہامت جنگ نے
بجنسہ وہ رقعہ مہابت جنگ کی ملاحظہ کو بہیجا تہا مضطرب ہوکر میر مذکور کو طلب کیا او عنایات لایقہ کر کے رخصت کر دیا
اور اوس عزیز بے تمیز نے کسی پرچہ کاغذ مین وعدہ فریب لکہکر عطاء اللہ خان کو دیا کہ اسقدر مدت کے
بعد تمکو نیابت بنگالہ کی حاصل ہوگی بعد تکلفات بیشمار کے عطاء اللہ خان نے میر مذکور کی حتی الامکان
خاطر مدارات جیسا کہ چاہیے کر کے رخصت فرمایا میر مسطور براہ کمرو تہ دیر بعد رخصت قطع منازل کر کے
عظیم آباد آیا مگر ہیبت جنگ نے بسبب آزردگی خاطر کے داخل شہر سے ممانعت فرمائی کہ جسطرح پہلے
شہر کے باہر باہر مرشدآباد کو گیا تہا ویسا ہی اب بہی اوسی راہ سے اپنے وطن کو جاوے چونکہ
برسات مین طغیانی ندی اور نالہ کے سبب سے فقط شہر کی بازار کا راستہ کہلا ہوا تہا میر مذکور شطرنج فکر
و تردد مین گرفتار ہوا کہ کس سبیل سے راہ مقصود طے کرے آخر الامر مہدی نثار خان اور عبد العلی خان
کی سعی والتماس سے اجازت ہوئی کہ راستہ بازار سے گذرکر بیرون شہر منزل گزین ہوا اور اسیطور
دریاے سوہن پر پہلوان سنگہ حسب الایماء ہیبت جنگ کے آکر بعزم تاراج لشکر میر مذکور کے مقیم ہوا
میر علی اصغر کبرے نے مضطرب ہوکر دوبارہ حاجی احمد اور مہدی نثار خان اور عبد العلیخان سے ملتجی ہوا
یہ لوگ نہایت درجہ ہیبت جنگ کی خدمت مین ملتمس اور ساعی ہوے اور پروانگی صادر کرائی کہ پہلوان سنگہ
سر راہ چہوڑ دے اور عبور کیواسطے دریاے سوہن مین کشتیان ملجاوین اور نیز ہیبت جنگ
کی مرضی پاکر مہدی نثار خان اور عبد العلیخان اور حاجی احمد نے اپنے آدمی میر مذکور کی دلجوئی کو بہیجے

تاکہ حدود عظیم آباد سے باامن و عافیت نکل جاوین بعد القضاے دو تین مہینے کی جبکہ ایام بارش
منقضی ہوی ہیبت جنگ نے اپنے بہائیونکی دولت اور مہابت جنگ کے رفقا کو دیکہکر جو سراج الدولہ
اور اکرام الدولہ کی شادی مین معاینہ کیا تہا عازم اس امر کا ہوا کہ فوج کی بہرتی کرکے مانند مصطفےٰ خان
کے ملک بنگالہ اور اپنے بہتیجا اور سسرا کے مکان پر مسلط اور متصرف ہو لہذا اوایل فصل مین جب کہ
مہابت جنگ بقصد تنبیہ مرہٹہ میدنی پور مین مقیم تہا مرشد آباد سے نکلکر امانی گنج مین خیمہ زن ہوا اس
مقام مین میر ابو المعالی جو کہ سابق مین برہان الملک کی خانسامانی پر مقرر تہا اور اب ہیبت جنگ
کے روبرو کمال عزت اور اعزاز مین بسر کرتا تہا ہیبت جنگ کی رسالت اور سفارت سے مہابت جنگ
کی خدمت مین آیا تبلیغ رسالت کی خلاصہ پیغام یہ تہا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو کہ بعد برطرفی
دربہنگہ مین مقیم ہین اکثر جماعہ افغان ہمراہی اخراج کرنا اس فرقہ کا خالی تعذر سے نہین اور رہنا
انکا بلا علاقہ نوکری کے اس دیار مین موجب شور و فساد پس التماس یہ ہے کہ اگر ارشاد ہو سرداران
مذکور کو مع جمعیت تین ہزار سوار جرار ترکمانہ کے نوکر رکہ لون لیکن چونکہ اس سپاہ کی تنخواہ کی جلد ادا
اس صوبہ مین گنجایش پذیر نہین لہذا وجہ طلب اس فرقہ کی سرکار سے مرحمت ہو۔ مہابت جنگ
نے ہرچند اول اس مقدمہ مین انکار کیا مگر آخر کار بپاس خاطر ہیبت جنگ اور نیز بخیال فساد
جو کہ معقول طور سے لکہے تہے قبول فرمایا ایلچی نے فایز المرام واپس ہوکر نوید اقبال پہونچایا بعد ازین
ہیبت جنگ نے افغان مذکور کی دلجوئی کرکے پیغام نوکری دیا آقا عظیما مرحوم اور لطفی قلیخان
مرحوم اور محمد عسکر خان مرحوم نے واسطہ درمیانی ہوکر ہر طرف سے مطمین خاطر کر دیا چونکہ وہ لوگ
بہی امر عظیم کے خواہان تہے قبول کر کے مستدعی عہد و پیمان قسمیہ کے ہوے اور حسب المدعا کامیاب
ہوکر آخر ذی الحجہ کو دربہنگہ سے شمشیر خان اور مراد شیر خان اوسکا بہائی اور سردار خان
اور بخشی بہلیہ روانہ ہوکر ایام عاشورہ شروع سال ۱۱۶۱ مین گنگا کے اوس طرف آکر ٹہرے
ہیبت جنگ کی طرف سے آمد و رفت گرم تہی وہ لوگ یہ ظاہر کرتے تہے کہ ہملوگون کو اوس مادہ فتنہ
کی باعث سے ہیبت جنگ کی حضوری مین وہی خوف ہے جو کہ عبد الکریم خان افغان اور روشن خان
کے ساتھ سلوک ہوا تہا اور ہیبت جنگ اونکے رفع شک مین بہت سا اصرار و مبالغہ کرتا تہا
تا آنکہ ایکروز بواسطہ المشار الیہ ایلچی کے بدون اطلاع رفقا اور مصاحبین کے مع فرزند خورد مرزا مہدی
اور سید علی خان مورخ ہذا کے منجہلے بہائی کے جسکو داماد بنایا تہا اور نیز محمد عسکر خان کے کشتی پر
سوار ہوکر عبور دریا فرمایا اور شمشیر خان کے خیمہ پر جا پہونچا شمشیر خان نے لب آب تک استقبال کرکے

اندرون خیمہ مسند پر لا بٹھلایا اور خود مودب استادہ ہوا جب نہایت اصرار سی ہیبت جنگ نے بیٹھنی کا حکم دیا تب بیٹھہ گیا اور مراد شیر خان وغیرہ نے بھی حاضر ہوکر نذر دکھلائی اور مراد شیر خان اور شمشیر خان شمشیر در دست مستعد پیکار ایک پاس بیٹھہ گئے پٹھانون نے زبان پشتو مین ہیبت جنگ کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن شمشیر خان زبان پشتو کی سوقت نہ سمجھا خواہ کسی طور سے جواب دینا مصلحت نہ جانا داڑہی کھجلانے کے بہانہ سی اپنا سر بطور ممانعت کے ہلایا سید علیخان نے اس ماجرے چشم دیدہ کو بعد سانحہ کے مورخ سی جب شاہجہان آباد سی لوٹا تہا بیان اعادہ کیا تہا لیکن ہیبت جنگ کچہ اس راز سی ماہر نہوا قضائے تو آنکھون پر پردہ چہوڑ دیا تہا شمشیر خان نے حسب ضابطہ ہاتہی گہوڑے پیش کئے مگر ہیبت جنگ نے اقبال سی معذرت کی اور دلداری اور اطمینان خاطر کرکے حکم عبور دیا عملہ میر بحری نے کشتیان حاضر کین افغانون کا عبور جعفر خان کے باغ مین شروع ہوا اول سردار خان مع ہمراہیون کے اوترا اور ہیبت جنگ بدستور تنہا پالکی پر سوار ہوکر کٹہرہ نجم الدین کے باہر جا بیٹہا سردار خان مع ہمراہیان کے آکر مستفیض ملازمت ہوا — مشہور ہے کہ یہ شخص اس دغا و فریب سی واقف اور خبردار نہ تہا چنانچہ خود شاہ محمد امین اور شاہ رستم علی کے روبرو جو کہ اوس زمانہ مین درویشان ظاہر و باطن مشہور اور صاحبان معنوی مین تہے ظاہر کیا اور قسم کہائی کہ بندہ ان دونون سفلون سی یعنی شمشیر خان اور مراد شیر خان کے اس فعل بد سے محض بیخبر ہون ؛ الا اگر خبر ہوتی رفاقت چہوڑ دیتا اور اب لاچار ہون کہ کوئی میرا اعتماد نکریگا اور بپاس ننگ ہم قومی ترک رفاقت بہی نہین ہوسکتی کہ لوگ نامردی اور بیحمیتی پر گمان کرینگے اس باعث سی کہ شرم آبرو اور ہمقومی دامنگیر ہے شریک ہون لیکن ایک معتبر سی سُنا گیا کہ یہ خبر دونو سرداران مذکور کی اسرار سی ہے چونکہ مقدر مین نہ تہا ہی نہین اسلئے کچہ ظہور نہوا یہ دونو بدبخت قاصد تہے کہ بعد قتل ہیبت جنگ کے دوسرے شریک کو بہی قتل کرین اور بلا شرکت ملک پر دخل یاب ہون واللہ تعالی اعلم۔

القصہ عشرہ آخر محرم الحرام شروع سنہ ١١٦١ ہجری مین اونکا یوم ملازمت ہیبت جنگ مقرر ہوا ان دنونمین مورخ ہذا کا چچا مہدی نثار خان جو کہ نہایت معتمد ہیبت جنگ کا تہا اور ایسی وقت مین نہایت پشت پناہ اوسکا تہا سرس کنبہ کی پرگنہ کی خدمت اور بشن سنگہ زمیندار کی گوشمال کو مامور ہوا اکثر سرداران معتمد کار آمدنی کو مانند خادم حسن خان اور احمد خان قریشی اور مانند انہین لوگون کے مع راجہ سندر سنگہ زمیندار ٹکاری کے ہمراہ کردئے کوئی حاضر حضور نتہے اور جو تہے اونکو ممانعت ہوئی کہ کوئی شخص فرقہ سپاہ سی روز ملاقات کو حاضر دربار نہو چوبدارون نے یہ حکم گہر گہر ہر ایک کو پہونچایا ورنہ حکم

سرداران افاغنہ کی اطمینان کو تہا فی الحقیقت موت تو گہات مین آن لگی تہی ہر آن قضا سامان مین مصروف تہی کوئی عقل و تدبیر سو جہتی تہی جو کرتا بر عکس ہوتا ورنہ یہہ شخص نہایت عقیل و مقلد صاحب جنگ کا تہا اور مورخ اس سانحہ کی ما قبل بارادہ ملاقات اپنی والد کی عازم بریلی ہوا تہا کیونکہ وہان کی خدمت غازی الدین خان فیروز جنگ پسر آصف جاہ کی طرف سی رکہتا تہا۔ اوسیدن عصر کیوقت مورخ نی بلا دیکہنی متکلم کی سُنا کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ شمشیر خان نی ہیبت جنگ کو مار ڈالا اور اوسکی دوسرے روز منزل امیٹہی مضاف پرگنہ غازی پور مین چند لوگ بہوجپور سی آکر جو وہانکی عامل کی ملازم تہی مطلع ہوی کہ ہیبت جنگ مارا گیا اور فوجدار سرکار شاہ آباد بہی زمینداران گرد و نواح کی ہاتہہ سی غارت ہوا۔

بیان انتقال ہیبت جنگ کا اور کوچ کرنا اس جہان تار و تنگ سی

ہیبت جنگ کی مارے جانی کا حال یون ہی کہ ایکروز قبل روز معینہ ملاقات کی شمشیر خان اور سردار خان نے مع رفقا کی حاضر ہوکر ہیبت جنگ کی ملاقات حاصل کی اور حسب دستور پان کا بیڑہ متضمن تسلی لیکر اپنے خیمہ کو گئی دوسرے روز بطور روز اول ہیبت جنگ چہل ستون مین جو کہ نیا تعمیر کرایا ہوا اپنا تہا آکر بیٹہا اور محمد عسکر خان کہ ندیم اور واسطہ جواب سوال آفاغنہ مذکور کا تہا اور میر مرتضی اور میر بدر الدجی اور مرلیدہر ہرکارہ اور رمضانی تحویلدار سلاح خانہ جو کہ قوم کا قصاب تہا اور سیتارام مشرف توپخانہ دستی جو خادم حسین خان کی پیشکاری رکہتا تہا مع چند نفر خدمتگار کی حاضر اور چوبدار اور چیلہ بدستور دربار اپنی اپنی جگہہ پر استادہ تہی اور میر عبدالصمد صفوی نسب جو کہ عظیم آباد کی اعیان مرادآباد مین تہا اور شاہ بندگی نیز در جو جعفر خان کی باغ کی قریب ساکن اور قدم شریف کا مجاور تہا اسطرح کے دو تین منتخب ہمیشہ بر سم مجرا حاضر اکثر مصاحبت مین تہی اور محمد عسکر خان مع مہتاب رائی کہتری کی جو اوسکا رفیق پرورده تہا ہیبت جنگ کی پشت پر متصل مسند آبیٹہا مگر ان لوگونمین کسی کی پاس تیغ و خنجر بلکہ چہوری تک کمر بند مین نہ تہی مگر رمضانی خدمتگار ہیبت جنگ کی سیف ہاتہہ مین لئی ہوی موافق ضابطہ کی کہڑا تہا اور راجہ رام نراین دیوان اور بعض متصدیان عملہ دیوانی اور تین چار نفر منشی منشیخانہ مین تخمیناً پچاس گز چہل ستون سی دور لو ر سا نح بیٹہی تہی اور عنایت یاب خان ہی جو کہ پیشتر والد مورخ کا خانساماں اور ہیبت جنگ کا ملازم تہا اور اونکی گہر کی میر سامانی رکہتا تہا حاضر تہا اول بلامیہ تخمیناً مع ہزار آدمی قدر سی کم و بیش ساتہہ بندوق و فتیلہ روشن نمایان ہوکر دور سی رسم سلام بجا لائی اور چند روز شناسیون کی ہمراہ استفیض ملازمت ہوکر نذرین گذرانین اور اوسکی ہمراہی بندوقچی دست راست کی طرف جو محل سرا کی راہ تہی بہت مجموعی متوقف ہوی بعد ازان مراد شیر خان نامراد بانسو پٹہان مسلح بہتیار بند سی پہونچا اور دور سی آداب

بندگی بجالا کر بہیئت مجموعی روبرو آیا عمارت چہل ستون مین ازدحام ہو گیا ہر ایک نذر ملازمت
گذرانتا تہا اور مراد شیر خان روبرو کہڑا ہوا ہر ایک افغان کا نام و نشان عرض کرتا تہا ہیبت جنگ نے استفسار
کیا کہ شمشیر خان کب تک آویگا ہرکارون نے التماس کیا کہ راہ مین ہے عنقریب آستانہ دولت مین پہونچتا ہے
تا آنکہ شمشیر خان چبوترہ کوتوالی کے نزدیک جو قلعہ پختہ بادشاہی کے دروازہ پر چہل ستون سے دو تیر کے
فاصلہ پر تہا پالکی پر سوار آ پہونچا اور قریب تین چار ہزار افغان کے ہتہیار بند مسلح شمشیر خان کے گرد آہستہ
آہستہ چلے آتے تہے دروازہ چہل ستون سے جو کہ رستہ بازار تک اون بدبختون کا ہجوم تہا جب مقام مذکور
تک شمشیر خان کے پہونچنے کی خبر ملی مراد شیر خان نامراد نے ہمراہیون سے کہا کہ رخصت ہو کر پان لو تا کہ
شمشیر خان آ کر ملازمت حاصل کرے افغانون نے ہیبت جنگ کے سر پر ہجوم کیا پان لینے لگے تا آنکہ عبد الرشید خان
کے آنے کی نوبت پہونچی چونکہ باہم قرار تہا کہ یہ شخص سبقت کرے اسکے بدن مین لرزہ سوار ہوا ہاتہ کانپنے
لگے جب ہیبت جنگ نے پان عنایت فرمایا مگر اوسکا ہاتہ لرزے سے کانپ رہا تہا پان ہاتہ سے گر گیا ہیبت جنگ
نے ہنسکر فرمایا کہ تمہاری قسمت کا پان گر گیا خیر دوسرا لو متوجہ پاندان ہوا ہنوز نظر نیچے ہی تہی کہ رشید
نارشید نے کمر سے کٹاری نکالکر ہیبت جنگ کے پیٹ پر ماری مگر اضطراب کی وجہ سے کارگر نہ ہوا
محمد عسکر خان یہ حال دیکہنے سے فریاد زن ہوا کہ ہان ہان یہ کیا کور نمکی ہے اسی گرماگرمی مین ہیبت جنگ نے
سر اونچا کیا اور یہ حالت دیکہکر چاہا کہ شمشیر پیش نہاد کا قبضہ ہاتہ مین پکڑے مراد شیر خان نے جو ہاتہ
مین تلوار لیے تہا سر بدست ایسا مارا کہ ہیبت جنگ کے شانہ سے گذر کر تہیگاہ تک جا پہونچا اور ہیبت جنگ
مردہ نقش مسند ہوا اور مراد شیر خان یا کسی دوسرے بدکار نے اوسکا سر اور سینہ تا پیر کاٹکر اوسکی چہاتی پر
رکہدیا اور اس حرکت کو ایک طرح کا عمل سمجہا کہ اوسکے خون خواہون کے اس بازدید سے بیہوشی طاری ہوگی
کچہ نکر سکینگے میر مرتضی خان نے بگمان زندگی دوڑکر اوسکے سینہ سپر ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور محمد عسکر نے
ہیبت جنگ کی تلوار عریان کرکے مقتول ہوا اور مہتاب رائے اوسکا ہمراہی رہتا یاجب کے شقیقہ یعنی
کنپٹی مین زخم شمشیر کہا کر عسکر خان کی لاش کو سر زانو مین رکہکر اوسی جگہہ بیٹہہ گیا اور لاش کے ساتہ اوٹہا
بادشاہ نواز خان نام منصبدار کہنہ جو کہ عظیم آباد کے مشاہیرون اور فخر الدولہ کے عہد نظامت مین صاحب
عزت تہا اور انہون نے ہیبت جنگ سے تقرب بہم پہونچایا تہا امیدوار مراتب امارت تہا اس معرکہ مین کام
آیا اور رمضانی داروغہ سلاح خانہ اور سیتا رام مشرف توپخانہ دستی نے بقدر تاب و توان حق نمک
ادا کرکے سرخ روئی دنیا حاصل کرکے عقبی کی راہ لی سعد لیدہ اور میر عبد الدحی ہاتہ کٹا کر باہر نکل گئے
راجہ رام نراین مع دیگر متصدیون کے بعض مجروح اور بعض سلامت تاخت تاراج ہو کر بدر ہوئے

میر عبداللہ بھی صحیح و سالم شال اور کمر بند اور کٹاری کے دینے سے برآمد ہو کر اپنی راہ لگا شاہ بندگی
نے آخرت کی راہ لی باقیماندہ بھی اپنی اپنی تدبیر سے نکل گئے جب اس غلغلہ نے بلند ہو کر لوگوں کو اسیر
حیرت کیا حجاب اور دربان دولت سرائے امارت کی اپنے گھروں کو سدھارے سید علی خان جو کہ مکتب
میں حسب طلب ہیبت جنگ کی حاضری کا آمادہ تھا اور استاد اور اتالیق لوگ ارادہ ہمراہی رکھتے تھے
اوس خبر بد کے سننے سے سید علیخان کو حرم سرا میں کر کے خود متفرق ہو گئے اور آمنہ بیگم مہابت جنگ کی
لڑکی سراج الدولہ کی ماں ہیبت جنگ کی بی بی نے دروازہ بند کرا کر آئینہ حیرت ہوئی لیکن سید علیخان
کو اپنے کوٹھوں سے جو شہامت جنگ کے کوٹھوں سے ملحق تھے نکال دیا اور کہا جس طرح تو جانے یا تدبیر ہو سکے
اپنے خالو عبد العلیخان کے گھر چلا جا اوس وقت میں عبد العلیخان شیخ عبد الرسول بلگرامی کے مکانوں میں جو کہ
جماعہ داران مشہور اور شیخ اللہ یار بلگرامی سربلند خانی کا بھانجہ تھا مہابت جنگ سے مرخص ہو کر اپنے
وطن کو جاتا تھا۔ آخری رخصت کیواسطے گیا تھا۔ سید علیخان مورخ کا بھائی کہ اسوقت میں نو برس تھا نہایت مضطرب
الاحوال ٹھہرا تھا بسبب کم سنی کے اتنی جرات نہ رکھتا تھا کہ کسی طرف کو چلا جاتا کسی نے فضل الہی سے اوسکو بیچارہ
اور رحم کر کے ایک پرانا پھٹا چادر تن زیب کرا کر بتغیر وضع اپنے ہمراہ دریا کنارے ہوتے ہوئے عبد العلیخان
کے مکان پہونچا دیا شمشیر خان کچھ دیر اوس مکان میں ٹھہرا اور حیات خان کو حاجی احمد کی ملاقات
کے بہانہ میں بھیجکر حکم دیا کہ قید کر لائے حاجی احمد اس خبر سے ماہر ہو کر مضطرب الاحوال ہوا ہر طرح کے
خیالات کرنے لگا مگر زر و مال کے خیال نے سمجھایا کہ قدم شہر باہر ہے ورنہ ممکن تھا اگر گھوڑے پر سوار ہو کر لمبی
تانتا صفدر راجہ سندر سنگہ کے پاس جا پہونچتا غیر اسی طمع میں کہیں نہ گیا تھا کہ طالب لوگ آ پہونچے اوس وقت
دیوار کھود کر یا کسی روزن سے نکلکر کسی ہمسایہ کے گھر میں پوشیدہ ہوا مگر راز شہ بہ بام ہو کر قید ہو گیا
ششرہ روز گرفتار رہکر چاروں طرف سے مصیبت میں دوچار تھا اوسکے دفینہ اور زر جواہر جس قدر مدفون تھا
کھود کر تصرف کیا باقیماندہ اسباب و نقدی دریافت کر کے کھلے خزانہ اور آگے تھے کہتے ہیں کہ قریب ستائیس لاکھ
روپیہ اشرفی اور جواہر کے اوسکے علاوہ اسکے گھر میں ملا اور زین الدین احمد خان مرحوم کے مال سے
جو کچھ مشہور ہے تین لاکھ ہے اور بعض آدمی نہایت کم حتی کہ چند ہزار کے ناقل ہیں واللہ عالم فی السر و الخفیات
بعد ازان جب حاجی احمد خان بحق ہوا لب دریا موضع سبل پور کے متصل باغ جعفر خان سے چند قدم
پیشتر حسب مقدور مدفون ہوا بعد قتل زین الدین احمد خان مرحوم اور قید ہونے حاجی احمد کے
شمشیر خان نے دونو کے مکان پر چوکی پہرہ بٹھلا کر جعفر خان کے باغ میں اقامت کی اور شہر میں
مراد شیر خان مقیم ہوا اور مہابت جنگ کی مقابلہ کے خیال سے جود و بخشش پر کمر باندھی ہر طرف

صادر فرماکر اپنے الوس کو جمع کیا بحسب تقدیر اون دنونمین قوم افغان حشرات الارض کی صورت
زمین سے نکلتی تھی چنانچہ احمد ابدالی قندہار اور ہرات سے شاہجہان آباد کی طرف لشکر کش ہوا
اور بعد چندے کے علی محمد روہیلہ نے اوسی ہنگامہ مین آمد آمد کی خبرین سنکر راہ سہارنپور
پوریہ سے بریلی پہونچا عجب طرحکا آشوب تمام ہندوستان مین نمود ہوا القصہ ہر روز پانچ چھ مرتبہ
عظیم آبادیون کے کان مین نقارہ کی آواز پہونچی ہر وقت دریافت معلوم ہوا کہ فلان پٹھان
اسقدر جمعیت سے سردار خان اور شمشیر خان کی رفاقت کو آیا ہے اور شمشیر خان اور بخشی بہلیہ کے
ارکان اور عملہ نے دست تطاول دراز کیا تھا کوئی ایسا شہر مین نتھا جو انکے ہاتھ سے باعزت بچا ہو
عبد العلیخان تمام دن شیخ عبد الرسول مذکور کے گھر مین رہکر رات کو اپنے گھر گیا اوسوقت کشتیان
واسطے باربرداری کے مع ملاح اور نیز کشتی خاصہ یعنی بجرہ موجود و مہیا تھین سردار ملا خان
نے عرض کیا کہ اسوقت شہر آشوبگاہ محشر ہو رہا ہے اگر مع عیال و اطفال و دولت و مال کے
سوار ہوجیے انشاء اللہ اس ورطہ جان ستان سے ہمکنار سلامت ہوجاوین اور شبا شب تبنیؔ کو مسافت
طے ہوجاے گی درحقیقت یہ صلاح بہت عمدہ تھی مگر خوبی تقدیر سے عمل مین نہ آئی
چند روز کے بعد جب کہ مراد شیر خان مشید الارکان ہوا عبد العلیخان کو پیغام حاضری صادر فرمایا
عبد العلیخان حسب معمول سواری پالکی مع چند نفر سوار و پیادہ کے راہی ہوکر جب دروازہ پر
پہونچا بعض مراد شیر خان کے خواص نے در بارہ باہر ٹہرنے رفقا سے ہمراہی کے رفق و مدارا سے
عرض کیا عبد العلی خان نے یہ خیال کیا کہ اگر میری ساتہ بدی کرنا منظور ہوتی تو باوجود اس حصول
اقتدار کے اسطور سے کیون طلب کرتا اور بے صلاح رفقا کے دو تین خدمتگار ہمراہ لیکر اندر گیا اور
اوس بد عہد نے اسباب بیرونی اپنے تصرف مین لاکر اپنی پالکی پر عبد العلیخان کو شمشیر خان کے
روبرو بہیجا شمشیر خان نے بموجب اطلاع برہنہ پا دوڑ کر صحن خیمہ مین ملاقات کی اور عذر خواہی
بیشمار کرکے اپنی پالکی مین بٹہایا اور مکان کو واپس بہیجا اور دو تین آدمی حفاظت خانہ کو دروازہ
پر مقرر فرمائے بعد چندے جب کہ عبد العلیخان کی سپاہ قیل و قال کرنے لگی مہابت جنگ کے ارادہ کی خبر
ادہر اودہر مشتہر ہوسے تب تو توہم بیجا سے دوبارہ طلب کرایا آتے ہی خیمہ مین مقید ہوا اور مراد شیر خان
اور مصطفے خان کی لڑکی کی سعی سے حکم قتل ہوا چنانچہ ملازمین غنیم نے حسب الامر عبد العلیخان کو کشتی پر
سوار کراکر دریا پار لیجاکر مستعد بجا آوری ارشاد ہوا عبد العلیخان مع اپنے رفیق حیدر نواز خان
کے مہلت غسل اور دو رکعت نماز کی لیکر مشغول ہوئے تھے کہ حکم ممانعت صادر ہوا اور دونون

آدمیون کو واپس کیا شاہ صادق اس جان بخشی کا ضامن ہوا بدین عہد کہ اگر مہابت جنگ کی لڑائی درپیش ہو عبد العلیخان ہرگز اپنی جگہہ سے جنبش نکریگا اور مصدر فساد و شورش نہوگا سے عہدی نثار خان نے جو برس گذشتہ کو زمیندار سے کاوش کرکے اوسکا اخراج کیا تہا جب خبر ہیبت جنگ کی پہونچی زمیندار برعکس ہوکر خان مذکور پر ہجوم کرا اوٹھا خان مذکور مع چند نفر ہمراہی کے رہتاس پہونچا علی قلیخان قلعدار نے قلعہ مین جگہہ دی مہمان نوازی فرمائی مورخ کا مکان اسطرح پر محفوظ رہا کہ کسی جماعہ دار بہلیہ نے جو اون دنون مین بخشی بہلیہ کے ہمراہ تہا در حرم سرا کا محافظ رہا بعد ازان دوسرے روز بختاور خان جو کہ شمشیر خان کا نہایت مقرب تہا اور مورخ کے والد کا احسانمند اور وہ اس قسم کا احسان تہا کہ کچھ قرض دار تہا والد نے بروقت جانے عظیم آباد سے دس بارہ ہزار کے تمسک پہاڑ ڈالے اور اونکا روپیہ معاف کر دیا تہا اور اسیطرح شیخ محمد صلاح لکہنوی اور کالے خان بلیمن جو ہر ایک زیر احسان تہے محافظت مین ساعی رہتے قبل اس سانحہ کے بختاور خان نے شمشیر خان سے عہد کر لیا تہا کہ سید ہدایت علیخان کی حویلی سے مجہے بخشنا چاہیے اور بروقت تسلط بہی اوسپر غلبہ نکرنا چاہیے ورنہ بندہ تمہارے راز سے دولتخواہان ہیبت جنگ کو آگاہ کر دیگا چونکہ شمشیر خان نے عہد و قسم سے اقرار کر دیا تہا لہذا بختاور خان مع کالیخان اور شیخ محمد صلاح کے رات دن ہمارے دیوان خانہ مین مقیم دربار آتے جاتے تہے اگر کوئی محرک بدی ہوتا اپنے رفقا کو جو دو تین ہزار جرار تہے جمع کر کے مستعد مقابلہ ہوتا اسطرح پردہ مکان محفوظ رہا ہیبت جنگ کی لاش کو سید محمد اصفہانی نے جو کہ میر حیدر علی کوتوال کا سسرا اور مرزا داراب کا داماد تہا میر حیدر علی کے التماس سے اوٹہا لایا اور کسیقدر اوسکی نگر نعش صاحب افسر کی جو پامالی مردم بیہودہ روند سے محفوظ رہے تہے وہ بہی اوٹہا لایا اور وہ کفن کہ کربلا سے آیا تہا اوسی مین دفن کیا چونکہ فی الحال ہیبت جنگ کے مقبرہ کے نام سے محلہ بیگم پورہ منجملات شہر عظیم آباد مین مشہور ہے جب مہابت جنگ کی عرضی کی خبر ملی بیحیائی نے اپنا جلوہ دکہلایا یعنی ہیبت جنگ کی زن و دختر کو مع چہوٹے لڑکے مرزا مہدی کی رتہہ پر بے پردہ و غلاف سوار کرا کر رستہ بازار شہر سے عریان نکالا اور اپنے لشکرگاہ کو لیگیا مورد طعن و لعن ہوا چند روز مین اسقدر دنیا و آخرت کا وبال اپنے سر پر لیا کہ اوسکی لکہنے کی بات بجز کاتبان اعمال کے دوسرے کو نہین قریب چالیس ہزار سوار اور اسی کچہ کم زیادہ جمع ہو کر اور مرہٹہ بہی شریک ہوے عظیم آباد کا توپخانہ زیر تصرف آیا بہمہ اسباب مستعد و مسلح ہو کر عازم حرب مہابت جنگ کا تہا۔

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کی مارے جانیکی خبر سنکر مہابت جنگ کا عزم انتقام و رہنا عظیم آباد مین آکر شمشیر خان اور میر حبیب وغیرہ پر فتحیاب ہونا

جسوقت کہ مہابت جنگ داعیہ حرب اور تنبیہ میر حبیب اور جانوجی وغیرہ مرہٹہ

مرہٹہ پر مرشد آباد سے کوچ فرماکر اوسط فصل زمستان مین واقع امانی گنج خیمہ زن تہا اس حادثہ
ہیبت جنگ کی خبر پہونچی اگرچہ تسلط ہوجانے اس فرقہ قوی جنگ اور مارے جانے فرزند یگرنگ اور
گرفتاری دختر وغیرہ ناموس و ننگ سے نہایت مضطرب ہوا مگر ظاہر استقلال مزاج رکہکر ساری
سرداران سپاہ کو جمع فرمایا اور کہا صاحبون سنگ آمد و سخت آمد ایسا لخت جگر کشتہ ہوا اہل و عیال
دام مخالف مین بستہ ہوے کیونکر دل نہ شکستہ ہو زندگی ناگوار ہے مارنے اور مر جانے پر عہد و قرار
ہے آپ لوگ اپنا ارادہ اظہار کرین کوئی ایسے رفیق غمگسار ہین جو ہمراہی مین عزم پیکار کرین
ہر ایک نے متفق ایک زبان ہوکر عرض کیا بمہ جب بیت کہ لوہے یاد قتلی ہم بندہ بیدام ہین سرکار تمہارے ہمسر اپنے فدا پاون پہ ہر بار
تمہارے ہم اس جواب سے مہابت جنگ نے کہا کہ چونکہ تمہاری رفاقت کا حق برسون سے میرے ذمہ ہے جو میری رفاقت کریگا اوس سے
جان و مال دریغ نہین اور جسے توجہ نہو اوسکا متعرض بھی نہونگا کیونکہ جسوقت خواہان مرگ ہون
مدد کی طلبگاری بھی نہین دو بارا حاضرین نے التماس کیا کہ ہملوگ حق نمک مین اسیر ہین بجز
جانفشانی کے کوئی دوسرا ارادہ نہین تب فرمایا کہ قول و قسم ہو قرآن آیا ہر ایک نے سوگند کہائی
بعد ازان فرمایا کہ تمہاری تنخواہ میرے ذمہ ہے جب کہ تمہین اپنی جان دینے سے دریغ نہین بندہ بھی
زر و مال کے عطا کرنے سے مقصر نہوگا لیکن چاہیے کہ آہستہ آہستہ طلب فرمائی کل سپاہ نے قبول کیا
تب مہابت جنگ زر کی فکر مین ہوا کسیقدر روپیہ شہامت جنگ اور اپنی بی بی اور جگت سیٹھہ وغیرہ
مہاجنون سے قرض لیکر تقسیم تنخواہ فرمائی مگر ہنوز کسیقدر باقی رہگیا کہ فوج مرہٹہ نے حوالی شہر مین پہونچکر شورش
اوٹہائی چونکہ مرہٹہ کی لڑائی یکجائی نہین ہوتی تہی اکثر مارتے کہاتے لڑتے بہڑتے ہین اس وجہ سے عظیم آباد کی
عزیمت سے تردد ہوا آخرکار امانی گنج سے تعاقب شروع کیا اور تا سرانجام سفر عظیم آباد اور درستی اسباب
و سامان کے اوسی جگہہ مقیم ہوا صولت جنگ کو بہگوان گولہ بہیجا کہ وہان سے شہر تک مرہٹہ کا سد راہ ہو
اور رسد وغیرہ پہونچنے کی راستے بند نہونے پاوین تاکہ گرانی نہو اور فرمایا کہ مجہے قوم افغان کی لڑائی اور
عظیم آباد تک رسائی ضرور ہے اور مرہٹہ اس گرد و نواح مین ہنگامہ آرا ہے اسکا تدارک بالفعل مجہسے
ناممکن ہے جو شخص جان چاہے چلا جاے اس کلمات کے سننے سے اصحاب قدرت گنگا پار شمال رویہ جابجا
چلے گئے اور جو محض بے استعداد تہے توکل بخدا اپنے گہرون مین بیٹہے رہے مہابت جنگ نے فراہمی سامان
لائقہ اور تالیف قلوب سپاہ فرماکر اول ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو پندرہ سولہ ہزار سوار اور
قریب آٹہہ ہزار برق انداز کے عز و جلال سے جانب عظیم آباد روانہ ہوا اور امانی گنج سے نہضت کرکے
موضع چہپائی مین جو مرشد آباد سے تین ۳ کوس پر عظیم آباد کی راہ مین تہیرہ منزل کی شہامت جنگ بہادر

اور عطاء اللہ خان بہادر ثابت جنگ کو پانچ چھہ ہزار سپاہ سے مع میر محمد جعفر خان کے متعین مرشد آباد کیا اور اس کا سبب یہ ہی کہ مدت دراز سے بخشیگری میر مذکور کو مفوض تہی بموجب استدعاے شہامت جنگ کے اسی وقت مین قبل اس سانحہ کے بپاس خاطر نور اللہ بیگ خان کے تغیر سے بخشی گری کی خدمت پر مقرر ہوا تہا اور چونکہ یہ خیال تہا کہ مرہٹہ بروقت کوچ کے چارون طرف سے محاصرہ کر کے رسد وغیرہ کا پہونچنا بند کرینگے اور عسرت معاش لشکریونکی ہوگی حکم ہوا کہ اجناس غلہ کو کشتیون پر بار کر دیا کرین بہرحال انتظام دلخواہ کر کے موضع چہپائی سے نہضت فرمائی اور دفع دشمنون مین کمر ہمت چست باندہی مرہٹہ اُسکی عزم کرنیکی بعد راہ معروف چہوڑ کر اور مرشد آباد سے ہاتہہ اوٹہا کر براہ جنگل افاغنہ کی مدد اور کمک کو اقلیم آباد کی طرف روانہ ہوئے —

معین الدولہ سیف خان کا بہیجنا شیخ دین محمد اپنے جماعہ دار کو مہابت جنگ کے مدد پر

سیف خان فوجدار پورنیہ نے اپنے جماعہ دار شیخ دین محمد پسر شیخ مجاہد کو مع ڈیڑہ ہزار سوار کے برسم اعانت روانہ کیا اور خود بعذر بیماری مقصر ہوا شیخ دین محمد نے کندمہ کولہ سے گنگا اوترکر جب کہ مہابت جنگ مونگیر پہونچا چند روز مقیم ہوکر وارد سلطان گنج ہوا اور مرہٹہ نے اسکی خبر سُنکر مہابت جنگ کی اطراف سے کوچ کر کے شیخ مذکور کو مع اُسکے ہمراہیونکے گہیر لیا تمام روز باہم جنگ وجدال رہی اُسنے کسی مستعجلی کے ہاتہہ مہابت جنگ کو اطلاع دی مہابت جنگ نے اگرچہ بہیجنا فوج کا دور از صلاح اپنی سے نہین دیکہا لیکن چار ناچار عمر خان کے لڑکے کو مع دیگر اشخاص کی مدد پر بہیجا ہنوز یہ لوگ نہ پہونچے تھے کہ رات نمود ہوئی مرہٹہ اپنے مسکن کو واپس ہوئے اور شیخ دین محمد نے فرصت پاکر وقت شب کوچ کر دیا صبح ہوتے لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق مہابت جنگ کی خیمہ گاہ مین پہونچکر شرف ملازمت سے معزز وممتاز ہوا اظہار حالات مین عرض کیا کہ جسقدر باروت سیف خان نے دی تہی اوسکی اوس آدہی دیر مین ڈہوئین اوڑ گئے اب سرکار سے امیدوار عطا ہون مہابت جنگ نے صرف باروت مین نہایت استعجاب کیا کہ کیونکر خرچ ہو گئی وہ کہتا تہا کہ صبح سے شام تک آگ برسانی پڑی خیر کسیقدر باروت عنایت فرمائی تعجب ہی کہ ایسے امیر نے اسوقت مین باوجود سماجت عطاے باروت مین کسقدر تامل کیا — فاعتبروا یا اولی الابصار — اسی سفر مین دوست بیگ بدخشی جو کہ سرکاری جماعہ دار نہین تہا کسی کو گرفتار کر کے حاضر لایا بعد استفسار دریافت ہوا کہ عطاء اللہ خان کی خطوط شمشیر خان

اور سردار خان کی نام مشتمل استدعای موافقت اور ترغیب اخلاص کی اسنکے ساتہ ہین جب مہابت جنگ بہاگلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کی جنگل سے نکلکر نالہ چہپا نگر مین کسیقدر فوج کی ساتہ سے کٹر کر اور بعض مردم بیگناہ کو رنج پہونچا کر بعجلت و فرار رہوا جب مہابت جنگ کی فوج مونگیر پہونچی راجہ سندر سنگہ زمیدار تکاری جو مہابت جنگ کا پرورده تہا مع کامگار خان میئن میدان ترہٹ کی ملازمت مین پہونچکر مورد عنایت ہوا اور انہین دنون پہنچکر نزدیک بندہ العلما اسوۃ الفقہا کاشف علوم خفی و جلی مولانا میر محمد علی ادام اللہ ظلالہ فضالہ پہونچکر ملاقی ہوا کسیقدر احوال انکا مہابت جنگ کے پایان سلسلہ مین تحریر ہوگا اور خادم حسن خان بہی جو کہ مہدی نثار خان کی رفاقت سے علیحدہ ہوکر عظیم آباد کو آتا تہا پہلواڑی مین پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کی مرنے کا حال سنا مگر چند وجوہات سے باہر نہ نکل سکا شمشیر خان کی ہمراہ ہوکر منتظر فرصت تہا جب مہابت جنگ کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر اغاغنہ سے بہاگ کر مونگیر مین آستانہ بوس ملازمت ہوا اور اسمعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تہا معزول رہوکر مہابت جنگ کی خدمتمین آیا مگر نظر سے گر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کی باغ سے کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سے ملاقات ہونا باہمدگر مہابت جنگ کا عزم جزم کرنا

اودہر شمشیر خان اور سردار خان مع لشکر فراہم آمده پچاس ہزار سوار سے برہنونی او باغلط کار کی باغ جعفر خان کی سمت سے قصبہ بارہ کے طرف کوچ کنان ہوئی ادہر سے مہابت جنگ نے بعد چند قیام کے کوچ مونگیر سے مستظہر بنا بر آرام سپاہ لایق کی بتائید ربانی اور بلند کرنی اعلام ظفر ارتسام سے کوچ فرمایا اسی اثنا مین میر حبیب مع جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کی عظیم آباد کے جوار مین پہونچا اور اپنے پہونچنے سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور پٹہان لوگ جو اول مرتبہ کی تحریک سے عازم ہوئے تہے بقصد ملاقات مرہٹہ کے لشکر مین آئے اور میر حبیب نے جسکے مزاج مین فتنہ و فساد مخمر تہا اور بنگالہ اور مہابت جنگ کی تخریب مین ساعی تہا سردار خان اور شمشیر خان کو بعطای خلعت سرفراز فرمایا اور اپنے زعم مین صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرماکر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب اور مرزا محمد صالح اور موہن سنگہ وغیرہ چند آدمیونکو بتقریب ضیافت طلب فرمایا اور بعد رسم مہمانی کے جو خیمہ کہ اُنکے آسایش اور خوابگاہ کو استادہ کیا تہا بٹہلا کر اپنے مقامات کو چلے گئے اور کسیقدر جماعہ افغان کو بہیجا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کی گرد رہین اور کہا کہ جب مشار الیہ اپنے لشکر کا

قصد کرے مانع ہوکر کہتا کہ ہمنے بموجب کہنے آپ کے نوکری کی اور زین الدین احمد خان کو درمیان سے اوٹہا دیا پچاس ہزار سوار اور پیادہ نوکر ہوکر مہابت جنگ کی لڑائی کے امیدوار ہین پس اس صورتمین مبلغ تیس ۳۰ چالیس ۴۰ لاکھ روپیہ کہ آجتلک کی تنخواہ ہوئی اوسکی تدبیر کرنا چاہیے تب تشریف لیجائیگا قضارا یہ بھید کہل گیا میرزا محمد صالح کو معلوم ہوا نامبردہ نے براہ تدبیر چند سواران مرہٹہ کو تعلیم کردی کہ تم لشکر کے باہر سے گستعنان سرگرم فغان داخل لشکر شمشیر خان ہوکر خبر دو کہ مہابت جنگ آپہونچا اونہون نے بطور معہود پہونچکر مہابت جنگ کے پہونچنے کی خبر پہونچائی میر حبیب وغیرہ نے سراسیمہ ہوکر اپنے لشکر جانے کو عزم کیا اسی اثنا مین شمشیر خان اور سردار خان افغان نے پہونچکر اظہار مدد کیا میر حبیب نے جواب دیا کہ بالفعل توقف کرنا اور اس گفتگو مین آنا برخلاف مصلحت ہے اور اسقدر مبلغ کا سرانجام آہستگی سے ہوگا حالانکہ لڑائی کی فکر کرنا ضرور ہے خلاصہ یہ کہ بعد گفتگوے بسیار کے میر حبیب نے دو لاکھ روپیہ جو کہ ابتدا مین وعدہ تہا قبول کرکے مہاجن کی ضامنی دلوادی اور وہ متعہد ہوا اس تدبیر سے میرزا صالح نے بھی اپنے تئین مع میر حبیب کے اوس ورطہ ہولناک سے بچاکر اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی دوسرے روز لشکر طرفین کا مقابلہ ہوا دو جانب سے تین چار کوس کا فاصلہ تہا۔

مہابت جنگ کا شمشیر خان اور سردار خان اور میر حبیب وغیرہ مرہٹہ سے لڑکر فتحیاب ہونا

نواب شجاع الملک حسام الدولہ محمد علی وردیخان بہادر مہابت جنگ جو کہ اپنے عہد مین قواعد جنگ آزمائی سے بخوبی آگاہ اور سواے آصفجاہ کے دوسرا اپنا ہمسر نہ کہتا تہا البتہ دریای گنگ کو چہوڑنا مناسب نہ سمجہا جب قصبہ بارہ ہانی سے برآمد ہوا گنگا کا سوتا اسطرف کو چہوڑکر اوس کنارہ پر روان ہوے تو اوسکے جزیرہ مین مردم شمشیر خان نے اوس معبر کو محکم کرکے توپین لگادین کہ وہان سے عبور دشوار تہا مہابت جنگ نے معبر مذکور کو چہوڑکر دو میل کے فاصلہ پر کسی زمیدار کی رہنمائی سے مغرب طرف جاکر عبور کیا اور شمشیر خان کے آدمی اس عبور سے کہ حالت بے خبری مین عبور ہوا تہا نہایت سراسیمہ ہوے اور بنہایت اضطراب سے توپ وغیرہ سامان جنگ چہوڑکر باہر بہاگے یہ اول شکست تہی جو شمشیر خان وغیرہ کو نصیب ہوئی اس منزل مین مہابت جنگ نے بخیال

شب خون اور حیلہ انگیزی افغان کی سپاہ اندرونی کو فریب دیکے خود خیمہ گاہ سی باہر نکل گیا
اور توپخانہ کلان کے نزدیک کہ جمع فوج سی بیشتر اور مردم مخالف سی کم عرصہ مین تہا شب
بسر کی جب صبح اقبال نی جلوہ فروشی کی اول روز مکتوبہ ادا کرکی درگاہ قادر قدیر سے التجا کی
قبولیت فرمائی اور خاک تربت شہدا علیہم السلام. جو ہمیشہ ایسے مقامات پر ہمراہ رکہتا تہا نکال کرا پنی
پیشانی پر لگائی اور نہایت گریہ وزاری کرکے اپنی ہاتہی پر سوار ہوکر سرائے رانی پر جو قصبہ
باڑہ کی غربی طرف دریاے گنگا پر واقع ہی فوج آراستہ فرمائی بہادر علیخان کو توپخانہ جنسی
تک کل فوج سی بیشتر بہیجا اور حیدر قلیخان بہادر کو توپخانہ دستی کی ہمراہ بہادر علیخان کی عقب
مین اور اُنکے پشت پر رحم خان اور میر محمد کاظم خان ہراول مقرر ہوے اور یمین کی طرف
جدہر دریا تہا فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان اور شیخ جہان یار کو مقرر فرمایا اور
طرف چپ جدہر مرہٹہ تہی نواب صولت جنگ اور محمد الہ یار خان بہادر اور محمد ایرج خان بہادر
اور راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور کامگار خان اور چند سردار دیگر مقرر ہوے اور عمر خان
کو مع فیل نشان اور اوسکے لڑکون کو یعنی اصالت خان و دلیر خان و احمد خان و محمد خان سے
اپنے روبرو نگاہ رکہا اور ساقہ لشکر مین شیخ دین محمد کو چند جماعہ دارون سی تعین کیا خود قلب
لشکر مین آیا ادہر شمشیر خان اور سردار خان نی بہی تیس ۳۰ چالیس ہزار سوار افغان اور بخشی بہیلیہ کے
پیادون سے صف آرائی کی دست چپ کی طرف جدہر گنگا روان تہی حیات خان افغان کو مع
چند ضرب توپ کلان کی اوس طرف سے پار کرکے مقرر کیا کہ نواب مہابت جنگ کی دست راست
سے بدلجمعی تمام گولہ افگنی کرے اور خود میدان دریا سے دور تک صف آرا ہوکر مستعد مقابلہ ہوا
مرہٹہ دست چپ اور عقب لشکر سے نمایان ہوکر ایکساعت کی بعد حملہ آور ہوی بحسب ظاہر
نواب مہابت جنگ کو چارون طرف سے گہیر لیا حق تو یہ ہی کہ اس معرکہ مین اس امیر صاحب تدبیر نے
وہ استقلال کیا کہ شاید دوسرے سی ایسے مقام پر کم ملاحظہ ہوا ہو۔ القصہ جب توپ اندازی
طرفین سے شروع ہوئی چونکہ فتح وفیروزی تو بارگاہ ازلی سی مہابت جنگ کے نصیب مین تہی اول
حملہ مین گولہ کے صدمہ سی سردار خان کا سر اوڑ گیا اسکے مرنے سی جو کہ نصف حصہ فوج کا مالک تہا
پشت لشکر شکست ہوئی اور سردار خان کی ہمراہی سراسیمہ ہوگئی اس گہبراہٹ کی معاینہ سی اکثر نوجوان
نثار تہور و دلیری سی بدمست ہوکر مہابت جنگ کے پاس آکر التماس یورش کرتے تہی وہ جواب
دیتا تہا کہ تہوڑی دیر برق اندازی کا تماشا کرو بعد ازان انشاء اللہ المستعان حملہ کیا جاویگا اسی ضمن مین

حیدر علیخان بہادر نے پیشقدمی کرکے پیادہ ہاے برق اندازان کی دلدہی و خاطر داری شروع کی
اور اوس جماعہ مدبر پر ایک ایسی باڑہ ماری کہ صبح روشن مانند شام تیرہ و تار ہوگئی جب میدان
کارزار مانند حوصلہ مخالف کے فوج غنیم پر تنگ ہوا شیخ جہان یار اور فقیر اسد بیگ خان کو حکم فرمایا
کہ حملہ آور ہون مگر اسکا عمل در آمد نہوا اسی اثنا مین مرہٹہ اور میر حبیب مع فوج ہمراہی افاغنہ کے
بطرف چپ خصوص ساقہ لشکر پر اکٹھے ہوکر آگرے سراج الدولہ نے جسکا فیل سواری نواب کے
فیل خاصہ سے ملحق تھا عرض کیا کہ غنیم نے یورش کرکے نزدیک آدبایا اوسکا تدارک قرار واقعی کرنا
مناسب و بر ضرور ہی نواب معظم نے بڑے غیظ سے فرمایا کہ غنیم اور حریف ہمارا پیش نظر ہی مرہٹہ سے
کیا پروا بعون اللہ تعالی تدارک معقول ہوتا ہی اور کچہ التفات مرہٹہ کی شور و غوغا پر نہ فرمایا دوبارہ
تاکید یورش کی فقیر اسد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو تاکید فرمائی اسوقتین چند سوار رحم خان اور
دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور حیدر علیخان کے جو کہ ہراول تھے پہونچکر عرض کنان ہوے
کہ الحال مصلحت حملہ کرنے مین ہی ہم لوگ یورش کرتے ہین حضور بھی مددیر متوجہ ہون مہابت جنگ
نے فرمایا آفرین اور صد آفرین نصرت آلہی کی مدد پر حملہ کرو اور مجھے بھی پہونچا ہی سمجھو جب وہ معاود
ہوئے مہابت جنگ نے تیر و کمان قبضہ مین لیکر اور تیر کو ترکش سے نکالکر دست نیاز درگاہ رب العزت
مین واسطے دعا کے اٹھایا اور عرض کنان ہوا اور کہا کہ تعز من تشاء و تذل من تشاء تو جسکو چاہتا ہی عزت دیتا ہی اور جسکو
چاہتا ہے ذلت دیتا ہی پس یہ فقیر عرض کنان ہی کہ دشمنوں بد اندیش سے یہ صورت ظفر یابی ظہور
مین آئی بعد ان کلمات کے نصرت ظفر دشمن پر کمر ہمت درازی کی مخالفین زاغ منش کو جڑسے
اکھاڑ دے یہ کہکر بہادران لشکر سے فرمایا کہ لوگو میدان رزم ننگ و نام کا موقع ناموری کا
ہنگامہ ہی جسے خون مین نہانا ہو ہماری آشنائی کرے دریاے نامداری سے بیڑا پار لگا سے
یہ کہکر تیر کمان مین رکھا شست و نشست درست کی شادمان شادمان فتح کی نوبت بجوائی جسوقت
آواز فتح یابی بلند ہوئی خلجان ہو کر فیل سواری جانب دشمن روان فرمایا فوج ہراول
بھی اپنے مالک سے شہ پاکر بساط اقامت سے دشمنوں پر متوجہ ہوئی مہابت جنگ بھی
اونکے ہمعنان پہونچا اس گرم بازاری مین دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان جو باہم ایک
فیل پر سوار تھے دعواے سبقت کرکے جویای نام و نشان ہوے بازار گیر و دار گرم ہوئی
ہر ایک اپنے اپنے مقابل سے جان بہرا خون کی ندی سے نکلی مار دہاڑ سے مہلت نہ دی میر محمد
کاظم خان اور دوست محمد خان نے اپنا ہاتھی بڑہا کر مراد شیر خان کے ہاتھی کے برابر

جا پہونچا سید محمد کاظم خان نی چاہا کہ اوسکے تختۂ ہودج کو پکڑ کر اوسکے ہاتھی پر کود جاے مراد شیر خان اگرچہ زخم کہائے ہوئے تہا لیکن تیغہ کار دا افغانی ایسا مارا کہ سید کاظم خان کی بعض اونگلیان کٹ گئین قبضہ سے تختۂ ہودج نکل گیا دوست محمد خان کود کر اوسکے ہاتھی پر جا پہونچا اور ہاتی پر چڑہ بیٹہا اور سید محمد کاظم خان بہی اوسی جانب اوسی حالت مین کود کر جا پہونچا اور دوست محمد خان کی اعانت کی باہم متفق ہوکر اوسکا سر اوڑا دیا لیکن اوس دار وگیر مین شمشیر خان نہ معلوم کس طرح سے ہاتہی سے زمین پر آیا اور حبیب بیگ یکہ جو سرکار مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خان پسر عمر خان کے مصاحبت مین تہا اوسکا سر کاٹ لایا اور مہابت جنگ کے ہاتی کے زیر پا پہونچایا اور بعد اس فتح و نصرت کے شکر گذاری رب قدیر فرمائی نئے سرے سے شادیانہ فتح بجایا فوج مرہٹہ کہ یسار کے طرف امیدوار فتح وظفر تہی کمال اضطراب و پریشانی مین فرار ہوئی اور مہابت جنگ نے فتح و فیروزی کے ساتہ اونکی پیشگاہ مین اپنا آرامگاہ بنایا۔

ذکر آمنہ بیگم دختر مہابت جنگ کی ملاقات ہونے کا مع اولاد اور پدر والا گہر کے اور باہمدگر کے معاملات

آمنہ بیگم لڑکی مہابت جنگ کی اور بی بی زین الدین احمد خان کی جو مع دختر اور پسر اپنے کے کہ میرزا مہدی نام تہا نہایت ذلت و رسوائی مین اسیر افغان تہی حاضر ہوکر مشرف ملازمت مہابت جنگ اپنے باپ کے ہوئی دونوطرف خوشیان ہوئین شکر گذاری مالک الملک اداکین اس نوید سے شہر عظیم آباد کے خورد و کلان کو خوشیان ہوئین ہر ایک دیدار فیض آثار سے کامیاب ہوا ہر طرف بہجت و انبساط کی شادیانی بجنے لگے دو ایک مقام کے بعد طے مراحل فرماکر عظیم آباد مین وارد ہوئے اور منتظران دولت دیدار کو لقاے جمال بیمثال سے فارغ البال و خوشحال کیا نذرین ادا ہونے لگین سادات مومنین اور فقرا و مساکین کو زر بیشمار سے مالامال کردیا اور شہامت جنگ بہادر کو مہابت جنگ نے لکہا کہ الحمد للہ فتح و ظفر بتوفیق داور داور میسر ہوئی جو کچہ کہ نذور اور صدقات واسطے مردم مرشد آباد کے مقرر ہونی چاہئین ارباب استحقاق کو دیدو اور دلجوئی ضعفا و اقربا کو کہ جور افاغنہ سے احوال ان سب کا یکسان تہا پیش نہاد خاطر عنایت ذخایر اپنے کا کرکے مومیائی الطاف سے تدارک شکستہ حالون اس

بلدہ کا فرمایا۔

شمشیر خان کی عیال و اطفال کو طلب کر کے مشمول نوازش فرمانا

چند معتمد لوگ واسطے ضبطی مال اور اسباب شمشیر خان وغیرہ سرکشون سکے دربھنگا کو جو اونکا وطن تھا بھیجے گئے زمیدار بیتیائی جسکے حمایت مین متمردان مذکور کے عیال و اطفال تھے عرض کیا کہ جماعہ مذکور فدوی سے امان خواہ ہین اگر مطلق العنان فرمائے جاوین تین لاکھ روپیہ نذرانہ حاضر حضور کرون یہ التماس منظور نہوا بعض دولت خواہون کو حکم تعاقب صادر ہوا اور خود بھی بنا بر مزید تاکید تا کہ زمیدار مذکور کچھ حیلہ نکرسکے متعاقب عبور گنگا کر کے شکار کی بہانہ سے دو تین منزل چلا اور صولت جنگ بہادر سہام الدولہ کو شہر مین نایب مقرر کیا جب زوجہ اور لڑکیان شمشیر خان کی زمیدار مذکور نے مہابت جنگ کی عملہ کو تفویض کین حکم محکم صادر ہوا کہ پردہ مین پہنچاوین اور کسی طرح کی تکلیف و ایذا نہ پہونچاوین اور بعد گذرنے شہر کے مغربی دروازہ سے دولت سرا مین داخل کرین اور حرم سرا مین بجای لایق ٹھہرائین حسب الحکم تعمیل ہوئی سراج الدولہ کو بھی جو بمنزلہ جان و جگر تھا حکم ہوا کہ بدون پردہ کرانے اول اور خبر کرانے کی اندر نجاوے اور ہر قسم کے فواکہ اور خوردنی جو خود کھاتا تھا اول ونکے واسطے بھیجتا تھا اور بر وقت ضرورت بی بی کی خطاب سے گفتگو کرتا تھا یہ بھی عقل و جہل کے کارخانے ہین سردار خان وغیرہ کورنمکون نے آقاے نعمت کی ناموس کی خدمت مین بے لطفی خرچ فرمایا اور مہابت جنگ نے یہ خلق و عنایت فرمائی چنانچہ اکثر فرماتا تھا کہ مجھے دشمنون کی ناموس و ننگ کی پردہ دری سے کچھ غرض نہین ہے یہ حرکت فقط اسیواسطے کی گئی تا کہ شمشیر خان سکے اون حقوق رفاقت سے ادا ہون جو اونسے میرے عیال و اطفال سکے ساتھ نہایت ذلت و رسوائی کی ہو حال آنکہ ہیبت جنگ نے کچھ بدی اوسکے ساتھ نہین کی تھی اور نہ اسنے کبھی کچھ خیال کیا اور علاوہ برین اگر عداوت تھی تو ہیبت جنگ کو مار ہی ڈالا تھا عورتون سے کیا جھگڑا تھا کہ اونکی رسوائی کا خواہان ہوا۔ القصہ چند روز کے بعد شاہ محمد آفاق نام کسی افغان سے جو قاسم سلیمانی کے اولاد مین تھا شمشیر خان کی لڑکی سے شادی کر دی اور اونکے وجہ معاش کو چند موضع جاگیر مقرر کر دئے اور اون کو وطن اصلی دربھنگا جانے کی

اجازت دی مخفی نرہی کہ قاسم سلیمانی افغانی تہا درویشی مین مشہور جہانگیر کے عہد مین بنابر کثرت اتباع کے مقید ہوکر قلعہ جنارہ مین محبوس ہوا جب وہ مرگیا آبادی مذکور کے غربی طرف مدفون کیا گیا اونکے مریدون نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کردی اوسوقتین نہایت پر رونق تہا اب بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسلیکے بے رونق ہوگیا افاغنہ نے بہی طاقت اونہا نے مصارف مین نقصان دیکہا در پے بربادی ہوئی تو دوسرون سی کیا ہو

پہونچانا مہابت جنگ کا میر حبیب کے عیال کو اوسکے پاس اور دیگر کوائف

انہین دنونمین شہامت جنگ کو لکہا کہ میر حبیب کے اطفال کو جوکہ ابتداے مقابلہ مرہٹہ سی مرشدآباد مین محفوظ تہے سواری وغیرہ خرچ راہ دیکر ہمراہ آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس روانہ کرے اسیسی اثنا مین محمد شاہ بادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تہی چالیس پچاس روز گنگا کے اوس پار مقیم رہا اور سراج الدولہ جو شہر مین رہگیا تہا صولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند جو اوسکو لائق نتہین ظاہر کین اور یہ اول اوسکے اقتدار کا اظہار ہوا القصہ بعد سیر شکار کے آخر رجب کو معاودت ہوکر داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوسوقتین ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا تفصیل اوسکی یہ ہی کہ جسوقت میر علی محمد عالی مقام کو مقام پورنیا مین جمع رہوا اسیقدر تعارف سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تہا فخر الدین حسین خان برادر کا سیف خان کا جو نواب بہادر کے نام سے معروف تہا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی بلفوف مہابت جنگ کو لکہہ بہیجی اور میر مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع ندی یہ لکہا تہا کہ عرضی خلوت مین مہابت جنگ کے نظر سے پیش کر دیجیئے ان بے عقلون نے عصر کیوقت مہابت جنگ کے پاس جاکر اول اپنا خط دکہلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑہکر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جیسا فرمائیگا تعمیل ہوگی میر مذکور کو مضمون محررہ سے اطلاع نتہی متحیر ہوکر کہا مجہے خبر نہین کہ عرضی مین کیا تحریر ہی مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کردی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع پائی کہ اوس نالایق نے لکہا ہی کہ اگر کچہہ بہی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کرون یا حضور مین مقید روانہ کرون اسی زمانہ مین سراج الدولہ ناوان نے آقاء عظیما سی جو مرد معمولی تہا کاوش بیجا شروع کی علت اسکی یہ ہوئی کہ سردار خان حسب سابق ذکر زمانہ نوکری سیف خان سی ہمراہ آقا ی مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تہا رکہتا تہا اور سلوک مناسبہ سی پیش آتا

اور بعض مردم عظیم آباد نے کے استخلاص مین ساعی تہا محض بدگمانی کی آنٹھ لاکھ روپیہ امانت سردار خان کے بابت دعویٰ کیا اور اسپنے باپ زین الدین احمد خان کے قتل کا شہرہ بصلاح آقاے مذکور کے تشہیر کردیا مہابت جنگ بھی اس خصوص مین آقاے مذکور سے بدگمان ہوکر درپے امزار ہوا آخر کو میر محمد علی کی سعی و توجہ سے مخلصی پاکر صولت جنگ کی رفاقت مین گیا

آزردہ ہونا صولت جنگ کا اپنے چچا مہابت جنگ سے اور ہونا کدورت بے پایان کا درمیان مہابت جنگ اور عبد العلیخان کے

نواب صولت جنگ بہادر نے عظیم آباد کی صوبہ داری کی توقع پر جو شروع جنگ افغانان مین وعدہ کیا گیا تہا اور مشہور تہا اکثر عزیزون کو مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا کو جو بعد فتح مہابت جنگ کے رہتاس سے آیا تہا اور برادر مورخ نقی علیخان اور خادم حسن خان اور عزت علیخان وغیرہ کو جو کہ اکثر ہیبت جنگ کے رفقا مین تہے اپنا رفیق بنایا لیکن زوجہ مہابت جنگ اس فکر مین پڑی کہ صوبہ عظیم آباد بہت عمدہ صوبہ ہے اور فوج کا گذر اور بنگالہ مین پہونچنا بدون مرضی وہان کے ناظم کے دشوار اور شہامت جنگ فہم و ادراک و تمیز و شعور سرداری سے بالکل معرا ہے اور بعد مہابت جنگ کے ضرور دشمن اوسکی لڑکیون اور نواسہ سراج الدولہ اور صولت جنگ کا ہوگا پس سعی کرنا چاہیے کہ عظیم آباد کی نیابت کسی اپنے متوسل کو ملے پس اس مقدمہ کو صولت جنگ کی برائی اور اپنے حسن فہمید کو مہابت جنگ کے خاطر نشین کیا اور اپنے نواسہ سراج الدولہ کی تعلیم کی کہ علانیہ کلمات ایکدن دیکہکر سب لوگونسے کہو کہ اگر صوبہ بہار صولت جنگ کو سپرد ہوا بندہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیگا کیونکہ یہ صوبہ میرے باپ کا ہے میراث مجہکو پانا چاہیے۔ مہابت جنگ نے جب ایسے کلمات سنے اور نیز سراج الدولہ کی خاطر داری بدرجہ غایت منظور تھی اور اپنی بی بی کا بھی کہنا تنگ معلوم ہوا ایسے مناسب ہوا کہ باپ کی میراث سراج الدولہ کو ملی صولت جنگ اس واقعہ سے خاموش ہوکر آزردہ ہوا دار الخلافۃ شاہجہان آباد کو عازم ہوا دریا کے آمد و رفت مین مجہولی کی مہابت جنگ نے بذریعہ خطوط کے دلجوئی شروع کی بعد چند در چند عرایض کے صولت جنگ نے ایک عرضی مین لکہا کہ یعنی اس خصوص مقدمہ مین قسم کہائی ہے کہ اگر ایسا نہو شاہجہان آباد ضرور جاؤنگا مہابت جنگ نے در جواب بدستخط خاص تحریر فرمایا اور یہ فقرہ لکہا کہ کفارہ یمین سہل است و ترک رفاقت عم خود جاہل اور متعاقب ارسال

اس رقعہ کی خود اوسکے گہر مین جاکر دلجوئی کی اور درضمن گفتگو فرمایا کہ فرط محبت بار بار لجاجت کراتی ہے ورنہ جانتے ہو کہ ایکمرتبہ بندہ عذر کرتا ہی اور مخالف کی دلجوئی اگر مانا بہتر اور اگر نسنا دوبارہ گفتگو نہین کرتا مگر بزبان شمشیر ۔ تمہین اگر کوئی عرض ... دستے ہو ظاہر کرو تاکہ بر طبق اسکی تعمیل ہو اگر ... بزرگونکو حلیم بیگ وغیرہ حاضرین کے توسل سی عرض کرو پس زیادہ طرفین کو رنج کہانا ضرور نہین صولت جنگ نے فحوائے گفتگو ... کرکے ہمنشینون کی وساطت سی مقصد اپنا ظاہر کیا اور مہابت جنگ نے بعض وجوہ مداخل اوسکے مصارف کیواسطے اضافہ ... اوسکی آشفتگی کی تسلی فرمائی اور عبد العلیخان بہادر مورخ کی خالو کی صحبت جو مہابت جنگ کی رفاقت مین تہا اوسکی بی بی کی حماقت سی ناچاق ہوئی مقدمہ یہانتک طول ہوا کہ گمان جان ہوا کیونکہ بعض پریشان گفتگو اوسکی بی بی کی مشعر جانب ناموس مہابت جنگ کی ہوئی مگر مہابت جنگ وہی شفقت کرتا رہا اور قتل سی درگذر کرتا رہا یہانتک اپنے ملک محروسہ سے بدر کیا عبد العلیخان ناحق کو اپنی بی بی کی حماقت اور لجاجت سے لاعلاج چار ناچار شاہجہان آباد کو چلا اور ذکر اسکا آگی موقع پر آئیگا —

زن بدجو مرد نیک کے گہر + اسی عالم مین ہووے اوسکو سقر

تفویض ہونا صوبہ عظیم آباد کا سراج الدولہ کو اور راجہ جانکی رام کو نیابت اور معاودت کرنا مہابت جنگ کا جانب مرشد آباد

چونکہ ایام برسات قریب تہی مہابت جنگ نے بنا بر انتظام صوبہ کی رہنا اپنا اختیار کرکے زوجہ سراج الدولہ کو مع راجہ جانکی رام کے بقصد دینے نیابت عظیم آباد کے مرشد آباد سی طلب فرمایا اور بعد پہونچنے کی صوبہ داری عظیم آباد کا خلعت سراج الدولہ کو اور نیابت کا خلعت راجہ جانکی رام کو مع نوبت اور پالکی جہالردار کے عنایت فرماکر بپاس خاطر صولت جنگ کی جانکی رام کو صدر الحق خان کے ہمراہ اوسکی خدمتمین بہیجا تاکہ اداب خدمات مذکورہ کی تقدیم کرے صولت جنگ کو اگرچہ کمال ملال ہوا تہا لیکن ظاہر مین بنا بر ادب اپنے چچا کی مہربانی فرماکر بقاعدہ ہندوستان پان عنایت فرمایا بعد انقضاے برسات کی جانکی رام کو کار امور پر چہوڑ کر اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کو ہمراہ لیکر آخر ذی القعدہ کو نہضت فرماکر مرشد آباد کو عازم ہوا چونکہ سابق سی عطا اللہ خان کی طرف طبیعت تہی اور اب جو اوسکے خطوط مع حامل خط کی پکڑے گئی زیادہ تر مظنہ بدخواہی کا ہو گیا ہرچند مستحق سزا تہا مگر بنظر خویش اور نیز پاس خاطر اوسکی بی بی کے انتقام سی گذر کر شامت ... کو نام علم ...

فرمایا کہ عطاء اللہ خان کو بدون اخذ زر و زجر و تعدی کے جلد بنگالہ سے خارج کرے کہ تا ہو کیجی خود بدولت
کے نمانند کو مرشدآباد سے نکل گیا ہو شہامت جنگ بعد صدور اس حکم کے عطاء اللہ خان سے سختی
برآمد ہوا اور نمانند کو ناچار اور امید شکستہ ہو کر جو کہ میر علی اصغر کے جھوٹھون وعدہ پر ہیچ پوچ
معتقد تھا امیدوار حصول ریاست بنگالہ ہوا تمام عیال و اطفال اور دیگر اسباب قیمتی اور ساڑھے لاکھ
روپیہ نقد اور ... جو باقی تھے اور زر و جواہر نفیسہ کے مرشدآباد سے نکلا اور گنگا پار ہو کر حوالی مالدہ
میں میر ضیاء اللہ کی حویلی میں جو موہن پور میں واقع تھی واسطے تیاری سامان سفر کے جا ٹھہرا اور
مہابت جنگ نے سراے محل اکبر نگر میں رسوم جشن عید الضحی کر کے بسواری کشتی روانہ مرشدآباد
ہوا اور راہ مذکور کی اوسے دین بھگوان گولہ پہونچا اور شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ اعزہ
شہر کے ملاقات سے جو بہ رسم استقبال پیشتر چلے تھے مسرور الوقت ہوا اور وہان سے بسواری
فیل جبلی کی راہ ہو کر بڑے شان و شوکت آن بان سے داخل دولت سرا ہوا اور فتح یابی
کی حامد و میں سنہ سے شکرانہ خداوند حقیقی بجا لایا اور صدقات وغیرہ سادات اور دیگر مومنین
کو عطا فرمایا اس سفر میں بعضے عزیز جو عظیم آباد میں رکھے تھے مانند اسوۃ العلما و قدوۃ الفقہا
... و الفاخر کاشف الحقایق ... الملی سید الافاضل میر محمد علی ادام اللہ ظلہ اور خان
جلیل القدر عالیشان انسان العین ... الانسان زاید حسین خان مولوی محمد نصیر مرحوم رحمہما اللہ
العلی الکبیر اور خان ذوی الکرام و الاحسان ... مرحوم بن حاجی عبد اللہ خطاط مشہور جو موسیہ
... کا دیوان محمد ... کے عہد میں تھا اور خان والا دودمان مردمک دیدہ مروت
... فیض ... علی ابراہیم خان بہادر پور مولوی مرحوم ہمشیرہ زادہ
زاید حسین خان مغفور اور حاجی محمد خان کشمیری ہمراہ مہابت جنگ کے مرشدآباد آئی اور
صولت جنگ نے چند روز کوچ ... سے عظیم آباد سے مرشدآباد کی راہ لی۔

مورخ کا شاہجہان آباد سے معاودت ہونا اور رفاقت صولت جنگ کا میسر آنا اور اوسکے ہمراہ مرشدآباد آنا

مورخ بھی اسی عرصہ میں جب کہ مہابت جنگ عظیم آباد سے نکلا اور صولت جنگ عازم تھا شاہجہان آباد
سے بادراک آرزو سے ملاقات والدہ ماجدہ اور برادران اور خالو اور چچا اور احباب وغیرہ کہ
حادثہ شمشیر خان اور کشتہ ہونے ہیبت جنگ کے جنکی زیست کی امید واقعہ مذکورہ میں نہ رہی
تھی اور ... سنا معاودت کر کے عظیم آباد آیا اثنا سے راہ میں مابین

لکھنؤ اور فیض آباد کے عبدالعلیخان اپنے خالو سے ملاقی ہوا اور سبب برہمی مہابت جنگ اور اختیار کرنے سفر کا دریافت کیا فرمایا کہ بسبب جہالت اور نادانی زوجہ کے یہہ تفرقہ پڑا نوبت توجان تک پہونچی تھی مگر چونکہ ہنوز کسیقدر زمانہ معہود مین توقف تھا زندہ رہکر بلاے غربت مین مقید ہوا حالا شاہجہان آباد کو عازم ہوں بازنہار از قرین بد زنہار ربنا وقنا ربنا عذاب النار + اور اسی اخراج کی بدولت مورخ کی والدہ صاحبہ کو مہابت جنگ سے ایسا سوال جواب پیش آیا جسکی عہدہ برائی مردون سے دشوار ہو نہ کہ عورتون سے اور درگذشت کرنا ایسے موقع پر بعد سنے ایسے جواب سخت کی باوجود قدرت جو مہابت جنگ نے فرمایا نفس بشری سے نہ دور تھا اور اس سبب سے جو نسبت کہ ہیبت جنگ نے سید علیخان مورخ کے بھائی سے ہونی تھی اور چاہتا تھا کہ اپنے لڑکی برادر مذکور کو بیاہ دون برہم ہوئی اور مہابت جنگ نے دوسرے شخص کو اپنا داماد بنایا در حقیقت اسقدر پاس اقارب بجز مہابت جنگ اور اوسکی بیٹوں بھتیون کی دوسرے سے ہونا متعذر ہے اللہم اغفر لہم وارحمہم

جب مورخ عظیم آباد پہونچا ظاہر ہوا کہ مہدی نثار خان اور نقی علیخان وغیرہ اقربا اور اکثر احباب مانند غلام رضا خان خلف مرتضوی خان اور آقا عظیما سے مشہور برادر ملک محمد خان اور خادم حسن خان اور عرب علی خان اور میرزا اسد علی اور میر مفضل علی اور فضلاے عظیم آباد مثل ملا غلام یحیی اور میر وحید اور مفتی ضیاء اللہ اور مولوی لعل محمد اور میر عبد الہادی وغیرہ صولت جنگ کی رفاقت مین عازم مرشدآباد ہوئے ہین مورخ کو انکی مفارقت مین عظیم آباد کا ٹھہرنا ناگوار ہوا بدون سررشتہ رفاقت صولت جنگ کے ہمراہ اپنے چچا اور بھائی کے گامزن ہوا عید الضحی کا دن تھا کہ نواح مونگیر مین صولت جنگ اپنے کشتی سے جسوقت کہ کوئی غیر حاضر تھا اوترا اور قربانی کی اور اوس مقام پر کباب تناول فرمائی مورخ کی دل مین گذرا کہ عید کا دن ہے اور عین خلوت پس اسی جگہہ اوسکو دیکھا چاہیے لہذا کشتی سواری سے مع سید علیخان اپنے چھوٹے بھائی کے اوترکر روبرو گیا اور بسلام کیا بعد مبارکباد عرض کی اور نذر گذرانی از بس خوشنود ہوکر حکم شراکت طعام صادر فرمایا اور بروقت روانگی کمال اصرار فرمایا کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین ملازم رہنا چاہیے اور وجہ معاش مورخ اور نیز برادر خورد کی مقرر کرکے دستخط فرمائے مورخ سے اوس ہنگام کی صحبت خوب گذری انشاء اللہ بروقت موقع بیان ہوگی جب سفر ختم ہوا صولت جنگ بنظر اوس ملال کے کہ صوبہ عظیم آباد کے بنانے

سے دلمین رکھتا تھا اور نیز بڑے بھائی شہامت جنگ سے صفائی تھی مرشدآباد کا رہنا
ناگوار سمجھکر بھگوان گولہ میں خیمہ زن ہوا آخرکار چچا اور برادر بزرگ اپنے کے دلجوئی اور
تکلیف دہی سے سکونت مرشدآباد کی منظور کی بعد دو تین مہینے کی اوس شہر سے اوٹھکر
اوس حویلی مین جو دریاے بھاگیرتی کے اوسپار جگت سیٹھ کے مکانات کے مقابل واقع
تھی نزول فرمایا اور میر حبیب کے گھر مین مورخ اور مہدی نثار خان اور علی نقی خان
کی سکونت مقرر فرمائی۔

تمنا کرنا سیف خان معین الدولہ کا مہابت جنگ کی ملاقات کو گنڈہ گولہ مین اور عدم منظوری طرفثانی اور جان بحق ہونا سیف خان کا اور صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری ملنا اور آنا فخرالدین حسین خان پسر سیف خان مذکور کا مرشدآباد مین اور مہابت جنگ سے ملاقی ہونا اور دیوان خالصہ راے رایان کا جہان فنا سے گذرنا

جن دنوں مین مہابت جنگ نے بعد فتح شمشیر خان کے عظیم آباد سے معاودت فرمائی سیف خان
جو کہ ارسال عرائض اور تحفجات مین مہابت جنگ سے مسلوک تھا اور افواج مدد کی بھیجنے سے
رابطہ اتحاد کا متوقع تھا چنانچہ ہمراہ حاجی احمد کے بروقت روانگی عظیم آباد کے اور ہمراہ
ہیبت جنگ کے بروقت مراجعت مرشدآباد کو جوانب ڈرکون کی شادی کو گیا تھا اور
پھر عظیم آباد کو لوٹا آتا تھا گنڈہ گولہ مین آکر جو اونکا ممالک محروسہ تھا مہمان نوازی کی تحصیل ہوئی تھی
چاہتا تھا کہ مہابت جنگ بھی اوسی روش سے مہمان ہوا اور مہابت جنگ نظر بسلوشان خود کہ جعفر خان
اور شجاع الدولہ مرحوم رتبہ سپہ داری اور شجاعت اور سروری کا افزون بلکہ سلاطین عالی شان
سے رتبہ برابری رکھتا تھا اس استدعا سے آزردہ ہوکر خلوت مین کہتا تھا کہ سیف خان ہر چند ہفت ہزاری
اور عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کا بیٹا ہے مگر میری ملاقات کو کیون نہین آتا ہمیشہ سال مین ایکمرتبہ
شجاع الدولہ اور جعفر خان اور علاء الدولہ سرفراز خان آتے تھے۔ سیف خان تو اوسکے مافی الضمیر سے
آگاہ نتھا اور بزعم خود جانتا تھا کہ حاجی احمد اور ہیبت جنگ کی طور سے مہابت جنگ بھی ضرور مہمان
ہوگا مع اسباب ضیافت اور لوازمہ مہمانی اور تحفہ و پیشکش کے گنڈہ گولہ مین آکر مقیم ہوے اور خیمہ ہائے
کلان باشوکت و شان سے استادہ کرکے مترصد ہوا کہ دیکھیے کب مہابت جنگ ادھر آوے مہابت جنگ نے

بروقت اپنے عبور کے تیلیاگڈہی سے اوسکے سفیرون کو جواب دیا کہ اگر ملاقات کی آرزو ہے
تو واسطے ناظمان سابق کے طور پر مرشد آباد نہین آتے سیف خان اس جواب سے نادم ہوکر
پورنیہ مین کہ اسکا مرکز دولت تھا واپس گیا اور مریض ہوکر صاحب فراش ہوا اور تہوڑی مدت سے
مین بعارضہ اسہال مبتلا ہوکر شروع ۱۱۶۲ھ ہجری مین جہان گذران سے چل بسا اور اوسکا بڑا بیٹا
فخر الدین حسین خان جسے اصلا لیاقت سروری اور اخوان پروری کی نتہی بجاے پدر مسند آرا
ہوا اور کل متروکہ پر مانند جواہرات گران بہا اور اقمشہ نفیسہ وغیرہ پر قابض ہوکر دیگر بہائیون کو
محروم کیا بلکہ سنا گیا ہی کہ جو کچہ اورون کی قبضہ مین تہا اوسکو بہی طمع کرکے چہین لیا اور کسیقدر
اونکے حصہ مین دیا جب یہہ خبر مہابت جنگ کو ملی اور صولت جنگ کوئی کار لایق اپنی شان کے
بنگالہ مین نرکہتا تہا سند فوجداری پورنیہ کی مع جمیع متعلقات کی بدستور معین الدولہ سیف خان
بہادر کے واسطے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کی مع خلعت اور عطایاے لایق کے
حضور سے طلب کرکے اوسکی قامت سراپا لیاقت کو عطاے خلعت اور جیغہ اور سرپیچ مرصع
اور کلغی اور مالہ مروارید اور فیل سے آراستہ فرمایا اور رہوگلی کی فوجداری اوسکے تغیر مین سراج الدولہ
کو بخشی میرزا بیارن اپنے برادر حقیقی کو جو محمد یار خان کی لقب سے مشہور تہا دیکر اوسکی نیابت پر
مقرر کیا اور صولت جنگ نے خادم حسن خان کو بطریق معزولی واابطالی کے قبل اپنے روانگی کی روانہ کیا اور
سال مذکور کو آخر ربیع الاول کو خود بہی پورنیا کو عازم ہوا مورخ اور نیز دیگر اعزہ جو اوسکے رفیق
تہے مع دو تین ہزار اور تین چار ہزار پیادہ برقنداز ملازم کی ہمراہ ہوے فخر الدین حسین خان نے
جب کوئی جاے پناہ بجز در دولت مہابت جنگ کے ندیکہی قطعہ عرضی مشعر اظہار اطاعت ارسال کی
مہابت جنگ نے لالچ مین آکر درجواب تحریر فرمایا کہ ہماری طرف سے مطمئن ہوکر ادہر تشریف
لائیے اور ملاقات سے مسرور فرمایئے انشاء اللہ انجاح مرام مین کوئی تقصیر نہوگی چونکہ ابلہ اور مترصد
خراب ناسزا کامون کا تہا بموجب تحریر مہابت جنگ کے قاصد مرشد آباد ہوا ورنہ جسطور سے کہ سپاہ
واسباب سفر آمادہ رکہتا تہا اگر دریاے کوسی عبور کرکے نکلجاے زمینداران ترہٹ وغیرہ کا
مقدور نتہا کہ اوسکی مزاحمت کرسکتے اور اگر احیانا کوئی طمع کرتا تہوڑے سے انعام مین اپنا خیرخواہ
اور رزاد نما بنا لیتا لیکن بسبب حق تلفی بہائیون کی فریب کہایا مع اسباب دیایان اور لشکر بیکران
کے عازم مرشد آباد ہوے راستہ مین صولت جنگ سے ملاقی ہوا صولت جنگ نے اپنے بڑے
بیٹے شوکت جنگ کو مع بعض سرداران سپاہ کو مانند مہدی نثار خان وغیرہ کی جسمین مورخ بہی

واسطے ملاقات اور آداے رسم تعزیت ہوسکے باپ کے پیچھا شوکت جنگ بعد ملاقات واپس ہوا دوسرے روز فخر الدین حسین خان صولت جنگ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا تیسری روز صولت جنگ بارادہ کوچ سوار ہوکر اثناے راہ مین بازدید کرتا ہوا آگے کو روانہ ہوا اور فخر الدین حسین خان بعد ازان کوچ درکوچ مرشدآباد کو راہ پیما ہوا اب صولت جنگ کا حال بعد آگاہی بروقت مناسب ذکر ہوگا فی الحال یہ حال مہابت جنگ اور فخر الدین حسین خان کی مرشدآباد مین پہونچنے کا بیان ہوتا ہی فخر الدین حسین خان نی مین کوٹ کے گہاٹ مین پہونچکر مہاندی کی اوس پار مخرج پہونچی خود مہابت جنگ کی ملاقات کو سبقت کی جب لب دریا پہونچا مہابت جنگ نی ایک گروہ کو پیشوائی کیلیے بہیجا اور بروقت ملاقات سلوک و اجبہ سے پیش آیا اور فرش سوزنی پر حکم بیٹھنے کا صادر فرمایا اور عطر و پان و گلاب کی جو ہندوستان مین معمولی تواضع ہی تعمیل ہوئی اور مطمین فرماکر آرامگاہ کو رخصت فرمایا اور وہ وہان جاکر بآرام تمام رہا

راے رایان حسین راے کا اس سرای فنا سے کوچ کرنا +

انہین دنون مین راے رایان چین راے نی انتقال کیا اور بیرون دست بعد انتقال اسکے نیب کی بلا تقرر دیوانی کے حسب الحکم امور خالصہ کے انجام مین مصروف ہوا مخفی نرہی کہ چین راے عجب متصدی اور طرفہ ہندو تہا ملکی اور مالی مقدمات مین نہایت دیانت دار اور دولتخواہ اور کفایت شعار اپنے آقا کا نامدار کا تہا اور اسی صداقت کی نتیجہ و دیانت داری سی وہ نوبت پہونچی کہ رفقاے مہابت جنگ بلکہ اوسکے فرزند مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ کے اوسکی پاسخاطر کرتے اور عزت و توقیر فرماتے تھے ایکروز مہابت جنگ کی مجلس مین بروقت خلوت جس مقام پر کہ اوسکے بھتیجے اور بہائی موجود تھے ہیبت جنگ نے تذکرہ چین راے کا اپنی دیوان کی تمثیل عزت پر کیا مہابت جنگ نے کہا کہ بٹیا راے رایان کا وہ مرتبہ ہی کہ میرا نوکر نہین بلکہ آقائی کا مرتبہ میرے سر پر رکہتا ہی تم کیا تمثال دیتے ہو اور کسکو مشابہ سمجہتے ہو

نہضت کرنا مہابت جنگ کا کٹک کیطرف مرہٹہ اور میر حبیب کی سرکوبی کو اور قلعہ بارہ بہاٹی کو مخالفین سے چہین لینا اور فخر الدین حسین خان کا مرشدآباد سے بہاگنا اور پورنیہ کا قصد کرنا اور پہر صولت جنگ کے خوف سے رستہ سے لوٹ آنا مالدہ مین اور آنا مرشدآباد مین اور قید ہونا اور بیرون دست

کارنامے رایان خطاب یافتہ

جانوجی پسر رگھوجی بہوسلہ جبکہ مہابت جنگ نے نواح عظیم آباد مین شمشیر خان پر فتح پائی پریشان ہوکر مع میر حبیب اور بھی افغان کے دیگر مرشدآباد کو عازم ہوا تھا اثنا سے راہ مین اپنی والدہ کی وفات کی خبر پائی میر حبیب کو چند ہزار سوار سے کٹک اور میدنی پور کے طرف بھیجکر چند ہزار سوار ہمراہیونکو ساتھ خود وطن کو قاصد ہوا اور رگھو نے بعد پہونچنے جانوجی کے چھوٹے بہائی اپنے ماناجی نام کو کسیقدر مرہٹونکے ساتھ میر حبیب کے پاس بہیجا اور مہابت جنگ جیسا لکہا گیا دارالحکومتہ مین پہونچکر فارغ البال بآرام تمام مقیم ہوا اور سب خلق خدا بامن و امان اسکے شکرگذار ہوئے اور مرہون احسان بجز فتنہ و فساد میر حبیب اور مرہٹہ کی کوئی اور وشر ملک بنگالہ مین نتہا لہذا مہابت جنگ نے انکا استیصال ضروری سمجھکر اول ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو واسطے استیصال مفسدان قاصد ہوا اور مرشدآباد سے نکل کر چند روز واسطے فراہمی لشکر کے کٹوہ مین متوقف ہوا اور حیدر علیخان بہادر داروغہ توپخانہ دستی کو سات آٹھ ہزار سوار اور پیادہ برق انداز سے چند ماہ پیشتر اپنے نکلنے کے بردوان پہنچکر حکم دیا تہا کہ چہاونی کرے کہ اگر احیانًا میر حبیب بمقتضای اپنی نلیش زنی کی نواح مرشدآباد اور بردوان کی خرابی کی درپے ہو خانمذکور اوسکے انسداد مین ساعی رہے — القصہ بعد فراہمی فوج ظفر موج کی مہابت جنگ بردوان کو عازم ہوا جب قصبہ مذکور کے قریب پہونچا حیدر علیخان مع ہمراہیان کی سعادت استقبال سے معزز ہوا بعد چند روز کی میدنی پور کو عازم ہوا یہ ارادہ مصمم کیا تہا کہ عملہ توپخانہ مذکور یعنی سوار و پیادہ ہمراہی حیدر علیخان کی واسطے عطاے تنخواہ کے مصر ہوکر مانع عزیمت ہوئی مہابت جنگ نے اپنی ہم نشینونمین غلام علی خان کو مع مرزا حکیم بیگ کی جو معتمد علیہ تہا اس گروہ کی دلجمعی کو روانہ فرمایا ہرچند انہون نے بہت کچھ سمجہایا مگر انہون نے کچھ نسنا دوسری روز مہابت جنگ نے خود حیدر علیخان کے مکانمین جاکر چاہا کہ آپ افضال اپنی سے آتش مشتعلہ ان شیطان سیرتونکی منطفی کریں اور کسیقدر تنخواہ پہونچاکر باقی کو شہامت جنگ پر تنخواہ کر دین تاکہ جلد اوسکابھی سرانجام ہو مگر کچھ مفید نہوا بدستور اپنے ہٹ کی گئے میر افضل علی جو جماعہ سواران کا جماعہ دار تہا اسی کی ذات سے یہ مفسدہ اوٹہا ہوا تہا مہابت جنگ نے اس واردیدسے نصرت آلہی پر تکیہ زن ہوکر اوس گروہ کو برطرف فرمایا اور ان گروہ ضلالت پژوہ کی رفاقت سے علیحدگی کر کے قاصد مدافع غنیم ہوا فخر الدین حسین خان نے مہابت جنگ کی جو ارکان دولت مین تخلل دیکہا خدا معلوم بعض ہوا دارانی

احمق کی سمجھانے سے کیا یا اوسکے جی مین سمائی کہ بدون اطلاع شہامت جنگ کو عبور دریای گنگ کرکی اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق فوج پورنیہ کی راہی ہوا صولت جنگ نے جب یہ خبر پائی مع فوج و خدم و حشم بعزم مقابلہ پورنیہ سے دو تین منزل گرم روان ہوا جب باہم ملاقی ہونیمین چندان مسافت نرہی فخر الدین حسین خان نے خبر آنے سے گھبرا کر عرضی بھیجی کہ مجھے کچھ تعرض نفرمایا جاوی امیدوار ہون کہ عبور کی اجازت صادر ہو صولت جنگ نے یہ عذر کرکے کہ بدون اجازت مہابت جنگ کی نہین ممکن ہی جواب دیا کہ بہتر یہی ہی کہ جس راہ سے آیا ہی واپس ہو وہ احمق نامرد واپس ہوکر مالدہ مین آکر ٹھہرا اور مہابت جنگ نے فضل خدا پر نظر فرما کر بلا توپخانہ کے بردوان سے سیدنی پور مین اقامت کی میر حبیب جو مرہٹون کی ساتھ میدنی پور مین چھاونی کیے ہوے تہا قرب مہابت جنگ کے خبر پاکر چھاونی مین آگ لگا مفرور ہو گیا مہابت جنگ نے با دولت و اقبال خارج آبادی سے رود خانہ کنسائی کا عبور کیا مخبرون نے خبر لگائی کہ سیدنی پور کے اطراف کی جنگلونمین مرہٹون کی کثرت ہی حکم ہوا کہ میر محمد کاظم خان اور دوست محمد خان وغیرہ تعاقب مین جاکر نا کامان گردش زرد کا کام تمام کرین مشار الیہما نے شبا شب پہونچکر ہنگامہ کارزار گرم کیا طرفین سے خوب خوب بہادری ظاہر ہوئی آخر کو مرہٹہ خوار و خراب ہو کر کٹک کی طرف فراری ہوی اور مہابت جنگ بیشتر کو بڑہکر بالیسر مین آیا اوس مقام پر معلوم ہوا کہ میر حبیب اور ماناجی بے تاب ہو کر اور یارای مقاومت سے مجبوری پاکر مع فوج اطراف کٹک مین آوارہ ہو کر دور تک نکل گیا مہابت جنگ نے دریای بہدک اور حاجی پور سے نکلکر مقام برہ مین جو کہ کٹک سے تخمیناً اٹھارہ کوس ہوگا مقام فرمایا اوسجگہ سید نور اور تیر انداز خان اور دہرم داس ہزاری تفنگچیون کی عرضی جو کہ قلعہ بارہ بہاٹی کی محافظ اور ملک کٹک کی متصرف تہی بدین مضمون مہابت جنگ کی نظر سے گذری کہ ہم لوگ آپ کی مطیع ہین جس وقت ادہر رونق افروز ہوسے مقالید قلعہ پیشکش کی جاوین مہابت جنگ بنظر تحقیقات حال مرہٹہ کی اور نیز میر حبیب کی چند روز متعاقب رہا ایک ایسی جنگل سخت گذار مین جا پہونچا کہ بسبب نہ پہونچنے غلات کے نرخ غلہ کا لشکر مین گران ہو گیا اور راہنو ہی اشجار اسقدر تہی کہ تین روز تک فوج ہراول کا پتا جو چند کوس پیشتر گئی تہی نہ لگا نہ لشکر کی خبر نواب کو اور نہ نواب کی حقیقت لشکر کو ملی دونو طرف ایکدوسرے کی جستجو مین تہی آخر نواب نے حکم دیا کہ ہاتہیون کے نقارہ ہاے کلان

بجا لانے جاوین تاکہ اوسکے آواز پر آ ملینگے آخر ایسا ہی ہوا فوج مقدم نہایت نزدیک تہی آواز پر آ پہونچی
اور شادمانی بی پایان نصیب ہوئی جب معلوم ہوا کہ مرہٹہ کا نام و نشان اور سیر جیب کے نقش قدم
تک پیدا نہین اوس جنگل سے باہر آیا اور بعض فوج کو درہ جنگل پر تعنات فرمایا اور دو ہزار نفر ہمراہی
رکاب سے سر شام بعزم تسخیر قلعہ بہارا بہائی کی طرف روانہ ہوا اور تمام شب اور صبح کو دوپہر تک طے مسافت
کرتا ہوا دریا سے ماندہ سی جو قلعہ بہائی کے نیچے روان ہی پار ہوا اور قلعہ کے پاس جا کر اعلام نصرت پیکر
ایستادہ ہوئے۔ مخفی نہ رہی کہ مہابت جنگ کا جنگل مین جانا اور فوج کی گم گشتگی اور نقارہ بجا کر
ڈہونڈہ نکالنا ضرور درپیش ہوا ہی مگر یہ تحقیق نہین کہ اسی سفر مین یا کسی دوسرے وقت۔ القصہ
چونکہ فوج ظفر موج نے برابر چہ پہر قطع راہ کی منجملہ دو ہزار سوار کے دریا اوترتے اوترتے تین سو نفر
کل حاضر رکاب رہا مگر لشکر راہ سے کسی مین یہ دم نتہا کہ لڑائی درکنار ذرا دم لے فی الحقیقت یہ امر
خلاف شان ایسے سردار سے معلوم ہوا اگر ایسے وقت مین محافظان قلعہ قصد فساد و فتنہ پر آ جاتے سارا
نام و نشان مٹا دیتے محض تائید غیبی ہوئی کہ قلعہ والون کے دلمین اسکا رعب چہا گیا اور اطاعت
کی راہ مین قدم زن ہوئے اوس روز بسبب نہ پہونچنے خیمہ اور عدم موجودگی سائبان گرمی آفتاب
سی اور نہ میسر آنی سایہ کی نمونہ محشر ہو رہا تہا آخر روز کو سید نور اور دہرم داس مشرف ملازمت ہوئے
اور رخصت کے وقت معہود ہوا کہ کل صبح کو مع سر انداز خان کے حضور مین آکر قلعہ تسلیم کرین
لیکن چونکہ اونپر اعتماد نتہا اپنے گروہ خواص سے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو جسوقت حاضر ہون زیر
تیغ بیدریغ کرین اور وقت خواب کے سراج الدولہ کو اس کام پر مامور فرمایا لہذا دوسرے صبح کو
مہابت جنگ خیمہ مختصر مین جو اسوقت پہونچا تہا بیٹہا اور سراج الدولہ قنات کے باہر مع چند
اصحاب معینہ کے سایہ مین ٹہرا ہوا تہا کہ سید نور اور دہرم داس نے آ نکر مجرا کیا اور مہابت جنگ
کے روبرو گیے اور مجلس مین جا کر اہتمام لوازمہ وغیرہ مین مامور ہوئے کہ سر انداز خان بہی
مع چند نفر کے چوبدارون اور دربانون کے برابر پہونچکر گہوڑے سی اترا سراج الدولہ نے
بمجرد اوسکے اوترنے کی قتل کا حکم دیا جو لوگ کہ اس کام پر مامور تہی فوراً لپٹ گیے اوسنے بہی
باوجود مشاہدہ اس حال کے ہوش و حواس درست کر خنجر ہاتہہ مین لیا اور بقدر امکان زد
و کشت کر کے عازم تہا کہ مہابت جنگ کی برابر جا وے مگر موت نے مہلت نہ دی اوسی ہنگامہ و شور مین کسی کی دست برد
سے جان نے کالبد سی فرار کیا سید نور اور دہرم داس اس سانحہ سے مضطر ہو کے بہت سا
تڑپے مگر نہ چہوٹے گرفتار ہو کر کشور خان کی کہ شتہ ہ باک اور مرد سخت دل نگہبان زندان خانہ تہا سپرد ہوی

قلعہ والے اس حادثہ سے پریشان ہوکر دروازہ بند کرکے لڑنے کو آمادہ ہوئے مہابت جنگ
نے اپنا رہنا پائین قلعہ نامناسب سمجھا میر محمد جعفر خان اور فقیر اسد بیگ خان اور راجہ دولبھہ رام
وغیرہ کو جو میر حبیب کے تعاقب سے دلجمع ہوکر حاضر حضور ہوئے تھے در بارۂ محاصرۂ قلعہ مامور فرمایا
اور خود بدولت کٹک مین داخل ہوا پندرہ روز تک ہنگامہ قلعہ گیری گرم رہا آخر الامر محصورین
نے سپاہ ظفر پناہ سے عمدہ برائی دور سمجھی میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کو وسیلہ ہی
بشرط عفو جرائم قلعہ دینے کو مقر ہوئے آخر مقبول مہابت جنگ ہوا محافظان قلعہ نے قلعہ مذکور
حوالہ مہابت جنگ کر دیا اور خود بہیئت مجموعی میر محمد جعفر خان اور دولبھہ رام کے پاس چلے گئے
اور مہابت جنگ بنا بر ملاحظہ حصار داخل قلعہ ہوا ۔

مجملاً ذکر شہر کٹک و قلعہ بارہ بہائی کا

اس قطعہ زمین پر قلعہ مذکور اور شہر کٹک معمور ہی اوسکے گرد دو ندیان مہاندا اور کٹھہ جوری
ہین اور اونکے اطراف رود خانون سے ملحق ہین اور پشتے اوسکے پتھر سے مستحکم بنے ہوسے ہین دونو
دریا برسات مین تو خیر بہجاتے ہین ورنہ پایاب اور بارش مین دریاسے مہانذہ کا پاٹ
قریب دو کوس کے ہی اور کٹھہ جوری کا عرض انکا آدھا ہوجاتا ہی مہانذہ کے کنارے قلعہ واقع ہی
دور حصار کا تخمیناً تین کوس ہوگا کہ پتھر اور اینٹ اور چونہ سے بکمال استحکام مین بنا ہوا ہی اور
پختہ عریض خندق گرد بنا ہوا ہی اور شہر کی آبادی دریاسے کٹھہ جوری کے کنارے پر ہی اور شہر
و قلعہ کے درمیان دو کوس کا فاصلہ ہی عمارات وغیرہ جو دریاسے کٹھہ جوری پر اور پشتہ پختہ پر معمور
ہین بکمال بلندی مین پشتہ عمارت کی دس گز اور کہین پانچ گز کے قریب بلندی ہی اکثر عمارات کے
نیچے سے دریاسے کٹھہ جوڑی جاری ہی اور دریا پار دو کوس سے چار پانچ کوس پر مختلف مقامات
مین صحراسے وسیع خوش فضا ہی اور جنگل سے متصل بڑے بڑے درخت سبز اور تازگی کے ساتھ اوس
جنگل کی ابتدا سے پہاڑ سے ہے اور شہر والون کو ہر قسم کی کیفیت حاصل ہی چونکہ قطعہ
مذکور پر دونو طرف سے دریا محیط ہی اگر مخالف لوگ بر وقت طغیانی کے زمیداران اطراف
سے متفق ہوکر قصد محاصرہ کرین غلہ وغیرہ اذخاج کا پہونچنا دشوار ہوجاسے اگر برسات مین
کوئی لشکر کا قصد کرسے بسبب کثرت دریا اور نالہ ندی کے عبور دشوار ہو ۔ مہابت جنگ
کہ اس قسم کے امور ہمیشہ ملحوظ رکھتا تھا زیادہ توقف مناسب نجانا جو کچھ میسر ہوا غنیمت سمجھا اور

شیخ عبد السبحان کو جو راجہ دولبھ رام کے رسالہ مین جملہ عزبا سے مجہول الاحوال مین تھا
کٹک کی نیابت پر مقرر کیا بدین سبب کہ مہابت جنگ کو معاودت مین نہایت عجلت تھی اور
بسبب خوف مرہٹہ کے جو کٹک کی قرب وجوار مین منتظر فرصت کین مین لگے تھے اور مرشدآباد سے
بسبب طغیانی ندی نالہ کے فوج کا پہونچنا دشوار تھا کوئی شخص وہان کی نیابت قبول نکرتا تھا اور
شیخ مشار الیہ جسکے دلمین کبھی ایسی ترقی کی خیالات نہین گذرتی تھے بروقت تقرر کی موجب
اس شعر کی ع سلطنت گرچہ ہو بازیچۂ ہی تو ہی بہتر* ایسا جو کھیل میسر ہو تو کیا خوشتر* نہایت خوش ہوا اور مہابت جنگ کی
عجلت لوگون نے مشاہدہ کی کیونکہ جسوقت شیخ عبد السبحان کو نیابت پر مقرر کیا مرشدآباد کو
عزیمت کی باوجود آفتاب برج جوزا مین اور شروع ماہ اساڑہ بلکہ آخر جیٹھہ تھا بارش متواتر اسقدر
برستی تھی کہ کوئی روز ناغہ نہوتا تھا اور ندی نالہ جو بروقت آنے کی نہایت کم آب تھے جاتے وقت
طغیانی پر ہوگئے ہرچند بعض دریاؤن مین پانی کمتر اور چہاتی تک تھا مگر روزانہ بارش کی وجہ سے عبور ناممکن
تھا اکثر نالون پر بہت انسان وحیوان ہلاک وتلف ہوی جیساکہ ترجمہ یوسف علیخان بن غلام علیخان
مین مذکور ہی کہ نالہ ترجہان پر جو قریب میدنی پور کے واقع ہی باوجودیکہ پاٹ اوسکا نہایت کم تھا
لیکن شدت بہنے اور عدم میسر ہونے ناوسے اور گہرائی کے اور ترڑنے سے جو کہ فقط انسان اور
اسباب اسمین اوترتے ہین اور حیوان وغیرہ تیرا کر پار کرائے جاتے ہین لہذا جنس حیوانات سے
صد ہا گاؤ بیل گہوڑے وغیرہ تلف ہوگئے اور جس گہاٹ سے خان مذکور نے عبور کیا سترہ راس گہوڑے
غرق ہوگئے اسی حساب پر خیال کرنا چاہیے رود خانہ گہنسا سے پر جو میدنی پور کی متصل جاری ہی کل لشکر کو بصد خرابی
عبور کا اتفاق ہوا چونکہ زیادہ تین چار کشتی سے میسر نتہی نہایت سختی اور تکلیف مین ان دریاؤن
سے عبور ہوا تفصیل وار کے تحریر مین بجز درد سر کے کچھ سود نہین خلاصہ یہی ہی کہ راہ کی طغیانی
اور کیچڑ اور دلدل سے نہایت تکلیف عائد لشکر ہوئی جبکہ مہابت جنگ کٹک سے کوچ کرکے چلا میر حبیب
جو مع مرہٹہ کے کسی گوشہ مین چھپا تھا نکلکر قلعہ اور شہر مذکورہ کے استخلاص کا عازم ہوا جب
کہ مہابت جنگ کی عزیمت کو چہ سات روز گذرگئے میر حبیب کٹک کی نزدیک پہونچا اور
شیخ عبد السبحان نے باوجودیکہ اس فوج مرہٹہ سے عہدہ برائی غیر ممکن جانتا تھا بمقتضای
عزت کے باوجود قلت سپاہ میر حبیب اور مرہٹہ کے مقابلہ کا عزم کیا اور بروقت مقابلہ اپنی طاقت سے
زیادہ جنگ آور ہوا جب زخمی ہوکر ہاتہ پیر سے بیکار رہا اسیر مخالف ہوا اس حدوث غیر ممکن کا
حال اطراف بالیسر بندر مین مہابت جنگ کے گوش زد ہوا چونکہ وقت تنگ تھا تدارک اسکا

دوسرے وقت پر موقوف ہوا اور مہابت جنگ بعد طے مراحل کے آخر جمادی الاخری کو کتوہ پہونچا اور ناو کے پل سے جو کہ قبل پہونچنے کے تیار ہو رہا تہا عبور کر کے اوایل ماہ رجب سنہ مذکور کو عمارات موتی محل مین جسکے آغاز تعمیر تہی نزول اقبال فرمایا شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ مستفیض ملازمت ہوئے بیرون دست پیشکار نے رای رایانی کا خطاب پایا دیوانی خالصہ کی خلعت سے سرفراز ہوا۔

بقیہ ذکر فخر الدین حسین خان ولد سیف خان کا اور بعض سوانح کہ اسوقت مین ظہور پایا

فخر الدین حسین خان ولد سیف خان جو کہ بنظر ساقط الاعتباری کے دوست و آشنا کے نگاہ سے گر گیا تہا اکثر رفقا رنجیدہ ہوکر صولت جنگ سے جا ملے اور خود بذات مع مال و منال و چند ندیم جرات اور پیادہ جواتی وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ لے ہمراہ قصبہ مالدہ بشکستگی ظاہر و باطن کی موسم گرما مین گذارہ کر رہا تہا تاکہ پردہ غیب سے کیا پیش آئی مہابت جنگ نے اوسکی کمینگی اس حرکت سے دریافت کر کے اوسکی مال و متاع کے چہین لینے مین جو کہ مبلغ خطیر اور اسباب بی نظیر تہا قسم جواہر وغیرہ سے اوسکے پاس ورثہ اوسکے باپ کا تہا فکر کرنے لگا بعض اپنے معتمدین کو بہیجکر اوسے حضور مین طلب کیا بعد آنے کی ایک مکان بنا بر اقامت تجویز کر کے اسباب مایحتاج مہیا کر دیا اور اوسکی نگاہبانی پر محافظ تعین کر دئے جملہ نقد و جنس جو اوس بزدل مرد احمق کے پاس تہا ضبط کر لیا اور حیدر علیخان مع کل عملہ توپخانہ کے جو کہ بردوان سے مرشد آباد آیا تہا موتیا بند کی عارضہ مین اندہا ہو گیا اور سراج الدولہ نے ہزاریان توپخانہ کی خطا معاف کر دی داروغگی توپخانہ دستی کی تاہد لگی اور میر ضیاء الصمد کو جو مدت سے عطاء اللہ خان کا رفیق تہا اوسکے نیابت کا خلعت ملا انہین وقت مین مہدی نثار خان نے باستدعاے مادر سراج الدولہ کے صولت جنگ سے منافق ہوکر مع علی نقی خان برادر مورخ اور غلام رضا خان ولد مرتضوی خان وغیرہ سرداران کو مرشد آباد پہونچا سراج الدولہ جو اپنے چچا صولت جنگ سے مخالفت رکہتا تہا اور مہدی نثار خان اوسکی باپ کا کہنہ معتمد اور رفیق دیرینہ تہا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور ہر ایک کو اپنا رفیق بنا لیا مہدی نثار خان کو زیادہ رفقاے سابق سے مشمول عنایت فرماکر ترقی مراتب مین وزیر برورسانی ہوا

مہابت جنگ کا روانہ ہونا میدنی پور کو بارادہ اخراج میر حبیب اور مرہٹہ کی اور میدنی پور مین

چھاونی کرنا اور سراج الدولہ کو بالیسر بندر پہنچنا مع دیگر کوایف اور فخر الدین حسین خان کا قید سے فرار کرنا سازش مرہٹہ سے

چونکہ میر حبیب محض رشک و حسد سے خلق اللہ کو رنجیدہ کیا کرتا تھا اور جور و جفا کیطرف بندگان خدا کو ناحق بطمع دنیوی مبتلائے رنج و محن کرتا تھا اور مرہٹہ اور رافضیان کی جماعت اپنی ہمراہ لیکر اکثر اطراف جنوبی گنگا کی متعلقہ ملک بنگالہ تاخت و تاراج کیا کرتا تھا لہذا مہابت جنگ نے چاہا کہ اس فرقہ اشقیا کا بخوبی استیصال کیا جاوے باوجود ضعف پیری اور کہن سالی کی تقصیر نکرتا تھا لہذا بعد بارش کی بقصد شکار مہر پور کے طرف جو مرشد آباد کی جانب مشرقی اور جنوبی واقع ہی متوجہ ہوا کثرت ہرن کی وہان پر اسقدر تھی کہ روزانہ سیکڑون شکار ہوتے تے اور کثرت کی وجہ سے اکثر گلہ کا گلہ لشکر مین آجاتا تھا اور بازاری وغیرہ ہمراہیان لشکر چوبدستی سے مار پیٹکر شکار کرتے تھے بعد فراغ شکار کے کنارے کٹوہ مین نزول ہوا جب لشکر فراہم ہوا بردوان کو چلا وہان سے بڑہکر میدنی پور آیا جماعۂ مخالفین بمجرد استماع آمد آمد کے آوارہ دشت ادبار اور مفقود الخبر ہوئے اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین وارد ہوکر دریاے کہنائی کے کنارے خیمہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس ملک کا بند و بست اس مرتبہ اسطرح سے کریں کہ غنیم کا عبور مشکل ہو لہذا میدنی پور مین چھاونی کا حکم دیا اور میدنی پور کی فوجداری علی قلیخان کو جو سراج الدولہ کے رسالہ کا بخشی تھا مرحمت فرمائی جب میر حبیب کی خبر سنی کہ بالیسر کی طرف متوقف ہے نظر بران کہ چندان فوج میر حبیب کے ہمراہ ایسی نہین ہی کہ جس سے خیال ضرر ہو اور سراج الدولہ کو بھی لڑائی پر دلیر ہونا ضرور ہی لہذا مع فوج قاہرہ کے نامبردہ کو جنگ مذکور پر مامور فرمایا سراج الدولہ نے دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان کو بطور چپاونی پیشتر روانہ کر کے خود بھی متعاقب اُنکے روانہ ہوا دوست محمد خان نے علی الصبح کو اونکے سر پر پہونچکر قدری گوشمالی کی اور فوج مخالف جو مہابت جنگ کے نام سے ڈرتی تھی اسمحمد خان اور میر محمد کاظم خان کی ذراسے شجاعت جو دیکھی ہاتھ پاون بہول گئی ہوش باختہ معزور ہوئی اور سراج الدولہ نے متعاقب پہونچکر بالیسر بندر مین مقام کیا چونکہ پیشتر وری کی اجازت نپائی تھی تعاقب پر رخ نکیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی مفارقت نہایت ناگوار تھی خصوصاً اسوقتمین ایکدم کی جدائی سے نہایت بیتاب تھا دلمین خیال کیا کہ اگر میر حبیب دونو لشکر کے درمیان مین آئی

اور جبھی سبک سمجھی اوس سے بہتر شر سے خدا جانے اوسکا انجام کار کیا ہو اور فوج گران معتمد
جو سراج الدولہ کے ہمراہ ہی خدا نخواستہ کہین ایسا نہو کہ سراج الدولہ کی ناتجربہ کاری سی
صدمہ عظیم پہونچے لہذا سراج الدولہ کو بتاکید تمام طلب کیا اور متعاقب اپنے رسول کے
متحرک ہوکر بے اختیار قطع راہ کرنے لگا اودہر سے سراج الدولہ بھی چلا نراین گڈہ مین
قران السعدین کی صورت ہوئی وہان سے متفق میدنی پور کو معاودت کی سابق کی چہاونی
مین مقام کیا اسی زمانے مین خواجہ عبدالہادی خان جوکہ اونی جماعہ داران سرکاری مین تہا
سید محمد بیادل کے ہمراہ جوکہ دونون کامل تہے باہم نایب غلام حسن خان داروغہ دیوانخانہ
کے توسط سے عرض پیرا ہوئے کہ ملازمین سرکار کی تعداد مین بڑا غبن اور خلط ملط ہی عملہ بخشی گری
جماعہ دارون سی متفق ہوکر ضمانت کرتے ہین جسکے ہمراہی مین سرکاری دفتر میں سو نفر مرقوم
ہین اگر حاضری لیجاوے چارم بھی مشکل سی برآمد ہونگے چنانچہ اول اپنے ہمراہیون کے
غبن کی عرضی کی اور کہا کہ بس ایک مرتبہ ملاحظہ موجودات سپاہ کا بندہ دو تنخواہ کو حکم ہو تو
کفایت سرکار کی لکھو کہا پر پہونچیگی مہابت جنگ نے برطبق التماس جمیع عملہ بخشی گری سایر کا
حکم دیا کہ کل فوج عبدالہادی خان سی رجوع ہوکر حاضری دیے اس سانحہ سے عجب طرحکا
انقلاب اور اضطراب روساے سپاہ کے حال مین پیدا ہوا خواجہ مذکور بنظر اپنی
ترقی منصب اور حصول اعتماد کے شریف و وضیع سے اغماض کرکے صاف بیمروت ہوگیا
اور اپنے نیکنامی کے واسطے سب کو بدنام کیا اس درجہ تک جہان کی کہ کسی عمدہ کے رسالہ
مین جسکی تنخواہ بابت سترہ سو سوار کے درج دفتر تہی بروقت ملاحظہ حاضری کی اسی نفر برآمد
ہوئے پس اسی پر خیال کرنا چاہیے کہ ہزارون مین صد ہا رہگئی - اگرچہ سرکار کی کفایت
اور خواجہ مذکور اس خدمت بے کے جلد و مین مورد عنایت ہوا مگر تمام خاص و عام مین
مطعون اور باعث دل آزردگی لشکر اور سپاہ کا ہوا حقیقت مین یہ امر ناگوار ہوا نہ تو
اہالیان سپاہ کو ایسا عبن ضرور تہا ونہ خواجہ مذکور کو ایسی غیبت کرتا نہ مہابت جنگ کو ایسے موقع
جنگ و جدال مین ایسی جان بنان اور جستجو کرنا - بیت سراسر غبار است این پہن دشت ٭
از زیر چشم پوشیدہ باید گذشت ٭ اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرہٹہ کی فوج براہ جنگل مرشدآباد
کو راہی ہوئی مہابت جنگ کو تو اونکا استیصال بجان و دل منظور تہا اور فوج متعینہ مرشدآباد
پر چندان اعتماد نتہا میدنی پور سے متحرک ہوکر بردوان آیا وہان پر معلوم ہوا کہ آمد لشکر ظفر پیکر

سنکر مرہٹہ کو توقف بیچ جوار مرشد آباد کے نرہا عزیلی جنگلون کو بہاگ گئے اور فخر الدین حسین خان
خلف سیف خان جو کہ مرشد آباد مین حسب الحکم نظر بند تہا گہبانون اپنے کو غافل پاکر
باساتہہ طمع کے اپنے اتفاق کر کے لشکر مرہٹہ سے ملگیا اور نہایت پوشیدگی مین اونکا ہمراہ نکل گیا
انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز ونعم مین پلا تہا کبہی سفر کی سختی نہیں پہونچی تہی اور اس
سفر میں بجز گہوڑے کی دوسری سواری ہمراہ نتہی انکی رفاقت سے عاجز ہوکر شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا جب وہان جا پہونچا جو زر وجواہر کہ مالدہ کی اقامت مین مہاجنان پورنیہ
کی معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بہیجا تہا اونہین سے جو کچہ ہاتہہ لگا اوسی سے گذر اوقات
کر رہا تہا تہوڑے دنون کے بعد مرض سرسام مین اسیر ہوکر جہان فنا سے چل بسا
اسی وقت مین کسی زمیدار جنگل نے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج ظفر موج
کی رہنمائی بندہ سے متعلق ہو لشکر والا کو طرفۃ العین مین دشمن کی بہیرونبگاہ پر پہونچاتا ہون
یہ عرض قبول ہوئی زمیدار مذکور قبل منصبہ سرکاری سوار ہوکر رہنمائے فوج ظفر موج ہوا
اور قطع راہ بطور ایلغار ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہوئین ایکرات کو تمام شب قطع
راہ کر کے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیدار مذکور نے عماری کے اندر اپنا شکم چہری سے
چاک کر ڈالا بمجرد اس خبر کے نامبردہ کو طلب فرما کر استفسار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ
چونکہ راہ بہول گیا تہا اور دشمن کے بنگاہ پر نہ پہونچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا اسکی
پاداش مین نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی اور بعد چند گہڑی کے نیم جان تو تہا ہی راہی ملک
عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور رہبر کارون نے اوس
راہ سے خبرین دین لاجرم مصلحت سمجہکر معاودت فرما ہوا بردوان مین آنکر تالکچند دیوان راجہ
بردوان کے باغ مین مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہین دنون مین میر محمد جعفر خان
جو کہ بتقریب تعیناتی مہابت جنگ کے مرشد آباد مین تہا حسب الطلب روانہ ہوکر باغ مذکور مین
قدمبوس ہوا مہابت جنگ جو کہ بلاحظہ حمایت عملہ سپاہ وغیرہ معاملہ کے میر جعفر خان سے بہی کسیقدر
ملال رکہتا تہا اوسکے نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوئے اور حکم ہوا کہ اپنی
نیابت اپنے بہائی سے تغیر کر کے خواجہ عبد الہادی خان کو دیوے ہرچند خانمذکور راضی نہ تہا
مگر بندگی بیچارگی طوعاً وکرہاً حسب الارشاد نیابت عبد الہادی خان کو تفویض کیا چند روز کے
بعد عرض ہوا کہ پہر مرہٹون نے میدنی پور کے جنگل سے سر اوٹہایا ہے مہابت جنگ تو اونکے

درپے نہ تھا سنتے ہی میدنی پور کی طرف متوجہ ہوا اور سراج الدولہ رخصت ہوکر داخل مرشد آباد ہوا۔

ذکر سبب جدائی سراج الدولہ کا مہابت جنگ سے اور جانا مرشد آباد کو اور جانکی رام سے لڑنا اور مورخ کے چچا مہدی نثار خان کا مارا جانا

مخفی نرہے کہ مورخ کا چچا مہدی نثار خان مغفور کل محامد صفات برگزیدہ شجاعت اور عزم اور اقتدار مین یگانہ روزگار تھا جب ہیبت جنگ مرگیا مہابت جنگ کو اپنا قدر شناس پاکر قصد کیا کہ اگر فلک ساتھ دیوے تو البتہ دولت دنیوی حاصل ہو مگر پایان اسکا اگر وہ موتا ہی جبکہ مہدی نثار خان سراج الدولہ کی رفاقت مین مہابت جنگ کے ہمراہ بعض سوالات جو کہ مہابت جنگ حسب عادت بے باکی کہہ گیا کلمات گران زبان پر لایا اور مہابت جنگ نے اسکی بیباکی سے اندیشناک ہوکر چاہا کہ سراج الدولہ کی رفاقت سے ممنوع کرے مہدی نثار خان نے اس رمز کو پاکر سراج الدولہ کو دل نشین کیا کہ تمہارا دادا فرط محبت سے مفارقت کو راضی نہین چاہتا ہی کہ ہمیشہ اوسکے تابع فرمان اور مرتبہ اعمام سے نازکتر بسر کرو اور آپ کسی سبیل سے اونکے کمتر ہونگی شایان نہین بلکہ باعتبار وراثت مہابت جنگ کے چراغ دودمان اور زبدۂ خاندان ہو فضل خدا سے آپ لڑکے بھی نہین کہ اسطرحکی اطاعت ضرور ہو اگر تم مرشد آباد سے ہوکر عظیم آباد کی راہ لو جانکی رام جو کہ بندوی مغلوب اور نائب تمہارا ہی وہان سے اوٹھا دینا کچہ کام نہین بعد ازان مہابت جنگ بجز تمہاری دلجوئی کے اور کچھ نکریگا الغرض سراج الدولہ کو تو یہ مصلحت قبول تھی مہدی نثار خان آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول ۱۱۶۳ھ ہجری کو نوکری سے مستعفی ہوکر مرشد آباد ہوتے ہوئے مع رفقاے چند کے عظیم آباد گیا اور نقی علی خان مورخ کے چھوٹے بھائی کو جو ہمراہ اپنے چچا کے ترک رفاقت صفدر جنگ کی کرکے سراج الدولہ کا ملازم ہوا تھا قبل اس سانحہ کے بحسب تقدیر ناراض ہوکر روانہ شاہجہان آباد ہوا تھا مورخ کہ پورنیہ مین صولت جنگ کا رفیق تھا بھائی کے ارادہ پر مطلع ہوکر اپنے بھائی کی مفارقت کا راضی نہوا طلب کیا اور بڑی سعی سے دوبارہ صولت جنگ کا ملازم کرا دیا اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین جاکر مرہٹہ کو مفقود الخبر کیا اور جاونی قدیم مین خیمہ زن ہوا چونکہ اس گروہ کی بیخ کنی کا خیال تھا اور حیدر علی خان خلف الصدق علی قلیخان جسکے نام میدنی پور کی فوجداری تھی بسبب عدم قدرت اور اقتدار

متعلقان اور تمام مرشدوم معدرت خواہ ہوا مہابت جنگ نے مکان اور دو تحخانہ خاص کا حکم دیا اور
متعلقان کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور خاص و عام لشکر کو جو کہ طول سفر سے آزردہ ہوئے تھے
اور قریب برسات کے آنے سی مرشد آباد کو تیز کے امیدوار تھے حکم چہاونی کرنے کا صادر فرمایا
لاجرم ہر ایک نے مایوس ہوکر اپنے حسب مقدور سائبان وغیرہ بنوا لیا سراج الدولہ اپنے
حصول دعوے کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ سے چند روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر
و تفریح کے بہانہ سے لیکر مرشد آباد پہونچا اور اپنے ارادہ سے مہدی نثار خان کو مطلع کر کے
رقعہ متضمن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایلغار واسطے تعین تاریخ لکھکر ہرکارون کی ہاتھ
روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیر باغ کے بہانہ سے مع لطف النسا جاریہ کی جو اوسکی پرورش
کردہ تھی سواری رتھہ پر چلکے جیل چالیس کوس ایکروز مین قطع راہ کر سکتے تہی عظیم آباد کو
چلا شہامت جنگ نے مع حسین قلیخان اور حسن رضا خان وغیرہ ہمراہیان روشناس
تقرب خاص نے بمجرد استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہوکر پالکی پر سوار ہمراہ معدودہ ملازمان
بے اختیار سے در پے دادیدہ ہوکر سراسیمہ دیوان تک دوڑے اجب نپایا بعض معتمدان
کو پیشتر روانہ کیا اور در بارہ معاودت نہایت الحاح و لجاجت فرمائی سراج الدولہ نے اونکی
باتون پر کچھ التفات نکیا اور زجر و توبیخ سے اونکو دفع کر کے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ
نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے ہر چند ہاتھ پیر مارے اوس تک نہ پہونچا
البتہ ہمارے فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہونچے مگر بر وقت التماس معاودت جواب دیا کہ
اگر میرے واپس لیجانیمین زیادہ اصرار کروگے مین اپنی جان دیدونگا اس باعث سے ناچار
وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھ سی دیدی
اور بنا بر فرط تعشق کے جو اوسکے ساتہ رکھتا تہا مضطرب ہوگیا اپنا رہنا میدنی پور مین محال
سمجھا اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کو مشمول عواطف فرماکر اور دفع غنیم کی بارہ
مین تدبیرین سکھلا کر میدنی پور مین چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد
کو چلا باوجودیکہ موسم برسات اور راستہ مین کیچڑ اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی
مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تہا آٹھہ دن کی راہ چار روز مین طے کر کے دار الامارۃ
مرشد آباد مین وارد ہوا ایکروز مقام کر کے دوسرے روز پہر عظیم آباد کو راہی ہوا اور
ایک قطعہ خط سراج الدولہ کے نام مشعر دلجوئی اور شفقت اور کثرت اشتیاق اور نیز ترک

ارادہ منظور کی نہایت عمدہ طور پر لکھکر بھیجا سراج الدولہ بھاگلپور کے طرف پہونچا تھا کہ یہ خط ملا جواب مین لکھا کہ جناب عالی باوجود اظہار اسقدر مہر و شفقت کے میرے دشمنون کی درپے پرورش ہین ازانجملہ حسین قلیخان کو وہ مرتبہ عزت و سروری دیا کہ مجھے ذلت ہی کہ بروقت معاودت بردوان سے میرے استقبال کو ایک قدم بھی نہ بڑہا اور شہامت جنگ کو ولایت عہد دیگر صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری عطا فرمائی میرے حال پر بجز عنایات زبانی کے کوئی شفقت و نوازش جو ازدیاد منصب اور اقتدار کے لایق ہو نہوئی حالا ہرگز تشریف نہ لاؤنگا ورنہ آپ کا سر میرے دامن مین یا کہ میرا سر آپ کے زیر پاے فیل ہوگا اور یہی جواب ہرکارہ کے زبانی بھی کہلا بھیجا جب ہرکارہ نے کلمات مذکورہ بیان کیے مہابت جنگ نے نہایت برہم ہوکر ہرکارہ سے فرمایا کہ اگر میرا سر اوسکے زیر پاے فیل غلطان ہو عین آرزو ہی اوسکے سر کو میرے پاے فیل کے نیچے کیونکر تو نے بیان کیا پہر دوبارہ خط کمال ملائمت اور اوسکی غلط فہمی کے اشعار مین تحریر کیا خلاصہ اوسکے مضمون کا یہ ہی کہ اے عزیز جان من تمنے برخلاف مدعا کے وہم و گمان کیا ہی شکایت تمہاری بیجا ہی آرزو میری یہ ہی کہ کل دنیا کی حکومت اور فرمانروائی اوس نور چشم لخت جگر کو ملے اور یہ رباعی دستخط خاص سے اوس خط مین لکھدی ع غازی کہ پے شہادت اندر تگ و پوست + غافل کہ شہید عشق فاضلتر از دست + فردا ے قیامت این بآن کی ماند + این کشتہ دشمن است و آن کشتہ دوست + اب علم وقایع نگار لکھنے احوال مہابت جنگ سے روگردان ہوکر ماجراے سراج الدولہ لکھتا ہے

کہ [illegible] کا ہاتہہ سے نجاے

پہونچنا سراج الدولہ کا نواح عظیم آباد مین اور مہدی نثار خان سے ملکر جانکی رام سے لڑنا اور [illegible]

جب سراج الدولہ غیاث پور مین پہونچا شقہ لکھا ہوا اوسکا قبل ازین مہدی نثار خان کو پہونچا تھا بدین مضمون کہ مین اپنی سلطنت برباد کرکے تمہارے اعتماد پر ادہر آتا ہون اب اپنے قول پر آمادہ اور مستعد ہو مہدی نثار خان قبل ورود اس رقعہ کے عازم تھا کہ اہل و ناموس کو بذریعہ کشتی غازی پور بہیجے تاکہ جب سراج الدولہ آوے حسب معقد و تعمیل کرے اور اگر وہ نہ آوے خود مع رفقا کے روانہ شاہجہان آباد ہو کیونکہ اسکو مضبوط یقین نتھا کہ سراج الدولہ بموجب اوسکے تعلیم کے کاربند ہوگا الغرض جب رقعہ مذکور پہونچا والدہ مورخ کو جو کہ بجاے

اسنے والدہ کے سمجہتا تہا اپنے مکانمین بلاکر اظہار مافی الضمیر سے آگاہ کیا والدہ موصوفہ نے
ممانعت کی مبالغہ فرمایا کہ اسے بہائی تو مہابت جنگ سے عہدہ برآنہوگا اور بالفعل یہ ہندو
نایب ہرچند ہندو اور مفلوک ہی مگر نوکر تو مہابت جنگ کا ہی اور دہر سراج الدولہ مہابت جنگ
کا فرزند ہے اور وہ اسیر مرتا ہے اوسکے آئینمین کچہہ مضرت نہین انجام کار یہہ شیر و شکار ہونگی تم مفت
مین اپنے قتل کے روادار نہو کشتی موجود ہی زن و بچہ کو روانہ کردو اور خود گہوڑے کی
سواری پر نکل جاو مہدی نثار خان کو تو اجل اور غیرت دامنگیر تہی ہرچند والدہ مہربان
نے سمجہایا کچہہ نہ سُنا اور کہا کہ اگر سراج الدولہ نہ آتا تو بندہ ہرگز قصد نکرتا اب نہین ہوسکتا
کہ کنارہ کرون اور نامردی سے مشہور ہون اگر حیات مستعار اور اقبال کا مگار نے یاری
کی تو اس ہندو بنگالی پر فتح پائی فبہا اور اگر ایام زندگی برابر ہوچکے ہین کیا مضایقہ ہے۔ القصہ
اپنے ناموس کو روانہ غازی پور کیا اور بعض جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اپنے لڑکے کا
حق سپرد والدہ کے کیا اور آخر شب کو رخصت ہوکر صبح ہوتے ہوئے عازم خدمت سراج الدولہ
ہوا قصبہ غیاث پور مین جو بارہ کے نام سے معروف ہے آکر بلاقات کی جو جاگیردار اطراف
دربہنگا اور گنگا کے اوس پار تہے اونکے نام خطوط بلانی مشعر و عدہ و الطاف سراج الدولہ کی
طرف سے لکہہ لکہہ بہیجے اور لوگون کی عرضیان مشعر زود رسی کے ملاحظہ مین گذرنے لگا غرضکہ
جو چلے تہے جب اثناے راہ مین مہدی نثار خان کے وفات اور سراج الدولہ کی شکست
کی خبر سُنی واپس ہوگئے الغرض مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کے جعفر خان کے باغ مین
پہونچکر مقیم ہوا شہر عظیم آباد کے لوگ اور نیز اطراف و اکناف وغیرہ کے زمیندار سراج الدولہ
نے جانکی رام کو پیغام دیا کہ حاضر ہوکر مشرف ملازمت ہو وہ اس خبر سے متحیر اور انکار مین
غریق ہوا کہ کیا کیجے اگر سراج الدولہ کے ملازمت مین جائیے مبادا مہابت جنگ مورد عتاب
فرمائے یہ مقدمہ ملکداری کا ہی اور اگر سراج الدولہ سے مقابلہ کریے اور خدانخواستہ کوئی
چشم زخم پہونچے تو مفت مین زندگی سے آنکہہ چرانا پڑے کیونکہ جو کچہہ مہابت جنگ کو سراج الدولہ
کی محبت مدنظر تہی اوسکا حال سب پر روشن تہا اور عیان ناچار ایسے کشمکش مین تہے
مصطفی قلیخان کو جو محمد ایرج خان کا بہائی اور اوسکا خسر اتہا بہیجا تاکہ ارادۂ نیک سے آگاہ ہو ہم پہونچاوے
مصطفے قلیخان حاضر حضور ہوکر تقریب کلام ہر طرح سے کرنے لگا مہدی نثار خان نے سراج الدولہ
کو سمجہا دیا تہا کہ جانکی رام کے مقرب حضوری مین جانے نپاوین ورنہ مضر حضور کو وہان ظاہر کریگا

ہلوگون کو شہر مین رسوا اور بدنام کیا اور اپنے کو ایک تہلکہ مین ڈالا الحال یہی بہتر ہو کہ اپنے راہ
لگو مہدی نثار خان نے جواب دیا کہ مہتہ جیو یہ کلام شایان خیرخواہی نہین اسوقتین ہم تم باہم
مخالف ہین سو جو جسکے فن کی خواہش عیان کیجیے پس اب داد تیغ و تبر دیجیے بعد اس گفتگو کے
مہتہ جسونت جو کہ مبارز دلیر جنگ آزمودہ تہا ابرو تانا چار پیادہ ہوکر مہدی نثار خان سے
مقابل آیا مہدی نثار خان نے ایک ہاتھہ تلوار کا اوسکے گلے پر لگایا اور اوسکی مداہنت پر افسوس ہو کہ ہمراہیان
نامرد کے دل نہ بڑہے ورنہ بعد کشتہ ہونے مہتہ ناگر کے سراج الدولہ کی ہمراہیان کسیقدر
دل توانا ہوئی اور جانکی رام کے سپاہ مین تزلزل زیادہ ہوا کیا عجب تہا کہ عین دار و گیر مین سراج الدولہ
کی فتح ہوجاتی مہدی نثار خان نے کسی منشی کو آواز دی کہ اے فلانی مجہکو تجہسے ایسی ہی امید
تھی لیکن کچھ سود نہوا تا آنکہ دروازہ حاجی گنج سے جو مہدی نثار خان کے چپ کے طرف تھا
میر محمد اشرف کا بہتیجا جو ناگر کے جانب تھا ظاہر ہوکر مہدی نثار خان کو نصیحت کرنے لگا
اور لوٹ جانے کو کہنے لگا اس جرار کو غیظ اور غضب آیا سخت و سست نہ ملا اوس نامرد نے دہوکہا دیا پیچہے
سے آکر ایسا ایک ہاتھہ تلوار کا مارا کہ پیر کٹ گیا اور ایسا مرد دلاور بستر ناکامی پر گرا
انا للہ و انا الیہ راجعون ۞ بعد ازان باتفاق ناگر سر پر پہونچکر خاتمہ بالخیر کر دیا اور سراج الدولہ
نامرد اس مشاہدہ سے گہبراکر گنج مذکور کے راہ سے کوچہ مین جا چہپا اور مصطفی قلیخان
کے گہر کی راہ لی ہمراہی اوسکے ہر طرف پریشان ہوگئے سیف خان کے میرزا دو مین ایک
شخص میرزا سنگی نام مہدی نثار خان کی رفاقت مین گولی کہاکر جان بحق ہوا دو تین آدمی
اور بہی مقتول و مجروح ہوئے مہتہ جسونت نے مہابت جنگ کے خوف سے باوجودیکہ زخم
منکر چہرہ پر کہایا تہا خون چہکان سراج الدولہ کے پیچہے مصطفی قلیخان کے گہر تک پہونچا آیا مصطفی قلیخان
نے گہر سے نکلکر استقبال کیا اور حیلتاً عجز و نیاز کرتے گہر مین لایا خدمتگذاری کی اور مہتہ
مذکور کی تحریر خانہ مذکور کے متضمن صحیح و سالم پہونچنے سراج الدولہ کے اوسکو مکان پر مہری
لیکر مراجعت کی اور جانکی رام نے مہدی نثار خان کا سر ناحق کاٹکر کچھ دیر دروازہ شرقی
پر لٹکایا پہر بعض لوگون کے کہنے سے مع لاش کے حوالہ کرکے اجازت تجہیز و تکفین مادر عزنالی اور
وہ بیچارہ مرحوم اپنے باپ کی قبر کے جوار مین محلہ پون گولہ مین مدفون ہوا اور جانکی رام نے
اوسکے رفیقان جانباز کو بہی جو کہ اوسکے ہمراہ شہید ہوئے تہے اوسی احاطہ مین دفن کرایا مصرع ہمین است
پایان دنیا ہمین ۞ اور بموجب شعر منشی اکبرنامہ کہ سے ہے دنیا دونکی ہی انتہا ۞ بجز بیوفائی نہو باوفا

کے

اللہم اغفرلہ درجتہ فی اعلیٰ علیین والحقہ بابائہ الصالحین الغرض جانکی رام نے سراج الدولہ کی محفوظ رہنے اور مہدی نثار خان کے شہید ہونے سے زندگی دوبارہ پائی اور اپنی جگہ پر بدستور قدیم کمال غرور اور نخوت سے جا بیٹھا۔

آنا مہابت جنگ کا عظیم آباد مین اور سراج الدولہ سے ملاقات کرنا اور بیمار ہوکر مع سراج الدولہ کے مرشد آباد کو معاود ہونا

مہابت جنگ کمال اضطراب مین بہ تمناے دیدار سراج الدولہ کے رہ سپر تھا رات دن بیقرار پروانہ وار اوسکے شمع جمال کے شوق مین سوزان چلا آتا تھا جب قصبۂ غیاث پورہ عرف بارہ مین آیا اور حقیقت حال سے مطلع ہوا دلجمعی ہوئی سید اسد اللہ خان برادر منعم علیخان کو جو اس سفر مین مرشد آباد سے ہمراہ ہوا تھا سراج الدولہ کے پاس بھیجا اور اپنی آرزومندی کے پیغام دیے خانہ زاد کورنے سراج الدولہ کے حضور مین پہونچکر اپنے حسن بیان سے جد امجد کے پاس آنیکو راضی کر لیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی آمد کی خبر سے وہ خوشی ہوئی کہ استقبال کی عزیمت مین باوجودیکہ استقلال مین کوہ وقار تھا پرکاہ سے زیادہ سبک اور مضطرب معلوم ہوتا تھا ہر وقت یہی زبان پر تھا کہ اب کہان پر آیا ہوگا تا آنکہ جاسوسون نے خبر دی کہ نزدیک آگیا حکم دیا کہ پیش خیمہ سے دیوار اوٹھا دیجاوین تاکہ مانع دیدار نہون جسوقت سواری پر نظر پڑی بے اختیار سجدہ شکر مین سر رکھا سراج الدولہ خیمہ کے نزدیک پہونچکر گھوڑے سے اوترا اور قدمبوسی والد اپنے پر سر جھکایا مہابت جنگ نے آغوش مین تنگ کھینچکر بے اختیار رقت کی اور رکھکر سر سجدہ شکرانہ جناب باری تعالیٰ کا بجا لایا اور باتفاق اوس جگہ سے نہضت فرمائی اور عظیم آباد مین آیا جو عمارت کہ احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ مرحوم نے دریاے گنگا پر بنائی تھی اونہین مین نزول فرمایا۔ سراج الدولہ جانکی رام کے جسارت سے جو بدرجہ لاچاری واقع ہوئی تھی نہایت آزردہ تھا مہابت جنگ نے اوسکی شفاعت کرکے عفو تقصیر کرائی اور سراج الدولہ کی ملازمت کو روانہ کیا سراج الدولہ نے بپاس ارشاد جد امجد کے مشمول عنایت فرماکر رخصت کیا اور جو کہ کوئی امر موجب توقف صوبہ بہار کے نتھا بلکہ اوسکا دل مرہٹہ کے طرف سے جو کٹک اور بالیسر مین منتشر تھے اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام وغیرہ کو میدنی پور مین چھوڑ آیا تھا چندان اعتماد نتھا پس جانکی رام کو خلعت استقلال عطا فرماکر مع سراج الدولہ کے روانہ مرشد آباد ہوا انہین دنونین مہابت جنگ کو

تپ محرق عارض ہوئی اوسوقت بجز تاج الدین نام سکے کوئی طبیب نتھا مشار الیہ بموجب حکم حاضر رکاب ہوکر تدبیر مناسب کرتا تھا اور مہابت جنگ بسواری کشتی سطے مسافت مین عجلت کرتا تھا بدین وجہ کہ حکیم لایق التعظیم محمد ہادی خان ہاشمی عقیلی خواہرزادہ خاتم الاطبا حاوی علوم طبی وحکمی جالینوس الزمان حکیم علوی خان شناسای تمام مزاج کا تھا مہابت جنگ کے مزاج سی بخوبی واقف تھا اثنا سے راہ سے کسی ملازم کو اوسکے احضار کیواسطے مرشد آباد روانہ فرمایا اور خان مذکور واقع راج محل مشرف ملازمت ہوکر متوجہ معالجہ ہوا اور مہابت جنگ عین سختی عارضہ مین مرشد آباد پہونچا دوا وغیرہ جملہ امور منحصر ایماسے حکیم ہادی علیخان کرتے تھے فی الحقیقت اس فلاطون فطرت مسیحا آیت نے تدبیر معالجہ مین ید بیضا کیا تہوڑے عرصہ مین صحت ہوئی بعد حصول صحت کلبہ کی اس قدر شناس نے خلعت فاخرہ اور سرپیچ اور جیغہ مرصع اور زنجیر فیل عماری دار اور پانچہزار روپیہ نقد سے سرفراز فرمایا اور تعظیم وتکریم مین بھی اضافہ ہوا حتی کہ سواری مین داخل دولتخانہ ہوتا تھا اور جس جگہہ تک شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور صولت جنگ کی پالکی صحن چبوترہ کے زینون کی پاس اوترتی تہی اسکی بھی پالکی اوسی مقام پر جاتی لگی اور شہامت جنگ اور سراج الدولہ بھی تواضع لایقہ سے پیش آتے تہی بعد غسل صحت کے نذر اور صدقہ کی تعمیل ہوئی چونکہ ہنوز ایام بارش باقی تھے اور مرہٹہ کے تگ وتاز کا بھی اندیشہ نتھا اور بیماری کا ضعف بھی کسیقدر لاحق تہا رفاہیم کرایم واسطے راجہ دولبہ رام اور میر محمد جعفر خان کے منشور نوید صحت اور نیز وعدۂ معاودت بعد برسات کے صادر ہوئے اور چونکہ عظیم آباد سے مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکہا تہا کہ بروقت واپسی کے مقام گندہ گولہ مضاف پورنیان مین واسطے ملاقات کے متوقف ہو صولت جنگ نے اوس مقام پر ضیافت کی طیاری کی تھی اور بندہ مورخ کو چند کوس پیشتر روانہ کیا اور انتظار ایفاے عہد کر رہا تھا مہابت جنگ نے بسبب عارضہ بیماری کے عذر لکھہ بہیجا اور خود نہایت جلدی سے دریا عبور کرکے داخل مرشد آباد ہوا صولت جنگ خبر علالت سنکر محمد مسیح اپنے ملازم طبیب کو جو کہ اسم بامسمی تھا جلد بہیجا اور سماعت خبر صحت کے بتقریب عیادت اور مبارکباد کی پورنیہ سے نہضت کرکے مشرف ملازمت ہوا اسی ضمن مین نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ مرحوم خواہر علاء الدولہ سرفراز خان جو کہ شہامت جنگ اور اوسکی بی بی مہر النسا معروف گہسیٹی بیگم دختر مہابت جنگ سے نہایت ربط یگانگی رکہتی تہی اور

ان میان بی بی نے مراتب ادب ملحوظ کرکے اپنے کار و بار خانگی کی اختیارات او سکو دی تھے اور بیگم مذکور علاء الدولہ کے جملہ نوکرون سے ایک کو جو کہ او سکے قتل کی رات کو پیدا ہوا تھا اور شکر احمد خان نام ہوا اپنی فرزندی مین لیا تھا او سکے وصلت کا ارادہ صولت جنگ کی کسی دختر سے رکھتی تھی لہذا صولت جنگ کی بی بی مذکور کی توسل سے پیغام دیا صولت جنگ نے اولا تو انکار کیا مگر پھر شہامت جنگ کے مبالغہ اور اصرار سے راضی ہوا اور چونکہ سرانجام اس کار خیر کا بدون جاوے پہونے قبایل اور عشایر مہابت جنگ اور سرفراز خان مرحوم کے نہین ہو سکتا تھا اور جانا تمام عورت اور مرد کا پورنیہ مین ناممکن تھا بناے شادی مرشدآباد مین قرار پاکر مقرر ہوا کہ بعد مہیا ہونے سامان شادی کے جو ساعت کہ تجویز ہوا اوسی وقت صولت جنگ مرشدآباد کو آوے باقی اسکا حال وقایع آیندہ مین تحریر ہوگا بعد چند روز کے صولت جنگ خدمت عم بزرگوار سے رخصت ہوکر اپنے دارالملک کو عازم ہوا۔

میر حبیب اور مرہٹہ کا مصالحت کی استدعا کرنا بشرط تفویض صوبہ کٹک اور کسیقدر زر نقد کی اور بسبب ضعف پیری کی قبول کرنا مہابت جنگ کا

میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کی رفاقت مین جو فوجین میدنی پور مین مقیم تہین اگرچہ بحسب کمیت تدارک محاربات مرہٹہ اور اخراج انکا کٹک اور بالیسر سے ممکن تھا لیکن بسبب قصور جرات اور سعی سپہ سالار اور نیز شہرہ بیماری نواب مہابت جنگ کے متعذر رہتا چنانچہ صحت کی خبرین مشتہر ہوئین مگر دوست دشمن دونو حیلہ حوالہ کا خیال کرتے تھے سپاہ ملازم بھی دشمن سے لڑائی کرنیکو جسارت نہین کرتی تھی اور مخالف لوگ زیادہ تر ایسی خیالات سے متوحش ہوکر دلیر ہوے تھے لہذا مہابت جنگ کو باوجود بقیہ ضعف اور نقاہت کے سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین مع فوج انجم شمار کی حرکت کرنا ضرور ہوا مرشدآباد سے میدنی پور کو چلا اور اودھر سے میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام برسم استقبال برآمد ہوکر درمیان بردوان اور میدنی پور کے مشرف پابوسی ہوے اور مرہٹہ اور میر حبیب نے خبر بیماری اور میدنی پور سے فوج کی حرکت سنکر پیر بڑہائی اور میدنی پور کی جانب انیکو آمادہ ہوے مہابت جنگ نے مع فوج ہمراہی اور لاحقہ کے بقصد مقابلہ میدنی پور کو متوجہ ہوا قصبہ مذکورہ مین فریقین کی ملاقات ہوئی بموجب عادت معہود کے میر حبیب اور مرہٹہ مغلوب اور مہابت جنگ مظفر ہوا اور افواج دکن خدمات بہادران مہابت جنگی کی

تاب نلاکر جنگل و پہاڑ و نمین بنگالہ کے غرب رویہ پریشان و آوارہ ہوئے اور مہابت جنگ
نے حسب عادت سابقہ تعاقب مفسدان مذکورہ کا رخ فرمایا لیکن مرہٹہ کو تاب کہان تہی جب لشکر منصورہ
جرارہ پاس پہونچا بسبب نامردی جبلی عدم تاب مقاومت بہاگ جاتی مہابت جنگ نے تعاقب سے ہمہ تن پہیر الیکن
تاب استقامت ندی پہاڑ کہین پر ٹہر نسکی جگہ نپاکر کٹک کے جنگلو نمین ہوکر فراری ہوئے اور مہابت جنگ نے
بافتح و فیروزی مرشدآباد کو معاودت کی کٹک سے انکا خارج کرنا دوسرے سال پر ملتوی فرمایا اور میدان کٹوہ مین
نزول کیا میر حبیب اور سرداران مرہٹہ نے مہابت جنگ کا غلبہ دیکہکر اور ایذا اوٹہانے سالہا سال سے اونکے دیکہے ہوئے بہبود
تمنائے دلی آئینہ مراد مین ایسی فکر کردیدہ ہوئے کہ جسصورت سے ممکن ہو صلح ہو جاوے چونکہ بالکل ملک سے ہاتہ اوٹہانا اونکا ایسے
ہراسان و رسوا ہونے پر راضی ہونا رکہوجی بہوسلہ کا خوف دلاتا تہا چنانچہ بعضنے پذیرائی پر مہابت جنگ کے
اطاعت کے خواہان ہوئے آخر میر حبیب نے بعض اپنے معتمدین کو اس استدعا کے واسطے میر محمد جعفر خان
کے پاس بہیجا مشارالیہ نے اونکے التماس بروقت مناسب مہابت جنگ کے حضور مین عرض کی نواب موصوف
اگرچہ بنظر شجاعت اور عزت ذاتی کے اونکے ملتمس قبول کرنا ناممکن جانتا تہا مگر چند وجہ سے
اول ضعف پیری دوسرے آسایش ناتوانان تیسرے اجرائے فیضان ممالک محروسہ کی نظر سے متوجہ اقبال ہوا
کیونکہ اوس زمانہمین سن شریف پچہتر برس کا تہا اور مرہٹہ کی لڑائیو نمین دس برس برابر
تردد و مشقت حاصل ہوئی تہی کہ چند فتح و نصرت ہر وقت اسی کے حصہ مین ہوتی تہی مگر اکثر غربا
اور رعایا ملک جنوبی گنگا کے دکہنیون کی قتل و غارت سے پراگندہ اور پامال ہوگئے تہے اور
ہمیشہ اپنی جان و مال کی فکر مین زندگی بسر کرتے تہے بہر حال بنظر وجوہ مذکورہ میر محمد جعفر خان کو
حکم دیا کہ بعض اپنے معتمدین کو میر حبیب کے پاس بہیجے جسوقت کوئی عمدہ اوسکے ارکان دولت
مین سے جو کہ عقل و تمیز سے بہرہ مند ہو آویگا بشرط لیاقت پذیرائی کے صلح منظور کیجاویگی اور ثالث بالخیر
اپنے مکان کو رخصت پاویگا خان مشارالیہ نے میر حسن علی اور میر عوض علی کو میر حبیب کے
فرستادون کے ساتہ برسم مبشر شادی روانہ کیا مشارالیہما میر حبیب کے پاس پہونچے مہابت جنگ کے
رضامند ہونے سے میر حبیب جسکے خیال مین یہ امر نہایت دشوار تہا اس بشارت کی سننے سے
کہ نعمت عظمی سمجہتا تہا شاد و خرم ہوا اور مطیع مہابت جنگ کا ہوکر بجا آوری ارشاد مناسب جانی
اور کہنا اسکا خواہ برا ہو خواہ بہلا لازم اور لابد سمجہا مرزا صالح کو میر حسن علی اور میر عوض علی
کے ہمراہ جعفر خان کے پاس روانہ کیا تاکہ اوسکی وساطت سے شرف ملازمت مہابت جنگ بہادر حاصل کرکے
اظہار قبول اطاعت و انقیاد نواب عالی جناب کرے اور جسطرح کہ مرکوز خاطر والا ہو بانیل مرام معاودت لازم جانے

فرستادهٔ میر حبیب بتوسط میر محمد جعفر خان سے کے جس وقت کہ مہابت جنگ کٹوہ مین رونق افزا تھے
اونکی ملازمت مین فایز ہوا اور ہمرکاب ہوکر مرشد آباد مین وارد ہوا—

ذکر وقوع مصالحہ فیمابین مہابت جنگ اور مرہٹہ اور میر حبیب کے درمیان ہونے کا

جب مہابت جنگ مرکز دولت مین پہونچا مرزا صالح نے اظہار اطاعت و فرمانبری کرکے
عہد و مواثیق سے درخواست مطالب کی عرض کی اور چند روز سوال جواب درپیش رہے
شروع ۱۱۶۵ہجری مین اس طرح پر صلح ہوئی کہ میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور جناب
مذکور کے طرف سے صوبہ کٹک کی نظامت پر سرفراز ہوا اور اوسکے حاصلات کو فوج رگھو
کی تنخواہ مین دیوے اور علاوہ اُسکے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس شرط پر رگھو کو دیا جاوے
کہ بعد قلمرو مہابت جنگ مین ایک فرد مرہٹہ بھی قدم نرکھے تصدیان بنگالہ اس سرکار کے نوکر اوسکو دیتے رہینگے
اور فوج مرہٹہ رودخانہ سون ایکیا کو اپنا حد و سد سمجھکر اوسکے پار آنیکا عزم نکرین جب
میر حبیب نے اس قول و قرار سے آگاہی پائی عرضداشت اپنی رضامندی کی ارسال حضور نواب
کی اور مرزا صالح کو خطاب مصالح الدین محمد خان کا عطا فرماکر مع سند و خلعت و فیل وغیرہ کے
بنابر میر حبیب کے رخصت دی جب اسطرف سے طبیعت جمع ہوئی فوج کی تخفیف مدنظر ہوئی
اور آبادی دیہات ویرانہ جو مرہٹہ کے تاخت و تاراج سے ہوئی تھی منظور ہوئی اور میدنی پور
جو کہ بعد مصالحت کے داخل بنگالہ ہوا راجہ رام سنگہ کو جو ہرکارون کا جماعہ دار تھا اوس جگہ کا
فوجدار کیا اور اوسکا بھائی نراین سنگہ اپنے بھائی کی جگہہ حضور مین مقرر ہوا—

ذکر سعادت رابعہ بیگم برادر زادی مہابت جنگ کا لکھنو سے چچا کی خدمت مین

انہین دنونمین پیشتر ہونے اس معاملہ صلح کی رابعہ بیگم زوجہ عطاء اللہ خان دختر حاجی احمد جو شوہر
کے ہمراہ لکھنو گئی تھی بعد کشتہ ہونے شوہر کے جو راجہ نول راے اور احمد بنگش کی لڑائی مین
واقع ہوا بوسیلہ نام قرابت اور برادر زادگی مہابت جنگ کے روساے شہر مذکور
اور روشن خان زمیندار صوبہ اودہ سے موافقت کرکے اکثرون کو عطاے لایقہ اور اکرام فایقہ
سے ممنون و مرہون احسان و منت فرماکر مع مال و اسباب و اولاد وغیرہ کے عظیم آباد پہونچی
اور وہان سے بکام دل مرشد آباد آکر چچا کے زیر سایہ مقیم ہوئی—

ذکر انتقال رائے رایان بہیرون دت کا اور دیوانی خالصہ کی راجہ کیرت چند کو ملنا اور اونکا بھی مرنا اور امید رام کی امید بر آنا

اسی ضمن مین رائے رایان بہیرون دت بنگالہ کا دیوان خالصہ شریفہ مرض استسقا مین رہرو ملک عدم ہوا اور امید رام اوسکا پیشکار بلا تعین دیوانی کی بموجب حکم امور ملکی اور مالی مین مصروف ہوا تا آنکہ راجہ کیرت چند ولد رائے رایان عالم چند جو شجاع الدولہ مرحوم کی نظامت مین دیوان خالصہ تھا اور کیرت چند کسیقدر نحو و صرف سے واقف فارسی مین بہ نسبت اور ہنود کے عمدہ طور سے بخوبی لکہتا تہا اور چندروز احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا دیوان عظیم آباد مین رہا تہا بعد ازان چند روز عطاء اللہ خان کی دیوانی مین رہا بعدہٗ بنارس مین مقیم تہا اندنون مضمون مناسب مہابت جنگ کے نام عرایض ارسال کیے اور بموجب طلب حضور مین آکر خلعت دیوانی بنگالہ سے سرفراز ہوا اور بدستور پیشکاری امید رام کے نام رہی چونکہ یہہ شخص دیوان بنگالہ کا بیٹا اور معاملہ سابقہ سے بخوبی آگاہ تھا بعض روپیہ جو کہ جگت سیٹھ وغیرہ زمینداروں سے پانا واجب تھا اور کوئی اوس زر سے واقف نتہا اس شخص نے بنظر کاردانی اور حزم و دانائی اور اپنے جانفشانی کے زر مذکور وصول کرکے چند لاکھ روپیہ کرور پر زیادہ داخل خزانہ مہابت جنگ کیا اور مہابت جنگ کو اپنے کارکردگی سے بدرجہ نہایت خوشنود کیا دو سال کے قریب اس عہدہ جلیلہ پر شاد و خرم رہا بعدہ عارضہ بواسیر کی در دو اذیت مین اسیر ہوکر اس دار ناپایدار کی دار و گیری سے چھٹکارا حاصل کیا چونکہ امید رام عہدہ پیشکاری مین مدت سے نیکنام رہا تہا عہدہ دیوانی سے ترقی یاب ہوا

میر حبیب کا مارا جانا جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کے آزردگی اور نادانی سے

جب مرہٹہ سے صلح ہوگئی اور میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور نیز رگہوجی کے طرف سے بھی معتمد اور ذو تنخواہ تھا افواج مرہٹہ کی بحالی اور برطرفی اسیکی اختیار مین تھی رگہوجی کی فوج اور ایک سردار اوسکا قرابت دار کٹک مین رہتا تھا لیکن میر مذکور کی ماتحتی مین تھا میر حبیب نے کٹک کے حاصلات سے بارہ لاکھ روپیہ نقد اپنے حصہ کا افاغنہ کی تنخواہ مین معین کیا اور دوسرا حصہ سرکار رگہوجی کے لئے مقرر کرکے صرف اوقات کرتا تھا ایک برس چند مہینے کے گذرنے پر واقع ۱۱۶۶ ہجری کو جانوجی ولد رگہوجی بہوسلہ فوج کی سرداری اور نیابت

حاصل کرکی صوبہ کٹک مین آیا متصدی اور برہمن فوج مرہٹہ کی میر مذکور کی فرمانبرداری سی ناراض ہو رہی تہی جانوجی کو جو کہ جوان خود سر اور کسیقدر باپ کی اطاعت سی بھی باہر تھا میر حبیب کی جانب سی ورغلانا اور محاسبہ کی خواہان ہوئے جب یہ مصلحت ہوئی جانوجی نے میر حبیب کو مطلوب حضور کرکے نہایت سلوک و مدارات سی تمام دن لطف و عنایت سی شام کیا چونکہ میر حبیب کا لشکر کسیقدر مرہٹہ سی دور اوترا کرتا تہا ہمراہیان میر نے طول نشست سے گھبرا کر اکثرون نے اپنی راہ لی تھوڑے سے لوگ وہان حاضر رہی جب شام ہوئی جانوجی بہ جا کی حیلہ سے کسیطرف چلا گیا اور اوس بنگلہ مین مرہٹہ ہجوم کر آئی میر مذکور کو پیغام دیا کہ بدون حساب زر اور لکھہ دینے دستاویز زر متصرفہ کی جانے نپاویگا میر مذکور تو رگھو کی عنایت اور اپنے حسن رفاقت پر اعتماد رکہتا تہا جانوجی کی کہنے پر سر نہ شدہ ہوا اور اپنی رہائی اس مکان سی چاہتا تھا کیونکہ جانتا تہا کہ جب اس مکان سی نکلا کوئی ہاتہ نپاویگا ہر چند تقریرات دلپذیر لکین مگر قضا کی پنجہ سے رہائی نپائی جب آدہی رات گذری اور دیکہا کہ کچھ اپنی گفتگو کو اثر نہین ہوتا مردانہ کمر باندہی اور چالیس پچاس آدمی سی جو ہمراہ تہی آمادہ جنگ ہوا اس کو یہ بھی خیال تہا کہ بدون حکم رگھوجی کی کوئی مزاحم نہوگا مگر تقریر سی نوبت گذری تیغ و تبر کی باری آئی یہ تو قلیل تہی اودہر مرہٹہ کی کثرت تہی باہر نکلنی کی راہ نپائی اکثر رفقا کی ہمراہ مقتول ہوا بعض مجروح ہوئی ہر چند رگھو اس خبر کی سننی سے اپنی لڑکے سی نہایت آزردہ ہو لیکن میر حبیب بیچارہ کی مفت جان گئی جب وہ وقت آیا تہا کہ اپنی تجربہ جفاکشی کا پہل چکہی بیگناہی مین جان سی گیا اسکے بعد مصالح الدین محمد خان جو کہ واسطہ صلح ہوا تہا کٹک کی نیابت پر مہابت جنگ کی طرف سی اور نیز مرہٹہ کی طرف سی سرفراز ہوا بکام آرام بسر کرنے لگا لیکن جو انتظام میر حبیب کا تہا وہ اسکو میسر نہوا مگر کج فہمی سی اپنی کو زمرہ نوکران مرہٹہ سی سمجہتا تھا۔

جانکی رام کا عظیم آباد مین فوت ہونا اور راجہ رام نارائن کا صوبہ دار ہونا اور اکرام الدولہ کا مرنا

اسی عرصہ مین واقع آخر ۱۱۶۵ہجری یا اوایل ۱۱۶۶ہجری مین جانکی رام نائب صوبہ عظیم آباد اجل طبیعی مین فوت ہوا اور راجہ رام نراین ولد رنگ لال جو کہ عہد طفلی سی پروردہ خاندان مہابت جنگ تہا اور جانکی رام کے عہد مین عظیم آباد کی نیابت پہ سرفراز تہا بحقوق سالخوردگی اور دیرینہ ہونیکی اور نیز شعور مندی کے جو کہ سیاق اور معاملات مین رکہتا تہا صوبہ عظیم آباد کی نیابت اور عطاے خلعت اور سرپیچ مرصع اور شمشیر و فیل سی سرفراز ہوا اور راجہ دولہہ رام ولد کلان راجہ جانکی رام کا جو اپنی باپ کی نیابت مین دیوان تن تہا اور زمرہ معتمدین مہابت جنگ مین تہا عطاے خلعت ماتمی اور خلعت خدمت مذکور سی سرفراز ہوا

اور واسطہ سوال جواب راجہ رام نراین اور عرض مطالب صوبۂ عظیم آباد کی حضور مین مقرر ہوا اور
مہابت جنگ نی عیش و آرام مین گذران اوقات کرنی مقرر کی اور ہر کام کی واسطی الگ الگ وقت مقرر فرمائے شکار سی
اکثر شوق تہا لہذا موسم ہر ماین سراج محل کی طرف نکلا بعد ازان جنگ جانوران خصوص جنگ فیلان
و مرغہا سے دکہنی کی تماشا مین مصروف ہوا صولت جنگ ہر سال واسطی ملاقات اپنی چچا کے جب کہ
یہ شکار کو راج محل کی طرف جاتا پورنیان سی آکر بعد ملاقات واپس جاتا تہا کبہی کبہی مرشد آباد مین بہی
آکر اپنے بہائی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور اکرام الدولہ اور احترام الدولہ کو کہ یہ تینون اوسکے
بہتیجے اور ہیبت جنگ کی لڑکے تہی اور نیز دیگر اقربا اور عورات کو دیکہکر اپنی مرکز دولت کو واپس ہوتا
تا آنکہ واسطی شادی شکر اللہ خان وا سرفراز خان پرورده نفیسہ بیگم کی شہامت جنگ نے تاکیدین
کین اور صولت جنگ کو طلب کیا اور وہ مع دختر کی جو شکر اللہ کی نامزد تہی اور نیز دیگر عیال و اطفال
کے سرانجام شادی مہیا کرکے مرشد آباد کو آیا۔

رحلت کرنا اکرام الدولہ خلف الصدق ہیبت جنگ کا جو مہابت جنگ کا متبنی تہا

اسی درمیان مین اکرام الدولہ منجہلا بہائی سراج الدولہ پسر ہیبت جنگ کا جسکو مہابت جنگ نی شروع
پیدایش سے بسبب لا ولدی کی اپنی فرزندی مین لیا تہا اور نہایت درجہ کا تعشق رکہتا تہا بیماری
چیچک مین اسیر ہوا آبلوکی وہ شدت تہی کہ بدن مین ایسی کثرت نکلی تہی الغرض خفیف سی مہلت مین جان
بحق ہوا شہامت جنگ کی گہر سے آشوب قیامت برپا ہوا شہر کا شور نشور مہابت جنگ کی خاندان مین
ظاہر ہوا شادی مذکور اوس سنہ مین ملتوی ہوا بعد چند روز کے صولت جنگ مرخص ہوکر پورنیان
چلا گیا اور شہامت جنگ اوسکی موت کی رنج سی بیقرار ہوا ہر چند شہامت جنگ اور زوجۂ شہامت جنگ
اور اوسکی ماں اور نیز دیگر اقربا اور متعلقین وغیرہ ہر طرح سی دلجوئی شہامت جنگ کی کرتی تہی مگر کچہ
سود نہوتا تہا ہمیشہ رنج و غم مین بیٹہا رہا تہا چنانچہ اس واقعہ سے چند مہینے بعد عید الفطر آئی اور مہابت جنگ
نے شہامت جنگ کے گہر آکر بڑے الحاح اور لجاجت سی اسباب تجمل پہنایا شہامت جنگ سے
چچا کی فرمان بردار تہا جب وہ گہر کو گیا دستار سر سی پہینک بی اختیار ہاتہ سے ہاتہ ملکر رونے لگا
اور کہتا تہا سبحان اللہ جو وفائی کی عہد تہ بجا لایا اسطور سی گذران اوقات تہی کہ اللہ تعالے نی اکرام الدولہ کا
مدعا اسکو قبل اوسکی وفات کے حاصل تہی اثر کا عطا فرمایا مہابت جنگ نے واسطی استرضای شہامت
کے مجرد ولادت کی حضور شاہی سی منصب شش ہزاری یا ہفت ہزاری اور خطاب مرادالدولہ
مع نوبت اور ماہی مراتب اور پالکی جہالردار بلکہ ناکلی طلب کرکی عطا یا مذکور کو خود بذاتہ شہامت جنگ

کے روبرو لیگیا شہامت جنگ کسیقدر اوس سے مایل ہوکر اکرام الدولہ کا یادگار سمجھنے لگا اور اوس سے
مشغول رہکر اوقات گذاری کرنے لگا کارخانہ امارت اوسی لڑکی کیواسطے جمع کیا حملہ خدم
وحشم واسپ وفیل اوسکے سن وسال کی لایق جمع کردیے لوگون کیواسطے ایک تماشا تھا اور
ایک گروہ معتمدین کا اوسکے حفاظت پر مقرر فرمایا اکثر لوگ اوس لڑکی کی خدمتگزاری کو اپنا توسل
عظیم جانتے تھے باوجود اس حال کے بھی شہامت جنگ کو ملال اکرام الدولہ کا کم نتھا۔ چونکہ بعد ظفریابی
سرفراز خان حاجی احمد برادر مہابت جنگ کے سرافراز خان کی ناموسون کی بےعزتی کی تھی اور کسیقدر
اوسکے مدخولون کو براہ جبر خود تصرف مین لایا تھا اور مہابت جنگ باوجود قدرت کے اغماض کرگیا
اور نیز بہت سے جور وستم سرافراز خان کے اولاد اور ناموس پر پہونچے تھے لہذا غیرت الٰہی اسکے
مقتضی ہوئی کہ ایام دولت کی اوسط مین بعض افعال زشت جسکا ذکر کرنا مناسب نہین اوسکی ناموس سے
ظاہر ہونے لگے اور سراج الدولہ وغیرہ کی وضع سے مروتی کو سوا [illegible] جو کام نالایق تھے وہ
کرنے لگے پھر ایک ذرا خفیف مال کرنا شروع کیا اور بسبب کثرت [illegible] اور [illegible] واسطے [illegible] ہوا
سراج الدولہ کی مہابت جنگ اوسکے بیہودہ حرکات کو سہل سمجھتا [illegible]
اور بھی بیباک ہوا اکثر بزرگون کو تکلیف دی اور جوانی کی عادت [illegible]
جمع کیے اور فحش [illegible] ظلم وجفا کی راہ لی غرور جوانی نے سر اوٹھایا [illegible] کسی
اپنے فعل بد سے نادم نہ ہوتا اور وہ اپنی وغیرہ کے درمیان مین منافقانہ بسر کرتا [illegible] اور [illegible]
حماقت سوالمین مردان اور نسوان [illegible] مضمون ضلالت مشحون اس قول کا ظاہر ہوا [illegible]
اور نہایت [illegible] پر آیا اور اسقدر غرور سر اٹھایا کہ اپنے کو فراموش کرکے دین و دنیا کو بھلایا [illegible] ظلم وستم کو پھیلایا
مارا جانا حسین قلیخان اور حیدر علی خان کا سراج الدولہ نادان کے ظلم وجور سے
سراج الدولہ کو جہل جوانی اور شباب کی نادانی سر پر تو چڑھی ہوئی تھی شہامت جنگ
اپنے چچا اور اوسکی بی بی اپنی خالہ کی دولت واقتدار دیکھکر خون جگر پینے لگا حسین قلیخان
رفیق شہامت جنگ کو اپنا عدو سمجھتا تھا اور فی الحقیقت شہامت جنگ کی زوجہ بمقتضاے
جہل فطرتی جو فرقہ نسوان مین ہوتی ہے کینہ نہانی اپنے دلمین رکھتی تھی اس احمق نے حسین قلیخان
کو بانی فساد سمجھا اور حقوق چند ین سالہ فراموش کرکے اوسکی اور اوسکے بھائی حیدر علیخان
کی فکر مین ہوا۔ ایک شخص ولد آقا باقر زمیندار جو بعض زمیندار جہانگیر نگر کا تھا اور جسکا نام محمد صادق
اور صداقت محمد خان لقب تھا بسبب ناموافقتی عملہ حسین قلیخان کے مرشد آباد مین آکر مہابت جنگ

[illegible]

کی حضور مین سلسلہ پیدا کیا تہا اول سراج الدولہ نی اسی کو بہڑ کایا کہ جہانگیر نگر مین جا کر حسین الدین خان
برادر زادہ حسین قلیخان کو جو اوسکی نیابت پر تہا اور اوندنونمین مالیخولیا مین گرفتار تہا مار ڈالی
وہ نالایق بموجب حکم سراج الدولہ کی عمل مین لایا بڑا فتنہ وہان برپا ہوا ٹہکہڑا ہوا چندروز اس وہم سی
کہ بدون مرضی مالک کی ایسا کام نہوا ہوگا جہانگیر نگر کی آدمی خاموش رہی جب معلوم ہوا کہ کوئی سند
اور تمسک اوسکے پاس نہین ہی مردم شہر اور رفقا حسین قلیخان نی ہجوم کرکے آقا باقر زمیندار کو مار ڈالا
اور صداقت محمد خان بہاگا سارا آرام و قرار جاتا رہا بعد چند مدت کی سراج الدولہ نے زوجۂ
مہابت جنگ کو متفق کرکے شہامت جنگ سی درباب قتل حسین قلیخان اور حیدر علیخان کی استفسار
کیا مہابت جنگ نی بھی بسبب چشم بندی تقدیر کے راضی ہوکر اجازت دی اور کہا کہ بلا مرضی مہابت جنگ
کے کام نہین ہو سکتا جب اوسکی دادی نی مہابت جنگ کی طرف سی اطمینان بہم پہونچایا اس حاجت کو
اپنی دختر زوجہ شہامت جنگ سی کہا اور باوجودیکہ زوجہ شہامت جنگ سراج الدولہ کی عدو تھی مگر اوندنون
کسی سہل سی امر کے باعث سی جسکا ذکر مناسب نہین حسین قلیخان سی دل آزردہ ہوگئی تہی بہ نیوجہ شریک
شورۂ والدہ ہوکر شہامت جنگ کو جو ہمیشہ سی اوبالی اور بخصوص اوندنونمین دنیا اور مافیہا سی بیخبر تہا راضی
کیا اور باوجودیکہ شہامت جنگ اور حسین قلیخان کی باہم عہد و پیمان قسمیہ تہی کہ زندگی تک ایکدوسرے
عزت و جان کی شریک رہینگی بد عہدی کی اور مہابت جنگ ظاہر تہا بدنامی کی رفع کرنیکو مرشدآباد سی بعزم
شکار سراج محل کو چلا گیا اور اودہر سی صولت جنگ ملاقات کیواسطے پورنیان سی کوچ کرکی اپنی چچا کی
ملازمت مین آیا بندہ مورخ بھی ہمراہ رکاب تہا القصہ سراج الدولہ نی اپنی دادا کی غیبت مین واقع
سنہ ۱۱۶۶ ہجری ایکروز شہامت جنگ کی خدمتمین جاکر اجازت قتل حاصل کی اور اثنای راہ مین دونو بہائیونکی
دروازہ پر کہڑی ہوکر حکم دیا کہ دونون کو گرفتار کر لاوین حسین قلیخان حاجی مہدی داروغہ دیوانخانہ
شہامت جنگ کی مکانمین جاکر پناہ خواہ ہوا کہ شہامت جنگ کی حضور مین میرا عرض حال کری داروغہ نی
کچھ جواب نہ بتایا ناچار واپس ہوا اور چوبیدارون نی مہدی حسین قلیخان کو داروغہ کی مکان سی لاکر شتر گاہ
مین بٹہایا اور آب شمشیر سی نہلا کر شہید کیا اسیطرح حیدر علیخان کو جو نابینا تہا لاکر شہید کیا لیکن چونکہ
حیدر علیخان شجاع تہا اوسوقت مین بھی اپنے بہائی کیطور پر عاجزی کی کلام نہ کی بلکہ درشت کلام
سی گفتگو کی اور فرمایا کہ اسے نامرد مردان جنگی کا اسطرح سی خون نہین کرتی درحقیقت ان دونون بہائیونکا
خون شاید کہ خون سیاوش تہا کہ نام خاندان مہابت جنگ کا برباد ہوا بلکہ تمام ممالک محروسہ مہابت جنگ
کا خاک سیاہ ہوا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم حیث قال کما تدین تدان القصہ

بعد اس ماجرا کے مہابت جنگ مرشدآباد آیا اور صولت جنگ پورنیہ کو واپس ہوی مگر صولت جنگ کو بھی اپنے چچا اور برادرزادہ کا اعتبار نہ رہا تھا اپنی فکر مین رہا اور اسباب انتقامات اپنی حفاظت کے واسطے آمادگی جنگ کی جمع کر لیا۔ چونکہ وقایع نگاری کی ادا آب راست تحریری سے تھی لہذا طرفداری جس جگہہ جیسا گذرا ہی ویسا ہی تحریر کیا ہے کچھہ سخن سازی اور خوش آمد پردازی کو دخل نہین دیتا ہون انصاف پسندون سی امید ہی کہ عیب جوئی نکرین اور جہان کہین خطا واقع ہوئی ہو اسکو پردہ نہان مین پوشیدہ رکھین۔

ذکر اشتداد امراض شہامت جنگ اور انتقال کرنا اوسکا اس خانہ تاریک و تنگ سے

شہامت جنگ کا حال اکرام الدولہ کی وفات سی نہایت ردی ہو رہا تھا کہ کبھی خوشی اور خورسی سے بات نکرتا تھا جب حسین قلیخان کی مرنے کو عرصہ گذرا عارضہ استسقا مین گرفتار ہوا حکیم علی تقی اصفہانی قبل اسکی کہتا تھا کہ مواد اس مرض کا جمع ہو گیا ہی اگر آپ سی اصلاح کیجاوی مناسب ہی مگر شہامت جنگ بوجہ مذکورہ اپنی حال سی محض بیخبری رکھتا تھا مان اوسکی بی بی اور دیگر توابع وغیرہ حتی المقدور دوا معالجہ سی مقصر نتھی تا آنکہ مرض طول پکڑ گیا اور مہابت جنگ نی شہامت جنگ کو مع زن مخدرہ اور دیگر متعلقان کی حتی کہ مانند بہاگ بائی کے اپنے گھر مین لا کر معالجہ مین مصروف ہوا قضا کی روگ کیلو معلوم نہین جب نہایت ردی حال مشاہدہ ہوا اور ہنگام مرگ قریب آ پہونچا اوسکی بی بی کو سراج الدولہ کا خوف سوار ہوا باوجودیکہ اوسکے باپ کا مکان تھا مگر اپنی شوہر کو ڈولی مین سوار کرا کر اپنی گھر لی آئی جس روز شام کو انتقال ہوگا اول روز کو شہامت جنگ نی پوچھا کہ آج کون دن ہی لوگون نے کہا دوشنبہ اس اظہار سی آثار بشاشت ظاہر کر کی کہا کہ عجب روز ہی کہ اپنی معشوق سی وصل ہوگا ظاہرا یہ وصیت کی کہ اکرام الدولہ کی پہلو مین مدفون کرین لوگون نی بمجرد مشاہدہ محبت کی جای مطلوب پر دفن فرمایا القصہ تیرہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری روز سہ شنبہ کی رات کو حسین قلیخان کے قتل کے سال بعد عالم جاودانی کو سدھارا اور اوس مرحوم کی منشی نی کلمہ (خدا ایش بیامرزد) سی تاریخ رحلت مادہ ۱۱۶۹ نکالا صبح کو تجہیز و تکفین کی تہہری سید الافاضل میر محمد علی ابدہ اللہ تعالی کی اقتدا سی مہابت جنگ اور جملہ اعیان شہر نی نماز جنازہ ادا کی اور بڑی شان و شوکت سی اوسکا جنازہ باغ موتی جہیل مین جو اوسکا بنایا ہوا تھا لیجا کر بیچ صحن مسجد کہ وہ بھی اوسیکی تعمیر کی ہوئی تھی جوار قبر اکرام الدولہ مین دفن کیا بروقت لیجانے جنازہ کی بڑا ہجوم گریہ و زاری کا تہا کہ کمتر کسی کی دید و شنید مین آیا ہوگا

مبلغ سینتیس ہزار روپیہ درماہہ بیوہ اور ضعیفہ اور یتیمون اور نیکون وغیرہ کا تہا کہ دفتر دیوانی سی باہر تہا بمجرد ملاحظہ
رویت ہلال کی ہر ایک کا درماہہ رومال مین باندہ کر خوانچہ مین لاتی تھے اور شہامت جنگ اپنی حضور سی
خواجہ سرایان معتمد کی ہاتہ ہر ایک کو پہونچا دیتا تہا تاکہ ہر ایک کو تقسیم کر دی اللہم اغفر لہ وارحمہ —

ذکر بعض فضایل شہامت جنگ

اپنی خاندان سی زیادہ ضعیفان و مساکین اور ذوی الارحام وغیرہ کی تیمارداری کرتا تہا اپنی اوقات
عیش و نشاط مین بسر کرتا کسی سے برا نتہا مرشد آباد کی عورتون اور بچون مین جسکی کوئی وارث نتہا
یا کہ باوجود وارث کی تحصیل معاش سی عاجز تہا یا کہ تحصیل معاش کرکی اپنی ہی خرچ مین لاتا تہا یا کسیقدر
خبرگیری اطفال بہی کرتا تہا مگر بہ حسب ضرورت سب کو اپنی عیال و اطفال جانتا تہا اور ہر ایک کی
وجہ معاش معقول طور پر مقرر کر دی تہی رفقا اور ملازمین سی دوستانہ پیش آتا تہا حتی کہ اوسکی رفیق
اوسکے روبرو حقہ اور قہوہ اوڑاتی تے ہرچند لوگون کی ساتہ احسان عظیم کرتا مگر بدانست خود نہایت
حقیر سمجھکر براہ ندامت عذرخواہی کرتا تہا — ایک نقل ہی کہ علی نقیخان مرحوم ولد حاجی مبرور حاجی عبد اللہ
خطاط مشہور نی جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا در بارہ ایک سید کی جو کہ بمقدمہ محاسبہ
محبوس ہوا تہا عرض کیا کہ فلانا سید ہی اور بسبب تاکید سخت طلبی مبلغ پانچہزار روپیہ کی جہانگیرنگر مین
مقید ہی افسوس کہ اسقدر روپیہ و زر سرکار مین صدقہ ہوا کرتا ہی امیدوار ہون کہ مبلغ مذکور
معاف ہوکر سید مذکور حضور مین طلب کیا جاوی بمجرد دریافت کی نہایت حیرت سی فرمایا کہ اسیوقت
فرمان معافی اور مطلوبی سید مظلوم کی بارہ مین تحریر ہوا اور خان شکر اللہ کو کہا کہ تمہاری اس امر خیر
کے ہدایت کرنیکا مشکور و ممنون ہوا خدا تمہین اس سلوک کی جلد و مین سلامت رکہی حالا اگر وہانکی
عملہ کچھہ تعمیل ارشاد مین دیر کرین تو مجہی اطلاع دیجیو کہ اوسکا تدارک عمل مین آوی اور اوس سید بیچارہ مظلوم
نی رہائی پائی — دوسری نقل یہ ہی کہ چند برس تک مورخ کی والدہ مع دو اپنی لڑکون سید علیخان
اور غالب علیخان اور داماد میر اسد علی کی مرشد آباد مین اقامت گزین تہی اور وہ مغفور انکی وجہ معاش کا
بخوبی متعہد تہا علاوہ ازان اقمشہ اور پارچہ جہانگیرنگر اور ندیا کی والدہ کی خدمت مین بہیجا کرتا تہا غالب علیخان
کو جو سب بہائیون مین چہوٹا ہی اکرام الدولہ ہم عمری کی سبب سے اکثر اپنی ہمراہ باغات وغیرہ کے
سیر کو لیجایا کرتا تہا اتفاقاً کسی کنچنی عورت ملازم اکرام الدولہ کو غالب علیخان پر رغبت ہوئی اکثر گہور کرتی
تہی غالب علیخان کا بہی عالم شباب تہا عشق پیدا ہوا اب حضرت عشق نی پاؤن کا کی دلونمین شک
و حسد کی آگ لگا دی اکرام الدولہ کی گوشش گذار کیا وہ نہایت بد دماغ ہوا یہ احوال شہامت جنگ کو

معلوم ہوا اوسنے والدہ کو طلب کرکے سمجھا دیا کہ چندروز غالب علیخان کو دربار کی آمد و رفت سے باز رکھی کسواسطے کہ دو نو طفل جاہل اور ناداں ہین خدا جانی باہم کسطرح یہ مسلوک ہوئی اکرام الدولہ اپنی چھوٹی بھائی سراج الدولہ سے بڑھکر طفلی مین سر شورش تھا بنابر استمزاج پدر یعنی شہامت جنگ کا اپنی آزردگی نسبت غالب علیخان کی ظاہر کرنا چاہی اور شکایت کرنا متواتر شہامت جنگ کی روبرو شروع کی کہ افسوس ہی کلکو دن غالب علیخان سفت مین میری پنجہ سے نکلگیا ورنہ مینی مار ڈالا تھا جب شہامت جنگ نی ایسے کلمات متواتر سنی اور اوسکی مقصد دلی پر مطلع ہوا باوجودیکہ نہایت الفت رکھتا تھا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ قرآن کی قسم اگر تو اوسکو مارتا تو تجھکو بھی اپنی ہاتھہ سے ذبح کر ڈالتا اوسنی اس جواب برخلاف توقع کی سنکر متحیر ہوکر کہا کہ کیا مجھی اوسکی عوض مین قتل فرماتی شہامت جنگ نی کہا ہان تجھہ مین اور اوسمین کیا فرق ہی ایک ہمشیر سے تو ہی دوسری سی وہ پس اس کلام سی اوسکا خطرہ جاتا رہا — تیسری نقل یہ ہی کہ مسی بھاگ بائی سب عورتون سی زیادہ بلکہ بی بی سے اوسکو عزیز تھی جملہ خاندان کی عورتین بنابر خوشامد اور اوسکی احترام کی خاطرداری مین رہتی تہین بندہ مورخ کی والدہ کا طرفہ مزاج تھا کہ کبھی اوس سی موافق نہوئی ایکروز بھاگ بائی نی بطور شہامت جنگ کے جو اوسکا بھائی بزرگ تھا اور والدہ کو گفتگو مین بی بی کہتا تھا اوسنی بھی بی بی کہا والدہ کو غصہ آیا فرمایا کہ تو نے اپنے کو کیا سمجھا ہی کہ اسطرح مجھسی ہمکلام ہوتی ہی اسطور سی تو بزرگ یا خاوند البتہ نوکرون اور چھوٹون کو پکارا کرتی ہین اور مین تجھے ان دونو قسم مین ایک بھی نہین سمجھتی ہون بلکہ اپنی لونڈی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہم اسکو تمہاری برابر سمجھتی ہین البتہ فرق تہی تو اسیقدر ہی کہ یہ نقرہ اور طلائی زیور پہنی ہی اور تو جواہر مرصع بھاگ بائی چپ ہو گئی لیکن آزردہ ہوکر پیش شہامت جنگ شکایت کی اوس مرحوم نی اوسکو جواب دیا کہ اوسکا مزاج اسیطور پر ہی تو نے کیون اون سی اختلاط کیا اور والدہ نی اپنی گہر مین آکر ارادہ معاودت عظیم آباد کیا اور خانہ شہامت جنگ کی آمد و رفت مدت تک موقوف کردی شہامت جنگ نی ایک مہینے کے بعد اپنی آدمیونکو والدہ کی طلب کو بھیجا والدہ جانیمین راضی نہوئی تا آنکہ شہامت جنگ نی کہلا بھیجا کہ اگر نہین آتی ہو بندہ اور بی بی گہسیٹی آنکر تجھے لی آوینگی ناچار والدہ گئی شہامت جنگ نی نسبت خفگی کی استفسار کرکے عذر خواہی کی والدہ نی فرط غیرت سے رقت کرکے قصد اپنا جانب عظیم آباد ظاہر کیا تا آنکہ بات کو طول ہوا اور شہامت جنگ کچھہ قبول نکرتا تھا اور وہ اپنی ارادہ پر مصر تہی حتی کہ بی بی گہسیٹی زوجہ شہامت جنگ اور نفیسہ بیگم خواہر علاء الدولہ نے کہا ایصاحب تمکو کیا ہوگیا ہی

تمہارا بہائی اور بزرگ ایسا فرماتا ہی اور راست کہتا ہی اور تم برابھی نہین سمجہتین مہد والدہ اوسی سماجت پر تہی آخر الامر شہامت جنگ نے باوجود بی جبری اور بزرگی عمر اور دولت اور اقتدار کی اپنی جگہہ سے اوٹہکر روبرو آیا اور فرمایا کہ بہت اچہا بندہ تقصیروار ہی الحال تیری قدمون پر گرتا ہون تقصیر میری معاف کر او سوقت والدہ شرمندہ ہوکر دست بدعا ہوئی اور مرشد آباد کی رہنے پر راضی ہوئی اور اب تک اوسکی عنایت اور شفقت کو یاد کرکے زار زار روتی ہی اور درگاہ ایزدی سے اوسکی مغفرت چاہتی ہے اسیطرح سے بعد آقا میرزای مرحوم جو پوتون اور اقارب اخوند مجلسی کے اور عہد شجاع الدولہ سے وارد بنگالہ اور معزز تہا اور شہامت جنگ سے آشنائی رکہتا تہا اوسکی اولاد اور بی بی کے ساتہ جو تقی علیخان کی دختر تہی سلوک قرار واقعی کرتا تہا کہ کمتر ویسا سلوک کسی شخص نے کسی کے ساتہ کیا ہوگا بمجرد استماع خبر ارتحال کی جو کہ بروقت اوسکے آنے کے جہانگیر نگر سے مرشد آباد کی نزدیک جو عین راہ مین بسواری کشتی واقع ہوا عملہ جہانگیر نگر کو حکم کر اوسکی تعزیت اور بازماندون کی تسلی کو بہیجا اور بعد چند روز کے اوسکی عیال و اطفال کو طلب حضور فرمایا اور جمیع اطفال خصوص اوسکی دونون پوتون میرزا باقر اور میرزا عبد الله کو اپنی تربیت خانہ مین رکہا اور خواجہ سرا اور معلم تعلیم اور تربیت کیواسطے متعین فرمائی اور ہمیشہ وجہ مصارف کا خبرگیران ریاسات سے روپیہ ماہواری دونون کی والدہ کو ماہ بماہ پہونچاتا تہا اور اسیقدر درماہہ دونون بہائیون کو علحدہ بہیجتا اور معلم تعلیم و ترتیب جدا ملازم سرکار تہی اور پارچہ ملبوسات خاصہ بہیجکر عذر کرتا تہا کہ یہ ہدیہ محقر تمہاری لونڈیون کی بہی شایان عزت نہین گویا اسی کی بارہ مین یہ شعر محشی اکبرنامہ نے کہا ہی — ایسا دنیا سے گذر یاد کرین تجکو سب ✤ خوبیان تیری کرے خلق خدا ورد لب ✤ چونکہ بندہ مورخ دونو بہائیونکی خدمت مین اخلاص و اتحاد بدرجہ غایت رکہتا تہا لہذا یہ ماجرے جو لکہے گئے چشم دیدہ ہین اسیطرح ہزارون کے ساتہ سلوک کرتا تہا جنکے نام و نشان کی خبر بندہ کو نہین ہی — ✤

مجمل احوال صولت جنگ کا اور اوسکی حسن تدبیر وغیرہ کا

صولت جنگ مرحوم کا نام محمد سعید اور اوسکی خطاب نصیر الملک مہام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ اپنی بہائیونمین صورت و سیرت برگزیدہ سے آراستہ بعض وجہ مین البتہ کمینہ تہا اور ہیبت جنگ سے باعتبار نظامت عظیم آباد کی کم ہین اعتبار دولتمین زیادہ اور شجاعت مین بہی زیادہ اور صولت جنگ ابتدای جوانی مین کہیل کود مین مایل تہا یعنی رقص و سرود اور صحبت نسوان مین راغب تہا بعد ہو جانے سانحہ صوبہ کٹک کے آگاہ ہوکر کبہی کبہی اسطرف راغب ہوتا کسیقدر رات باقی رہی بیدار ہوتا اور طہارت

وغیرہ سی فراغت کرکی نماز صبح اول وقت پڑہتا تہا اور پہر دربار خاص کرتا ہفتہ مین دو بار عام بہی اور یوم جمعہ تعطیل رہا روز خلوت
مین بیٹھتا سب سے پہلے مقربین کو بلاتا بعد اونکی ساتہ قہوہ پیتا بعد ازان مجرائی لوگ سلام سی مشرف ہوتے
اور تہوڑی دیر بیٹھکر اوٹھہ جاتی اور بعض بعد سلام کر رخصت ہوتی دو گہڑی کی بعد اندرون محلسرا تشریف
لیجاتا لیکن بعض لونڈیون اور خواجہ سرایون کے وہان پر کوئی لکھوتا ہر سر رشتہ کی متصدی اپنی کاغذ
خواجہ سرایون کی معرفت بہیجتی اور وہ اوسی خلوت مین کاغذات جانچکر دستخط فرماتا عملہ وغیرہ دربار کی
بیرون پردہ حاضر رہتی منشی لوگ تحریرات کی مسودہ بہیجتی بعد اصلاح صاف ہوکر خواجہ سرایون کی معرفت
ملاحظہ مین آتے تب ملفوف اور ممہور ہوکر مہر لگاکر منزل مقصود کو روانہ ہوتی ہرکارہ وغیرہ ڈاک کی
خطون کو لیکر روانہ کرتی تہی جب ایک پہر اور کسیقدر دن گذرتا خوان طعام خاصہ اوسکی موائد احسان سی
اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو ایکروز کی بعد اور بعض ہفتہ وار اور بعض کو کمتر بلا پرسش حسب دستور
پہونچا کرتے جب بکاول خوان طعام وقت معہودہ پر پہونچاتا عملہ دربار بوساطت خواجہ سرایون
کے عرض سلام کرکے اپنے گہرون کو رخصت ہوتے اور نواب بعد فراغ طعام قیلولہ
کرکی اول وقت ظہر کو بیدار ہوتا اور بعد فراغ بول وبراز اور وضو کی نماز ظہر ادا کرکی ایک جزو قرآن کی
تلاوت کرتا اور بعد نماز عصر کے باہر آتا اوس مجلس مین علما لوگ مانند ملا غلام یحیی اور مفتی ضیاء اللہ اور
میر وحید اور مولوی لال محمد و شیخ ہدایت اللہ و سید عبد الہادی حاضر ہوتی دو گہڑی نجومی تک تذکرہ
علمی ہوتا اور ایک کتاب مخصوص بطور درس کی پڑہتا اور ملا غلام یحیی اوسکے مشکلات حل کرتے اور
لوگ بہی گفتگو اوس مقدمہ مین کرتے تہی مگر فرماتا تہا کہ الحال تحصیل علم متعذر رہی اور اسیقدر استعداد جو مجہے
میسر ہی کچہہ اوس سے افزون نہوگی اتنا لذت فہمید سی مجہکو جان تازہ ہو آتی ہی اسقدر اسکا پابند ہوا ہون
کہ اگر کسیدن میسر نہ آئی ایسا معلوم ہوکہ شاید کوئی بڑی دولت مجہسی مفقود ہوگئی ہی اور خاطر مشوش
رہتی ہی چونکہ بندہ مورخ پر نہایت نوازش فرماتا تہا تاکید کی تہی کہ اوس وقتین بہی حاضر ہون اور میری
کلام سی بہت خوشنود ہوتا تہا اور سفر اور حضر مین بضرورت اور لوگون سی مخاطب ہوتا ورنہ ہر وقت
بندہ مورخ سی متوجہ رہتا تہا اسقدر کہ اوسکے پرانی رفقا متحیر تہی کہ اس نوجوان نی کیا افسون پڑہ دیا ہے
کہ بجز اوسکے دوسری سی ملتفت نہین ہوتا بعد فراغ شغل مذکور کے عمدہ عمدہ رفیق مانند سیف علی خان
برادر سیف خان پسر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور روح الدین حسین خان ولد سیف خان
جو صولت جنگ کا خسر تہا اور نقی علیخان برادر بندہ مورخ اور میر علی باز خان ہمشیرہ زادہ
سیف خان اور آقا علیا اور دیوان صاحب مدار معاملات ملکی راجہ عجایب رای اور بعد اوسکے

اسکا لڑکا راجہ سیج رسے اور رای پرن چند مستوفی اور پیشکاران دفتر بخشی خانہ اور توپخانہ دستی اور رای جوا رام منشی اور جعفر قلیخان داروغہ خزانہ اور میرزا داود خان سامان حاضر ہو کر ایک گہڑی ضروریات کی عرض کرنی مین متوجہ ہو کر مرخص ہوتی تھی اور صولت جنگ داخل حرم سرا ہو کر مستورات منظور نظر کے ہمراہ خانہ باغ کی سیر فرماتا اور لیتیون کی سواری مین جو بڑی تکلیف سے بنائی گئی تہین ادہر سی اودہر جاتا اور تفرج کرتا رہتا جب شام ہوتی نماز مغرب و عشا پڑہکر اگر خواہش ہوتی گانے والیان حاضر ہوتین ورنہ تنہا مصاحبت اور مکالمہ صحبت مین ایک تہائی رات بسر کرتا بعدہ استراحت فرماتا اسیطرح علی الدوام اوقات گذاری تھی ۔ بندہ مورخ نے مدت رفاقت مین کہ سات سال کامل گذری کبھی کلمہ ناخوش اوسکی زبان سے نسنا کہ کسی ادنی کے بھی حق مین کہا ہو اور نہ یہ دیکھا کہ کسی پر غصہ فرماتا ہو سلیقہ معاش نہایت درست تھا باوجودیکہ اسکا مداخل بہ نسبت شہامت جنگ کی کیا باعتبار مدت اور کیا بحساب عدت کی بہت کم تھا مگر خزاین اور جواہر اور ظروف اور مکانات اور طلا و نقرہ اور افیال وغیرہ لوازم امارت کی شہامت جنگ کی برابر رکھتا تھا چنانچہ بعد اوسکے انتقال کی چالیس اور کئی لاکھ روپیہ نقد اور شاید ایک لاکھ اشرفی کی قریب خزانہ مین موجود تھی اور دیگر آلات نقرہ و طلائی وغیرہ بھی اسی قیمت کی ہونگی گہوڑے ہاتھی بھی بہت تہی ایکروز اوسکے دلمین آیا کہ بندہ مورخ کو ہاتھی عطا فرمائی مجلس خلوت مین بلکہ پس پردہ اوسکی عورات بھی بیٹھی ہوئی تہین اور بسنت پنچمی کا جشن تہا کہ ہند مین ہوتا ہی میر محبوب علی نام مرد پیر جو اوسکی طالبعلمی اور زمانہ افلاس کا آشنا اور رفیق دیرینہ تہا اور چند دیگر خدمتگارون کی سوا کوئی نہ تھا خواجہ سرائی محلی بہیجکر مورخ ہذا کو طلب کیا جب حاضر ہوا مامور جلوس فرمایا اور اختلاط مین گفتگو کرتے کرتی بعد امتداد صحبت کی حاضر علیخان غلام سرکار دیوان خانہ نے عرض کیا کہ میر سلطان خلیل خان بنابر ادای آداب عنایت فیل کی کہ مرحمت ہوا تھا در دولت پر حاضر ہی اگر حکم ہو دور سی تسلیمات بجا لاکر لوٹ جاوے حکم ہوا کیا مضایقہ ہی حسب الاشا تعمیل ہوئی بعد ازان مورخ کو اسی عبارت سے کہا کہ خانصاحب تمنے ہمارا فیلخانہ دیکہا ہی مورخ نے عرض کیا کہ مکرر اتفاق ہوا اور فیلان سرکار نہایت خوب ہین فرمایا اب بھی دیکھنا چاہیے اور اونمین سے ایک زنجیر پسند کیجئی تاکہ آپ کو عنایت فرمایا جاوے بندہ نے اوٹھکر بعد ادای آداب کی عرض کیا کہ یہ چند کلمہ اوس شفقت سے ارشاد ہوی کہ برابر عنایات فیل کی جانتا ہون لیکن سواری فیل کیواسطے وضع اور حیثیت چاہیے اور فدوی ہر چند باقبال والا کمال رفاہ اور آرام مین بسر کرتا ہی مگر ہنوز لیاقت سواری فیل کی نہین رکھتا انشا اللہ زیر سایۂ

عاطفت رہکر جسوقت اوسکی سواری کا وقت آویگا عنایت کیجاویگا اس طرز التماس کو نہایت پسند فرمایا اور زیر لب ہنسکر خاموش ہوا بعد چندی جب صفدر جنگ کی ورود کی خبر بلاد بنگالہ مین بسبب اسکے بنارس چلے آنیکے ملی اور مہابت جنگ نی صولت جنگ کو لکہا کہ اسطرح پر افواہ اوڑی ہی کہ ہم اسطرف سی آتی ہین اور آپ اودہر سی مع اسباب حرب کی نہضت کیجئے بندہ سی اثنا د فرمایا کہ چند سوار و پیادہ عمدہ بہم پہونچانا چاہیے بندہ نی عرض کیا آدمی اجگہہ میسر آوینگی کیونکہ یہ ملک گوشہ ہی مردم ملک دیگر کا گذرا دہر کو مشکل سی ہوتا ہی فرمایا کیا مضایقہ انہین سی منتخب کرکے نگاہداشت کرنا چاہیے حسب الحکم تعمیل ہوئی اسی اثنا مین صفدر جنگ کی معاودت کی خبر پہونچی اور مردم کی جستجو سے کم ہوئی جماعہ دار لوگ جو اس روز کیلیے دست بدعا تہی اپنی لوگون کی نوکری کو ملتجی تہی نواب نی آزردہ ہوکر جواب صاف دیا مگر بائیس ۲۲ سپاہیان جو کہ خوش اسپہ تہی اپنی خواہش سی مقرر فرمائی بندہ نی اظہار کرنا اجتماع مردم کا حسن طلب سمجہکر اسطرح پر عرض کیا کہ الحمد للہ شورش دفع ہوگئی اگر حکم ہو چند لوگ جو فراہم ہوگئی ہین برطرف کیے جاوین عرضی پر دستخط فرمایا کہ اوس عالیشان کو اس سی کیا کام کل آخر روز کو ملاحظہ مین حاضر کرین آخر ہر ایک سوار و پیادہ کو دیکہکر مقرر کرلیا اور اون بائیس ۲۲ افغان کو بہی حکم دیا کہ رسالہ بندہ مین مقرر ہون جب ستر اسی سوار کی قریب اور دو ڈہائی سو پیادہ کی بندہ کی رسالہ مین مامور ہوئی فرمایا خانصاحب اب تو شاید ہاتہی پر سوار ہونا نامناسب نہوگا بندہ آداب بجالایا جب روز جمعہ آیا ایک زنجیر ہاتہی فیلخانہ سی منتخب فرماکر عطا فرمایا۔ **نقل** چوتہی یہ ہی کہ مورخ نی ایکمرتبہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہنڈوی بنام اپنی والد کے شاہجہان آباد کو بہیجی اوسنی اس امر سی واقف ہوکر کہا کہ خانصاحب سُنا گیا کہ اسقدر روپیہ کی ہنڈوی آپنی شاہجہان آباد بہیجی ہی چونکہ چہپانا مناسب نتہا مورخ نی اقرار کیا فرمایا کہ ہمین اطلاع نکی ورنہ ہم بہی شریک ہوتی مورخ نی عرض کیا شریک ہونا کیسا یہ سب کچہہ حضور کی دولت کی بدولت ہی ورنہ بندہ ملازم کی دست قدرت ظاہر یہ سنکر ہنسا اور خزانچی کو حکم دیا کہ سرکاری حساب مین مجرا کرے اور رسید فقیر کو دیوی مورخ اس عطا یاسی باہر ہوکر شکر خداوندی بجالایا۔ **نقل** پانچوین یہ ہے کہ خدمت پرگنہ سری پور کی جسکا معاملہ ایک لاکہ اور اسی ہزار کی روپیہ پر منتقح ہوا تہا چاہا کہ عنایتاً مورخ کو تفویض فرماوے بلا اطلاع مورخ کی اپنی دیوان مدار المہام کو جو دیوان سیف خان مرحوم کا بہی تہا اور راجہ عجایب راے اوسکا نام تہا مورخ کی مکان پر بہیجا وہ مع سند اور شیخ امان اللہ نام جو مرد عامل پیشہ اور اوس ضلع کی عمال مشہورہ مین تہا مع دو قطعہ خلعت کے آکر مظہر ہوا کہ

کہ جناب عالی نے اس پرگنہ کا معاملہ مبلغ مذکور کے ساتھ آپکے بے تجویز فرمایا ہے اور دو صورتین ہین جو پسند ہون تعمیل کیجاوے پہلی یہ کہ اس کام کی خلعت لیجے اور مبلغ مذکور کو اپنے ذمہ لیکر جسکو چاہیے بھیجدیجے تاکہ وہ بند و بست پرگنہ مذکور کا کرکے زر معاملہ سرکار مین داخل کرے اور باقی جو کچھ زیادہ ٹھہرے آپکی نذر ہین دے تا آنکہ خلعت اصالت نواب نے تن زیب فرمائی اور اپنی نیابت کی خلعت شیخ امان اللہ کو پہنائی اور ایک فرد نکالکر دکھلائی جسمین نواب کا صاد اور دستخط موجود تھا اور یہ مندرج تھا کہ مبلغ سات ہزار روپیہ منافع پرکسواسطے ہے شیخ امان اللہ نے اپنے ذمہ لیکر مہر کردی تھی دکھلاکر کہا کہ اسقدر روپیہ سالیانہ مع اخراجات نذر عیدین اور سالگرہ اور دسہرہ وغیرہ معمولی کے بھیجا کریگا اور نیز دیگر فرمایشات مین حاضر اور فاخر ہوگا بندہ نے بنابر مرضی حضور اور نیز اپنے رفع تکلیف کو ہر ایک خیال سے گذر کر جیساکہ فرمایا تھا ہر چند خلاف رفقا تھا تعمیل کی نقل جسمین یہ ہے کہ ایکروز وہ مرحوم سواری کشتی خاص سے اوترا تھا اتفاقاً پالکی اوسی پار دریا کے رہگئی تھی اور کوئی سواری بر وقت عبور نہ پہونچ سکی اور صولت جنگ کو تختہ سے بھی اوترنا دشوار تھا فقیر نے تجیر پاکر اپنا ہاتھ بڑھایا صولت جنگ اس حرکت سے خوشنود ہوا اور دست مبارک میرے ہاتھ مین دیکر باستعانت بندہ قدم تختہ پر رکھا اوترنا شروع کیا جب تھوڑی مسافت رہی متوقف ہوکر ہنسا اور فرمایا خانصاحب آپنے اسوقت عجب دستگیری کی بندہ نے عرض کیا یہ کیا ارشاد ہوتا ہے میرا حال تو کچھ اور ہی ہے کہ جناب عالی نے میری دستگیری کی اب جس پایہ کی آرزو ہے جلد وہانتک پہونچا وینگے اس جواب سے ہنسکر فرمایا اسمین کیا شک ہے انشا اللہ المستعان ایسا ہی ہوگا لیکن مجھے تمسے اس عالم مین بھی توقع دستگیری ہے اور بھی ایسا ہی عالم عقبی مین — اب خیال کرنا چاہیے کہ اخلاق اس بزرگ ستودہ صفات کا کس درجہ کو تھا بندہ ستائیس برس کا اور خداوند نعمت کا سن شریف ۱۱ ساٹھ برس کا تھا اور قرابت مین بھی وہ بزرگ اور بندہ خرد تھا اور اگر کردار ظاہری پر خیال ہو وہ ہفت ہزاری اور بندہ ادنے ملازم سبحان اللہ ساتھ اس بزرگی کے اور اسقدر حلم انکساری کا بیت تواضع ہے گردن فرازون سے نیک ✤ تواضع خصال گدا ہی ہے ایک - القصہ وہ مرد فرشتہ طلعت سات برس چند مہینے تک ضلع پورنیہ مین کار فرما رہا رعایا برایا ملازمین کو اپنے داد و عدالت سے نہایت راضی و خوشنود رکھا کبھی سفر اور رزم کی حاجت نہ ہوئی البتہ اپنے چچا مہابت جنگ کی ملاقات کو اس محل تک آتا تھا اور کبھی کبھی مرشد آباد تک اقامت پورنیہ کی مدت مین ایکمرتبہ واسطے مدافعہ فخر الدین حسین خان پسر سیف خان کے جو عظیم آباد سے نکلکر ادھر قاصد ہوا تھا نکلا جب وہ مالدہ کو

سنہ ۹۰۰ مین قصبہ ریل جو سیوستان کے متعلق ایک نزہتگاہ ہی عزلت قبول کی اور خدا اگہیان حقیقت پژوہ
کے پیوند دوستی سے کتخدا ہوا اگرچہ جنگل سے شہر مین آیا لیکن تجرد سے ساتھ تعلق کے نہ مونہہ لایا اوسی انداز
آگہی پر زبکہ انفاس گرامی کو اپنی آویزش مین آخر کرتا - اورنے بدل زندگی کو نقش بوقلمون کی پیراستگی مین
مصروف رکھتا اور لڑکے پوتے اوسکے گرداگرد مشغول خورسندی تھے اور دانش عبانی اور یونانی سیکھتے
آغاز سنہ ہجری مین شیخ خضر کو بعض اولیائے ہند کے دیکھنے کی آرزو ہوئی - اور چند خویش اور دوستون
کے ساتھہ ہندوستان مین آکر شہر ناگور کو پہونچا - سید یحیی بخاری اچی جو مخدوم جہانیان کا جانشین
اور ولایت معنوی سے بہرہ وافی رکھتا تھا اور شیخ عبد الرزاق قادری بغدادی اولاد گرامی اولیائے
بزرگ سید عبد القادر جیلی اور شیخ یوسف خورسندی کہ صورت و معنی کی ہنر سے ہوئے تھے اور بہت سے کمالات
حقیقی فراہم کرکے گذرگاہ اور رہنمائی خلق مین بسر کرتے تھے اور جہان کو اوسکی رہ آوردیسی ذخیرہ بلتا ان بزرگون
کی گرم جوئی اور دلجوئی اوسنے غربت سے توطن قبول کیا سنہ ۹۱۱ ہجری مین شیخ مبارک کی ولادت ہوئی چار ہی
سال ہین لوامع آگہی سے تجلی ہوئی اور نو برس کی عمر مین سرمایۂ بزرگ حاصل ہوا - چودھوین سال علوم
متداولہ سیکھے اگرچہ اکثر قافلہ سالاران راہ خدا کی عنایت اس بزرگ پر تھی مگر شیخ عطن کی ملازمت مین آکر
بسر اوقات ہوتی تھی شیخ ترک نژاد کی ایکسو بیس برس کی عمر ہوئی سکندر لودہی کے وقت مین اوس شہر مین
وطن گاہ مقرر کیا اور شیخ سالار ناگوری کے خدمت مین پایۂ والا کو پہونچا وہ توران و ایران مین دانائی سیکھی
القصہ شیخ خضر خورسند کی طرف پھرا یہ حال تھا کہ بعضے نزدیکون کو اسطرف بلاوے مگر حیات مستعار
راہ ہی مین منقطع ہوئی - حدود ناگور مین بڑا قحط نمود ہوا وبائے عام ظاہر ہوئی سوائے ابو الفضل کے دادی
کے باقی جملہ نقش فانی ہوئے پدر بزرگوار کو ہمیشہ غربت کی سوجھی تھی اور ہر سرزمین کے بزرگان وقت
کے دیکھنے کی آرزو تھی لیکن وہ کدبانوی خاندان عفت اجازت نہ دیتی اور آپ کے دل مین سرکشی نہ تھی
اسی کشاکش مین شیخ فیاضی بخاری قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچے - اور شورش دل نے
افزائش پکڑی انھون نے سوال کیا جواب ہوا کہ عنقریب ایک شخص کو قرار ہدایت پر لاتے ہین اور
جویندگان آگہی کی رہنمائی پر مقرر کرتے ہین عبد اللہ نام رکھا ہے گرامی لقب اوسکا خواجۂ احرار ہوگا
انتظار اوسوقت کا کرے اور ایمن اوسکی قبول کرے خواجہ اوسوقت مین ابلہ پایۂ عرصۂ تگاپو تھے - اور
جاندار وے حقیقت کی جستجو مین درد اندوش رکھتے تھے جب وقت پہونچا اور اوس پایۂ والا مین سرافرازی
پائی تلقین خدا پژوہی کی اوس سے حاصل ہوئی گمنامی کو اوسکی خلوت فرمائی اور نے تعینی اوسکا مشتبہ
مقرر ہوا سخنان خواجہ مین جس جگہ کہ درویش سے تعبیر ہوتی تھی اوس یگانۂ آفاق کو چاہتے تھے قریب

چالیس برس کے دیار خطا مین بسر کیا - اور جنگل و پہاڑ مین عشرت تنہائی رکھتا تھا - اکیسو بیس برس کی عمر پائی
اور گرمی دروں کے آثار اوسیطرح پر افزایش رکھتے تھے - ایک رات کو پدر بزرگوار اوس ملک زاد بوم مین چند خدا جویان سعادت
منش سے داستان حقیقت کہتا رہا اور بہت سے نکات دل افروز ظہور مین آتے رہے ناگاہ ایک آہ کی آواز کان مین
پہونچی اور تجلی الٰہی چمکی ہر چند خیال دوڑایا مگر نشان نپایا دوسرے روز بڑے تگاپو اور تجسس سے روشن ہوا کہ کسی
کمہار کے مکان مین وہ بزرگ معنوی عزلت گزین ہے اوسکے نور ارادت سے ایک زمانہ آسودہ ہوا اور خاطر ہرزہ گرا
سے باز آیا ہمیشہ چار ماہ تک سعادت زیادہ کرتے تھے اور اوسکی نظر کیمیا اثر سے عیاری کی افزایش کرتے تھے
اوسی نزدیکی مین سفر اقدس ظاہر ہوا دل کو گوناگون حقایق سے امر فرمایا اور جویندگان حقیقت کی رہنمونی مین اشارہ
ہوا اور خوشدلی اور فارغ البالی سے رخت ہستی اوٹھایا اوسی نزدیکی مین نقابۂ دودمان عصمت جو تعلیم پدر بزرگوار
کی فرماتی تھی اس خاکدان فنائی سے روپوش ہوئین پدر بزرگوار نے باٰئین تجرد دریاے شور کیطرف قدم اوٹھایا
ارادہ یہ تھا کہ راہ چار دیوار معمورہ کی پیمایش کی جاوے اور گروہا گروہ مردم سے فیض لیاجاوے احمد آباد گجرات مین فراہم
مرتبہ والا ہوئے اور دانش تازہ حاصل ہوئی اور ہر ایک فن کی سند حاصل کی اور آئین امام مالک و شافعی اور ابو حنیفہ و حنبل کی ہر ایک بزرگ دانا میں
طرح طرح کی دریافت فرمائی اصول و فروع سب کیا کیے اور نکا پوے سخت سے بپایۂ اجتہاد فطاہر ہوا اگرچہ بموجب
اجداد و بزرگان مانند ابو حنیفہ کے روش اختیار کی تھی لیکن ہمیشہ کردار کو احوط سے آرایش دیتے اور تقلید سے برکنار رہنے کا
کی دلیل کرتے اور جو کچھ نفس کو دشوار معلوم ہوتا اوسے اختیار کرتے اور سعادت منشی اور روشن ستارگی سے علم
ظاہری سے حقایق معنوی مین پہونچ ہوئی - اور نزہتگاہ صوری ملک حقیقت کی رہنما ہوئی تصوف اور اشراق کے
اسالیب حاصل کیے اکثر کتابین نظر و تامل دیکھی گئین خاصکر حقایق شیخ عربی اور شیخ بن فارض اور شیخ صدرالدین
قونوی وغیرہ اصحاب عیانی و بیانی پر نظر عاطفت ڈالی اور نظر تماشے نے اندازہ حاصل ہوئین اور روشنہای
بو العجب روشن ہوئین اور برگزیدگی عطایا - برادر سے خطیب ابو الفضل کی ملازمت حاصل ہوئی اوسنے براہ
قدردانی اور آدم شناسی کے فرزندی مین قبول کیا اور واسطے تعلیم علوم طرح طرح کے مصروف ہوا - اور
گوناگون دانش کے سیکھنے کی ہمت کی تجرید کے مراتب اور غوامض شفا اور اشارات اور دقایق تذکرہ اور مجسطی کے
سیکھے سربستان حکمت کو طراوت پذیر ہوئی - مرد خردپژوہ فرمان روایان گجرات کی سعی سے شیراز سے
اس ملک مین آیا - اور بستان شناسائی مین روشنی تازہ ہوئی لیکن در حقیقت علوم حقیقی عقلی مولانا
جلال الدین دوانی کی شاگردی مین حاصل ہوئے - جناب مولوی نے اول اپنے والد سے اوراوائل کے مقدمات
سیکھے - بعدہ شیراز مین مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال سے دانش آموزی کی
یہ دونو بزرگ شاگردان سید شریف جرجانی کے ہین اور کسیقدر مولانا ہمام الدین گلناری کے مدرسہ مین بھی

آنا جانا کرتے رہے - غرض کہ بخت کی رسائی سے عجب کشایش ظاہر ہوئی - اور کتب حکمت کے مغز کو پہونچے اونکے مطالب کو ذہن نشین کیا - جیسا کہ اوسکی تصانیف گواہ ہین اوسی شہر فیض بہر مین بدر بزرگوار کو شیخ عمر ثنوی کے جو اکابر اولیاے زمانہ مین سے تھا ملازمت حاصل ہوئی وہان اور ہی رنگ سے تعلیم ہوئی اور اکثر شطاریہ اور طیفوریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ دریافت ہوئے اور بھی اوسی شہر مین شیخ یوسف سرمست کی خدمت ملی - اور سرمایۂ آگہی حاصل ہوا ہمیشہ آداب عبودیت ملحوظ رہتے آخر اوس گرامی صحبت کی برکت سے یہ حوصلہ ہوا کہ نقوش علمی ساحت ضمیر سے حاک کیے جاوین - اور ہمیات سے نفرت کرکے جمال مطلق کے محو ہون مگر اوس ہادی حقیقت نے اس عزم سے باز رکھا اور فرمایا کہ اندنون سفر دریا مسدود ہے آگرہ کو جایا چاہیے اگر وہان مدعا نملے تب توران و ایران کو جائیو - اور علم رسمی طیلسان احوال اپنے کی بنائیے اسی اشارے کے بموجب غرۂ اردی بہشت ۶۵ سنہ جلالی مطابق چارشنبہ چھٹوین محرم ۹۵۲ سنہ ہجری کو آگرہ پہونچے میان شیخ علاء الدین مجذوب کی مصاحبت ہوئی اور اوس مستی سے ہوشیار ہوکر فرمایا حکم خداوند ہے کہ اس شہر مین مقیم ہوکر ترک گردش کیجاوے آخر کو مقام ہوا دریاے جون کے کنارے میر رفیع الدین صفوی ایجی کے مزار کے جوار مین قیام فرمایا - اور خاندان قریش سے جو علم و عمل مین درست تھے نسبت تاہل کے ظاہر ہوئے اور اسی شہر مین دوستی پیدا کی اور وہ دانادل اس نوبادۂ شناسائی کو مغتنم سمجھکر کشادہ پیشانی سے دلجوئی مین حاضر ہوا - چونکہ اسباب ثروت بکثرت رکھتا تھا ایسی خواہش کی کہ یہ بھی اوسے اختیار کرین مگر انھون نے قبول نفرمایا میر صاحب ممدوح سادات بزرگ حسنی الحسینی مین ہین کسیقدر انکے لڑکون کا حال شیخ سخاوی کے تذکرون مین مذکور ہے اگرچہ انکا وطنگاہ موضع ایک شیراز ہے اور دیر باز سے حجاز کی سیر کرتے ہین اور ہمیشہ اسی دو جگہ پر بسر کیا - اگرچہ معقول و منقول اپنے بزرگون سے سیکھا لیکن مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی سے کچھ اور ہی جلا حاصل کی اور حریرہ عزت مین انواع علوم نقلی شیخ سخاوی مصری قاہری شاگرد ابن حجر عسقلانی سے حاصل کیے اور رجب ۹۵۴ سنہ ہجری مین داعی حق سے لبیک کہی والد بزرگوار کو اپنا جانشین بنایا - والد بزرگوار نے ہمیشہ شست و شوے باطن اور گوہر ظاہر کی صفائی پر میل رکھا اور کارساز حقیقی کی نیاز مین رہکر درس گوناگون اختیار کیا اور گفتگوے باستانی کو چہرۂ حال کا روپوش فرمایا اور زبان خواہش قطع کی اگر اہل ارادت کچھہ نذر نیاز لاتے تو کسیقدر لیکر اور لوگون سے عذر کر دیتا اور دست ہمت کو آلودہ نفرماتا - تھوڑے دنون مین دانشوران کا جاے رجوع ہوا - بزرگ و کوچک کا مقام زیارت ہوا - یاران زمانہ کو

حسد نے آ دبایا دوستی سے انجمن افروزی شروع ہوئی مگر انکا یہ حال تھا کہ نہ اول حال سے خوش تھا
نہ دوم سے ملال شیر خان اور سلیم خان وغیرہ بزرگوار اس خیال پر ہوئے کہ وجہ سلطانی سے کچھہ قبول کرین
از انجا کہ ہمت بلند اور نظر عالی تھی انکار محض کردیا - چونکہ انکی ذات مین لوگون کی رہنمائی ودیعت نہادۂ
دست قدرت تھی - اور درگاہ سے فرمان راست گذاری رکھتا تھا - اور اشارۂ اولیاے زمان مدد پر
اور مہربانی ہواداروں کی روز افزون تھی ہمیشہ آیندگان مجلس اور جویندگان آگاہی کی ہدایت فرماتا - اور تندخویون
کی سرزنش بیان کرتا ظاہر پرست رنج کھینچتے اور نالایق توہمات کرتے چونکہ بیان تو ہنگامہ آرائی کا ارادہ ہی نتھا
معرکہ آرائی کی کبھی عزیمت نہوتی نہ حق گوئی او ر نکوہش بدکاری مین دریغ ہوتا - اور آزردہ دلون کی [illegible]
جوئی مین توجہ ہوتی اسی حال مین خداوند تعالی نے اولاد سعادت نہاد عطا فرمائی - اگرچہ ہمیشہ گفتگوے
علمی کا مشغلہ تھا - مگر دانشہاے حقیقی کا اظہار کم کرتا تھا - جسوقت حضرت جنت آشیانی کے قدم مبارک
شہر مین آئے چند تورانی اور ایرانی بھی یہ بزرگوار کے حضور مین پہونچے اور انجمن دانائی کو رونق تازہ ظاہر ہوئی
ہنوز اس ہنگامہ نے بخوبی گرم بازاری ظاہر نہ کی تھی کہ سخت حادثہ ہوا - ہیمون نے خیرگی شروع کی - نیکان زمانہ
کنج نشین ہوئے سفر ناکامی پیش آیا مگر یہ بزرگوار اوسی گوشۂ عزلت مین مقیم رہا اور بتائید الٰہی ہیمون نے
کاردیدہ لوگون کو بھیجکر معذرت کی اور اوسکی سفارش سے اکثر لوگ تنگنائے غم سے رہا ہوکر بزمگاہ شادی
مین گرم خرام ہوئے اول سال جلوس شاہی مین قحط سال عظیم ہوا - وہ معمورہ بالکل خراب ہوا بجز چند گھرون
کے اثر آبادی مفقود ہوا آکر بلاد ہندستان مین یہ بلا ظاہر ہوئی مگر یہ رہبر وہین پر ثابت قدم رہا - راقم
شکرنامہ اوسوقت پانچ برس کا تھا اور آگہی اسقدر پیش طاق بینش چمکتی تھی کہ گفتگو مین نہین آسکتا -
یہ سب سانحہ بہت عمدہ طور پر یاد ہے غرضکہ اس انقلاب مین ستر آدمی مرد اور عورت اوس کاشانہ مین باقی
رہے - برادران زمانہ کو فراخی حال اور نشاط درویشان سے حسرت تھی کیمیاگری اور سحر طرازی کا گمان کرتے
تھے کبھی سیر بھر غلہ ملجاتا اوسکو مٹی کی دیگون مین اوبال کر اوسکا آبجوش اس جماعت مین تقسیم ہوتا تھا
تعجب یہ کہ غم روزی نہ تھا - اور سواے اندیشۂ پرستش ایزدی کے کوئی بات دلمین نہ آتی تھی - آخر رحمت
ایزدی ظاہر ہوئی اور نیرۂ اقبال شاہی آیا - جہان نے معدلت روز افزون سے روشنی پائی بارگاہ خرد
کی آرایش ہوئی اسباب آگاہی کی گران قیمت ہوئی گوناگون لوگون نے خزینۂ عقل سے فوائد بیکران
حاصل کیے اور اوس نورانی سرشت کا خلوتکدہ مجمع دانایان ہفت کشور ہوا اور سخن بلندی گرا ہوا حسود
افسردہ ہوئے اور بدگوہرون کی ناتوان بینی نے افزایش پکڑی - مگر والد بزرگوار اوسی اپنے آئین پر
ہمہ گرم راہ و رسم مین مصروف تھے اب لوگون نے یہ اختیار کیا کوئی مہدویہ بتلاتا اور اپنے گفتار

فقیر کی طرف متوجہ ہوا اور اسنے فقیر کی طرف دیکھا جب باہر آیا ہر ایک کو اندیشہ عظیم اور امید شفا کی زایل
ہوئی معلوم ہوا کہ فساد مادہ نے باطن دماغ مین رجوع کیا ہے جب ثلث حصہ شب کا گذرا صولت جنگ
نے بھی اپنا حال دگرگون پاکر حکم دیا کہ قیدی آزاد کیے جاوین اور صدقات ادا ہون مستورات حرم
نے گریہ وزاری شروع کی عجب قسم کی تشویش ہوئی قریب اول صبح کے حواس سلب ہوے جب دو گھڑی
دن چڑھا ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۹ ہجری کو جان بحق ہوا مصرع جہان ماند خوئی پسندیدہ برد —
اوس گھڑی وہ تشویش اور رنج جملہ حرم سرا مین لاحق ہوا کہ جملہ علما اور رفیق کو بلا کر مستدعی ہوے
کہ دعا کرین یا کچھ آیات قرآنی پڑہین تا کہ صحت حاصل ہو صولت جنگ بیہوشی و غشی مین تھا دو تین دم
زندگی کے جو باقی تھے پورے کر رہا تھا جو دیکھنے کو آتا گھبرا کے واپس چلا جاتا میر عبد الہادی روشن تخلص
جو صاحب دیوان اور نظم و نثر مین مہارت تمام اور علم عربی و عروض کو خوب جانتا تھا [illegible]
اوسکی حال کو غشی طاری ہوئی خواجہ سراون نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا اور مرحوم بالا کو بولا کر اوسکی حفاظت
[illegible] اوسکے گھر کو روانہ کیا چند پہر اوسی غشی مین گذرے تین پہر یا چار پہر رات گذری ہوگی
کہ وہ صاحب کمال بھی جان نثار ہوا اللہم اغفر لہ [illegible]
[illegible] شاہجہان آباد مین نشو و نما پایا تھا [illegible] نظم و نثر کی [illegible]
[illegible] علی خان اور [illegible] شاہجہان آباد سے عظیم آباد روانہ کیا
[illegible] جنگ نے سید علی خان [illegible]
[illegible] ملاقات مین بولایا اور طلب
فضائی عظیم آباد مین جسکا ذکر ہوا [illegible] قبول کیا ہمیشہ خلوت نشین اور تمام طبیعتون کی
آمیزش سے دور رہتا اکثر لوگون سے کم آمیزش کرتا تھا اور فکر شعر و تفنن مین بسر کرتا عظیم آباد اور
پورنیہ مین جب تک زندہ رہا فقیر حقیر سے ہمکلام رہا کہ ہماری تمہاری مثل اوس مثل سے موافق ہے
کہ اگر تو نہی میرے شعر مین معنی نہ ہنگی الغرض صولت جنگ مرحوم کو سید صالح مرید سید محمد ترمذی نے
جسکا مذکور ہو گیا اور تازہ کربلای معلی سے آیا تھا اور کلکتہ ہوتے ہوے باتفاق آقا عبد الله کی پورنیہ
پہونچا متوجہ ہو کر غسل دیا اور جو کفن کہ وہان سے لایا تھا پہنایا اون دونو بزرگ نے مع دیگر
حاضرین کی نماز جنازہ ادا کی جیسا کہ ضابطہ ہے ساتھ تجمل اسباب کی جنازہ اسکا لیجا کر جعفری باغ مین دفن کیا چونکہ فوت
ہونا دونو بھائیون صولت جنگ و شہامت جنگ بلکہ مہابت جنگ کا چند مہینے کی فاصلہ سے ایک ہی سال مین واقع ہوا
کلمہ خدا ایشان بیامرزد مادۂ تاریخ تصور کیا اس سانحہ کے بعد شوکت جنگ خلف کلان صولت جنگ

اوس جماعت مین آکر براہ ساختگی دستار سر سی پہینک جزع و فزع کرنی لگا مورخ نی جو اوس دربار او اوسکی
باپ کی حضور مین با اعتبار نہاد دستار او ٹہاکر اوسکی سر پر رکہی اور صدر نشین زدون مصیبت کا بنایا اور شیخ
جہان بار وغیرہ سرداران کو لیکر موافق ضابطہ کی جانشینی کو کہا بعد فراغت امور مذکورہ بالا زبان شوکت جنگ
سی ہر ایک کی تسلی کرائی اور اوسی دیوانخانہ مین ایک بیچوبہ استادہ کرکی اوسکا خوابگاہ کیا دوسری صبح کو
بندہ نی حاضر ہوکر دلجوئی او تسلی کرنا شروع کی اور مہابت جنگ کی نام درخواست مسودہ عرضی کی
آخر بطور مناسب لکہوا کر ارسال کیا مہابت جنگ تو قبل وفات صولت جنگ کی ستر روز سے مرض استقا
مین اسیر ہوگیا تہا اور صولت جنگ نی اسکی خبر بیماری سنکر اپنی بیماری سی بے خبر ہوگیا تہا تاسف
کرتا تہا اور کہتا تہا کہ وقت کار ہی افسوس کہ بندہ بیمار ہی اپنی وکیل کو خلعت دیکر واسطی تالیف قلوب
سپاہ اور اعیان و ارکان دولت کی مرشدآباد کو رخصت فرمایا اور مداوا کی تاکید اکید کردی
سبحان اللہ کسقدر بنی نوع غافل ہین اور فی الحقیقت یہی غفلت دنیا کا نام ہی القصہ جب مہابت جنگ
نی صولت جنگ کی رحلت کی خبر سنی نہایت متوحش و متاسف ہوکر کہا الحال بی پر و بال ہوکر خدا کے
حضور مین جاتا ہون اور ایک تعزیت نامہ صولت جنگ کی اولاد کے نامہ موسومہ شوکت جنگ ارسال
کیا اور ہر ایک کو خلاع ماتم اور شوکت جنگ کو بحالی پدرینہ کا سند مرحمت فرمائی شوکت جنگ
نی مہابت جنگ کی تلقین کا بہانہ کرکی امور مذکورہ قبول کرلئے اور جو کچہ میرزا زین العابدین نی کہ اول نامہ برکی
زبانی عرض کیا سب کو مقرر ہوا اور میرزا مذکور کو راضی او خوشنود واپس کیا او تاریخ مختار مسند
ایالت پر جلوس فرمایا اپنی سفاہت کی اظہار کرنی لگا بندہ مورخ کو اوسکی تمیز و شعور سی بخوبی آگاہی تہی
جب وہ کامیاب ہوا فوراً مستغنی ہوگیا ہر چند اسکی انکا یعنی دایہ نے جسکا نام دائی کونل اور دانا
اتکا صولت جنگ نی خطاب دیا تہا اور بندہ سی نہایت محبت رکہتی تہی بندہ کو بلا کر مبالغہ کیا کہ شوکت جنگ
میری لڑکی کی جگہ اور صولت جنگ کا بیٹا ہی لیکن خیال جوانی سی مست و سرشار ہی اور تمہاری گردن پر
حقوق صولت جنگ کی اور نیز مجہ ضعیفہ کے متحقق ہین میری دل مین آتا ہی کہ آپ نیابت معاملات
ملکی اور مالی او رعہد سوالجواب مین قبول کرین اور صولت جنگ کی وقت سی کارگذار خان فوج کا
بخشی آپ کا دوست ہی اوسکو بہی اپنا شریک کرین اور صولت جنگ کا نام و مکان کی بربادی نکرین
بندہ نی جواب دیا کہ جو کچہ تمنے کہا عین صواب ہی اور مسئلہ لاجواب لیکن خوب جانتی ہو کہ شوکت جنگ
کبہی اسطرح بر راضی نہوگا جس امر مین باپ دادی کا نام گم ہو اوسکی تکمیل کریگا اور جب نوکری
اور آقائی ہوتا ہی اوسکی رضامندی مین ناممکن ہی چونکہ وہ نیک بخت بہی عقیل تہی بندہ کی التماس سے

خاموش ہو گئی اور بندہ نے واسطے جناب آقا عبد اللہ فاضل کے پانچہزار روپیہ اور ہزار روپیہ واسطے جلیل القدر میر سید محمد کے لیکر دونوں کو بہجوا دئے اور بعد چندے خود بھی رخصت ہوا دایہ مذکور نے بعد انقضاے امید کے پانچہزار روپیہ نقد زاد راہ بندہ مورخ کو بہیجا یہ عورت بڑی عقیلہ تھی حافظہ ایسا تہا کہ گاہ بگاہ تک فراموش نکرتی تھی ایسی ہفت ہزاری کے مکان کی مدار المہامی کرتی تہی ہر قسم کے ملازمین مین شاید ایسا ہی کوئی ہو جو اوسکا ممنون احسان نہو بندہ کوچ کرکے گندہ گولہ مین آیا تا کہ عازم عظیم آباد ہو اسی ضمن مین مہابت جنگ کی رحلت اور سراج الدولہ کے جلوس کی خبر ملی لہذا گندہ گولہ مین متوقف ہوا تا کہ سراج الدولہ کے حسن سلوک سے ماہر ہو اسی عرصہ مین خبر ملی کہ اپنے چہوٹے بہائیون کو مانند سید علیخان اور غالب علیخان اور چچا وہاب علیخان جو مورخ کا ہمسن تہا اور یہ تینون عظیم آباد مین تہے خارج کیا آمد اس خبر سے روانگی مین زیادہ دیر ہوئی جب موسم بارش آیا محل اقامت کے وہان متعذر ستے ناچار ریورنیہ کو معاودت ہو کر حویلی سابق مین مقیم ہوا۔ الحال بنا بر انتظام سررشتہ وقایع کے احوال انتقال مہابت جنگ کا اور سراج الدولہ کے امر فرمائی کا تحریر ہوتا ہے۔

انتقال کرنا مہابت جنگ کا جہان گذران سے اور بعض اخلاق اور انتظام اوقات اوسکے اور تحزدو دمانگی اور سراج الدولہ کا جلوس اور حوادثات کا ظہور ہونا تمام ملک کی بربادی

مہابت جنگ کو جیسا کہ تحریر ہوا ۹ شہر جمادی الاول ۱۱۶۹ ہجری کو عارضہ استسقا مین اسّی برس کا ہو کر شروع ہوا چندروز دوا معالجہ پر ہیز مین بسر کیا بعدہ فرمایا کہ اس عمر مین جسکو عارضہ ہوتا ہے اچہا نہین ہوتا بس پرہیز توڑ دیا بی بی گہسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر کلان مہابت جنگ کی بعد احوال وانتقال کے موتی جہیل مین جا کر سکونت گزین ہوئی اور اپنے شوہر کے ملازمین کو لکہو کہا روپیہ اور ہاتہی دیکر اپنی رفاقت مین بنا بر مدافعہ سراج الدولہ مستعد اور آمادہ کیا کہتے ہین کہ جب مہابت جنگ کی ایام زیست نزدیک انجام کے پہونچے بعض عورات نے مہابت جنگ سے درخواست کی تا کہ اونکا ہاتہ سراج الدولہ کے ہاتہ مین دیوے چونکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف تہا متبسم ہو کر کہا کہ وہ اگر تین۳ روز اپنی دادی کو راضی رکہے اوسوقت تم کو امید کرنا تا آنکہ نوین رجب سنہ مذکور دو گہڑی دن باقی رہے بہشت نصیب ہوا اور خواص و اصحاب نے اوسکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہو کر دہم تاریخ کی نصف شب کو حسب وصیت اوسکی ماں کی پائین مرقد خوشباغ مین دفن کیا۔ مہابت جنگ کو ابتداے جوانی مین بہی ناچ رنگ صحبت نسوان سے پرہیز تہا اکثر اوقات نماز اور تقوے اور وظیفہ قرآن مین بسر ہوتا تہا تمام عمر شراب کے گرد نہوا نہایت درجہ مسکرات سے اجتناب رکہتا تہا ہمیشہ دو گہڑی رات رہے بیدار

ہوتا اور بعد طہارت اور نوافل اورادای نماز صبح کی چند اشخاص کی ہمراہ قہوہ نوش کرتا جب صبح دور
روشن روز ہوتا دو گھڑی بخوبی تک بار عام ہوتا کل سردار سپاہ اور اہالی موالی اور ارباب حاجت
جمع ہوکر ہر ایک عرض حال کرتا انجاح مرام ہوتا بعد ازان خلوت مین جاتا اوس جگہہ مانند شہامت جنگ
اور صولت جنگ اور سراج الدولہ وغیرہ مصاحبین کی حاضر ہوکر صحبت اختلاط اور شعر خوانی اور نقل
وحکایات کی گرم ہوتی چونکہ نہایت خوش غذا تہا تازہ وارد یا ملازمین مین جو شخص کسی کہانی پکانی مین دست
قدرت رکہتا اوسکی روبرو پکاتا کبہی خود بہی اقسام طعام کی اختراع کرتا تہا یا ورچیون کی روبرو تعلیم کرتا
جب وہ کہانا طیار ہوتا تہا اور علما وارکان دولتخانہ اور دربار کے حاضر ہوکر عرض حاجت کرتی اوسوقت
کہانی کا وقت آتا بکاول دستارخوان بچہتے اور صاحبان فرمایش کی روبرو مرغوب کہانی رکہتی اور
طعام خاصہ سی بہی ہر ایک کو حصہ ملتا اور کہاتی وقت ہر ایک طعام کی حسن و قبح [illegible] ہوتا ہر ایک کے
ذایقہ کے امتحان ہوتی جب کہانی سی فارغ ہوتا ہاتہ دہوکر رخصت ہوتی [illegible] ہمیشہ
[illegible] کہانی کہاتا اکثر [illegible] مجلس [illegible] کبہی [illegible] تہیں اور کبہی
فراغ طعام کی [illegible] استراحت پر آرام فرماتا اوسوقت [illegible] مسند [illegible]
بیدار ہوکر [illegible] تہا [illegible] کلام الہی [illegible]
کا پانی یا شوربہ [illegible] نوش کرتا اور [illegible] بعد ازان
جمیع افاضل مانند [illegible] فاضل [illegible]
اور میرزا محمد حسین [illegible] فاضل [illegible]
دروازہ مین مقابل مسند مہابت جنگ [illegible] عالی [illegible] مسند [illegible] جب میر صاحب
دروازہ دریا کی طرف سے داخل ہوکر [illegible] ایوان عمارت تک [illegible] رکہتا تہا وا فرض
ایوان عمارت ہوتا تہا باوجودیکہ ہنوز عرصہ بعید رہتا تہا مہابت جنگ چند قدم مسند سے اوٹہکر
مودب سلام کرتا تہا اور میر صاحب بہی بدستور اوسی سلام کرکی اپنی جای معین پر جا بیٹہتے اور مہابت جنگ
اپنی مسند پر رونق افروز ہوتا اور تکیہ کو چلک کو اپنی ہاتہ سے میر صاحب کو تواضع کرتا اور میر صاحب
اور بقیہ قلیان اور حکیم ہادی خان کی حصہ آتی تہی اور قہوہ بہی لاتی تہی مہابت جنگ خود حصہ نہین پیتا تہا
مگر قہوہ مین شریک ہوتا بعد قہوہ کی تکیہ روبروی فاضل ملتانی کی رکہتا اور کتاب کافی جو شیخ محمد بن
یعقوب کلینی کی تصانیف سے ہی چونکہ عہد غیبت صغرای حضرت صاحب الامر کی تصنیف ہوئی تہی اور موافق اعتقادات
جماعت امامیہ کے پیش نظر لاتی اور لقب کافی اوسکا نام بخشیدہ پیغمبر ہی فاضل مذکور ہر روز دو حدیث

اوس کتاب کی تیرہ لیکر ترجمہ کرتا تھا اور اوسکا حال مشکلات میر صاحب کرتی تھی بعد ازان اگر کچھ
سوال مہابت جنگ کو منظور ہوتا سایل ہوتا اور میر صاحب اوسکا جواب دیتے دو گھڑی تک یہ مجلس
رہتی بعد ازان فراغت ہوتی میر صاحب اوٹھتے اور مہابت جنگ بدستور چند قدم مشایعت کی بعد سلام
کرکی استادہ ہوتا تا کہ میر صاحب جوتہ مین کر راہی ہوتی اوسوقت اپنی جگہہ آکر بیٹھتا تب آہستہ آہستہ
ہر ایک مصاحبین اپنی اپنی گھر سدہارتے بعد ازان عملۂ دیوانی اور جگت سیٹھہ حاضر ہوکر اخبارات
اطراف گوش گذار کرتی دو گھڑی کی بعد اسی عرصہ مین کبھی شہامت جنگ اور کبھی سراج الدولہ اور
صولت جنگ بشرط موجودگی کی حاضر ہوتی بعد اوٹھنی ان لوگون کی ارباب خوش طبع مانند میرزا شمس الدین
اور زین العابدین بکاول اور میر کاظم دارونہ فراشخانہ اور شمع چراغخانہ اور میر جواد قوش بیگی اور محمود
زمانہ وغیرہ حاضر ہوکر ایکدو گھڑی لطائیات مین بسر ہوتی شام ہوتی میر شیعلی اور شماعی حاضر ہوتے ونکا
مجرا حسب ضابطہ ہند کے ادا ہوتا بعدہ نماز عشا مین پڑہکر دیوانخانہ مین بندوبست زنانہ ہوتا تھا اور
بی بی مع سراج الدولہ اور دیگر عورات اقربا کی حاضر ہوتی چونکہ مہابت جنگ رات کو طعام کہاتا تھا
خشک میوہجات لاکر تقسیم ہوتی اور جب ایک ثلث شب گذرتی عورات مرخص اور مردانہ ہوتا مرمان
چوکی اور قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے مہابت جنگ پلنگ پر آرام فرماتا سوتی وقت دو دو تین تین
گھڑی مین بیدار ہوکر دریافت کرتا کون پہرہ دیتا ہی رات کسقدر باقی ہی غرضکہ تمام رات مین دو یا تین بار
بیدار ہوتا اور دو گھڑی رات باقی رہی نماز و طہارت مین مصروف ہوتا اسطور سی ہر وقت جو کام
مقرر تھی سرانجام پاتی اقارب اور احباب کی ساتہہ وہ سلوک اور احسان کرتا جسکی تضاعف نہین ہوسکتی
جسنے حالت افلاس مین واقع شاہجہان آباد کچھہ بھی احسان کیا تھا اب بروقت امارت اوسکو اور
اوسکی عیال و اطفال کو طلب فرمایا جسکو پایا اوسکی ساتہ وہ سلوک کرایا جو اونکو امید نتھی اور اقربا کی
عورتون اور اطفال سی وہ سلوک کرتا تھا جو اس زمانہ مین بلکہ کبھی وقت مین خاص خاص سی نہین
ہوا اور نہ اب ممکن ہی اوسکی تمام ملک مین رعایا برایا اوس چین و آرام مین رہی کہ شاید آغوش
والدین مین نرہی ہوگی کوئی اسکا نوکر حتی خدمتگار تک ایسا نتھا کہ سرمایہ اگھون کا نرکہتا ہو بجز
اسکے کہ رقص و سرود اور صحبت نسوان سی چندان رغبت نتھا باقی جملہ علم و ہنر اور دستکارون سی
صحبت اور اعتقاد رکھتا تھا شاید کوئی ایسا ہی امر نیک ہو جو اوسکی دل شریف مین نتہا جب آصف جاہ
مرا اور ناصر جنگ اوسکا لڑکا جانشین ہوا اور ہول چری پر جاکر افغان کی ہاتہ سی مارا گیا
اور مظفر جنگ خواہر زادۂ ناصر جنگ نی اول افاغنہ کی اطاعت سی سند ایالت حاصل کی

آخرکار روز السیسیون کی مدد سے افاغنہ مذکورین تو اوسکے خان کی قاتل تہی لڑا اور بحسب تقدیر مصطفی خان
اور روسای افاغنہ دونو مارے گئے اور سید محمد خان صلابت جنگ مسند دکن پر متسلط ہوا چنانچہ ذکر سوم
مین سوانح دکن کی ضمن مین واضح ہوگا اور تسلط موشیرہو سی بالا ہوا اور اوسکا خط مشعر سفارش فراسیسیان
کے بجمال طمطراق مہابت جنگ کو پہونچا مہابت جنگ چونکہ مناسبت مزاج سراج الدولہ کی ناصر جنگ
سے اور اوسکا ارادہ جنگ جماعۂ انگلشیہ سے جانتا تھا اور اوسکی دانائی اور شجاعت اور سلوک کا بھی
حال ظاہر تہا بندہ چندروز بحسب اتفاق سراج الدولہ کی ہمراہ تھا مردم معتمد سے سُنا کہ مہابت جنگ
کہتا تھا کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے بعد ہندوستان کی کنارے ٹوپی والون کی قبضہ مین ہوجائنگی
آخر ایسے ہی ہوا ایکروز اوسکے زمانہ دولتین مصطفی خان نی مہابت جنگ کو یہ ترغیب دی کہ جماعہ
انگلشیہ سے مقابلہ کریں مہابت جنگ نی اغماض کرکے جواب ندیا دوبارہ شہامت جنگ اور صولت جنگ
کو شریک کرکے عرض کیا پہر بھی جواب نیا یا مگر خلوت مین کہا کہ بابا مصطفی خان خود سپاہی اور نوکری
پیشہ تہی جانتا ہی کہ ہمیشہ میرا رجوع اوسی سے رہی تمہین کیا ہوگیا ہی کہ ایسی امور مین اوس سے موافق ہوتی ہو
جماعۂ انگلشی نی میری ساتہ کیا برائی کی ہی کہ بندہ اونکی بدخواہی کری ہرگز ایسی بات نہ سنتا کہ بجز فساد
کے کوئی نتیجہ نہین ہوتا ہی۔

ذکر فضلای کرام اور مشایخ عظام جو مہابت جنگ کی عہد مین تھی یا بحسب قسمت اس دیار مین وارد ہوی تہی اور ملاقات اس بزرگوار کی کی تھی

اول مولوی نصیر مرحوم ہین متوطن شیخپورہ شمس الدین فریاد رس کی اولاد مین جسکا مزار صوبہ بہار
آورہ مین مشہور ہی اسکا جد بزرگوار وہان سی صوبہ بہار آکر شیخپورہ مین مقیم ہوا آور مولوی مرحوم
شروع جوانی مین امیر الامرا شایستہ خان مرحوم کی نظامت مین جبکہ اخوند ملا شاہ محمد شیرازی
وارد بنگالہ ہوا اوسکے ہمراہ عازم ایران ہوا اور راہ مین باوجودی کہ اوسکی سواری سقط ہوئی
پیادہ قطع راہ کرتا اور درس ناغہ نکرتا تھا اسی حالت مین ولایت پہونچکر متداولہ علوم تحصیل کرکے حد کمال کو
پہونچا علماے ایران سی فقہ اور حدیث اور فنون ریاضی خصوص ہیئت اور ہندسہ اور حساب مین
سرآمد روزگار رہا آیران مین بڑی عزت اور احترام سی روزگار بسر کیا میر غلام محمد بہاری جو کہ اعجوبۂ روزگار
اور نادرہ زبان ہو واسطہ سوالجواب عمدۃ الملک امیر خان ناظم صوبہ کابل اور نواب وحید اور امراے
ایران کا تہا چونکہ امرا کی مکانات مین نہین جاتا تہا مولوی مذکور اوسکی طرف سی آمد ورفت رکھتا تہا بعد
ایک مدت کی ہند آیا اور تھوڑی سی جاکر صوبہ بہار مین جو اوسکا وطن اصلی تہا بادشاہ کی حضور سی حاصل

کرکے عظیم آباد مین اقامت کی اور اوسکی تعمیر کردہ مکانین آجتک اوسکا نبیرہ محمد حسن خان ولد زاہد حسین خان وراثت کے طور پر قابض موجود ہین — دوسرے داود خان علیخان معروف زاہد حسین خان خلف ارشد مولوی نصیر مرحوم کا ہی اکثر فضائل نفسانی اور علوم متداولہ اپنی باپ سی تحصیل کی باوجودیکہ باپ نے کل میراث اوسکے نام کردی تھی مگر اوسکے رحلت کی بعد انصاف پسند ہوکر مخلفات کو بموجب فرض کی ہر ایک کو بخشا اور بعد انتظام امور معاش کی حج کو عازم ہوا بعد زیارت وطن کو آیا کسب سعادت مین مصروف ہوا ہمیشہ معاملات جو اکثر لوگ رجوع کرتی تھے دونو طرف کی اصلاح منظور وملحوظ تھی اور جھگڑون کو صلاح کرتا تھا اور قلیل معاش مین ایسا حسن سلیقہ تھا کہ اکثر محتاجین ومساکین کی خبرگیری کرتا ایک گروہ کثیر اعزہ کو اپنی عیال مین شامل کرکے ہر ایک کو اپنی طعام مین شریک کرتا اسکی تعریف واوصاف مین زبان قاصر ہی طیبہ حج سی معاودت ہوا اپنا خطاب زاہد حسین خان مقرر کیا اور اس لقب نازان تھا فرخ آباد مین سنہ ۱۱۸۸ مین جان بحق ہوا بروقت اخیر کلمہ طیبہ زبان پر جاری تھی — تیسرے میر محمد عظیم جملہ شاگردان مرزا مولوی خان فطرت تخلص مین ہی اوسکی علم کی شہرت اور شاعری کی دہوم اگرچہ بہت ہی مگر بندہ کو کچھ معلوم نہین — چوتھے مولوی محمد عارف عرفا ہی زمانہ مین تھا اوسکے حالات اچھے سُنے گئے اوایل عہد دولت مہابت جنگ مین جان بحق ہوا اور کواکھو قلعہ عظیم آباد مین اوسکا اصل مسکن تھا مدفون ہوا اوسکے مریدونمین شاہ کرک نام صاحب حال طالب خدا رہا ہی مکرر دیکھا گیا ترک وتجرید رکھتا تھا — پانچوین میر رستم علی مستغنی گوشہ نشین علوم ظاہری سی بھی بہرہ ور تھا اکثر لوگ اوسکی خرق عادات بیان کرتے ہین بندہ نے بہت کم دیکھا ہی لیکن مرد صاحب معنی مرتاض حقایق شناس تھا عظیم آباد مین رام نراین کی صوبہ داری کے زمانہ مین جان بحق ہوا اور جس جگہہ کہ بالفعل میرا وصل سوداگر کشمیری کا مقبرہ معروف ہی دفن ہوا اسکا سبب یہ ہی کہ سوداگر مذکور اسکا مرید تھا بعد رحلت کی اوسی مکانمین جو اوسکا زرخرید تھا مدفن ہوا جب خود بھی اوسنے رحلت کی اوسی جگہہ دفن ہوا — چھٹوین شاہ محمد امین درویش تجرد کیش عارف حقیقت اندیش تھا اوسکے پیکر سی راز عشق الہی آشکار اور ظاہر وباطن اوسکا انوار حقیقت مطلع اسرار تھا اوسکی صحبت مین فقیر بھی پہونچا بمجرد پہونچنے کے دیکھا کہ اپنی دل سی ہوائے دنیا دور کئی اور محبت خدا لین آسمائی تمام رات عبادت وریاضت مین بیدار اور دن کو باوجود ہجوم بنی نوع کی ذکر خدا مین مصروف رہتا گھڑی گھڑی مین نعرہ سرد دل پر درد سی ایسا کھینچا کہ اورون کے کلیجہ مین درد ہوجاتا خلاصہ یہ ہی کہ اوسکا حال کیفیت سی خالی نتھا اسکا مرشد شاہ محمد عظیم آباد مین کرامات وخوارق سی مشہور اور زبانی ثقات کی اوسکا علو مقامات معلوم ہوا مگر گاہ گاہی جذبہ اوسکے

مزاج پر غالب ہوتا اور گاہ گاہ افادہ ظاہری بھی فرماتا تھا۔ ساتوین شاہ اودہم آٹھوین حیات بیگ ظاہر احوال مجنون کی طرح تھا اکثر ضروریات کا ترک انکی مزاج مین تھا لیکن لوگ اکثر انکے خوارق اور کرامات کی قایل ہین العلم عند اللہ تعالے نوین شاہ خضر درویش بلند پایہ سعد پور مقامات پرگنہ بسارا مین بسر کرتا تھا مجذوب وضع لیکن اکثر عقلا اوسکے پاس جاتی اور اکثر خوارق کی قایل ہین۔ دسوین سید والا نژاد میر محمد سجاد در حقیقت صید حقیقت مدام بدام لاتا تھا اور بکمال عزت اور احترام مین بسر کرتا تھا دنیا کی حقیقت پر کاہ کی برابر بھی نہ جانتا تھا بندہ کی والد سے سررشتہ اتحاد مستحکم رکھتا تھا تحصیل اخروی پر اکثر ہمت مصروف تھی علوم جفر وغیرہ ظاہری مین بھی دستگاہ تھی اوسکے فضایل تحریر سے افزون ہین ایک کتاب اوسکی تالیفات مین تھی بندہ نے ملاحظہ کی جو کہ اوسکے علو مدارج سے متنبہ کرتی ہی اور جسکی نظر سے گذری ہی اوسی اوسکی مراتب سے آگاہی ہو سکتی ہی جب والد مرحوم شاہجہان آباد چلے گئے مین نے اوسی اتحاد پیدا کرکے ہم صحبت تھا اسکی رحلت کا سال فقیر کو یاد نہین والا ضرور لکھتا اللہم الحقہ بآبائہ الصالحین واسکنہ فی اعلی علیین۔ گیارہوین بندہ مورخ کا جد امجد سید علیم اللہ طباطبائی سادات بنی حسن سے ہی اسکے علو مراتب اگر تحریر ہون ایک دفتر علٰحدہ درکار ہی ۱۰۸۳ ہجری مین وارد عظیم آباد ہوا اور ماہ شعبان ۱۱۵۶ ہجری مین بہشت کو سدہارا اسکی فرق و عادات جو کہ دیدہ و شنیدہ بندہ کی علٰحدہ ایک مثنوی مین جسکا نام بشارۃ الامامۃ ہی تحریر کیے ہین بارہوین جناب شاہ حیدری بندہ کی دادی کی حقیقی نمونے اولاد علی بن حسین مذہب سنت مین تو نہایت مجاہد اور بیباک اور مستغنی تہے علاوہ اون کی ساتہ نہایت تواضع سے پیش آتی اکبر محمد قلیخان پدر محمد ایرج خان اکبر آباد سے بکمال سماجت ہمراہ لایا قصبہ بہاگلپور مین اقامت گزین ہوا محمد غوث خان جو اوس زمان لشکر اللہ خان کی ہمراہ قصبہ مذکور مین مقیم تھا اتفاقاً بیمار ہوا اور عارضہ سے سخت تکلیف ... اوسکی ... حضرت شاہ حیدری جو کہ اوسکی مذہب سے نفور اور شجاعت سے مسرور ... قبول مذہب تشیع کی ضامن اور اوسکی شفاعت کا ہوا اور وسنی قبول مذہب سے حیات تازہ پائی اور ... عیال و اطفال کی اوسکا مرید مطیع ہوا تا آنکہ سرفراز خان کی لڑائی مین مارا گیا شاہ حیدری ... بہاگلپور ... مہابت جنگ کو اوسکی عمل پر نہایت ملامت کی مہابت جنگ سے رنجیدہ کیے ہوی بجز تسلیم کچھ ... شاہ حیدری ... محمد غوث خان ... عیال و اطفال کی ... جسکی ... اٹھوا کر بہاگلپور رہوے چلا مین ... چند سال کی بعد خود بھی رحمت خدا سے جا ملا اور بہاگلپور مین مدفون ہوا شاہ جعفری اوسکا بیٹا باپ سے بڑہکر ہوا صبر و توکل و قناعت مین اپنی ہم عصرون سے زیادہ تھا مہابت جنگ مع اولاد کی اوسکی احترام کرتی وہ درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا یسین خان فوجدار بہاگلپور نے وہان کی فقرا اور نیز اور لوگون کا روزینہ بند کردیا اور شاہ جعفری کا روزینہ

پر قرار رکہا مگر انہون نے خود نہ لیا اور شہامت جنگ کو لکہہ بہیجا کہ مہابت جنگ نے حسین خان کو
ملامت کی اور روزینہ بند جاری ہوا تب حضرت بہی اپنا روزینہ لینے لگے مصطفے خان کی ہنگامہ کے
زمانے مین جبکہ بہاگلپور سے عبور ہوا لوگ افواہ اوڑانے لگے اور بہاگلپور کے متعصب لوگون نے اسکے
تشیع کی خبر مردمان مصطفے خان کو لگا دی خبر پہونچی کہ مصطفے خان کو داعیہ رزم ہے مگر وہ متصل
اپنی جگہہ پر آمادہ شہادت بیٹہا رہا کسیطرف کو حرکت نہ کی اور وہ بلا خود بخود دفع ہوگئی سراج الدولہ
کی شادی مین ابہی رام فوجدار بہاگلپور نے جو عطا احمد خان کی طرف سے تہا بعوض گاو کشتی کے
ایک سید کے ہاتہہ کٹوائے ہر چند سید مذکور نے فریاد و استغاثہ کیا کسی نے نہ سنا آخر شاہ جعفری
اوسکا شریک حال ہوا اور بلوائے عظیم برپا ہوا تہا نزدیک تہا کہ فتنہ عظیم برپا ہو عطا احمد خان
کے حواس بر جا نہ رہے لوگون نے چاہا کہ اوسکے مکان پر چڑہ جاوین چونکہ اوسوقت سردار خان
اور شمشیر خان برطرف ہوگئے تہے عین سانحہ مین شہامت جنگ نے آنکر شاہ جعفر سے یون کہا
کہ مہابت جنگ درمیان ہے اور تماچا تاہے شاہ جعفری نے کہا کہ اس سید کو راضی کرو اور کچہہ کام
نہین ہیبت جنگ نے روپیہ اور زر کے دینے سے سید کو راضی کیا تب فتنہ فرو ہوا اسقدر ایمان کی
حفاظت اور شجاعت کمتر کسی نے دیکہی ہوگی ایکمرتبہ عین شکار مین کہ شروع شباب تہا ایک شیر نر
بر آمد ہوا محمد قطب ولد کلان غوث خان مانع ہوا کہ شاہ جعفری اوسکے روبرو نجاوے مگر اوسنے گہوڑا
بڑہا کر سر آپہونچا اور پیادہ ہوکر اتنے کوڑے شیر کے مارے کہ شیر لومڑی کی طرح روبرو سے بہاگتا
تہا اور یہ کوڑے لگاتا جاتا تہا اور محمد قطب سے کہتا تہا کہ شیر کو اسطرح سے شکار کرتے ہین در حقیقت
صلاح اور سداد اور مہمان نوازی مین یکسان تہا مومنین کی حاجت روائی اوس درجہ تہی
جسکی انتہا نہین میر محمد قاسم خان کی عہد مین واقع مونگیر جان بحق ہوا لاش اوسکی بہاگلپور مین جسے مین
کو خود پسند کر رکہا تہا وہین مدفون ہوئی ۔ اللہم الحقہ بآبایہ الصالحین ۔

ذکر مشایخ مشہورہ اطراف صوبجات کا

اکثر لوگ بانام و نشان اور صاحب اسباب شیخت کے ہوے ہین مگر اونکی کیفیت مورخ کو واضح نہین
کہ اوسکو درج کتاب کرتا ازانجملہ یہ چند لوگ ہین شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مضاف پرگنات
اردل اور شاہ بدیع الدین وغیرہ اولاد شاہ شرف الدین یحیی منیری بہار مین اور شاہ کہملین
سسرام مین اور شاہ محمد مسیح للیا مین جو سرکار مونگیر کا مضاف ہے اور شاہ نجم الدین معروف
شاہ مولی پرگنہ سورج گڈہ مضاف سرکار مونگیر مین یہ شخص کمال عزت مین متصل سورج گڈہ

کی بسر کرتا تھا اور قلیل سی زمین اوسکے قبضہ مین تھی اب اوسکا حاصلات صادر و وارد کی صرف مین خرچ ہوتا ہے تا آنکہ حیدر علیخان برادر حسین علیخان داروغہ توپخانہ صابت جنگ نے اوسکی خدمتمین کیقدر رسوخ پیدا کیا پرگنہ گڑا جو توابع مونگیر مین ہے اوسکو صابت جنگ سے التماس کرکے اوسکے مدد معاش مین مقرر کرا دیا اور اوسکی سند دفتر سرکار سے لکھا دی الحال اوسکی اولاد یعنی اوسکی بی بی کی قرابتی بآرام بسر کرتے ہین

علماے ظاہر کے بیان مین

جو کہ درس تدریس کی تمیل کرتے تھے بہت ہوے ہین حتی کہ تو دس آدمی خاص شہر عظیم آباد مین مدرس تھے اور قریب تین سو طلبا کے تھے اور ہر پرگنہ اور قصبات مشہورہ مین علی ہذا القیاس الا استعداد ان سبھون سے قاضی غلام مظفر مخاطب بمظفر علیخان سے ہوکر صابت جنگ کا مقرب اور داروغہ عدالت مرشد آباد ہوا مرد خوش تقریر اکثر علوم سے ماہر تھا

گردش فلکی سے جو ایرانی بزرگ وارد عظیم آباد ہندہوے اونکا بیان +

ان بزرگون مین اول اور کلان جناب عمدۃ العلماء العظام و زبدۃ الحکماء الکرام کاشف الحقایق الخفی والجلی خاتم الحکما مولانا و شیخنا المحمد الذ عو بعلی متخلص حزین نبایر شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف زاہد جیلانی ہی نسب شریف مینہ دہ واسطون سے شیخ عارف کامل مذکور تک پہونچتا ہے غایت اشتہار سے کہ تمام عالم مین اسکے تصانیف اور اوصاف مشہور ہین خصوص ہندوستان مین بیان کرنا اوسکے مدایح کا کچھ ضرور نہین لیکن تبرکا و تیمنا مجمل سا لکھا جاتا ہے واضح ہو کہ بندہ اور چند لوگ جو مجھسے بہتر تھے معترف ہین کہ اس جزو زمانہ مین اسکو برابر دوسرا شخص نہین دیکھا بلکہ سنا بھی نہین بلکہ عرب اور عجم کے سب یہی کہتے ہین کہ ہمنے ایسا آدمی نہین دیکھا خوب مدرکہ اور حافظہ اسطرح کہ شاید اسلاف مین بھی کمتر کسیکو نصیب ہوے ہون علمی اور عملی اور علوم نقلی و عقلی کل اوسکی ذات شریف مین جمع تھے خواص عن علوم مین کون بات تھی جو اوسے معلوم نتھی حق تو یہ ہے کہ نادرہ اور علامہ زمانہ تھا محمد شاہ نے عمدۃ الملک وغیرہ مقربین کے ذریعہ سے مکرر پیغام دیکہ منصب وزارت قبول کرے لیکن از بسکہ دنیاے دون سے تنگ و عاری تھا راضی نہوا اور نیز یہ بھی جانتا تھا کہ اوسکی دولت کی بنیاد جلد گرنے والی ہے لہذا قبول نکیا ورنہ ایسے لوگ انتظام عالم اور رفاہ بنی آدم سے بھی گریز نہین کرتے چند بار اس شخص نے عظیم آباد آنکر ہندوستان سے نکل جانیکا عزم کیا مگر تقدیر نے یاوری نکی صابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ نے چند بار عرایض از روی قدمبوس ارسال کئے مگر ہر مرتبہ عذر پیش کرکے آنکو راضی نہوا اور معاودت کرکے بنارس مین چند سبب سے قیام کیا تا آنکہ طاقت حرکت اپنے مین ندیکھی اور ایک قبر اپنے واسطہ آراستہ فرمائی اور

سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو جان آفرین سی واصل ہو کر داخل بہشت برین ہوا اور اوسی خلوت مین مدفون ہوا اور نواح مزار پر اپنی ہاتھ سی چند کلمہ اور دو تین شعر بطریق یادگار لکھی تھے یہ بعینہ تقریر لکھی جاتی ہین بر سر لوح اسم مبارک اللہ کا ہی بعد ازان یا محسن قد اتیک المسیء + بعد ازان العبد الراجی رحمۃ اللہ الغفور محمد المدعو بعلی بن ابیطالب الجیلانی اور پائین لوح مذکور مین اپنا مطلع لکھا ہے روشن شد از وصال تو شبہای تار ما + صبح قیامت است چراغ مزار ما ـ اور دونو پہلوی مزار مین یہ دو بیت تحریر ہین ؎ زباندان محبت بوده ام دیگر نمیدانم + ہمیدانم کہ گوش از دوست پیغامی شنید اینجا ـ حزین از پای رہ پیما بسی سرگشتگی دیدیم + سر شوریده بر بالین آسایش رسید اینجا ـ اللہ مغفر عسکری لکھی ـ دوم جناب شیخ محمد حسن شہید ثانی بن شیخ زین الدین علی سی ہی ذکر نسب اظہر من الشمس ہی اظہار کی حاجت نہین علم عربی اور فقہ اور حدیث مین بی نظیر تھا عقلیات مین چندان توجہ نتھی لیکن کچہ اجنبی بھی نتھا آپ کی رغبت شرع کی ظاہر مین بہت تھی اور عقلا اور عرفا کے مسلک سے احتراز تھا لیکن نہ کلفت تھی نہ رغبت بلکہ فرماتا تھا کہ ہماری عقیدی دونو طرف رہی ہے اور ہر ایک نے مسلک اختیار کیا مگر مین ان دونو فرقہ کی حقیقت سی عاجز ہون اُس بزرگ کا آنا کربلای معلی مین اوسوقت ہوا تھا جب کہ ایران مین قوم افغان متسلط ہوی تھے یہ شخص مع بزرگان و خورد ان کی آستانہ مقدس نجف السرور کی مجاورت مین بسر کرتا تھا جب عسرت نی زور کیا بضرورت شاہجہان آباد مین آکر صفدر جنگ کی رفاقت مین بسر کرنے لگا کسیقدر عیال و اطفال کیواسطی کربلا روانہ کرتا تھا جب صفدر جنگ مرا اور شجاع الدولہ بادہ نادانی مین بیہوش ہوا اوسکی رفاقت ترک کرکی عظیم آباد آیا کسی ایرانی نی اسکی عسرت دیکھی کسیقدر روپیہ دیا تا کہ تجارت کری شیخ مذکور نی بسبب ناواقفی کی کسیکو اسکام کیواسطی مقرر کیا اور خود پدر برہان الملک کی مقبرہ مین رہنی لگا تا آنکہ ایکمدت تک چوب ہای ساکہو گورکہپوری خرید کرکی اوسکا گماشتہ عظیم آباد پہونچا تا اودہر رام نراین نائب ناظم اوسجگہہ کا اگرچہ ظاہر مین مدارا کرتا تھا مگر باطن مین عجب عداوت اور تعصب رکہتا تھا اوندنونمین ایک عمارت بنواتا تھا پیغام دیا کہ جس قیمت سی اور لوگ چوب مذکور لیتی ہون بندہ یکجائی خرید کرتا ہی اور اوسکی قیمت یکمشت ادا کرتا ہی وہ بزرگ راضی ہوا عملہ راجہ مذکور نی چوب ناپ کر اپنی نشان کر دئے اور روپیہ کی دینی مین حجت کرنے لگی شیخ نی کہلا بہیجا کہ یہ کیا معاملہ ہی حسب وعدہ یا تو خرید کرلو ورنہ چہوڑدو ہم دوسری کی ہاتہ فروخت کرین جواب ناصواب پر غرور کہلا بہیجا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ مین مشرق و مغرب سی نہین ڈرتا تمہارا یا معاملہ فقط ترحم کی نظر سے ہی تم کچہہ اور خیال نکرنا شیخ نی متحیر ہو کر کہلا بہیجا کہ مضمون پیغام کچہہ مفہوم نہوا مگر جو کچہ کہ بیباکی کی اوسکا

جواب کیا دون سے خونریزی ہشت میدانی خدا نام * گرز و شوریدہ درنگیرد آرام * اس ماجری کے بعد
نہایت تکلیف اس بزرگ کو ہوئی چند روز نگذری تھے کہ عالیجاہ میر قاسم خان نے تینون صوبہ بنگالہ
بہار اوڑیسہ پر تسلط پایا اور راجہ مذکور کو گردش دہر نے جواب دیا چنانچہ آیندہ لکہا جائیگا اور شیخ
مذکور کو مسبب الاسباب نے میر قاسم خان کے واسطہ سے معاش لایق عطا کردی جسکے ذریعہ سے قرض سابق بہی ادا ہوا
اور دو ایک سال کے بعد اجل سے نے گہیرا جس زمین مین اسکا مزار ہے وہان برہان الملک کے باپ
کا مقبرہ اور عالیجاہ کی زرخرید ہے اور اخوند ابو القاسم جو اوسکا شاگرد اور ملازم تہا مجاور ہوا یہ شخص
کشمیری تہا لیکن حسن خوبی مین بے نظیر مدت تک وہان بسر کی واقع سنہ ۱۱۹۳ ہجری کو فوت ہوا اور
پہلوے شیخ مین دفن کیا گیا واقعی یہ شخص نیک طینت پاک طبیعت ہر وقت رضای خالق مین
مصروف رہتا علم عربی و فقہ و حدیث و تفسیر مین آشنا تہا ظاہرا انکا ہر اماہ محرم کی اٹہاروین تہی
کہ بعد قطار ملک الموت سے دوچار ہوا خداوند کریم اوسکی بہی بخشش کرے اور رحم کرے الحال دو آدمی بزرگان
زمان سے موجود ہین جنکے وسیلہ سے دریاے فیض کشادہ ہین — اول سید الاجل علامۃ الوری
البحر الملی کاشف الاسرار والرموز الازلی سید محمد علی مد اللہ تعالی ظلہ جنکا مولد اورنگ آباد دکن
ہے والد انکے میر عبد اللہ بن میر ابراہیم اور نانا اونکے میر محمد شفیع ہین نسب آپکا حسین ذو الدمعہ بن
زید بن علی علیہ السلام تک پہونچتا ہے مولد آبا انکا یزد ہے میر عبد اللہ مرحوم اورنگ آباد مین
وارد ہوا اپنے چچا محمد شفیع کی لڑکی کو نکاح مین لایا اُسکے ولادت کی تاریخ روز پنجشنبہ دوم رمضان سنہ ۱۱۲۹ ہجری
مین سترہ اٹہارہ برس کے سن مین بعض بزرگون کے ہمراہ بقصد زیارت و تحصیل علم واقع سنہ ۱۱۳۱ ہجری
مین متوجہ ایران و عراق ہوا محمود افغان اور اشرف کے حادثہ مین شریک تہا بیس برس تک اوسطرف
رہا اکثر فارس اور عراق کے شہرون کی سیر کی اور عتبات عالیہ کی بہی زیارت کرکے اکثر علما مانند
حاجی اسمعیل خاتون آبادی و حاجی عبد اللہ بہندی و میر محمد تقی مشہدی رضوی اور ملا محمد صادق اردستانی کی صحبت مین رہا
اور تذکرہ مین شریک ہوا علماے نامدار مانند میر محمد حسین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی قدس اوسکی بہائی اور ملا محمد علی قایمی اور ملا محمد طاہر
خاتون آبادی اور میر معصوم خاتون آبادی وغیرہ سے بہی ہم صحبت رہا لیکن جو کچھ تحصیل فرماتا اوسکی زبانی ہے کہ پچاس ساٹھ
بیت الفیہ نحو بہی نہین پڑہین لیکن مبادی تحصیل مین کرم خدا ایسا شامل تہا کہ بروقت ورود اصفہان کے سن شریف
باٹیس برس کا ہوگا اکثر لوگ درس کتب متداولہ کو حاضر ہوتے تہے اور جمیع کتاب معقولہ مشکلات مانند شفا و اشارات
کے اور کتب عربی اور منقولہ مطالعہ کرکے اسقدر تقریر کرتا تہا کہ اکابر علما کو جرأت نہ تہی اور حسن تقریر اور جودت ذہن اور
قوت حافظہ اس شخص سے حیرت تہی اور اُنکو غنیمت سمجہتے تہے جو کچہہ حافظہ کے سپرد ہوا گو کسیقدر مدت کیون نگذری

مع جزئیات کی پیش افتادہ ہی لیکن باوجود اوصاف مذکورہ اور پیش نمازی اہل دول سی ضرورت سے
زیادہ اختلاط کا روادار نتھا اصفہان مین سلسلہ مشکی سی تاہل اختیار کیا اور وہین دو سال کے بعد جان بحق
ہوئے دوبارہ پھر مبل مناکحت نفرمایا اور احادیث کی اجازت مانند اصول کافی ومن یحضرہ الفقیہ
میر محمد تقی مشہدی اور میر محمد حسین اور میرزین العابدین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی سی لیکر قرآن اور احادیث
کی اسرار جو مخصوص خواص عرفا ہین حاجی نصیر سے شیراز مین اور میر محمد تقی مشہدی سی اصفہان مین سیکھی
اور کتب علمی اور کلامی ملا محمد صادق اردستانی سی سیکھی الحاصل ایران سی حج کا عزم کیا جہاز تباہ ہوکر سندہ
پہونچا چند مہینے وہان رہا اور احمدآباد آکر چند مہینے بعد سورت آیا وہان سی اورنگ آباد ہر چند ناصر جنگ
ناظم دکن نی تکلیف قیام دی لیکن بنابر اوسکے وضع مفسد کے قبول نکیا وہان سی حیدرآباد آیا بعد قیام
چند روزہ سنبکاکول ہوتی ہوئے بنگالہ مین اور تھوڑی دنونمین بموجب استدعای خواجہ محمد حامد سکلی
کے ہوگلی مین مقیم ہوکر شاہجہان آباد گیا اسی سفر مین پورنیہ ہوکر گذرا وہان کی حاکم سیف خان
برادر عمدۃ الملک امیرخان کی حسب استدعا چند روز قیام فرمایا آخر اوسکے صحبت سی کہ جنون اور خبط
سی خالی نتھی عظیم آباد آیا یہان عبدالعلیخان بہادر مورخ کی خال کی صحبت مین رہا وہان سی عازم لکہنو ہوا
آخر بنابر انسداد راہ جو نسبت نکلنی محمد شاہ کے علی محمد روہیلہ پر ہوا تھا فسخ عزیمت اوسطرف کی فرمائی
اور حسب استدعای ہیبت جنگ کی عظیم آباد آیا ہیبت جنگ نی اپنے معتمد استقبال کو بھیجے اور اوسکے آنی
پر نہایت خوشی فرمائی اور مشرف خدمت ہوکر راتدن رہنماجوئی مین بسر کرتا تا آنکہ شمشیر خان کی حادثہ مین
ہیبت جنگ نی عدم کی راہ لی اور اوس انقلاب مین سید کا مکان بھی تاراج ہوا اور سید نی خبر پائی
کہ قرب وجوار مونگیر مین مہابت جنگ کا لشکر آپہونچا بمقتضای الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین پس
اپنے کو مہابت جنگ کی لشکر مین پہونچایا مہابت جنگ نی اوسکا پہونچنا اقبال کی یاوری سمجھی کوئی دقیقہ
آداب وخدمت سی فروگذاشت نفرمایا اور انہین دنونمین واقع ۱۱۶۵ ہجری کو دوبارہ عازم زیارت
آستانہ سید الانام اور عتبات علیہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہوا پھر وہان سے بعد چار برس
کی شرف یاب طواف مکہ معظمہ اور عتبات مکرمہ ہوکر اور سرمایہ سعادت حاصل کرکے مرشدآباد کو معاودت
فرمائی بعد رحلت مہابت جنگ کی سراج الدولہ نی بمقتضای سفاہت کی ایسے بزرگ واجب التعظیم سی
بہت بری طرح پیش آیا جسجگہ کہ رہتا تھا زبردستی بلا مہلت نکال دیا وہ بزرگ متحیر ہوا کہ اسوقت مین کہان جائی
اور کیا کرے کہ چند ماہ راہ کی ملک کا مالک ہی اسی عرصہ مین حسن رضا خان دخترزادہ حاجی احمد نی
جو کہ محرم خاندان مہابت جنگ کا ہی باوجودیکہ خود بھی بسبب رشتہ مزاج کی سراج الدولہ سی مخوف تھا

بمجرد استماع اس خبر کے برہنہ پا سید مذکور کے حضور مین آیا اور اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لیگیا اور لب
دریا جس مکان مین اب بھی سید مذکور مقیم ہین جاکر وہی مکان نذر کیا فی الحقیقت اوسوقتمین بڑا کام
کیا خدا جزائے خیر دے اس کار خیر کی نیکنامی حسن رضا خان کے نام لکھی تھی کہ ایسے تہلکہ مین اپنی جان کو
نہ ڈرا اور آخرت مین بھی خدا اسکو نتیجہ اسکا نیک دیگا اور سراج الدولہ بھی گذرا اور نتیجہ برعکس پایا
بیت گندم از گندم بروید جو ز جو ٭ از مکافات عمل غافل مشو ٭ ظاہرا مجالی الہیہ (?) در بیان حضرات
خمس عبارت عربی مین مقتضے طریقہ محققین اور عرفا کے موافق تحریر کیے اور شرح مفاتیح ملا محسن کاشے
رحمہ اللہ کے حواشی فقہ مین عبارت عربی سے اور اخوان الصفا اور خلان الوفا حکمت کی اسقدر کتابین
فراہم کرکے تحقیق اور تنقیح کی بلکہ چند رسالہ اور بھی افزود کئی بس نصف جدید کہنا چاہیے شرح کافیہ نحو کے
عبارت فارسی مین مبتدیون کے واسطے لکھی مگر ہنوز تمام نہین اور شرح تجربہ ملا محسن کاشی بھی علم فقہ مین
بعبارت فارسی تحریر کی مگر ناتمام رہی سرعت مطالعہ اسقدر ہے کہ جو دوسرا سال مین کرے آپ ایکروز
مطالعہ کر جاوے الحمد اللہ کہ آجتک کہ اوایل ماہ شعبان سنہ ۱۱۹۴ ہجری مین مفرح الحال مطالعہ کتب اور
افادہ مردم مرشد آباد مین بسر اوقات کرتے اور کرتا ہے حسن رضا خان اور اوسکی اولاد اور محمد حسین خان
بن حکیم ہادی خان وغیرہ مخلص موجود ہین عاد (?) درو وارد اوسکے فیض انفاس سے فایدے پاتے ہین حق تعالے
اس حضرت کا سایہ بلند پایہ دراز رکھے — جسوقت بندہ مورخ کسی تقریب سے عازم کلکتہ ہوکر سیر کیواسطے
کچھ دنون مرشد آباد مین ٹھہرا اغلب اوقات سید موصوف کی خدمتمین پہونچا اور اوسکی باتون سے فیضیاب
ہوا ایکروز کسی تقریب سے اپنے جانے کا مذکور جانب دہلی اور ایک بزرگ کے کشف و کرامات کا جسکا نام یاد
نہین رہا کرتا تھا جو کہ بندہ مورخ نے قبل کشتہ ہونے نادر شاہ کے جب کہ محمد شاہ عمدۃ الملک اور صفدر جنگ
کی تحریک سے علی محمد روہیلہ کی تادیب کو انولہ اور بن گڈہ پہونچا تھا اور سید نے اوس لشکر مین بعض
ثقات کی زبانی جو نادر شاہ کے روشناس تھے سنا تھا سید کہتا تھا کہ اگر ہم بعد کشتہ ہونے نادر شاہ کے
سنتے باور کرتے مگر اب یقین ہے کہ وہ بزرگ بیشک اولیا تھا — چونکہ یہ نقل جملہ اخبار گذشتہ سے ہے لہذا
بکم و کاست نذر یاران کرتا ہون — جب نادر شاہ بعزم تنبیہ نور محمد لنی (?) رئیس دیرینہ ولایت ٹھٹہ کے
دوبارہ قندہار کی طرف سے عازم ہوا یہ نور محمد خان کمال اقتدار سے قلعہ امرکوٹ پر جسکے چارو طرف
انتی کوس تک دانہ پانی نہین ہے پناہ لیجا کر نادر شاہ سے منحرف ہوگیا تھا اور نادر شاہ نے اوسکا ملک
محمد شاہ سے لیکر اپنا کر لیا تھا غرض جب اس مرتبہ معاودت ہوئی ہمراہ خان نے اپنے لڑکے شاہنواز خان کے
استقبال کو بھیجا اور نادر شاہ کی ناخوشی سے آگاہ ہوکر عرض کیا کہ اوسے قلعہ کے گرد انتی کوس تک

پانی بہرا ہی لشکر ظفر پیکر بے آبی کی وجہ سی اقامت نہین کرسکتا نادرشاہ نی جواب دیا کہ اگر کہی آسمان پر ہوگا
تب بھی پہر اوسکو کھینچ کر ادونگا اور اگر زمین مین گہسا ہوا بال پکڑ کر نکالونگا شاہنواز خان اور اوسکے لڑکی
کو مع تہوڑی فوج ہندوستانی کے ہمراہ لیکر لشکر کو حکم دیا کہ طعام اور شراب سہ روزہ ہمراہ لیوین
اور شام کو کوچ فرمایا دوپہر کو قلعہ مذکور مین قلیل فوج سی جا پہونچا باقی فوج پیچھے کر لی پڑتی چلی آتی تہی
نادرشاہ نی شاہنواز خان سی فرمایا کہ اے فرزند پانی لا سکتا ہی اوسنے عرض کیا کہ پانی بجز قلعہ کے
اندر نہین ہی جیساکہ پیشتر عرض کردیا تہا اسقدر کہکر پانی لانیکو مع چند سوارون کی متوجہ اندرون
قلعہ ہوا بمجرد اسکی کہ وہ فوج شاہی سی برآمد ہوا قلعہ امرکوٹ سی ندائے الامان بلند ہوئی اہالی قلعہ حسب
دستور بندگی چادر سر سے لپیٹ کر عذرخواہی کو برآمد ہوے شاہنواز خان نی پہونچکر نور محمد خان سی
کہاکہ تیری رستگاری اور پایداری اطاعت پر منحصر ہی اوسنے قبول کیا شاہنواز خان کی ہمراہ عازم
خدمت شاہی ہوا اور شاہنواز خان نی حسب قاعدہ ولایت بطور گنہگاران مع تیغ و کفن کی اوسکو
حضور مین حاضر کیا نور محمد خان نی عاجزی کرکے قدمبوسی کی نادرشاہ نی عفو تقصیر فرمایا اور ایک شب
وہان رہکر دوسری روز اوسی روش سی مع لٹی کی اپنے بنگاہ کو واپس ہوا بعد انفراغ انتظام کے
ایکروز نور محمد خان کو خلوت مین طلب کرکے تنہائی مین کہاکہ تجہسی ایک بات استفسار کرتا ہون
اگر راستی مین جواب دیا رہائی پائی ورنہ سزایاب ہوگا اوسنی کہاکیا مجال بجز راستی کی خلاف التماس
کرون اوسوقت فرمایاکہ باوجود اس قلعہ مستحکم اور سامان اتم کی بلا توقف فرمان برداری کرلینا
کس وجہ سی تہی اوسنی جیسطور سے کہ بادشاہون کی روبرو خوشامد کرتے ہین جواب دینا شروع کیا شاہ پہر
آشفتہ ہوا اور فرمایا کہ مینی پیشتر کہدیا ہی کہ حقیقت مین کچھہ تکلف نکرنا ورنہ سزائے لایقہ کو پہونچوگی
تب اسنی عرض کیاکہ نفس الامر یہ ہی کہ ایک بزرگ کا زیادہ بندہ معتقد اور اوسکا فرمان بردار
ہی اوسنے مجہسی ارشاد کیا تہاکہ اگر شاہ ایران یعنی حضور عزم تسخیر قلعہ کرین ہرگز استحکام قلعہ اور
سامان حرب پر اعتماد نکرنا کیونکہ اوس سے عہدہ برائی نہوگی بندہ نی کہا باوجودیکہ ایسا قلعہ اور
سپاہ میرے پاس ہی اور وفایر غلات وغیرہ یہ کیا مجہی کفایت نکرینگی آخر فوج ایران اور نادرشاہ
بہی انسان ہی اوسکے بہی انسان وحیوان محتاج ماکول و مشروب ہین اور اس جگہہ تا محتاج
کا پہونچنا ممتنعات سی ہی اوسنی جواب دیا یہ سب ہیچ ہی مگر اندنون نادرشاہ کا وہ اقبال ہی کہ اگر تمام
دنیا اوپہاڑ اور جنگل کے فوج اوسپر ٹوٹ پڑی تو بہی اوسکو نقصان ہو لیس بندہ درگاہ نی
اس وجہ سی اختیار اطاعت کی نادرشاہ نی اس حکایت کو سنکر کہا کہ اوس بزرگ سی ہماری بہی

ملاقات ہو سکتی ہی جواب دیا کہ بندہ نہین کہہ سکتا تب نادرشاہ نے فرمایا کہ تو جا کر ہمارا سلام کہنا اور ہر طرح سے اطمینان ادب اور احترام مین جیسا کہ چاہئے اور مناسب ہو عہد و سوگند سے موکد کر کے ہمراہ لا اور اگر کسی طرح سے آنیکو راضی نہو تو یہ عرض کر کہ نادرشاہ کی یہ التجا ہی کہ اوسکے مرگ اس دار فنا سے کسطور ہوگی آیا مرگ طبعی مین فرش پر جان جاویگی یا کہ رزم گاہ مین بس اسکا جو کچھ جواب دے مجھسے کہنا نور محمد خان لشی نے حسب الحکم تعمیل کی اوس بزرگ کی خدمت مین جا کر پھر آیا اور کہا کہ ایسا ارشاد کیا ہی کہ نادرشاہ نہ تو فرش پر بیمار ہو کر مریگا نہ لڑائی مین اپنی نوکرون کی ہاتھ سے اپنے خیمہ کی صحن مین یہ مارا جائیگا اور اس خبر کو نیز ایک مرد صالح سید فاضل مرحوم نے تین برس قبل مارے جانے نادرشاہ کے سنا تھا۔ چنانچہ اول ساتھ اسکے اشعار کیا گیا۔

سرخیل اصحاب یقین حاجی بدیع الدین کہ سرچشمہ فیض ہی اور منبع برکت و خیر ہے

یہ شخص پرگنہ سرکار ... کے رہنے والے ہین جملہ اتقیا سے جہان کی نامدار دلن سے ہی تحصیل علوم متداولہ کی ہوئی زندگانی کی منزلین خدا طلبی مین کاٹی ہوے اکثر خواجہ محمد جعفر مرحوم کی صحبت مین جو کہ درویش صاحب کمال و شال تھا بسر کیا سررشتہ مریدی خواجہ مذکور سے رکھتا تھا باتفاق حاجی احمد داماد مولوی نصیر مرحوم کی حج اور زیارت عتبات عالیہ کو گیا و بانسے بروقت معاودت عتبہ عالیہ رضویہ علی مشرفہا السلام کی زیارت کو بھی گیا فی الحال موضع مصطفی آباد مین جو اوسکی زوجہ کا مملوکہ ہی مع عیال و اطفال کے بسر کرتا رہا علم فقہ اور تفسیر اور حدیث سے نہایت باخبر اور عقلیات سے بھی ناآشنا نہین افاضل عصر نے اسی درجہ فضیلت پر شمار کیا ہی اور شیخ محمد علی مرحوم نہایت احترام کرتا اور فرماتا تھا کہ تمام عظیم آباد ہی اور ایک حاجی بدیع الدین ایکروز اوسکے رخصت کرنیکو جب کہ وہ بنارس سے وطن اپنے کو جاتا تھا اور محض شیخ کی ملاقات کو گیا تھا شیخ نے دروازہ تک مشایعت کی اور رخصت کی وقت نہایت رقت او دعا فرمائی راتدن اسکی طاعت ایزدی مین بسر ہوتی تھی اور کبھی نماز تہجد فوت نہین ہوئی اوقات شریفہ نہایت ضبط و تقسیم سے گذرتی تھی وقت مصاحبت مین نہین دیکھا کہ کوئی فعل خلاف شرع برآمد ہو سن شریف اسّی کے قریب ہی تاسف کیا کرتا ہی کہ عمر کسی ایمہ ہماری کی علیہم السلام اس حد کو نہ پہونچی تھی میری عمر اسواسطے اسقدر دراز ہوئی حق تعالی ایسے بزرگون کو سلامت رکھے کہ باعث نزول برکات آلہی اور یادگار اسلاف کرام کے ہین۔

جلوس کرنا سراج الدولہ کا مسند ایالت بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار پر

سراج الدولہ نے بعد فراغت تعزیت کی مسند امارت پر جلوس فرمایا تھوڑی فوج کو حکم دیا کہ اوسکی خالہ بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر مہابت جنگ کو جو موتی جھیل مین اقامت پذیر تھی نکال کر کسی گوشہ مین بٹھاوین اور اونکا مال واسباب وغیرہ ضبط کرکے داخل سرکار کرین رفقای بی بی گھسیٹی نے بمجرد فوت ہونے مہابت جنگ کے باوجودیکہ بوعدہ جنگ سراج الدولہ کے اوس احمق عورت سے مبلغ خطیر لیا تھا راہ عافیت نکالکر ہر ایک نے اپنی راہ لی کچھ تھوڑے سے جو رہگئے تھے محاصرہ سراج الدولہ سے گھبرا کر مضطر ہوئے میر نظر علی نے جو کہ سرمایہ فساد اور بی بی گھسیٹی کا مدار المہام تھا اور دوست محمد خان اور رحیم خان وغیرہ سرداران فوج کو لالچ دیکر سراج الدولہ کے حضور مین اپنی عفو تقصیر کرا کر نکل گیا اور بی بی گھسیٹی کا جو کچھ تھا سیاہ ہوکر داخل خزانہ سراج الدولہ ہوا اور وہ عورت بدسیرت اپنی شومی عداوت کے نتیجہ مین جو کہ باوجود لاولدی کے اپنے خواہر زادہ سے رکہتی تھی گرفتار ہوکر گوشہ نشینی کرائی گئی اور بی بی رابعہ کو چند وجہ سے دہشت دیکر مع اوسکے دختر بیوہ کے جو اوسکی بیاہی اکرام الدولہ کی بی بی تھی اپنے عقد مین لایا اور میر محمد جعفر خان کو بخشی گری سے معزول کرکے میر مدن نامی کو جو رفیق حسین الدینخان برادرزادہ حسین قلیخان کا جہانگیر نگر مین تھا طلب کرکے عہدہ بخشی گری پر سرفراز فرمایا اور اپنے دیوانخانہ کی پیشکاری موہن لال کو اور راجگی کا خطاب اور منصب پنجہزاری اور نوبت اور پالکی جھالردار عطا فرما کر مدار المہام اور مرجع انام بنایا درشت گوئی اور فحش اور استہزا اور تمسخر کرنا اپنے ارکان دولت سے ابتدا سے اوسکا شیوہ تھا اور اسی باعث سے لوگوں کی طبیعتیں متوحش وملول تھین اب جو دونو آدمی برسرکار ہوئے موہن لال مغرور نے مہابت جنگ کے رفقا اور روساے زبردست سے تنفر اور توحش زیادہ کرنا شروع کیا غیر چند سفلہ منش کے جنہون نے سراج الدولہ کے بدولت اقتدار پایا تھا ہر ایک سراج الدولہ کا دشمن ہوگیا اور دعا اور دغا سے خواہان عدم ہوئے اسی ضمن مین سراج الدولہ نے ارادہ کیا کہ ملک پورنیہ شوکت جنگ ولد صولت جنگ سے تسخیر کرے پس راج محل کو نہضت فرمائی اس خبر سے شوکت جنگ اور اوسکے اولیای دولت کی نہایت تشویش ہوئی شوکت جنگ کا اسپ [illegible] مستحکم الارکان نہوا تھا صلحا اور علما سے رجوع ہوا تا کہ دعا سے اس بلای ناگہانی کا مدافعہ کرین ناگہان سراج الدولہ کو خبر پہونچی کہ ڈوگاو اسطی بکرنے کشن بلبھہ ولد راجہ راج بلبھہ دیوان شہامت جنگ کی جہانگیر نگر کی طرف گئی تھی کشن بلبھہ کلکتہ کو بھاگ گیا اور مسٹر ڈریک صاحب کلان نے اوسکی حمایت کی ہے سراج الدولہ نے اس خبر سے شوکت جنگ کا ارادہ مقابلہ ترک کیا اور مرشد آباد کو معاودت کرکے مسٹر ڈریک سے مخاطب ہوا تا آنکہ مکالمہ مراسلہ سے

نوبت مجادلہ کا ظہور ہوا اور سراج الدولہ نے کلکتہ پر لشکر کشی کی۔

سراج الدولہ کی لشکر کشی کرنا کلکتہ پر اور مغلوب ہونا مسٹر ڈریک صاحب کلان کا انگلیہ پر اور معمورہ مذکور کی خرابی اور شہر بدر ہونا مسٹر مذکور کا معذوری انگلشیہ سے اور پہنچنا سراج الدولہ کا نانک چند دیوان راجہ بردوان کو واسطے حفاظت اور حکومت کلکتہ کے

سراج الدولہ کے دماغ میں نخوت کا دہوان جو چہایا فوج انگلشی سے آتش افروزی کی شرارت رفقاے دیرینہ مہابت جنگ کو تاب ممانعت نتہی اور باعث رنج دلی کے جو نصف اس بارہ میں قرین صلاح تہی نہ بتلاتے تہے اور نہ وہ مغرورانسے دریافت کرتا اور جو اوسکی مصاحبت میں تہے وہ بالکل عقل و شعور سے محروم تہے اور دولت حاصلہ کے حصول پر جو جلدی ہاتہ آگئی تہی مغرور ہوکر خلاف رضاے سراج الدولہ کے دم نمارتے تہے سراج الدولہ بجاے خود ایک احمق خوشامد پسند بادۂ شباب سے مخمور جہل حرکت سے مخمور تہا مردان کار آمدنی کے دل و جان نایزہ بیقدری اور ہتک حرمت سے جلا دیا تہا ورنہ ذری سے عاقلانہ سوال جواب میں اس اشتعال آتش سوز و شر کی نوبت نہ پہونچتی لیکن چونکہ تقدیر میں مہابت جنگ کے خاندان کی خرابی لکہی تہی ایسے ملک وسیع بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار کے سلطنت دو طفل احمق سراج الدولہ اور شوکت جنگ کو ملگئی تہی القصہ سراج الدولہ نے سرانجام سفر طیار کرکے اوایل ماہ رمضان کو بارادۂ تسخیر کلکتہ منصور گنج سے نہضت کی اور بعد قطع منازل کے بلدہ مذکورہ کے قریب میں منزل گزین ہوا چونکہ جماعہ انگلشیہ کو لڑائی کا یقین کامل اور اسباب حرب موجود تہا کوٹہی قدیم میں متحصن ہوتے اور نیز بعض منازل منضبط اور شوارع مستحکم کو منضبط کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوے اور سراج الدولہ کے پاس سامان بیکران اور فوج گران مہیا تہی مکانات مذکورہ کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور خفیف سی مدت میں اہل لڑائی سے غالب آیا مسٹر ڈریک نے عرصہ رزم میں لاچار ہوکر فرار ہونے میں اپنی بہلائی سمجھی آخر بلا اطلاع اکثر ہم قوموں کے خود چند لوگون کے ساتہ جہاز پر سوار ہوکر چلدیا باقی ماندہ لوگ اپنے سردار کے فرار ہونے سے مضطر ہوکر لاعلاج بمقتضاے عزت کے جتبک گولہ بارود رہا لڑتے رہے بعدہ شربت مرگ نہایت خودرائی سے بکے پیئے نہنڈے ہی راہ عدم کی مجبور ہوکر اسیر دام تقدیر ہوئے اور مال و اسباب اور نقد جو اوسی قلعہ میں اندازہ حساب سے بیرون تہا لشکر کے لوگون نے لوٹا سراج الدولہ کے ہاتہ بجز وبال دوام کے کچہہ نہ لگا یہ ماجرا ۲ ہو ۔ رمضان ۱۱۶۹ ہجری میں واقع ہوا اور مہابت جنگ کو انتقال کے دو مہینے بارہ روز گذرے تہے ظاہرا مسٹر واچہ صاحب کو بہی تاسما بازار اور چند لوگ کلکتہ سے قید ہوکر سراج الدولہ کے پاس قید رہے اور شاید اس لڑائی میں چند بی لی لوگ بہی میرزا امیر بیگ رفیق محمد جعفر خان کی قید میں آئین لیکن میرزا ے مذکور نے بڑی ایمانداری کی جب

نصرت ہوئی میر جعفر خان کو مطلع کرکے کشتی جانب روان پر بی بیون کو سوار کرایا اول آہستہ آہستہ
مما فظان سراج الدولہ کی نظر سی دور جاکر جلد روان ہوا اور بارہ کوس پر جہاز مسٹر ڈریک کا ملا
اونہین سوار کردیا بی بی لوگون نی اُسکے حسن دیانت او بیان شرافت مسٹر مذکور سی کی صاحبان مذکور نے
چاہا کہ اوسکے معاوضہ مین کچہ رعایت کرین مگر امیر بیگ نی اوسکے قبول کرنی سی منکر ہوکر کہا کہ مینے یہ کام
بطمع زر نہین کیا بلکہ بدین خیال کہ آپ لوگ بھی اپنی قوم کی سردار اور شریف ہین اور ہم بھی مرد آدمی
نجیب الطرفین ہین پس اپنی یادگاری کو ایسا عمل کیا اور شبا شب واپس ہوکر میر جعفر خان سی آملا
فی الحقیقت ایسا کام کیا کہ جو نجابت کے سامان تہی اُسکو مسلمان بی ایمان خیانت پسند نی نام غدر کیا ہی
اور اپنی زعم مین پیروی سید انبیا اور خلفا اور اوصیا کا جانتے ہین - درحقیقت یہ امر سرکشی نفس امارہ
اور ضلالت شیطان اور شہوات طبع اور دنیاپرستی سی ہوتا ہی کیونکہ عمل ابرار سی دنیاطلبون کی کام تک
بڑا فرق ہی ~~~~ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ✣ گرچہ یک شد در نوشتن شیر و شیر - ہان اگر پیغمبر
ہمارا یا وصی زندہ ہو جو کچہ حکم دی مسلمانون کو اوسکی فرمان بری واجب ہی اور غیبت مین ایسی موقع پر جیسے ہین
یعنی اگر کوئی قصد ہمارے جان و مال کا کرے اور کسی طور سی نہ مانی تو البتہ جو کچہ ہمسی ہو سکے تعمیل
کرین نہ یہ کہ بے سبب ملک و مال کی طمع مین جھگڑے فساد اوٹھاوین اور اپنی ساتہ خلق خدا کو بھی
ہلاکہ مین چھوڑین خانہ مفتیان بی ایمان خراب ہو کہ اونکی طمع اور بدعقلی سی ایکعالم بلا مین قید ہوتا ہی
اللّٰہم احفظنا و سائر المومنین من شرور الذین یوسوسون فی صدور الناس من الجنۃ و الناس
القصہ سراج الدولہ چندروز کلکتہ مین مقیم رہکر جو امور موجب ضرر اور ایذائے خلق اور خرابی
معمورہ کی نہین اور جنہین وہ بجای خود حسن خوبی سمجہا تہا بجالاکر مرکز دولت کو واپس ہوا
اور مانک چند دیوان راجہ بردوان کو جو بجاے خود مغرور اور کل امور مین بی شعور اور
جوہر شجاعت سی معذور تہا جیسا کہ جب بردوان کی لڑائی مین مہابت جنگ مرہٹون کا محصور
ہو بیچارہ بہاگ کر اپنی راجہ کے پاس چلا گیا باوجود اس امتحان کی حفاظت کلکتہ پر مقرر کیا اور
پانچہزار سوار اور آٹہہ ہزار پیادہ ہمراہ دئے اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اور رحیم خان و
عمر خان اور اونکے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور راجہ دولبہ رام وغیرہ امرا
ابرو طلب اور جگت سیٹہہ وغیرہ کی ساتہ اہانت سی پیش آتا تہا ہر ایک کو اسقدر جان تنگ
کردیا تہا کہ ہر ایک اپنی زندگی سے بیزار تہا اور سراج الدولہ کی موت کی امیدوار جسکو خدا
بھی سراج الدولہ سی آزردہ اور رنجش مین پاتی اوسی پیغام دیتی کہ بغاوت کرو ہم بھی شریک حال ہین

[illegible] نفس
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] لوگونسی کہ
[illegible]
[illegible]
شیطان کی دون
[illegible]
[illegible]
ہون خواہ انسان سی
۱۲

چنانچہ شوکت جنگ کی حال مین بندہ کو میر محمد جعفر خان کی سعی سراج الدولہ کی استقبال مین اونکی عرایض سے جو شوکت جنگ کی نام آیا کرتے تھے مفصل معلوم ہوئی انشاء اللہ تعالی ان اوراق مین بھی درج ہوگا اجمالا باقی حال شوکت جنگ کا بنا بر انتظام اخبار سوانح مین کہ پہلو اسکے سے حقیقتین ظاہر ہوئین حوالہ زبان قلم ہوتی ہین تاکہ دیکھنے والونکو انتظار بیچ حال پوشیدہ اسکی اور انجام کار مین اسکے نرہے۔

ذکر چند روزہ امارت شوکت جنگ اور اپنے ہاتھ سے بلا اوٹھانا خوشامدگویونسے دہوکہا کہانا

اوراق سابقہ مین احوال قوت صولت جنگ اور جلوس شوکت جنگ کا اور کنارہ گزینی بندہ مورخ کی اوسکی رفاقت سے تحریر ہوچکا ہے اور یہ بھی اشعار ہوا کہ بندہ قلمرو پورنیہ سے نکلجانے کا عزم رکھتا تھا اور سراج الدولہ کی بسبب اندیشہ مندی کی جو کہ اوسنے چھوٹے بھائیون اور میر عبد الوہاب اور بندہ کے عمو کو عظیم آباد سے اخراج کیا تھا اور موسم برشگال نزدیک آیا تھا نکلجانا اونکا اور بیکی حدود سے جو پندرہ سولہ روز کی راہ رکہتی تہین متعذر ہوا لہذا گوندہ کی مصیبت تو کلکر پورنیہ مین اقامت گزین ہوا چند روز کے بعد دوستان نادان نے شوکت جنگ کی رفاقت کی تحریص کی بندہ ہرچند براہ انکار کہتا تھا کہ میری صحبت اوسکی ساتھ برا ہوگی اور انجام کار اچھا نہوگا آسمین اپنے گوشہ خانہ مین تنہا ہون دونوں یعنی سراج الدولہ اور شوکت جنگ کی شورہ شر سے آزاد ہون درصورت رفاقت کی دونو طرف سے رنج والم ہوگا باوجود دیکہ اسقدر بندہ نے عذر کی مگر کچھ سود نہوا بلکہ مرگ انبوہ جشنی دارد ایسی ایسی گفتگو کرنے لگی جب دیکہا کہ بندہ اونکی گفتگو نہین مانتا ایکروز اوس کمینہ مغرور کو خدا معلوم کس تقریب سے بندہ مورخ کی گہر مین لاے اور اسکو بندہ اوٹکی ترک گوشہ گزینی کی تحریک کی بندہ لاچار ہوا یقین ہوا کہ اگر انکار کرتا ہے تو جو بلا اخیر رفاقت مین ہوتی ہوگی وہ ابھی ہوتی ہے ناچار رفاقت مین تن دریا آمد و رفت دربار کی شروع کردی چند روز تک میری رہنمائی مین مصروف ہوا ہر کام مین میرا شورہ لیا کرتا تھا اور بندہ مانند وزیر شطرنج کے پہلوے شاہ مین نطق وہوش سے خاموش حکم و دستخط مین تلقین و تعلیم کیا کرتا تھا اگر لمحہ دیر سے پہونچتا تھا میری انتظاری مین معطل بیٹھا رہتا اور بندہ اسی وجہ سے عجب بلا مین مبتلا تھا خط اور سواد تک درست تھا وقت دستخط [illegible] محتاج تھا کہ وصل حروف سکھلاؤن تا آنکہ ایکروز

خود بخود بے اختیار ھین دستخط کرنےمین برہم ہوا اور قلم پھینک کر مسند سے اوٹھ دوسری جگہ جا بیٹھا چونکہ کوئی سبب درمیان مین نتھا بندہ نے مطلق نسمجھا کہ اس آشفتگی کا کیا سبب ہی بعد ساعت کی اوٹھا بندہ بھی مع دیگر حاضرین کی مرخص ہوا اور روح الدین حسین خان بہادر سہید ار جنگ سیف خان مرحوم کی گھر مین جسکا بہنوئی بندہ کا نہایت آشنا تھا اگر حرکت مذکورہ سی جو محض ذبیح تھی استعجاب کرتا تھا ناگاہ اوسکے مقربین مین سی ایک خدمتگار آیا اور ایک رقعہ لایا اوسکا مضمون یہ تھا کہ صاحب میرے رفیق ہین نہ کہ اتالیق اسقدر تعلیم و تلقین کیون کرتے ہین بندہ نے جواب دیا کہ حسب طلب پر مامور تھا تعمیل کرتا تھا اب کہ ایسا ارشاد ہوتا ہی ہرگز بار دیگر ایسا عرض نکرونگا بندہ نے چند روز خاموشی اختیار کی بعد چند روز کے پھر اوسنے تعلیم کے بارہ مین حاجت کی جب کہ بندہ نے عرض کیا کہ مزاج دولتمندون کا آگ ہوتا ہی مجھے معلوم نہین کہ کس امر مین مرضی شریف کیا ہی امیدوار ہون کہ مجھی معاف فرمائے اوسنے لجاجت کر کے حد سی زیادہ مبالغہ کیا لاچار جس امر مین کچھ سوال کرتا بندہ بھی ہان ہون کر دیتا تا آنکہ میر محمد جعفر خان کے عرایض اس مضمون سی صادر ہوئی کہ سراج الدولہ سے بغاوت کرنا چاہیے اور اکثر سردارون کی نام جو بندہ کو یاد نہین ہی اوسمین لکھی تھی کہ ہم سب لوگ آپ کی دامن دولت سی توسل رکھتی ہین بشرطیکہ ہم سی عہد و پیمان ہوجاوی اور آپ بھی مضبوط کمر باندھی اور سراج الدولہ کی تسخیر ملک کو عزم فرماوی ایسی عرایض کے ورودنے شوکت جنگ کو شوریدہ سر کر دیا اور اسی عرصہ مین میر علی خان جو کہ جملہ برہان الملک سعادت خان کی سالون مین تھا کسی طرف سی شوکت جنگ کی ملازمت مین آیا یہ شخص عجب طرح کی شورش اور فساد رکھتا تھا اور زمانہ کہن سی میر محمد جعفر خان سی کمال ربط و اتحاد رکھتا تھا اور حسین بیگ جو قدیم نوکر مہابت جنگ کا اور لوطی مزاج مسخرگی کا رکھتا تھا اول سفر کلکتہ مین مورد عنایت سراج الدولہ کا ہوکر عین راہ سی بھاگ کر پورنیہ پہونچا اور شوکت جنگ کی ملازمین مین داخل ہوا یہ دونو آدمی بطمع اخذ خوشامدگوئی مین مصروف ہوئے شوکت جنگ خود ابلہ تھا اونکی باتون مین متوجہ ہو کر تخت فلک کو بھی اپنے برابر نہین جانتا تھا چنانچہ جب اپنی تعریف اون دونو خوشامدیون سی سنی کہتا تھا بعد فتح بنگالہ چونکہ آب ہوا وہان کی میرے مزاج کی برخلاف ہی اول تصفیہ راہ کا ولد صفدر جنگ سی کر کی غازی الدین خان کا اقبال کرنا ہوگا تب لاہور و کابل جاؤنگا اور قندہار و خراسان کو اپنا نشیمن بناؤنگا اور معرفت ضیاء الدولہ ولد سعد الدین خان اور جلال الدولہ جلال الدین محمد خان جو کہ عماد الملک کی مقربین مین تھے اور صولت جنگ پدر شوکت جنگ نے اونکی ساتھ راہ درست کر کے واسطہ سوال جواب

اور برآمد کار حضور کا کیا تہا اور رقعہ دستخطی اور مہری عماد الملک کا متضمن اجازت جنگ کے
سراج الدولہ سے اور نیز چہین لینے ملک بہار اور اوڑیسہ اور بنگالہ کے اور اوسکے ہاتھ
سے اور بشرط ایصال کے کرور روپیہ نقد پیشکش اور اوسکے مال کی ضبطی کا حاصل کیا جب
رقعہ مذکورہ پہونچا اوسکی نخوت دو بالا ہوئی اور بموجب کاوشین سرداران قدیم سے جو باپکے
پروردہ نعمت اور معتمد علیہ تھے کرنے لگا اکثرون کو نسبت بعض عہد طفلی کے ذلیل اور آزردہ
خاطر کیا اور میر معلے خان اور حبیب بیگ اور بعض متوسل قدیم اوسکے عہد طفلی کے جو کہ سب
سفلہ اور سبک سر تھے اور اعزہ کے ذلت مین اپنا عروج جانتے تھے اوس کام مین ترغیب
اور تحریک دیتے تہے اور ہمیشہ خلاع فاخرہ اور جواہر اور افیال کے لینے مین مشغول رہتے
بعض وقت مین اونکو سمجہاتا کہ اول اپنے آقا کی پایداری دولت کی فکر کرو بعد ازان فیل و جواہر کی
امیدین کرنا ایکروز ارادہ قید کرنے علی ہزاری کا کیا جو کہ سرداران توپخانہ دستی کا سردار اور
صاحب جرات اور اوسکے باپ کا نمک پروردہ تھا اور بندہ کے بہائی علی نقیخان کو بے وقت
خلوت مین بلایا اور علی ہزاری کی گرفتاری مین مشورہ چاہا بندہ خاموش ہوا جب مبالغہ کیا
اور سوگند دی کہ جو کچہہ نیک مصلحت ہو اطلاع دو اوسوقت بندہ نے کہا کہ اسقدر سمجہہ لینا
چاہیے کہ سبب نفرت مرحوم کا سراج الدولہ سے باوجود حقوق صاحبت جنگ کے جو برسون سے
تہے اور رجوع ہونا اونکا آپ سے خالی اس سے نہین کہ سراج الدولہ کے ہاتھ سے لوگ
عزت وجان کے بابتین فکرمند ہین اور آپ کو ایسی بدی سے بری جانتے ہین جسوقت
آپکی بدسلوکی نسبت ملازمین والد مرحوم کے اون لوگون کو معلوم ہوگی تو آپ سے سب
بیزار اور سراج الدولہ کی سلامتی کے خواستگار ہونگے اوسوقت بندہ کے کلام کی تصدیق
کرکے ایک زنجیر فیل خلعت عطا فرمایا اور رخصت کیا بعد چند روز کے مصاحبان
نادان نے پہر بہی منصوبہ شروع کیا اور علی ہزاری کے ہمراہیون کو لالچ دیکر
پراگندہ کر دیا اور شوکت جنگ نے پیادہ اور سواران برادری علی کو سیف الدین
محمد خان کے ہمراہی مین سپرد کیا اور ایکروز خود سوار ہوکر اوسکے مکان پر چڑہ گیا بعض
برادران ہمراہی جو اوسکے ساتھہ رہگئے تہے باہر نکلکر علی کو تنہا چہوڑ گئے محمد سعید خان
اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکے دروازہ پر جاکر ہاتہہ اوسکا پکڑ کر لائے چاہا کہ
اوسے سزا سے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکی

دروازہ پر جاکر ہاتھ اوسکا پکڑکر لائی جایا ہا کہ اوسپر سزا ہی تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ نی شفاعت مین مبالغہ کیا مگر کچھہ نہ سنا آخر محمد سعید خان نے آشفتہ ہوکر کہا کہ مالک نوکرون کی ساتھ ایسا نہین کرتی بخوف آزردگی عامہ سپاہ اور نیز اس کی وہ لوگ للی کی حمایت پر جماؤ کیے تھے چوب تازیانہ سی بچاکر مقید کیا او اوسکا مال ومتاع ضبطی مین لایا بعد چند روز کے اوسکو مع عورات واطفال کی جملہ اسباب سی محروم کرکے تیس ۳۰ روپیہ زاد راہ دیکر کشتی پر سوار کرایا اور دریای کوسی سے پار کراکر بنگلہ کی طرف چھوڑ دیا اسطرح زبان یاوہ گو سی ہر ایک کو آزردہ کرتا تھا بزرگون کو بدی سی یاد کرتا تھا ایکروز کارگذار خان حبشی سے عین دربار مین جب کہ بہت سی ملازمین جمع تھی فرمایا کہ بعد فتح بنگالہ کے کارگذار خان اپنے سپاہ کا دو ماہہ میرے نذر کریگا کارگذار خان بیچارہ کہ جوان ہوشیار تھا متحیر ہوکر بولا ہان خداوند نعمت لوگون کو بنگالہ کے لوٹ سے اسقدر ہاتھہ لگیگا کہ لوگون کو اپنا روپیہ دینے سے کچھہ گرانی نہوگی فرمایا تجربہ کام مہابت جنگ احمق کا تھا کہ لوگون کو لوٹ معاف کرتا تھا ہم ہرگاہ تک تو کبھیکو معاف نکرینگے دوسرے روز میر جعلی خان فوجدار نواب گنج وسرہنیہ وغیرہ کا جو شرط تسخیر رنگپور وغیرہ کے مقرر ہوا تھا جو عرضی لکھی تھی اوسمین تحریر تھا کہ نواب عالم پناہ سلامت اس لقب سے شوکت جنگ نہایت خوش ہوا اور حاضر علیخان داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ چوبدار لوگ اپنے اسی خطاب سے مجرا لوگون کا کرادیا کرین اور عجب ترہ کہ منشی کو طلب کرکے حکم دیا کہ عماد الملک کو عرضی کرے کہ چونکہ جناب عالی کو لوگ نواب عالمیان مآب خطوط واخبارات لکھتے ہین اور سبھی آپ کی فرزندی کا دعوے ہے اپنا خطاب عالم پناہ مقرر کرکے امیدوار ہون کہ اسی لقب سے یاد فرمایا جاؤن اور اس خطاب کے نذر جو خود تجویز کیا گیارہ ہزار اشرفی عماد الملک کے واسطے ارسال کین اور ضیاء الدولہ اور جلال الدولہ کو جو اوسکے مربی تھے لکھا کہ جو کوئی اس خطاب سے مجھے نہ لکھیگا اوسکا خط چاک ہوگا جواب نپاوے گا سبحان اللہ آپ کی عقلمندی کا یہہ حال تھا باوجودیکہ زنانہ نہ تھا لیکن گفتگو اور وضع زنانہ رکھتا تھا جب تک اقبال یاری پر رہا بار عام فواحش کا ہر ایک سے روبرو دیتا تھا اور لوگ اس حال کو سنکر سکوت کرتے تھے تا آنکہ میر معلے خان احمق نے عرضداشت کی کہ بندہ تسخیر رنگپور کا ارادہ رکھتا ہے اور ملک کا

امیدوار رہے لوگون کو تاکید ہوئی کہ کمک پر روانہ ہوں برسات غلبن طغیانی مین اور زمین پانی مین غرق تھی اُسوقت نہین کسکی مجال تھی کہ حرکت کرسے جب لوگون سے نکلنے مین دیر ہوئی خود دیوانون کے طرح نکل پڑا اور بے آگا پیچھا سوسچے دو تین منزل دوڑ گیا آخر کار خود بھی حیران و پریشان ہوکر واپس آیا۔

خفا ہونا بیدلی سپاہ کی شوکت جنگ کی سفاہت سے اور پورنیہ کو نادم اور شرمندہ ہوکر لوٹ آنا

اسیسے سفر مین چونکہ آدمی اوسکی بےشعوری سے عاجز ہوئے تھے ہر شخص کیا چھوٹا اور کیا بڑا سب اپنے مکانون مین دوستون سے اوسکی شکایتن کرتے تھے حبیب بیگ مواتی خاص دوستون مین شریک ہوا اور سخن چینی اور چغل خوری ان لوگون کی اوسکے روبرو کرتا بلکہ کہتا کہ مردم سپاہ باہم متفق ہوکر اُسکے نسبت نمکحرامی کا خیال رکھتے ہین یہ سخن کچھ اصل نرکھتا تھا البتہ کارگذار خان اور شیخ عبدالرشید اور شیخ جہان یار وغیرہ سردار اسکے بیدل ہوکر یہ ارادہ مصمم کیا تھا کہ بہیئت مجموعی اوسکو پوچ گوئی سے ساکت کرین اور ڈراوین شوکت جنگ اس ماجرا سے مطلع ہوکر خایف ہوا اور ہرایک کو بُلاکر عذر خواہی کی مردم سنے یہ دیکھا میر حبیب کی چغل خوری کا خیال کیا اور کہا کہ جس شخص سنے جھوٹھا مقدمہ ہمارے ارادہ نمک حرامی کا اُسکے نسبت حضور مین بیان کیا ہے اوسکا نام ارشاد فرمائے تاکہ اگر راست گو ہے روبرو ہوکر تصدیق کرے اور اگر جھوٹھا ہے ہم لوگ اوسکی سزا کرین حبیب بیگ سنے مضطرب ہوکر خود بخود کہا کہ مینے ایسا نہین کیا بلکہ بطور خیرخواہی کے سمجھاتا تھا کہ اس گفتگوے بیجا کو ترک کرو ورنہ لوگ آمادہ دل آزردگی ہین اور اون لوگون مین اول بندہ ہے اس سخن مین چونکہ سراسر جھوٹھ تھا شوکت جنگ بھی اوس سے آزردہ ہوگیا اور دوست و آشنا سنے بھی اوسے مقام پر اوسکو ملعون و مطعون کیا حبیب بیگ سنے دو نو طرف سے لعن و نفرین سُنکر اپنی رستگاری منحصر ترک دنیا داری کے سمجھی اوسیوقت

لباس ویراق اوتار رکہا کہ تا ہنگامہ جنگ کے رفیق ہوین بعد ازان فقیر ہوجاؤنگا اور فی الحقیقت اگر ایسا نکرتا تو لوگ اوس سے ناراض ہوکر اوس جگہہ اوسکی تخویف و تحقیر کا ارادہ رکہتے تھے اور شوکت جنگ نے لوگون کو اپنے حال سے منحرف دیکہکر کل سپاہ سے کنارہ کیا اور توپخانہ دمبنی کے درمیان مین جہان بعض بعض پر اعتماد تھا یلغار کرکے داخل خانہ قلعہ مین ہوگیا اور دروازہ ہاے قلعہ پہ محافظ نگہبان سکیے کہ ہتہیار بند کوئی نہ آنے پاوے جو کہ سپاہ کو بھی اوسپر اعتماد نتہا سب لوگون نے ترک آمد ورفت کرکے اپنے گہرونمین جا بیٹہے آخرکار ناچار ہوکر ہتہیار بند آنے کی اجازت دی اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ علی ہزاری حسب طلب سراج الدولہ کے پیرنگر سے مرشدآباد کو روانہ ہوا نہایت معتوب و مقتول ہوکر کہا کہ اگر علی سے جو میرے باپ کا پرورش یافتہ ہے ایسی حرکت ظاہر ہو تو کسی سے چشم امید نرکہنا چاہیے اسکی حماقت دیکہنا چاہیے اپنے حقوق کو تو علی کے نسبت یاد کرتا تھا اور جو سلوک کہ خود بدولت نے اوسکے ساتہ کیے یاد نہین کرتا کہ کوئی برائی یہ چہوڑے بندہ نہین جانتا ایسا کون سلوک تھا جسکے عوض مین امید وفا علی سے رکہتا تہا خلاصہ یہ کہ اوسکی سفاہت منشی کی تحریر کیے دفتر ہیا ہیئے روشنائی اور قلم کا مفت مین خون ہوتا ہے سراج الدولہ سے انتشار حواس اور تنگ ظرفی اور عداوت اوسکی میر معلی خان وغیرہ تابعین کی تحریک سے سمجہکر چاہا کہ اوسکا ارادہ دریافت کرے بلکہ لڑائی کو آمادہ ہو—

بہیجنا سراج الدولہ کا راے رایں بہاری چہوٹی لڑکی راجہ جانکی رام کو فوجداری کو ہیدارہ اور پیرنگر پر اور بہڑک اوٹہنا شعلہ فساد کا اور گل ہونا چراغ دولت شوکت جنگ کا

سراج الدولہ نے اوسکی حرکات عجیبہ کے سننے سے باوجودیکہ خود بھی اعجوبہ تہا متنبہ ہوکر اوسکے مدافعہ کا ارادہ نہایت جلد پیش نہاد ہمت کیا راے رایں بہاری برادر خورد راجہ دولبہ رام بہادر کو مع ایک قطعہ خط موسومہ شوکت جنگ و سند فوجداری

پیر زادہ اور کوئی سوار و سے کہ اوسکے نام الملکر روانہ کیا اور راس بہاری سے مقابل نواب محل سے کشتی لگا کر عرضی شوکت جنگ کو لکھی اور خط سراج الدولہ کو بھیجکر خود منتظر اجازت شوکت جنگ کا مقیم رہا مضمون خط سراج الدولہ کا یہہ تھا کہ دونون پرگنہ مذکور حضور مین دوسرے کی جاگیر ہو گئی تھی ہم سے ہنگامہ کا دخل وہان پہونچنا نہ جانا اپنے جاگیر مین لے لیجیے چونکہ جنگ و جدال درمیان نہین رہی اس بہاری کو جسے وہان کے کام پر مامور کیا ہے دخیل فرماکر اوسکا دخلنامہ عنایت فرمائیگا شوکت جنگ خطوط مذکورہ کے پہونچنے سے متحیر ہوا اور اپنے دو تنخواہون کو جمع کرکے بندہ کو طلب کیا میر معلی خان اور حبیب بیگ اور کارگذار خان وغیرہ اعیال و معتمدین حاضر تھے کہ بندہ بھی پہونچا خطوط کو کھولکر دکھلایا اور صلاح طلب کی ہر ایک بندہ سے مستفسر ہوا اور نیز خود بھی مشورہ طلب ہوا بندہ نے چونکہ مدت سے [illegible] تھا التماس کیا [illegible] جو [illegible] صلاح ہوگا جب [illegible] حاجت کی بندہ سے [illegible] کیا کہ چونکہ [illegible] برسات مین باقی ہی اور رنگ و بار کی راہ جو [illegible] ہنوز مسدود ہے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر مدت کو رفق و مدارا مین بسر کرو اور راس بہاری کو لطف و مدارات و ستک و عمال دلانے کا متوقع کرکے حضور مین طلب کرو اور سراج الدولہ کو لکھیے کہ جو کچھہ تحریر فرمایا نہایت مناسب اور برموقع ہوا اور بہت خوب لیکن چونکہ بندہ بھی اپنے تئین جملہ متوسلان دامن دولت سے جانتا ہے بہتر ہوگا کہ اس مقام کو بدستور بندہ کے تفویض رکھے اوسکی مالگذاری بھیجا دیگی — اس مضمون کو لکھکر منتظر رہیے کہ کیا جواب لکھتا ہے اگر راس بہاری حاضر ہو بطایف الحیل مین رکھنا چاہیے اور اس ترکیب مین جسقدر بارش کے دن ہون بسر کرنا ضرور ہین اور نیز اس عرصہ مین سامان حرب سرانجام کرین بعد برسات چونکہ قوم انگلشیہ کے شورش کا احتمال ہے اونکو اپنے طرف متفق کرکے بعد ہر دل مین آوے عزم کیجیگا بارے اس صلاح کو پسند کیا اور منشی کو اسی مضمون سے جواب لکھنے کو ایما فرمایا اور بندہ کے راے درست پر تحسین فرمائی خوشامد گویون نے حسب معہود اوسکی حضوری مین بندہ کی ستایش کرنا شروع کی گفتگو کو اس خصوص ذکر مین طول دیا

بندہ کو یہ تقریر ناپسند ہوئی ایک صرف زرق ادبش کہا کہ تمہاری عقل کہان تک ہماری عقل سے زیادہ ہوگی اگرچہ ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب مجھ ہرگز اتنا کہنا منظور نہین اور راس بہار ی کے ہرکارون کو طلب کرکے بیچارون کے ہاتھ گوشمالی دی اور رقعہ وزیر کو جو سند ریاست تھی طلب کرکے دربار عام مین حکم پڑھنے کا دیا اور ہرکارون نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسی مضمون سے لکھا فرمایا کہ تینون صوبون کی صوبہ داری کی سند میرے نام صادر ہوئی ہے چونکہ واسطہ اخوت و برادری درمیان ہے تمہاری جان بخشی سے درگذر کرکے جو مکان جہانگیر نگر مین تجویز کرو اطلاع دو کہ تمہارے نام مقرر کرکے سند بھیجا دے تاکہ وہان جاکر بیٹھو اور دارالامارہ کو مع خزاین و اسباب کے خالی کردو کہ ہنجانب منتظر ورود جواب باہر کات ہے ہرکارون نے واپس ہوکر یہ کیفیت راس بہاری کو جا سنائی اوسنے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکھا تھا سراج الدولہ کے پاس بھیدیا سراج الدولہ نے اُس مزخرفات کو سُنکر آخر ذی الحجہ کو مع فوج بعزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نراین کو مع زمیداران اور افواج عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا اودہر سے راجہ رام نراین مع راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور اوسکے بھائی سوتہر سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے کہ تعداد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تھی اور اگر کچھ نہین تو بھی زیادہ مساوات البتہ ہونگے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کیے نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر گنگا پار بھیجا کہ براہ بسنت پور گولہ اور حیات پور گولہ اور صدا کے شوکت جنگ کے سر پر جاوے اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور اوسکے عقب راجہ رام نراین نے مع فوج کے عبور کیا۔

فوج سراج الدولہ کا منیاری مین پہونچنا اور شوکت جنگ کی افواج کا نواب گنج مین مورچہ باندھنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح اور شوکت جنگ کا مارا جانا

شوکت جنگ نے جو کہ پیشتر سے سراج الدولہ سے آنیکو عزم جزم کر رکھا تھا پیغام مذکور
بھیجا تھا بعد بھیجنے خط مذکور کے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ کوئی محفوظ جگہ تجویز کر کی لشکرگاہ
بناوین اوسکے باپ کی عہد دار اعلیٰ جوکہ شعور سے خالی نتھے مابین تیاری اور نواب گنج کی جسجگہ
مین کہ ہر طرف سے جھیلین محیط تہین اور وہان جانے کی راہ دشوار تھی ایکطرف
سے نالہ اور دوسری طرف سینی وکاہ قد آدم سے زیادہ لگا ہوا تھا ایک معبر جاری تھا جو بھی بلی وغیرہ کی آرستگی سے ممکن العبور
بدشواری تہا معسکر بنایا باوجود دیکہ میدان مذکور عریض تھا کہ بعض جگہہ دو تین کوس اور کہین کسیقدر کم عرض تھا پھر بھی
اکثر جگہہ احتیاط ضرور ہے کہ لب جھیل پر خندق کھودو اگر سد بلند طیار کرین
اگر کوئی باسلیقہ وہان پر ٹھہر کر لڑتا تو مدتون کو گذارہ تھا کہ دشمن یورش نکرتا اور
اپنے ملک کے پشت پر تھا رسد کا اسباب وغیرہ جو ضرور ہوتا اوسکا بھی پہونچنا
دشوار نتھا الغرض سپاہ سایر یعنے سواران اور نجیب اور سرداران دلاور اوسکے
زبان بی تامل کے اندیشہ سے اور وہ خود عدم اطمینان سپاہ سے باہمدگر متفرق رہنا
مناسب سمجھا چندروز قبل اپنے نکلنے کے سپاہ کو مورچال مقررہ پر رخصت فرمایا
اور حکم دیا کہ اوسکے خیمہ گاہ سے علیحدہ دریاے سوتہرا کے کنارے جسکا فاصلہ
ڈیرہ کوس کا ہوگا کل سپاہ جا اوترے چنانچہ بندہ مورخ اور نقی علیخان برادر مورخ
اور کارگذار خان بخشی اور شیخ جہانباز اور شیخ عبد الرشید نواسہ شیخ مذکور اور
میر سلطان خلیل خان اور محمد سعید خان پسر ابوتراب خان تورانی جو کہ اوسی لڑائی مین
برہان الملک کی رفاقت مین مارا گیا اور نیز دیگر سرداران سیف خانی وغیرہ
مع اپنے رسالون کے کہ گویا کل فوج وہی تھی بموجب اوسکے حکم کے اوسی مقام
پر سب لوگ منزل گزین ہوے اور سیام سندر کایتہ بنگالی جو کہ توپخانہ دستی کا
پیشکار تھا ہمراہ آقا رہکر قبل ایک روز جنگ کے پہونچکر راہ برآمدن مورچال مین
فرودگاہ کی اور لشکر بے سردار سایر اور توپخانہ سے دو نیم کوس پر جاگزین ہوا
ہر روز قرب وصول لشکر سراج الدولہ کے خبرین پہونچتی تہین ایکروز قبل جنگ کی خبر آئی
کہ فوج ہراول سراج الدولہ کے نزدیک پہونچا چاہتے ہین لاچار ادہر کے لوگ بھی طیار
ومستعد ہوے بعد آزان دریافت ہوا کہ ابھی کچھہ فاصلہ ہے کل تک پہونچینگے شام کو
شوکت جنگ کا خیمہ آیا مہذا الیقین نتھا کہ کب تک آویگا رات بہرصورت گذر گئی اور ۲۱ محرم الحرام ۱۱۷۰

کی صبح نمود ہوئی دو گھڑی دن چڑھتے شوکت جنگ آ پہونچا ملازمین نے پاے چلم
سلام گذاری کی اونمین بندہ مورخ بھی شریک تھا اوسوقت مین بھی اس سردار
نابکار کے گرہ پیشانی جو ناحق نوکرون کے جانب سے رکھتا تھا نہ کھلی جو لوگ سلام
کو آئے تھے اونہین حکم دیا کہ اپنے مقامات کو واپس ہون بیچارہ دست راست
کے طرف ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جہان تھے جا کر مستعد ہونے اور خود بدولت مع
سواران یکہ متفرقہ اور معتمد کے مانند میر مردانعلی ولد رستم علی خواہرزادہ خواجہ معتصم
برادر صمصام الدولہ خان دوران جو داروغہ خاص برادر اور نشان زرتار کا مالک تھا
اور موہن لال دیوان قدیم اور سیف الدین محمد خان نواسہ آقا عظیما جو للی ہزاری کی جگہ
مقرر ہوا تھا اور راو ہی معصوب کے ببیلہ برق انداز اسکے زیر سرداری تھے اور اوسکا
حقیقی بھائی رمضانی نام جسکا خطاب ہادی علی خان بہادر جسارت جنگ اور تین چار سو
سوار ہمراہ رکھتا تھا درمیان مورچال کے مانند صید ٹہلنے لگے اپنے زعم مین گویا اہتمام
کر رہے تھے عمر خان نام جماعہ دار جو کہ افغان سالخوردہ اور ریش اور وہ پیر سلطان خلیل نہان
سردار کا تھا مع اپنی جمعیت کے جو قریب دو سو سوار کے ہونگے اتفاقاً اوسوقت
ہمراہ تھا اسوقت مین ہر قسم کی بدخلقی اور زشتی ہمراہیون سے کرتا تھا جب
ایک ثلث روز منقضی ہوا اور ہماری کے میدان مین لشکر سراج الدولہ کا راجہ موہن لال
دیوان کی سرداری مین پہونچا اور اوسکے علم کہا دونو لشکر کا فاصلہ تقریباً دو کوس کا ہوگا
سیام سندر مشرف توپخانہ دستی نے اپنی سپاہ دستی سے باظہار شجاعت مورچال
سے باہر غرب رویہ لشکر سراج الدولہ کے مقابل ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا
وہان پر کوئی جھیل باسد جا پہونچنے کی تھی کیونکہ مورچہ سے تو باہر نکلکر استادہ
ہوا تھا اور سراج الدولہ کے لشکر کے داہنی طرف شوکت جنگ کے لشکر کے سردار
جنوباً شمالاً مقابلہ مین دو کوس کا مفاصلہ اور درمیان مین جھیل تھی راجہ موہن لال
باتفاق میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور دلیر خان اور امانت خان
ولد عمر خان اور شیخ دین محمد وغیرہ سردارون نے لب دریاے گنگ خیمہ استادہ کرکے
خود مع کل سپاہ اور توپخانہ کے درست و چیت ہوکر محافظت کو آمادہ ہوسے اور
توپ مین بتی دینا شروع ہوئی گولی بسبب بعد مسافت کے اکثر جھیل مین جا گرتی تھے

جب دو تین گھری کے بعد بڑی توپین آئین اور اون سے کام لینا شروع ہوا بعض
گولہ قریب مورچال اور اکثر مورچون کے اندر پہونچنے لگے جب گولہ اندر گرنے لگا
شوکت جنگ نے اپنے پاس سے ماہی مراتب کو دور کیا اور فرمایا کہ گرم خواب ہون
نوکر لوگ جو لاچار ہمراہ پہرتے تھے اونپر خفگی کرتا تھا کہ تمکو ام ہجوم کر کے مجھے نشانہ
توپ کیا چاہتے ہین لوگ متفرق علیحدہ ہو گئے پہر بھی راضی نہوا ایک جگہ نہ ٹھہرتا تھا
عمر خان جماعہ دار مذکور نے عرض کیا کہ نواب سلامت یہہ صف رزم ہے بندہ نے
آصف جاہ کے ہمراہ معرکہ دیکھے اور لڑائیان دیکھی ہین ایسی لڑائیون مین اسطرح نہین پیش آتے
فوج کو یکجا کر کے تیاج مقدمہ درست کیجیے توپخانہ دستی روبرو کر کے مقابلہ کرنا مناسب
ہے اور کچھ استقلال بھی کرنا ضرور ہے تاکہ فتح و ظفر ہو اوسنے آشفتہ ہو کر فرمایا اور
آصفجاہ کو برا بھلا کہکر کہا کہ سنئے خود تین لڑائیان دیکھی ہین مجھے کسیکی تعلیم درکار نہین —
بیچارہ جماعہ دار خاموش ہوا اسی عرصہ مین ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر شیخ جہان باز
اور کارگذار خان وغیرہ سرداروں سے کہہ کہ دشمن کے نشان نمود ہوے اور
تم لوگ جرأت اور یورش نہین کرتے کیا سبب ہے کہ حملہ کرو سوار نے جاکر جواب حاصل
آستایا کہ اس فوج قلیل کی اوس جماعہ کثیر پر بدینحالت کہ جھیل کی دلدل مانع
راہ ہے یورش نہین ہو سکتی اور نیز مقرون بصلاح نہین جسوقت وہ لوگ یورش
کرین اور اس دلدل کیچڑ کو طے کرین اور توپخانہ کے صدمات جھیل کر آ پہونچین اوسوقت
جو کچھ ہو سکے گا ملاحظہ مین آوے گا اس جواب سے نہایت آشفتہ اور آزردہ ہو کر سخنان
ناملایم زبان پر لایا اور کہلا بھیجا کہ یہہ کیا نامردی اور بزدلی ہے میرے توپخانہ کا سیام سنکر
اندر و تجرات و دلیری کر کے مورچال سے باہر چلا گیا اور تم باتین بناتے ہو لیکن ابھی
آمد و رفت مین دو پہر گذرے دوسرا پیغام جو بھیجا اوسکے جواب کو عرصہ چاہیے تھا
جب ایک ثلث روز باقی رہا ہوش رفع خمار اور پینے جام سرشار اور صحبت نسوان
گلعذار نے خلوت کی راہ دکھلائی ہاتھی سے اوتر کر حرم سرا مین داخل ہوا بندہ مع دیگر
حاضرین کے دیوانخانہ کے خیمہ مین جا بیٹھا شکر خدا بجا لایا اور بندہ نے کہا کہ اگر اسقدر
دن کہ باقی ہے خیریت سے گذرے رات کو یکجا ہو کر اس احمق کو سمجھا وین کہ کل بہت
مجموعی آراستگی صفوف سے رزم آوری ہو یہ کہکر ارادہ کیا تا کہ لشکر سیاہ کہ جانب

دست راست ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر ستے اور وہان پیر میرا بابائی تقی علیخان
اور کل اصحاب تھے جاپہونچے جب اپنے لشکر سے باہر ہوا دیکھا کہ شیخ [illegible]
اور کارگذار خان اور حبیب بیگ اور محمد سعید خان اور شیخ [illegible] سعد [illegible]
خلیل خان وغیرہ سردار تاب پیغام تالی کے لاکر [illegible] کراو سے [illegible]
نصف جمیل کو ہزار ہا خرابی سے طے کرکے قریب لشکر سراج الدولہ [illegible]
جاستے ہین اور جنگ تمام ہوتی ہے اور بندہ دور و تنہا تھا اب [illegible]
پہونچ سکتا تھا اور لشکر شوکت جنگ کو بے تفرقہ [illegible] دیکھا [illegible]
جانکہ سرداران عمدہ سپاہ کے مع سواران ہمراہی [illegible]
جمیل کر نکلے ہین اور سراج الدولہ کی توپ [illegible] اونہا سے ہیں۔
اگر راہ پاتے ہین تو دشمن تک پہونچتے [illegible]
پیش نظر ہوتا ہے اور سپاہ [illegible] ہے ہند اجانے
کیونکر اعدا تک پہونچیگا یا کہ تجاوز [illegible] پہونچیگا بندہ سمجھ گیا
کہ دونو لشکرون کی صفائی ہو جائیگی اگر کسی [illegible] دونو لشکر [illegible] ہووے
شاید کہ کچھ کار برآمد ہو پس بندہ واپس ہوا تا کہ شوکت جنگ کو سوار کردے
جب در خیمہ پر آیا دیکھا کہ دونون لشکرون کی پیشقدمی کی خبر اس مخمور حالت کو
پہونچ گئی اور خود بدولت نشہ شراب سے مست آشفتہ دستار خواب
سے بیدار ہوکر فیل سوار ہوا ہے اور اوسکے مردم ہمراہی جو بعد داخل ہونے
خیمہ کے بجائے خود جا پہونچتے تھے مضطرب ہو ہو کر طیار ہونے لگے کسیقدر
اس آراستگی اور طیار ہونے مین دیر ہوئی اور فوج متفرقہ پیش رو توج
سراج الدولہ کے نزدیک جا پہونچی بارے بندہ مورخ نے تاکید اکید کی کہ وہ
جگہ سے متحرک ہوا لیکن ایسا کہ کبھی دس قدم چلتا ہے کبھی فیلبان کے کندھے
پر ہاتھ رکھکر توقف کراتا ہے بندہ متواتر تاکید کرتا جاتا تھا تا کہ بہر صورت
یہ بے خبر سپاہ کے پشت گرمی کو پہونچے ہر چند بندہ نے سعی کی کچھ مفید
نہوا ناگاہ دور سے نظر آیا کہ فوج جمیل نے راہ طے کرکے جب فوج سراج الدولہ
کے قریب پہونچی گیو اور دلدل جو لشکر سراج الدولہ کے جمیل مین تھا وہان سے

شرہی او ر یورش کرنے کی مجال نپائی اور اودہر سے مردمان سراج الدولہ
نے ذلیل بندوق برسانا شروع کیا اکثر مجروح ہوے اور اکثر بہاگ کر
ہمارے لشکر سے آملے اور ایسا مخوف ہوے کہ یہان بہی نہ ٹھہرے تا آنکہ میر
محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور عمر خان مع اپنے
لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور شیخ دین محمد ہراول نے آگے
کو بڑہکر شوکت جنگ کے دونون لشکر کا کام تمام کرکے پیشتر کو چلے شیخ
عبد الرشید پذیرائی شیخ جہان باز اور محمد سعید خان ولد ابو تراب خان تورانی
نے داد جوانمردی دیکر ملک عدم کی راہ لی میر سلطان خلیل خان نے بہی
اوسی سفر آخرت مین ساتھ دیا نقی علی خان اور حبیب بیگ جو اوس میدان مین
استادہ تہے کسیقدر زخمی ہوے جب کوئی بڑہا نا چار شیخ جہان باز صحیح و
سالم اور کارگذاران مجروح وبیہوش میدان سے لوٹے اور سیام سندر
بہی زخمی ہوکر مفرور رہوا اور سراج الدولہ کی فوج کے سردار بہت مجموعی
آگے بڑہے بمجرد اوسکے پہونچنے روبرو سے شوکت جنگ کے میر مردان علی مع
خاص برادران اور شمس لال مع رسالہ خاص اور میرزا رضائی برادر شوکت جنگ نے
مع ہمراہیان کے بدون ہاتھ پیر ہلانے کے راہ فرار لی اور سیف الدین محمد
خان قائمقام للی زخمی ہوکر کوٹا در برق اندازون سے کسی نے اوسکا ساتھ دیا
شوکت جنگ مین دہ سولہ نفر ہمراہی سے مسلوب الحواس کہڑا تہا کہ گولی بندوق
نے سر مین پہونچکر بیجان کر دیا ساری شوکت امی جنگ مین تمام ہوئی سرپیچ
سنہی اور دستار زعفرانی جو آپکے سر مبارک پر زیب افروز تہا خاک پر گرا
کسی نے اوٹہا لیا بندہ نے اپنے گہر کی راہ لی اور اسی طرح ہر ایک اپنے
اپنے مسکن کو سدہارا میر مرتضی برادر کرم اللہ خان امیر خانی جو میر محمد جعفر خان کا
رفیق تہا شوکت جنگ کے فیل کے پاس پہونچا اودہر سے میرزا رستم علی
ولد آقا صادق ہمشیرہ زادہ امام قلیخان نے جو کہ اوسکے خواصی مین بیٹہا تہا
بے خبر اوسکی پشت کی طرف سے ایسا زخم برچہی کا مارا کہ اوسکی گردن
کی شہرگ مین پہونچا اور کہا کہ ہتیار دے میرزا نے مذکور جو کہ فی الحقیقت

کہ

رستم دوران تھا خواصی مین پہرکر بیٹھا اور شمشیر عریان کرکے دشمن سے کہا
کہ دغا و غفلت مین تو نے برچھی ماری امید بہادری مین ہتھیار مانگتا ہے مرد
اسواسطے ہتھیار نہین باندہتے ہین کہ ایسے وقت مین مفت ہتھیار او تیغ ایسے کو دیدین
پیشتر قدم بڑہایا اور ہتھیار لئے میر مرتضے کی جرأت نہوئی کہ پیشقدمی کرے
بدستور اپنی جگہہ پر قایم رہا اور فیلبان بطور سابق ہاتھی کو روان لئے چلا گیا
شام کا وقت قریب تھا لڑائی تمام ہوئی کسی نے کسی کا تعاقب نکیا اور
رعایاے ملک پورنیہ نے بھی غارتگری کی جرأت نپائی لوگ اپنے اپنے خیمون
مین جارہے بندہ اور برادر بندہ دونو طرف سے مغضوب تھے شوکت جنگ کہتا
تھا کہ بعد فتح ان لوگون سے سمجھونگا اور سراج الدولہ کہتا تھا کہ شوکت جنگ کچھہ چیز نہین
تھا انہین دونو بھائیون نے فساد اوٹھوایا ہے بعد ظفر سزا دیجاوے گی ایک مرتبہ
سراج الدولہ کا رقعہ بھی لشکر مین ہم دونون بھائیون کے نام متضمن ترک کرنے
رفاقت شوکت جنگ کے اور نیز اوسکے طرف موافق ہونے کی پہونچا تھا اوسکا
جواب ہمنے غارون کے ڈر سے تو نہ لکھا تھا مگر زبانی پیغام بھیجدیا تھا کہ اگر اسوقت مین
ہم ترک رفاقت کرین آپکو ہمسے کیا امید ہوگی خلاصہ نقی علیخان اور حبیب بیگ کو
دو تین روز کے بعد نادرہ دیگر اور چوپایہ سواری مرحمت فرماکر حکم دیا کہ کرمناسہ
سے خارج ہوے اور راجہ موہن لال کو بنابر ضبطی مال و متاع شوکت جنگ کے
پورنیہ پر مقرر کیا اور میر محمد کاظم خان کو بھی راجہ مذکور کے ہمراہ کردیا میر محمد کاظم خان نے
چونکہ بندہ کی خالہ کا داماد تھا عرض کیا کہ غلام حسین خان اگر زندہ رہا ہو مع مادر و
عیال و اطفال اسیر اور اپنے بھائی علی نقی خان کے ضرور ہمراہ ہوگا اوسکے بارہ مین
کیا حکم ہوتا ہے راجہ موہن لال کے نام ارشاد ہو جاے تاکہ بندہ اون لوگون
سے شناسندہ ہو بفضل خدا موہن لال کو حکم ہوا کہ غلام حسین خان کی مان تو وہی ہے
جو میر محمد کاظم خان کی قرابت رکھتی ہے میری بھی چچی ہے اور ہم اوسکو عزیز سمجھتے ہین چاہیے کہ
کچھہ تعرض نکرے اور دستک دیکر بخوبی رخصت کرے جہان ارادہ ہو فارغ البال
روانہ ہوے بندہ جب میدان جنگ سے گھر آیا والدہ کا حال نہایت متغیر پایا تسکین کی
جب اونکے حواس جمع ہوے عرض کیا کہ بالفعل گوشہ مین بیٹھنا چاہیے آیندہ جو ہونا ہو

ہوگا لاجرم مع چند ناموس والوان کے والدہ کو ہمراہ لیکر بندہ گوشۂ مخفی مین جاچھپا
اور میر محمد کاظم خان کو ایک رقعہ لکھا خداتعالے اوس مرحوم کو بخشے جواب رقعہ
چند سواران ہمراہی کے ہاتھہ بھیجکر نہایت تسلی کی اور لڑائی کے تیسرے دن
ہمراہ راجہ موہن لال کے وارد پورنیہ ہوکر بندہ خانہ مین نزول فرمایا اور جسقدر
ممکن تھا حمایت اور تسلی مین ساعی ہوا راجہ موہن لال نے بعض سرپیچ جواہری
بخشیدۂ شوکت جنگ کو مجھسے واپس لیا باقی کچھہ تعرض نہین کیا مگر چند لوگ مانند
میر معلے خان اور آقا میرا اور میر عبدالحی وغیرہ بموجب حکم سراج الدولہ
کے مقید ہوے اور بندہ نے اثاث البیت اور ناموس کو مع خدمہ کشتیون پر
لدایا اور جو اسباب جسکے لیے جانیکے قابل تھا وہ علحدہ سے روانہ کرکے
عازم عظیم آباد ہوا عظیم آباد مین پہونچتے بعض مسلمانان آشنا صورت نے شہر مین
جانے کو منع کیا لہذا تکیہ شاہ ارزان مین مقیم ہوا اور وہی آشنا مانع ہوا بلکہ
امیدوار تھا کہ کوئی حکم برخلاف دوبارہ ہمارے نسبت صادر ہو اور وہ خوش
ہو مگر اللہ تعالے نے حفظ کیا وہ حکم نہ آیا تاآنکہ رام نراین جو جگناتھہ جی کی زیارت
کو گیا تھا عظیم آباد آیا اور براہ خیرخواہی بندہ کے باہر ہو جانے کے بارہ مین
تاکید کی اور دستک اور بدرقہ پہلوان سنگہ کے طرف سے اوسکے برادر کو
بھیجی بندہ نے مقام تکیہ شاہ ارزان مین سخت بیماری پائی کسی نے آشنایون مین
سے عیادت اور احوال پرسی اور دیدنی بھی نکی مگر تین آدمی اول حکیم غلام علی
طبیب مانند ایام مغتنم کے حاضر ہوکر غمخواری اور معالجات مین مصروف ہوا دوم
اوسی کے برابر مصری بیگم صاحبہ دختر میر سید محمد صفاہانی مرحوم اور میر حیدر علی
مغفور کی بی بی برابر مان کے روز و شب حاضر رہتی تھی اور محب علی پور تک
پہونچا کر بڑی سماجت سے واپس ہوئی تھی ورنہ اوسکا ارادہ تھا کہ کرم ناسہ
مدسہ اتج الدولہ تک پہونچاوے اور اب بھی اوس ضعیفہ مخدومہ کی شفقت
و عنایت عیال و اطفال سب پر مادرانہ مبذول ہے سوم شیخ نصر اللہ
مرحوم خلف عنایت یاب خان میر سامان والد مرحوم اور ہیبت جنگ مغفور
کا جو تازہ جوان اور محمد علی حزین مرحوم کی سفارش سے اون دنون مین نظامت

عظیم آباد کا میر سامان تھا زیارت شاہ ارزان سنکے حیلہ سے نکر بندہ کو زعلی دید کو آیا اور بندہ مورخ نے حدود سراج الدولہ کے نکلجانے کی تدبیرین بمعہ قصور نکیا شکر خدا کہ بندہ مع الخیر و صحت مع اسباب و عیال و اطفال کے کوچ کرکے بنارس آیا اور شیخ محمد علی حزین اور اپنے خالو سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے جو اندنون مین بیکار حالت افلاس مین بسر کرتا تھا مشرف ہوا اور نقی علی خان بہادر کی ملاقات سے جسنے سراج الدولہ کے ہاتھہ سے رہائی پائی تھی اور نیز اون دونو بھائیون سے جنھون نے پیشتر حکم اخراج پایا تھا ملاقی ہوکر مسرور الوقت ہوا — الغرض موہن لال نے تھوڑے دنون پورنیہ مین مقیم رہکر صولت جنگ مرحوم کے آل و عیال کو جو شوکت جنگ کے بھائی بند تھے اور سپہدار جنگ خلف سیف خان مرحوم کو جو صولت جنگ کا داماد تھا اور اوسکی بی بی قبل مرنے باپ کے جو کہ بروقت جنگ محمد خلیل زمیدار کنکرہ کے کشتہ ہوا تھا عالم جاودانی کو روانہ ہوئی تہی باعزت و احترام سراج الدولہ کے حضور مین روانہ کیا اور خود ضبطی مال و متاع مین مصروف رہا اور بعد واپس لینے و صولی انعامات شوکت جنگ کے اور نیز انتظام کے اپنے لڑکے کو وہان پر نائب چھوڑکر خود سراج الدولہ بہادر کی خدمتمین آیا اور سراج الدولہ نے اپنے بنی اعمام کو مورد مراحم کرکے ہر ایک کیواسطے مشاہرہ مقرر کردیا اور خود اپنے مرکز دولت کو بمقام منصور گنج اور مرشد آباد مین معاودت فرما ہوا —

جماعۂ انگلشیہ کا پہونچنا واسطے تدارک اور استرداد کلکتہ کے اور مانک چند کا فرار ہونا اور انگلشیہ کا تسلط کلکتہ پر سراج الدولہ کا جانا اور بخوف انگلشی کے متعاقب سے واپس آنا اور راضی ہونا دوست محمد خان کا اور صلاح کرنا باہمدگر بخوف زبونی

جب سراج الدولہ اپنے مرکز دولت کو صحیح و سالم واپس ہوا اور دولت پر دولت
نصیب ہوئی مال اور زر بیشمار ہر کوچہ و برزن سے اوسکے مکان مین آیا اور خزانون
کا منہ بھر ہوگیا چونکہ پھر کمانے سے اندوختہ لازم وسکے سراج الدولہ کی اسقدر بڑھتے
ہوئے انجام مین کیا ناسازی بخت نے پیدا کمائے پس ہر چند لوگون نے تخمین کیا کہ ایمین تو اس
دولت بیشمار کا پتا معلوم ہو مگر کچھ سود اور کچھ ہو نہ ملا اور طامع لوگ اپنے بہرونکو
مایوس پھرے تفصیل اس اجمال کی اور بیان پیدا ہونے اسباب زوالکا واسطے
دولت سراج الدولہ کے یہہ ہوا کہ جب مسٹر ڈریک صاحب کلان کلکتہ کہ
باعث جنگ اور فساد کا ساتھ سراج الدولہ کے ہوا تھا مغلوب ہوکر مع
باقیماندہ سنگ جو کہ اس لڑائی مین قتل ہونے سے باز رہے تھے اپنے
ہمراہ ... مندراج مین جو کہ عمدہ مکان انگلشیہ سے صوبہ ارکاٹ دکن مین
ہے وہان جا کر بیٹھ رہا اور شاید اور سردار لوگ جماعۂ مذکور کے بھی جو ہر طرف
کار و بار مین متفرق تھے بمجرد سننے اس خبر جانکاہ اور غارت ہونے کلکتہ
اور ... مکان مذکور مین جا پہنچے ہون اوسوقت مین کرنیل کلیف
سالار فوج انگریزی ... شاید انگلن جو اوس کوٹھی مین مقرر تھا اور اون دنون مین
فرانسیسیون سے لڑکر ملک دکن حاصل کیا تھا اور کچھ فوج قریب ایک دو
پلٹن تلنگہ اور تین چار کمپنی سولدا دولائتی ہمراہ رکھتا تھا اور ناظم دکن سید
محمد خان صلابت جنگ خلف الصدق آصف جاہ کی مدد کرکے جو مقہور ہوئے جماعہ
فرانسیسیہ مین ہوئے مورد الطاف ہوکر ثابت جنگ کا خطاب حاصل کیا تھا
ارباب کوٹھی دکن اور صاحبان بنگالہ کے کہ ستم دیدہ اور خرابی کشیدہ دست سراج الدولہ
سے تھے آپس مین قرعہ پھینکا اور مشورہ کرنا شروع کیا اس سے یہ قرار پائی کہ
کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ مع صاحبان کلکتہ وغیرہ کے بنگالہ جاوے اور
بطریق سابق بطور سابق وہان پر کوٹھی کی بنا ڈالے اگر صلح اور روپیہ خرچ
کرنے سے ممکن ہو مضایقہ نہین اگر غلبہ سے میسر ہو تو ویسا ہی عمل کرین کرنیل
کلیف مع صاحبان کوٹھی بنگالہ کے مندراج سے جہاز پر سوار ہوکر مع اسباب و
سامان حرب کے منصت فرما ہوا اور متصل کلکتہ مین جو دریا کہ آب سیاہ کے

نام سے مشہور اور بمقام الحاق دریاے بھاگیرتی کا دریاے شور سے جو ہوگلی
لنگر کیا چونکہ اس زمانہ کے سردار لوگ نہایت دانا اور ہوشیار ہوتے ہین
سراج الدولہ کو پیغام صلح دیکر مسٹر دریک کے تقصیرات کا عفو چاہا اور
بشرط دینے حکم تعمیر کوٹھی کے حسب ضابطہ سابق مقام کلکتہ مین کئی لاکھ روپیہ
دینا قبول کیا سراج الدولہ جو کہ سفیہ تر اور لوگون سے کمینہ تھا اور مصاحب
بھی رذیل تھے اور اس فرقہ کے قواعد جنگ اور حرب سے محض بے خبر
مغرور تھا اور کار آگاہان دانش ور کو مجال نتھی کہ دم مار سکین بلکہ خود اوسکی
اعیان دولت اوسکے زوال کے خواستگار تھے کوئی مصالحہ کی صلاح نددیتا تھا
اور اگر احیاناً کوئی اس بارہ مین عرض کرتا مصاحبان بے شعور اور نالایقان
خود مغرور اوسکا گلا پکڑتے کہ وہ شرمندہ ہوکر اپنا سا منھہ لیکر رہجاتا تاآنکہ انگریز
اُن کے حقیقت حال سے آگاہ اور زیادہ انتظاری جواب سے دلتنگ ہوکر
عازم رزم ہوا اور توپخانہ جہازی کو روبروے محل مانک چند کے لگا دیا دریا سے
آگ برسانا شروع کی مانک چند کے لشکر پر بدحواسی کی ہوا ایسی چلی کہ تدبیر کارگر
نہو سکی اور ثابت جنگ نے جو مخالف کی ہوا بدلی پائی فوج آراستہ اور
توپخانہ لایق جہازون سے نیچے اوتار کر جاے مناسب مین اکثر مقابلہ کیا وہ نالایق
مانک چند تاب نلاکر بخت رسیدہ کے مانند بھاگا اور ثابت جنگ نے مع ہمراہیون
شجاعت نشان کے قدیم کوٹھون اور مکانون مین نزول فرمایا اور بکمال
اطمینان شادیانہ فتح وظفر کے بجائے سراج الدولہ اس خبر سے متنبہ ہوکر کسیقدر
بیدار ہوا اور خود عازم حرب وتادیب جماعہ مذکورہ کا ہوا —

نہضت کرنا سراج الدولہ کا بعزم تنبیہ کرنیل کلیف ثابت جنگ صاحب کے اور مغلوب ہونا خوف شبخون سے اور متردد اور متفکر ہونا برگشتگی وقت اور واژونی طالع سے اور بکمال عجز اور زبونی کے ساتھ مصالحہ کرنا

بعد فتح پورنیہ کے سراج الدولہ دو مہینے بیس روز کامرانی مین رہا کہ ناگہان
خراب اعمال کے ایام مجسم آکر وہ ہر وگھر کے ہوے آثار زوال نے ترقی پکڑی
مانک چند کے فرار کی خبر گوش زد ہوئی پس یکشنبہ کے روز ۴ ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو مرشدآباد سے واسطے محاربہ انگلشیہ کے اسباب جنگ مہیا
کرکے روانہ کلکتہ ہوا اور وہان پہونچکر جیسا کہ مناسب صف آرا ہوا تسخیر مین نہایت
اہتمام رکہتا تہا ارادت دن جنگ تہی گاہ گاہ آمد رفت لوگون کی فیما بین سے بنابر صلح
بہی ہوا کرتی تہی جب انگلشیہ کو منظور ہوا کہ چہاپہ مارین ایک شخص کو اپنے فرقہ سے
جو زیور شعور اور شجاعت سے آراستہ تہا بعض پیغام رسانی کو سراج الدولہ کے
پاس بہیجا تاکہ مخفی اوسکے لشکر کے گرد و نواح اور اوسکے خیمہ کی علامت اور سمت
دریافت کرکے خبر دے شخص موصوف نے جو نہایت ذہین اور جولان طبیعت اور
تیز فہم تہا صفت سے موصوف تہا بعد ابلاغ پیغام اور حصول مراد دلی سے
اطمینان کرکے لوٹا معلوم نہین کہ اوسی شب یا دوسری شب یا دو تین شب
کے بعد ارادہ شبخون مضبوط کیا فنا سرا آخر شب کو چند کشتیون پر اپنی فوج کو سوار کرا کر
انتہاے لشکر سراج الدولہ کی طرف آکر منتظر سلح ہوے جب تہوڑی رات
باقی رہی اکثر کشتی سے اوترے اور لشکر کے پشت کی طرف سے بندوق مارتے
ہوے داخل قلعہ ہوئے اور شلک کرنے مین کچہ بہی معزول نہوکر قدم بقدم
گہسے آتے تہے اور بندوق کی گولی مانند ژالہ کے چارون طرف سے برستے
تہے اور دریا کنارے سے بہی جو لوگ ناؤ پر چڑہے ہوے تہے یہی آتشباری
ہو رہی تہی جو لوگ اس شور ریزی کے روبرو پڑگئے اپنے منہ کی کہا گئے
سنا گیا کہ شجاعان انگلشی کا یہ ارادہ تہا کہ اس شبخون مین اگر سراج الدولہ ہاتہ
لگے پکڑ لیجاوین بسبب کہرہ پڑنے کے ہوا نہایت سیاہ ہوگئی تہی کہ باہم
دو شخص متصل ایک دوسرے کو نہین دیکہ سکتے تہے اس وجہ سے اوسکے
خیمہ کی سمت نہ معلوم رہے اور ان لوگون کا عبور دوسری طرف
سے ہوگیا سراج الدولہ کے تیرگی بخت نے اپنے اندہیری مین بچا لیا
نہایت اطمینان سے یہ لوگ بندوق فیر کرتے ہوے لشکر کے سرے سے

نکلے اور اپنے محل اقامت مین جا پہونچے سراج الدولہ اور اوسکے
کم جرات لشکری اس رستخیز کو دیکھکر جی کھو بیٹھے نہایت خوف سے جی
چھوٹا ہو گیا بلکہ ایسا رعب چھایا کہ اوس مقام پر نہ ٹھہر سکے سراج الدولہ
نے اپنے منشی محمد ایرج خان کو بلا کر مع دیگر ارکان دولت کے استشارہ کیا
کہ اب کیا کرنا چاہیے آخر لوگون نے اوسکو مضطرب پا کر دور لیجا کر خیمہ گاہ کر دیا
اور صلح کی بنیاد ڈالی گئی جب جماعہ انگلشیہ نے اونکے عجز و زبونی پر آگاہی پائی
اوس مال کا دعوے کیا جو بروقت غالب آنے اول معرکہ کشتی کلکتہ مین سراج الدولہ
کے فوج نے غارت کیا تھا آخر بعد سوال جواب بسیار کے فیصلہ ہوا کہ
سراج الدولہ اوسکے عوض مین کچھ قدر مبلغ نقد ادا کرے اور بعض دیگر
کے عوض مین یہ مقرر ہوا کہ چند پرگنہ متصل کلکتہ کے جنکے نام بندہ مورخ کو یاد نہین
سپرد انگلشیہ ہون اور تا وصول مبلغ مذکور کے محالات مذکور اونکے ہاتھ
مین رہین بعد وصول سراج الدولہ کو واپس ہون جب اسطرح کی صلح
ہو لی سب کو یہ چرچا کہ اب مغلوبی سراج الدولہ کے قید سے رہا ہو کر واسطے
سوال جواب ہوا اتصال طرفین سے موجب تحسین و آفرین ہوا بعد تحریر
عہد نامجات طرفین کے سراج الدولہ مرشد آباد آیا اور منصور گنج کے
عمارات مین نزول فرمایا بسبب غرور کے اپنے کام مین نہایت متحیر تھا کہ
کیا کیا جاوے بعض گناہ اور اوضاع ناسزا سے نادم ہو کر سمجھا کہ آخر کوئی خدا بھی
ہے کہ جسنے ہم سبکو پیدا کیا ہے اوس سے رجوع کیون نہون دوست محمد خان
واسطے علاج اور مشورہ ہوش اپنے عیال و اطفال کے رخصت سہسرام جانے کی لیکر
قصبہ مذکور کو راہی ہوا اور اکثر رفقاے قدیم خصوص میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبرام
کو اپنی طرف سے دگرگون دیکھکر سمجھا کہ چونکہ سررشتہ دار اور رئیس فوج ہین
اونکے اطفاے نائرہ فساد کو فرو کرنا نہایت مناسب لیکن چندان جرات اور طاقت نرکھتا تھا
اور انگلشیہ ایسا دشمن بھی بغل مین موجود تھا نہ تو غرور اور جہل فطری چھوڑتا تھا
نامردی و بد دلی سے باز آتا اور نہ لالچ سے یہ کرتا کہ اپنے تئین نالائق سمجھکر امور
ریاست سے دست بردار ہو اور اعیان دولت اور ملازمان مہابت جنگ کو راضی کرے

اس لیے وجوہات سے عجب طرح کا مالیخولیا ہو رہا تھا جب قہر و غضب کا مغلوب ہوتا میر جعفر خان کے حویلی کی روبرو توپ لگواتا راجہ دولبھ رام کو زیر فرمان موہن لال مقرر کرتا کبھی جگت سیٹھ کو مسخرا اور استہزا سے رنجیدہ کرتا کبھی اوسکے ختنہ کرانے کا وعدہ کرتا اسی اثنا مین فرانسیسی اور انگلشی کہ جنکو فساد اور دنگہ کرتے پانچ چھ سو برس ہو ئین کبھی مصالحہ کرکے استعداد حرب بڑہاتے کبھی جنگ و جدل مین مصروف ہوتے مدت مصالحہ جب گذر چکی نائرہ فساد اور تیز ہوئی دکن مین باہم لڑتے تھے فرقہ انگلشیہ غالب آیا انگلشیون کا جنگی جہاز امیر البحر دلیر جنگ بہادر کی سرداری مین واسطے تسخیر فرانس ڈانگہ کے جوکہ متصل ہوگلی اور چچرہ آبادی اور لندیس کے ہے اور موشیر نزلو کے رہنمائی سے جسنے اپنے قوم کے ساتھ دغا کی تھی اب بھی حقوق ہم قومی فراموش کرکے آپ کے جہازکو اوس راہ سے جہان فرانسیسیون نے کتنے جہاز ڈبو کر مخفی ایک جہاز کے بقدر نکلنے کی راہ رکھی تھی لیجا کر قلعہ فرانس ڈانگہ مین مسخر کرادیا اور فرانسیسی مغلوب ہو کے جو کوٹھی کہ قاسم بازار کے قریب رکھتے تھے وہ بھی اونکے ہاتھ سے نکل گئی موشیر لاس جوکہ عمدہ رئیسان جماعہ فرانسیس سے ساتھ سراج الدولہ کے توسل ڈہونڈ ہکر مع باقیماندہ اپنی جماعت اور توپ و بندوق اور پیادہ ہائے برقنداز تربیت کردہ اسی کے ملازم سرکار سراج الدولہ ہوئے جماعہ انگلشیہ کے کہنی سننے یا بہا اور اشعار سرداران منافق کے کہ ظاہر مین سراج الدولہ سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے شریک ہین اور باطن مین اوسکے شریک یا تو اونکے کہنے ست اور یا اپنے بخواہش ہی اپنے وکیل کی معرفت سراج الدولہ کو پیغام دیا کہ مصالحہ فیمابین ہمارے اور نواب کے جو قرار پایا ہے تو وہ اس امر سے مشروط ہے کہ ہمارا دوست دشمن بعینہ نواب کا دوست دشمن ہے الحال سنتے ہین فرانسیسیون سے جنگ ہوئی اور وہ عاجز ہوے نواب نے اونہین اپنے زیر سایہ جگہہ دیکر پرورش کی یہ امر باعث نقض عہد اور بدگمانی کا انکے سبب ادہر سے یہ پیغام ہوا اودہر جو منافق لوگ خواہان زوال

دولت تھے بر سر مبالغہ ہوے کہ ان بھاگے ہوؤن کے واسطے صاحبان
انگلشیہ کی دل آزردگی مناسب نہین انکو جواب دینا چاہیے ۔ سراج الدولہ نے
اسباب مین موسیو لاس سے گفتگو کی لاس مذکور نے جواب دیا
کہ اگر آپ ہماری حمایت کمپنی فرانسیس کے معاملات مین کرین تو البتہ
بر خلاف عہد ہے اور عجب کہ جہان پر ہزارون نوکر ہین اس فرقہ کے
بھی چند لوگ اگر نوکر رکھے تو نقض عہد نہین ہوتا سراج الدولہ نے
بھی مضمون وکلاے انگلشیہ کے جواب مین کہدیا وہ لوگ حسب اشارہ
بدخواہان سراج الدولہ کے اصرار کرتے تھے اور درانداز بھی کہتے تھے
کہ چند فرانسیسیان مفلوک کے واسطے فرقہ انگلشیہ سے بگاڑ کرنا مناسب نہین
تا آنکہ سراج الدولہ لاچار ہوا اور لاس مذکور کو عظیم آباد جانے کی ترغیب
دی لاس مذکور نے بروقت رخصت عرض کیا کہ اکثر آپ کے نوکر مقام
بیوفائی مین ہین انگلشیہ سے متفق ہوکر ارادہ نمک حرامی رکھتے ہین اور اپنے
حصول مدعی کے لیے ہمکو حضور سے جدا کراتے ہین ہمارے جانے کے بعد
فرقہ انگلشیہ سے لڑا کر آپ کو ضایع کرا دینگے جب تک ہم لوگ ہمراہ و متعہد
ہین لڑنے مین اون سے قاصر ہونگے اور تمہارے نوکر بھی قابو نہین
پا سکتے بیشتر آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ کو تو نہایت خوف چھا گیا تھا
جواب دیا کہ بالفعل تمہارا یہانسے جانا حضور سے قرین مصلحت ہے مگر جلد ہم طلب
کرلیوینگے لاس نے کہا کہ نواب صاحب اس امر کو یاد رکھین کہ پھر ہمارے
آپکے درمیان مین ملاقات نہوگی یہہ کہکر عظیم آباد کو چلدیا جب وہ مرشدآباد
سے نکلا سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کے درمیان
مین منازعت ہونے لگی اور ان دونون نے جگت سیٹھ وغیرہ کو جو سراج الدولہ
کے ہاتھ سے جان بلب تھے اپنے سے متفق کرلیا اور اسکے انہدام بنیاد
دولت مین فکر کرنے لگے ۔ بی بی گھسیٹی جو سراج الدولہ کا کینہ دیرینہ
اور ضبطی مال و متاع کا تازہ داغ دل مین رکھتی تھی مخفی میر جعفر خان کے
اعانت کرنے مین مصروف ہوے اور جسکی طرف ذرا بھی خیال ہوا کہ یہ شخص

سراج الدولہ سے منحرف ہے اوسکے پاس سراج الدولہ کی شکایت کرتی اور اپنے شوہر مہابت جنگ کے حقوق پرورش کی یاد دلاتی تھی اور ہر ایک سے یہ کہتی تھی کہ میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کی رفاقت کرنے مین پہلوتہی نکرو اور عنایات قدیمہ کو یاد کرکے اونکی حمایت مین مصروف رہو اور خود بھی نقد اشرفی جو بروقت ضبطی کے معرفت خواجہ سرایان وغیرہ معتمدون کے پوشیدہ کرا رکھی تھین میر مذکور کو دیکر مدد دینے اور میر مذکور کے رفقاے قدیم کو ایک سو کرکے اونکے معرفت فرقۂ سپاہی کو جو بیکار و مفلس تھے اپنی طرف رجوع کرلیا اور بکمال اخفا مین اوسکے گھر پر ازدحام ہونے لگا۔

منافقون کا اغوا کرنا اور فرقۂ انگلشیہ کو منادی پر اوٹھانا محاربہ سراج الدولہ پر اور گذرنا عہد و پیمان کا ساتھ جماعۂ مذکورہ کے اور لشکر کشی کرنا سرداران انگلشی کا سراج الدولہ پر اور برآمد ہونا راجہ دولبھہ رام کا واسطے استحکام مورچال کے بیچ پلاسی کے اور آنا سراج الدولہ کا پلاسی تک واسطے ارادۂ جنگ کے اور ہزیمت پانا افواج انگلشیہ سے اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا میر محمد جعفر خان پر اور منتقل ہونا دولت کا خاندان مہابت جنگ مرحوم سے ساتھ دوسرون کے

جب اس نوبت کو معاملہ پہونچا ہر ایک سراج الدولہ کے مدافعہ کی فکر کرنے لگا آخر جماعت انگلشیہ کو بھی کا ناشروع کیا اور جسطرح ممکن ہوا خوب تحریص و ترغیب کی ظاہر اجگت سیٹھ نے اپنے گماشتون کی معرفت امین چند برہمن کو جو عمدہ مہاجن کلکتہ کا تھا اس کام پر لایا کہ انگلشیہ کو سراج الدولہ کے استیصال پر عازم جازم کرے اور راجہ دولبھہ رام نے بھی کسی کو اسی امر پر مقرر فرمایا جسکا نام بندہ مورخ کے سماعت مین نہین آیا اور میر محمد جعفر خان نے اوس مرزا امیر بیگ کو

جیسا کہ یقدر حال ہو چکا ہے یہی بیان فرنگ کا جہاز پر مذکور ہوا ہے بلکہ سراج الدولہ
کی بدسلوکیاں جو کل عملہ کے ساتھ ہوئین جماعہ انگلشیہ سے ظاہر کین بلکہ جو عرضہ
میر محمد جعفر خان نے سعی سے کل امرای دستخطی اس مضمون سے مرتب ہوا تھا
کہ سراج الدولہ سے ہر ایک جان بتنگ ہے اوسی مرزا امیر بیگ کے ہاتھ
ملاحظہ کو بہیجدیا اور خواہان حرکت صاحبان انگلشیہ کے ہونے اور پیغام دیا کہ اگر
آپ لوگ سہل سی لڑائی سراج الدولہ سے کرین اوسکا تدارک بھی ہم لوگ
کرینگے اور آپ کی خفیف سے توجہ مین بندگان خدا جور و ظلم سے رہائی
پاوینگے اور نیز وعدہ ادائی کرور روپیہ اور دیگر تواضعات وغیرہ کا ہوا کہ
بندہ مورخ کو اس امر سے اطلاع نہین اور مضامین اسکا بھی دونون جماعہ
مذکورہ ہو سے اور جو ظلم تعدی کہ سراج الدولہ نے بی بی گھسیٹی دختر مہابت جنگ
وغیرہ لواحقین پر کی تہی وہ چند اسکے ہر ایک سے ظاہر کئے جماعہ انگلشیہ نے جو کہ
زور و شجاعت مین اپنا ہمسر نہین رکہتے اور ایسا کون ہے کہ باوجود زور و زر کے
اور پہیر ہونے اسباب رزم و بزم خواہان نام و جویا سے سرانجام ترقی نہو اور کوئی ایسا
نہین کہ گو دولتمند ہو اور فارغ حاجتون سے اور اوسکو صفت دولت طلب و زیادہ
حصول دولت مین ساعی نہو باستماع اس اخبار کے التماس میر محمد جعفر خان اور
راجہ دولبھ رام کا قبول کرلیا مہیا سے رزم سامان جنگ ہو سے لیکن جو کہ امور [illegible]
دانا اور نیز کل عقلا کا نہین ہے کہ بغیر کسی وجہ کے کسی [illegible] پیش کرین البتہ سراج الدولہ
سے سوال جواب کرکے کوئی سبب پیدا کرلیا ہوگا مگر بندہ مورخ کو اطلاع نہین
اغلب کہ اوسی زمانہ مین جو درنگ و توقف ہوا اوسی وجہ [illegible] بیان [illegible] خط
کرلیا ہو کیونکہ سنا گیا کہ اول تو سراج الدولہ نے بضرورت ایک کرور روپیہ
دینا قبول کرلیا بعدہ اوسکا ادا کرنا دشوار ہوا تعجب کیا کوئی اور بھی وجہ ایسی آتی
ہوئی ہو یا ان سب دراندازون کا باعث سی ایسی شور جنگ برپا ہوئی ہون بہر حال بعد قرار پانے
ارادہ جنگ کے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع فوج و اسباب موجودہ کے آمادہ
ہوا اور سراج الدولہ اس خبر سے نہایت گبہرایا عجز و عاجزی بہت [illegible] کی مگر کچھ
سود مند نہوا بیت بسا سے زجورت جگر خون شم [illegible] ساعت از دل بدر چون شم

راجہ دولبھ رام کو مع اکثر فوج کے پلاسی کو بھیجا تاکہ مورچال اور سنگر وغیرہ سامان
حرب کی درستگی کرے وہ وہان جاکر ظاہرہ تو کار سرکار مین رہتا اور مخفی
جو ارادہ باطنی تھا اوسکی کوشش اور سعی مین بہت بدل معروف تھا اور کسیطرح اور کوئی وقت
اپنے کام سے غافل نتھا سرداران لشکر سراج الدولہ کو بھی موافق کرنا شروع
کیا ہر ایک سے وعدہ مناسب کردیا اور میر محمد جعفر خان نے بھی مع رفقا کے آمدورفت
دربار کی شروع کی شہرہ ہوا تھا کہ بہت لوگ آپ کے طرف آملے کسیقدر
لوگ سراج الدولہ کے ساتھ رہے جب کرنیل کلیف کی کلکتہ سے نکلنے کی
خبر سراج الدولہ کے کان مین پہونچی جار ناچار گردش بخت سے اور دل شکستہ ششدر
حیران اور پریشان بکمال تردد و ہزار نامردی اور بزدلی سے نصیب و بخت سے شکایت کرتا ہوا
تہ فوت منصور گنج سے کوچ کیا اور فوج معتمد مانند میر مدن بخشی اور راجہ موہن لال
دیوان وغیرہ کے پلاسی تک پہونچا اودہر سے کرنیل کلیف ثابت ہمت اپنی جماعت اور
قلیل فوج کا لنا سکے کہ شاید بہ وجوہ کل لشکر دو تین ہزار سے زیادہ باغ پلاسی مین پہونچکر
صف آرا ہوا روز پنجشنبہ ۵ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو آتش کارزار مشتعل ہوئی
اور دونو طرف سے مقدور بہر زور و خوب نمایان تھی ہرچند بہادران جانبین جوہر نمائی شمشیر سپر سے تھے
چونکہ اہل انگلشی قواعد توپ اور تفنگ مین بے عدیل ہین اسقدر گولیون کی بوچھاڑ
کی کہ اوسکی صدائے ٹرپ سے رعد کا کلیجہ چاک چاک اور سرعت بہر مارسی تھی
چشم تماشائیان مانند چمک برق کی مشاہدہ سے خیرہ و تیرہ ہوتی تھی اور قوت شامہ مشاہدہ
سے باصرہ پر از خاک تھی میر محمد جعفر خان وغیرہ جو باعث اس کشت و خون
کے ہوئے تھے جسطرف کہ مقرر تھے وہان کہڑے تماشا دیکھہ رہے تھے
اور میر مدن وغیرہ سرگرم جانفشانی میدان کارزار مین داد جوانی دے رہے تھے
شدت توپ سے تحمل پیش نہین پاسکتے تھے لیکن آہستہ آہستہ قدم بڑہانے مین
کچھ تقصیر نکرتے تھے تا آنکہ دو تہائی دن کے منقضی ہوئے اور میر مدن اور
موہن لال دیوان مع ہمراہیون کے باغ پلاسی کے قریب پہونچا بلکہ لوگ کہتے ہین
کہ ثابت جنگ نے امین چند سے بدگمان ہوکر غضب فرمایا اور کہا کہ ایسا ہی وعدہ
تھا کہ خفیف لڑائی مین بد عاسے دلی حاصل ہوجائیگا اور شاہی فوج بھی

سراج الدولہ سے منحرف ہے وہ سب تیری باتین برخلاف پائی جاتی ہین اوسنے التماس کیا کہ فقط یہی گروہ دولتخواہ سراج الدولہ کا ہے جو لڑ رہا ہو جسوقت یہ مغلوب ہوسے جو کچھ بندہ نے کہا ہی اوسکا اثر ظاہر ہوگا زشتی اعمال سراج الدولہ کہ اپنے اور بیگانی سے بسبب نہ سننے نصیحت اور بخیلی کی کہ بہت بدترین اعمال سے ہے اور اوسکا روز اوسکے نہایت درجہ کو پہونچ گئے تھے میر مدن جو نہایت دل سوزی سے سراج الدولہ کی خیر خواہی مین ثابت قدم تھا گولہ توپ سے جانبر نہوا اوس حالت نزع مین لوگ سراج الدولہ کے حضور مین لاسے ایک کلمہ اپنے حسن ارادت کا کہکے جان شیرین نثار رفاقت کی سراج الدولہ اسکے مرنے سے جیتے جی مرگیا میر محمد جعفر خان کو طلب کیا اوسوقت آنے مین درنگ کرنے لگا سراج الدولہ نے مکرر لوگ بھیجے وہ کمال تملق اور سماجت سے لے آئے میر محمد جعفر خان مع اپنے متوسلان اور منشیان مانند خادم حسن خان اور اوسکے بیٹے میر محمد صادق خان معروف میرن کی حاضر ہوا یہہ محمد جعفر خان ظاہر مین بسبب متواتر طلب سراج الدولہ آیا تھا اور باطن مین صاحبان انگلشیہ سے بخوبی سازش تھی سراج الدولہ نے پس نہایت عجز و خاکساری کی جیساکہ سننے مین آیا کہ اپنی پگڑی اوتار کر اوسکے آگے رکھدی اور کہا اب ہم اپنی کل خطایون سے پشیمان ہین اور جو کچھ کہ آج تک کیا خواہ پسند طبع آپ کے ہو خواہ نہو اب منفعل اور خجل ہو کر اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہو کر حقوق پرورش مہابت جنگ کو شفیع کرتے ہین اور تمہین اوسی مرحوم کی جگہہ پر سمجھتے ہین امیدوار ہین کہ قصور بندہ کے معاف فرماکر جو کچھ لازمہ نجابت اور مقتضا سے حقوق سابق ہو تعمیل کیجئے اور ہماری جان اور عزت کی حفاظت فرمائیے میر محمد جعفر خان نے اوسوقت موقع دیکھکر جو کہ بچاہی تھا ملحوظ رکھا اور دغابازی سے عرض کیا کہ الحال روز تمام ہے وقت یورش نرہا پیشتر جو لوگ چلے گئے ہین اونہین حکم واپسی دیجئے فردا انشاء اللہ تعالی بہت جمع ہو اس لڑائی کا تدارک کیا جاویگا سراج الدولہ نے کہا کہ شب خون کا خوف ہے میر مذکور نے جواب دیا کہ اسکا ذمہ میرا ہے شبخون نہین کرسکتے سراج الدولہ نے اپنے دیوان راجہ موہن لال کو جو پیشتر جا کر مع میر مدن کے جنگ توپ مین مصروف تھا اور اوسکے پیادہ ہر طرف متفرق

ہوکر قابو سے تفنگ اندازی کر رہے تھے حکم بھیجا کہ واپس ہوکر مورچہ پر آوے اوسنے
جواب دیا کہ یہہ وقت مراجعت نہین جو کچھ ہونا ہے اسی جگہہ ہو جاوے گا اور اگر بندہ
معاود ہوا تو بڑا تفرقہ لشکر مین نمودار ہوگا سراج الدولہ نے میر محمد جعفر خان کے
طرف رخ کر کے شورہ کیا خان مرقوم نے اول صلاح کا اعادہ کیا اور کہا کہ جیسے اوسیطرح
بہر ہو سکتا ہے باقی آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ نے نہایت خوف و ہراس سے
موہن لال کو باصرار تمام واپس کر لیا بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار + ہمہ آن کند کس
نباید بکار - بمجرد برگشتگی موہن لال کے لشکریون کو عجب طرح کی گھبراہٹ ہوئی اور
تلاطم پیدا ہوا کہ حواس و ہوش کسی کا باقی نرہا اور ہر ایک نے ترس
و ہول دلی آشکارا کی ہر چند افسرونے پای ثبات قدمی گاڑا ولکن جملہ پیادہ و سوار بکمال اضطرار
ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر بھاگنے لگا تھوڑی دیر مین ہر ایک نے فرار کی راہ
لی سراج الدولہ نے جب لشکر کا یہ حال دیکھا نہایت خوف مند ہو خصوص تعلی عدو
سے کیونکہ بہت کم لوگون کو اپنا دوست جانتا تھا نہایت اضطراب سے کوئی گھڑی بھر
روز باقی رہا تھا کہ خود بھی بھاگ نکلا اور ۲۶ ماہ شوال روز جمعہ کو دو تین گھڑی دن چڑھے منصور گنج
جا پہونچا ہر چند تاکید کی کہ ملازمین اسی مقام مین میری حراست پر مقیم ہون تاکہ تامل کر کے
کوئی راہ نکالے اور اس مرض کے علاج و دوا کی تدبیر مین مصروف ہو اور وہ سودا کہ متمکن
اوسکے دماغ مین تھا دفع کرے پس ان بد دلونکو ہر چند فہمایش کی اور دلداری سے پیش آیا
لیکن کسینے قبول نکیا ہر ایک عذر خواہ ہوا حتی کہ محمد ایرج خان اوسکا سسر بھی جسکے
روبرو سراج الدولہ نے اپنی پگڑی رکھکر کہا کہ خدا کے واسطے اسوقت مین میری
ہمراہی سے ہاتھ اوٹھانا نچاہئیے اور لوگون کو جمع کر کے بھاگنے ندیجئے اوس نالائق نے اور کچھ نسنا
معذرت کر کے اپنے گھر چلا گیا سراج الدولہ نے لوگون کی رضامندی کو جسے خود خواست
مدخرچ وغیرہ کی فوراً حکم دیا کہ خزانہ کھولکر ہر ایک کو عطا کرین اور رات تک خزانہ کھولا
رہا اور لینے والون کے ہاتھ دراز رہے اوس رات کو جسکا جسقدر ہاتھ پہونچا خزانہ
اوٹھا کر اپنے گھر لیگیا مگر کوئی کام نہ آیا سچ ہے جیسا کہ کہا ہے - ابیات مہار زوندی
بکن برکھان + کہ بر یک نمط می نماند جہان + سر گفتمت پائے مردم زجا بے + کہ عاجز شوی
گردر آئی زپاے - دل دوستان جمع بہتر نہ گنج + خزینہ تہی بہ نہ مردم برنج + مینداز در پاے کار کسے

که افتد که در پاپیش افتی سگی * عدو را بکوچک نباید شمرد * که کوه گران دیدم از سنگ خرد
* نه بینی که چون باهم آیند مور * ز شیران جنگی برآرند شور * نه موئی ز ابریشمی کمتر ست
* چو پر شد ز نجیر محکم تر است — اب اسوقت کی زرافشانی سے کیا ہوتا تھا پہلے
خبر نلی جب ضعفا کی دل آزاری کر کے جمع کیا تھا القصہ سراج الدولہ نے بے یار
و مددگار تمام روز منصور گنج مین بسر کیا اور ہفتم شوال شنبہ کے شب کو جسقدر کہ
ممکن تھا جواہر و اشرفی مع لطف النسا اور نیز دیگر عورات کے جنکو دوست رکھتا تھا
رتھہ اور میانہ کے سواری مین ہمراہ لیکر آخر شب کو گھر سے برآمد ہوا اور راہ نادانی
اور احمقی اور جہل کی خشکی کی راہ چھوڑکر بھگوان گولہ کی راہ لی اور وہان سے کشتی پر سوار ہوکر
عظیم آباد کی راہ لی اگر کچھ بھی قوی دل ہوکر مع جماعہ ریزہ کے جنسے گمان رفاقت تھا
پیغام بھیج کر اونکو بلانا اور اونکی تسلی دلجوئی اور داد دہش سے مطمئن کرتا اور
جتنا کہ خزانہ ہنگام جنگ سپاہ کو دیا تھا ویسا ہی یہان بھی دیتا اور
براہ خشکی روانہ ہوتا اکثر لوگ بطمع اور نیز حقوق قدیمہ کے اوسکے ہمراہ ہو جاتے اور
چند ہزار جرار سے باہر نکلجاتا تو کوئی راستہ مین مزاحم نہین ہو سکتا تھا بلکہ ہر منزل
و مقام پر لوگ رفیق ہوتے جاتے اور کثرت ہمراہی ہوتی جاتی لیکن اسکی مجال او تاب
اور قدرت و توانائی کہ تدبیر اور زر سے دفع گزند تقدیر کرے اور کیا مقدور
کہ تقدیر کے کارخانے مین دخیل ہو غرض سراج الدولہ نے بجرہ اور کشتی پر عظیم آباد
کی راہ لی — قبل اس ماجرا کے بروقت سننے خبر عزیمت انگلشیہ کی اپنے مقابلہ مین
سنکر ایک قطعہ خط بنام موشیر لاس رئیس فرانسیس کے لکھکر کمال اضطراب اور
عجلت مین بھیجا تھا اور وہ خط اوسکو پہونچا لیکن موافق ضابطہ اہل ہند کے جب تک
اوسکے خرچ کو راجہ رام نراین کے پاس سے روپیہ وصول ہو بہت عرصہ گذرا بعد
ازان لاس مذکور روانہ ہوا مگر قبل اوسکے پہونچ پانے کے سراج الدولہ کا کام تمام
اور اوسکے آدمیون کو سراج محل کے مقابل سے میر محمد جعفر خان نے پکڑ کے انتظام
کیا تھا موشیر لاس نے سراج محل کے قریب پہونچکر جب یہ خبر پائی کہ سراج الدولہ
کا کام بخیر تمام ہوا اپنی کشتیان عظیم آباد کو لوٹا لین میجر کوٹ جو کہ اب ولایت سے
جنرل ہو کر آیا ہے اوسوقت عمدہ میجری مین کرنل کلیف کے ہمراہ تھا لاس کے تعاقب پر

درصورت ملاقات اور عدم استطاعت اظہار کے مامور ہوا کرم نامہ اور پلکہرتک اونکے پیچھے چلا گیا مو سشیر لاس ایک منزل پیشتر جاتا تھا آخر میجر مذکور تعاقب کر کے تینون صوبون کے سرحد سے باہر کر کے واپس ہوا۔

ذکر سے داخل ہونے میر محمد جعفر خان کا بیچ منصور گنج کے اور جلوس کرنا اور میر دائی تینون صوبون کی بے تصدیع اور رنج اور گرفتار ہونا سراج الدولہ کا اوسکے نوکرون کے ہاتھ سے اور خوش رفتار ہونا اسکا بعد پاک کرنے دامن اپنے کے گرد ون دنیا سے عالم جاودانی مین

قصہ کوتاہ جب میر محمد جعفر خان نے زمانہ کو موافق دیکھا بعد فرار سراج الدولہ کے پلاسی مین توقف کر کے کرنیل کلیف وغیرہ سرداران انگلشی سے ملاقی ہوا اور استحکام عہد و مواثیق کر کے جماعہ مذکور کو باہم رفیق کر لیا اور احوال سراج الدولہ کا تو خوب جانتا تھا کہ رعایا پر اوسنے نہایت ظلم اور تعدی کر رکھی تھی وہ بیچارہ نہایت عاجز اور پریشان تھے اور اوسنے ان سب کو دم دلاسے سے اپنی طرف رجوع کر رکھا تھا پس ایکروز بدلجمعی تمام سے سینچر کے صبح ہفتم شوال سنہ مذکور کو منصور گنج کے دولتخانہ مین داخل ہو کر اپنے نام کی منادی تمام شہر مین کر دی بیگمات سراج الدولہ کے اور نیز طرفین کے سلامت خواہون نے بعد مبارکباد نذر تہنیت ارسال حضور کی اور جو شخص کہ کسیقدر سراج الدولہ سے خیال رکھتے تھے اونہون نے بھی اپنا انگشت نما ہونا نامناسب جانکر اطاعت میر محمد جعفر خان اختیار کی میر محمد جعفر خان نے مسند ریاست پر متمکن ہو کر دولت و اقبال کی پنج نوبت بلند آوازہ کی اور راجہ دولبھ رام باتفاق انتظام مہام ریاست کرنے لگا اور ضبط و ربط اسباب و اموال واسطے جماعہ انگلشی کے سب معدہ کرنے لگا چونکہ خطاب اور القاب مہابت جنگ مرحوم کا اور اوسکی فتح اور تشہیر خوبی نہایت خوش تھا اور دلمین آرزو تھی کہ ایسا ہی اپنے واسطے مقرر کرے بنا بر علیہ ایسا ہی ہوا اور اوسکی مرادی کہ اپنے واسطے شجاع الملک حسام الدولہ میر محمد جعفر خان بہادر مہابت جنگ کا خطاب مہر مین کندہ کرایا

اور شہامت جنگ مرحوم کا خطاب اپنے لڑکے میرن کو عطا فرمایا اور خطاب ہیبت جنگ مرحوم کا واسطے اپنے بہائی میر محمد کاظم کے مقرر فرمایا اور ممالک محروسہ کے ہر سہ صوبجات مین اکثر جگہہ خطوط دلجوئی اور استقلال کے بنا بر مصلحت تحریر کر بہیجے اور اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو مع مردمان معتمد کے سراج الدولہ کی گرفتاری کیواسطے بہیجا اور میر داوود اپنے بہائی کو بھی جو راج محل مین تہا نہایت تاکید سے تحریر کیا کہ سراج الدولہ کی گرفتاری مین جہد بلیغ عمل مین لائے سراج الدولہ کو تو دام قضا نے اولجہا رکہا تہا جب مقابل راج محل اوس طرف دریا کے پہونچا داناشاہ کے تکیہ مین ایک گہڑی کے لئے ناؤ سے اوترا اور کہچڑی پکوانے کا ارادہ اپنے واسطے اور نیز اور لوگون کے لئے جنہون نے دو تین روز سے کچہہ نکہایا تہا کیا تقدیر کے کہیل دیکہئے کہ کہان پہنچ لائی ہے اور قضا کے تماشے پر نظر کرنا چاہئے کہ کس دشمن کے ہاتہہ مین لقمہ کرنے کو دیا ظاہرا اس فقیر مذکور سے زمانہ دولت واقبال مین کچہہ ضرر رسانی کی تہی فقیر مذکور کو جو زخم کہنہ دیرینہ کا خیال ہوا مکاری کی گدڑی بچہا کر نہایت تملق اور دلجوئی سے پیش آیا اور بلیغ طعام مین اہتمام کر کے استراحت کے واسطے التماس کیا ادہر انہون نے آرام کا سرانجام کیا ادہر اوسنے کسی شخص مستعجل کو دشمنون کے پاس بہیجا چنانچہ وے سب آگاہی پاتے ہی یہہ مژدہ خدا کی طرف سے سمجہا بعجلت وسرعت تمام مانند میر داود اور میر قاسم خان مع ہمراہیون کے آپہونچے اور سراج الدولہ کو مع عیال واموال کے جو کچہہ پاس تہا گرفتار کر کے شادمان لوٹے بیت ہمینت بسند است اگر بشنوی + کہ گر خار کاری سمن ندروی + القصہ جب سراج الدولہ نے مکافات کو بچشم پیش نظر دیکہا جن لوگون کو قابل خطاب نہین جانتا تہا ونکے عتاب کا متحمل ہوا ہر ایک سے اپنی جان کی شفاعت چاہتا تہا میر محمد قاسم خان نے اوسوقت مین صندوقچہ زیور لطف النسا کا جو کہ لاکہون کو مفت تہا وعدہ وعید سے لے لیا اسیطرح سے جسکو جو ہاتہہ لگا لے گیا اور لوگون نے بہی لوٹ کہسوٹ مین حتی الامکان کوتاہی کرنے مین دست کوتاہ نکیا موہن لال جو کہ سراج الدولہ کی دیوانی مین مرتبت کی لیتا تہا اور افتخار اور اقتدار کی کہینچتا تہا زیادہ موجب عناد وعداوت کا ہوا قبل گرفتاری اپنے

خداوند نعمت کے مقام مرشدآباد مین گرفتار ہوگیا تھا اور میر محمد جعفر خان نے بنظر
رضاے راجہ دولبھ رام کے اس شخص کو حوالہ راجہ مذکور فرمایا تھا ظاہرا اوسکا
[illegible] راجہ دولبھ رام کے ہاتھ لگا اور اوسکی جان بھی اسی کشمکش مین مفارقت کرگئی
اور سراج الدولہ بروز یکشنبہ پندرہوین شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو اپنے نوکرون کی
قید مین مرشدآباد آیا جب خلق اللہ نے اوسکو اس حال مین دیکھا اور اوسکا جاہ
واقبال صغیر سنی کی نازپروری جوانی کا شوکت وجلال یاد آیا پرانی مصیبتین اور
تکلیفین بھول گئے رحم آیا رہائی کے درپے ہوے لیکن مقتدر لوگون نے جنکو دستگیری
کی طاقت حاصل تھی بطمع موجود اس نظر رحم سے آنکھ چرائی بیچاری ناتوان اپنے
جی کی جی ہی مین لیکر رہگئی میر محمد جعفر خان نے بدعوی مسندنشینی کے اپنی قرارگاہ و
اقامت [illegible] گنج مین پسند کی اور میرن کو جو اکبر اولاد اور شاہ خانم ہمشیرہ حقیقی
مہابت [illegible] کے بطن سے تھا اپنی پرانی حویلی جعفر گنج مرشدآباد مین بھیجدیا
یہ شخص باپ سے زیادہ جور وجفا مین آمادہ تھا خداناشناسی اور حق نمک [illegible]
اس کے خمیر مین تھی اور ستم اور عداوت دلین بھری ہوئی اور کیونکر یہ خون سراج الدولہ
اسکے ہاتھ سے ہوتا کہ خداوند کریم کو اس بدبخت کا نامہ اعمال بدی سے
بھرنا تھا اس سبب سے قتل وسزا ظلم وجفا مین مصروف رہتا امور
نامعقول اور اعمال ناسزا کے تعمیل مین نہایت جلدباز تھا اور جدم کہ
سراج الدولہ کے پہونچنے کا حال سنا روبرو طلب کرکے قید فرمایا اور
رفقاسے جو ایمان قتل ہوا شجاعت سے جو جو نجیب زادہ بادہ ہمت سرشار تھے اس کار بد سے
پر انکار ہوے آخر الامر محمدی بیگ نے جو بد و شوری سے نمک پروردہ مہابت جنگ
کا تھا [illegible] الدولہ کی مان یا دادی نے کسی بیکس کی لڑکی کو پالکر اوسکو خوشنودی خدا
[illegible] تھا یہ سب احسانات آقاے ولی نعمتون کے
[illegible] بغاوت [illegible] کو اختیار کیا اور دو تین گھڑی قید ہونے کے بعد
سراج الدولہ کے قتل پر گیا جو سراج الدولہ نے دیکھا کہ یہ احسان فراموش
[illegible] کہ میرے قتل کو آیا ہے اسنے اقرار کیا تب اوسنے سر نو
[illegible] زندگی بسر کرون

پہر اوسنے کہا نہین البتہ حسین قلیخان کے خون ناحق کے انتقام مین قتل ہونا چاہیے
جلاد مذکور کافر بدکیش احسان فراموش نے تیغ بیدریغ کہینچکر چند ضرب پیکر نازنین
پر مارے پس زمین پر گرکر کہا بس است کہ کار من تمام شد و انتقام بانجام رسید اور جان
شیرین نے کالبد خاکی سے مفارقت کی اسوقت اس بخت نے تلوار کو میانہ
مین کرلیا اور اوسکی لاش کو ہودج فیل پر رکھکر بطور تشہیر کے شہر مین گہومایا
کہتے ہین کہ فیلبان نے جسجگہ کہ سراج الدولہ نے حسین قلیخان کو ذبح کیا تہا
بدون ارادہ ضرورتا ہاتھی کو روکا اور سراج الدولہ کے خون کے چند قطرہ اوسی
سرزمین پر ٹپکے فاعتبروا یا اولی الابصار[ع] نظم چنین بود گردیدن روزگار + سبکسیر
و بدعہد ناپایدار + منہ بر جہان دل کہ بیگانہ ایست + چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
+ نہ لایق بود عیش با دلبری + کہ ہر بامدادش بود شوہری + بر مرد ہشیار دنیا
خس ست + کہ ہر مدتے جاے دیگر کس ست + نکوئی کن امروز چون دہ تراست
+ کہ سالے دگر دیگرے دہ خداست + اگر گنج قارون بدست آوری + نماند مگر
آنچہ بخشی خوری + الغرض جسوقت اوسکی لاش تشہیر ہوتے ہوتے اوسکی مان
کے دروازے پر پہونچی شور غوغا ہونے لگا حال پوچہا لوگون نے تمام سرگذشت
بیان کی کہ اس طرح سے ظلم تعدی ہوئی جب حال پسر سے مطلع ہوئی برہنہ پا
ہوش باختہ دوڑی خادم حسین خان نے اپنے کوٹھے پر جو سر بازار اوسکے
والدہ کے دروازے سے مقابل تماشا کر رہا تہا اپنے پیادونکو حکم دیا کہ اس زن ضعیفہ
بیچارہ کو مع دیگر عورات ہمراہی کے سوٹون سے مار کوٹ کرکے اوسکے گہر کے اندر کردین افسوس کہ کسطرح کا
ظلم کیا کہ اوسکے باپ دادہ کا پروردہ تہا اور اسکو اسطرح بیحرمتی اور ذلت سے قتل کرایا اور اوسپر یہہ
طرہ کیا کہ یون حکم دیا کہ ان عورتونکو مار پیٹ کر اندر کردیں اگرچہ اسکو ہلاک کیا تہا مگر عورتونکو تو دلاسا اور
تشفی دینا چاہیے تہا الغرض جسوقت کہ سراج الدولہ کو لائے تہے میر محمد جعفر خان سوتا تہا اگرچہ افراط مغیرات سے
اوسکی بیداری خواب سے بڑہکر تہی مگر خاص کر اوسوقت کہ نشہ جلوس امارت کی نشہ تنک دو بالا تہی اوسکے
لڑکے نے قبل اسکے کہ باپ کو اطلاع ہو اوسکا کام تمام کردیا جب وہ جاگا میران کو پیغام دیا کہ تا فیصلہ مقید سے غافل نہ ہونا
اوسنے سنکر جواب بہیجا کہ مین ایسا بے خبر نہین کہ ہیچ ایسے امور کے تساہل کرونگا
اور جو کوئی اوسکے پاس جاتا اوس سے فخریہ کہتا کہ باپ نے بہیجا اسوقت ایسا پیغام بہیجا

[ع] ترجمہ عبرت پکڑو اے صاحبان بصارت ۱۲

اور مٹنے ہمیشہ ہی اوسکا نام مثادیا یارون تم سمجھو مین بھی تو مہابت جنگ کی ہمشیرہ
کا چراغ ہون پس کیونکر نہ بیچ ایسے امر کے غفلت اور کاہل الوجودی کو کام دون —
خلاصہ یہہ کہ بعد تسلط ارکان دولت کے راجہ رام نراین کو نوشت وخواند شروع
کی کہ دلجمع ہوکر اطاعت مین رجوع ہوا ور وہ بھی زمانہ سازی سے جوابات لکھنے لگا
اور واسطے خلاصی میرزا غلام علی بیگ ولد حلیم بیگ کے بنام راجہ رام نراین کے
لکھکر اپنے پاس طلب کیا مرزاے مذکور حسب الحکم سراج الدولہ کے قید تھا بیچارہ میر
محمد جعفر خان کے پاس آیا یہ شخص سابق سے بہ تقاضاے مناسبت طبعی کے میر محمد جعفر خان
سے ربط اتحاد رکھتا تھا اندنون مین کمال اقتدار سے بنارس کی ایالت پائی ہم لوگ
جو سراج الدولہ کے دل سے دور اور اوسکے قرب سے مہجور واخراجی تھے
اور عظیم آباد مین گھر تھا اور صغر سنی سے جیسا کہ چاہیئے میر محمد جعفر خان سے ربط و
ضبط تھا امیدوار ہوے کہ ضرور عظیم آباد کو جاوینگے کیونکہ خانمذکور والد بندہ سے
نہایت اتحاد رکھتا تھا جب بندہ کسی تقریب سے روانہ مرشد آباد ہوتا اول میر محمد جعفر خان
بندہ کی ملاقات کو آتا بعدہ بندہ اوسکے بازدید کو جاتا تھا اور میرن بسبب حداثت
سن کے جو بندہ کے ہمعمر تھا خردی کا سلوک کرتا تھا اور بزرگون کی طرح
تعظیم اور تکریم سے مجکو مانتا اور پیش آتا تھا جیسا کہ سعادتمندان خرد ہوتے ہین ویسا ہی ہمیشہ
قرطہ ادب سے میرے روبرو حقہ نہین پیتا تھا علاوہ برین نقی علی خان بندہ کے چھوٹے
بھائی سے میر محمد جعفر خان کا اوس مرتبہ دوستی تھی جس سے بڑھکر ممکن نہین لہذا اوسکو
یہ گمان ہوا کہ گویا یہ دولت اوسکے گھر آئی اگر کچھ بھی نہو تو نیابت صوبہ عظیم آباد
کی البتہ اوسے ملیگی اسی وجہ سے عرضی مبارکباد لکھکر ارسال کی اور خود بھی بنا بر
اعتماد اتحاد میر محمد جعفر خان کے ارادہ معاودت کرکے والدہ اور جمیع اہل وعیال
کو لیکر روانہ عظیم آباد ہوا بندہ اس نظر سے کہ اب میر محمد جعفر خان کے دماغ مین اور ہی
ہوا سمائی اور لیبر فکر عشرت کی بدلی ہوائی ہے اور ہملوگ نہایت ذلت مین ہین اور نیز میر محمد جعفر خان ایسا آدمی نہین کہ
آدمیت کی بو رکھتا ہو اور اوس سے امید ایفا سے حقوق سابقہ رکھی جاوے
کسیقدر تامل کرکے بنارس مین ٹھہر گیا اور نقی علی خان کو بھی مانع عجلت ہوا مگر اونھون نے
مع اخوان ومنتسبان کے عظیم آباد آئے جب انکے ورود کی خبر ناظم وقت کو پہونچی

بواب حضرت [illegible] نداز کرکے راجہ رام نراین کے ساتھ [illegible] ملازمت کی
اور حکم دیا کہ نقی علیخان کو مع ہمراہیون کے بنارس مین لوٹا دے اوس وقت نقی علیخان
کو میری نصیحت یاد آئی اور ندامت اوٹھائی جب [illegible] میر محمد جعفر خان برادر
میر محمد جعفر خان چند سال سے راجہ مذکور کی بخشگری پر [illegible] تھا اگرچہ مرد سادہ
تھا اور زمانہ سازی اور خوشامد کی باتین مثل دیگر ابنای زمان اوسکو نہین آتی تھین
مگر حق تو یہ ہے کہ بزرگانہ خصلتین خوب رکھتا تھا بندہ کے بڑے بھائی سید علیخان
نے بھی اوسکے پاس جاکر یہ ماجرا ظاہر کیا کہ راجہ رام نراین نے اپنا چوبدار
بھیجا ہے اور ہم لوگون کے بنارس لوٹ جانے کا حکم تاکیدی دیا ہے وہ اس حال کی
دریافت سے نہایت آزردہ ہوا اور رام نراین کو لکھا کہ ہم ان سے شریک ہین اگر
انکا اخراج شہر سے منظور ہے ہمارے بھی نکالنے کی فکر کرو راجہ مذکور نے نہایت
عذرخواہی کرکے کہا کہ مجھے ان لوگون سے کچھ کام نتھا مگر آپ کے برادر صاحب کی
بموجب حکم یہ تعمیل ہوئی اوسنے جواب دیا کہ اونھون نے پوچ تحریر کیا ہے
اور سراسر لغویت کی طرف مائل ہوئے ہین اور احسان فراموشی اور ناحق‌شناسی اپنا شعار کیا ہے
اوسکا تدارک ہم کرتے ہین تم سے کچھ کام نہین وہ خاموش ہوگیا اور اس
بزرگ نے جو کچھ اوسکے دل مین آیا زبان قلم کے حوالہ کرکے میر محمد جعفر خان
کو لکھ بھیجا جب خط پہونچا وہ متنبہ اور نادم ہوکر اپنے ارادہ فاسدہ سے باز آیا
اور یہ لکھا کہ برادر عینی سید [illegible] ان لوگون سے بدمروتی کرنے مین مفت تحسین حاصل ہوگی لہذا درگذرا [illegible]
متعاقب بندہ بھی پہونچکر اس ماجرے سے مطلع ہوا اور نقی علیخان میرے پہونچنے
سے گھبرایا کہ مبادا میرے پہونچنے سے میر محمد جعفر خان کو سنئے سرے سے ملال ہو
بندہ نے انکی تشویش دیکھکر دلجمعی کی کہ بندہ اپنے ورود سے رام نراین کو
مطلع کرتا ہے اگر اجازت دے مستقیم ہون ورنہ ابھی واپس ہوتا ہون یہ
رقعہ لکھکر روانہ کیا راجہ نے کمال خوشی مین جواب تحریر کیا بلکہ ملاقات کے
واسطے طلب فرمایا اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی بندہ مع برادران اور
والدہ کے مقیم ہوا کبھی کبھی راجہ مذکور کے دربار مین آمد و رفت کرتا تھا تا آنکہ [illegible]
غلام [illegible] جنگ مرحوم کے شورش کا غلغلہ پیدا ہوا کہ باتفاق اچل سنگہ کا بیٹا

دیوان شوکت جنگ نے جو پورنیہ مین خروج کرکے ولد موہن لال یا اوسکے نایب کو مقید کیا اور خود وہان کی حکومت کرنے لگا اور نیز خبر آمد آمد میر محمد جعفر خان کی مرشدآباد سے گرم ہوئی اور خوب معلوم ہوا اور دریافت ہوا کہ میر محمد جعفر خان بارادہ اطفاے نائرہ فساد اور تسخیر عظیم آباد کے عازم ہوے ہین جسکی تفصیل آیندہ تحریر ہوتی ہے۔

میر محمد جعفر خان کی عزیمت واسطے گوشمالی حاضر علیخان اور دیگر انتظام عظیم آباد اور تالیف راجہ رام نراین وغیرہ کے

جب مرشدآباد مین انقلاب عظیم اور فترت جسیم برپا ہوئی ہر ایک اپنے اپنے خیال مین مصروف ہوا راجہ رام نراین کو بھی پہلوان سنگہ اور راجہ سندر سنگہ وغیرہ نے یہ دلالت اور ترغیب دی کہ اپنے ولی نعمت اور خداوندزادہ کے انتقام پر لشکر کشی کرے مگر توفیق وجرات نے رفاقت نکی ہر چند میر محمد جعفر خان کے طرف سے اکثر اندیشہ رکھتا تھا مگر بہ مصالحت مین زمانہ سازی کرتا رہا ایک روز میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان مع اپنے ہمراہیان کے جو کہ ایک جمع غفیر تھا بے خبر اور بے وقت اول صبح کو رام نراین کے باغ مین داخل ہوا بے سبب کے بے شے مانند بلا کے ناگہانی اور وتمامے آسمانی رام نراین اسکے حرکات اور جرأت اور دلیری بے وقت سے متوحش ہوکر دوسرے باغ کی عمارت مین جو اسکے خیمہ مین تھا جا بیٹھا اور دیگر ہوا خواہ بھی وہان مجتمع ہوگئے اور گلہ اس طرح کے آنے کا کیا اور رام نراین نے بھی عذرخواہی کی اور اس امر کی معذرت کیا اسوقت ملاقات نہوگی زبانی کسی شخص کے کہلا بھیجا اور میر محمد کاظم خان اور اوسکے بھائی سے بدگمان ہوکر اپنی مجلس مین انکی شکایت کرنے لگا تا آنکہ میر شرف الدین جماعہ دار جو کہ شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے ملازمین مین تھا اور بعد اونکے مہابت جنگ اور سراج الدولہ کا رفیق رہا اور نیا رفیق میر محمد جعفر خان کا ہوا تھا اور مسمی گیندا مل جگت سیٹھ کا گماشتہ رام نراین کے دلجوئی مین مع مراسلات کے میر محمد جعفر خان کے لشکر سے پہونچا اور حاضر علیخان جو صولت جنگ مرحوم کا زرخریدہ اور اوسکا داروغہ دیوانخانہ تھا بعد کشتہ ہونے شوکت جنگ اور تسلط بیٹہ موہن لال کے سراج الدولہ کے طرف سے پورنیہ مین بسر کرتا تھا اور نیز اچل سنگہ کا بیٹا دیوان شوکت جنگ نے بلغت موہن لال کے عہد مین

پرگنہ تاج پور اور سرتی پور اور گونڈوارہ اور گنڈہہ گولہ وغیرہ کا متعہد ہوکر زر و نام حاصل
کیا تھا پورنیہ کی سپاہ اور رعایا صولت جنگ کی عہد سے جسکو البتہ نو برس منقضی ہوے
دونون سے نہایت معرفت اور رجوع رکھتے تھے لہذا ہر دو کو کچھ سمجھتے تھے پورنیہ کے لوگ
مانند رعایاے بنگالہ کے نہایت نامرد اور ہر شخص کے مطیع ہوتے ہین حاضر علیخان اور
اچل سنگہ نے نہایت سفاہت سے وہان کی سپاہ کو متفق کر لیا اور نایب موہن لال
دیوان سراج الدولہ حاکم پورنیہ کو قید کر لیا اور حاضر علیخان کو مسند علی اور اچل سنگہ اوسکا
دیوان اور مدار المہام ہوا فی الحقیقت حاضر علیخان کو نام کے واسطے مقرر کیا باقی کل کار
و معاملات اوسی ہندو کے اختیار مین تھے میر محمد جعفر خان کو چونکہ رام نراین نایب ناظم
عظیم آباد پر اعتماد نتھا وہان کا جانا اور از جانب دلجمعی تمام [illegible] نایب [illegible]
کہ اپنے ہی راے پر کاربند تدبیر ہو لیکن خدا تعالے کو منظور یہ تھا
کہ اس عرصہ مین پورنیہ کے بھی یورش کی خبر آئی لاچار دونو جگہ کے انتظام کو [illegible]
اور پریشانی حاصل ہوئی کہ بیان اوسکا طول چاہتا ہے اصل یون ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے
واقع ماہ صفر ۱۱۷۱ ہجری نبوی کو نہضت کر کے داخل معسکر ہوا اور اپنے فرزند میرن کو
مرشد آباد مین نایب رکھا اول منزل مین میدان بھمنا مقام ہوا میرزا محمد مہدی برادر حقیقی
سراج الدولہ سے جو قید سخت مین تہا اندیشہ ناک ہو کر حکم قتل صادر فرمایا شہرت یہہ ہے
کہ اوس بیچارہ کو تختون مین جو کہ شال دوشالہ پر لگا کر باندہتے ہین شکنجہ کیا اور اوسی کشاکش
مین مرغ روح نے دام سرزنش سے رہائی پائی اور یہہ بھی سنا گیا کہ زہر قاتل سے
مسموم ہو کر مرا تہا خواہ کسی طرح ہوا اوسکی روح نے تن کو چہوڑا ہو واسطے سیر زمین دیا گیا وبال اوس بیچارہ کا اوس شقی کی گردن پر رہا
اور بعض معتمدین کہتے ہین کہ اوسکے قتل کا سبب راجہ دولبہ رام کا انحراف ہوا جو کہ اندک
مدت مین صحبت ہمدگر ناچاق ہوئی شاید سبب یہہ ہے کہ راجہ دولبہ رام چونکہ متعہدی عمدہ
مہابت جنگ اور مشہور راجہ جانکی رام کا فرزند تہا اور اپنے آقا کے عہد مین صاحب پالکی
جہالر دار اور نوبت کا تہا اور میر محمد جعفر خان نے اسکے زیر سایہ حمایت رہکر حیراسے خیانت
بخشی گری سے حفظ پایا سپاہ پر احسان رکھکر خود نفع اوٹھاے راجہ مذکور اپنے جان و آبرو
کے خوف سے جو سراج الدولہ کی جانب سے تہا اول میر محمد جعفر خان سے شریک
ہوا اور آخر کار اپنے دل مین میر جعفر خان کی اطاعت سے نادم ہو کر میرزا مہدی کی فکر مین

ہوا بلکہ بعض کو حقیقہ تحریر کیا [illegible] کے بانی کو جسطرح ممکن ہو مجہہ تک پہونچا دین اور میر محمد جعفر خان سے بیز دیکہا کہ [illegible] سپاہ کا رتبہ دولبہ رام کیطرف ہی اور فراوانی زر سے [illegible] کرہ اوسکی [illegible] بیچارہ کی قتل کا رودادار ہوا بہرحال اسکو قتل کرکرا اپنے زعم مین فارغ البال ہوا [illegible] نے اپنے [illegible] بجاے شہامت جنگ کے سمجہکر اوسکے عملہ کو اپنا عملہ بنایا چنانچہ حاجی مہدی قوم کو داروغہ دیوانخانہ اور راجہ راج بلبہ بنگالی جہانگیرنگری کو دیوان مقرر کیا خادم حسن خان جوکہ اپنے قرابت کا نام میر محمد جعفر خان سے مشہور کرتا تہا حقیقت مین کچہہ نتہا کیونکہ اوسکی قرابت کی صورت یہ ہی کہ سید خادم [illegible] ولد خادم حسن خان میر جعفر خان کے خواہر کا شوہر تہا اور خادم حسن خان اوسکے بطن سے نہین بلکہ دوسرے کسی عورت سے جو کشمیری سے پیدا ہوا سو جیسے اوسکی خواہر زادگی مین مفاخرت کرتا تہا اور بواسطہ پیوند قرابت او یگانگیت اوسنے میر محمد جعفر خان کی ساتہ بسبب امارت اور حکومت کے قرار دی تہی والا جیسا کہ بندۂ مورخ نے لکہا ہے اوسیقدر ہے کچہہ اوسکی اصل نہین ہی اور یہ ہمجلس مین میر محمد جعفر خان کو کہا مو کے لفظ سے یاد کرتا البتہ بعض مناسبت مزاج او ہمسنی تہا اس سبب سے آغاز جوانی سے تماشا بینی اور عیاشی مین دونو باہم شریک اور جو کام کہ نہ کرنے تہے اور مطعون زبان خواص و عوام ہونیکے ان دونو کو ربط ضبط تمام تہا لیکن یہ شخص میر محمد جعفر خان کے نسبت نہایت عیار اور حساب کتاب مین ہوشیار اور [illegible] اور [illegible] مین غالب اور [illegible] زیادہ رکہتا تہا چونکہ صولت جنگ مرحوم کے نوکری مین [illegible] رہا او [illegible] کے داخل مخارج اور راہ و رسم سے بخوبی ماہر تہا [illegible] کا آرزومند تہا او [illegible] رفاقت کی عوض مین جو بروقت [illegible] سراج الدولہ کے میر جعفر خان سمو [illegible] الحقیقت اوسیکی بناہ مین [illegible] سراج الدولہ خادم حسن خان سے بہی بدگمان اور اوسکے اینا اور اخراج کا خواہان تہا [illegible] رکہتا تہا کہ چون خداوند تعالے نے تمکو یہ ملک و دولت عطا فرمایا ہے [illegible] بندہ کو عطا ہو جب حاجی علیخان کا ہنگامہ شروع ہوا [illegible] میر جعفر خان [illegible] نائرہ فساد کو برآمد ہوا خادم حسن خان سے جو زر [illegible] تہا اسباب [illegible] بقدر حاجت آراستہ کرکے میر جعفر خان سے جا ملا اور [illegible] عطا کرے [illegible] کے اس شور و فساد کے فرو کرنیکا

کہ متعہد ہوا میر جعفر خان جو ہمیشہ کا آرام طلب اور مدہوش تہا خصوص اِسوقت مین کہ دولت و اقبال سنے سازگاری کی اور عظیم آباد کا معاملہ پورنیہ سے زیادہ جانتا تھا لہذا راضی ہوگیا خدمت پورنیہ کی خلعت عطا فرمائی اور میر محمد کاظم خان رسالہ دار قدیمی مہابت جنگ کو جو بندہ مورخ کا قرابتی ہے چنانچہ ذکر اوسکا لڑائی شوکت جنگ اور سراج الدولہ مین تقریباً مورخ لکھ چکا ہے اور اب بالفعل میر محمد جعفر خان نے بنابر تالیف قلوب افزایش رسالہ اور بعض افواج بخشیگری پر زیادہ کرکے خادم حسن خان کی مدد پر مقرر فرمایا —

ذکر ہے جانے خادم حسن خان کا پورنیہ مین اور حاضر علیخان پر فتحیاب ہونا اور محجاگر ان کی سرگذشت

میر محمد جعفر خان خود تو راج محل مین مقیم ہوا خادم حسن خان کو پورنیہ روانہ کیا اوسنے فوج و اسباب آراستہ اور پیراستہ کرکے عبور گنگا کیا اور اپنی مہجاس سے مراسلات بنام روسا سپاہ اور رعایای پورنیہ کے جنکو وہ شناس رکہتا تھا متضمن وعدہ و وعید اور تالیف قلوب تحریر کئے حاضر علیخان اور اچل سنگہ مغرور نے بملاحظہ اژدحام چہہ سات ہزار پیادہ برق انداز اور دو تین ہزار سوار پیادہ کے جو کہ بمنزلہ رعایا اور اوس دیار کے تاثیر آب ہوا سے چین اصلی رکہتا تہا بارادہ مدافعہ خادم حسن خان کے جا سے مناسب پر سنگر اور مورچے بنوائے اور رتن پان نامے نجومی نے اپنے علم کی زور سے اوسکو فتح و ظفر کا نوید بہیجکر اطراف موزچال کے بتجویز خود مقرر کردئے اور حاضر علی خان مع دیوان اور سامان فوج وغیرہ کے سنگر مین جا ٹہرا رفقا کو زر و مال دیکر تالیف قلوب کی جب خادم حسن خان قریب آیا دونو طرف خوف چہایا خادم حسن خان نے خود استمداد فوج کی میر محمد جعفر خان سے کہا اور جلد عرضی لکھکر اطلاع کی کہ حسب وعدہ کسیقدر فوج اعانت پر روانہ کیجا وے سپاہ پورنیہ کے قلوب مین تزلزل پیدا ہوا کسیقدر براہ فرار مفتوح ہوئی اور کثیر التعداد کو خوف کہا کہا کر اپنے گہر کی راہ لینے لگے تا آنکہ جماعہ حاضرین مین قلت ظاہر ہوئی میر محمد جعفر خان نے

حسب تقرر میر محمد کاظم خان کو خادم حسن خان کی مدد پر بھیجا یہ شخص نہایت عیار تھا
اور ہمیشہ طرز و اطوار جنگ و جدال سے بخوبی واقف کار اور تسلی و تشفی دینے مین مردمان
فوج کے بہت چالاک و طرار اور بذات خود بھی مستعد و آمادہ لڑائی ہو جاتا تھا ایسے
ایسے سبب سے جملہ سوار و پیادہ اس سے نہایت رضامند تھے سالار و سپاہ پورنیہ
کی اضطرابی سے ماہر ہوکر مقابلہ مناسب سمجھا تاکہ بے اعانت دوسرے کے
نام پیدا کرے لہذا قبل اسکے کہ میر محمد کاظم خان پہونچے اپنی فوج کو آراستہ کرکے
بعزم جنگ سوار ہوا جب خادم حسن خان مع فوج کے پدید ہوا حاضر علیخان کی سپاہ جو اول
سے ہیبناک ہو رہی تھی بے لڑے بھڑے صورت کی دیکھتے ہی گریزان ہوے حاضر علیخان عاجز
و حیران ہوکر باہر چلا گیا ظاہرا ان ہر سہ صوبہ کے حدود سے نکلکر کسی جگہہ پر جاکر سر اوٹھایا
اور عالیجاہ میر قاسم خان کے عہد مین دوبارہ آکر قید ہو گیا پھر کچھہ اوسکا پتا نہین ملا
خادم حسن خان داخل پورنیہ ہوکر جا بجا سے معمورہ صولت جنگ مین مقیم ہوا حکم دیا کہ
تفحص کرکے اچل سنگہ کو حاضر کرین وہ احمق اس خطرے سے کہ بندہ کو متصدی ہی سمجھے گا واسطے
بدنامی حاضر علی خان کے نام سے غائب نہوا تھا گرفتار ہو گیا خادم حسن خان نے جمع خرچ
کا کاغذ لیکر جس شخص نے کچھہ بھی پایا تھا اوس سے واپس لیا اور اکثر فراریون کو بعزت
کرکے جسقدر کہ اونہون نے پایا تھا اوس سے المضاعف واپس لیا اور جیسا جی چاہا
اونکے خاطر مین آیا ویسا طور اور وضع پیدا کر دکھایا اور پاس خاطر کسی شریف و رئیس کا کچھہ بھی نکیا
لوگون کو طعن اور کنایہ سے جسقدر ہوسکا رنجیدہ کیا اسی ضمن مین میر محمد کاظم خان پہونچا خادم حسن خان
سے ملاقی ہوکر بعد چند روز کے مرخص میر محمد جعفر خان سے آملا اور خادم حسن خان اپنے
ملک کے انتظام مین مصروف ہوا چند مہینے کے بعد رتن پان نجم جو کہ مواضعات عطیہ
صولت جنگ اور سیف خان کے تعلقہ پورنیہ مین رکھتا تھا اس گمان سے کہ نجومون
کا یہی کام ہے کہ دولتمندون کو احکام دروغ نجوم سے خوشنود کرین بیخوف تھا
کہ خادم حسن خان کو سمجھیے کچھ عداوت نہوگی اوسکے پاس جاکر موافق ہوا خادم حسن خان
نے بمجرد پہونچنے کے استہزا شروع کیا کہ اے رتن پان ابھی ساعت مین
تمہارے سے نکلے ہونگے اوسنے جواب دیا کہ نواب صاحب ہمارا کام یہی ہے جب کہ
دوسرون کے واسطے تنقیح ساعت کرتے ہین تب اپنے حق مین کیون قاصر ہونگے

اوسنے سنا کہ حاضر علیخان سکے واسطے بہی ساعت سعد بتلا کر لیوا آیا تہا اس کلام سے شخص مذکور منفعل ہوا بمجرد شرمندگی سکے اوسنے حکم دیا کہ اوسکی ناک کاٹ ڈالی جاوے تاکہ اوسکی خود بینی لوگون پر ظاہر ہو بمجرد حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان سنے مع کل لشکر کے عزیمت عظیم آباد کی۔

ذکر سبب نہضت کرنے میر محمد جعفر خان کا راج محل سے عظیم آباد کو اور راجہ رام نراین کا موافقت کرنا کرنیل کلیف وغیرہ سے اور محفوظ رہنا اونکے شر و فساد سے اور پہر واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال حسرت سے

جب راجہ رام نراین کو اوسکے عزیمت کی خبر ملی نہایت پریشان ہوا اور یہ سمجہا کہ میری بہلائی فرقہ انگلشیہ کے موافقت ہین سے ہے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اوسکے تابعین سکے قول و فعل کا اعتبار نہ تہا اور یہہ جانتا تہا کہ یہہ سب محسن کش ناقدر شناس ظالم خدا ناترس ہین کچہ اپنے قول و فعل کا خیال و پاس نہین ہے جو اطوار کہ دولتان بدکردار سکے ہوتے ہین اور بد وضع جس طور پر اور روش پر قدم دہرتے ہین ویساہی یہ سب ہمیشہ کرتے ہین لاچار گنیدا مل کو اپنا وکیل بناکر کہا کہ حسب خواہش کرنیل کلیف کا دستخطی اور مہری خط میرے واسطے لادو تاکہ بندہ مطمئن ہوکر اونکی خدمت مین حاضر ہوا ور مسودہ درست کرکے اوسکے حوالہ کیا گنیدا مل سنے میر جعفر خان سکے پاس جاکر عرض کیا کہ راجہ مذکور بلا توسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہین ہوتا اگر انکی طرف سے کوئی خط دستخطی اور مہری اوسکو ملے تو البتہ مقدمہ جلد فیصلہ ہوتا ہے اوسنے جواب دیا کیا مضایقہ گنیدا مل سنے منشی سے ملکر مسودہ درست کراکر دکھلایا جعفر خان چونکہ چندان خط و سواد نرکہتا تہا اور نیز نشہ بنگ علاوہ اوسپر کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشہ کا ہے بعد طعام کے کسیطرف متوجہ نہین ہوتا تہا اوسی وقت وہ مسودہ پیش کیا عذر بیدماغی کرکے متوجہ دیکہنے اور پڑہنے کا نہوا کہا مضمون اوسکا زبانی کہو اونہون سنے اوسکا مضمون حسب مرضی عرض کیا پس پروانگی دی کہ کرنیل کلیف سے لکہوالاؤ گنیدا مل سنے جلد جاکر کرنیل کلیف سے موافق مسودہ خط لکہوالیا اور کرنیل سنے مسودہ اپنے پاس رکہہ لیا اوسکا مضمون یہہ تہا کہ آپ دلجمعی سے آوین جان و مال و آبرو اور عہدہ

سکے حفاظت اور عدم تعرض محاسبہ میرے ذمہ ہے کینداَمل وہان سے عظیم آباد
گیا اور راجہ رام نراین کو خط پہونچا کر مطمین کر دیا تب راجہ نے ارادہ استقبال کرکے
اوسکی حمایت اور حفاظت صاحب موصوف کو جانکر اور اطمینان قلبی اور آرام دلی حاصل کرکے
اور ساعت نیک دیکھکر نقل مکان کیا بندہ کو کہ تالیف قلوب کرکے اغلب اوقات خواہان
ملاقات رہا کرتا تھا ضرور ہوا کہ اوسکے ساتھہ مدارا کیا جاوے لہذا جس مکان مین
کہ اوسکا اترا ہوا تھا اور دو روز مقیم رہا تھا گیا اور رقعہ مختصر لکھکر اوسکے ہاتھہ مین دیا

مضمون رقعہ

اوسکا حاصل مضمون یہ تھا کہ بندہ نالایق سے بھی کبھی کام آوینگے اگر مناسب ہو
ہمرکاب ہووے اوسی رقعہ پر دستخط کئے کہ ہم بالفعل مشوش ہین لیکن آپ کا
حسن اخلاق ظاہر ہے انشاء اللہ جب باکادل معاودت ہوویگی آپ کی خدمت
پہونچا ویگی بندہ مرخص ہوکر گھر آیا اور روز اول سید ہاکرنیل کلیفسے کے پاس گیا
کینداَمل کے سوا جو لوگ کہ نامحرم تھے اونہون نے کہا کہ میر جعفر خان کے پاس
جانا چاہیئے انگلشیہ کی ملاقات مین چند قباحات ہین ــ رام نراین جو کہ مرد عیار تھا
اور ایسے کامون مین بہت ہوشیار کہنا مردمان بازاری کا کہ راہ جعل وفریب سے باتین خالی نہین کرتے
اصلا توجہ کی اور سنا اور کرنیل موصوف سے جاکر ملاقی ہوا اوسنے کسی سردار کو ہمراہ کر دیا
تاکہ میر جعفر خان کی خدمت مین پہونچاوے یہ امر میر مذکور کو گران گذرا اور کسیقدر ملال
راجہ مذکور کی طرف سے دل مین پیدا ہوا بعد ملازمت کے حکم دیا کہ فلانے طرف ہماری
خیمہ کے رام نراین کا خیمہ ہو چونکہ اب راجہ مطمین ہو گیا تھا حسب الحکم تعمیل کی اور باہم
دو تین منزل طے کرکی باغ جعفر خان مین جو عظیم آباد کی آبادی سے متصل شرق رویہ
لب گنگا واقع ہے ٹہرے نقی علیخان اور سید علیخان اور غالب علیخان برادران
بندہ میر محمد کاظم خان کے وسیلہ سے میر جعفر خان کی ملازمت مین مشرف ہوے اور بندہ
نے میر محمد کاظم خان بخشی کے توسل سے جو کہ کسیقدر احسانات سابقہ ثابت جنگ
سراج الدولہ کی اوسکی گردن پر تھے ایک ملاقات درجہ لاچاری کو کی کیونکہ بندہ
کو اوسکے وضع سے ترغیب نتہی دو تین مہینے عظیم آباد مین اقامت ہوئی شاید
دو یا ایک مرتبہ دربار گیا تھا اور ہر مرتبہ اوسکی تقریر متوحش سنکر انتشار حواس

ہوا تھا البتہ اکثر اوقات میر محمد کاظم خان بخشی کے مکان مین رہنا اور دلگی مین عمر
گذارنا ہر چند اوسوقت مین عسرت اور تہیدستی بدرجۂ نہایت تہی لیکن یہہ شعر جناب
شیخ علی حزین اسکنہ اللہ تعالے فے اعلے علیین کا ورد زبان تھا ع مطرب بساع
بر کش و ساقی شراب دہ * ایام را بمال و فلک را جواب دہ * میر جعفر خان کو میرزا شمس الدین
سے پرانی آشنائی تہی بلکہ عہد سراج الدولہ مین جب میر محمد جعفر خان مضطرب
ہوا کسیقدر روپیہ بہی قرض دلوایا تھا اسوقت مین کہ میر جعفر مالک خزائن و
دفائن سراج الدولہ ہوا مرزا جی متوقع ہوے کہ حقوق سوابق کی تلافی ہوگی کیونکہ
اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ جو باتین سنتے میر صاحب سے کہین اگر والد بزرگوار
انکے زندہ ہوتے تو وہ بہی شاید کہ اسقدر سلوک انکے ساتھ کرتے مگر
برعکس دیکھنے مین آیا دینا لینا درکنار خلوت مین بار ملنا تک تھا بدین خیال کہ چونکہ
مرزا نہایت سنجیدہ خوش طبع تیاک تھا ایسا نہو فرصت پاکر کلمات کسرشان کے
کہہ اوٹھے ایک روز مرزا کو صحبت خلوت اور فرصت ملی میر جعفر خان نے عذر کیا
تاکہ اول سے اوسکی زبان بند کرے کہا کہ مرزا صاحب سچ ہے آپکے احسانات
فراموش نہین کئے اور تمہارے احوال سے کسی وقت اور کسی گھڑی غافل نہین
ہین لیکن کیا کیا جاوے کہ زر موعود صاحبان انگلش کو پہونچانا اور دیگر ضروریات
سرانجام دینا ضروریات سے ہے جسوقت اس مہم سے فراغ ہوتا ہے آپکی
خدمتگذاری سے قاصر نہونگا مرزا کہ دل سوختہ اور تنگی چند ماہ سے اسیر تھا منہ لگا
نواب صاحب بس زیادہ اپنا حال نہ بیان فرمایئے کہ مجھے رقت آتی ہے کیا کرون
افسوس اور صد افسوس کہ سراج الدولہ نے میرا گہر لوٹ کر مجھے اپاہج کردیا ورنہ مین اسوقت مین
بھی خدمتگذاری سے مقصر نہوتا — میر محمد جعفر خان کو جواہرات سے نہایت شوق تھا کیونکہ بہت
ایک مدت کے ہوس کرتی گذری تہی اب سراج الدولہ کا خزانہ ہاتہ لگا تہ گران ہاتہا چنانچہ دونو ہاتہ
مین جواہرات بھرے ایک ایک ہاتھ مین چھ چھ سات سات پہنتا تھا اور مالائے مروارید بھی تین
چار گردن مین ڈالتا تھا اسی ہیئت سے اوس روز بھی بیٹھا تھا مرزا نے کہا کہ چند سنگ ریزہ
جو دست و گردن مین حمایل ہین آپکی بہی یہ قیمت نہین کہ خود بدولت کے کام آویز
ہان اسقدر ہین کہ اگر انہین ہاتھون سے اس مخلص کے طمانچہ لگائے نہایت

غرتتی میرسے دلگو ہوتی - چونکہ مرزا سے مذکور بھی جعفرخان کے ہمراہ عظیم آباد آیا تھا
کسی نے جھوٹی خبر خانصاحب کو پہونچائی کہ مرزا کے لوگون نے کرنیل ثابت جنگ کے
آدمیون سے خانہ جنگی کی ہے اتفاقاً اوسوقت مرزا بھی حاضر ہوا بمجرد
میرجعفرخان نے بہت چشم نمائی کی اور نہایت غصہ اور غضب سے معتوب کیا کہ
کیون جی تمہارے ہمراہی مردمان کرنیل صاحب سے لڑتے ہین نہین جانتے کہ کرنیل کون
ہے اور اوسکا کیا مرتبہ ہے مرزا اسنے کھڑے ہوکر کہا قبلہ گاہا میری کیا مجال کہ کرنیل
صاحب سے مقابل ہون اور کبھی مجھہ سے ایسا نہوگا مین اپنی حقیقت خوب
جانتا ہون علاوہ اسکے آپ میرے ولی نعمت ہین آپ کو اونکا لحاظ و پاس
خاطر اسقدر ہے پس میرے واسطے کوئی طرف نسبت نہین ہے کہ مقابلہ میں پیش آون اور برابر ہون
بندہ خود ہر صبح کو اونکا اوسکی گدہی کو تین سلام کرتا ہے نہ کہ کرنیل صاحب سے گستاخی
کرے اور یہ گدہی کا اشارہ اوسی احمق پر تھا کہ تم محض بیوقوف ہو مگر بدولت کرنیل کے
اس رتبہ پر پہونچے - القصہ بعد چند روز کے میرمحمد جعفرخان نے عیش ونشاط وعیاشی و
خود فروشی سے جب فراغت پائی ارادہ کیا کہ صوبہ عظیم آباد اپنے بھائی محمد میرکاظم خان کو
دیوے راجہ رام نراین سے صوبہ مذکور کی مداخل کا محاسبہ چاہا اوسنے تو اسی دن کو
انکاشیہ سے سازش کی تھی جلد اس حقیقت کو کرنیل صاحب سے کہدیا کرنیل نے
میرجعفر کو پیغام ممانعت بھیجا اور سفارش رام نراین کی درپردہ کی گئی اور
میرجعفرخان بحسب وضع معہودہ کے آشفتہ ہوکر بولا کہ یہ کیا بات ہے کہ رام نراین صوبہ داری
کرے اور میرا بھائی محروم رہے پھر کرنیل نے کہلا بھیجا کہ آپ اسیواسطے اول تمسے مرشد آباد
مین ملتمس ہوے تھے کہ ہم کو ہمراہ نہ لو اور اپنے ملکی مالی امور مین دخیل نکرو کیونکہ ہم جانتے
تھے کہ تمہارے کام ہماری راے کے برخلاف ہونگے اور جب ہم درمیان ہونگے
ضرور دخیل دیوینگے اور اسی وجہ سے ہماری مداخلت معاملات مین موجب ملال
ورنجش ہوگی مگر تمنے کچھ نمانا آپ کہ ہمراہ لائے اور علاوہ خط کے مضمون عہد و پیمان
ہماہے مہر و دستخط سے لکھوا لیا کیونکر خلاف تحریر و پیمان کے ہو سکتا ہے میرجعفر خان
نے تحریرخط سے منکر ہوکر مسودہ طلب کیا کرنیل نے وہی مسودہ بھیجدیا جب مسودہ پڑہا گیا
میرجعفر نادم ہوگیا اور منشی سے برہم ہوا وہ بھی رد و بدل مین اس جعفرخان کو ملزم کرتا تھا

خلاصہ یہہ ہے کہ میر جعفر خان کو بجز رضا جوئی کرنیل کلیف اور بحالی رام نراین کی
کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اپنے اظہار ارادہ سے نادم ہوکر رام نراین کے دلجوئی
مین مصروف ہوا ہرچند اوسکے دلمین کوئی کینہ اور قصد عزل و نصب ہو
ولیکن خوب سمجھتا تھا کہ مقدمہ ہندوستانیان نا انجام بین نہین ہے
اس امر مین اکثر خلاف صاحبان انگلشیہ ہوگا خدا معلوم کہ طول کہان
تک ہو جاسے اور انجام کار میرا بھی سر اس سودا مین جائے لہذا
اپنے بھائی کو دیگر مراحم اور شفقت قدیمانہ وحسب طریق بزرگانہ جیساکہ چاہیئے
وعدہ عطایا سے خوشنود کرکے اپنے ہمراہ زمرہ امیدواران مین لے لیا اور
کامگار خان اور میر جعفر خان کی تئین ابتداے تسلط سے بامید آشنائی قدیمہ میر جعفر خان کو
عرائض نیاز ارسال کیا کرتا تھا بامیدداد یاسنے راجہ سندر سنگہ کے مقدمہ مین حسب الطلب
حضور مین آیا اجکل کا وعدہ ہوا کرتا تھا راجہ سندر سنگہ نے اپنے دانائی
سے رام نراین کے توسل مین میر جعفر خان کو بھی مثل دیگر عوام کے جانتا تھا اور
ہان کبھی کبھی دربار مین اوسکی آتا جب رام نراین کا مقدمہ ظاہر ہوا اور اوسکا استحکام بخوبی
ہوگیا کامگار خان بموجب ایماسے رام نراین کے اور بموجب مرضی راجہ سندر سنگہ
کے معتقد ہوگیا اور عجب مخمصہ مین پہنسا دیکھیے یہہ فلک ایسا شعبدہ باز ہے کہ کسی کو
نہین دیکہہ سکتا ہے اور خوشی مین سامان رنج کے دکھلاتا ہو اور طرح طرح کی غم ڈالتا ہی
میر محمد جعفر خان نے جیساکہ مذکور ہوا انتظام امور ملکی سے فراغ یاب ہوکر فقراے
قلندر کا ہجوم کیا اور اچھا اچھا طعام کہلوایا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور
بعد ازان جشن ہونے کی طیاری ہوئی کپڑے رنگین سے لہو و لعب شروع کیا اس
عرصہ مین رام نراین نے جوکہ بندہ سے متوجہ تھا دربارہ واگذاشت جاگیرات
قدیم پرگنہ چپلا اور داہماسے مونگیر اور دیہات بنی نگرا اور مولا نگر کے عرض کیا میر جعفر خان
نے دو وجہ سے ایک تو راجہ کے خاطر منظور دوسرے علی نقی خان برادر بندہ
کو جو ہمیشہ دربار مین آمد رفت رکہتا تہا اور میر محمد جعفر خان سے بمقتضاے آشنائی سابقہ
کے توقع عظیم رکہتا تہا اور بالفعل بھی سر نو مصاحبت مین امیدوار کا رہتا تہا کہ دفع کرے
پس نقی علی خان سے فرمایا کہ صاحب کو اگر اپنے جاگیرات کے بارے مین کچھہ منظور ہو بوال

لکھین تاکہ دستخط کردون نقی علی خان سے اونکے مافی الضمیر دریافت کرکے سوال
پیش کیے اونسے راجہ رام نراین کے نام دستخط کر دیے دونو کو خوشنود رکھا
اور چند روز چہل ستون مین آکر رہا اور رسوم ایام ہولی کے انجام ہوے
جب دو تین روز اونکے موسم کے باقی رہے ریگستان دریاے گنگا
کے درمیان مین جہان ایک چھوٹا سوتا بہتا تھا عبور کرکے سراپردہ برپا کیا
اور ہولی کا فور و شور مثل روز محشر قایم کیا اور روز معہودہ کے آخر روز تک
جیساکہ اہل ہند عبیر وگلال اور خاک اوڑاتے ہین اور اوپر روے و سر
ایک دوسرے کے خاک ملتے ہین اور اس روز کا اور خاک اوڑانے کا
نام دہولینڈی رکہا ہے اسی طرز و وضع پر روز معہودہ تک اوسنے بھی کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکہا اور یہہ امر بھی جو ہندوستان مین ہے کہ سوانگ وغیرہ بناتے
ہین کمال اس سے خردی سے ہوا اور داد خاک بیزی اور رنگ ریزی کی [illegible]
عظیم آباد آیا اور وہان سے عازم مرشدآباد ہوکر اول بہار کے قبرون کی زیارت
خصوص شاہ شرف الدین یحیی منیری کے مزار کی زیارت کی یہہ شخص ہمیشہ سے
آرزو سے کباب گوشت گاو روغن سرشف کے تلے ہوے کہانے کی تمنا
کرتا تھا جو وہان سے تازی گوشتون کی غذا تھی کہاتا تھا اور کہتا تھا کہ وہان جاکر
[illegible] خواہ [illegible] خوش ہو گا [illegible] بعد پہونچنے قصبہ بہار کے مکان
[illegible] مذکور سے جو کہ بہت [illegible] کباب مین مشہور دار سے تھے فرمایش کی اور ایک
[illegible] کہا اور بعض نے اونمین سے تحسین و آفرین پائی
اور [illegible] ہوے

[illegible] راجہ شتاب راے کا احوال سابقہ ہے اور اوسکے

[illegible] ہونا [illegible]

جب راجہ شتاب راے اور [illegible] بیوتات نویس خانہ آقا سلیمان غلام گرجی خاندوران امیرالامرا
اور خانسامان صمصام الدولہ خلف الصدق امیرالامرا مذکور کا تھا اور نہایت قلیل تنخواہ

سے بلازم سرکار گرجی مرقوم کا تھا آخر بنا بر رشد اور تمیز کے جو کہ جبلے اوسکو حاصل تھے
مراتب اعلے پر فایز ہوا صمصام الدولہ کی سرکار کا مدار المہام ہوا جب احوال شاہجہان آباد
کا آشفتہ اور ویران کی وضع کو برہم پایا اوس شہر مین اپنی سکونت لائق حال نہ دیکھی
دیوانی عظیم آباد اور قلعہ داری رہتاس اور خدمت محالات جاگیر صمصام الدولہ
مذکور کو اپنے نام سے لیا اور بوضع شایستہ گذر کرنے لگا بعد ورود میر محمد جعفر خان
عظیم آباد مین آکر اول راجہ رام نراین سے ملاقی ہوا اور اوسکے توسل سے میر محمد جعفر خان
کی ملاقات حاصل کی چونکہ ہوشیار تھا دریافت کر لیا کہ راجہ رام نراین دوسرے
کا دخل اس صوبہ مین بسبب دوستی خواجہ محمدی خان کے جو کہ پیشتر جاگیرات
صمصام الدولہ کی اوسکے سپرد تھین نہین چاہتا ہے اور میر محمد جعفر خان ہر امر سے غافل
ہی لہذا بروقت معاودت میر محمد جعفر خان کے کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی رفاقت
اختیار کی اور تحفجات کے پیشکش کرنے سے اتحاد پیدا کرکے اوسکے ذریعہ سے خاطر خواہ
مراد حاصل کی اور سند اور احکام اس بارہ مین کہ دخل دلانے و مدد کرنے مین مصروف
ہوا نبام راجہ رام نراین کے بمہر کرنیل مذکور اور اسکی وساطت سے میر محمد جعفر خان
کی بھی مہر حاصل کرکے عظیم آباد آیا اور اپنے امور مین جیسا کہ چاہیے دخیل ہوا اور اپنے
حسن سلیقہ ذاتی سے رام نراین کو بھی چند روز مین راضی کر لیا اور بادستور (؟) ایسا کہب گیا کہ
وہ کسی امر مین بغیر اسکی صلاح کے دخل نہ دیتا تھا الغرض ساتھہ کام اور آرام اور احتشام
تمام کے بسر کرنے لگا۔

باقی حکایت معاودت کرنے میر محمد جعفر خان کی طرف عظیم آباد کی کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی پاس سے اور حالات کا بیان

نقی علی برادر بندہ بپاس اخلاص بھاترنک مشایعت میر محمد جعفر خانکی کرکی واپس ہوا اور بندہ کو ہرچند میر کاظم خان
بخشی نی سماجت کی اور کہتا رہا کہ ہمکو واسطہ ناظم وقت اور اوسکی اولاد سے نہو گا مگر کبھی کبھی ایکمرتبہ دربار
جانا پڑیگا یا نسو روپیہ مدد خرچ ماہواری آپکو دونگا لیکن منظور نہوا اول تو یہ کہ میر محمد جعفر خان ناقدردان تھا
اوسکی حضور مین جانیکو دل نہین چاہتا تھا جو کہ راجہ رام کی امید تھی بہرصورت چونکہ مقدر تھا بندہ بکنیٹہ پور تک
میر کاظم خان بخشی اور روح الدین حسین خان کی خیمہ مین جاکر اور دوستونسے مرخص ہوا جسدن کہ لشکر کا کوچ بارہ کو اور
میر محمد جعفر خان قصبہ بھار کو عازم ہوا بندہ اپنی غریبخانہ کو لوٹ آیا منجملہ سرداران انگلشیہ جو میر محمد جعفر خانکی ہمراہ آئی تھی

مسٹر واجیہ اور مسٹر امیتہ کو امیر عبداللہ بن میر غلام علی صفوی سے نہایت دوستی تھی اس شخص کی نسبت بادشاہ فلک بارگاہ شاہ اسمعیل صفوی الموسوی جد سلاطین ایران سے ملتی تھی اور شاہ طہماسپ ثانی ولد شرف شاہ اسمعیل کا بیٹا ہے بروقت فتور ایران کے جو کہ محمد بن شاہ طہماسپ کے عہد مین بسبب عدم اجازت کے واقع ہوئے اور آخرکار اوسکے فرزند اقبالمند شاہ عباس نے اول نہال اعدا کو بیخ و بن سے کاٹا بعدہ بناے جہانداری کو سد سکندری سے زیادہ مستحکم کیا بسبب وجوہات کے جنکا ذکر تواریخ سابقہ مین تحریر ہے وارد ہند ہوا اور اسیر بادشاہ نے اوس سے دغا کر کے قندہار کو جہو عہد و عدون سے کہ ملک سندہ وغیرہ کی واگذاشت کردونگا لے لیے اور پرانہا وعدہ وفا نکیا تب شاہزادہ نے اپنا سکہ وخطبہ وہان پر رایج کردیا تھا اپنے فرط غم وغیرت سے مدقوق ہوکر جان بحق تسلیم ہوا اوسکا دوسرا بہائی عبدالرحیم خان خانخانان کا داماد ہوکر نوکری خاندان تیموریہ کی کرنے لگا شہنواز خان اور نوروز خان وغیرہ صفوی نژاد جو ہند مین رہے ہین اور اب بہی خانہ گزین ہین عبدالرحیم خان خانخانان کے داماد کی نسل مین ہین مسٹر واجیہ نے جو کہ اونڈون مین جملہ عظماے انگلشی اور مرجع حکام بنگالہ اور عظیم آباد وغیرہ کا تھا میر عبداللہ مذکور کی سفارش راجہ رام نراین سے کی اور راجہ نے قبول کرکے درماہہ لائق اور رسالہ ایک سو سوارون کا اوسکے لئے مقرر کردیا اور اوسکو اکثر امور مین اپنا وکیل و مربی جانتا تھا میر مذکور بہی خلیق اور اکثر اوصاف حمیدہ سے موصوف تھا انشاء اللہ اسکا احوال مقامات مختلفہ پر بیان ہوگا مسٹر امیتہ عظیم آباد کی کوٹھی مین اپنی کونسل کی طرف سے مدار المہام مقرر ہوکر صاحب کلان ہوا چونکہ بندہ سے اور میر عبداللہ سے قدیمی تعارف تھا اوسکے وسیلہ سے مسٹر امیتہ کی ملازمت حاصل ہوئی اور مسٹر امیتہ کو میرے شعور پر اعتماد وافی ہوا۔

معاودت کرنا میر محمد جعفر خان پدر میرن کا مرشدآباد کو اور صاحب اقتدار و اختیار کرنا اپنے پسر میرن کو مع دیگر سوانحات مرشدآباد و عظیم آباد کے

میر محمد جعفر خان بعد زیارت قبور مشایخین مرشدآباد کے عازم عظیم آباد ہوا سنا گیا کہ بادشاہ تسکار لشکر و فوج سے برطرف ہوکر مع خیمہ خواص و مردم معتمد ضروری کے تسکار کنان

قطع راہ کرتا تھا اوسوقت اوسکی زعم مین گویا خلوت محفل تھی گانے والیان اور سازنے بجانے والیان عماری مین ہمراہ نہین ہر وقت گانا بجانا ہوتا تھا خود بدولت یارون سے کہتے تھے کیون جی جنگل مین منگل اسی مقام پر کہا ہے ہیہے بڑے عیش و کامرانی سے قطع راہ ہوتی ہے الغرض عظیم آباد آکر مہابت جنگ کے گڈہ مین نزول فرمایا اور عیش و عشرت مین ایسا غرق ہوا کہ کسی کام کی خبر نرہی اور میرن غرور و نخوت مین دماغ داری کرکے مانند دختر کمینہ شاہجہان آباد کے خوشنودتین چار ہزار آدمیون سے گذر کرتا تھا چونکہ خود جوان تھا اور باپ کو ضعف پیرانہ سالی مین ناچ و رنگ اور صحبت نسوان مین مائل دیکھا آپ بہی اودہر متوجہ ہوا اب دونون جانب سے ناو ونوش کا ہنگامہ گرم ہوا سپاہ و رعایا کے حال سے فراموشی ہوئی فقر و فاقہ سے سپاہ کا حال یہانتک خوار ہوا کہ گہوڑون کو میدان مین چرا لیتے تھے بجز چند ہزار آدمیون کے جو کہ میرن کے ملازم اور اوسکے مزاج و وضع سے مناسبت رکھتے تھے کسیکو میر محمد جعفر خان کے زنان و مصاحبین وضع معاش سے منتظم نرہے اختیار ایسے ملک وسیع کا کہ بجای خود ایک عظیم سلطنت تھی چنی لال اور منی لال اور الکنون سنگہ ہرکارہ کے اختیار مین ہوا جہانگیر نگر ڈہاکہ راج بلبہ دیوان میرن کے ہاتھہ لگا اور بعض جنوبی ملک مانند بردوان وغیرہ کے جماعہ انگلشیہ کی تنخواہ مین موجود تھے اور ہوگلی امیر بیگ خان کو بعوض اوس سفارت اور رسالت کے جو انگلشیہ سے کی تھی عنایت ہوا اور صوبہ عظیم آباد کا مالک راجہ رام نراین تھا اور پورنیہ مین خادم حسین خان دم بہر رہا تھا سپاہ اور روپیہ جمع کر رہا تھا جو کچہ باقی رہا مصارف ناظم سے نہین بس انداز ہوتا تھا کہ سپاہ وغیرہ ضروری سامان مین خرچ ہوتا حتی کہ دلیر خان اور اصالت خان پسر عمر خان جو کہ میر محمد جعفر خان کی دوستی مین سراج الدولہ کے قیدی ہوئے تھے اور بعد قتل سراج الدولہ کے رہائی پائی اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اون کی دلجوئی کیا کرتا تھا وہ بہی اسی بلا مین مبتلا تھے کوئی اونکی مدد کو نہین پہونچتا تھا اگرچہ ظاہر مین بڑے بڑے تپاک کی گفتگو اور شکرانہ احسان کے بارہ مین ہوتی تھی مگر عسرت معاش سے زیادہ تر اور لوگون سے وہ خود مفلس اور قلاش ہو رہے تھے اور فرقہ سپاہ تباہ ہو کر جان سے تنگ تھی

جماؤ کرنا اکثر لوگون کا واسطے قتل میر محمد جعفر خان کے اور کہل جانا راز نہانکا اور خارج کرنا خواجہ عبد الہادی خان کا اور اثناے سفر مین مارا جانا اور میرن کا میر محمد کاظم خان کو قتل کرنا

جب اسکی حکومت کو پندرہ مہینے گذرے اور سپاہ کو نہایت درجہ روز سیاہ درپیش ہوا خواجہ عبد الہادی خان وغیرہ جماعہ داران و اکثر سردارونکو باہم متفق کرکے عہد و پیمان سے اطمینان کرکے عازم ہوئے کہ میر محمد جعفر خان کو نیابت سے خارج کرین اور اسبارہ مین ایک محضر نامہ لکہہ کر مہر و دستخط سے تیار کیا کہتے ہین کہ میر محمد کاظم خان بخشی بہی اس امر مین خواجہ عبد الہادی کا باہم شریک اور متفق کا غذ محضر پر اوسکی بہی مہر ثبت تھی لیکن اسکی منصوبونکو زبانی سنا گیا ایک شخص اسکو نقوی نین مہدی مصطفی نام

عجیب طرح تا بینک اسلام میر محمد کاظم خان بخشی کے رسالہ کا مدار المہام اور اوسکا رفیق عام تہا خاندکو رنے بنظر اوسکی
معتمدین کے مہر اپنی مولوی مذکور کے حوالہ کر دی اور اوس مولوی کے بہائی خصوص میر جان محمد کو نہایت اختصاص
میر محمد جعفر خان سے تہا اوسکے اشارہ اور اپنی پیش آمد کی نظر سے میر کاظم خان کی مہر محضر پر لگادی ایام عاشورہ مین
ارادہ اس جماعت کا تہا کہ جسوقت میر محمد جعفر خان امام بارہ یعنی سراج الدولہ کی عمارت مین آوے اوسکا کام تمام
کیجے جب کہ محرم کا چاند دیکہا گیا اور میر محمد جعفر خان نے آستانہ فیض نشانہ امام باڑہ کی آمد رفت شروع کی وقت شب ایکروز
امام باڑہ مین تہا عبد الہادی خان مع چند متفق لوگون کے اوس مکان کے ڈیوڑہی کے پردہ مین جا بیٹہا کہ وہ مکان عبادت
تعزیہ خانہ سید الشہدا الحسین ابن علی علیہما السلام سے ہے اور بمصداق مصرع مشہور ؎ نہین وہ راز چہپایے جو
ظاہر ہو مجالس مین راز نہان کہان گیا میر محمد جعفر خان اس بد خیالی کی سن گن پاکر پالکی پر سوار ہوکر بعجلت اوس مکان سے نکل گیا عبد الہادی
سے کچہ نہو سکا میر کاظم خان نے متعاقب میر محمد جعفر خان کے نکلکر خواجہ عبد القادر پر آواز ماری یہ خبر مخبرون نے
میر محمد جعفر خان کو پہونچائی اوسنے ان احوالات سے اپنا آنا جانا امام باڑہ مین بند کر دیا اور خواجہ عبد الہادی خان
وغیرہ سے بدگمان ہوا جو ارادہ لوگون کے تہی وہ ہر طرف افواہ ہونی لگی میر محمد جعفر خان نے تفحص پر کمر باندہی مولوی
مصطفی خان مذکور نے محضر اور نام اون لوگونکو جن کی مہر اوس پر ثبت تہی مشروحاً امیر مذکور سے ذکر کیا اور نیز
اون لوگون نے بہی جنہین آگاہی تہی بنظر اپنی صفائی کی تصدیق کی خواجہ عبد الہادیخان کو محل عذر نہین رہا
مگر چونکہ شجاع دلیر تہا اپنے مکان مین بعزم مدافعہ جا بیٹہا اور میر کاظم خان نے کلام الٰہی مع اپنے لڑکون کے دربار
مین لاکر قسم کہائی کہ بندہ درمیان مین نہین تہا اسکی بری الذمگی ہوئی اور نیز اپنے رسالہ کو واسطے
دفع بدگمانی کے برطرف کراکر عہدہ بخشی گری سے مستعفی ہوا تنہا عیال و اطفال کے ساتہہ بسر کرنی لگا
مگر فائدہ نہوا میرن اور نیز اوسکا باپ میر محمد جعفر خان نہانی دشمن تہے خواجہ عبد الہادی کو پیغام دیا
کہ ممالک محروسہ کے حدود سے باہر چلا جاوے اوسنے منظور کر کے ناؤون پر اسباب لدوایا اور
مع چند لوگون کے روانہ ہوا پہر مالکان وقت نے پوشیدہ راج محل اور تلیا گڈہی کے محافظون کو
حکم بہیجا کہ خواجہ عبد الہادیخان مع ہمراہیون کے ایکدم کی مہلت نہ لینی پاوے اور خبردار زندہ نجانی پاوے اوس محال کی افواج اور نیز مردم
متعینہ حضور جو کہ افغانہ اور روہیلہ سے ظاہرا اوایل ماہ صفر ۱۱۷۲ ہجری کو اوسکے متعاقب روانہ
ہوئے وہ کشتی کے وجہ سے آہستہ آہستہ چلا جاتا تہا اور یہ لوگ اوسی مہینے کے اوسط کو
میدان شاہ آباد مین آپہونچے دیکہا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیون کے اسی میدان سے
گنگا کنارے کنارے چلا جاتا ہے جسلیے مامور ہوئے تہے اوس کار کو شروع کیا عبد الہادی نے غایت اس کی
دریافت کی مردانہ وار مع تین چار رفیق کے مسلح ہوکر گہوڑون پر سوار ہوا اور تختہ کشتی سے اوتر کر

مال و متاع عین دریا مین غرق کر دیا اور خود دشمن کے مقابلہ مین آیا دلیرانہ اپنا نام صفحہ دہر مین
ارقام کر گیا کہتے ہین کہ جسطرف اوسکا گذر ہوتا تھا سامنے کی جماعت کائی کیطرح سے پہٹ جاتی تھی
دور سے بوسیلہ تیر و بندوق کے مجروح کیا اور آخر تا دم زیست مع رفقا کے داد جوانی دیکر رنگرای
عالم جاودانی ہوا اور جو مسجد کہ شاہ آباد کی آبادی کے ملحق درخت بڑ کے نیچے جہان اب سب فرقوں
آرام کرتے ہین اوسیکے نیچے مدفون ہوا

کسیقدر حال رام نراین اور عظیم آباد کا بیان ہوتا ہے

بعد معاودت میر محمد جعفر خان کے راجہ رام نراین لشن سنگہ زمیندار کہنہ کے تنبیہ کو جسنے بلا خطہ انقلاب سراج الدولہ کے مالگذاری مین تاخیر کی تھی مع افواج لائق اور اسباب مناسب مع بابو پہلوان سنگہ اور اوسکے بھائی بابو سوبہہ سنگہ کے جو عمدہ زمینداران باقتدار بہوجپور اور سہسرام کے افضال اور انعام مہابت جنگ سے ہو گئے تھے ارادہ نکلنے کا کیا اور تعلیل سامشاہرہ واسطے مورخ کے مقرر کر کے پیغام دیا کہ اسقدر ہم اپنے گہر سے دیتے ہین اور تمہارے جاگیرون مین بہی تخلل ہو گیا ہے بہی عمل دخل کرا دیتا ہون چونکہ مورخ نے اول تو میر محمد جعفر خان کی ترک رفاقت کی دوسرے میر کاظم خان کے بہی ہمراہ نگیا کچہ چارہ بجز رضامندی کے پیش نظر نہ آیا جو کچہ مقرر کیا تھا منظور کیا اور کسیقدر توقع مداخل محاصل جاگیر کے لقدر خطرات کی کرلئے بہرصورت جب راجہ مذکور برآمد ہوا بندہ نے مع سپاہیون کی ہمراہی اختیار کی اور لشن سنگہ زمیندار چند روز گردن کشی کرتا رہا آخر کو مایوس و مجبور ہو کر روسا لشکر رام نراین سے جان کا امان خواہ ہو کر رام نراین کی ملازمت کو حاضر ہوا اور مقدمہ کا انفصال کیا اور نراین سنگہ پسر بہیکم سنگہ نے اپنے بھتیجے کو واسطے ادخال اقسام سرکار کے بطور یرغمال چہوڑ گیا یہ بہیکم سنگہ اور اوسکے چچا اور باپ پرورش یافتہ والد مورخ مذا کے تھے لیکن جسوقت کہ سراج الدولہ نے ہم لوگون کو عظیم آباد سے حکم اخراج صادر فرمایا محالات مملوکہ ہر جو کہ جاگیرات مین تھے متصرف ہو گیا تھا اور بعض قلعدارون کو جنہین موافق نہین جانتا تھا بدر کر کے اور لوگون کو وہانپر مقرر کیا اور علی نگر کے قلعدار کو جو راجپوت منڈمارا اور اوسکے اقربا مین تھا بدستور رکہا تھا راجہ رام نراین نے بموجب اپنے معہود کے خاطرداری بندہ کی ملحوظ رکہی اور فرمان بری میر جعفر خان مین دربارہ علی نقی خان کے بہی مراعات کرتا رہا قلعجات عالی کے تسخیر اور خالی کرانے مین نہایت اہتمام کرایا اور اوسکے لڑکے نراین سنگہ کو بہی جو بارہ برس کا تہا بطور ضمان اور یرغمال کے ہمراہ لیا اور نقی علیخان کو حسب استدعا انہون کیواسطے

انتظام محالات جاگیر وغیرہ کے رخصت فرمایا اور بندہ کو اپنی مصاحبت کے واسطے ہمراہ رکھا اور نقی علیخان نے
چند روز محنت کرکے بعض مقامات مسخر کیے لیکن قلعہ دار علی نگر نے بموجب اشارہ بھیکم سنگہ کے قلعہ کو
خالی نکیا بندہ نے یہ ماجرا راجہ رام نراین سے عرض کیا اور نیز اسی مقدمہ مین ایک خط راجہ سندر سنگہ
کے نام لکھا چونکہ راجہ مذکور مرد بامروت اور ممنون احسان والد مرحوم تھا اور کل زمینداران صوبہ عظیم آباد
سے صاحب اقتدار تھا اور مہابت جنگ کی عنایت سے پالکی جھالردار اور نوبت حاصل ہوئی تھی بمجرد
خط مذکور کے پہونچنے کے قلعہ دار علی نگر کو سخت لکھا اور نیز بھیکم سنگہ کو عبارت تنبیہ تحریر فرمائی کہ اوسکی
بموجب قلعہ دار مذکور نے علی نقی خان سے رجوع کیا اور محالات کا معاملہ منتظم ہوگیا بندہ مع والد و دیگر برادران
کے شہر عظیم آباد مین راجہ رام نراین کی رفاقت مین بسر کرتا تھا بھائی سید علیخان بہ نسبت اور بھائیون
کے ہمیشہ بندہ کا شریک اور مہربان رہا صرف اوقات اور معاش کے باہم یکجائی ہوتی تھی نقی علی خان اس
گمان سے کہ جاگیر کا چھوٹنا اوسکے پاس خاطر سے ہوا کسیقدر بے اتفاقی پر آمادہ ہوا لیکن شکر خدا ہو بات بھائیون
مین پیا ہے اب تک بدل سے ہان بسبب نابن سلیقہ کے جو اوسکی ذات مین پیدائشی ہے مجبور ہے
کہ امور مین اسکے واسطے زیادہ چاہتا ہے لیکن اس وقت مین کہ انجام زندگانی ہے نفاق کہ بدرجہ غایت بڑہ گیا
اللہ تعالی سب ایک کو توفیق رفیق عطا کرے

ذکر احوال عبرت آباد دنیا بہ تسلسل انتظام اخبار

جب جعفر خان مع اپنے فرزند میرن کے گوشہ خاندان چراغ اور سپہ سالار بدر منیر لوار اپنے کا اپنی حکومت
مین ہوا بعد الفراغ قتل صولت دونکی اندر کی مطمئن ہوکر دونکی بیٹھنے لگا میرن نے میر کاظم خان کی
قتل کا ارادہ کیا باوجودیکہ میر کاظم خان نے رفع گمان کے واسطے فوج توڑ دی نوکری سے مستعفی
ہوا فقط میرن کے پاس اور دربار کی آمد رفت کیا کرتا تھا قرآن کی قسم بہی کہائی تھی جب موسم
برسات آیا میرن نے میر کاظم خان کے واسطے غافل کرنے کی پتنگ لڑانا شروع کیا اور تکلیف ہر روز
آمد رفت کی بشرط ہمراہی پتنگ اوڑانے کی کردی اس بیچارہ نے لاچار ہوکر قبول کیا اور اسی بازی کے
دوڑ دہوپ مین جانبازی کی نوبت آئی مفصل یہ ہے کہ حسب قرار سید مذکور روزمرہ پتنگ اوڑانیکو میرن
کے پاس آتا اور دریا کے کنارے ریگستان مین کہڑے ہوکر پتنگ اوڑاتے تاریخ ۱۲ ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۷۳ ہجری روز شنبہ کو وقت عصر میر کاظم خان بے ہتیار دوپٹہ کمر سے لگائے میرن کے پاس آیا میرن
نے اول صبح کو دو تین سو نفر افغان روہیلہ سے جو منجملہ فوج تشنہ خون سادات تھے اور اسی تدارک کے واسطے
دروازہ پر رہا کرتے تھے کہدیا تھا کہ آج جب میر کاظم خان آوے اور لوٹ لے پالکی پر سوار ہو اسیوقت

اوسکا کام تمام کرنا لہذا یہ جماعت مذکورہ اسکی انتظار مین رہتی تھی الغرض میرن کے پاس پہونچتے ہی
تنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبد اللہ خلف مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ بھی اوسوقت حاضر تھا وہ بھی اس بازی مین شریک ہوا چونکہ ابھی اجل نہ آئی تھی حق تعالے
نے ایسا سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ میرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا
لیکن باندیشۂ اظہار حال کے ممانعت بھی نکر سکتا تھا کہ عبد اللہ میر کاظم خان کے ہمراہ نجاوے اوسوقت
نہایت متحیر ہوا کچھ نسوجھی کہ کیا کرون تا آنکہ میر کاظم خان دو تین قدم پر جاکر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل
راجہ بدنا کا واسطے ملازمت کے حاضر ہے میرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبد اللہ کو کہا کہ آپ پتنگ
اوڑائیے جبتک کہ وہ مہمان آوین مرزا عبد اللہ نے باہر جاکر پتنگ اوڑانا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر
نے یاوری کی ورنہ یہ بندۂ خدا بھی عبث ہلاک ہوتا بیت قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ
از دل بے رحم تو تقصیر نبود بہرحال میر کاظم خان نے اوس تھوڑی سی باقیماندہ زندگی مین وکیل
کی ملازمت کرائی بعد ازان آمد ہوا اغفہ لوگ کہ واسطے قتل کرنے اسکے کھڑے تھے منتہ تکتے رہگئے اور جب وارد
میر لشکر پالکی مین سوار ہوا اوسوقت سب لوگون نے ہجوم کرکے نیمچہ اوسکے پہلو مین مارا کہ دوسری
طرف سے نکل پڑا بعد ازان تلوار و چھری سے اوس بیچارہ تن تنہا کا بدن پارہ پارہ کر دیا اللھم الحقہ
بآبائہ الصالحین مرزا عبد اللہ یہ ماجرا سنکر متحیر ہوا جب ملاقات کی میرن نے آغوش مین لیکر زندگی
دوبارہ کی مبارکباد دی اور اپنے کامیابی پر خوش تھا کہتا تھا کہ بجز لاہوری بیگ کے کسیکو
اس حال سے واقفیت نتھی لاہوری بیگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کرکے کہتا تھا کہ جناب عالی
جو چاہین فرماوین مگر فی الحقیقت مجھے تو کچھ اطلاع نتھی مخفی نرہے کہ سید مقتول مذکور سادات
نجف اشرف مین سے ہے اور سید عیسی عرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدۃ الملک ناظم کابل کی
بہن کے بطن سے تھا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہاے ایران سے تھا سلسلہ اسکا میر میرانیان
سے ملتا ہے اور ہندوستان مین بھی اسکے بزرگ زر و زور سے مرجع عالم رہے ہین اصل انکی
نعمت اللھی الحسینی ہے کسی شخص نے انکے حق مین کہا ہے کہ شعراے ایران سے تھا ؎ میر میرانیان
صاعدیان ؛ بادشاہ ہند و بادشاہ نشان ؛؛ بعد اس سانحہ کے مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گھسیٹی
اور بی بی آمنہ دونون لڑکیان مہابت جنگ کی مع لطف النسا زوجہ سراج الدولہ اور
دختر سہ چہار سالہ اونکے مقید ہوئین باوجودیکہ سواے حقوق سابقہ کے حال مین بھی جبکہ
سراج الدولہ نے میر جعفر خان کو معتوب کیا تھا بی بی گھسیٹی بڑی بیٹی مہابت جنگ کی اسیر جعفر خان

کی اعانت پر رہی اور مخفی اشرفیان بھی بھیجین یہ نوبت ہوئی کہ بری ذلت وخواری مین مقید جہانگیر
کو بھیجی گئین میر کاظم خان کے قتل کو ڈیڑہ مہینے گذرے تھے کہ آمد آمد شاہزادہ عالی گہر مین عالمگیر ثانی
کی جو بعد احمد شاہ کے عماد الملک نے اسکو بادشاہ بنایا تھا گرم ہوئی لیکن تا ہنوز کہ شاہزادہ شاہزادہ
مذکور مع محمد قلیخان معروف مرزا کوچک ولد مرزا محسن برادر زادہ صفدر جنگ وزیر کی سنی گئی تھی کہ اسنے سپاہ
فوج ملازم عظیم آباد کو ایک حبہ بھی نہ دیا تھا اور چند بار تقاضائے شدید بلکہ دار الامارة کا محاصرہ بھی ہوگیا تھا جب یہ خبر
پہونچی میر محمد جعفر خان کو ہو گیا فوراً اسیقدر وجہ تنخواہ تقسیم کرکے شورش برخاستہ کو فرد کیا

ذکر ہے آنے شہزادہ عالی گہر کا مع محمد قلی خان کی تسخیر عظیم آباد اور بنگالہ کو مراجعت کرنا بی نیل مقصود محض نادانی سے اور بحال اور برقرار رہنا حکام اس دیار کا تائید ربانی سے

رام نراین نایب ناظم عظیم آباد چونکہ جبلت پیدایشی مکر و تدبیر اسکے مزاج مین تھی میر محمد جعفر خان اور اوسکی اولاد سے صاف نتھا لیکن بنظر توسل انگاشتی کے ظاہر مین کوئی امر موجب نقض عہد ہو نہین کرسکتا تھا اور باطن مین خوش نتھا اور وقت فرصت ڈہونڈہتا تھا راجہ سندر سنگہ اور بہیا دان سنگہ بھی مقتضاے حق پرورش مہابت جنگ کے خاندان کو رسے راضی نتھے اور خواہان استیصال خاندان کے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ اسکی کج خلقی سے کوئی راضی نہ تھا ابتدا مین سراج الدولہ کی بدزبانی سے استخفاف اسکا کہ اہانت اعزہ اسکیکو پہونچائی ساتھ ازالہ اوسکیکے راضی ہوے اور گمان کرتے تھے کہ میر محمد جعفر خان کہ زمانہ دیدہ اور مہابت جنگ کا عہد دیکھے ہوے ہے کہانتک اوسکی خوے بو مین اسمین نہو گی اس سے آگے تھے جب اسکے اور اوسکے بیٹے میرن کے وضع اور اطوار دیکھے عہد سراج الدولہ کے فوت پر حسرت وافسوس کہاتے تھے اور رحمة اللہ علی نباش الاول کہ نشل کہنہ ہے پڑہتے ہو وظیفہ دانایون اور زبانو نکا ہے محمد جعفر خان کی سخاوت مہابت جنگ کے مال دینے مین ہر وقت بخشگری مشہور تھی وہ سب جاتی رہی قارون کا نام اسکے بخل کے رو برو دکھو گیا کہتے ہین کہ کسینے کہا کہ نواب صاحب آپکا جود وکرم جو مشہور تھا کیا ہوا آپنے جواب دیا کہ عہد مہابت جنگ مین مال بیگانہ مفت کرم داشتن کا بہانہ تھا اب اپنے مال کو برباد کرنا دل نہین قبول کرتا خلاصہ یہ ہے کہ بیان سے کیفیت مفصل محمد قلیخان ناظم الہ آباد برادر زادہ صفدر جنگ کے کان مین پہونچتی تھی ہر چند یہ بھی بے مغز تھا مگر جرأت تھی سنتے ہی بنگالہ سے عظیم آباد اوڑیسہ کے تسخیر کی ہوا دماغ مین سمائی اشجاع الدولہ سے یہ امر ظاہر کیا وہ مدت سے یہ چاہتا تھا کہ کسی طور سے محمد قلیخان

الہ آباد سے مدد ہوا اب اور زیادہ ترغیب دیتے اور اپنی رفاقت کی عزیمت اظہار کرنے لگا
اور کہا کہ آپ مجھ سے پیشتر جا کر یہ مدد شورش میں متعاقب بندہ بھی آتا ہے شاہزادہ عالی گہر
کو جو شاہ عالم سے ملقب اور ولیعہدی پر مشہور رہے اور اعتماد الملک کے خوف سے
آوارہ ہوتا ہے بالفعل نجیب الدولہ نجیب خان افغان کے پاس میران پور گھٹورہ میں
ہے طلب کر کے سردار بنائے اور دیار شرقیہ کو عازم ہو جیسے محمد قلی خان نے عرائض
نیاز متضمن استدعائے نہضت اور مشعر ارادہ عزیمت بنگالہ کے بکر شاہزادہ کو تحریر
کیں شاہزادہ اس نوید سے فوراً مع رفقا کے عازم الہ آباد ہوا ظاہرا راجہ سندر سنگہ
کی عوالضمانت والد مرحوم اور شاہزادہ کے حضور میں بدرخواست تشریف آوری اس
ملک کے کی تھیں راجہ کو بھی خرچ وغیرہ سامان حرب کے سرانجام میں رغبت
تھی تا کہ جو کوئی آوے اوسکی رفاقت کرے اور سراج الدولہ کا انتقام میر محمد جعفر خان
سے لے پھلواری سنگہ کو بھی اس مقدمہ میں اپنا شریک کر لیا تھا درحقیقت نہایت
شجاع اور غیرت دار اور حق شناس تھا مگر اجل سے امان پایا اور متانت سے کام کرنا
کو جو کچھ مقدر تھا ہوا مگر کچھ نہ کچھ ضرور ظاہر ہوتا افسوس کہ موت نے فرصت نہ دی
راجہ رام نراین کے دیکھنے کو قلعہ لکار ہی سے برآمد ہوا اور تعبیہ سپاہ کر رہا تھا ناگاہ
بسنت پنچمی کا دن آیا شیخ غلام غوث جمعدار قدیم جو کہ شیخ عاصم قدوائی لکھنوی تھا
اسکو سندر سنگہ بہت عزیز رکھتا تھا اور اوس سے اکثر معرکوں میں جرأت دیکھنے میں
آئی اوسنے اکثر جسقدر روپیہ کی درخواست کی اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو اوسکو خواہش ہوتی
فرزندانہ ناز سے لیتا تھا کچھ روز گذرے تھے کہ ایسی ہی سماجت کی تھی سندر سنگہ
نے اپنی مجلس میں کہا تھا غلام غوث باپ کی طرف سے بوے شجاعت اور نیکی خوبی رکھتا ہے
لیکن یہ سماجت کرنا اپنی ماں کے جانب سے سیکھی تھی اور ماں اوسکی کنچنی تھی یہ کلمہ
غلام غوث کو نہایت بد معلوم ہوا کہتا تھا کہ اس برہمن کی موت میری ہاتھ سے ہے
خیر وہ گذر گیا اب آج ہزار روپیہ کی تاکید کرنے لگا سندر سنگہ نے کہا یہ سماجت خوب
نہیں ہے مجھے مہلت دی روپیہ تجھکو ملیگا اوسنے کہا کہ آج ضرور لونگا جب روپیہ ملجائیگا
اوٹھنے دونگا سندر سنگہ نے چاہا کہ اوٹھے غلام غوث نے دامن پکڑ کر کہا کہ بیٹھ اور روپیہ
دی سندر سنگہ نے کہا کہ کیون دماغ پریشان کر رکھا ہے دیوانہ ہوا ہے اس کلمہ کا

زبان سے نکلتا تھا کہ غلام ناظر جام مذکور سے نے ایک ہاتھہ سے کام تمام کر دیا دو بے سنگہ کھتری
جو اوسکا مصاحب تھا دوڑا مگر اوسنے بھی ٹھوکر کھائی عدم کے مصاحبت کی راہ لی بنیاد سنگہ
بھی جو سندر سنگہ کا متبنی تھا زخمی ہوا اور غلام غوث نے کسی کے گھوڑے پر سوار ہوکر
دریاے پن کی راہ لی اتفاقاً صور سنگہ نام برہمن نے دو تین کوس پر پہونچکر
آواز دی کہ او نامرد کہان بھاگا جاتا ہے شرط مردی یہ ہے کہ لوٹ کر مقابل ہو اوسنے
مقابلہ کیا اتفاقاً غلام غوث کی تلوار ٹوٹ گئی دوڑکر برہمن سے کشتی مین لپٹ گیا اور اوسی
زمین پر دے مارا مردم دیہات جو عقب سے آئے تھے صور نے للکارا کہ کیا دیکھتے
ہو کہ اسی نے مہاراج کو مارا ہے وہ لوگ اس کلام کے سنتے ہی دوڑ پڑے اور
لٹھہ و تلوار سے اسکا کام تمام کر دیا سندر سنگہ کے ہوش جان کے ساتھہ چلے گئے
القصہ شاہزادہ کے ہمراہی جو صاحب نام اور نشان ہوئے ہین یہ چند لوگ ہین اول
والد مورخ کہ یہ مخاطب بخشی الملک نصیر الدولہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ
تھے دوم مدار الدولہ کہ اوسکا خطاب یاد نہین سوم فضل اللہ خان ممتاز الدولہ نبیرہ
اعتقاد خان کشمیری فرخ سیری چہارم نوبت خان پنجم منیر الدولہ رضا قلی خان
بہادر نادر جنگ ششم بہادر علی خان محلی ناظر خواجہ سرا ناظرین این اوراق یہ گمان
نکرین کہ مورخ نے اپنے والد کا نام صدر تفصیل مین جو لکھا بمقتضاے فرزندی ہے بلکہ
فی التحقیق یہ ہے کہ شاہزادہ کے نکلنے کے وقت شاہجہان آباد سے کوئی شخص نام جو کی یہ مجال اور
طاقت نہوئی کہ اعتماد الملک وزیر کے خوف سے شاہزادہ کی اعانت کرے بادشاہ عالمگیر ثانی نے عماد الملک
کی جمعیت مین احمد بنگش وغیرہ افغان کی طرف بارادہ خصومت کہ بہمراہی شجاع الدولہ وغیرہ کے نکلا تھا اسکا
حال بیچ احوال سلاطین اور عظماے شاہجہان آباد اور لاہور اور اکبر آباد اور اودہ اور سوانح صوبہ
دکن وغیرہ کے حال مین انشاء اللہ دفتر سوم مین تحریر ہوگا القصہ والدہ بندہ مورخ کو زینت محل اپنی بی بی
کے وسیلہ سے جو کہ شاہزادہ عالی گہر کی والدہ تھی دروازہ پہ طلب کر کے شاہزادہ کا ہاتھہ اونکے ہاتھہ مین
دیا اور سفارش کر کے مین عہد و پیمان لیا والد مغفور نے اسکی رفاقت مین کمر ہمت چست کی چنانچہ حال شرط
رفاقت انشاء اللہ بر وقت موقع ذکر ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عالم ہر وقت اور ہر جگہ پر والد کو اپنا
خیر خواہ سمجھکر کبھی اسکے صلاح و صوابدید سے باہر نہین ہوتا تھا اور باوجودیکہ شاہزادہ بے جوہر تھا
اوسکے پاس و آداب اور احترام مین حاضر و غایب ساعی رہتا بلکہ اخوان و اولاد کے مراعات مین دخل

ہمت قاصر نہین ہوا اب بھی اگر نام منتسبان والد مرحوم کا سنے کیا عجب کہ مقصر نہو منیر الدولہ
جو کہ بیتیہ ولازم انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ ولد قمر الدین خان داروغہ فراشخانہ کا تھا
والد کے واسطہ سے بادشاہ کے حضور مین پہونچکر مورد عواطف ہوا اور ہمیشہ تا حیات والد
مرحوم کے منیر الدولہ نے پاس حق ملحوظ رکھا نہایت آداب اور فروتنی مین بسر کرتا تھا بعد
رحلت والد کے بندہ اور نیز دیگر برادران سے بحسب سن وسال مراعات کرتا رہا القصہ شاہزادہ
قصبہ متعینہ سے کوچ کر کے سادات بارہہ کو ہمراہ لیا اور والد کو مع منیر الدولہ کے اوسی جگہ پر
چھوڑا تاکہ بعض اسباب ضروریات فراہم کر کے اور امیدوار مدارج علیا اور ترقی کا کر کے مردم کارآمدنی کو ہم
پہونچادین اور عقب سے اپنے ہمراہ لادین اور شاہ عالم مع ہمراہیون کے سیران پور سے
کوچ کرتے شجاع الدولہ کے حدود مین پہونچا شجاع الدولہ نے استقبال کر کے ملازمت
حاصل کی اور جو کچہ مناسب سمجھا پیشکش کیا اور نیز حیلون اور مکر سے وہ ارادہ ہمراہی کہ جسکی
کچہ اصل نہ تھی زیادہ دلیر کر کے رخصت کیا جب شاہزادہ شجاع الدولہ سے رخصت ہو کر
الہ آباد آیا محمد قلی خان نے استقبال کر کے سعادت دارین حاصل کی اور اوس جگہ کہ اول
سے واسطے نزول اجلال شاہزادہ کے تجویز کر رکھی تھی نہایت تعظیم سے اوتارا اور
چند روز باہم مشورہ مین گذرے اپنے مافی الضمیر سے شاہزادہ والا کو آگاہی کماہی دی ہمراہیان
شاہزادہ مین سے مدار الدولہ چونکہ ظفر ممتاز سرشش اور سلیقہ اخذ جر زر اور نیز امتحان
کس وناکس مین بے عدیل تھا محمد قلی خان سے توسل بہم پہونچا کر سب رفقا مین سرآمد
ہوا امیانچگری شاہزادہ محمد قلی خان کی اسکے ذمہ ہوئی چونکہ شجاع الدولہ کو محمد قلیخان
سے دغا منظور تھی اوسوقت مین بھی محمد قلی خان سے اگر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسیطرح مترددنہو
متعاقب ہم بھی پہونچتے ہین لیکن جیسا کہ تمکو اچھا معلوم ہو بجز قلعہ چنارہ کے جہان کہ ناموس کو
پہونچا کر اپنے دشمنون عماد الملک اور احمد بنگش وغیرہ افغانون سے اطمینان خاطر بہم پہونچا دین
اور دلجمعی کر کے ملک شرقیہ کی تسخیر کرین مگر مجھکو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہین دیتی
اور چنارہ مین بھی کوئی عمارت لایق بود باش بیگمات کے نہین ہے اور اوسکی آب ہوا
بھی بسبب پہاڑون کے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو پروانگی اور رقعہ اپنے
دستخط و مہر سے لکھہ کر بطور دست آویز کے مجھے دو کہ بعد کارسازی کے اپنے متعلقان
کو مع تمہارے منتسبان کے ایک آبرو سمجھکر ایک جگہ رکھکر امانت کرونگا مناسب صلاح

سے محمد قلی خان کم فہمی سے اوسکا مضمون فریب ومکر نہ سمجھا تو مہری اور دستخطی مرزا نجف خان قلعدار
کے نام لکھکر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان وغیرہ کو مزید تاکید
سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح بیر جدائی نہیں ہے اور عم زاد ہین حاضر
وغائب ہمارے ورثہ کے مالک ہین جو کچھ کہین اوسکی تعمیل کرنا بہرحال شجاع الدولہ
نے خاطرخواہ لکھواکر معاودت کی اور محمد قلی خان نے جو کچھ ہوسکا سامان طیار کیا اور دو
ضرب توپ کلان برنجی قلعہ سنگین قلعہ الہ آباد سے اوتار کر اور تخت سواری آراستہ
فرماکر ہمراہ لیا سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو ساعت سعید مین قلعہ سے نکل کر داخل لشکر ہوا اور باتفاق
شاہزادہ روانہ ہوا یہ خبر مشہور ہوکر متواتر راجہ رام نراین کو پہونچی اوسنے حسب ضابطہ
مسٹر امیٹ صاحب کوٹھی عظیم آباد کو لکھی اور اولیای نعمت کو متواتر اطلاع دی میر محمد جعفر خان
اور میران نے رفاقت اور اعانت افواج انگلشیہ کی کچھ نکر سکتے تھے کرنیل کلیف بہادر
ثابت جنگ کو اطلاع دیکر مکاتب رفاقت ہوے اگرچہ اسس فرقہ مین یہ پاس حزم
ہوشیاری کے ہر قسم کا اسباب بزم ہروقت طیار رہتا ہے لیکن باربرداری وغیرہ
کی تلاش فراہمی مین البتہ توقف ہوتا ہے اور ہندوستانی فوج مخصوص بنگالہ مین
بعد رفقاے جدید میران کی ہر طرحکی بدانتظامی مین سے مشکل تھا کہ قرض خواہون کے
ہاتھہ سے ہاتھہ سے ہلا سکین بارے بضرورت نہایت اہتمام ہوا تب صورت آمادگی تیاری
جلد کہ ہوئی اور محمد قلی خان مع شاہزادہ عالی گہر کے کرمناسہ پر جو کہ دریا معروف سرحد پر
عظیم آباد کے ہے جا پہونچا اور منتظر مین تھا کہ درستی فوج ہمراہی کی کرے اور یہان افسون مکر
شجاع الدولہ بسبب سادہ دلی اور صفائی باطن محمد قلی کی اثر پذیر ہوچکی تھی ادہر میران اور
محمد جعفر خان نے کہ دونون باپ بیٹے دغا شعار اور بدکردار تھے کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ
سے اعانت اور مدد طلب ہوئی کہ بدون توجہ آپ کے ہم شاہزادہ سے کسیطرح مقابل نہین
ہوسکتے اور حال راجہ رام نراین بھی تذبذب مین تھا کہ مین کیا کرون کہ یہ بلاے آسمانی
اور آفت ناگہانی میرے سرسے ٹلے اب اسکا باقی حال مفصلاً آگے قلم دوزبان ہوگا
کہ زمانہ نے کیا انتقام لیا اور کیسا ہر ایک کو رنگ اور بدشعار کو بدلا اور عوض دیا
اور انجام کار جیب کیا ولیا دامن مین لیا موافق قول محشی و مصحح اکبرنامہ کے
۵ بداطوار سے رسم بد روزگار + موافق نہین جتنی لیل و نہار + یہی سمجھ لو بدی کا نویل + نہ لامر یہ آفت تو اپنی سنبھل

ذکر آنے شاہزادہ کا مع محمد قلی خان کے صوبہ عظیم آباد بہار مین اور اوس درمیان کے واقعات

جب شاہزادہ مع محمد قلی خان کے بنارس سے آگے کو بڑھا راجہ رام نراین کو تیزی فکر ہوئی کہ اتبک تو فوج انگلشی نہ اوسکے آقا ولی نعمت کے ملازمین مین سے کسی نے مرشد آباد سے جنبش کی ادہر سے یہ لوگ بلاے ناگہانی کی طرح سے اوسکے سر پر پہونچے اور بسبب نام سلطنت اور فوج صفدر جنگی کے جسکی عظمت اور شوکت کی شہرت تھی اوسکی فوج مین بڑا ہراس و اندیشہ پیدا ہوا گاہ خیال کرتا کہ اپنا ارادہ جنگ مشہور کرے اور فتح باغ مین متصل تالاب وارث خان کے خیمہ زن ہو بدین خیال کہ اگر بنگالہ کی فوج آگئی تو اپنی جانفشانی کا اظہار ہوگا اور اگر میر جعفر خان نے خوف کہا کر مدافعہ شاہزادہ کا عزم نکیا اور فرقہ انگلشی نے بھی کسی خیال سے پہلوتہی کی شاہزادہ سے ملجائیگا کہ استقبال کو برآمد ہوا تھا جب تحقیق ہوا کہ ہنوز میرن اور فرقہ انگلشی کوئی مرشد آباد سے متحرک نہین ہے اور محمد قلی خان نے مع شاہزادہ کے دریاے کرمناسہ پایاب عبور کیا ان سے ملنا مصلحت جانکر مسٹر امیٹ سے کہا کہ اتبک کسی نے میری خبر نہ لی مجھے تنہا تاب جنگ نہین اب آپکو کیا منظور ہے اور کیا کرنا ضرور ہے مسٹر امیٹ نے فرمایا اگر ہماری فوج آتی ہے بجاے خود مقیم ہین ورنہ چند منزل مشرق کو جاکر مقیم ہونگے تاکہ جو کچھ حکم کونسل صادر ہو ویسا تعمیل کرین اور تمہین بھی لازم ہے کہ لطایف الحیل مین بسر کرو اگر کوئی حکم دیا یہ آگئی بہتر ورنہ جو کچھ اوسوقت اپنے حق مین بہتر سمجھو عمل کرنا رام نراین کی جواب باصواب پاکر طرفین مین سازش شروع کی میرن اور کرنیل ثابت جنگ کو اپنے ایلچی ہوگا ہی دی کہ لڑائی کو آمادہ ہو جیسے مگر تنہائی مین عہدہ برائی دشوار اگر جلد عزیمت فرمائیے شرط رفاقت ملاحظہ کیجیے لکہہ بہیجا تہا اور فوج مغلی سے تحریر کے سلسلہ مناسب نہ جانے لوگون کی زبانی اخلاص و عقیدت کے مضامین کہلا بہیجا تہا بندہ مورخ مع برادران و والدہ کے اوسوقت مین بڑے تردد سے بسر اوقات کرتا تہا مگر نقی علی خان جاگیر مین ایسے خوف و تردد سے بری تہا بندہ کو شدا [illegible] کا سبب یہ تہا کہ بندہ کے والد کی رفاقت کی خبر میرن اور میر جعفر خان کو پہنچی شاید اپنی عادت جبلی کو میرن ہوشش طبع جاری ایذا رسانی اور کشیدگی نہایت مرافقت پر آمادہ ہوا راجہ رام نراین

کو لکھا کہ محرک شاہزادہ اور مہیج اس فساد کا سید ہدایت علی خان ہوا ہے اور اوسکے لڑکے جو یہان ہین اونہون نے اپنے باپ کو اس کام کی ترغیب دی ہے اونکی حراست سے غافل نہ رہنا حالانکہ ہم لوگون کو مطلق بادشاہ اور محمد قلی خان کے ارادہ پر آگاہی نتھی بلکہ برسین گذرین تہین کہ والد سے خط و خطوط بہی جاری نہ تہے کیونکہ اونہون نے مہابت جنگ کی قرابت کے بعد جو کہ والدہ ماجدہ سے اعتماد تمام فرماکر شاہجہان آباد مین بطور امرا کے نگاہ رکہنا عورتونکا اور خرید کرنا لڑکیون کلاونت اور قوالون کا اور نیز اقربا سے لال بیان کشمیری سے کسی عورت کے ساتھہ نکاح کر لیا تہا مطلقاً ہم لوگون سے سروکار نرکہتے تہے سولہ برس کی مدت مین کہ اکثر حکومت کر کے ہزارہا سوار و پیادہ ملازم رکہے اور ہر مہینے مین لاکہون کا خرچ ہوتا رہا ہم لوگون کی خبرگیری ایک حبہ سے بہی نکی اور ہم لوگون کو بہی رزاق مطلق نے مہابت جنگ کے گہرانے سے اتنا کچھہ صلہ وغیرہ دلایا کہ حاجت تکلیف دہی پدر کی نہولی اور نہایت کام و آرام اور عزت و آبرو سے بسر اوقات ہوتی تہی کبہی اگر ایسی ہی ضرورت داعی ہوتی برسون کے بعد طرفین سے ایک خط آتا جاتا تہا بندہ نے ایک خط بنام رام نراین متضمن عذرخواہی تحریر کیا اور اوسمین یہی سب امر کہ اوپر حوالہ قلم کرچکا ہون درج کئے رام نراین نے وہ خط پڑہ کر رکہ لیا اس عرصہ مین بندہ بہی پہونچ گیا اور کہا خدا شاہد ہے کہ اگر ہم کو کچھہ بہی ان امور مین دخل ہو اور والد کو کیا مقدور ہے جسکے اعتماد پر ایسا ارادہ عظیم کرین اس فساد کا بانی محمد قلی خان ہے جو صاحب فوج اور قلعہ الہ آباد کا ناظم اور وزیر کا برادر زادہ اور شجاع الدولہ کا برادر چچازاد ہے اور قطع نظر اس امر بالا کے تمام دنیا پر روشن اور ظاہر ہے کہ تمدت سے والد کے خط و کتابت سے توقف نہین یہ سررشتہ بالکل مفقود ہے ہم لوگ کسطرح اس بارہ مین مجرم تہین اگر آپ کے ولینعمت ہماری قید و بند رسانی مین ہین اور آپکا بہبود ہو ہم حاضر ہین ہمین اب بہی تاب مقاومت نہین جو کچھہ منظور ہو تعمیل کرو رام نراین اور مرلیدہر داروغہ ہرکارہ نے جو اعظم ارکان عظیم آباد مین تہا اور رام نراین بہی اوسکا مطیع تہا فرمایا کہ آپ دلجمعی رکہین اور ہرگز ایسا امر خیال مین نہ لائین ایسے کچھہ غرض نہین ہے بندہ نے پہر کہا کہ اسوقت آپ ایسا فرماتی ہین اگر پیران ایا ضرر رسانی پر مائل ہوا تو پہر آپ سے کیا حمایت ہوسکتی ہے اونہون نے جواب دیا کہ آپ اس طرف سے مطمئن رہین اگر حمایت کرسکین گے دکہا دینگے ورنہ آپکو سلامت نکال دینگے بندہ نے

شکر حق شناسی ادا کیا اور ہمراہ رام نراین کے تہا کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے پہونچنے کی
خبر پہونچی والد مرحوم مع منیر الدولہ کے حسب الحکم شاہزادہ متصل بنارس شاہزادہ سے ملحق
ہو گیا اس خبر سے بہی رام نراین کو اطلاع ہوئی اسوقت تک کونج بنگالہ کی خبر نہ لی تہی اور
مسٹر امیٹ بہی چند انگلشی سے جو کوٹہی عظیم آباد مین تہا بجرہ کی سواری پر کہ مثل برق تیز رفتار ہوا
ہوتی ہے تیس کوس عرصہ دیمہ چلا گیا اور کوٹہی اسنے ملازمین تلنگہ کے سپرد کر گیا اور نیز سفارش حفاظت کوٹہی
کی رام نراین سے بہی کر گیا جب رام نراین نے یہ کیفیت دیکہی شاہزادہ سے صلح کا قاصد
ہوا اور مرلیدہر کی راے پر چہوڑا مرلیدہر شاہزادہ کی اطاعت پر راضی نہوتا تہا اور افواج
انگلشی سے افواج مشرقی کو بنا بر اتفاق کے مناسب جانتا تہا اور فی الحقیقت ایسا تہا مگر
رام نراین دبدبہ شاہی کو سنکر بسبب عدم آگاہی کے ڈرا اور بعد ملاقات کے نادم ہوا چنانکہ
ذکر ہوتا ہے مخفی نرہے کہ مرلیدہر باوجود کور استعدادی کے عجب برہمن پر فطرت اور متین اور
صائب راے اور سرانجام امور ملکی اور مالی مین بے نظیر اور نہایت جوانمرد اور دلیر تہا
الا خباثت بہی مزاج پر غالب تہی اور روپیہ پیسا جمع کرنے کی زیادہ حرص تہی القصہ جب
اوسکا ارادہ مصمم ہوا بندہ کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ شاہزادہ کے لشکر مین جا کر والد کی
وساطت سے شاہزادہ کو میرے حال پر مہربان کرو اور شاید کہ دوسرے شخص کو محمد قلیخان
کے پاس بہیجا ہو مگر مجہے اطلاع نہین اور تاکید کی کہ راجہ مرلیدہر اور کوئی اس راز سے
ماہر نہو لہذا اسی گفتگو مین سے تہے کہ راجہ اسنے حقوق والد کو یاد دلاکر تاکید راز داری کرتا
تہا کہ مصطفی قلی خان برادر محمد ایرج خان آگیا چونکہ یہ شخص مامور تہا کہ بلا اجازت و خبر ہر
وقت چلا آیا کرے اور ہنوز یہی قاعدہ مسلوک تہا لہذا کسی نے تعرض نکیا اور
اوسنے آنکر دیکہہ لیا کہ راجہ میرے کان مین در پردہ کچہہ کہ رہا ہے اب راجہ نے مخفی کرنے
مین موجب رنج سمجہکر اوس سے بہی سب ماجرا کہدیا اور کہا کہ تم بہی جو کچہہ سمجہو خانصاحب
کو تعلیم کر دو اور بندہ کو رخصت کر کے فرمایا کہ اس راہ سے خیمہ مرلیدہر پڑا ہے نجا سکیگے
اور باقی پور کی راہ سے جلد نکلجاؤ مصطفی خان نے بندہ کے خیمہ تک ہمراہ آکر اسنے
ہوشمند دیوانی اور آشفتہ کرنے فوج نیکالہ اور ترغیب رفاقت شاہزادہ کے کرنے
مین کیفیت ظاہر کی اور نہایت سماجت سے اخفا کو عرض کیا راجہ رام نراین نے تہوڑا
زاد راہ بندہ کو کسی معتمد کے ہاتہہ بہیجدیا بندہ نے سید علیخان اور غالب علی خان

اپنے بھائیون کو رخصت کیا والد اور اون لوگون کو بھی اطلاع دے دی دونون بھائی
بھی یہ آرزو سے ملازمت پدر بندہ کے پاس آپہونچے بندہ مع اونکے روانہ ہوا راستہ
مین درودست شہزادہ کی خبرین پہونچتی رہین بندہ جب اردول آیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
کی طرف سے مدار الدولہ اور محمد قلی خان کی جانب سے میرزا محمد علی موسوی ہاتھیون
مع تحفہ وار کے برسم رسالت راجہ رام نراین کے پاس جاتے ہین بندہ کو نہایت
حیرت ہوئی کہ باوجود محرمیت والد کے اور نیز واقف کاری اس دیار کی دوسرون کو
رسالت ہوا کس وجہ سے ہے اون مین سے کسی نے پوچھا کہ کون ہے کہان
جاتا ہے لوگون نے نام و نشان بتلایا مدار الدولہ نے سلام کہلا بھیجا خیریت مزاج
دریافت کی جواب دیکر پیشتر کو بڑہے شمشیر نگر کو پہونچے وہان سنا کہ علی نقی خان
بھی والد کی خدمت مین آیا ہے بندہ کو رنج ہوا کہ اس عزیز نے ناحق اپنے کو
[illegible] کے روبرو بدنام کیا ساعتی روز باقی رہا تھا کہ لشکر شاہزادہ مین جو
[illegible] کے میدان مین مشرق رویہ پڑا تھا ہم لوگ پہونچے تھوڑی رات گذری تھی کہ
والد کی قدمبوسی سے سرفراز ہوے دونون طرف سے سلسلہ کلام شروع ہوا
معلوم ہوا کہ والد صاحب نا برتر فہ کے [illegible] اپنے نفس مین رکہتا ہے بطور مدار الدولہ
[illegible] الدولہ وغیرہ کے محمد قلی خان سے پیش نہ آیا اور مدار المہام مذکور سے اجنبیت
[illegible] رکہتا ہے اور شاہزادہ مع لشکر اور اپنے [illegible] کے قبضہ اقتدار محمد قلی خان مین
[illegible] یہ بنا ہے اوسکی ڈالی ہوئی ہے بندہ کو یہ خیال خلاف مصلحت معلوم
ہوا والد سے التماس کیا کہ جب اسطرح یہ حال ہے تب آپکی تشریف آوری سے بجز
ہماری آشفتگی اور بیرحمی وجہ معاش اور نکل جانے محالات جاگیر کے اور کیا فائدہ ہوگا معلوم
[illegible] کوئی [illegible] کی اور اس جواب آشفتہ سے جو کہ بندہ نے گستاخانہ عرض کیا
نہایت آشفتہ ہوا لیکن درحقیقت متنبہ اور متاثر ہوا اب وہ بات جاتی رہی کہ تدارک [illegible]
اور محمد قلی خان کو تابع [illegible] اور مطیع کرے قطع نظر یہ کہ چونکہ شاہزادہ نہایت [illegible] تھا اوسکی [illegible]
[illegible] خلاف محمد قلی خان کے سرزد ہوتی وہ والد وغیرہ کے منافقون کی تحریک سے
جانتا [illegible] کے والد مع سیف الدولہ اور بندہ کے محمد قلی خان کے ملاقات کو گیا
اوسنے گلہ شکوہ شروع کیا اوسیطرح ادہر سے بھی [illegible] عذرخواہی کی گئی رفع

عیار ہوا لیکن جو لوگ کہ سوال و جواب کو راجہ رام نراین کے معین ہوئے تھے اوسوقت میں
اونکا تغیر مناسب اور متعذر تھا اونمین سے میرزا اسحق کشمیری مخاطب امیر قلیخان جو واسطے
سوال وجواب تھا اور محمد قلی خان کے مزاج مین دخیل اور اپنے شعور پر مغرور تھا اسکی
سفاہت اور نیز اوس اعتماد سے جو کہ محمد قلی خان باوجود اوسکی نادانی کے اوسکا کرتا تھا
محنت اور جان اور مال محمد قلی خان کا برباد ہوا بیت ؎ ہمنشین تو از تو بہ باید ✿ تا ترا عقل و دین
بیفزاید ✿ القصہ راجہ رام نراین فوج شاہزادہ کی خبر سنکر جس باغ مین کہ خیمہ زن ۔۔
وہان سے اوٹھکر حصار عظیم آباد مین آیا اور برج بارہ کی مضبوطی مین مصروف
اور ہر طرف سرداران مناسب کو مقرر کیا بعد ازین مدار الدولہ اور میرزا محمد علی اور میرزا
بالاتفاق پہونچے شہر کے دروازہ پر آبادی سے دور کسی میدان مین منزل گزین ہوئے اور
اجازت تین چار سوار سے داخل حصار ہو کر ملاقات کی رسوم متعارفہ کی عمل ہوتی گفتگو
مدعا شروع ہوئی اور انہون نے اوربھی شان و شوکت شاہزادہ کی اور نیز محمد قلی خان کی ا
آن وہان سے بیان کی کہ راجہ رام نراین سابق سے زیادہ مسلوب الحواس ہوگیا اور حاضری
راضی ہوا اور استدعاے امان کی فرستادہ لوگون نے کاغذ دستخطی پیران محمد قلی خان کا
سپرد کیا جب اوسکو دلجمعی ہوئی اور ہنوز افواج مشرقی کی کچھ خبر نہ آئی ساعت معہود کو
مدار الدولہ وغیرہ سرداران محمد قلی خان کے جو اوسکے لانے کو گئے تھے اطراف پھلواری
محمد قلی خان کے مکان مین آیا شاہزادہ نے حسب الاشعار محمد قلی خان نے خیمہ و خرگاہ
و اشیاے موجودہ سے آراستہ کر کے امرا ارکان کو گرد جمع فرماکر بڑے تجمل و احتشام سے
تخت نشین ہوا بندہ نے قبل اسکے ورود کے ایک روز والد سے عرض کیا تھا کہ راجہ
نہایت عیار ہے ابھی شاہزادہ کا نام سنکر ارادہ حاضری پر عازم ہے جب یہان آیا ا
حال ملاحظہ کیا اور واپس مفلس گیا پھر نہ آویگا لہذا مناسب ہے کہ یہان آکر رخصت معاودت
چونکہ اونکا کچھ اختیار نہ تھا آشفتہ ہو کر فرمایا کہ خاندان تیموریہ مین ابھی تک کسی سے
نہین ہوئی بندہ نے کہا کہ بندہ کب دغا کو کہتا ہے جو عہد کیا ہے اوس سے
تو راجہ رام نراین کو ہمراہ لیکر داخل حصار ہو جیے اس صورت مین بھی وہ ناچار رفیق
اور افواج مشرقی اس حال کو دیکھکر سمجھہ لوجھہ کر قدم بڑھا وینگے تب اونہون نے قسم
اسکا اختیار محمد قلی خان کو ہے بندہ نے کہا اوس سے اطلاع دیجیے اونہون نے جواب

جب وہ مجھے نہین پوچھتا ہے مجھکو کیا غرض ہے کہ اوسے مصلحت دون بندہ نے تنگ ہوکر کہا کہ اس معاملہ سے ننگ و ناموس برباد اور افسوس کرنا ہوگا اگر دخیل معاملہ ہونا نامنظور ہے تو کیون شریک ہوئے تھے والد ناراض ہوئے بندہ خاموش ہوا دوسرے روز جو یوم ملاقات تھا بندہ بھی ہمراہ والد کے حاضر دربار اور نگران اخبار ہوا تا آنکہ راجہ رام نراین کے پہونچنے کی خبر محمد قلیخان کے مکان مین اور خلوت مین ملاقات ہوئی اور ارادہ حضوری کی ہمراہی ہمدگر کوشش زدہ ہوئی بندہ نے بیتاب ہوکر منیر الدولہ وغیرہ سے صلاح مذکورہ کو کہا اونہون نے اپنی معذوری بیان کی تا آنکہ محمد قلی خان نے راجہ کو پردہ کے باہر چھوڑکر مشرف ملازمت ہوا اور دست چپ کی طرف بضابطہ وزارت مع بیرم خان اور مدار الدولہ اور یحیی خان ولد زکریا خان وغیرہ ہمراہیون کے استادہ ہوا اور ذوالفقار الدولہ بضابطہ بخشیگری مع منیر الدولہ اور بندہ اور دیگر برادران بندہ اور امرا اور رفقای کے دست راست محمد قلی خان نے بمجرد قیام راجہ کا مذکور پیش کیا کہ ایسا شخص ہندوون مین مسلسل و ہوشیار نہین دیکھا فارسی زبان بہت درست اور اوسکے فحواے کلام سے فراست برستی ہے بندہ نے اپنی دیوانی مع نیابت الہ آباد کے اوسکو دی میری گفتگو نہین معلوم شاہزادہ کے گوش ہوش مین کسطرح جا پذیر ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ اسقدر اعتماد ایک ملاقات پر کیونکر ہوگیا مدار الدولہ نے اوسکی خوبی وفا اور حسن اخلاق اور رسوخ عقیدت کی داد دی مرزا اسحق نے درمیان سے نکلکر اوسکے تصدیق کی ان لوگون نے دو تین ہزار روپیہ نقد کی طمع اور نیز راجہ کے روغن قاز ملنے سے اسقدر مبالغہ کیا ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ محمد قلی خان اور شاہزادہ وغیرہ دولتخواہ نے یہ نکیا اگر وہ اپنے حصار مین جاکر فرمان بری نکرے تو تم لوگ کیونکر عہدہ برا ہوگے بیت

جہان ہو نہ جرأت کار رستم سے کام ہو کری پشہ ناتوان کیا تمام

القصہ تھوڑی دیر مین راجہ رام نراین حضور مین آیا اور جو آداب و کورنش کہ تمام عمر نہ کیہی تھی کرنا پڑا رنگ فق چہرہ خشک لب سخت پہونچا یہ یاد نہین کہ شاہزادہ نے خود یا مدار الدولہ نے نذر کی اشرفیان اپنے ہاتھہ مین لین محمد قلی خان نے حسن ارادت کا بیان کرکے استدعاے مرحمت فرمائی خلعت کے لئے شاہزادہ نے حکم دیا راجہ رام نراین کو لیجا کر خلعت بے بہای اور سرپیچ اور جیغہ مرصع مع پر کلگی عقار جو کہ مخصوص شاہزادون کو تھی مرحمت ہوا مرلیدہر تو اس شراکت مین نہ آیا احمد خان قریشی اور مصطفی قلیخان اوسکے ہمراہی سے شرف یاب ملازمت ہوکر خلعت چارپارچہ اور تین پارچہ کے حاصل کیے لیکن رام نراین جسنے اسقدر تکلیف کبھی نپائی تھی خستہ و حیران ہوا بعد ازان جب تھوڑی دیر گھبرا ہوا

اور ہوش و حواس درست ہوئے نظر نیچے کو کر کے شاہزادہ کی فلاکت اور امرا اور روسا کی لشکر
کی پریشانی جو بر وقت ورود دیکھی تھی نہایت شرمندہ ہوا کہ ناحق کو آیا بندہ کو اوسکی پیشانی
سے موجب انفعال معلوم ہوا بعد چند گھڑی کے محمد قلی خان مع راجہ رام نراین کے مرخص ہو کر
اپنے مکان کو گیا وہاں جا کر خدا معلوم کیا سودائے خام کا جوش کہا یا کہ منید بدام امدہ کو رخصت
دی جو معتمد اوسوقت حاضر تھا کہتا تھا کہ راجہ رام نراین علیحدہ خیمہ مین آرام پذیر تھا لیکن
محمد قلی خان کے خیمہ سے نہایت متصل مرزا محمد علی مولوی کو جو مدار الدولہ کے باتفاق راجہ مذکور
کی لانے کو گیا تھا طلب کر کے محمد قلی خان نے کہا کہ راجہ رام نراین سے جا کر کہو کہ صوبہ بہار
یعنی مرزا حسن اوسکے بہائی کا تھا تمکو دونون صوبہ کی دیوانی مبارک ہو اور مرزا اسحق کو بہی
ہمراہ کر دیا دونون نے عرض کیا کہ ابھی یہ کلام کرنا مناسب نہین آزردہ ہوا خواصی کو بہیجکر او
کو طلب کیا جب وہ آیا خود بدولت نے وہی کلمہ مبارکباد سنایا اوسنے بہی براہ دانائی سر
جہکا کر مبارکباد عرض کی قریب شام کہ ایک گھڑی دن باقی تھا محمد آفاق کوتوال عظیم آباد کہ جو
اوسکے ہمراہ تھا محمد قلی خان کے پاس بہیجکر پیغام دیا کہ مجھ سے کچھ کہا نا نہین ہوا اسحال بند ہوا
جاتا ہے اوسنے جواب دیا مبارک مضمون نے وہی صلاح جو بندہ نے مذکور کی تھی عرض کی اونہی
انکار کیا کہ بدعہدی ہے لوگون نے کہا بدعہدی نکرنا چاہیے اور قلعہ مین داخل ہونا معقول نہین ہوا
اوسنے ہرگز قبول نکیا اور کہا کسکی مجال ہے جو ہمارے شمشیر کے روبرو کھڑا ہو **بیت** نصیبہ اور
اقبال تھا جو پہرا ✚ کسی کا نہ خوش کہنا اوسنے سنا ✚ جب راجہ وہاں سے برآمد ہوا حسب الحکم محمد قلی خان کے ایک شخص
اوسکے ساتھ فیل سوار باتفاق قاصد عظیم آباد ہوا چند قدم جا کر عذر کیا کہ بندہ ہندو ہے اور
اور مسلمانون کے ہمراہ پانی تک نہین پی سکتا مادہ فیل عماری دار طلب کر کے اوسپر سوار ہوا
اور پانی پیکر طایر خیال کیطرح پرواز کنان ہوا **بیت** روان کیا ہوا گویا طایر ہوا ✚ پرندہ کوئی جو
قفس سے چہپا ✚ بمجرد قلعہ مین پہونچنے کے حکم دیا کہ برج بارہ کی خوب حفاظت ہو ادہر محمد قلی خان
بے خبر اپنے غرور مین مست لہو لعب مین مصروف ہوا گویا جانتا تھا کہ راجہ مذکور نوکر فرمان پذیر
ہی ہر روز احکام بے سرو بن مرزا اسحاق اور پیادون کے معرفت بہیجا تھا راجہ نہضت فوج
افواج بنگالہ کا منتظر تھا تا آنکہ بعد دو تین روز کے تحویل آفتاب کے برج حمل مین معین
ہوئے اور لوگ منتظر امتحان ہوئے کہ راجہ رام نراین نذر عید نوروز گذرانے کو آتا ہے
یا نہین اگر آیا موجب ترقی اقبال ہے ورنہ جو کچھ محمد قلی خان کے سوچا ہے محض وہم و

خیال تاآنکہ روز نوروز جلوہ افروز ہوا راجہ رام نراین نے شاہزادہ اور محمد قلی خان کے نذر کو اشرفی مع بیضہ ہاے مرغ کے کہ سادہ اور نقش دار رنگین تھے اور نیز دیگر ہر قسم کے حلوا اور لوزات ورق طلامین آرایش دیکر ارسال کئے اور اپنی عدم حاضری کا عذر بسبب اشغال کار سرکار کے کر بھیجا بازاری تنک تو یہ افواہ کرنے لگے کہ اب راجہ رام نراین نہ آویگا مگر محمد قلیخان ابلہ ابتک اوسی عہد و پیمان پر معتمد تھا جب نوروز بھی گذرا اور شاہزادہ و وزیر کو لہو لعب سے خاطر خواہ فرصت میسر ہوئی ارادہ کیا کہ وہان سے کوچ کرکے شہر کے شرقی رخ نزول کرین چونکہ راہ ... وبازار مین تھی راجہ رام نراین نے پیغام دیا کہ فوج سرکار اکثر مغلیہ اور یہان کی لوگ اونکے دیکھنے سے مخوف ہین مبادا لشکر شاہی کے لتچے ہنگام عبور کسی رعایاے شہر پر تعدی کرین اور نجباے شہر حفظ آبرو کو کچہ جسارت کر اوٹھین تو فساد عظیم برپا ہوجاویگا مناسب ہے کہ عملہ حضور مع داروغہ بیلداران اینجانب کے کہ وہ بھی ملازم سرکار ہین شہر کے جنوبی طرف سے زمین جلہ مین جو خشک پڑی ہے واسطے توپخانہ سرکار اور ارابہ بار بردگی کی راہ درست کردین اور خود بدولت مع لشکر کے اوسی راہ ہوکر جعفر خان کے باغمین داخل ہون محمد قلی خان نے یہ راے پسند کی ابتک راجہ کی فرمان برداری اسکے ذہن مین مرتسم تھی تاآنکہ چند روز باغ جعفر خان مین بھی گذری اور آمد و رفت پیساولون کی بطلب کاغذ جمع و خرچ صوبہ کے جاری رہے بلکہ پیساول لوگ کبھی کبھی شدت و تاکید بھی کرتے تھے راجہ اپنے لشکر کا انتظار پر سخت و سست کی برداشت کرتا تھا اوسیوقت مین میرن ولد اکبر میر جعفر خان کے کوچ کی خبر مع کرنیل کلیف ثابت جنگ اور جماعہ انگلشی کے راجہ رام نراین کو پہونچی اور ادہر سے محمد قلی خان کے بھی سخت تقاضا ہونے لگے تب تو راجہ رام نراین اور مرلیدہر کے حوصلہ کی تنگی کی نہایت زجر اور توبیخ سے محمد قلی خان کے لوگون کو شہر سے نکال دیا ارادہ راجہ رام نراین کا تھا کہ چند روز اور بھی رفق و مدارا مین بسر کرے تاکہ فوج انگلشی اور میرن آجاے مگر مرلیدہر کو تاب نہ آئی دفع بدمنظلگی آقا اور بدنامی اپنے کا بیچ جنگ کے کتنے دنون سے دیکھا تھا والا دشمنان جھوٹونکو چند روز اور بھی سخنان دلاوینر سے مفتون کرکے غافل کرتا تاکہ افواج انگلشی پہونچتی تو شمائی گستاخی انکیکی قرار واقعی ہوجاتی ـــ

ذکر کھل جانا راجہ رام نراین کے فریب کا جو محمد قلی خان سے کیا تھا اور محاصرہ کرنا

افواج مغربی کا حصار عظیم آباد کو بد سلیقگی سے اور خایف ہو کر برگشتہ ہونا بادشاہ اور وزیر کا سوے تدبیر سے

بیت ہر چہ دانا کند کند نادان + لیک بعد از خرابی بسیار + جو کہ دانا کرین کرین نادان + ہون خرابی مین جب بہت حیران + کیا خوب جب اول عقلمندون نے صلاح دی کسی کی نہ سنی اپنی عقل پر اعتماد فرمایا آخر وہ نوبت ہوئی کہ افسوس ہی ہاتھ لگا جب راجہ رام نراین نے اسکے آدمیون کو شہر سے نکال دیا اور پیغام دیا کہ آپ نے کیا سمجھا ہے جو ایسا تحکم کرتے ہین ہم آپکے نوکر نہین کہ محاسبہ دیوین ناظم بنگالہ کے مطیع ہین تم ہمارے مہمان تھے ایک ملاقات اور ضیافت کر دی اب جسمین اپنی بہتری سمجھو کار بند ہو محمد قلی خان اس پیغام سے نہایت اوچھلا اور ریے پر کی لینے لگا کہ کل صبح اس بدباز کو ایک سناٹے مین اسیر پنجہ غضب کرتا ہون اور شاہزادہ کو پیغام دیا کہ کل فردای قیامت ہی فوج سرکار بھی مددگار ہو شاہزادہ نے والد بندہ اور دیگر رفقا کو حکم دیا کہ صبح طیار ہو کر تابع فرمان مدار الدولہ ہون یحیی خان ولد زکریا خان جو کہ خواہر زادہ اور داماد قمر الدین خان وزیر کا تھا بمجرد استماع حکم اپنی جہالت ظاہر کی اول شام سے مع ہمراہیون کے ہتیار بند ہو کر حیدر نواز خان مرحوم کے باغ کے متصل جہان کہ والد ٹھہرے تھے گیا اور بزعم خود گویا مورچہ بندی کی یہ نہ سمجھا کہ بے موقع تکلیف کھینچا کیا ضرور القصہ جب صبح ہوئی حسب الحکم کل لوگ مسلح ہو کر دربار شاہزادہ مین حاضر ہوئے اور ہمراہیان محمد قلی خان اوسکے دولت سرا مین آئے بندہ بھی والد کے ہمراہ شاہزادہ کے دربار مین گیا ہر ایک نے جنگ کی رخصت پائی میدان کی راہ لی میر حسین خان خواہر زادہ ذو الفقار جنگ جو محمد قلی خان کے رفقا مین بزعم خود سپہ سالار تھا مع اپنی جمعیت کے راجہ رام نراین کے باغ مین جاکر کھڑکی رانی کے مقابل اقامت گزین ہوا اسیطرح ہر ایک نے بجاے مناسب روبروے حصار کے جگہ لی والد مرحوم مع رفقاے قدیم و جدید کے مقابل برج شخاس کی طرف میدان مین استادہ ہوا ہمراہیان شاہزادہ مین بھی جو لوگ کسیقدر اسکی خدمت مین توسل اور اخلاص رکھتے تھے والد کے رفیق ہوئے اسی عرصہ مین عبد الوہاب خان بندہ کے چچا کہ خورد و سن و سال مین برابر تھے بھاگلپور سے باوجود ممانعت پسران محمد قلی خان کے جنکی رفاقت مین تھا بہ آرزوے ملاقات والد بندہ اپنے بڑے بھائی سے قدم بوس ہوا اور کہا کہ جملہ متعلقان کو ہمراہ لایا ہون اور باغ لون گولہ مین جو مقبرہ والد ہے

فرو کش کرایا ہے اب کہ معرکہ جنگ گرم ہوا اندیشہ ہے کہ بیرون حصار آشوب برپا ہو پس ایک
بیرق لطف فرمائیے تاکہ مردمان سرکاری اوسکی شناخت کرکے متعرض حال نہوں حسب
التماس تعمیل ہوئی لیکن بندہ کو اطمینان نتھا بندہ نے کہا بہتر تو یہ ہے کہ یہین پر متعلقان کو
لائیے مگر عذر چند کرکے میری بات نمانی اور قلعدار کو مع بیرق والد کے ہمراہ لے گیا اور
وہان پر بٹھلا کر سپاہی کی رفاقت اور بندہ کی اعانت کو پھر آکر کے ہمارا شریک ہوا تھوڑی
دیر کے بعد حصار سے ہم لوگون کی طرف گولیان برسانی شروع ہوئی راجہ رام نراین نے
ابتداے جنگ کی اور جدہر قلعہ کے روبرو فوج تھی اوسی طرف قلعہ سے آتشبازی
شروع ہوئی علی الاتصال گولون کی بارش ہوئی تھی ہم لوگون کے سرون پر سے نکلجاتے
تھے باغ راجہ رام نراین کی طرف جو دیوا حصار سے متصل گڑہی رانی مین تھا میر محمد حسین خان
وہان پر بیٹھا ہوا یورش کی راہ ڈہونڈہ رہا تھا اودہر کو ہماری طرف سے زیادہ بارش تفنگ
و توپ تھی تاآنکہ محمد قلی خان بہی فیل سوار ہمارے نزدیک پہونچکر استادہ ہوا مرلیدہر برج کا سر
پر تھا اودہر کا انتظام اوسکے حوالہ تھا کثرت ہجوم اور سامان جاہ و احتشام اودہر کو دیکھکر سمجھا
کہ برج کے مقابل محمد قلی خان یا کوئی ذیشان عمدہ لوگ استادہ ہوگا گولہ انداز کو تحریص کی
کہ اس ہجوم مخصوص فیل سوار پر گولہ مارا چاہیے وہ بہی اس نشانہ مین نہایت ساعی ہوا
لیکن اکثر گولی ہاتھی کے ادہر اودہر یا ہم لوگون کے سر پر سے نکل جاتی تھی چنانچہ ایک گولہ
کسیقدر بندہ کے سر پر سے اونچا گذر کر قریب ہی گر کے پہٹا بندہ نے اس جرأت بیموقع سے
ناخوش ہوکر والد سے جو کہ تھوڑے فاصلہ پر پالکی پر سوار کھڑا تھا عرض کیا کہ نشان توپ پر
جو ہم لوگ استادہ ہین کیا سود ہے فرمایا کہ اور میدان عمدہ میری نظر مین نہین بندہ نے
عرض کی کہ سالار لشکر سے ملتمس ہونا چاہیے کہ اگر بفائدہ یورش منظور ہے قلعہ کے روبرو حاضر
آؤ اور خود بدولت سوار ہین پس دن تنگ گیا ہے اور تہہ دوڑ کئے تقدیر مین جو ہوگا ہو رہیگا
اور اگر بضابطہ عقل لڑنا ہے تو ایسے قلعہ کا محاصرہ نہین ہوتا ایک تو صوبہ دار کے پاس تین چار ہزار سوار
اور دس بارہ ہزار پیادہ برق انداز مع چند توپ وغیرہ اسباب حرب کے حاضر ہین علاوہ اسکے
تمام شہر کے عزت دار بپاس آبرو بلا نوکری اوسکی رفاقت مین آمادہ ہین اگر قلعہ مین بہی دخل ہوا
جنگ عظیم کا خیال ہے ادہر سے جو فوج محاصرہ پر ہے ایسے دیوار قلعہ ستعدزاول جو صلاح
تھی وہ نامسموع ہوئی اب کہ لڑائی درپیش ہوئی اسطرح مقابلہ بہی محض خلاف ہے بلکہ چاہیے

کہ ہر طرف سے لوگون کو طلب کر کے بہیئت مجموعی راہ متعارف سے اندرون قلعہ بہرا گئے اور رام
تمام فوج و سامان کے قلعہ بادشاہی کے قریب مرید خان کے صوبہ مین لب دریا پہونچکر سواران
لشکر کو پیغام کیجئے او مستعد یورش ہوجئے برجی تو پون کو مقابل دیوار ریختہ قلعہ کے جسمین خشت و
چونہ کا کام ہے اگرچہ دو سو برس سے زیادہ رہیگی مگر مطلق نیستہ اور استحکام نہین رکھتی پوشیدہ
اکثر انمین نکل گئین اور دیوار ہے بلند اور خشت سے کہنہ پس حکم دیجئے کہ داغین یقین ہے
کہ چند ساعت مین کام ہو دیوار مسمار ہو کر زمین سے ہموار ہو جائے یورش کی راہ کہل جاوے اوسوقت
پیادہ برق انداز کو روبرو کر کے باڑہ دیتے ہوئے یورش کیجئے انشاء اللہ صورت فتح و ظفر نمودار
ہو والد قاصد اظہار ہوا تھا کہ خود محمد قلی خان جاے استقامت سے مغرب کو روانہ ہوئے
اور ہم بھی مع والد کے بیشتر کو نگاہ فرما ہوئے بارے برج نخاس کا نشانہ بندہ ہوا محمد علی خان
نے اوس مکان پر استادہ ہو کر کسی کو بہیجکر والد کو روبرو بلوایا جب وہ پہونچا اپنے ہمراہ
ہاتھی پر سوار کر لیا تہوڑی دیر کے بعد والد نے بندہ کو طلب کیا بندہ نے جرہ کر سلام کیا
والد نے کہا کہ نواب صاحب کا ارادہ ہے کہ تمہین برسم سفارت راجہ رام نراین کے پاس
بہیجین بندہ نے کہا حاضر ہون مگر اسوقت مین کہ وہ محصور اور قلعہ سے بجز تیر و تفنگ کی کوئی
صدا نہین آتی عبور کیونکر ہوسکتا ہے محمد قلی خان نے ایک شخص کو روبرو طلب کر کے
فرمایا کہ یہ شیخ حمید الدین جماعہ دار کے بہائی اور میرے رفیق ہین رات کو تبقریب دعوت
شیخ مذکور کے گہر قلعہ مین گئے تھے اسوقت وہان سے آتے ہین راجہ رام نراین شیخ کے
روبرو کہتا تھا کہ مین اسکے ملازمت کر کے ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام ہوا باوجود اسکے نواب
نے میرے استقبال پر کمر باندہی قلعہ گھیر لیا ہے لہذا حمید الدین نے پیغام بہیجا ہے کہ اگر اوسکی
تقصیر معاف ہو بندہ متعہد ہوتا ہے کہ اوسکو پہر حضور مین لائے پس تکلہ جانا چاہئے اور کہنا
چاہئے کہ اب بہی اگر ذرا اخلاص و عقیدت سے حاضر ہو ہم اپنے عہد پر استوار ہین بندہ نے
کہا اگر یہ سخن راست ہے کیون اوسنے اپنا آدمی بہیجکر ابلاغ پیغام نکیا جو شخص روبرو آکر کہڑا
تھا اوسنے جواب دیا کہ یہ پیغام اوسیکا ہے کہ شیخ حمید الدین کو دیا تھا اور شیخ نے مجھے
بہیجا محمد قلی خان نے کہا ہمارا کیا نقصان بعد تمہاری واپسی کے اوسکا جہوٹھ سچ ظاہر
ہو جائیگا بندہ نے کہا اچہا بندہ جاتا ہے مگر نواب صاحب مع فوج کے یکسو ہون تا کہ وہ بہی
گولہ اندازی و آتشبازی موقوف کرے اور راہ عبور کی سے لے اوسنے جوابدیا کہ جب تک وہ جنگ

موقوف نکریگا ادہر سے بہی خاموشی ہرگز نہوگی بندہ نے کہا کہ اس امر مین وہ بادی نہین جب حضور کی فوج نے محاصرہ کیا تب اوسنے بہی مدافعت پر کمر باندہی اگر ذرا غفلت کرتا ملازمان حضور بلا تامل برج بارہ پر چڑہ کر اوسکا کام تمام کر ڈالتے اور بندہ ایسی گرم بازاری تیر و تفنگ مین کیونکر جاسکتا ہے شخص حاضر نے کہا کہ اچہا بندہ لیچلی بندہ نے کہا کیا مضایقہ القصہ اوسکی ہمراہ ہو لیا وہاب علیخان عموی بندہ بنابر اخلاص رفیق ہوا شیخ مذکور جو میرے پہونچانے کا حسب راجہ رام نراین مین متعہد ہوا تہا عبور راہ مین تیر تفنگ سے اپنی محافظت کرتا ہوا جاتا تہا اور بندہ بہی اوسکے پیچہے پیچہے قدم زن تہا تا آنکہ باغ راجہ رام نراین مین جہان میر حسین خان کا مورچہ اور چند ہزار کا مجمع تہا پہونچکر توقف کیا کیونکہ وہان سے نکلنا نہایت دشوار تہا باغ کی دیوار نہایت متصل حصار ہے اور اوسکے بعد کوئی آڑ نتہی جسکی پناہ مین قدم زن ہو بندہ نے تہوڑی دیر کے بعد شیخ رہبر سے تاکید بیشتر و می کی وہ شیخ متحیر ہوکر عذر خواہی کرنے لگا کہ راہ ڈہونڈہ لین تب چلین مینے کہا کیا مضایقہ بندہ تمہارے ہمراہ ہی جہان جاو سایہ سان دنبال ہے آخر کار لاچار ہوکر نہایت الحاح و سماجت سے اپنے خدمتگار کو کہا کہ راہ کی جستجو کرے اوسنے ادہر اودہر دیکہکر معذرت کی شیخ ابلہ نے پانچ روپیہ انعام دیکر کہا کہ راہ بتا نا کرے خدمتگار نے لاچار ہوکر کہا کہ ایصاحب جان سب کو عزیز ہے ایسی حالت مین روپیہ کے طمع سے جان جوکہون مین نہین پہسونگا بندہ بہی آدمی ہے آپ کو اپنی جان عزیز ہے کیا میرے گوشت پوست نہین یہ جواب جب پایا مخصوص میرے روبرو شیخ جی نہایت نادم ہوکر بولے خیر اب لوٹنا چاہیئے مینے کہا کہ بندہ تو آپکے ہمراہ رکاب ہی جہان آپ جائیگا وہان جاؤنگا جو شیخ خجالت سے پہرا اور پاس محمد قلی کے آیا اوسنے پوچہا کیا گذرا مینے جواب دیا شیخصاحب سے استفسار فرمائے محمد قلی خان حال دریافت کر کے خاموش ہوا شیخ جی نادم کسی گوشہ کو سدہارے بندہ نے وقت عصر تک ان نالایقون کی سعی اور تردد کا ملاحظہ کیا آخر روز اپنے قیامگاہ کو وارد ہوا میرے بعد تہوڑی دیر مین والد وغیرہ سرداران فوج بہی آکر منزل گزین ہوئے مگر محمد قلی خان کی فوج اور جماعہ داران ملازم شاہزادہ کی تمام رات قلعہ اور اپنے توپخانہ ہمراہی وغیرہ کی حفاظت کی اور دونون لشکر کے لچون اور فاقہ زدون نے جوکہ خارج حصار سے جہاز کے باشندے تہے ورود شاہزادہ سے نہایت مطمئن لشکر پر آگرے اور خوب ہاتہہ پیر چلائے ایک خلق کثیر کا خاندان برباد ہوا لوگون کا مال و اسباب خوب غارت ہوا چنانچہ وہاب علیخان

ہماری چچا کے عیال و اطفال بہی اسی بلا مین مبتلا ہوئے چنانچہ ایک گوری اور ایک گزیا چہ لڑکی بہی تہا
لیکن کسی شخص فرشتہ خصلت نے اوس ہنگام مین اونکے سر پر پہونچکر حفظ آبرو مین شریک
ہوا اور اپنے ساتھہ لشکر کے متصل پہونچا گیا اور گوشہ مین گر گیا ہرچند بیچارے چچا تمام شب اونکی
جستجو مین پریشان رہے اور صبح کو نزدیک خیمہ گاہ والد کے بعض اشجار گنجان کے سایہ
مین گمشدون کو پایا اور سلامتی ناموس اور اطفال و عیال کا شکر بجا لائے اور اپنے
بات نہ سننے پر نہایت شرمائے لیکن کیا فائدہ تہا جب اسیطرح یہ معاملہ گذرا بندہ کو اگرچہ
پیشتر سے امید نتہی اور زیادہ اس لشکر سے مایوس اور محافظت ناموس مین مشوش
ہوا کیونکہ جس روز راجہ رام نراین نے محمد قلی خان کے آدمیون کو نکالکر واعیہ رزم کیا تہا
اوسیدن عصر کے وقت جناب والد مع بعض متعلقان بندہ اور نیز دیگر برادران کے ایک
ایک خادمہ اور لباس پوشیدنی سے واسطے ملاقات والد کے آئین تہین اور حصار عظیم آباد
کی دروازہ مشرقی کے محافظون نے وقت آنے سواریون کے مزاحمت کر کے راجہ رام نراین
کو اطلاع دی اور اوسنے حکم دیا کہ کوئی تعرض نکرے جانے دو فی الحقیقت بڑا احسان کیا ورنہ
خدا جانے کیا کہ پیرن بعد ورود کے کیا کیا خدا ناترسی کرتا آخر کار خیمہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے
باغ جعفر خان سے اوکھڑ کر میدان جنوبی قلعہ کے طرف بڑے فاصلہ پر جہان گولہ پہونچ سکتا
تہا زمین خشک شدہ جہلہ پر جا نصب ہوا بندہ نے دو تین روز اور لڑکر کے انکی جہالت سے
ناراض ہوکر والد سے کہا کہ چند خاندان کے پاشکستہ یہان پڑے ہین طاقت پیادہ پائی کی
نہین رکہتے اور یہ قلعہ ان تدبیرون سے جو ہو رہی ہین مہینون مین بہی فتح نہوگا اور عنقریب
جب لشکر مشرقی مع افواج انگلشیہ کے آتا ہے محمد قلی خان اور شاہزادہ اپنی راہ لیوینگے
پس ان بیچارون کے حق مین اگر ابہی فکر کیجاوے اور کہین کو روانہ کردو بہتر ہے ورنہ چند روز
کے بعد جب لشکر کا عبور ہو پہر جانا متعذر ہوگا والد نے آزردہ ہوکر فرمایا ہمسے کچہ تدبیر نہین ہو سکتی جو
تمہاری راے مین آئے تعمیل کرو بندہ نے چند بہل سواری اور ایک دو ارابہ باربرداری عالمگنج
جسجگہ کہ گادی بانون کا چودہری رہتا تہا اور بندہ سے آشنائی تہی طلب کر کے اور چند نفر
کہار بہی طلب کر کے مع والدہ اور جمیع ناموس کے جو متعلقان مہدی نثار خان اور وہاب علیخان
وغیرہ برادران کے بہی ہمراہ لیکر کلور سے عبور کیا اور بابو پہلوان سنگہ کے ملک مین جا پہونچے
چند روز قصبہ سہسرام اور حویلی شاہ قیام الدین نوہ شاہ کملن مین مقیم رہا کہ یکبار شاہزادہ

اور محمد قلی خان گرفتار اجاز ہوکر لوٹے اور بندہ سہسرام مین قدمبوسی والدسی مشرف ہوا

باقی حال محمد قلی خان اور شاہزادہ عالی گہر کا جو بندہ کے غیبت مین سرگذشت ہوئی اور پہر جانا دونون کا عظیم آبادسی تحریر کیا جاتا ہی

بعد ازان بندہ لشکر سے برآمد ہوا محمد قلی خان اور اوسکے ہمراہی اور رفقاے شاہزادہ نے تسخیر قلعہ مین اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کی اور دامن حصار مین مورچہ پہونچایا اکثر مجروح اور بہت سی مقتول ہوئے لیکن چونکہ یہ محنت اور مشقت محض بیجا تھی کچہ فائدہ نہوا محمد قلی خان نی جو برج کہ مہدی گنج کی طرف تھا اوسپر اژدحام کرکے بیلدارون کو حکم دیا کہ برج مذکور کی بنیاد کو کاواک کرین نوین۹ روز تین۳ چار بیلدار برج کے نیچے کام کر رہے تھے یکایک وہ برج نیچے کو دہسا ایک مزدور نے تو بہاگ کر جان بچائی باقی د۲و تین۳ نفر زمین دوز ہو گئے البتہ اوسپر راہ جانے کی ہو گئی محمد قلی خان کے لوگون نے ہجوم کرکے یورش کیا محصورین نے بہی پایداری کی چلی اور سبوچہ باروت مین آگ دیکر مارنے لگے اور اوسکے پہلو کے برج سے بندوق کی گولیان اوسے دسی برستی تہین اکثر اونمین سے ثلث یا نصف دیوار تک پہونچین بعض سوختہ باروت اور بعض گولی سے مجروح ہوکر نیچے گرے اوپر آنے کی تاب نہ پائی اور پائین برج مین بہی جمع کثیر صدمہ بندوق سے مجروح و مقتول ہوئے کہتے ہین کہ د۲وسو آدمی سے زیادہ اس آگ مین جل بہن گئے اور شمع مراد روشن نہولی تاکہ شام کی تاریکی ہوئی لوگ اس ادبار بند سے تہکر آسودہ ہوئے اوسکی صبح کو بسبب بعض سوال وجواب کے محمد قلی خان کو شاہزادہ سے ملال ہوا اوسنے اپنی فوج کو پائین حصار سی حکم مراجعت دیا اور خود عازم مراجعت ہوا شاہزادہ اوسکے خیمہ مین جاکر معذرت کی اور اوسکے بیٹہہ و بنگاہ کو جو آگے کو نکل گئی تہی واپس کرایا اور دوسرے اوسکو محاصرہ کی ترغیب کی چونکہ اس جہگڑہ مین متوقف ہوگیا تہا یورش کی نوبت نہ پہونچی لوگون کو جا ہاے معینہ کے حفاظت پر تعین کرکے یورش دوسرے روز پر موقوف کی صبح ہوتے وہی ماجرا مشروع ہوا راجہ رام نراین کو سع مارسان قلعہ کے ایسا اضطراب ہوا کہ نزدیک تہا مفرور ہون اسی اثنا مین محمد قلی خان کو آخر روز کو خبر ملی کہ لشکر مشرقی نزدیک آپہونچا اور نیز بیشتر اسکے معلوم ہو گیا تہا کہ قلعہ آلہ آباد کو شجاع الدولہ نے براہ دغا اسکے قلعدار سے چہین لیا اور خود قابض و متصرف ہو بیٹہا ان دونون جہوٹی خبرون کے سننے سے محمد قلی خان کہ

ہوش و حواس بر جا نرہے بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف تب مراجعت کی کیونکہ یہ شخص اسکا بنی عم اور قرابتی تھا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ بخت تدابیر نتھا اور اجل آگئی تھی جو بات بیجا تھی وہی کرتا تھا پس عزم مراجعت بالجزم کرکے یورش کی تاکید بہت کی اور قریب شام صبح کا وعدہ لوگون سے کرکے واپس خیمہ گاہ ہوا اور قرب وصول افواج مشرقی او رنیز اینے ارادہ سے شاہزادہ کو اطلاع دی شاہزادہ نے دو تین مرتبہ پایداری کا پیغام دیا مگر جواب دلخواہ نہ سنا لاچار خود بھی کسیطرف چل نکلنے کا ارادہ کیا آخر شب کو بتبدیل وضع لشکر سے ہر شخص متحیر تھا صبح کو ارادہ مضمر ظاہر ہوا ہرچند پہلوان سنگھ وغیرہ رفقا نے محمد خان کو سمجھایا کہ الحال ارادہ آشتی شجاع الدولہ سے نامعقول ہے بہرصورت اسی جگہ لڑنا چاہیئے یا کوئی دوسری تدبیر کرنا چاہیئے مگر کچھ فائدہ نہوا صبح ہوتے کوچ کا ڈنکا بجا کر اپنے ملک کی راہ لی

ذکر آنے موسیو لاس فرانسیسی کا لشکر مین اور لوٹنا اوسکا شاہزادہ کے ہمراہ نہایت حیف و حسرت مین

پہلواری کے قریب موسیو لاس فرانسیس آملا اوسنے سمجھا یا کہ ہر طرح سے بے عزتی ہے اسقدر محنت کی گئی دو روز توقف فرما کر میرے حسن تردد کو کہ چھتر پور سے افغان وغیرہ ان حاضر ہوا ہون ملاحظہ فرمائیے بعد ازان جو مناسب ہو عمل کیجئے ادہر سے کچھ بھی سماعت نہوئی لاچار موسیو لاس مذکور نے بھی خدا کی قدرت کا تماشا کرکے عزم بازگشت فرمایا لیکن شاہزادہ کی ملاقات مناسب سمجھکر پیغام دیا شاہزادہ نے توقف کیا اور موسیو لاس نے حاضر حضور ہوکے مکنون ضمیر استفسار کیا شاہزادہ نے واقعی حال بیان کر دیا کہ محمد قلی خان کے اعانت سے مصارف ضروریہ جو کچھ ہوتا سرانجام ہو سکتا تھا اور اب مجھکو اوسقدر زر و اسباب نہین کہ فوج مشرقی کا مقابلہ کرون ضرورتاً چھتر پور کو جاتا ہون تاکہ بعد ازین کیا ہو لاس مذکور بھی چونکہ وہین دہنا تھا رفیق ہوا لیکن شاہزادہ سے پیشتر چلا گیا چنانچہ بندہ بھی جب وہ سہسرام مین وارد ہوا ملاقات کو گیا اور احوال دریافت کل امرائے ہند کا جو کہ چند احمق ہمارے عہد مین خلق اللہ کی خرابی کو موجود ہوئے ہین کرنے لگا اور یہ کہا کہ یہ امر خالی غریب آزاری سے نہین اور محمد قلیخان کی عجلت کو حماقت سمجھا اور کہنے لگا کہ ہم بنگالہ سے شاہجہان آباد تک گھومے ہین بجز غریب آزاری اور دنیا ڈھونڈ

واپسی سے کوئی امر شاہدہ نہوا ہر چند ہمنے چاہا کہ دولتمندان مشہور مانند شجاع الدولہ او عماد الملک وغیرہ کو ارادہ بندوبست بنگالہ اور حوصلہ جنگ انگلشیہ ہو مگر کسیکو توجہ نہوئی اور حسن و خوبی بغیرہ اسکی کچھہ نہ دریافتکی القصہ جب وہ نکل گیا بادشاہزادہ اور محمد قلی خان اور بندا بہی نہچ والدمرحوم کیساتھہ تہا لیکن ایسے سرداروں کی رفاقت سے نہایت نادم تھے جس گہر مین ہم تھے وہین آ اوترا دونون سرداران نے عقل کی شکایت کر کے بندہ سے شورہ طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے بندہ نے عرض کیا کہ شاہجہان آباد کو بسبب عماد الملک کے نہین جاسکتے ہو اور شاہزادہ کو یہ مقدور نہین کہ مع عیال و اطفال اور دیگر متسلان کے آپکی خبر گیری کر سکے اور شجاع الدولہ کو آپکے مزاج سے اختلاط نہین اور ہم لوگون کی صحبت ارباب مشرق سے بسبب آپ کی رفاقت کے جو شاہزادہ کے ہمراہ ہوئے برہم ہو گئی بندہ کے زعم مین ایک تدبیر ہے اگرچہ اوسکا تحمل آپ پر گران ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس صوبہ کا عمدہ زمیندار پہلوان سنگہ ہے اور راجہ رام نراین اور مرلی دہر سے عجب ربط رکھتا ہے اور صاحب دولت اسقدر ہے جسکا حساب نہین ہوسکتا اور کسیقدر فوج بہی اوسکے پاس ہے اسوقت مین اوس سے موافق ہونا چاہیئے البتہ اوسکو کچھہ کام ہوگا درصورت اوسکی موافقت کے جب تک آپکو کچھہ کام نہوگا وہ اپنے حق مین روادار نہوگا اس تدبیر سے ممکن ہے کہ محالات جاگیر ہاتھہ آئین اور بسر اوقات کو گوشہ ملے بعد تامل کے فرمایا فی الواقع اگرچہ یہ تجویز اور امر مجھ نہایت گران اور ناگوار ہے لیکن اسی تدبیر مین چارہ کار ہے لہذا والد نے کوچ کر کے دریاچہ درگاوتی پر باتفاق پہلوان سنگہ کے خیمہ کیا پہلوان سنگہ نے ملاقات کو اکر بکمال فروتنی مافی الضمیر دریافت کیا اور بعد اطلاع حال بجا آوری کو سعادت سمجھا اسی اثنا مین یہ داعیہ رکھتا تھا کہ اگر شاہزادہ میرن سے مقابلہ کو سہم ہوا اور موشیر لاس کو بہی لوٹا لاوے مبلغ کثیر سرانجام سپاہ اور دیگر ضروریات مین خرچ کرکے اعانت شاہزادہ کی کریگا چنانچہ بندہ نے جا کر مکرر یہ پیغام دیے مگر موشیر لاس اور شاہزادہ نے اوسکی پیشہ زمینداری پر نظر کر کے اعتماد نکیا آخر بضرورت یہ صلاح ہوئی کہ اگر شاہزادہ نہین آتا ایک خط کرنیل کلیف کو بوجوہات معقول بناہر اپنے واپسی کے لکہے تاکہ کسیقدر اس خفت سے جو باعث برگشتگی کی ہوئی ہے کم ہو جائے شاہزادہ نے نوبت خان کو مع مہر اور اپنے منشی کے بہیجدیا تاکہ مسودہ کر کے جو مضمون مناسب جانے لکھکر روانہ کرے جب کسی نے خاطر خواہ نکیا

والد نے بندہ سے ارشاد کیا کہ اگر کچھ تیرے دل مین آئے لکھ لہذا جو کچھ طبیعت نے قبول کیا زبان قلم کے حوالہ کیا لوگون کو پسند ہوا وہی مسودہ حسب ضابطہ صاف ہو کر بعد دستخط شاہزادہ کے کرنیل کلیف کو پہونچا یا آپ ہرنا بر انتظام کیقدر حال محمد قلیخان اور شاہزادہ اور موشیر لاس اور بابر وکال لانا اسپنے ناموں کا ہزار ہا جستجو سے اوس مخمصہ پر ہراس سے بہ حرمت و عزت تمام لکھکر احوال ورود میرن اور فوج انگلشی کا مع احوال رام نراین پرگنہ سہسرام اور بین پور مین اور بخوبی انفصال کرنا معاملہ والد ماجد اور پہلوان سنگہ وغیرہ کا اور غارت گری لشکر محمد قلیخان کی راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کی کاوش سے اور دیگر حال ابتری تحریر ہونگے۔

ذکر سے نکالے جانے شاہزادہ اور موشیر لاس کا چھتر پور بوندیلکھنڈ کو اور آشفتگی محمد قلیخان کی اور اوسکے لشکر کی غارت گری راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کے ہاتھہ سے

جب شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ نے محمد قلیخان اور شہزادہ کی مراجعت کی خبر بے حاصل کرنے مقصد کے اور عدم حصول مدعا سے کمال نامردی سے مروت اور ایمان چھوڑ کر راجہ بینی بہادر اپنے نایب اور راجہ بلوند سنگہ زمیدار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہو کر محمد قلیخان سے روبرو جاو اور ایسا کچھ بندوبست کرو اور اوس حسن تدبیر سے پیش آو کہ اوسکو الہ آباد نہ آسنے دو جسطرح ہو اپنے قابو مین کر و راجہ سے مذکور حسب الحکم متفق ہو کر مقابل بنارس دریاے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر جو کہ بلوند سنگہ کا آباد کیا ہوا اور اوسکا موطن قدیم تھا وہان پر جاکے خیمہ زن ہوے اور توپین مقابل لشکر محمد قلی خان لگا کر مستعد مزاحمت ہوے شاہزادہ اور موشیر لاس کو پیغام دیا کہ ہمین آپ سے کچھ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جایئے مگر محمد قلیخان کو مجال حرکت نہ دیوینگے کہ اپنی جگہہ سے ایک قدم آگے بڑھاوے شاہزادہ نے اپنا نکلنا ایسے بلا سے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موشیر لاس کو اپنا رفیق

بناکر مرزا پور پہونچے بوندیلکھنڈ کی بعزم اقامت چھترپور کے لئے راہ لی اور محمد قلیخان
سید راجی کی سرا سے کسیقدر فاصلہ پر لشکر رکھتا تھا جو کوئی اوسکے لشکر یا کہ عظیم آباد
کے طرف سے آگے کو قدم بڑہاتے تو زمیندار دن اطراف بلونت سنگہ کے شکار
ہو جاتے بچے خان ولد زین خان شاہزادہ کے لشکر سے جدا ہوکر چند روز بلونت سنگہ
کی اجازت سے مرزا پور مین مقیم رہکر شاہجہان آباد چلا گیا محمد قلی خان مع لشکر کے
اسیر دام تحیر ہوا سوا ان جو چاپلوسی مین بسر کرتا تھا اور رفع الوقتی سے اپنا کام
نکالتا تھا اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ خداوند کریم سے تائید
نمودار ہو جائے اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرأت تھے صلاح جنگ
بینی بہادر اور بلونت سنگہ کی دی اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ مقدر
مین ہوتا عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ
کو جرأت نہ دی بندہ مع والد کے ہمراہ پہلوان سنگہ کے ناموس کے
جانب سے دلجمع ہوکر بدین سبب کہ اوسکے ہمراہ تھے اور بنارس مین
لیجانے کا ارادہ رکھتا تھا سید علی خان کو بھی ہمراہ لیکر کرمناسہ آیا
سنا کہ غالب علی خان برادر حقیقی بندہ دو روز قبل اسکے مع اپنی بی بی اور
خوشدامن کے بالخیر بنارس پہونچا اور اب گھاٹ مین کشتیان نہین ہین راجہ بلونت کے
حکم سے سب کشتیان کھینچکر رام نگر کے نیچے جہان اوسکا مکان ہے جمع ہوے ہین کوئی
بھی اگر ادہر سے جاتا ہے بلونت سنگہ کے لوگ اوسکو غارت کرتے ہین لاچار واپس
ہوا اور اپنا حفظ و حمایت تقدیر کو تفویض کیا اور موافق ظاہر تدبیر کے
ایک خط پہلوان سنگہ سے بنام بلونت سنگہ کے لکھا بھیجا تاکہ میرے ناموس کی نکلجانے
مین اعانت اور راہداری کرے جائے مناسب مین بآرام تمام فروکش کردے
اور والد بندہ نے بھی اسی مضمون کا ایک خط بنام راجہ مذکور تحریر کیا پس بندہ مع اکثر
ملازمین راجہ پہلوان سنگہ کے مع ناموس اور سید علی خان کے چین پور کے راہ سے
جو درمیان جنگل اور پہاڑ کا ہے راہی ہوا اور رفقی علیخان والد کے ہمراہ ہوا اثنائے
راہ مین بلونت سنگہ کا نوشتہ مشعر عدم روک ٹوک اور بجالانے خدمت اور لوازمہ ضیافت
اور حفاظت کے بنام عملہ مع دو نفر ملازمین کے پہونچا بندہ جب مرزا پور کے نزدیک

پہونچا تھا باوجود ہمراہ ہونے نوشتہ اور ملازمین بلوند سنگہ کے برق انداز
موجود ہوکر مزاحم ہوئے بندہ نے آدمی بہیجکر بلوند سنگہ کو اطلاع دی کہ آپ نے
براہ عنایت پروانہ راہداری مجکو مرحمت کیا اب یہہ نگہبانان طرف مزاحم ہوتے
ہین براہ الطاف حکم بہیجئے کہ مزاحمت سے دست کوتاہ کرین چنانچہ
بلوند سنگہ نے بمجرد اطلاع اپنے چوبدارون کو بہیجا چوبدارون نے آکر مزاحمون
کو ممانعت کی اور بندہ کو مرزاپور مین مکان مناسب پر قیام کرایا رات
کو اوس مکان مین رہے صبح کو ایسی فضل و اعانت حافظ حقیقی کی ہوئی کہ
اوسکے عملہ کے لوگ کشتی لائے اور ہملوگون کو گنگا سے اوتار کر بنارس پہونچایا
شکر خدا کہ چند مہینے تک اس شہر بنارس مین حضرت شیخ محمد علی حزین کی برکت
صحبت مین کہ پہلے اونکا ذکر آچکا ہے مشرف رہا اور نیز اپنے خالوے معظم سید
عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے سعادت اندوز ہوا اسی اثنا مین
بیرم خان ولد بیرم خان مرحوم نواسہ نواب روح اللہ خان بخشی الممالک اورنگ زیب
کے جس طرح سے ہوسکا محمد قلیخان کے لشکر سے بنارس مین آیا اور وہان پر سکونت کی
جہان کہ اوسکے عیال و اطفال بہی مقیم تہے بعد چند روز کے سُنا گیا کہ محمد قلیخان نے
چند ہمراہیون سے شجاع الدولہ کے حضور مین جانے کو مزاحمون سے اجازت
مانگی اور اونہون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی اوس احمق نے
بامید صلہ رحمی اور فریب بنی اعمامی کے بارہ سوار اور چند خواص خدمتگار سے
عبور گنگا کرکے شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہہ سمجہا تہا کہ بروقت مقابل
اور مشافہہ یہ سب رنجش خاطر اور کبیدگی دلی برطرف ہوجائیگی یہ جو کچہہ فتور
ہوتا ہے دراندازی مفسدان خانہ برانداز سے ہے اور ادہر سے حکم ہوچکا تہا کہ جب
وہ روانہ ہو اور چند روز گذرین اوسکے لشکر کو غارت کرکے سب مال و اسباب
ضبطی مین لاوین اور منتظر تجدید حکم ثانی نرہین اسی حکم کو حکم قطعی سمجہین اور
جبکہ اوسوقت دو تین روز اوسکے کوچ کو گذرے ہونگے دونو سردار یعنی بینی بہادر
اور راجہ بلوند سنگہ سوار ہوکر لشکر کی غارتگری اور ضبطی مال کے قاصد ہوئے جزع
و فزع محشر کے آثار لشکر مین پیدا ہوئے ایک خلق کثیر عجب بلا مین مبتلا ہوئی

اکثر لشکری بے آبرو ہوئے اور مال واسباب تاراج ہوا چند سبب نام ونشان
بسبب قرابت داری اور خویشی دونو راجہ مذکور کے رات کو اس لشکر مین چھپ کر
محفوظ رہے اور بنسبت لوگون کو ایک سید قوم بارہہ جماعہ دار لشکر ہینی بہادر نے
جان و مال سے بچایا جملہ نام آورون سے فقط زین العابدین خان نامی جو آخر کار
شاہ عالم کا وزیر ہوا تہا اور نام آوری بہت کی تھی انجام کار جنگ عظیم آباد مین قلعہ پر
یورش کر کے راہی سفر آخرت ہوا ذکر اوسکا بعونہ تعالے موقع پر ہوگا جو اُسکی ذات مین رعایا
پروری اور مردم شناسی بہت تہی اور ہر ایک شریف سے برا نیکی وخیراندیشی پیش آتا تھا اسوقت
مین بھی یہی باتین اوسکے کام آئین کہ اپنے استقلال وشجاعت سے اوس معرکہ
سے معزز ومکرم اور صحیح وسالم نکلا تفصیل اُسکی یہہ ہے کہ یہ سردار مذکور امرای
ایران مین سے ہے قبل رفاقت محمد قلیخان کے صوبہ اودہ مین صفدر جنگ اور
شجاع الدولہ کی رفاقت سے باعزت واحتشام رہا اکثر محالات صوبہ مذکورہ مین
حکومت رکہتا تھا اور اپنی اصالت نسب اور جلالت حسب سے ہر ایک کا دل
خوش کیا کرتا اور یگانہ وبیگانہ سے مراعات وتعظیم وتواضع سے پیش آتا اور
ہمیشہ اُسکے دریاے جود وعطا کو روانی تہی اور بحر نوال اوسکا موج زن رہتا تھا کشت امیدواری
کی اوسکی آب پاشی سخاوت سے سرسبز وشاداب رہتی تھی رفقا اور غیر رفقا
جو کوئی اُسکے خدمت مین پہونچتا حصول مدعا سے محروم نہوتا خان مذکور نے اس سانحہ
مین بمقتضاے عزت اور شجاعت کے جب لشکر کا حال اوسطرح پر دیکہا چند ملازمین
ہمراہی سے کسانون کے ٹوٹے جہونپڑون مین پہونچکر دیوارون پر چڑہ گیا اور تیر وتفنگ
تیغ وشمشیر جو ہاتھہ لگا درست کر کے مستعد جنگ ہوا اور کہتا تھا کہ جو کوئی اسمقام پر
میرے روبرو آوے گا اور مجہسے تعرض کرے گا اوس سے بے شک لڑونگا کہ یا آبرو
تو مرونگا اور باعزت جان دونگا کہ ان سب مین ہمیشہ بہ آبرو گذری ہے اب اسبد
توقیری اور بے عزتی سے مرنا اچہا نہین ہے اگر کوئی مجہسے مزاحم نہوگا مجہے بہی تعرض نہین ہے اور
جب یہ خبر بلوند سنگہ کی فوج مین پہونچی بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ فلان شخص ہے جو ایسا ارادہ
رکہتا ہے چونکہ ملازمین بلوند سنگہ کے اکثر نمک پروردہ اُسکے تہے اور بعض رفقا سے بہی بہادر
کے بہی اسیطور کے تہے باہم متفق ہو کر اپنے ولی نعمت سے اطلاع دیکر عرض کیا

کہ زین العابدین خان بہادر بپاس آبرو ننگ و ناموس ہمارے فلانے خرابہ مین گہرا آباد کم جانفشانی ہے اور ہم لوگ اوسکے ممنون احسان اور نمک پروردہ ہین لہذا اوسکی عزت و آبرو کے شریک ہین اگر حکم ہو تو جا کر اوسکو بالعزت واحترام لاوین دونون راجاون نے لاچار ہو کر التماس اونکا قبول کیا اور کہا کہ اچھا جاؤ اور جو اوسکی مرضی ہو تعمیل کرو کیونکہ دونو راجہ بخوبی سمجھے تھے کہ جو اسوقت ہم اس فوج کا کہنا نہ سنین گے بلا تامل یہہ سب شریک زین العابدین خان ہو جائینگے اور انجام کار تدارک اسکا مشکل ہوگا اور یہہ شخص مرد بہادر اپنی جان سے مفت جائیگا بعد از گذرنا اسیے خیال سے بہتر ہے جماعۂ مذکور کہ جم غفیر تھے دوڑ اوٹھے اکثر سردار اور ہمراہی دور سے پیادہ ہو کر مودب سلام اور کورنش بجا لائے اور آگے بڑہکر ما فی الضمیر عرض کیئے زین العابدین خان نے اونکے حسن وفا سے آفرین کی اور شکر آلہی بجا لاکر مع رفقاے حاضرین کے سوار ہو کر بکمال عزت و احترام لشکر بلوند مین داخل ہوا اور بعد انطفاے نائرہ غارتگری کے بنارس مین آکر منزل گزین ہوا ارباب ہوش کو چاہیے کہ اس حکایت کو گوش ہوش سے سنکر حسن وفا کو خیال فرماوین اور خصال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اپنا شیوہ کرین اور یہہ سمجھین کہ صفت مذکور موجب حیات ابدی ہے ۔ اور یہہ دنیا ایک دم مین خواب و خیال ہو جاتی ہے الغرض محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچکر مقید ہوا باقی حال جو کچھ اوسکا معلوم ہوا انشاءاللہ شجاع الدولہ کے احوال مین تحریر ہوگا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے ای صاحبان بینائی قدرت ایزدی دیکھنا چاہیے کہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے کہ زین العابدین خان کیا کیا حقیقت تھی کہ اس آدمیون سے آمادۂ رزم اسقدر فوج کثیر کا ہوتا مگر یہہ سب باتین اسکی نیک نیتی اور حسن سلوک کی باعث سے تھین جو کہ ہر ایک کس و ناکس کے ساتھ برتتا تھا پس ایسا ہی کرنا ہر فرد بشر کو چاہیے نہ کہ رعایا و برایا کو وقت حکومت کے آزار دینا اللہ تعالے ایسی باتین ناپسند رکھتا ہے اور بہت جلد اوس شخص کی بیخ شجر حکومت کو کاٹ ڈالتا ہے بموجب شعر بہت ڈر آہ مظلومون سے ہنگام دعا ظالم کہ آتی ہے در حق سے اجابت پیشوائی کی ۔

ذکر ہے پہونچنے میرن کا عظیم آباد مین اور نکلنا راجہ رام نراین کا باتفاق کرنیل کلیف بہادر بابت جنگ کی بمداعت شیم نمائی پلوان سنگہ کے

میر محمد جعفر خان اور میرن فرزند کلان اوسکے نے سنا کہ راجہ رام نراین اور محمد قلیخان
شہزادہ سے مشرف ملازمت ہوے اول یہ دونو اندیشناک ہو کر جماعۂ انگلشیہ
سے رجوع لائے اور کرنل کلیف بہادر کو بمعاجت طلب کیا بعد اونکے آنے کے
شور ہرا سنے فوج کا ہوا جماعۂ انگلشیہ کو رؤساے ہندوستانی کا کل حال تو معلوم تھا
شہزادگی کے نام و نشان اور آبرو اور حرمت و عزت سنکر ارادہ رزم سے پہلو تہی کی
جب دوبارہ برہمی مصالحہ اور رام نراین کی محصوری آور شاہزادہ و محمد قلیخان کا حصار
گھیر لینا دریافت ہوا میرن اور کرنیل کلیف دونو باتفاق با فوج انبوہ مرشدآباد سے
نہضت فرما ہوے اثناے راہ مین خادم حسن خان جو کہ میرن کو بسبب گمان خلش خاطر
ورنجیدگی دل صفائی نہتھی یہ خیال کرتا تھا کہ مبادا اس مقدمہ مین وہ بھی خار راہ نہ ہو
کہ ہوتی ہے دلکو بہت دل سے راہ + عین راہ مین مقابل پورنیہ ہینچی کے مقام پر مقیم ہو کر
قصد کیا کہ اوسے اپنے زیر قابو کرے اس ارادۂ میرن نے شہرت پکڑی خادم حسن خان
بڑا چالاک مرد عیار تھا اور میرن کی طرف سے اندیشہ ہی رکھتا تھا یہ مستعد ہو تمام جمعیت
فوج واسباب لیکر کمک دہی کا اشتہار دیکر پورنیہ سے نکلا اور لب دریاے گنگ
واقعہ گنڈہ گولہ پر متوقف ہوا اور کرنیل کلیف کے پاس نامہ و پیغام ہونے لگا آخرکار
ایسا ہوا کہ کرنیل مذکور نے میرن کو لڑنے بھڑنے سے منع کیا اور دونون سے عہدو
پیمان ہو گئے ۔ خادم حسن خان نے اپنا اندیشہ ظاہر کر کے میرن کے لشکر مین آنے
سے معذرت خواہ ہوا اور یہ تصور کیا کہ میرن کے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہین ہے
اور بظاہر صاحب لوگ بھی اوس کا پاس خاطر کرتے ہین پس اس
صورت مین دیدہ و دانستہ آپ کو خود دام بلا مین پھنسانا ہے مقتضاے عقل
دور اندیش یہ طور ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اب آبرو جان کی مخلصی اور رستگاری
ہوجاے غرض یہ سوچکر عرض کیا کہ اگر آپ بجرہ پر سوار ہو کر نصف گنگا مین آوین

تو بندہ بھی ادہر سے بجرے پر سوار ہو کر وہین آکر ملاقات کرے تاکہ
سر نو عہد پیمان بالمشافہہ بسوگند ہو جاوین اور پھر باطمینان تمام
خدمت والا مین زندگی چند روزہ بسر کرون اور کوئی خدشہ اور پریشانی دل اور خلجان
اور تشویش خاطر باقی نہ رہے اور یہہ اطمینان باعث تسکین اور سبب
تشفی اس مسکین کا ہو جاوے اور ہر چند یہہ امر خلاف راے میرن کے
تھا مگر کرنل صاحب نے پسند فرمایا آخر حسب معہود میرن اور خادم حسن خان
کی ملاقات ہوئی طرفین سے عہد و پیمان پھر مضبوط ہونے از سر نو بحسن
و سالمت کرنل صاحب میرن مع کرنل کلیف بہادر کے عازم عظیم آباد ہوا جب
محمد قلیخان نے خبر قربت لشکر پائی اولٹے پاؤن پھرا اور اپنی راہ لی اور جسوقت
یہہ لوگ عظیم آباد کے متصل پہونچے رام نراین نے مع ارکان دولت کے
بڑی تعظیم و تواضع اور نہایت تکریم و عظمت سے استقبال کیا واللہ اعلم
کس طرز سے ملاقات کی کہ باوجود ملاقات محمد قلیخان کے پیشتر سے زیادہ مورد
الطاف بے پایان صاحب بہادر اور شاہزادہ کا ہوا اول سے رام نراین نے
بندہ کو اپنے کام کے واسطے بہ ہزار منت و سماجت و تملق و چاپلوسی شاہزادہ
کے پاس بھیجا اور خود بھی گیا حاضر ہو کر فیضیاب خدمت ہوا تھا اور ارادہ
توسل کا اوسکے ساتھ کیا بعد ازان جب اوسکی ملاقات کو گیا اور وہان جاکر کچھ دلمین
سمجھا اور اپنے آنے کو بھی سہل اور آسان جانا اور اپنے دلمین را سے مرلی دہر
کو غالب پایا اس امر کا الزام بندہ کے جانب لگایا اور دفعتاً بدگمان ہو کر زبان شکایت
ہر ایک کے روبرو کھولی اور جو جو دل مین آیا وہ ہرزہ درائی آغاز رکھی جب یہ حال
بندہ کے ساتھ اوسکا پہونچا اور بندہ نے دیکھا کہ پاے رفتن نہ راے ماندن
سے ہے براہ مشورہ عقل دور اندیش چند روز جسطرح مناسب جانا بسر کی ہر ایک کے
روبرو یون کہتا اور میرا ذکر کرتا کہ اے صاحب عجب دنیا اور زمانہ ہے مینے غلام حسین خان
سے کیا بدی کی تھی کہ انہون نے میری رفاقت ترک کر کے اور میرے احسان اور
نیکیان فراموش کر کے باپ سے ملتی ہوئے الغرض ایسی ایسی طلاقت لسانی اور زبان درازی
سے اور اسیطرح کی ایسی بیہودہ بازیان کرکے اپنی نیکنامی مین ساعی ہوا اور ہر ایک کے روبرو نیکنام بنا

تعجب ہے صاحبان انگلشیہ سے کہ باوجود اوسکی ملاقات کرنے کے اور شناخت اطوار و اوضاع دشمنی سے اور اوسکی سخن سازیون سے پہر ایسے شخص کو اپنا دوست سمجہا ہو سچ ہے صاحب زر کے عیب دنیا مین چہپ جاتے ہین اور اچہا تو اچہا ہی ہے کیسا ہی بُرا ہو کچہ زبان پر نہین لاتے کیا خوب کہا ہی شعر اے زر تو خدائی ولیکن بخدا + ستار عیوب وقاضی الحاجاتی + ترجمہ شعر ہذا المحشی اکبر نامہ نہی سہ ای زر خدا نہین ہے تو لیکن قسم بحق + تو عیب کو چہپاتا ہے حاجت روا بہی ہے + بہر صورت میرن اور کرنیل نے چندروز شہر مین مقیم ہوکر حسب استدعای رام نراین کے پہلوان سنگہ پر چڑہائی کی پہلوان سنگہ نے دامن کوہ مین مامن بناکر دو تین روز جنگ کی تشویش مین رہا اور بہت تدبیرین تصور مین لایا اور بہت سا کچہ عقل کو معاملہ جنگ و صلح مین دوڑایا ولکن کچہ سود نہوا منہہ کی کہاکر رہگیا اور صلح کا خواستگار ہوا اخرش گفتگوے صلح درپیش ہوئی اور میرن کو راجہ رام نراین سے کچہ دل مین سوچ کے عظیم آباد واپس کیا تاکہ شہر مین جاکر عیش و عشرت اوڑاے اور عرض کیا کہ آپ بکمال راحت بسر کیجیے اور اسطرحکی تکلیف مین گذر کرنا کیا ضرورت ہے شہر کو تشریف لیجاے انشاءاللہ تعالے عنقریب بندہ مع کرنیل کلیف کے پہلوان سنگہ کا معاملہ فیصلہ کرکے حاضر خدمت حضور ہوتا ہے میرن تو اس امر کا آرزومند ہی تہا اور بسبب کم حوصلگی اور پست فطرتی کے ایسے کامون کا منتظر اور مشتاق رہتا تہا اور صلاح عام اور رفاہ خاص اس ایسے بد باطن سے مفقود تہی فوراً واپس شہر ہوا اور رام نراین نے مع کرنیل کلیف ثابت جنگ بہادر کے موافق واد وقت اور حسب موقع و وضع معاملہ پہلوان سنگہ کو فیصلہ کیا پہلوان سنگہ نے اول والد مرحوم کے کام کو درست کیا اور ایسا با خود با مشورہ و صلاح مین مقرر ہوا کہ والد اپنے محالات جاگیر مین بکامدل بے مزاحمت اور بغیر تردد مقیم ہون کہ کوئی کسی طرح پر براہ تعرض اور ممانعت اور مدافعت پیش نہ آوے بلکہ بہر طور انکی اطاعت کرنا چاہیے الحمدللہ کہ تمناے دلی برآئی اور شاہزادہ کا خط بہی کرنیل کو پہونچکر موثر ہوا رام نراین اوس خط و کتابت سے نہایت خوشنود اور متانت کلام سے بنہایت محظوظ ہوا صاحبان انگلشیہ نے بہی بعد ملاحظہ اوس پرچہ کے آفرین فرمائی چنانچہ بعدمدت دراز کے جب بندہ کو اصحاب انگلشیہ سے ملاقات ہوئی پس جو حق تحسین و آفرین تہا بہت بہت فرماتے رہے

سکتے تہے کہ جس منشی کے خط شاہزادہ کی طرف سے جانبی نام شہا لایق مدح وثنا ہے اوسوقت بندہ نے ظاہر کیا کہ اونکا محرر بندہ ہے نہایت مدح سرائی کی اور انبلک گورنر عماد الدولہ مستہ منٹنگ جادر جلادت جنگ بندہ کے مسودات کی تعریف کیا کرتا ہے اور جواب خط شاہزادہ کا لکھکر یا ونہین کہ کئی ہزار اشرفی نذرانہ کی ساتہہ روانہ کیا والدبندہ مع نقی علیخان کے اپنے محالات جاگیر مین آرام پذیر ہوا اور پہلوان سنگہ بہی پاتنہ سید اجی روانہ ہوا اور رام نراین مع کرنیل کلیفنڈ کے عظیم آباد پہونچا اور استرضای میرن مین مصروف ہوا

میرن کی مراجعت مع ایک کرنیل کلیف کے مرشد آباد کو اور دلیرخان اور اصالت خان سی دغا کرنا

جب اسطرفت سے میرن کی خاطر جمع ہوئی آرادہ مراجعت مرشد آباد فرمایا لیکن اصالت خان اور دلیرخان وغیرہ فرزندان عمرخان کو لسبب سطوت اور شجاعت انلیکے اور باوصف مرافقت اور وفاداری کے نہین چاہتا تھا کہ اس دیار مین رہین کہ ہنگامہ آمد شاہزادہ کا موجب اونکی خوشامدکا ہے لہذا ہمراہ لیا باپ نے نصیحت کر دی تہی کہ بعد دلجمعی تمام کے انہین دفع کرنا ورنہ یہ لوگ تمہین پچہوڑینگے حال آنکہ اونہون کو اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ ارادہ بدنہ تھا بلکہ ابتدائی عروج مہابت جنگ کی ہمیشہ ناصر اور مددگار میر جعفرخان کے رہے ہین اور اسی سبب سے سراج الدولہ نے بدہو کر عمرخان اور دلیرخان اور دیگر کسان کو برطرف کر دیا اور ایک سال تک عظیم آباد مین حیران رہکر تنخواہ طلب کی بنابرین اسوقت بندہ بتقریب مذکور لشکر مذکورہ مین گیا اور دیکہا کہ اب اس لشکر کی رفاقت بارگران ہوئی الغرض خط دلیرخان کو جو میرا نہایت آشنا بلکہ دستار بدل تھا لکہا اور اوسمین ترتیب رفاقت شاہزادہ کی تحریر کی اور نیز التماس حفاظت ناموس کیا درجواب تحریر فرمایا کہ فقیر کی طرف سے مطمین رہئیے اور جو رفاقت شاہزادہ کے بارے مین لکہا ہے اوس بارہ مین معلوم ہو کہ جب تک ایک آدمی بہی میر جعفرخان کے ساتھہ رہیگا بندہ رہیگا خدا سے دعا کیجئے کہ جسکی رفاقت مین رہون ثابت قدم رہون **القصہ** میرن بموجب نصیحت پدر اور نیز اپنی دانائی کی رام نراین کی پہونچنے تک دلیرخان سے گرم صحبت رہا اور وعدہ تنخواہ کا منحصر آنے رام نراین کی تھا جب رام نراین آیا اور خود مرشد آباد کا عازم ہوا رام نراین سی کہا کہ مردم معتمد دلیر مغربی دروازی پر مقرر کریئے اور کہدیجئے کہ دروازہ بند فقط کہڑکی کشادہ رہے اور کوٹھی کی دروازی پر انگریزی پہرہ ہو تا دلیرخان اندر نہ آنی پاوے اور خود کشتی پہ سوار ہوکر مرشد آباد کو راہی ہوا دو مین منزل دریا مین بسواری کشتی عبور کرکے سطے مسافت کی دلیرخان نہایت عاجز ہوا کہ کیا کرے اور

رام نراین نے بے تقصیری اپنی سے مقدمہ تنخواہ مین معذرت کی اور عرض کیا کہ کسیطرح میرا یہانکا
رہنا شہر مین مناسب نہین اور اوسنے بہی دیکھا کہ بیفائدہ ہے مع برادران و رفقا کے لکہنؤ کیطرف
روانہ ہوا فتح سنگہ اور بنیاد سنگہ وغیرہ اولاد و اقارب راجہ سندر سنگہ نے اسکا جانا مغتنم جانا
اپنے حسب مقدور روزمرہ خرچ مقرر کردیا بعد چند سے فتح سنگہ اپنے کامون کی مضبوطی کر کے
میرن کے پاس مرشد آباد گیا میرن مرشد آباد مین اور رام نراین عظیم آباد مین بکام و آرام بسر کرتے تھے
اور میر محمد جعفر خان بنابر [illegible] فرتر بیمحل تک یا چند کوس زیادہ مرشد آباد بنگالہ سے برآمد ہوا تھا بعد سننے خبر فتح خوش ہوا
اور [illegible] محمد خان [illegible] آغا باقر زمیندار ڈہاکہ سے ناحق بدگمان ہو کر بیچارہ کو دم توپ اوڑا دیا گویا ذخیرہ عقبی کا
[illegible] حرکت بیجا [illegible] واسطے حاصل کیا دلیر خان اور کامگار خان معین زمیندار ترہٹ شمالی کا بہی اون سلوکا
[illegible] بروقت ورود عظیم آباد کے رام نراین کے اشارہ سے میر محمد جعفر خان نے کر کے اوسکو مقید کیا
[illegible] تہا [illegible] دونون نے متفق ہو کر شہزادہ کو عرایض لکہے کہ ادہر کو متوجہ ہو شاہزادہ
مع رفقا کے بسبب عدم [illegible] دکن چہتر پور سے عازم عظیم آباد ہوا بندہ قبل ازین بنارس سے
والد کی خدمتمین پہونچا تہا اور بسبب چند وجوہات کے وہان مقیم ہو کر ٹکاری آکر چند روز
دلیر خان کے پاس رہا جب اوسکے ارادہ سے آگاہی پائی اپنا رہنا وہان نامناسب سمجھا
کیونکہ شاہزادہ کی رفاقت بندہ کو منظور نہتی بمبالغہ تمام مرخص ہوا ناچار اوسنے جسقدر
اوسکو دسترس تہا میری تواضع کی بندہ بہار کو جہان چند روز پیشتر سے بہائی
سید علیخان مقیم تہا روانہ ہوا بہار مین پہونچکر بندہ مقیم ہی تہا کہ شاہزادہ کی آمد آمد کی
خبر گرم ہوئی اور کامگار خان مع فوج کے متصل بہار پہونچکر پٹنہ کو عازم ہوا اس سبب
کہ بروقت ورود شاہزادہ کے ضرور ملاقات کرنا ہوگی اور پہر عظیم آباد مین پہونچنا
دشوار ہوگا بندہ نے عظیم آباد جانیکا عزم کیا لیکن رام نراین نے ناحق بندہ کو بدنام
کر رکہا تہا روادار میرے [illegible] نے کا نہوا اس نظر سے بندہ کا ورود شہر عظیم آباد مین
دشوار تہا اتفاقاً اونہین دنون مین حکیم غلام علی بسبب معالج ہونے اوسکے
داماد کے رام نراین سے ملکر اوسکا معتقد علیہ ہوا اور حکیم مذکور بندہ پر
نہایت شفیق تہا بندہ نے حکیم مذکور کی خدمتمین دو تین کلمہ مشعر صدور
اجازت آنے عظیم آباد کے تحریر کئے اور بعد اجازت مع سید علیخان کے
داخل شہر مذکور ہوا لیکن مرلیدہر اور بعض اوسکے مقربین مسلمین کو ناخوش معلوم ہوا

بندہ مستر امیٹ جو عظیم آباد کا بڑا صاحب تھا اور ڈاکٹر فلرٹن حکیم متعین کوٹھی عظیم آباد سے کہ طرف کونسل کلکتہ سے متعین تھا آشنائی اور دوستی رکھتا تھا مخصوص ڈاکٹر سے زیادہ ملاقات تھی پس اونسی ملکر تہیا اجرا اظہار کیا اونہون نے میری دلجمعی کی بلکہ ڈاکٹر نے فرمایا کہ میرے بنگلہ پر فروکش ہو بندہ بدلجمعی تمام ساکن عظیم آباد ہوا اسی اثنا مین شاہزادہ کی آمد آمد رام نراین کو ملی لشکر کی فراہمی کرنے لگا پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداروں کو طلب کر کے متفق کر لیا اور رحم خان روہیلہ جو قدیم مہابت جنگ کا نوکر تھا حسب الامر میر جعفر خان کہ مرشد آباد سے اسکی کمک پر آیا رام نراین نے اپنے برآمد ہونے کی ساعت منجمین و برہمنون سے دریافت کر کے مقرر کیا اور پہاڑ کی طرف چار پانچ کوس پر جا کر خیمہ گاہ کیا قریب بارہ ہزار سوار و پیادہ اور توپ و بندوق اور جزایر اور بان وغیرہ کے ہمراہ تھا اور اسکے علاوہ فوج انگلشی کپتان کاکرن وغیرہ کی سرداری سے مع چند سارجن اور سواران ولایتی اور پیادہ تہری قواعد دان کے کل ایکہزار سے کم مع بندوقون چقماقی اور دو ضرب توپ اور پیٹی باروت اور گولہ کی کمک پر آمادہ ہوئی

آنا شاہزادہ کا حدود عظیم آباد مین اور جلوس کرنا تخت عظمت پر اور رام نراین سے لڑ کر فتحیاب ہونا

جب شاہزادہ دریاچہ کرمناسہ سے جو حدود عظیم آباد پر واقع ہی گذر کر چند منزل پیشتر کو بڑہا خبر ملی کہ والد بزرگوار عالمگیر ثانی اس تقریب سے مارے گئے کہ مرحوم عماد الملک نے بموجب سکھلانے آقا کی ظاہر کیا کہ ایک فقیر صاحب کمال و کرامت کوٹلہ فیروز شاہ مین وارد ہوا ہی بامل زیارت ہی بادشاہ نے اپنی جو نزدیک تہی مہدی علیخان کشمیری برادر علی قلیخان کے دلالت سے سوار ہو کر کوٹلہ مذکور کو روانہ ہوا اور مہدی علیخان ہمراہ ہو کر جس حجرہ مین قاتلون کو بٹھلایا تھا وہانتک گیا اور پردہ اولٹایا اور بادشاہ کے ہاتھ سے سیف لے لی جب بادشاہ حجرہ کے اندر گیا باہر سے دروازہ بند کر لیا چند نفر قاتل نے دو ایک زخم کاری اوسکو ہلاک کیا اور اوسکی نعش کو دروازہ شرقی سے دریا مین جسکا ریگستان اوسوقت خشک تہا ڈالدی مرزا بابر پسر اعز الدین داماد اور برادر زادہ عالمگیر ثانی نے جو ہمراہ گیا تہا تلوار کہینچکر دو ایک کو زخمی کیا مرحوم مہدی علیخان نے ہجوم کر کی قید کر لیا اور پالکی مین سوار کرا کر قلعہ سلیم گڈہ مین کہ مسکن سلاطین مقید کا تہا قید کر دیا اور محی السنت بیٹی کام بخش کو لقب شاہجہانی سے تخت نشین کیا اور عالمگیر کی لاش کو بجون ذ مقبرہ ہمایون مین دفن کیا شاہزادہ اس خبر سے مضطر ہو کر والدہ کی نام جو حسین آباد اپنی محالات جاگیر مین رہتا تہا اور اہل و عیال کی مقیم تہا شقہ خاص صادر کیا کہ ماجرا یون ہوا آپ کی صلاح کیا ہے والدہ نے بمجابتنا دو کلمہ جواب مین لکھے کہ بمجرد ورود اس عریضہ کے بہ ضابطہ ستمرہ جلوس کیجیے اور قلمدان وزارت کا شجاع الدولہ کو بہیجکر اونکی نیابت پر کسی مغلیہ کو جو حضور مین اسکے لائق ہو عنایت فرمائی اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی خدمت دیجیے اور منیر الدولہ کو اپنے پاس بہیجکر درخواست اعانت اور نیز تحریر کمک مدد دہی بنام

شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسائی افاغنہ اور ارکان سلطنت ہند کے طلب کیا جاہے اور اسیطرح تالیف قلوب صاحبان مقدور مین ساعی ہونا ضرور ہے بندہ کیواسطے کوئی کام نہ تجویز فرمایگا کیونکہ بندہ کو کوئی غرض بجز استحکام دولت ملازمان سکے نہین ہے جسوقت بناء سلطنت درست ہوجائیگی بندہ کو کچھ کمی نہوگی شکلہ گردہ کہ بھونسلے مین تہا کہ یہ عرضی پہونچی اوسیوقت یہ ضابطہ خاندان بابریہ کے واقع ۱۱۷۳ھ جلوس فرمایا ہوکر شاہ عالم بہادر بادشاہ لقب مقرر کیا اور منیر الدولہ کو بموجب تحریر بالا برسم سفارت احمد علی کی پاس بھیجا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کو خلعت وقلمدان بھیجکر منتظر لطیفہ غیبی ہوا کہ کامگار خان میئن مع پانچ چھہ ہزار سوار کے پہونچکر مشرف پابوس ہوا اور دلیر خان اور اصالت خان نیز مع اپنی جمعیت سکے جو قریب ہزار آدمی کی سوار وپیادہ سے ہوگی حاضر ہوکر مورد لطف شاہنشاہی ہوا کامگار خان اخراج بادشاہی کا متعہد ہوکر زمینداران وغیرہ سے جو کچھ حاصل ہوتا فراہم کرکے پہونچاتا تھا چونکہ دلیر خان میرن سے رنج رکہتا تہا چاہتا تہا کہ بعد آنے میرن کے لڑائی ہوتا کہ اوسکی دغا کی سزا کیجیاوے لیکن کامگار خان نے براہ ہوشیاری انتظار آنے میرن اور اجتماع لشکر رام نراین کا مناسب ندیکہکر تعجیل کرتا تہا کہ اول رام نراین سے لڑنا ہو بعد ازان جب میرن آوے اوسے بھی سمجہ لینگی اور یہی رائی بادشاہ نے بھی منظور کی آہستہ آہستہ لشکر جمع کرکے مقابل لشکر رام نراین کی پہونچا

لڑائی ہونا رام نراین لعیم سے اور فتح پانا شاہ عالم بہادر بادشاہ کا تائید خداوند کریم سے

رام نراین دریای دموا کے کنارے لشکر رکہتا تہا کہ شاہ عالم بادشاہ مع کامگار خان اور اصالت خان اور دلیر خان اور فوج قدیمی کی جا پہونچا اور تاریخ معہود ہمیرا فین سے زد وکشت شروع ہوئی رحم خان اور احمد خان قریشی اور مراد خان ولد بہرام خان ... رام نراین کی مقدمہ الجیش ہوئی اور پہلوان سنگہ کل بہوجپوریہ کے ہمراہ رام نراین سے ملحق ہوا اور کپتان کاکرن مع سرداران اور فوج انگلشی کے بوضع شائستہ وضابطہ لائق کے صف آرا ہوکر رام نراین متصل استادہ ہوا ادہر بادشاہ کے طرف سے بھی فوج دو دستہ ہوئی ایک کامگار خان کے زیر حکومت اور دوسری دلیر خان اور اصالت خان کی سرداری مین اور بادشاہ بعض رفقا کے ہمراہ عقب فوج اور دلیر خان اور اصالت خان نے مثل شیر ژیان فوج رام نراین پر حملہ کیا اور مخالف کے پاؤن اوکھاڑ دی دلیر خان اور اصالت خان نے اول داخل فوج غنیم ہوکر طرح طرح کے زخم کھائی صفوف انگلشی سے بندوق کی گولی مینہہ برساتی تہی اور بہوجپوریون کی بندوقین برابر فیر ہورہی تہین ہر قسم کی ضرب فرجسم ان بہادرون کے لگتے تہی اسی عرصہ مین گولیون کے صدمہ سے فیل نشان دلیر خان نے رخ پھیر لوگون نے دلیر خان سے کہا کہ آپ اوسپر سے اتر آئیے اوسنے جواب دیا کہ فیل کیا اگر آسمان پلٹ جاوی دلیر خان کا منہ نہین پہرتا ہے یہ کہکر گہوڑے سے اوترا اور اوسکے رفیق قدیم جو قریب تین سو سوار کے تہے اوسکے ہمراہ پیادہ ہوئی اور اصالت خان

بھی بھائی کے ہمراہ پیادہ ہوا شمشیر در دست اور سپر بالای رخ لیکر فوج رام نراین پر جا گرے رام نراین
کے فوج مین تزلزل گیا بھگدر پڑ گئی دلیر خان اور اصالت خان نے مع افواج ہمراہی کے اسوقت مین
کہ انگلشی کی گولی برس رہی تھی دوڑ کر صفوف مخالف کو پریشان کر دیا اسی ضمن مین دلیر خان کی گولی اس
توڑ سے لگی کہ بائین کنپٹی سے داہنی ہو کر نکل گئی اور اصالت خان کے منہ مین بلم کا زخم آیا چونکہ کلہ کو بھی شگاف
لگا گیا اسطرح اور بھی زخم کھائی قریب تیس تن تقریباً ہمراہی کے شربت شہادت نوش کر کی شگفتہ روئی سے عقبے
کے راہی ہوئی اور قریب چالیس نفر نے گلہای جراحت سے سراپا بدن رو کش ارغوان بنایا انمین بھی اکثر
تندرست ہولی اور اکثر سرداروں کی خدمتگذاری کو اجل آ پہنچی دلیر خان کی دلیری سے صفوف مخالف
خالی اور انگلشی کی بہادری موقوف ہولی بعض رفقای بادشاہ نے جو مدار الدولہ کے ہمراہ تھی دوڑ کر رحم خان
اور غلام شاہ کو ملازمت مدار الدولہ مین لائے اور مرلیدہر کو کامگار خان کے لوگون نے طمانچہ قید لگایا احمد خان
قریشی اور مراد خان بلوچ بھی نامرادی مین اسیر ہوا جب کامگار خان نے دیکھا کہ انگلشی کی شلک موقوف اور رشید خان بھی
رام نراین کے سر پر چند لوگون سے کھڑا تھا جا گرا اس حال کے مشاہدہ سے رام نراین نے کپتان کاکرن کو
کہلا بھیجا کہ آدھے آدمی آپنے میری کمک کو بھیجے اول کپتان نے کہا تھا کہ تم فوج انگلشی مین رہو مگر اس مغرور نے
نہ سنا تھا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت مین مامور تھا اور اوسکی فوج مین بھی کچھ حال باقی تھا لیکن فوج کے
دو حصہ کی اس تخرجہ نے اور بھی بد انتظامی ظاہر کی اسی حال مین کامگار خان نے بہو جکر غبار رزم اوڑایا باقیماندہ
بھاگ نکلے رام نراین کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے بذات خاص رام نراین کو نیزہ و تیر سے
مجروح کیا میر عبد اللہ نے جو کہ مستر ولیجہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تہا اوسکی رفاقت کی مگر خود بھی چند زخم تیر و نیزہ کے
کھائی رام نراین نے تختہ ہودج مین لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے اپنی نیزہ سے خوب چہید العبد ازان رام نراین
نے تاب اقامت نپائی مجروح میدان بھی بدحواس فراری ہوا اور کپتان کاکرن اور مسٹر بار دل وغیرہ سرداران
انگلشی مع سپاہیون کے ادسی تفرقہ بیوقت مین تباہ و تلف ہولی جو فوج ان لوگون کی باقی رہی تہی واکثر دلیم فلر
کی سرواری مین آئی بہرحال اس شخص نے ایک ضرب توپ جو میدان مین رہگئی تہی اوسکے پیالی مین میخ جڑ دی
اور مع ایک ضرب توپ باقیماندہ اور پیٹی باروت کی راہ عظیم آباد کی لی بروقت مراجعت کے اثنای راہ مین
توپ کی گاڑی مین نقصان آیا ڈاکٹر نے بالاستقلال کھڑی ہو کر اوسکی درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشی
کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط مین کچھ شک نہین جیسا کہ آداب حرب مین
یگانہ روزگار ہین اگر ملکداری اور احوال پرسی اور تفقد و تفحص حال رعایا مین اسکے عشر عشیر بھی متوجہ ہون اور
بندہای خدا کے ماجرا کو بہونچکر غمخواری اور دلداری کرین شاید اس جزو زمان مین کوئی فرقہ ان سے بڑھکر

لیاقت ریاست کی نہ رکہتا تہا لیکن عدم التفات کرنا ان لوگون کا اسطرف ایک بدی بے نیا دہے کہ تمام ملک
کی خلق اللہ کمال عجز و اضطرار مین ہے **الغرض** بادشاہ نے مع کامگار خان کے فتح پاکر شادیانہ ظفر بجوایا تعاقب
نہ فرمایا بعد اطمینان معلوم ہوا کہ دلیر خان نے بکمال دلیری جانفشانی کی اور اصالت خان نے بہی میدان رزم میں
اپنی اصالت ظاہر کرکے راہ عقبی لی اور دونون سرداران جلادت نشان کے رفقا بہی نمک حلال بہی
اپنے سردارون کی خدمتون روانہ عدم ہوئی اور مرلیدیہر نے عین زخم نیزہ سے ایک آنکہ نذر دکھلا کر مقید ہوا
اور رحم خان بہی اپنی جان پر رحم کہاکر قید کے زخم مین قدم لایا ہے **القصہ** دلیر خان اور اصالت خان کو
بعد انتقال اوس فرار کی جوا رین جو درمیان فتوحہ اور بیکنٹہ پور کے واقع ہے دفن کیا باقی مقتولان کو ایکہی
جگہ گاڑ دیا اگر اسی تعاقب مین فوج بادشاہ کی پہونچتی تو قلعہ مین ایک بہی محافظ تہا اور رام نراین کا وجود
و عدم برابر ہوجاتا اور بے ہیچ قلعہ فتح ہوجاتا لیکن شہر کے لوٹنے کا خیال اور شریف و وضیع کی سراسیمگی کا خیال ہوا
لہذا فتح قلعہ کا دہیان کامگار خان وغیرہ کے دلمین نہ آیا بہر صورت بندہ مع ایک آشنا کے ڈاکٹر کے مکالمہ
مین بیٹہا تہا کہ رام نراین کی شکست کی خبر آئی اول یقین نہوا جب متواتر یہی خبر آئی اور نیز بامور لوگ
بہاگے ہوئے پہونچے اور معتمدین نے عبد اللہ اور رام نراین کے مجروح آنے کی خبر پہونچائی بندہ میر موصوف
کی عیادت کو جو کہ میرا دوست اور صادق الولا تہا گیا شہر والون کو بڑا اضطراب ہو رہا تہا مصطفی قلیخان
برادر مرزا محمد ایرج خان نے اپنے متعلقون کو سواری کشتی کو ٹہی انگلشی کی قریب پہ میرا نور وزیر لایا اور
خود میر عبد اللہ کے گہر پر کوٹہی مذکور کے قرب مین تہا اور اوسوقت اوس کوٹہی کا مالک مسٹر امیٹ تہا آیا
بندہ بسبب تجرید اور افلاس کے بے وسواس تہا اوسکا اضطراب دیکہکر کسقدر متحیر ہوکر نصیحت کی
اوسنے شماتت سمجہکر وہاں کا رہنا ناپسند کیا متعلقون کو وہین چہوڑ کر خود دوسری جگہ گیا اور مسٹر امیٹ ملے
رام نراین کے دیکہنے کو جاکر تسلی کی اور اونکی حفاظت کو اپنا پہرہ بٹہا دیا رام نراین نے جب مشورہ
پوچہا مسٹر امیٹ نے جواب دیا کہ گفتگو میں بے فروغ اور تجربہ در و غم ہمارا ضابطہ نہین ہے جسطرح سمجہو افواج
مشرقی کے آنے تک دفع الوقتی کرو رام نراین نے اپنی کم جرأتی کا عذر کرکے وعدہ حاضری بعد
صحبت کیا جب دو تین روز گذرے اور کوئی قلعہ مین نہ آیا لشکر ان رام نراین کے بہاگے ہوے آکر
جمع ہوئے اور قلعہ کی حفاظت مین مستعد ہوئے اور خبر قرب بالای میرن کی مع لشکر کرنل انگلشی کے کامگار خان اور بادشاہ کو ملی
اور یہ لوگ فوج مذکور کے استقبال کو مشرق رویہ روانہ ہوئی

میرن کا لڑنا کامگار خان سے اور اول حملہ مین بہاگ جانا اسکا فتح پانا

مخفی نرہے کہ قبل ازین میرن نے کبہی لڑائی نکی تہی مزہ ان خون آشام کے ہوکے ندیکہے تہے غرور

جوانی سے آپ کو شجاع اور دلیر بے مثال جانتا تھا لہذا جو فوج کہ خود بھرتی کی تھی اور اوسپر اعتماد تھا
باین دعوی کہ بلا اطاعت فرقہ انگلشیہ کے فتح کرے اور انگلش کا بھی یہی ضابطہ ہے کہ بروقت جنگ کے
کوئی دوسری فوج کو اپنے شریک نہین کرتے تاکہ انتظام درہم نہووے اگر کوئی سردار پناہ چاہے تو کچھ مضایقہ نہین
کرتے بنا برعلیہ دونو فوج جدا جدا اگرچہ متصل تھی آئین حسب تاریخ کو کہ واقع میدان جنگ و مقابلہ ہوا میرن نے
مع اپنی فوج کے علیحدہ سوار ہو کر صف آرائی کی اور کرنیل نے مع دیگر سرداران کے حسب ضابطہ فوج و توپخانہ
کی ترتیب دی اور اپنے سپاہیون کو مستعد کرکے روبہ مخالف ہوئی ادہر بادشاہ کے لشکر مین کوئی ایسا نتھا
کہ دلیر خان کی جگہ لیوے لہذا کامگار خان نے اپنی فوج دو حصہ کی اور قادرداد خان ولد خالق داد خان ترین
الہ آبادی اور غلام شاہ کو ہراول کیا اور خود مع باقیماندہ فوج کے انکی پشت کے سرے پر استادہ ہوا اور
بادشاہ مع اپنی فوج کے ہمو دیکھنے کے واسطے سوار ہو کر سب سے پیچھے تماشائی ہوا جب طرفین سے مقابلہ ہوا قادرداد خان
نے مع غلام شاہ کے فوج انگلشیہ کو چھوڑ کر بلائے ناگہانی کے مانند میرن کے سر پر جا پہونچا بمجرد یورش کرنے کے
میرن کے چھکے چھوٹ گئے اور روبفرار ہوا اور دور تک بھاگا چلا گیا ہمراہیون کو بھی ناچار بھاگنا پڑا بعض
جو شجاع انہین تھے باوجودیکہ ادن فراریونکو ملامت کرکے لوٹ آنے کو کہتے تھے اور نامرد لوگ آقا کا بھاگنا اپنے حق مین بہتر سمجھکر بھرے
فوج انگلشیہ نے توپ اندازی شروع کی میرن کو اس خبر سے دلجمع ہو کر معاودت کی سوجھی اوسکے آتے ہی
قادرداد خان مقابلہ پر گیا تیر باران شروع ہوا اول ایک تیر محمد امین خان کے سینہ پر جا لگا جو حقیقی خالو میرن کا
اوسکے برابر دوسرے ہاتھی پر سوار تھا اور اوسی تیر سے اوسکے مرغ روح نے گوشہ کالبد سے پرپرواز باز کیا بعد ازان
ایک تیر میرن کے کلہ پر لگا جو بن دندان تک سوراخ کر گیا اور اوسی گری مین دوسرا تیر گردن مین پہونچا
مگر موت مین دیر تھی جان سلامت رہی قادرداد خان کے ہمراہی میرن کے ہمراہیون سے بڑھکر طرفین سے
مجروح و مقتول ہوئے میرن کو ایسی بدحواسی تھی کہ ترکش سے تیر نہین نکال سکتا تھا کمان ہاتھ مین لیے ہوئے
سر ہلا رہا تھا کہ مبادا کوئی دوسرا تیر پہونچکر کام تمام نکرے نزدیک تھا کہ اس مرتبہ بھی شکست کھاوے مگر
فوج انگلشیہ نے قادرداد خان کے پہلو سے سر اوٹھا کر باڑہ مارنا شروع کی اور گولے کے لگتے ہی قادرداد خان نے جان دی
کامگار خان نے جو اوسکے پشت پر تھا مدد پر پہونچا اپنی فوج کی قلت اور انگلشیہ کی آتشباری کی کثرت دیکھکر پایداری
مناسب نجانی لاچار واپس ہوا انعام شاہ اور عزیز اللہ خان بخشی شاگرد پیشہ بادشاہ مجروح اور اسیر غنیم ہو کر
مقتول ہوئے اور اسیطرح پر میرن کو فتح ملی کامگار خان نے بادشاہ کو لیکر پہاڑ کی راہ لی میرن نے بعد شادیانہ فتح
سب اپنے جراحات کا التیام کر دینا مقتولین کے تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی چندروز اوسی میدان مین رہا شہر کے لوگ بجز
بندہ کے سب حاضر ملازمت ہوئی مگر میر عبداللہ اور رام نراین بسبب جراحات کے حاضر نہو سکے فقط

بادشاہ کا مع کامگار خان کے براہ کوہستان مرشد آباد جانا اور بیربہوم اور بردوان سے نکلنا میر جعفر خان کا مرشد آباد سے مضطرب الاحوال واسطہ مدافعہ اونکی کے اور میرن کلو واپس ہونا افغان و غیرہ کا

کامگار خان نے دو تین روز بہار مین رہکر مصلحت کی کہ الحال مرشد آباد جانا چاہیے اور میر جعفر خان کو دریا لینے اوٹہانا چاہیے لہذا اسباب ہای موجودہ ہمراہ لیکر مع بادشاہ بر سم یلغار کوہستان تنگ سے اوس طرف روانہ ہوا اگرچہ راہ وغیرہ بہ وجوہ دشوار گذار تہے کسی نے گمان مین نہ رکہا میرن نے اس ماجرے پر آگاہ ہوکر بسبیل ڈاک خط اطلاعی اپنے والد کو تحریر کیا اور رام نراین سے مدد لیکر اکثر اوسکے سرداران ہمراہی کو مع اوسکے بہائی دہیرج نراین کے ہمراہ لیا اور جس راہ سے کہ کامگار خان اور بادشاہ گئے تہے خود بہی چند روز بعد عازم ہوا میر محمد جعفر خان نے جب ورود خط فرزند سے حال دریافت کیا مضطرب ہوا فوج کو فراہم کرکے اور نیز روسای انگلشیہ سے مدد خواہ ہوکر فوج گران سے تاریخ معینہ پر مرشد آباد سے برآمد ہوا اور یہ التزام کیا تہا کہ اوسکا فیل سواری انگریزی تلنگون کے درمیان رہے اور خود مع عورتون اور مصاحبون فراہم کرکے اونہین کے درمیان روان تہا اور پس و پیش بہی انہین لوگون کی حفاظت رہتی تہی تاآنکہ میرن پہونچ گیا اور میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی اودہر شیو بہٹ اور بابو خان مرہٹہ اور راجہ بشن پور نے ملحق ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور میر قاسم خان داماد میر جعفر خان حسب الطلب اپنے سسر کے رنگپور سے کہ وہانکا فوجدار رہتا آپہونچا اور لب دریای دمودر پر خیمہ کیا کامگار خان نے اوسکی خبر سنتے سولہ کوس سے اوپر دوڑا مگر وہ پیشتر کوچ کرکے سسر سے جاکر ملحق ہوگیا لیکن مرہٹون نے کسیقدر دوڑکر اوسکے گرد و پیش نمودار ہی کی میر جعفر خان نے باتفاق فرزند و داماد و فوج انگلشیہ کے متوجہ سپاہ بادشاہ ہوا کامگار خان نے اسقدر فوج کثیر سے لڑنا اپنی طاقت حوصلہ سے باہر دیکہا رات کو رہکر صبح نقارہ کوچ جانب عظیم آباد بجوایا میر جعفر خان نے مخالف کو مغلوب دیکہکر فوج کو دریا پار کرکے ارادہ تعاقب کیا شیو بہٹ نے مع کامگار خان کے پائداری کرکے غنیم کو تنگ و مزاحمت مین مصروف کیا تاآنکہ بار بردار پیشگاہ چار پانچ کوس راہ طی کر گئے بعد ازان شیو بہٹ نے بہی مع کامگار کے راہ لی جب میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی شیخ عبد الوہاب کنبوہ کو جو پیشتر سراج الدولہ کا نوکر تہا بدین خیال کہ بادشاہ سے رسم مراسلات رکہتا ہے دم توپ پر اوڑایا

لوٹنا بادشاہ اور کامگار خان کا عظیم آباد کو اور آنا موسیو لاس فرانسیس کا ملازمت مین اور ساکنان شہر کو اضطراب حاصل ہونا

کامگار خان نے جب فوج بنگالہ کا ازدحام دیکہا دوبارہ عظیم آباد کو لوٹا میر جعفر خان اور میرن آسایش طلبی مین اور نیز اس نظر سے کہ فوج انگلشی پیادہ پائی مین اس تک و دو سے خستہ ہوگئی تہی

طالب آسایش ہوئی اطراف بردوان مین آکر منتظر ہوئی تھی کہ مرہٹہ اور بادشاہ اور کامگار خان کے ارادہ کی منتفع خبر دریافت ہووے کہ بادشاہ اور کامگار خان بردوان مین تہا موجب انکی طلب کے موشیر لاس جہتر پور سے عظیم آباد پہونچا اسکی خبر سنی چونکہ عظیم آباد مین نہ فوج انگلشی تھی نہ ہندوستانی نہایت اضطراب سے اعیان شہر سرداران کو بہی نشٹر اسیٹ وغیرہ اور رام نراین سے ملحق ہوئی ہرچند انگلشی موجب ضابطہ ولایت کے شادان تھے مگر اپنی مغلوبی اور تسلط موشیر لاس کا یقینی جانتے تھے اور رام نراین اور مصطفی قلیخان نام کو بہی دونو ہوا پر نہ رکھتے تھے اغرہ شہر نے میر جعفر نامی کو جسکے مکانات مین فرانسیسے کرایہ دیکر فروکش ہوتے تھے اور اوسکو کسیقدر موشیر لاس سے تعارف تھا بہیجکر استفسار حال کیا جب وہ واپس آیا معلوم ہوا کہ بالفعل اوسکا ارادہ رزم کا نہین یہ اسی سبب سے تھا کہ چونکہ راہ دور سے آیا تہا اور نیز احوال لشکر عظیم آباد سے مطلع تہا ورنہ اگر مطلع ہوتا اسکا رہفت جاتا ہرگز تسخیر مین تقصیر نکرتا اسلئے کہ مرتبہ سابق مین رام نراین کی فوج شکست پا چکی تھی اسکے یورش کی متحمل نہ تھی اور کوٹھی انگلشی مین بھی ایک کمپنی اور چند سرداروں کے سوا کچھ فوج نتھی خلاصہ یہ ہے کہ میر جعفر خان نے اسکے مضمر پر آگاہ ہوکر سکنائے شہر کو مطمئن کیا لیکن ہنوز قرار واقعی دلجمعی نہ تھی تا آنکہ موشیر لاش مذکور نے لہانی پور سے کوچ کرکے نزدیک حصار سے تلسی منڈوی ہوتے بہار کی راہ لی اور دو تین کوس پر جاکر اقامت گزین ہوا انکے جانے سے گویا عظیم آباد والون نے جان تازہ پائی میر جعفر خان کہتا تھا کہ اوائل آشنایان عظیم آباد کا مثل عبد اور مصطفی قلیخان اور میر افضل وغیرہ کا استفسار کرتا تھا انکا سلام کہکے بہیرا اونکا حال کہا جب مینے اوسکا حال استفسار کیا اسنے ایک بیت پر جواب مختصر کیا **بیت** از ما حذر کنید کہ ما دل شکستہ ایم ٭ خاکستریم وبر سر آتش نشستہ ایم ٭ **القصہ** بہار مین پہونچکر باروت وغیرہ کی طیاری مین مصروف ہوا ہر چند اوسکے سامان ہو سرانجام کی خبرین عظیم آباد پہونچتی تہین تا آنکہ کامگار خان مع بادشاہ کے بردوان سے مراجعت کرکے اپنے ملک مین پہونچا اور موشیر لاس بہی اوسنے ملحق ہوا اور خادم حسن خان کے عرائض متضمن اخلاص اور سوغ اور عزم خیرم مدد وہی اور وصول زر راجہ دو لبھہ رام سے آنے لگے اسیطرح میر افضل کشمیری بہی بادشاہ کی اعانت نذر وشورہ سے کرتا تہا لیکن خادم حسن خان نے پہونچنے مین دیر کی اگر جلدی پہونچتا فتح عظیم آباد مین بادشاہ کو بڑا دست قدرت ہوتا

محاصرہ کرنا بادشاہ کا اور کامگار خان کا قلعہ عظیم آباد کو اور زین العابدین کا حصار توڑتا مگر فتح نہونا بسبب نامردی بعض رفقا کی اور کپتان نکس کا بردوانسی رام نراین کی مدد پر آنا

چند روز بادشاہ اور کامگار خان نے بہار مین پہونچکر واسطے آسایش سپاہ کے قیام کیا اور عظیم آباد مین چونکہ سپاہ کم تہی

وہان کے ناظم اور ارکان دولت اور اعیان کو نہایت تشویش تھی رام نراین نے ترتیب سپاہ وغیرہ مین سستی کی
اور در حقیقت کسیقدر جمعیت اور ازدحام ہوگیا اور ہمیشہ مرشد آباد کو کمک فوجی کے عرائض ارسال کیا کرتا تھا
کیونکہ اسکا بھائی مع فوج کے میرن کے ہمراہ تہا اور جو لوگ کوٹھی انگلشی کے اطراف مین منتشر تھے اونکو سترا سپاہی لے
ہر طرف سے طلب کرکے اپنے پاس تین پلٹن کمپنی تک مرتب کرلین اسی ضمن مین بادشاہ مع کامگار خان کے آپہونچا اور
قلعہ کو گھیر لیا اس طرف سے بھی مدافعہ ہونے لگا تھوڑی سی فوج جو قلعہ مین تھی وہی ہر طرف محافظت مین
مامور ہوئی راو شتاب رای بمقتضای شرم سابقہ کے جو رام نراین کی رفاقت مین پائی تھی باوجودیکہ اکثر لوگ
مع ناظم کے اوس جلسہ مین شریک تھے مگر یہ شخص سب سے زیادہ جانفشانیان کرنے لگا راتون کو بدد
برج و دیوار حصار پر پائداری مین رہتا اور اپنے ہمراہیون کی دلیری بڑہاتا تھا بادشاہ اور کامگار خان کی کوشش
مشرق رویہ قلعہ کی تھی اور کامگار خان کے مورچہ دیوار پختہ قلعہ کے روبرو تھی پانچ چھہ روز کے بعد کسی شب کو
موسیو لاس مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ کے جنوبی طرف عین غفلت مین زینہ لگاکر دیوار حصار پر چڑہ گیا
ڈاکٹر اور نیز بعض کپتان جو مع تھوڑے سے تلنگون کے ہمراہ وہان پر تھے مافوق طاقت سد راہ ہوے
کسی کپتان انگلشی نے جو مرد ضعیف تھا حقہ بان مین ہاتھ لگاکر کسی فرانسیسی کے سینہ پر مارا کہ زینہ سے
نیچے آگرا خدا معلوم بچا یا مر گیا اور شتاب راے نے اپنے بندوقچیون کو اونکے پہلو سے بھیجکر مدد کی
فرانسیسیون کو حصار پر پہونچنا نصیب نہوا دو ایک روز کے بعد موسیو لاس مذکور نے غربی قلعہ کیطرف
تھوڑی رات گذرنے پر توپ اندازی شروع کی شہر والون کے دلمین نہایت خوف چھایا اور
شرقی طرف سے زین العابدین خان نے جسکا ذکر محمد قلیخان کے بیان مین ہوگیا ہے دیوار پختہ قلعہ سے جو کہ
کسیقدر فرانسیسیون کے ضرب سے شکستہ ہوا تھا زینہ لگاکر اور علانیہ کود کرکے بالای حصار آیا اور چند دیگر
بہادر بھی رفاقت مین اوسکے برابر جا پہونچے بندوقون سے نگہبانون کو جو پر دیوار تھے بھگا دیا چونکہ دیوار بلند
تھا کہ اوپر سے زینہ اوٹھاکر ادہر لگائے اور اس تعمیل مین دیر لگی کہ پیردل خان بلوچ جو نوری نگہبانون کی
مدد پر آپہونچا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ڈاکٹر فلرٹن بھی مع تلنگون کے آگیا بندوق کی مار شروع ہوئی ناگاہ زین العابدین
کے پیر مین گولی لگی جسکے صدمہ سے ساق کی ہڈی چور ہوگئی اور رفقا نے اسکو نیچے اوتارا اسکے اوترتے
دوسرے گردن بلندون کو فرار و نشیب سوجھنے لگا کسی کی جرات نظر نہ پڑی بندہ اہل شہر کے شور و غوغا اور
آواز توپ و تفنگ سے بیدار ہوکر میر عبد اللہ صفوی کے دیوانخانہ مین آیا اوسوقت طرفین کی یورش پر آگاہی
ہوئی تمام محلہ مین بڑا اضطراب تھا اول صبح کو اوس دیوانخانہ کے صحن سے اوسطرف گنگا کے کنارے
فاصلہ بعید پر علم اور علامت فوج انگلشی کے ظاہر ہوئی اور پھر بندہ نے دیکھا کہ میر کوٹھی سے جو قریب تھا بجرہ

بجز ہ فرنگی اور کپتان روانہ ہوتے ہین بروقت جستجو معلوم ہوا کہ کپتان نکس کسیقدر فوج سے عظیم آباد کی مدد کو
تیرہ روز مین ہر دو ان سے آیا مسٹر امیٹ صاحب کلان کوٹھی نے اوسکے لانے کو کشتیاں بھیجی ہین بعد ازان
بندہ اور میر عبد اللہ باتفاق رام نراین کے پاس جو کہ اسمعیل قلیخان کے باغمین قلعہ کی سفیل پر وسط حصار مین
مقیم تھا گیا دیکھا کہ اوسکے اونٹھ خشک پڑے حواس پژمردہ بیٹھا ہے اور ڈاکٹر فلرٹن بھی تشویش سے ہے کیونکہ لوگون کو
یقین ہوا تھا کہ آج کی رات ایسی گذری یا اور فوج شاہی کی راہ ہوگئی کل کی رات بھی یہی ہوئی بدل خان اور اوسکے ہمراہی مجروح ہوے
دوسرے کی تاب نہین پڑتی جو محافظت کرے اگرچہ وہ سوراخ مٹی سے بند کر دیا ہے مگر خوف جو لوگون کے
دلمین بھرا ہے کوئی اقبال حفظ نہین کرتا اگر یہی حال ہے تو صبح آیندہ کو قلعہ مفتوح اور رام نراین مجذوب و
مغلوب ہوگا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر صاحب سے اخلاص تھا وصول فوج انگلشی کی بشارت بندہ نے دی
متعجب ہوکر بولا فاضل صاحب کہان سے بندہ نے جملہ کیفیت کی شرح کی نہایت خوش ہوا اور رام نراین نے
گویا دوبارہ حیات پائی ہرکارہ بھی تحقیق کو جاکر یہی خبر لائی بندہ مع میر عبد اللہ اور ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی مین آیا
مسٹر امیٹ اور کپتان نکس سے چونکہ آشنائی تھی ملاقات کی معلوم ہوا کہ چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی
ہے لیکن جو کہ اونمیں منزل راہ پندرہ روز مین طے کی تھی نہایت ماندہ تھے کپتان بھی اکثر انکی ہمراہ
پیادہ پا چلا تھا تا کہ تلنگون اور گوردون کو عذر نہو اور دریا عبور کرکے آنیکی وجہ یہ تھی کہ مبادا فوج بادشاہی استقبال
کرکے مزاحم ہو اور عظیم آباد پہونچنا میسر نہو اور اگر ہو بھی تو بدیر ملنی کی اور از سبب محاربہ ہو جائی اور کیونکر انجام ہو خیر مسٹر امیٹ نے
اوسیوقت شراب و طعام وغیرہ سرداران اور سواران کو پہونچا کر استراحت پر دلالت کی تمام دن اونہون نے
آرام کیا شام کیوقت کپتان نکس نے حسب ضابطہ فوج کو آراستہ کرکے مع دہل و کرنا بہیت مجمع سے دروازہ
مغرب سے نکلکر شہر کے راستہ ہوکر بڑے شوکت وشان سے داخل قلعہ پختہ بادشاہی ہوا شہر والونکو
تسلی ہوئی فوج بادشاہی یورش سے دست بردار ہوئی اوسی شب کو کپتان نکس نے مع دو کپتان
دیگر اور ایک ہرکارہ کے مخفی باہر نکلکر راستے دیکھے اور سمجھے کہ کسطرف اژدحام ہے اور کامگار خان
کدھر ہے دوسرے روز دوپہر کے وقت کامگار خان عریان خواب مین تھا اور مردم مورچال بموجب آسائش و
آرام طلبان ہندوستان کے اپنے کام مین غافل مشغول تھے کپتان نے تھوڑے آدمی سے نکلکر ایک شلک
ماری مورچہ والے مضطرب ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے کامگار خان مجبور ہوا باہر نکلنے کی راہ بناتا تھا بہزار خرابی
ننگا پاؤن مع ہمراہ اوس مخمصہ سے باہر ہوا اور کپتان نکس چند نشان اوسطرف سے مع دیگر سامان کے لی آیا اسکے
بعد کامگار خان نے وہان پر اقامت مناسب نہ جانی شہر سے باہر میدان مین خیمہ بپا کیا لیکن آبادی سے
دور تر تا کہ ایک شبخون رات کو دشمنون پر ماری اور چند روز کے بعد وہان سے طرف گیا بانور کے آیا اور شروع بندوبست

اور تحصیل نذر کا کیا بادشاہ کو مجبور اپنا دوست رکھا تھا چونکہ بادشاہ کو کسیطرف سے اطمینان نتھی ناچار
اوسکی رضاجوئی کرتا تھا والد کو مکرر طلب فرمایا وہ مرحوم اس اندیشہ سے کہ حکام عظیم آباد آزردہ ہونگے
عذر خواہی کرکے نہ آیا اسی باعث سے کسیقدر بادشاہ آزردہ خاطر ہوا کامگار خان نے عرض کی کہ شیو بہٹ
مرہٹہ کو حکم ہو کہ اوسکی جاگیرات مین یورش برپا کرے اوسوقت ضرور حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیدیا
لاچار والد نے شیو بہٹ کو اس کام سے باز رکھکر عزیمت حضوری کی رام نراین نے جو اس عزیمت کی
خبر پائی چاہا کہ بندہ کی صاحبان انگلشیہ سے ناچاقی ہو اس حاکم بڑے طور پر مسٹر امیٹ سے ظاہر کیا
اور کہا کہ غلام حسین خان آپ لوگون کے پاس آنکر یہان کے حال سے باپ کو مطلع کیا کرتا ہے اور
الحال اوسکا باپ باوجود واگذاشت جاگیر کے ارادہ رفاقت بادشاہ کرتا ہے پس غلام حسین خان کو
تاکید کیجے کہ اپنے باپ کو اس عزم سے مانع ہو مسٹر امیٹ نے بندہ سے بنابر تحریر خط ممانعت والد کے نام
ارشاد فرمایا بندہ نے جواب دیا کہ بخدا جسوقت سے بندہ محاضر حضور ہے خط کیا بلکہ زبانی پیغام تک والد کو نہین بھیجا
جو کچھ رام نراین نے آکر کہا محض غلط ہے اور بعض راست والد اب تک بہر حیلہ ترک رفاقت بادشاہ
کرکے خانہ نشین رہا اب کہ بادشاہ نے اظہار ناخوشی کرکے ایذا رسانی پر کمر باندھی آپ فرمائیے کہ اسکی
کیا تدبیر ہے جسوقت کہ رام نراین باوجود اقتدار نظامت کے عہدہ برآ نہوا والد بندہ جو عیال و اطفال
مین پڑا ہے کیونکر حکم بادشاہ سے سرتابی کرسکتا ہے رام نراین اس خیال سے کہ مبادا والد یہان آکر
آپ صاحبون سے ملاقی ہو اور آپ لوگ اوسکی لیاقت سے راضی ہوکر یہان کی صوبداری اوسکے
واسطے تجویز کرین اوسکے انکار روادار نہین اور والد باوجود ہونے میدان کے عدم انقیاد سلطان
کی تاب نہین رکھتا البتہ ضرورتاً بادشاہ کے پاس جاویگا اگر یہ منظور ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس
نجاوے شہر مین آنیکا حکم دیجئے بدون اس تدبیر کے اور کوئی وجہ بادشاہ سے ٹلنے کی نہین ہے
مسٹر امیٹ جو کہ مرد عقلمند تھا بذات خود مدعا کو پہونچکر بولا کہ درحقیقت تمہارا کہنا درست ہے
مگر خط لکھنے مین کچھ مضایقہ نہین بندہ نے اوسی جگہ خط لکھدیا اور مکرر اتمام حجت کیواسطے لکھدیا کہ رام نراین
کو ایسی گفتگو سے بندہ اور والد کی بدنامی منظور ہے اور اس قسم کی ممانعت سے کچھ اثر نہین ہو سکتا
کہ والد بادشاہ سے نہ ملین اگر یہی منظور ہے تو والد کو اسی جگہ بلا لیجے ورنہ جسطرف اپنی عزت و آبرو
جان و مال کی حفاظت نظر آویگی اوسکی تعمیل کرینگے فی الحقیقت ایسا ہی تھا کہ بندہ کو والد اور بادشاہ
اور برادر اور دوست اور دشمن سے کبھی خط کیا پیغام تک نہ تھا بلکہ اگر دوسرے طرف سے ایسی حرکت
بہی ہوتی تو بندہ اپنی روبرو نہ آنے دیتا کیونکہ دغابازی اور بیوفائی اور جو کچھ اس قول سے ہو

شکر خدا کا کہ بندہ کو منظور نہین رہی اور اتبک بھی نہین ہے اور اللہ تعالی نے اتبک اپنے فضل و کرم سے ساتھہ کام و آرام کے رکھا اور اکثر لوگونکو دیکھا کہ بڑا دعوی دانائی اور فہمید گی کا رکھتے تھے مگر مبتلاے انواع بلیات ہوے مصرع
من ہمان بندہ پارینہ کہ بودم ہستم ٭ القصہ والد مرحوم حسب ذکر بالا حسین آباد سے مع منجھلے بیٹے نقی علیخان کے لشکر بادشاہ مین آکر مورد الطاف ہوا اور دستار سر بستہ اور پارقب ملبوس خاص کا خلعت ملا اور مدار المہام کار شاہی اور صاحب دستخط ہوا اہالی اور ارکان لشکر کا مرجع ہوا کامگار خان بہی مجرے کو آیا اور موشیر لاس نے بہی ملاقات کی اور بادشاہ مع کامگار خان اور موشیر لاس وغیرہ کے راجہ سندر سنگہ اور بہرت سنگہ وغیرہ کے ملک مین قلعہ ٹکاری کے گرد و پیرامون بسر کرتا تھا اور احکام ابدالی کے اصدار حکم کے انتظار مین رہتا تھا اسی اثنا مین خادم حسن خان جو کہ ہمیشہ میرن سے سرگران اور بے اطمینان تھا قاصد اعانت بادشاہ ہوا ملک پورانیان کو حسب دلخواہ غارت کر کے اور رعایا برایا کی لوٹ مار سے روپیہ جمع کر کے منتخب فوج کے ہمراہ مع سامان لا لوکوچ کر کے اپنی جگہ سے متحرک ہوا مع پانچ چھہ ہزار سوار اور سات آٹھہ ہزار پیادہ بندوقچی اور چالیس توپ خورد و کلان کے شمالی دریا کی راہ سے عظیم آباد کو عازم ہوا اور حاجی پور کے نواح مین جو عظیم آباد کی مقابل اور شہر کے اوتر رخ گنگا پار لب دریا واقع ہے پہونچا اگر یہ آنا انکا قبل پہونچنے کپتان نکس کی جب کہ بادشاہ عظیم آباد گھیرے ہوے تھا ہوتا تو قلعہ مفتوح اور خادم حسن کی واسطے عجب نام اور بادشاہ کو کمال تقویت ہوتی

پہونچنا خادم حسن خان کا قریب حاجی پور کی اور رام نارائن کا مضطرب ہونا اور کپتان نکس کا لشکر فتحیاب ہونا

جب قریب پہونچے خادم حسن خان کی خبر پہونچی رام نارائن نے کوٹھی مین آکر مسٹر امیٹ سے قلت فوج ظاہر کر کے چارہ جوئی کی مسٹر امیٹ نے یہ صلاح دی کہ بالفعل بادشاہ حصار سے دور سرگرم سیر و شکار اور تحصیل زر کے تھوڑی سی فوج اپنی ساتھہ رکھکر باقی کپتان نکس کے ساتھہ مقرر کر دیا کہ کپتان مذکور خادم حسن خان کی لڑائی کا متعہد ہوا تہی رام نارائن قلت فوج کپتان اور ارادہ جنگ سے حیران ہوا جب عزم جزم سمجھا اپنی فوج کے رخصت کو گیا اور شیخ حمید الدین اور صاحب داد خان وغیرہ اپنی جماعہ دارون کو معین کر کے تاکید عبور فرمائی صاحب داد خان نے اپنا علم مع اردو کے درمیان دوابہ گنگا کی جو روبرو نہر کی تھا بہیجا اور شیخ حمید الدین خود اوسطرف گنگا کی رہتا تھا بنابر اطاعت آقا حاضر ہو کر سیلابہ لنگر کرا دیا اور کپتان مع تین چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی اور دو ضرب توپ مع گولہ وغیرہ لیکر قاصد عبور ہوا چونکہ راجہ دوستدار انکی دوستی کا دم بہرتا تھا اور دو سو سوار و پیادہ کی جمعیت سے مسٹر امیٹ اور کپتان نکس نے اسکو بہی صلاح رفاقت دی اور اسنے کشادہ پیشانی سے اقبال کیا بلا تامل ہمراہ کپتان کے عبور کر کے

اوسکے لشکر مین داخل ہوا فوج رام نراین کی بے ضابطہ زمانہ سوم دس روز چاہیئے تاکہ تنخواہ پاکر اسباب درست کرین
ہنوز نہ اوتری تھی بلکہ شیخ حمید الدین نے کہ دفعہ بدنامی کو عبور کیا تھا دو تین کوس اودہر فرد کش ہوا اور ایکرات
راو شتاب رای سے قبل جنگ ہونے کی کہا کہ کیا آپ پر واضح ہوئی ہین راجہ رام نراین تمہارے وجود سے ناراض
اور دفعہ کا خواہان ہے کیونکہ دوسرے کا دخل اس صوبہ مین نہین چاہتا ہے اور مجھے بھی واسطے ہضم کرنے
ایک لاکھ روپیہ میری تنخواہ کی چاہتا ہے لہذا اس جنگ مین ہمین اور تمہین بہیجتا ہے خادم حسین خان کو دعوی برابری جعفر علیخان سے ہے
اور کیونکر نہو کہ چھہ سات ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ برقنداز آتش انتخب اور چالیس ضرب توپ ہمراہ ہین کپتان
جو پانسو پیادہ لیے جاتا ہے انسے کیا ہوتا ہے اگر فرض کرو کہ آہن اور رویئتن کا ایک ایک پیادہ ہے لیکن کچھ نہ بنیگی
ساری ہلاک ہونگی ہرگز تم رفیق نہو کوئی عذر کرکے کنارہ گزین ہو اور بندہ ہرگز شریک نہوگا یہ کہکر رخصت ہو
اور صاحب داد خان خود ہنوز شہر مین تھا کہ خادم حسین خان کپتان نکس کی لشکر سے چھہ سات کوس پر آرہا

کپتان نکس اور راو شتاب رای کی لڑائی خادم حسین خان سے اور فتح پانا اوسکا اور لشکریان پر

جب کپتان نے خبر سنی کہ خادم حسین خان چھہ سات کوس آگیا شام کو راو شتاب رای کی خیمہ مین آکر شبخون کا
مشورہ کیا کہ چونکہ ہماری فوج کم اور غنیم کی کثرت ہے اس ملاحظہ سے ہمراہی لوگ خوفناک ہوجائینگی بہتر یہ ہے کہ شبخون کیجیے
تاکہ انتظام برہم ہو اور لوٹ مار مین اوسکی طاقت جو بڑہی ہوئی ہے گہٹ جاوے شتاب رای نے قبول فرمایا
کہا ہم ہر صورت آپکے مطیع و ہمراہ ہین کپتان نے کہا بہت اچھا آپ بھی طعام تناول کرکے آرام فرمایئے اور
رفقا کو بھی آسودگی کا حکم دیجیے نصف شب کو روانہ ہونگے الغرض شتاب رای نے حسب الاستدعا عمل کرکے
نصف شب کو طیار ہوا اور کپتان نے بھی ایک کمپنی لشکر مین چھوڑکر مع باقی فوج شتاب رائے کے ہمراہ لیکر
ہرکارہ کی رہبری سے جو کہ راہ دیکھی ہوئی تھا لشکر غنیم کو راہی ہوا اتفاقاً تاریکی شب کی سبب سے ہرکارہ راہ
بھول گیا لشکر کو نہ پہونچا دو گہڑی کے قریب کم و بیش رات رہی تھی کہ کپتان نے گہڑی نکالکر فتیلہ بندوق کی
روشنی مین دیکھا کہ رات نہایت تھوڑی باقی ہے شتاب رای سے کہا کہ اب وقت نہین ہاکہ شبخون کرین لیس دونون لشکر
واپس ہوکر پہونچے تھے کہ صبح ہوگئی ہنوز ہاتھ منہ نہ دہوئے تھے کہ خادم حسین خان کا لشکر نمودار ہوا کپتان نے
طیار ہوکر شتاب رای کو بھی مطلع کیا شتاب رای بھی جلد حاضر ہوا باہم شریک ہوکر مع فوج استادہ ہوئے
خادم حسین خان نے کسیقدر فوج بھیجکر کپتان کی بہیر اور بنگاہ غارت کرادی اور نیز جو لوگ عظیم آباد سے کپتان کے
لشکر کو جاتے تھے اونکو تلف کیا بعضون نے فرصت پاکر راہ فرار لی کہاروں نے بعض کپتانوں کی پالکی اور اسباب وغیرہ
جو کچھ ممکن تھا لیکر دریای گنگ پہونچکر کشتی پر بار کردیا جو کہ ایسے ہی وقت کیواسطے ہمیشہ کنارہ پر لگی رہتی ہین
اور عبور کرکے عظیم آباد میں پہونچے اور نیز دیگر فوج خادم حسین خان کی چند ٹکڑے ہوکر ہرطرفسے فوج کپتان پر حملہ آور ہوئی

طرفین سے آتشباری شروع ہوئی خادم حسین خان کی فوج پر برابر گولہ برس رہا تھا کپتان اور شتاب رائے
مستقل استادہ ہوکر حکم شلک نہین دیتے تھے مگر جو لوگ متصل پہونچ جاتے اونکا دفعیہ کرتا تھا کبھی سواران شتاب رائے کو
آگے بڑھا کر اونکی تیر و گولی سے منہدم کراتا کبھی توپ انگریزی سے وہ ہوئین اوڑاتا اسیطرح دوپہر تک گرمی بازار
رزم رہی آخر کار میر افضل بخشی فوج خادم حسین خان نے بموجب حکم آقا اپنی فوج کو دو حصہ کرکے حملہ آور ہوا اب
توپ کی نوبت ہوچکی اور اکثر لوگ خادم حسین خان کے مجروح و مقتول ہوئی گھوڑون کو باگ چہٹ دوڑاکے ہوئے
صفوف کپتان پر آگرے اوسوقت توپ بند اور بندوق کی باڑہ شروع ہوئی بندہ لب دریا کوٹھی انگلشی کے
غرفہ سے سفر و رون کا تماشا کر رہا تھا اور مستر امیٹ وہین سے پالکی کو بھیجتا اور کہتا یہ کہ پالکی انگلشی ہی
شاید کوئی سردار یا انگلشی مجروح ہوا اور بندہ کو بھی معاینہ کرایا پہلے لئے دالی چونکہ خادم حسین خان کے
ہاتھہ سے مضطرب فراری ہوئی آتی تھی جو کوئی آتا خادم حسین خان کا غلبہ و راودہر کی مغلوبی کی خبر پہونچاتا تھا
تمام لوگ عظیم آباد کی و سرداران کوٹھی اور راجہ رام نراین گوش بر آواز تھے کہ کیا خبر آتی ہے بندہ مستر امیٹ
اور میر عبد اللہ وغیرہ دوستون کی تسلی کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ یہ گروہ بہاگا ہوا آتا ہے سو یون کہتا ہے اور
باروت کا دہوان ابتک اوڑ رہا ہے اگر کپتان مغلوب ہوتا لڑائی کون کرتا اسی عرصہ مین عبد اللہ کی گہر مین
بندہ آیا اور لب دریا بندہ مع دیگر لوگون کے منتظر کہڑا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ناگاہ شلک کی آواز بند ہوئی
تب بندہ نے کہا الحال اگر پہر توپ کی آواز آئی تو سمجہو کہ کپتان غالب ہے ورنہ مغلوب پہر توپ کی
صدا آئی بعد ازان چند لمحہ تک آواز بند رہی لوگونکو تشویش ہوئی تھی پہر توپ کی آواز آئی بندہ نے کہا
کپتان غالب ہوا اور خادم حسین خان نے شکست پائی لوگ باور کرتے تھے حیران تھے بعد چند آواز کی
توپ کی صدا موقوف ہوئی ایک شعلہ سا بلند ہوتا اور پہر فرو ہوجاتا تھا اسیطرح تکرر معلوم ہوتا تا آنکہ یہ تہا نہ زر
باقی رہا تھا اوسوقت کپتان کا رقعہ مستر امیٹ کے نام متضمن فتح اور شکست غنیم کی آیا مستر امیٹ نے
فوراً خبر مذکورہ ہر ایک اپنے دوست کو کہلا بہیجی بندہ کوٹھی مین جاکر گرم اختلاط تہا کہ ناگہان گہڑی دن رہے
کپتان نکس مع راو شتاب رای کی اوس ہیئت سے گرد و غبار آلودہ اور عرقناک آپہونچا اور لڑائی کا
حال اور فتح یابی کی کیفیت اور شتاب رای کی شجاعت بیان کی اور پہر وہ شتاب رای کی تعریف کرکے
کہتا تہا کہ مینے ایسا نواب نہین دیکہا در حقیقت نواب بہی ہے رام نراین اور مصطفی قلیخان اور محمد آفاق کوتوال
وغیرہ مع اعیان شہر کے اس خبر کے سنتے ہی حاضر ہوئے خیال یہ تہا کہ دونو سردار یہان آئے ہین کیونکہ شکست
خادم حسین کی اوس جماعت کثیر سے کسی کے خیال مین نہ آتی تہی مستر امیٹ نے اسمقدمہ مین مبالغہ کیا
لیکن رام نراین وغیرہ معقول نہین ہوتے تھے مستر امیٹ نے کہا کہ جسوقت کپتان نے میر افضل کو لڑائی مین

منہزم لیا چونکہ فوج خادم حسین خان کی تہوڑی ہی تہی لہذا مغلوب و منہزم ہو گئی جب استقلال مین فرق آیا لوٹ جانا ضرور ہوا تاکہ ملک مفتوحون سے محفوظ رہی اور کپتان نے جب دیکھا کہ میدان خالی اور خادم حسین خان مع فوج کی برگشتہ ہوا کئی کوس تک تعاقب کرکے توپ اور ارابہ اور مجروحون کو میدان سے لیکر احتیاط کی کہ بارود وغیرہ جو کچھ ہاتھ لگی اوسکو آگ لگا دی وہ شعلہ جو نمود ہوئی تہی اوسی بارود کی جوالی تہی بعد ازان وہان کی رہنی مین کچھ فائدہ نہ دیکھکر واپس آیا فوج کو مع سرداران کے وہین چہوڑ اپنا سخاطر راو شتاب رای کی جو کہ ادب نہایت کرتا ہی اوسکو بہی ہمراہ لایا خبر اس تفصیل سے رام نراین کو کچھ تصدیق ہوئی اور دیگر اشخاص بہی مطمئن ہوئے صبح ہوتی جو یہہ خبر چار طرف اوڑی اور تحقیق ہو گئی خادم حسین خان بتیا کیطرف چلا گیا اور افواج انگلشی مع مردمان شتاب رای کی چند روز بعد دریا عبور کرکے عظیم آباد آئی اور شتاب رای کی حقوق لیاقت اہل انگلشی کی دلمین جاگزین ہوئی اسی ضمن مین آمد آمد میرن کی مع کرنیل کلیو سیف جنگ کی گرم ہوئی

آنا میرن کا اور خادم حسین خان کی سر پر جانا اور برق کا گرنا میرن کے سر پر آسمان سے واسطے مکافات اعمال کی اور رہائی پانا خادم حسین خان کا اسکی چنگل سے اور باقی حال شاہ عالم بادشاہ کا اور مستقل ہونا بادشاہی پر اوسکا مشیت ایزدی سے

جب میر جعفر خان اور میرن کو یہ خبر ملی کہ عظیم آباد مین خادم حسین خان جا پہونچا نہایت اضطراب ہوا کیونکہ اول تو عظیم آباد مین فوج کی قلت تہی دوسری بادشاہ دریا طرف موجود تہا لاجرم میرن کا چلنا ضرور ہوا عزم سفر گرم ہوا اور عرائض رام نراین کی بہی متضمن اضطراب اور مسٹر امیٹ کی خطوط اپنی قوم کی روسا کی نام کیفیت مذکورہ مین اور نیز تاکید عزیمت مین پہونچی آخر کار میرن سپہ سالار مع فوج بیشمار و سامان ہزار در ہزار کے ہمراہی کرنیل کلیو سیف جنگ اور افواج انگلشی شیر جنگ کی آخر تابستان مین اعظیم آباد کی نزدیک آیا اسوقت خادم حسین خان گنگا پار تہا پس داخل شہر ہوا شروع غرۂ اول ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو عبور دریا کیا خادم حسن خان نے صدمۂ جنگ کپتان نکس خوب دیکہا تہا اب اس فوج بیقیاس ہمراہی میرن کے ساتھ لڑنا اپنی تاب و توان سے باہر سمجھکر ظاہر مین تو بلند پروازی اور ردون کی لیتا تہا مگر دلمین مغلوب اور مسلوب الحواس تہا اور کسی ڈہب سے باہر نکلجانے کا پہلو سوچتا تہا کیونکہ جو دریا چہ گندک جو کوہستان شمالی سے نکلکر حاجی پور کی غربی طرف گنگا مین ملا تہا اسکا سد راہ عبور تہا بدون کثرت کشتیون کے اس کثرت حشم خدم کی ہمراہ اوترنا متعذر تہا میرن چند کوچ متواتر کرکے خادم حسین خان کی لشکر کی قریب آیا خادم حسین خان نے آخر شب کو اپنی بہیر بنگاہ روانہ کر دی اور خود دو دستے جریدہ فوج میرن کی

مقابل ہوا اور میرن بہی بخوف جنگ بادشاہ کی جو نامہ سابق مین دو زخم تیر سے کہا چکا تھا ہوس جنگ
چندان نہ رکہتا تھا اپنی جان کے حفاظت مین رہتا تھا اور افواج انگلشی بہی جلدی اور چالاکی تعاقب سے
منع کرتا تھا بعد مقابلہ اور چند آواز توپ کی خادم حسن خان نے میدان سے رخ پہیرا حسن جنگل مین جانا منظور تھا
اوسکی راہ لی میرن نے تعاقب پکڑا تا آنکہ اسی حال سے قلعہ بہانسی سے چند کوس پیشتر جا کر منزل گزین ہوا اور
خادم حسن خان بہی سو ہی چند کوس پیشتر پڑا لب دریا متحیر تہا کہ اب کہان جاوے القصہ روز عمر میرن کی
تمام ہو چکے تہے اور چونکہ خان کی بہی باربرداری اکثر بسبب بیراہ روی کی اوسکی فرودگاہ تک نہ پہونچی تمام شب
خادم حسن خان فیل سوار مع ہمراہیون کے لب کر گیا بڑی تکلیف سے غرہ غضب آخر ہوئی اور باوجود
اس تکلیف کی اندیشہ صبح تہا کہ کل کدہر کو سفر کرینگا چونکہ شروع موسم برسات اور آرادۂ علم میری میرن کی
گہات پر تہا شب مذکور کی دو تین گہڑی رات گذرنے پر باران شدید برسنا شروع ہوا اور بروز پنجشنبہ کی رات
اور ۱۹ ماہ ذی قعدہ کی تہی میرن اور اوسکی ہمراہیون کی نظرون مین جہان تار ہوا اور بعد انقضای ثلث حصۂ شب
دو تین مصاحب مانند سید محمد خان مرحوم خلف علی رضا خان بن صفی خان بن اسلام خان اور ہمت خان
بن مصطفیٰ خان بن اعظم خان حاجی کے اوس سے رخصت ہو کر اپنی خیمون کو سدہارے اور میرن نے بنابر احتیاط باد و طوفان
خیمہ کلان سے اوٹہکر یاک دیر خان مین بنابر خواب تشریف لیگیا یہ ایک قسم خاص خیمہ کی ہے زمین دوز ہوتی ہے
الغرض ایک عورت فاحشہ منجملہ دیگر فواحش کی جو ہمراہ تہین مع دیگر قصہ خوان اور خدمتگار کے حاضر ہوئے چونکہ
اس چند کم نامہ سیاہ کی ہنوز اجل موعود مین کچہ دیر باقی تہی اوسکو رخصت کیا اور خدمتگار نے چپی شروع کی اور
قصہ خوان نے اوسکے خواب عدم کے داستان چہیڑی خدا معلوم اوس تیرہ باطن کی آنکہ بند ہوئی تہی یا کہ
سیف تمنا کے انتظار مین بعینہ واتہی کہ عین شدت باد و باران مین رعد نے گونجنا شروع کیا اور طرفۃ العین مین
برق جانسوز نے آنکہین دکہلا کر میرن کے سر پر متحیر پیدا کیا جسطرح کہ چارپائی پر لیٹا تہا ویسا ہی جلکر تودۂ
خاک ہوا اور اوس مجرم سوختہ کی رفاقت مین خدمتگار اور قصہ خوان بہی راکہ کے ڈہیر ہو گئے بموجب بیت
زینہار از قرین بد زنہار ﴿ وقنا ربنا عذاب النار الغرض جب تہوڑی دیر اس چشم زخم کو گذری اور
ہائی بند ہوا چاکر لوگ اوس خدمتگار اور قصہ خوان کی بدلی کو بطور معہود جا کر جو دیکہتے ہین تو آتش گلزار کا
سیر باغ نظر آیا بعض مقربین وغیرہ کو جو لوگ اوسکی خوابگاہ کے قریب اوترتے تہے اونہین بلا کر شور و غوغا سے
مطلع کیا اونہون نے تفحص حال کیا بابت معلوم ہوا کہ پانچ چہہ باریک باریک سوراخ میرن کے کاسہ سر مین
گدی کیطرف اور بدن پر بطور ضرب تازیانہ کی کبودی ظاہر ہین اور تلوار متصل پلنگ پر تہی اوسمین بہی
دو تین جگہ سوراخ ہو گئے تہے اور نزدیک لوگ کئی گداختہ ہو گئے تہے اور سر کے اوپر کی خیمہ کی چوب گویا بوسیدہ

ہوگئی تھی جب یہ خبر جناب فضایل مآب حضرت شیخ محمد علی حزین کو اللہ مغفرت کرے اوسکی نیک اعمال
میرن سے خود آگاہی رکہتا تھا فرمایا کہ برق اندازی عالم کی دیکھتے ہو کیونکر چنیہ مین جاتی ہے
وَلِلّٰہِ دَرُّ مَا قَالَ یعنے ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا

غرق ہونا دختران بیچارہ مہابت جنگ کا موجب حکم میرن کے دریا مین اور مشاہدہ کرنا خلق کا انتقام الہی کو تمامتر فوراً و آشکارا

جب میرن نے خواجہ ہادی خان اور میر کاظم خان کے قتل سے فراغت پائی اور انکے باپ نے صداقت محمد خان ولد آغا باقر عمدہ زمیدار جہانگیر نگر اور شیخ عبد الوہاب کنبوہ کو بمحض گمان فاسد دم توپ کر دیا باپ بیٹے نے تشویشات سے رہائی پائی مگر بیٹا اسطرف زیادہ مایل ہوا اکثر زن و مرد ہلاک کرنا اختیار کیا حتی کہ بعض بعض لونڈیوں اور حرم کو بھی اپنے ہاتھ سے بضرب شمشیر ہلاک کر ڈالا اور کہا کرتا تھا کہ تصفیہ کے یہی معنی ہین کہ جس سے کچھ بھی بدگمانی ہو اوسے حوالہ خنجر کرنا چاہیے لہذا اسنے اپنے ایجاد کے موجب آمنہ بیگم اور گھسیٹی بیگم دختران مہابت جنگ سے بدگمان ہوکر دغدغہ کامل بہم پہونچایا مکرر حاکم جہانگیر نگر کو جسکا نام جسارت خان اور صاحب صلاح و سداد تھا اونکی قتل کو حکم بھیجا اوسنے درجواب لکہا کہ بندہ اونکے باپ کا نمک پروردہ اور مرہون احسان ہے یہ عمل زشت بندہ سے نہین ہوسکتا پس حکومت جہانگیر نگر کی دوسرے کو دیجیے بندہ سے یہ امر نہین ہوگا آخر الامر میرن نے خادم حسین خان کی مقابل جانیکا ارادہ کیا کسی رفیق بدبخت کو مامور کیا کہ جہانگیر نگر جاوے اور اس بہانہ سے کہ مرشد آباد چلو نہایے مذکور کو کشتی پر سوار کرا کر معاودت کرے اور آباد سے دور نکلکر اونکو غرق کردے اور جسارت خان کو لکہا کہ اون دونون ضعیفہ کو فلانے کے ہمراہ روانہ مرشد آباد کردو میرن تو عظیم آباد روانہ ہوا اور فرستادہ نے جہانگیر نگر کی راہ لی اور وہان پہونچکر دونون بہنون کو لیکر جب مقام دلخواہ پر پہونچا کہا کہ غسل کرکے لباس صاف و پاک پہن لو بلکہ اپنے ارادہ سے بھی آگاہ کر دیا اس خبر سے بڑی بہن گھسیٹی بیگم نہایت مضطرب ہوئی لیکن اوسکی چھوٹی بہن آمنہ بیگم نے کہا کہ عبث خوف کہاتی ہو آخر ایکروز ضرور مرنا ہوگا پس چونکہ ہم گنہگار ہین شکر خدا کہ وسیلہ نجات ہاتھ لگا اور اپنا بوجھ میرن کے کندہے پر چھوڑکر روانہ ہوتے ہین پس غسل کیا اور بجائے کفن عمدہ لباس پاک پہنا اور بجائے خوشبو کے خاک پاک سید الشہدا علیہ السلام کی بدن پر لگائی اور گناہگاری سے تائب ہوئین اور دم آخر میرن پر نفرین کرکے کہا اے خدا تو ہم تیری گنہگار ہین میرن کی کچھ تقصیر نہین کی اور اوسپر ہمارے خاندان کے حقوق پرورش ہین جسکو وہ فراموش کرکے ہین

تاجی مارتا ہی لہذا ہماری عرض ہی کہ اوسکے سر پر بجلی گرا تا کہ ہمارا اور ہماری اولاد کا انتقام لیوے پس کلمہ طیبہ
اور دیگر اعتقادات حقہ زبان پر لا کر غریق بحر رحمت نا متناہی الہی ہوئین لوگ کہتے ہین کہ اوسی شب کو
میرن کے سر پر بجلی گری تہی اور بعض ایک مہینے کا فرق بتلاتے ہین اسطر حپر کہ آخر شوال سنہ مذکور کو
ان بی بیون پر یہ بلا نازل ہوئی اور ۱۹ ذیقعدہ کو میرن پر برق گری واللہ عنہ نرد و انتقام میرن کے
معتمدین بلکہ مصاحبین سے دریافت ہوا کہ میرن نے اس سفر مین ایک بند کاغذ مین نام وہ تین سو نفر کا
لکہا تہا اور کہتا تہا کہ بعد فتح خادم حسین خان اور بادشاہ کے گہر پہونچکر ان لوگون کو صفحہ دہر سے
مثا کر بآرام تمام مطمئن مقیم ہونگا اور کسی بد خواہ سے کچہ اندیشہ نرہیگا خدا نے ایسا کیا کہ خود بدولت ہی مثل نقش غلط کا رتقدیر سے مٹ گئے
اور ہزارہا مخلوق نے اوسکے ہاتہ سے رہائی پائی پوشیدہ نرہے کہ حکیم علی الاطلاق اور خالق انفس و
آفاق جسوقت کہ بندون اپنون کو بیچ نہایت شر اور فساد کے غرق دیکہتا ہے روا نہین رکہتا کہ
ایسی ایسی باتین نا روا کرین اور بندگی اوسکی سے غافل رہین پس فوراً تسلط ظالمونکا اوپر انکے کرتا ہے
تا کہ تنبیہ مفسدونکی قرار واقعی ہو لیکن ہمیشہ ظالم کو اوپر مخلوق کے پایداری حکومت نہین رہتی جیسا کہ
مخبر صادق نے ارشاد فرمایا ہے (الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم) مضمون اس حدیث کا
یہ ہے کہ بقاے قیام سلطنت کافر کی رہتی ہے اور ظالم کی حکومت ثبات اور قرار نہین پاتی اگر بعد
تنبیہ و سیاست مفسدونکی ظالم پہر رہین اور ظلم سے باز آئین اور دست تعدی دراز نکرین ممکن ہے
کہ مالک الملک براہ مہربانی انکو قایم رکہے اور شجر حکومت ثمر ریاست دوام سے بار آور ہوا اور
جو یہ حاکم مامور دست ظلم کو تاہ نکرے منتقم حقیقی ایسا جابر زبردست بہیجے کہ اسکو بہی سنبہلنا دشوار
ہو جاے اور ہلاکی اسکی فوراً نمودار ہووے کہ تیر دعاے مظلومان بہت جلد نشانہ اجابت پر پہونچتا ہے
جیسا کہ مشہور ہے **بیت** بہت دردآہ مظلومنسے ہنگام دعا ظالم ٭ کہ آتی ہے در حق سے اجابت
پیشوائی کو ٭ پس خداوند کریم غالب اور قادر اور توانا ہے اوپر ہر چیز کے

رجوع باقی احوال لشکر میرن کا اور دیگر سوانح کا

نوز دہم ذیقعدہ روز پنجشنبہ کے اول صبح کو جبکہ واقعہ عظیمہ کہ اس واقعہ آسمانی اور بلاے ناگہانی کی وقت
شب اوپر میرن کی گذری تہی کسی معتمد نے جا کر کے خبر کرنیل سیف جنگ کہ رئیس تمام فوج انگلشیہ
اور سرمایہ استظہار عساکر ہند کا سردار تہا پہونچائی اوسنے بہی بموجب صلاح ہندوستانیون کے
اخفا اس واقعہ کا مناسب سمجہا اور لشکر میرن کا کرنیل صاحب کے روبرو چالاک کیا آنت اور روده
نکالکر اوسی جگہ دفن کر دیا اور نقارہ مراجعت بجا کر اوسکی لاش فیل سوار مین رکہکر اسطور سے

کہ باہر فوج کی باہر سے روانہ ہوا اور شہرت دی کہ وہ بیمار ہے لیکن لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ مردہ کو فوج مین کیا ہی گو یا سراج الدولہ کی تشہیر کا انتقام ہوا پہر صورت کرنیل صاحب نے قلعہ بتیا کی متصل پہونچکر حسب التماس وکلاے رام نراین کے توقف کیا اور وہانکی زمیندار سے پیغام انفصال معاملہ کا نہایت تاکید سے دیا اوسنے فوج انگلشی کی خوف سے انقیاد و اطاعت اختیار کی اور دونون لشکر بتیا سے نکلکر کرنیل کی ریاست مین آئے اور جنازہ میرن کا طیار کرکے جلدی سے کہدون پر دریائی گنگا کے کنارے پہونچایا اور وہانسے کشتی پر اوسکی لاش نہایت تعفن اور خرابی مین راج محل پہونچی جسجگہہ اوسکا اب بہی مقبرہ موجود ہی مدفون ہوا) فاعتبروا یا اولی الابصار) اور لشکر مع دیگر سرداران کی عظیم آباد پہونچکر مقیم ہوا راجہ راج بلبہہ بنگالی جو بیشتر شہامت جنگ مرحوم کا دیوان اور اسوقت میرن کا تہا لشکر میرن کا سردار ہوا اور رام نراین تو خود عظیم آباد کا نایب تہا اور اوسکا بہائی جو میرن کی ہمراہ تہا مگر الہ

ذکر ہے مسٹر امیت کے کلکتہ جانے کا اور اوسکی بعد کرنیل سیف جنگ کی برواکی اور سرداران انگلشیہ کی باہم نفاق شروع ہونا

جب تک کرنیل سیف ثابت جنگ کلکتہ مین تہا فوج اور کوٹہی کی دونون ریاست اسیکے متعلق تہین جب وہ اپنی ولایت کو قاصد ہوا کام بنگالہ اور نیز اس جماعہ کی ریاست کا اس صوبہ عظیم آباد و بنگالہ و اوڑیسہ مین جو بسبب سابق کی وسیع و عظیم ہو گیا تہا کرنیل مذکور نے مسٹر امیت کو کل ریاست کی لایق نہ سمجہکر شمس الدولہ ہنری وانسٹرٹ جو مسند راج کا صاحب کلان تہا کوٹہی کلکتہ کی سردار مین تجویز کیا اور نیز کونسل مین بہی یہ راے تجویز ہو کر مقرر ہوئی کہ بالفعل بعد ازان ثابت جنگ کی مسٹر ہلویل کو کلکتہ کا صاحب کلان کیجی بعد ازان جب شمس الدولہ آئے اس ملک کا مدار المہام ہو اور باعتبار ایام سابقہ اور نیز درجہ نوکری اور قاعدہ کلیہ کے مسٹر امیت اس عہدہ کا امیدوار تہا اس تقرر کی خبر سے مکدر ہو کر عظیم آباد مزید کسر گفتگو کرنے لگا جب ثابت جنگ ولایت چلا گیا اور مسٹر ہلویل کرسی گورنری پر بیٹہا نہایت ملول ہوا کاروبار عظیم آباد کا چہوٹے صاحب کے سپرد کرکے عازم کلکتہ ہوا اور بعد چند روز کے کرنیل سیف جنگ بہی یہانسے چلا گیا اور شاید اس سے کوئی تقصیر ہوئی تہی کہ ریاست فوج سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر میجر کرنگ مقرر ہوا — میر محمد جعفر خان میرن کی فوت سے جو حواس رکہتا تہا وہ بہی کہو بیٹہا ملک و مال فوج و سپاہ کے کاروبار مین مختل ہوا میر قاسم خان کہ سید میر تقی خان جو امتیاز خان خالص تخلص ولایت زادہ امراے عہد گذشتہ مین دیوان بادشاہی عظیم آباد کا تہا بیٹہا جعفر خان کی دامادی مین تہا لیکن سسر داماد کی صحبت ہمیشہ ناچاق رہی اور میرن زیادہ تر تاج جامعین ساعی تہا

اس سبب سے میر جعفر خان اکثر اپنے داماد میر قاسم خان سے راضی نہ تھا لیکن بضرورت اب مورد الطاف کرنے لگا اور خدمت بردوان و بیرہ کی علاوہ خدمت رنگ پور کی اوسکو سپرد کی اور بعض سوال و جواب کیواسطے اوسکو کلکتہ بہیجا چونکہ میر قاسم خان اسکے خاندان مین نہایت کردکاری اور امتیاز رکھتا تھا اصحاب کونسل سے وہ گفتگو کی کہ اپنی محبت کا نقش اونکی لوح خاطر مین منقش کردیا اور کونسلیو کے دلمین یہ بات قرار پائی کہ بہ نسبت میرن اور میر محمد جعفر خان کی میر قاسم خان کی لیاقت سرداری کی زیادہ ہے الغرض میر قاسم خان نے جس کام کو آیا تھا درست کرکے مراجعت کی میر جعفر خان بھی کسیقدر خوش ہوا چونکہ کوئی اولاد نہ تھی ضرورتاً میر محمد قاسم خان مرجع جمیع امور ہوا اور اس ضمن مین بسبب مرگ میرن اور تغافل میر محمد جعفر خان کے تنخواہ سپاہ مین عرصہ بسیار منقضی ہوا اور انکا تقاضا شدید ہوا چند بار سماجت کرکے گذرا بعدہ دار الامارۃ کو محاصرہ کیا میر قاسم خان نے اصلاح کرادی اور اسی عرصہ مین چند تقریبات سے میر قاسم خان کو کلکتہ جانا پڑا میر جعفر خان اس بارہ مین پس و پیش کر رہا تھا لیکن تقدیر سے نہو سکا کہ ممانعت کرے چار ناچار رخصت کردیا اور میر محمد قاسم خان روانہ کلکتہ ہوا اسوقت مین مسٹر ہنری ونسترت المعروف نصیر الملک شمس الدولہ بہادر کلکتہ پہنچے اور وہان کے گورنر ہوئے میر محمد قاسم خان چونکہ اوس زمانہ مین پورنیہ جانے کا بھی خیال رکھتا تھا کہ فوج بھرتی کرے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکا ذکر خوبیونکا بر سبیل اجمال مہابت جنگ اور فتح شمشیر خان کے حال مین لکھا گیا ہے اور اندنون مین میر محمد قاسم خان کا رفیق تھا حکم دیا کہ بارادہ پورنیہ اور تالیف قلوب مردم قدیمی اور مرشد آباد کے کرتا رہا اور خود کلکتہ کو روانہ کیا اب بادشاہ اور کامگار خان اور بعض سوانح عظیم آباد بنا بر انتظام و اخبار کے

حال لکھا جاتا ہے

ذکر ہے احوال عظیم آباد مین میجر کرنگ کا باتفاق راجہ رام نراین اور راجہ راجبلبہ کا ساتھ بادشاہ اور موشیر لاس سے لڑنا اور بادشاہ کی شکست موشیر لاس کا محصور ہونا اور دیگر حالات جو وہان بر ہوے اور تسلط پانا میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند سرداری صوبہ مرشد آباد کے تائید خالق العباد سے

میرن تو شروع موسم برشکال مین سوختہ خرمن حیات ہوا لیکن اوسکی فوج اس نظر سے کہ بادشاہ اور کامگار خان سرمایہ فساد موجود ہین پٹینہ صوبہ مذکور ہوکر مقیم تہی ریاست اوسکی راجہ راجبلبہ دیوان میرن سی متعلق تہی اور رام نراین خود اوس صوبہ کا نائب تھا اوسکی فوج ملازم

اوسکی ہمراہ تھی اور فوج انگلستی بھی وہین پر مقیم تھی برسات کے سبب یہ کل فوجین جس جگہ
تھین وہین مقیم رہین اور اس عرصہ مین بادشاہ داودنگر سو بہار کی قرب وجوار تک برابر سیر وتردد مین رہا
بدین سبب کہ اسکے لشکریون کی معاش منحصر کہیتون پر تھی اور اوسکی چارپایہ اور حیوانات ہمراہی کو بھی
چراگاہ ضرور تھا مگر مدت مدید تھا اور چونکہ صوبہ مین تسلط درست نہوا تھا باوجود سلطنت کے
مثل بنگالہ غارتگری کرتا تھا دانہ گھاس وغیرہ ماکول مشروب اوسکے ہمراہیون اور چارپایون کو
مطلق نملتا تھا راجہ بنیاد سنگہ برادرزادہ راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ بسبب تسلط کامگار خان اور
عار وشرم بیحیثیتی کے روبرو بادشاہ کی نہین آتے تھے اور چونکہ کامگار خان کینہ دیرینہ سندر سنگہ اور اوسکے
اولاد واقربا سے رکہتا تھا انکے ملک کو محفوظ رکہکر اوسکے ملک کی پامالی کا روادار رہتا۔ ایکروز بنیاد سنگہ
قلعہ ٹکاری سے قلعہ گورواحیان متعلق چہوڑ آیا تھا جاتا تھا یہ خبر بادشاہ اور کامگار خان کو پہونچی فوج مغلیہ
ملازم بادشاہ قریب ہزار سوار کے اوسکے قید کر لانیکو مقرر ہوئی فوج مذکور نے جاکر قید کرکے حاضر کیا
وہ چند روز نظربند رہا اور والد مورخ کے نام عرائض وپیغام ارسال کرتا رہا کہ اگر آپکے وسیلہ سے میری رہائی ہو
اور بادشاہ نظر لطف مبذول فرمائے بندہ اپنی فوج جمع کرکے کار بادشاہی کامگار خان سے بہتر انجام دے
اور فتح سنگہ میرا بہائی جو بنگالہ مین ہے فوج جعفر خان کی بادشاہ کیطرف رجوع کرکے حاضر حضور ہو اور اگر بادشاہ
کامگار خان کی خاطر کرکے اوسکے وسیلہ پر چہوڑیگا چونکہ اس وجہ مین ہمارا ننگ وعار ہے ہمسے کچہ دولتخواہی
اور رفاقت بادشاہ کی نہوگی والد نے یہ جملہ مدارج بادشاہ کو سمجہا کر بنیاد سنگہ کو رہا کرایا اور اوسنے
والد کی ملازمت کرکے انکے وسیلہ سے شرفیاب حضوری بادشاہ ہوا اور آمادہ جانفشانی اور رفاقت ہوکر
اپنی فوج کو طلب کیا اور عملہ کو حکم دیا کہ اسباب حرب اور غلہ وغیرہ سامان کی فراہمی مین کوشش کرین
کامگار خان نے بعد ایکروز تنک اظہار ملال بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر بنیاد سنگہ نے اسطرح پر غلامی پائی
غلام ترک رفاقت کرتا ہے بادشاہ نے دوسرے روز جب بنیاد سنگہ مجرے کو گیا قید کر لیا والد اس حرکت سے
آزردہ ہوگیا اور بادشاہ سے یہ کلام سخت پیش آیا بادشاہ نے عذر کامگار خان کی ترک رفاقت کا کیا والد نے
کہا کہ کامگار خان کو اس صوبہ مین بجز آپکی اطاعت کے کوئی تدبیر نہین ہے بجز اس در دولت کے اوسکا
کہین ٹہکانا نہین ہے لیکن بادشاہ کو کامگار خان کی برہمی کا ایسا رعب چہایا تھا کہ کچہ سود نہوا والد نے
آزردہ ہوکر خانہ نشینی اختیار کی کامگار خان نے بنیاد سنگہ کو رہا کرکے اپنے زیر حلقہ کیا اونہنے والد کو
پیغام دیا کہ اب بادشاہ مجہسے امید رفاقت نرکہے بندہ دو تین روز مین آپ کنارہ کرتا ہے آخر ایسا ہی ہوا
آخر بادشاہ نے بہادر علی خان محلی کو بہیجکر والد سے عذرخواہی کی والد نے جواب دیا کہ کامگار خان کی تسلط مین

ہمارا رہنا ان کرین محال ہی بس اب رخصت کا امیدوار ہون بادشاہ نے بہت سی دلجوئی کی اور لاچار ہو کر رخصت دی فرمایا اگر بضرورت رخصت ہوتے ہو اچھا ہی علحدہ ہو کر جسقدر ممکن ہو ملک تسخیر کرو اور رفقا فراہم کرکے بروقت حاضر ہو اور نیز چند ہزار روپیہ کامگار خان سے مخفی واسطے خرچ اور اعانت والدکے ارسال کیے والد نولہ جاگیر مین پہونچکر امر ماموره مین مصروف ہوا

ذکر مرشدآباد مین جلوس کرنے میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند ریاست بنگالہ وغیرہ صوبجات کی تایید مالک الملک سے

جب میر قاسم خان بموجب ذکر بالا کلکتہ پہونچا اور شمس الدولہ بہرہی دانشمند سے ملاقات اور سلام و پیغام لیا مابین کلام مین میر محمد جعفر خان کی غفلت ورزی اور برہمی معاملات ملکی اور مالی اور بے انتظامی جملہ امورات سررشتہ فوج وغیرہ کا بیان کیا اور چند لوگون کو مانند چینی لال اور منی لال اور انکنون سنگہ ہرکارہ وغیرہ کی جو غفلت اور عدم لیاقت خانہ کو رسے اوسکی سرکار مین مدار المہام اور مختار کار تہی شمار کرا کر انکی رسوائیان بیان کین شمس الدولہ نے جو کہ فرقہ انگلشی مین عقل و دانش سے ممتاز اور نکتہ اور دقیقہ یابی مین سرفراز تھا میر محمد قاسم خان کو لائق ملکداری اور ہوش و سلیقہ مین فائق دیکھکر اور میر محمد جعفر خان اور اوسکے حالات مین غور رسی کرکے متردد ہوا کہ کیا کرے آخر اوسکے دلمین یہ ارادہ مصمم ہوا کہ میر محمد قاسم خان کو نیابت کل سپرد کی و دیگر مختار گری اور میر محمد جعفر خان کو روزمرہ کو کچھہ مقرر کر دیجے تا کہ قاسم خان وجہ مذکورہ بلاتامل اوسکو پہونچایا کرے اور یہ ارادہ اپنے احباب سے ظاہر کرکے مشورہ طلب ہوا رای اکثر ارباب کونسل کی شمس الدولہ سے موافق ہوئی مگر مسٹر امیٹ جو کہ بدرجہ لاچاری کونسل کا چھوٹا صاحب اور بعدہ مرتبہ شمس الدولہ پر تھا اور دو تین شخص اور مانند میجر کرنگ اور مسٹر الس اور مسٹر بابس کے جو اوس سی متفق تہی اس رائی سے راضی ہوئے اور چند قباحات اسمین بیان کیے اور جس امر مین رای شمس الدولہ کی قرار پائی اوسکے برخلاف رد و قدح کرتا تھا بلکہ بذریعہ تحریر کے دونون شخص ہدیگر کی رای کے بابت ولایت لکہتے تہے اور ہر ایک دوسری کی منافی رای کی شکایت تحریر کرتا تھا اور اس باہمی نے ایکعالم کو برباد کیا جسکا حال عنقریب تحریر ہوگا القصہ جب رای شمس الدولہ کی مصمم ہوئی میر محمد قاسم خان کو اس بشارت سے خورسند کیا اور یہ مقرر ہوا کہ شمس الدولہ خود جاگیر مرشدآباد مین اسکا بندوبست کرے قاسم خان نے خوشنود مرشدآباد کو معاودت کی شمس الدولہ نے مع عماد الملک مسٹر ہشتنگ کی جو انہون مین ابتدا سنہ ١١٧٤ ہجری سے آجتک کہ روز سہ شنبہ ٢٣ تاریخ ماہ رمضان سنہ ١١٩٤ ہجری ہے کلکتہ کا گورنر اور اکثر ملک ہند کا مدار المہام ہے مع بعض

سردار اور نصف فوج انگلستی کی بنا بر انتظام امر مذکور قاسم خان کے عقب سے مرشد آباد کو
عزیمت فرمائی اور میر قاسم خان نے علے ابراہیم خان بہادر کو تحریر کیا کہ نئی فوجین بھرتی کرے
اور امیدواران وغیرہ مردم شہر کو تالیف قلوب کر کے اپنا رفیق کرے اور اسباب تجمل سواری
قدیم و جدید سے جو کچھ مہیا اور میسر ہو اور عصا اور چوب نقرہ موافق ضابطہ ہند کے تیار کر کے برسم استقبال
پلاسی تک حاضر ہو خان والا شان کہ ہوشیاری اور سلیقہ کارگذاری مین یگانہ روزگار تھا
زیادہ اوس سے کہ میر قاسم خان نے خیال کیا تھا مہیا اور سرانجام کر کے استقبال کو گیا اور
میر محمد قاسم خان نے حسب خواہش اپنی جاہ و حشمت اور تجمل و شوکت سے داخل خانہ خود ہو کر
میر محمد جعفر خان سے ملاقات کی اور دوسرے روز شام کیوقت شمس الدولہ نے پہونچکر مراد باغمین
نزول کیا اوسکی صبح کو میر محمد جعفر خان عازم ملاقات ہوا اور ایک ثلث دن گذرنے پر دریای
بھاگیرتی سے عبور کر کے مراد باغمین پہونچا شمس الدولہ نے بعد تکلفات صوری کی راز دلی ظاہر کیا
اور جو صلاح ہوئی تھی ظاہر کی میر محمد جعفر خان نے انکار کر کے بڑا مبالغہ کیا شمس الدولہ نے کسیکو بھیجکر
قاسم خان کو بلایا اور اوس مقام پر جو کہ گفتگوی نرم و سخت گذرا ہر چند شمس الدولہ نے چاہا
کہ میر محمد جعفر خان حسب صلاح منظور کرے اوسنے ایک نمانی اور قبل پہونچنے میر قاسم خان کے
سوار ہو کر چلا گیا وسط دریا مین کشتی سواری محمد قاسم خان کی اسکے نظر مین جلوہ گر ہوئی اسنے
معاودت کا اشارہ کیا بدین غرض تا کہ وہان پہونچکر کوئی فساد نہ اوٹھاوے خان مرقوم نے معاودت
بھلائی نہ دیکھی اوسکی بات نمانی بلکہ برسم تحلل گویا کچھ بھی نہین سمجھا ذرا بھی حرکت نکی باغمین شمس الدولہ
پاس جا پہونچا اوسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا میر محمد قاسم خان نے کہا کہ یہ تو اچھا ہوا
اب میر محمد جعفر خان مجھسے بدگمان ہو کر میری جان کا خواہان ہوگا شمس الدولہ نے جوابدیا کہ ہم لاچار ہین
اسنے کہا کہ جب آپ لاچار ہین بندہ کہ محض بیچارہ ہے کیا کرے چونکہ وقت طعام آگیا تھا شمس الدولہ
نے کہا کہ آپ ٹھہرین بعد فراغ طعام گفتگو ہوگی الغرض میر قاسم خان الگ متحیر بیٹھا اور علی ابراہیم خانسے
جسکو ہمراہ لیتے گیا تھا مشورہ آغاز کیا خان مذکور نے کہا کہ اول صاحب سے جو کچھ کہنا ہو کہہ دیجیے
اگر کوئی امر نہوا تو اُنسے اطلاع کر کے اسی جگہ سے اپنے ملازمین اور خزانہ کو طلب کر کے پر یوم کیطرف
جانا چاہیے اور باغیون کے طور پر تاخت و تاراج کرنا ضرور ہوگا چونکہ اکثر فوج آپ سے موافق ہے
اور کامگار خان بھی مع بادشاہ تمسے متفق ہو جاویگا غالب ہے کہ اس تدبیر سے بھی کام دل حاصل ہو
چونکہ میر جعفر خان سے اطمینان نہ رہا تھا یہ تدبیر درجہ لاچاری کو دلنشین کر لی فی الحقیقت مردمان فوج

میر جعفر خان سے بیزار اور اسکی فرمان بردار تھے اور جگت سیٹھ اور اوسکا بھائی مہاراجہ سروپ چند بھی خفیہ اسکا مددگار تھا خلاصہ میر قاسم خان نہایت حیران و پریشان تھا تا آنکہ شمس الدولہ نے طعام سے فراغت پائی اور میر قاسم خان نے حاضر ہو کر کہا کہ اگر جیسا کہ معہود ہوا ہے اگر نہوا لاعلاج فساد نظر آتا ہے شمس الدولہ یہ کلام سنکر علیحدہ ہوا اور مسٹر ہسٹنگ بہادر وغیرہ ارباب مصلحت سے دیر تک مشاورات درپیش رہے بعد گفتگوی بسیار کے یہ رای ہوئی کہ کل کے دن باتفاق میر محمد قاسم خان کے دار الامارت جانا چاہیے اور جسطرح کہ معہود ہے انتظام کرنا چاہیے میر محمد قاسم خان بسبب اندیشہ کے جو میر محمد جعفر خان سے رکہتا تھا اپنی فوج کو کہلا بھیجا تہا کہ اوسکی گہر سے دور مستعد و آمادہ منتظر رہین اور عملہ کو حکم بھیجا تھا کہ ہر ایک کو کھانا کھلوانا یہ سب امر حسب الحکم تعمیل ہوئی اب شمس الدولہ نے میر قاسم خان کو مرخص کیا بدین قرار کہ کل اول صبح کو مع اپنی کل حاضرین ہمراہیون کے حاضر ہو اور سرداران فوج انگلشی کو بھی حکم دیا کہ گہڑی رات رہے فوج اور توپ تیار کر کے دار الامارۃ کے دروازہ پر جابجا ماموره مقررہ حاضر ملین میر قاسم خان نے جب اپنی گہر جانیکا ارادہ کیا اول اوسکے رفیق کنارہ سے گہر تک اژدحام کر کے واسطے حفاظت کے استادہ ہوئے بعدہ اوسنے دریا سے عبور کر کے سپاہ دولتخواہ اسکے احاطہ مین دولت خانہ پہونچا اور تمام شب قاضی الحاجات کی درگاہ مین مناجات خوان رہا اور تھوڑی دیر خیر طلب لوگون کی دلجوئی مین بسر کر کے چند گہڑی استراحت پر مائل ہوا

ذکر ہے عروج نیر اقبال میر محمد قاسم خانکا معارج جاہ جلال سے اور رجوع ہونا کوکب بخت میر محمد جعفر خان کا افول اور زوال سے

جسوقت میر محمد قاسم خان کی صبح اقبال کی روشنی قریب ہوئی حسب معہود بخت بیدار کیطرح فرش راحت سے شگفتہ اوٹھا اور مع رفقا اور ہمراہیان کی تیاری سواری کا حکم دیا جب بہمہ جہت قریب ہو کر پیش ہوئی کسوت اقبال دلداری تن زیب کر کے طالع فرخ سے شگون فیروزمندی لیکر سمند اقبال پر رنگرا ہوا ادہر سے قبل ورود میر قاسم خان کے شمس الدولہ ہنری وانسٹرٹ گورنر اور عماد الدولہ مسٹر ہشٹنگ بہادر مع دیگر سرداران اور توپ اور فوج کے میدان چوخانہ دار الامارۃ مین پہونچکر شاہراہ دربار پر اپنے لوگ مقرر کر دیے اور ادہر سے میر قاسم خان اسپ سوار مقابل نقارخانہ کے جاکر استادہ ہوا پیغامبرون کی آمد و رفت شروع ہوئی ہر چند شمس الدولہ نے ہر طرح میر محمد جعفر خان کو فہمائش کی کہ اگر تمہارا داماد تمہاری نیابت مین ملکی مالی کام کا سرانجام دے اور تم فارغ البال عیش و کامرانی مین ایام زندگانی بسر کرو تو کچھ تمہارے لیے برائی نہین ہے بلکہ بہبودی ہے ابہی تمہاری غفلت سے

کار ملک مین خلل اور سپاه اور وظیفه خوار مضمحل ہین دو تین مفلوک ہند دیانک ملک کر دیتے ہین
نجیب و شریف جان بلب ہین گمران بانون سے کچھه سود نہوا اور اس جاہل مطلق نے فہمایش سرداران
انگلشی کی کچھه نه سنی اس باب مین جواب سوال مین که عرصه دراز ممتد ہوا آہسته آہسته تلنگون کی [illegible]
ہوتی جاتی ہین اور توپ بہی طیار رو بدیوار دار الامارة تہی محمد میر جعفر خان کے رفیق جو دار الامارة
کے اندر اوسکی بموجب حکم حراست مین آماده تہے افواج انگلشی کی رعب اور ہراس سے جوکه خدا تعالے
نے اس ملک کے لوگون کی دلونمین مستولی کر دیا ہے ہر ایک حیله و بہانه سے اپنے اپنے گہرونکی راه
لینے لگا اخر شمس الدوله نے تنگ ہوکر کہا ہرگاه یه مجہول امر معقول کو نہین سمجہتا اسکی استعفا سے
کچھه ضرور نہین جسمین رفاه خلق کی صورت ہو تعمیل کرنا چاہئی چند سرداران انگلشی جو حاضر تہے اونہون نے
تصدیق کلام کیا اور ساتہه اسکے ہمداستان ہوے پس اوسنے میر قاسم خان کو حکم دیا که بر سه صوبه کی
مسند ایالت پر بالاصالت بیٹہه کر فرمان روائی کیجے اور رعایاے مظلوم کی دلجوئی مین دل سے مصروف ہوجیے کیونکه
یه بیچارے شرفا و رعایا ان دونو ہندوکیون کی ہاتہه سے نہایت تنگ ہو رہے ہین اور اندرون دار الامارة
جو چند لوگ میر جعفر خان کے مخلصون مین رہتے تہے انہین بہی بدر کرکے کارخانون کے دروازون
اور نیز حرم سرا کے راستون پر تلنگون کی حراست مین مقرر کر دیا اور خود داخل دار الامارة ہوکر [illegible]
اور میر محمد قاسم خان کو طلب کرکے زیر شامیانه کارچوبی جو دیوان عام کے ایوان مین کہنچا تہا مسند نشین کیا
میر محمد قاسم خان دوشنبه کے روز دسوین ربیع الاول ۱۱۷۴ هجری کو نیابت سے گذر کر بالاصالت
بر سه صوبه کی ایالت پر سرفراز ہوا اور نقارهٔ شادمانی بلند آوازه کیا ہوا خواہان حاضر نے ہجوم کرکے
نذرین دکہلائین شاید شمس الدوله نے تین چار روز تک مسٹر ہسٹنگ عماد الدوله کو مع افواج انگلشیه کے
اوسکی حفاظت پر رکہا اور خود مراد باغ گیا اور میر جعفر خان کو جو محل سرا کے اندر اپنی عورتون اور لڑکونمین تہا
شمس الدوله نے پیغام بہیجا که اگر مرشد آباد مین رہنا ہو کوئی مزاحم نہین جس مکان یا جس حویلی مین
منظور ہو اپنی اقامت کو پسند فرمائیے اور اگر کلکته کا چلنا منظور ہو تو بہی مضایقه نہین ناظم معزول نے کلکته کا جانا منظور کیا
بجره اور کشتی کی درخواست کی جمله سامان حسب خواہش مہیا ہوا اور میر جعفر خان بد بختی تمام خزانه
محال اور جواہر نفیسه جوکه نواب داور تحفه شجاع الدوله اور علاء الدوله سرفراز خان اور سیف خان اور مہابت جنگ
اور شہامت جنگ اور صولت جنگ اور سراج الدوله کے تہے اور حرم سرا مین انہین دنون
کیواسطے منی بیگم کی تحویل مین جو اسے جعفر خان کے گہر مین میر خانه ہی رکہتا تہا اور پارچه ملبوس خاص
جوکه یه بہی اونہین امرا کا اندوخته تہا مع دیگر تحایف اور نوادر کے جو لوگون سے بدستور تہا ہمراه لیکر

مع عورات مدخولہ اور اونکے خدمہ اور اطفال صغیر جو کہ تین لڑکے اور کئی لڑکیان تہین راہ کلکتہ کی لی چند کمپنی تلنگہ کی حفاظت کے ہمراہ ہوئین دار الامارۃ مذکور مین پہونچادیا اور میر جعفر خان نے اوس شہر کے چوک کے متصل ایک عمدہ زمین خرید کرکے طرح عمارت اپنی سلیقہ اور رائے سے ڈالی اور متعدد مکانات کی تعمیر کرائی اوسکی رفقا سے میرزا غلام علی بیگ سیہ جام بیگ نے وفاداری کی اس سفر و حضر میں ہر جگہ رفیق ہوا حقیقت تو یہ ہے کہ بجز اوسکے اور کسی دوسرے نے ہمراہی پر قدم نہ رکھا اب یہان کا حال سنئے میر محمد قاسم خان نے اپنا خطاب نصیر الملک امتیاز الدولہ میر محمد قاسم خان بہادر نصرت جنگ مقرر کیا اور خطاب مذکور بادشاہ سے اپنے واسطے طلب کیا اور ایک لڑکا اوسی قرب جلوس میں حاصل ہوا تھا اوسکے مقدم کو مبارک سمجھا چونکہ علم نجوم میں بہی کسیقدر شعور رکہتا تھا اور اس علم کے حکم پر معتقد تھا اوسکا زائچہ بڑے تنقیح سے منجمون سے بنوا کر اوسکے عروج کا معتقد ہوا لیکن اوسکی عمر نے وفا نکی دو تین برس کا ہوکر فوت ہوا صوبہ عظیم آباد اوسکے نام مقرر کرکے خطاب مظفر الملک شمس الدولہ میر شمس الدین علیخان بہادر ناصر جنگ کا حضور سے طلب کیا اور اوسکو ہفت ہزاری قرار دیکر چہوٹے چہوٹے ہاتھی گہوڑے مع زین و عماری مناسب قد و قامت کے آراستہ کیا اور چہوٹی عمر کے لڑکے شاگرد پیشہ بنائے اور ہر فرقہ مین بہرتی کی گویا ایک تماشا تھا اور اپنے چچا میر ابو تراب کو بہی کہ اول مین مرد مغلوک تھا معز الدولہ تراب علیخان بہادر صلابت جنگ کے خطاب سے مخاطب کرکے منصب شش ہزاری اور عطائے پالکی جہالردار اور علم اور نقارہ اور جاگیر اور رسالہ سے ممتاز فرمایا اور اپنے چچا کے لڑکے کو ابو علی خان بہادر خطاب اور رسالہ دیکر عزت بڑہائی لیکن چندان اسکا اعتماد نہ تہا اور اصل لیاقت بہی کم تہی اور چچا ہر چند محض عامی اور استعداد سروری کی فطرتی نہ رکہتا تھا مگر اس حقوق دیرینہ اور نیز دوستی کا جو لوگون کو اوس سے اور اوسکو لوگون کے ساتھ تہا مرعی رکہتا تہا اور بقدر مرتبہ کلمۂ خیر کے کہنے مین بحضور میر قاسم خان کے قصور نہین کرتا تھا القصہ بعد تمہید و تشدید مبانی عہود اور مواثیق کے جو کہ کونسل کلکتہ اور جماعۃ انگلشیہ سے انعقاد اور انفصال پایا طرفین سے محرر اور مرقوم ہوا اور وضع مہر لگانے کی باہم اتفاق خاص سے تخصیص پایا میر قاسم علیخان رتق و فتق ملکداری مین مصروف ہوا متصدیون سے محاسبہ اور میر جعفر کے عملہ کے کاغذ کی خیانت نکالنے مین مصروف ہوا ان لوگون مین بعض قدیم اور بعض جدید ملازم کردہ میرن اور میر جعفر خان کے تہے بعض متصدیان قدیم کی بہی تالیف و ترغیب کرکے اس کام مین شریک کیا اور بعض اپنے متوسلون کو جنپر اعتماد رکہتا تھا ناظر کیا علی ابراہیم خان بہادر کو جو دیانت اور امانت مین یگانۂ روزگار اور دفاتر دیوانی

وقیقہ یابی مین ہوشیار تھا تنخواہ سپاہ کی کم وکیف مین بالتخصیص مامور کیا اور سوای اسکی اور تشکیلات
امور بھی اسکی رائے پر محول رہے ہوسینارام نے اگرچہ ضوابط دیوانی کے درست کرکے اخذ کئے تھے
مگر سخت گیر اور بدطینت تھا یہ شخص دریافت خیانت دفتر دیوانی اور بیوتات اور وقفیت خیانت دیگر متصدیون پر مقرر ہوا
اور قدیم منشی جو معتمد تھا میر منشی اور حافظ ابرار خان کے لقب سے نامزد ہوا اور بعض امور کا تفحص
اور تجسس اسکے بھی سپرد ہوا خواجہ گرگین برادر خواجہ پیدروس ارمنی توپخانہ کی داروغگی اور آراستگی
توپ وغیرہ اور قواعد سکھلانے پیادہ ہائے برقنداز کے حسب قاعدۂ فرنگ مقرر ہوا اور کمال تقرب ملا
گرگین خان بہادر لقب مقرر ہوا اسکا تقرب ایسا ہوا تھا کہ اوسکا دوسرا ہم خانہ میر قاسم خان مین کوئی ہوتا
اسکے التماس کو میر قاسم خان کے دلمین وہ جگہ تھی جو آجتک کسی نوکر اور آقا مین نہین سنی گئی
گویا شیطان کے مانند میر قاسم خان کے رگ وپے مین اپنا اثر کر گیا تھا شیخ سند علی لکھنوی جو کہ [illegible]
قصبات لکھنو سے ہیچکارہ محض تھا زمرۂ سپاہ مین درجۂ عالی کو پہونچا یہ شخص مخفی گرگین خان سے کچھ کم نتھا
بعد اسکے مرنے کے بھتیجا اسکے بخشی رہے اور ہر ایک کے ہمراہ چار پانچ ہزار سوار رہا کئے چنانچہ اوسکا بھتیجا
فرحت علی کہ رسالہ مین کئی سو سوار رکھتا علی ہذا القیاس برکت کا بھی یہی حال تھا اور لڑکا اوسکا
محمد علی بخشی اور رئیس صاحب اختیار پانچ ہزار سوار ترک سوار کا تھا کہ بضابطۂ انگلشی کے حوالدار
اور جمعدار اور صوبہ دار اور میدان مین رکھتے تھے اور اٹھارہ سوار شمشیر برہنہ کے ساتھ ہمراہ چلتا تھا
کیونکہ اگر لڑائی مین کوئی روگردان ہو یہ برہنہ شمشیر والے بدون اجازت کے اوسکا سر اوڑا دین
اور میر التمش الدین کو جو کہ ایام شباب سے میر قاسم خان کا یار اور مرد خوش اخلاق اور
ہوشیار تھا اور عظیم آباد مین قلوب مردم شہر اور لشکریون کے دل کی تالیف کرتا تھا مصاحب اور
بعض خدمات مثل ملبوس خاص [illegible] وکالت حضور بادشاہ اور معاملہ جاگیرات مردم حضور وغیرہ پر کہ ان کے
مقرر ہوے اور بندہ کو مرشد آباد سے خط شفاقیہ قبل جلوس امارت کے لکھکر در ہواجب تنخواہ
مقرر کرنے کی تمنا کی تھا کہ بندہ ارباب انگلشی کو بھی عظیم آباد اور شہر دیگر فرقہ مذکور سے جو کہ آشنا ہون
سعی کرکے صوبداری عظیم آباد کی بھی اوسکو دلادی اور یہ خبر نہ کہتا تھا کہ یا دری بخت اوسکو بلا دی

تخت پر بٹھانی والی ہے

میر محمد قاسم کا روپیہ جمع کرنا بطور مصادرہ کے مردم مرشد آباد سے اور بہم پہونچانا اسباب تجمل اور استعداد کا اور کل کارخانہ کا انتظام کرکے دلجمعی سے آسودہ ہونا

میر محمد قاسم خان نے جب دیکھا کہ خزانہ بھی ہین یاد ائی زر مین متحیر ہوا جو کہ اپنی سپاہ اور دیگر نوکران لیاقت

اور افواج جماعۂ انگلشی سی وغیرہ ہوا تھا لہذا اول بندوبست پرگنات صوبہ بنگالہ وغیرہ کا کرکے ضلع بردوان وغیرہ کو تنخواہ انگلشی مین مقرر کیا اور بعض جواہرات کو بہی انگلشی کے دین مین جماعۂ مذکور کے ہاتھہ رہن کر دیئے اور موجودات سپاہ کو علی ابراہیم خان بہادر وغیرہ معتمدین نے دیکھکر دفتر بخشی گری کا تغلب اور تصرف نکالا اور شمار ملازمین کا بعد تصحیح صحیحہ کے جو کچھہ ثابت اور تنقیح ہوا اونکا حساب کیا اور انکی تنخواہ کسیقدر نقد دی اور کسیقدر ماہواری کر دی اور بعض کی تنخواہ آیندہ پر موقوف رہی سپاہ جو کہ میر جعفر خان کے ہاتھہ سی بیجان تنگ ہوئی تہی جو کچھہ مقرر اور میسر ہوا اوسی مین راضی اور شاکر ہوے شاید جگت سیٹھ سے بہی جیسا کہ وعدہ ہوا تہا کسیقدر قرض لیکر تقاضای گوناگون سے رہا ہوا اور آیندہ کو اپنے مداخل اور مخارج خیال کرکے بقدر مناسب جیسے عہدہ برائی ہو سکے مقرر کی اور اکثر اخراجات بیفایدہ کو جو بطور بلاہی اور بلاغت کی تہی لغو و عبث سمجھکر موقوف کر دئی مانند دنبہ خانہ اور بلبل خانہ اور بربری خانہ وغیرہ کی برخاست کر دئی بعض بعض جانور رکھہ لئے اور باقی زمینداران صوبہ کو دیکر اونکی قیمت تشخیص کراوی اور عملہ دیوانی نے اونکی وکلا سے وہ روپیہ لے لیا اور جینی لال اور منی لال اپنے خرابی اعمال کو پہونچے اون کے پاس سے زر کثیر عاید سرکار ہوا مخفی نرہے کہ میر قاسم خان آغاز طفلی سے بسبب دامادی ؛ میر جعفر خان کے خاندان مہابت جنگ مرحوم مین واجب الرعایت رہا اور شہامت جنگ کی سرکار مین مع چند سوار کے ہمیشہ بپاس خاطر اوسکی سلک کے نوکر رہا اس سبب سے اوسکی آمد و رفت ہر ایک گھر اور محلہ شاگرد پیشہ اور ہر ایک کے ملازمان دولتخانہ سے اور ہر ایک جماعہ کے احوال سی بخوبی آگاہ تہا جب بیاوری تقدیر مسند نشین امارت ہوا ہر ایک جماعہ مذکور پر جسپر گمان زر اندوزی تہا کسی نہ کسی طور سے عتاب و خطاب کرکے جسکی جسقدر پونجیان تہین چہین لین حتی کہ بعض کسبیون سی بہی جو کہ میران اور میر جعفر خان کی نوکر تہین اور دفتر خانسامانی سے معلوم ہوا کہ اسقدر جواہرات اور فلان ظروف اور فلان فلان تحفہ لیگئی ہین ہر ایک کو بجنسہ بلکہ مع شئے زاید واپس لیا اور کنیزان اور خواجہ سرایان خانہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ سے بہی جو گوشہ عافیت مین بلا اتفاق شخصے بسر کرتے تھے ستیزہ کرکے جو کچھہ ممکن تہا اور غمازون نے کہا تہا فراہم لایا گویا یہ شعر حضرت سعدی کا سینہ غرض گنجینہ مین نقش کر لیا تہا لا سکا تو ہر مشقے اکہ نامہ بی کیا ہے نہین لیتا ہے تو ہر یکسے کیون ایک جو چاندی کو کہ ہو جاوی خزانہ واسطے تیری فراہم اب تک بلکہ سنگ سے جو ہیرا اتنا منصدی سرکار مہابت جنگ اور پیشکار راجہ جانکی رام اور راجہ دولبہہ رام کا تہا نقد و جنس اونکے گہر کی سپاہ کرکے ضبط و کاست میر قاسم خان کے حوالہ کی وہ ایک سپاہی خدمتگار تہا میر قاسم خان نے تہوڑا ادمیسے راجہ کو حوالہ کیا باقی خود سے لیا اور سکت سنگ سے راضی ہوکر اوسکی بہت عزت کرنے لگا

اور اپنے پہلو ہی مسند مین بٹہالیتا تھا اور غلام حسین خان سے جو کہ دار وغہ دیوانخانہ مہابت جنگ اور اوسکا رفیق قدیم اور لکہو کہا کا مالک تھا بہت ساز و مال لیکر بدستور دار وغگی دیوانخانہ مین مقرر رکہا خلاصہ یہ ہے کہ اس صورت سے زر کثیر جمع کیا اور سپاہ کو بہی خوشحال کرکے جنہین لایق کار سمجہا ملازم کیا اور بعض کو برطرف کرکے اونکی تنخواہ دلادی

نکلنا میر محمد قاسم خان کا بیربہوم کیطرف اور لڑائیان بردوان کا اوس مرزبوم کی زمیندار و نسے

جونکہ صوبہ بنگالہ مین کوئی زمیندار دار الملک مرشد آباد سے بجز زمیندار بیربہوم کے دعوائے شجاعت نرکہتا تھا اور میر قاسم خان گویا باطن مین زمیندار ونسے قدیم دشمن تھا فی الحقیقت اکثر اس فرقہ مین قابو طلب ناقض عہد سست پیمان کم فرصت کوتہ اندیش ہین بمجرد اندک انقلاب زمانہ کے سارے حقوق فراموش کرکے ہر امر پر آمادہ ہو جاتے ہین اسی وجہ سے بادشاہان سلف نے کبہی انکا اعتماد نہین کیا اور اپنے عملہ کو امور جزئیہ مین ہر پرگنہ اور ہر مقام پر مقرر کرتے تہے تب تمام دنیا فارغ البال تہی اب کہ زمیندار مطلق العنان ہوئے ہین تمام رعایا نالان ہے اور اگر ایسا ہی حال رہا اس سے بہی زیادہ ابتری کی امید ہے القصہ بدیع الزمان زمیندار بیربہوم جو دیوان جیو کے نام سے مشہور تہا اور ایام جوانی مین بلکہ کہولت مین بہی عیش و آرام پر مصروف رہا بندوبست ملک کا اپنے لڑکے علی نقی خان کے سپرد کیا تہا بعد انکے مرنے کے اور زوال دولت خاندان مہابت جنگ کے لباس درویشی پہنا اور دوسرے لڑکے اسد الزمان خان کو جو رانی کی بطن سے تہا راج دیکر خود گوشہ نشین ہوا اور فقیر اسکی مصاحبت کرتا تہا میر محمد قاسم خان بیربہوم کے معاملہ مین کچہہ اضافہ کیا چاہتا تہا اسد الزمان خان نے نمانا اور سرکش ہو گیا اسکا سبب شاید یہ تہا کہ چونکہ میر محمد قاسم خان نے اسی دیار مین نشو و نما پایا تہا اور زمانۂ گذشتہ مین محض بیقدر تہا اور تمام دنیا اوسکو نظر حقارت سے دیکہتی تہی اندنون مین کہ عروج میسر ہوا اوسکا شان و شوکت لوگون کے دلمین کچہہ نہ سمایا بہرحال میر محمد قاسم خان اوس زمیندار کے تنبیہ کو مرشد آباد سے عازم ہوا اور بدہ کام مین جو شہر سے بارہ کوس پر تہا مقیم ہوا اور خواجہ محمدی خان کو جو کہ میر جعفر خان کے عہد سے عہدۂ بخشی گری رکہتا تہا مع میجر یارک انگلس اور گرگین خان ارمنی کے اوس زمیندار نا ہنجار کی گوشمال کو بہیجا اور اپنے نوکرون کو تاکید کی تہی کہ قبل پہونچنے اس ملک کے اوس مغرور کا فیصلہ کرین لیکن چونکہ لشکر ہندوستانی مین سرداران سابقہ سے جو کہ نظر کردہ مہابت جنگ کا کوئی نرہا تہا فقط کمینہ ناکردہ کار میرن اور میر محمد جعفر خان کے بہرتی کئے ہوئے زنگی تہے کچہہ کام نہ بنا سکے اسد الزمان خان نے اپنی باپ کے دیوان بدیع الزمان خان کو ملک سپرد کر کے خود چار پانچ ہزار سوار اور بیس پچیس ہزار پیادہ لیکر مسالک دشوار گذار مین جا بیٹہا اور مداخل راہ پر محافظ تعین کر دئے اسی عرصہ مین بندہ

حسب الاشارہ میجر کرنگ سالار فوج انگلشی قایمقام کرنیل کلیو سیف جنگ کے اور نیز مسٹر جی صاحب مدار کوٹھی عظیم آباد کے مسٹر امیٹ کے غیبت مین قبل ورود مسٹر گویر کے واسطے پہونچا نے بعض پیام زبانی کے اور تیز واسطے لانے سیر محمد قاسم خان کی طرف عظیم آباد کے مرشد آباد پہونچا یہ کام پہونچا صورت یہ کہ بعض کپتان نے جو بردوان مین چند کمپنی تلنگہ کے ساتھ تعنات تہی دوسری راہ سے اکر عین غفلت مین اسد خان کے سر پر پہونچکر اوسکی فوج کو پریشان کردیا اور چند ضرب توپ اور شلک بندوق سے ایک گروہ زمیندار مذکور کا مجروح ومقتول ہو البقیۃ السیف رو بفرار ہوے توپ کی آواز سنکر افواج قاسم علیخان بہی پہونچی دور سے لشکر ظاہر ہوا اور چند فراریان کی عقب مین جاکر اوسکی لشکرگاہ مین خیمہ زن ہوئے اس خبر سے اپنی لشکر کی بددلی اور نامردی دریافت کی خصوصا خواجہ مہدی خان رئیس لشکر سے زیادہ آزردہ ہوا

احالا مناسب ہی کہ عظیم آباد کا حال اور اپنی آنیکی وجہ تحریر کردن

میجر کرنگ کا ارادہ جنگ بادشاہ اور موشیر لاس کے برآمد ہونا اور رولتنگ ہونا سردار مذکور کا رام نراین کے شورہ مختلفہ کی سبب سی اور مورخکو بہیجنا میر قاسم خان کی پاس اور جو کیفیات کہ مورخنے وہان سے آکر میر قاسم خان سے بیان کئے اور نہضت کرنا میر قاسم خان کا راہ کوہستان سے بعجلت نہایت طرف عظیم آباد کے

سابق مین ذکر ہوا ہے کہ بعد روانگی کرنیل کلیف ثابت جنگ کے مسٹر بلول تہوڑے دن کلکتہ کا سر اعتماد اوسکے بعد شمس الدولہ پہونچا اور کونسل کلکتہ کا مدار المہام اور گورنر مستقل ہوا اول مسٹر امیٹ اور بعد مسٹر کلیو سیف جنگ مع میجر کرنگ اور مسٹر لفٹننٹ مع بعض دیگر سرداران عظیم آباد کی کلکتہ گیا اور مسٹر امیٹ خود کلکتہ کا چہوٹا صاحب تہا چونکہ مورخکو صاحبان انگلشی سے نہایت اخلاص اور اتحاد تہا جو کچہ کہ تعین اور مقرر کیا ہوا میر قاسم خان کا بعرض خود مورخ کے واسطے براہ مدد خرچ تہا اوسیوقت تمام وکمال صاحبان انگلشی سے ظاہر کردیا اور یہ اونکو معلوم تہا کہ چہہ لاکہہ دام کی جاگیر بندہ کی قدیم سے پرگنہ سونگر مین متصل قلعہ کے ہے اور میر جعفر خان نے بعد ورود بادشاہ کے اس قصور سے کہ والد بندہ مورخ اوسکے رفاقت مین رہا ضبط کرلیا تہا صاحبان مذکور نے نظر باخلاص جو بندہ سی تہا جاگیر مذکور کو میر قاسم خان سے واگذاشت کراکر اوسکی دستخطی اور مہری سند مکمل کراکر بندہ کی نام لادی اور رام نراین کے ہاتہہ سے نکالکر سپرد بندہ کی اور بندہ مورخ عاقل نے وہان جاکر عمل دخل کیا جب برسات گذری میجر کرنگ نے بادشاہ اور موشیر لاس اور کامگار خان سے کے القائی فساد کو عظیم آباد سے نکالکر باغ میر جعفر خان کے میدان مین لشکرگاہ کیا اور رام نراین اور راج بلبہہ کو

اپنی رفاقت پر مامور کیا بندہ بھی بپاس حقوق اس سفر مین شریک ہوا چونکہ سالہا سال کی عسرت کے
سبب سے اسباب سفر اور اسلحہ اور سواری وغیرہ نہ رکھتا تھا میجر کرنک اور مسٹر جی نے ایک خیمہ
اپنی سرکار سے مقرر کیا اور گھوڑے وغیرہ مایحتاج بھی مقرر کر دیے بندہ مدت انکے لشکر مین بخوبی بسر کرتا تھا اکثر
اوقات ملکہ ہمیشہ شریک مشورہ اور ہر امور مرجوعہ مین دخیل رہتا تھا جب ایک مدت اوس درمیان مین
گذری اور دونو ہندو ایک صبح اور ایک شام کو آتا اپنی اپنی ہر وقت حاضری ایک دوسرے کے برخلاف
صلاح دیتا تھا اور ہر دو صاحب لشکر اور معتبر سردار تھے میجر کرنک وغیرہ اصحاب انگلشی انکی اختلاف رائے سے
دل تنگ ہوکر باتفاق اہالیان کونسل خصوص مسٹر جی کے بندہ کو طلب فرما کر کہا کہ تم ہمارے دوست اور میر قاسم
بھی دولتخواہ ہو اور یہ دونون اوسکے نائب اور نوکر مین اور ہم انہ دونون کی مخالفت سے عاجز آئے ہین
حیران ہین کہ کسکا کہنا قبول کرین صلاح یہی ہے کہ میر قاسم خان یہان آوے اور انکی التماس سنکر جو مناسب سمجھے
تعمیل کرے اور انکو اوسی جواب سوال کرنا پڑے بندہ نے اوسکو لکھا مگر کچھ سود نہوا بادشاہ اور ہوشیار اس کے
مفسدہ سے زیادہ بیہوم نہین ہے تم جا کر یہ سب مدارج اوسے سمجھاؤ اور ادہر لاؤ بندہ قبول کرکے
عازم ہوا میجر کرنک نے میر محمد قاسم خان کو خطوط لکھے اور ایک خط متضمن سفارش اور حفاظت بندہ کے
میجر پاک کے نام تحریر کر دیا اور ایک بجرہ مخلص منجملہ دیگر بجرون بادشاہی جہانگیر نگری سے کہ اکثر میجر مذکور کے
زیر حکم تھے بندہ کی سواری کو دیا بندہ اوسپر سوار ہوکر روانہ مرشد آباد ہوا راستہ مین مسٹر مکویر کو دیکھا
جو مدار المہام اور صاحب کلان کوٹھی عظیم آباد کا ہوکر وہان کو جاتا تھا چونکہ روانگی مین عاجل تھا اوسکا
دور سے باواز بلند سلام کرکے آگے کو روانہ ہوا القصہ بندہ مونگیر پہونچا امیر قاسم خان سے ملاقات کرکے
ابلاغ پیغام کیا اوسنے سنکر اغماض کیا عظیم آباد کا ارادہ نتھا لیکن بندہ سے بکمال عطوفت پیش آیا خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا
اور دونو وقت کھانا بھیجتا تھا اور بکمال لطف وعنایت سے ہمکلام ہوتا تھا اور چند عدد تھان از قبیل
دستار جہانگیر نگری خاصہ کے بھیجے تا آنکہ رام نراین نے گماشتہ جگت سیٹھ کی ہملت سے لکھوایا کہ غلام حسین خان
بھیجے ہوے میجر کرنک کے حضور مین گئے ہین چونکہ نہایت اخلاص جماعہ انگلش سے رکھتے ہین اور باپ اور بھائی
انکے ہمراہ بادشاہ کے ہین فی الحقیقت انکو دونون طرف یعنی انگلشی اور بادشاہ کے جانب سے سمجھنا چاہیے
یہ مضمون اپنے وکلا کی معرفت میر قاسم خان کو لکھ بھیجے وہ خود مجسم توہم تھا اور بھی متوہم ہوا
وہ سارے التفات جو پہلے سے تھے موقوف کر دیے چونکہ میجر پاک لشکر مین تھا بندہ اپنے حال پر
متحیر ہوا ... رخصت طلب کرتا ہون زیادہ بدگمان ہوکر خدا جانے کیا ارادہ کرے اور
لشکر مین باوجود سابق کی ... اوسکے لطف وعنایت کے کیونکر بسر ہوگی ناچار دور جا کر ٹھہرا تھا

کہ سہل سا عارضہ لاحق ہوا بندہ نے اوسی عارضہ کو وسیلہ کرکے درخواست رخصت کی اوسنے ترش ہو کر کہا
عظیم آباد جانا چاہتے ہو بندہ نے اودہر کا انکار کرکے مرشد آباد کا ارادہ ظاہر کیا بہ نہایت کراہت
سے رخصت دی مگر کچھہ خرچ راہ نہ دیا بندہ مورخ بہزار مصیبت مرشد آباد مین پہونچکر کسی دوست کے مکان مین
منزل گزین ہوا بعد پہونچنے مرشد آباد کے تھوڑا سا خرچ معرفت خواجہ اشرف کشمیری کے جو برادر ان اور نیز
تابع خواجہ واجد سے تھا اور اوس زمانہ مین میر قاسم خان کی مصاحبت رکھتا تھا بھیجا بعد چندے خبر پہونچی
کہ میجر کرنگ نے عظیم آباد مین جا کر بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ مع کامگار خان کے پس پا ہوا
اور موشیر لاس بضابطہ ولایت انگلشیہ اور فرانسیسیہ کے جو فیمابین ستمرہ رکھتے ہین باعث قید ہوا اور بعد
چند روز کے بادشاہ کو میجر کرنگ نے سفیرون کے ذریعہ سے مصالحہ مین راضی کرکے ملازمت کی اور اپنے
ہمراہ عظیم آباد لیگیا میر قاسم خان اس خبر سے مضطر ہو کر براہ کوہستان بکمال اضطرار یلغار کرکے روانہ
عظیم آباد ہوا بندہ نے بھی ارادہ عظیم آباد کیا مگر سننے مین آیا کہ تراب علیخان اپنے چچا کو جو نایب کر گیا ہے
حکم دیگیا ہے کہ ہندوستانیان مرشد آباد کے خط عظیم آباد اور کلکتہ نجانے پاوین اور نہ کوئی شہر سے
باہر جانے پاوے بندہ نہایت عاجز و حیران ہوا آخرکار کوٹھی قاسم بازار کے صاحب کی اعانت سے مرشد آباد
سے برآمد ہوا اور عظیم آباد آیا اب تفصیل اس اجمال کی لکھی جاتی ہے تاکہ منتظرون کو دریافت حال ہونے مین تردد نہو

ذکر ہے جانے میجر کرنگ کا بادشاہ کی لڑائی پر اور قید کرنا موشیر لاس کو اور مصالحہ ہونا بادشاہ سے اور میر قاسم خان کا عظیم آباد آنا بضرورت مع سپاہ کے

جب میجر کرنگ نے بندہ مورخ کو بطلب میر قاسم خان کے بھیجا بعد ازان رام نراین اور راج بلبھہ کو مع
فوج صوبہ اور میرن کی اپنے ہمراہ لیا اور بمقابلہ بادشاہ جو کہ نواح گیا مانپور مین تھا گیا جب دونون لشکر کا
قرب ہوا بادشاہ نے مکرر سہ کرر خطوط بندہ مورخ کے والد کے نام متضمن طلب تحریر فرمائے اور اپنے پاس
طلب کیا تاکہ والد مع فوج فراہم شدہ کے ملحق ہو مگر انکے آنے سے قبل محاربہ شروع ہوا موشیر لاس نے
جرأت و شجاعت سے پیش قدمی کرکے قلیل ہمراہیون سے فوج انگلشیہ کا مقابلہ کیا اور جو دوسری فوج
ہمراہ تھی بادشاہ اور کامگار خان کے سر پر جا پہونچی تزلزل پڑ گیا اور کامگار خان نے مجال پایداری نپائی فرار کیا
بادشاہ نے بھی اسکی متابعت کی میدان سے روگردان ہوا ہمراہیان موشیر لاس نے اس حال کو دیکھ
اور نیز اپنی قلت اور برسون کی محنت یہ سب چھوڑ کر بادشاہ اور کامگار خان کے ہمراہی مین قدم اوٹھایا
کپتان موشیر لاس جب تنہا رہگیا کسی اپنی توپ پر گھوڑے کے مانند سوار ہو کر آمادہ قتل ہوا اور
عار فرار اختیار نکی میجر کرنگ اور کپتان نکس نے اس حال سے واقف ہو کر مع چند نفر سرداروں کے

گھوڑون پر سوار بلا تلنگہ اور برق اندازون کے پیشتر کو قدم بڑہایا جب موشیر لاس پر نظر پڑی
گھوڑے سے اوتر کر اپنی ٹوپیان برسم سلام سر سے اوٹھائین اوسنے بہی اوسیطور سے عمل کیا اور
بابعد گفتگو کی میجر کرنک نے موشیر لاس کے ثبات عزم اور فرط شجاعت اور غیرت مین تعریف کر کے کہا
جو کچھ حق سعی تہا اوس سے ظاہر ہوا التعریف تمہاری دفتر اخبار اور تواریخ مین ثبت ہوئی آلحال موافق ضابطے
کمر سے تیغ کہولو اور ترک منازعت کر کے ہمارے پاس آؤ اوسنے جواب دیا کہ ہم کمر سے تیغ نکھولینگے اسیطرح
آنے مین مضایقہ نہو کیا مضایقہ اطاعت اختیار کر لینگے ورنہ مذلت مین کمر تیغ کہولنا نہو گا اپنی جان اس میدان مین
نثار کرونگا جماعہ انگلشیہ نے جو اوسکی شجاعتین ماضی و حال کی دیکھی تہین اوسیطور سے راضی ہوئے
اور بابعد کر حسب دستور ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوا پالکی اپنی منگوا کر موشیر لاس کو اوسپر سوار کرایا
اوسنے فرط غیرت اور کثرت حیا سے پالکی کے پردے چہوڑ دئے تاکہ آشنا لوگ اس حال کو نہ دیکھین اس خبر کے
سننے سے بعض اوسکے آشنا مانند میر عبد اللہ اور مصطفی قلی خان واسطے ملاقات کے آئے میجر کرنک نے
عذر کیا کہ چند روز معذور رکھئے کیونکہ ابہی کثرت حیا سے ملاقات کو راضی نہین احمد خان قریشی
جو کہ مرد بیہودہ گو تہا اوسکے دیکھنے کو گیا اور بنا بر خوش آمد کے سرداران انگلش سے حسب ضابطہ اپنے
ہم عصرون کے اوسکے مکان کا استفسار کیا اور کہا لی لی لاس کہان ہے میجر کرنک وغیرہ سرداران
نے اس کلمہ سے آشفتہ ہو کر نہایت تلخی اور تندی سے جواب دیا کہ ہم لوگون پوچ گوئی کا ضابطہ نہین ہے
اور شجاع و جوانمردون کو زشتی سے یاد کرنا نہایت عیب ہے وہ مرد میدان رزم اور آشنائے
دوستان بزم ہے اس قسم کی ہرزہ درائی ہمکو پسند نہین یہ ضابطہ بیہودہ تمہارے ملک کا ہوگا
کہ مردونکا نام ہرچند دشمن ہون زشتی سے یاد کرین احمد خان خجل ہو کر خاموش ہوا ضرور تا تہوڑی دیر
بیٹھکر منفعل اوٹھ گیا انگلشیون سے باوجودیکہ خان موصوف سردار تہا اور ہر وقت مین اوس سے باتین کم پیش آئی تہی مگر
ایسی باتون سے کوئی صاحب عالیشان ملتفت نہوا اور الحق یہ صفت اور ضابطہ رزم انکے کل نہایت خوب اور بہت عمدہ ہے القصہ بعد
اس جنگ کے او منتابیرائے کو بادشاہ کے پاس بہیجکر پیغام مصالحہ اور ملاقات کی درخواست دی بادشاہ
بدعقل کامگار خان کی تعلیم سے راضی نہوا او مذکور بے نیل مرام واپس ہوا اور جاکر عرض کی کہ حضرت
خود بخود مستدعی مصالحہ کے ہونگے لیکن اوسوقت اس خوبی سے میسر نہوگی ابہی ہم لوگ خود مستدعی ہین
مگر اس غرض سے بہی کچہہ سود نہوا اشتاب راے واپس آیا جب والد مرحوم پہونچا اور اس ماجرے پر
آگاہ ہوا بادشاہ کو ملامت کی لیکن فائدہ نہوا کیونکہ کامگار خان اوسیطور پر جنگ کیواسطے مصر تہا
اور کہتا تہا کہ دوبارہ لوگ جمع کرنا چاہیے اور میر حسین خان والد اسد اللہ خان جسکا ذکر محمد قلیخان کے

حال مین ہو گیا ہے کامگار خان سے متعلق تھا اور والد بادشاہ کو سمجھاتا تھا کہ کامگار خان زمیندار ہے اوسکے بہاگنے کا شمار نہین لیکن اسیطرحکا عار و گریز سبب چھوڑنے کے موجب کسرشان خلافت ہے مناسب یہی ہے کہ اب بہی راو شتاب رائے کو طلب کیجے اور صلح کی تدبیر فرمائی اسی ضمن مین ابدالی نے فوج مرہٹہ کے ساتھہ جو مدار المہام سلطنت ہند کے اکثر شاہجہان نام بادشاہ دست نشان عماد الملک کو اوٹھا کر خلد دہلی پر اپنا بندوبست کیا چاہتا تھا کہ ایک راے کو تخت ہند مین جلوس کرے باتفاق شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ روہیلہ اور حافظ رحمت اور احمد بنگش کے بعد اقامت کے نو مہینے گذرے اور مرہٹہ گویا بالکل مستاصل ہوے ابدالی مظفر و منصور ہو کر قندہار و ہرات کو واپس ہوا انشاء اللہ تعالے اسکا ذکر مفصل شاہجہان آباد کے احوال مین ہوگا **الغرض** ابدالی نے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ اور جمیع افاغنہ کو سفارش کی کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکی اطاعت کرین کیونکہ شاہ عالم کی بہن اوسکے عقد مین تھی اور شاہ عالم نے بعد قتل اپنے والد کے منیر الدولہ کو بھیجکر ابدالی سے اسی امر کی استدعا کی تھی اور منیر الدولہ نے اوسکے ہمراہ آکر وہان ہر امراے مذکور سے سخت بحث و تکرار کی شاہ عالم کی فرزند جوان بخت نامے کو بطور نائب کے قلعہ شاہجہان آباد مین جلوس کرایا اور شجاع الدولہ کو تاکید کی کہ بنگالہ سے بادشاہ کو لاوے اسواسطے شجاع الدولہ کے عرائض بطلب بادشاہ کی پہونچے اور بادشاہ بہی فرار متواترہ کامگار خان سے تنگ آیا انگلشیہ کے مصالحہ اور شجاع الدولہ کے پاس جانے کا قصد مصمم کیا اور التماس والد کو قبول فرماکر راو شتاب راے کو شقہ خاص لکہکر طلب کیا شتاب راے نے بعد صلاح و اجازت میجر کرنگ وغیرہ رؤساء انگلشیہ کے حضور مین حاضر ہوا اور سوال جواب منقح کرکے میجر کرنگ کی ملازمت کی بنیاد حضور بادشاہ مین مستحکم کر آیا کامگار خان نے مصالحہ انگلشیہ خلاف اپنی مرضی کے پاکر مع لشکر اپنے ملک کی راہ لی اور بادشاہ کسیقدر مسافت طے کرکے فوج انگلشیہ کے قریب آیا دوسرے روز جو کہ یوم ملازمت میجر کرنگ وغیرہ کو مقرر تھا بادشاہ نے اور آگے جانیکا ارادہ کیا میر حسین خان نے بہی بادشاہ کے قید کا گمان کرکے اپنی راہ لی اوسکے آدمی عین لشکر مین منادی کرتے تھے کہ بادشاہ کو سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ انگلشیہ کے قید مین ڈالتا ہے جسکو اپنی عزت آبرو جان عزیز ہو لشکر سے نکل چلے اکثر احمق اس صدا سے نکل کے اثناے راہ مین بنیاد سنگہ کے لوگون نے ٹکاری سے نکلکر میر حسین خان کو غارت کیا مگر وہ بہرصورت نکلگیا بعض لوگ یہ حال دیکھکر لشکر کو واپس آے بادشاہ کی فوج اور سواری تیار تہی کہ دوپہر کے وقت میجر کرنگ مقام پچاپن پر جو کیاسے سات کوس پر اور مخیم بادشاہی سے تہا آکر ملازمت حاصل کی بعد ازان

بادشاہ نے حسب الاستدعا اوسکے سوار ہوکر گیا کی طرف جہان لشکر میجر کرنگ کا تھا نہضت فرمائی اور میجر کرنگ ایک میل تک ٹوپی سر سے اوتار کے بغلمین لیکر رکاب بادشاہی مین پیادہ پا گام فرسا ہوا بعد ازان بموجب حکم شاہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر تنہا ہاتھی کے آگے آگے ایک تیر کے فاصلے سے چلا جاتا تھا اور والد بندہ بادشاہ کے پشت پر مع جمیع فوج اپنے فیل پر سوار نہایت تھوڑے فاصلہ سے گرم روان تھا اسلئے کہ دریاچہ مبنی پر جو گیا سے ڈیڑہ کوس پر ہے پہونچے اور پار بادشاہ کا لشکرگاہ وہان پر ہوا اور بنگلاہ فرود گشتہ ہوکر اور بادشاہ مع والد مرحوم بے جریدہ مردم سواری کی ساتھ حسب استدعائے میجر کرنگ کے باغ گیا مین جاکر نزول فرما ہوا اور میجر کرنگ نے تمام اپنے ہمراہیان کو مع رام نراین اور راجہ بلبھہ وغیرہ سرداران ان دونون ہندوؤن کو لاکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کرائی اور ضیافت کرکے نذر اور پیشکش مناسب گذرانا والد مرحوم مع فوج باغ مذکور کے دروازے پر سوار کھڑا رہا جب بادشاہ وہان سے برآمد ہوا والد نے اندر جاکر میجر کرنگ وغیرہ سرداران دیگر سے ملاقات کی اور اونہون نے تواضع کی رسومات تقدیم کی اور بعد تکلفات عرصہ کے والد بھی برآمد ہوا اور مع بادشاہ کے اپنے لشکر مین آیا اور قریب نصف شب کے آکر آرام فرمایا دوسرے روز بادشاہ نے کوچ وہان سے کرکے گیا مین خیمہ کیا بعد چند روز کے باتفاق میجر کرنگ کے کوچ کرکے عظیم آباد مین داخل ہوکر لشکر بادشاہی تالاب اسیٹھی مین اوترا اور فوج انگلشی باقی پور کی چھاونی مین اور رام نراین اپنی مقامات مین اور راجہ بلبھہ بدستور باغ جعفر خان کے اطراف مین میر قاسم خان نے اس خبر کو سنکر براہ کوہستان بیربہوم اور کھڑک پور سے یلغار کرکے عظیم آباد آپہونچا اور شہر کے شرقی طرف جعفر خان کے باغ مین مع فوج فرود کش ہوا رام نراین اور راجہ بلبھہ نے استقبال کیا رام نراین بدستور قلعہ مین رہتا تھا اور راجہ بلبھہ مع اپنے لشکر کے ضمیمہ لشکر میر قاسم خان کا ہوا میجر کرنگ وغیرہ سرداران انگلشی نے میر قاسم خان کی ملاقات بادشاہ سے کرائی اسکا سوال جواب ہونے لگا میر قاسم خان براہ خوف یا کہ اپنے غرور سے راضی نہوتا تھا کہ بادشاہ کہیں جائے لاجرم صاحبان انگلشیہ کی کوٹھی مین ملازمت کی ٹھہری اسپر بھی میر قاسم خان راضی نتھا کیونکہ میجر کرنگ سالار فوج انگلشی طرفدار مسٹر امیٹ اور شمس الدولہ نشرت سے منحرف تھا القصہ انہون نے اپنے مکانکو فرش مع فروش آئینہ و تصاویر سے آراستہ کیا اور اپنے کھانے کے میز پر مسند پر تکلف بچھاکر بجائے تخت کے مقرر کیا وہان بھی میر قاسم خان والداور دیگر ہجوم کے آنیکو راضی نہوا لاجرم بادشاہ حسب التماس میجر کرنگ کے جریدہ کوٹھی مین آیا اور مسند معہودہ پر جلسہ فرما ہوا اہل انگلشیہ ہوکر دروازہ کوٹھی سے بہت دور تک استقبال کرکے پیادہ پا تخت روان کے ہمراہ ہوکر بیٹھے میجر کرنگ کو حکم نشست ہوا بعد تھوڑی دیر کے میر قاسم خان آکر شرفیاب مجرا ہوا اور ایکسو ایک اشرفی نذر کی حضور دی

خلعت ہفت پارچہ مالا مروارید سرپیچ جیغہ مرصع بہ کلغی عقار مرحمت ہوا بعد ازان دوسرے حجرہ مین جا کر جو مخصوص سرشتہ کو بہ تھا جواب وسوال معاملات بنگالہ اور داد وستد خزانہ صوبجات کا انفصال ہوا تینون صوبہ کی مالگذاری چوبیس لاکھ روپیہ مقرر ہوا بعدہ رخصت ہو کر اپنے لشکر کو گیا اور حسب تجویز سرداران انگلشیہ کے بادشاہ نے قلعہ پختہ بادشاہی کے دولتخانہ مین نزول فرمایا میر قاسم خان ناراض تھا کہ فوج شاہی اور والد مورخ قلعہ مین بجائے لہذا سرداران انگلشیہ نے بادشاہ سے التماس کیا کہ اوسکے بموجب حضور سے والد کو قیام لشکر اور تالیف واتباع مردم کا حکم صادر ہوا اور حسب الحکم والد خیمہ بادشاہ مین مقیم ہو کر امر امور مین مصروف ہوا رام نراین ڈرتا تھا کہ مبادا قاسم علیخان سے موافق ہو کر رجوع ہو لہذا امیر قاسم خان کو والد کیطرف سے برہم کر دیا سخنان دور از خیال اوسکے کان مین پہونچی وہ خود وہمی تھا اب اور زیادہ جنون سوار ہوا اوسنے سرداران انگلشیہ سے کہا اونہون نے والد کو جاگیر جانے کا پیغام دیا اونہون درجواب عدم تعمیل تا ورود حکم بادشاہ بیان کی صاحبان موصوف نے کہ فی الحقیقت صاحب عقل وفراست اور اقبال ودولت ہین اس کلام کو پسند کر کے بادشاہ سے ظاہر کیا کہ چونکہ سید ہدایت علیخان کے لشکر مین رہنے سے میر قاسم خان ادای عہود سے پہلوتہی کریگا لہذا مناسب ہے کہ سید ہدایت علیخان کو حکم روانگی جاگیر ہو جای چنانچہ بادشاہ نے حسب التماس صاحبان عالیشان کے والد کو کہلا بھیجا کہ آپ جاگیر کو جاوین لاچار والد شام کو میجر کرنگ وغیرہ سرداران انگلشیہ سے ملاقات کر کے صبح کو جاگیر روانہ ہوا نقی علیخان برادر بندہ جو بادشاہ کا رفیق دیوان تن کے نام سے مشہور تھا اور فخر الدولہ بہادر ظفر جنگ سے مخاطب تھا اسی اثنا مین بندہ مرشدآباد آیا کیفیت اوسکی یون ہے کہ جب میر قاسم خان مضطرب ہو کر عظیم آباد پہونچا بندہ قبل ازین روانگی جیسا کہ ذکر کر چکا ہے میر قاسم خان سے مرخص ہو کر مرشدآباد آیا تھا اور مرشدآباد مین یہ خیال تھا کہ نہ کوئی نکل سکتا تھا نہ خط بھیج سکتا تھا بندہ کا حال مسٹر کرنگ وغیرہ پر مخفی رہا چونکہ رام نراین میر قاسم خان سے صاف تھا چاہتا تھا کہ انگلشیہ کو اوس سے برہم کر دے اول بندہ کے بارہ مین بموجب گذشتہ کے لکھوا کر میر قاسم خان کو بندہ سے بدگمان کر دیا جب بندہ عظیم آباد نہ آیا اور نہ میری خبر پہونچی تو رام نراین نے میر عبد اللہ فوجی کی کانین کہا کہ میر قاسم خان نے سید غلام حسین خان کو مسموم کر کے مرشدآباد مین مار ڈالا سید مذکور بندہ کا محب صادق تھا اور سید علیخان برادر خورد بندہ مع اتباع بندہ کے اپنے گہر مین رہا کرتا تھا اور سید مذکور سے آشنائی رکھتا تھا اس خبر وحشی سے آگاہ ہوئے اور دونو بشدت تمام زار زار اور رقت لبیا ہے دوچار ہوئے پہنچ نراین برادر رام نراین نے بدین خیال ممانعت کی تا کہ اوسکا نام ظاہر ہو مگر میر عبد اللہ اور برادر بندہ نے انگلشیہ سرداران سے اسکا ذکر کر دیا لیکن دیپ چند کا نام مخفی کیا کیونکہ میر عبد اللہ اوسکا نوکر تھا مسٹر مر اور مسٹر امیٹ سے یکدل اور شمس الدولہ سے سرگران تھے اور میر قاسم علیخان سے بھی جو دست نشان شمس الدولہ کا تھا کدورت رکھتے تھے اور اسی جستجو مین کہ جب

کوئی قصور قاسم خان کیطرف منسوب ہویے فوراً سزا دین بمجرد اس حرکت کے نہایت برہم ہوئے اور فرمایا کہ سید غلام حسین کی
سہار آشنا اور فرستادہ تھا اگر درحقیقت ایسی سرگذشت ہوئی تو میر قاسم خان سے انتقام لیا جاویگا میر عبد اللہ کے
ہوش اوڑگئے اور جلد التماس اس اخبار کا منع کرکے کہا اول خطوط سید ندکور یعنی بندہ اور صاحب قاسما بازار کو تحریر
فرمائیے بعد تحقیقات ویسا منصوبہ فرمائیگا القصہ اونہون نے بھی یہ مصلحت پسند کی بنام بندہ کے خط لکھے کہ
سبب توقف اور درصورت مجبوری کے اوسکی اطلاع دی اور اگر ممکن ہو صاحب کلان قاسما بازار سے جو کہ
اندنون مین مسٹر اسٹیٖن ملک ہانس تھا ملاقات کرے اور نیز ایک چٹھی بخط ولایتی صاحب موصوف کے نام
لکھکر کسی اقربا سے بندہ کے ہاتھہ روانہ کی اور اوسکا پہونچنا موجب سرور ہوا بندہ نے قاسما بازار سے ملاقات
کرکے دستک راہ اور ہرکارہ اور کشتی لیکر روانہ عظیم آباد ہوا اور مع الخیر پہونچکر دیدار احباب سے شادمان اپنے
گھر آیا لیکن میر قاسم خان کی ملازمت سے اندیشہ مند تھا کیونکہ اوندنون مین عجب نفاق حائل تھا قلعہ مین
بادشاہ اور بہار ابہائی اوسکے ہمراہ اور مرلیدہر اور رام نراین ہمسے آزردہ اور میر قاسم خان رام نراین کا
دشمن اور بادشاہ کے قلعہ مین ہونے سے بے اطمینان اور انگلشیہ بھی باہم سرگرم تنازع مسٹر ملکویر صاحب
مختیار کوٹھی عظیم آباد کا شمس الدولہ سے موافق اور طرفدار قاسم علیخان کا تھا اور میجر کرنگ اور مسٹر جی
مسٹر اسیٹ سے یکدل اور رام نراین کی حمایت مین تھا اور مسٹر جی اور میجر کرنگ بندہ کے مخلص تھے
یہ عمل زیادہ تر موجب ناخوشی میر قاسم علیخان اور مسٹر ملکویر کا رام نراین سے ہوا اور اسی سبب سے
جو دیکھنا پڑا دیکھا احوال بندہ یہ کہ میر قاسم خان بسبب آشنائی بندہ کے جو اصحاب انگلشیہ سے تھے اور
نیز رفاقت ہر اور بندہ سے بادشاہ کے حضور مین اور نیز تعارف سابقہ جو رام نراین سے حاصل تھا فقیر سے
بدگمان تھا اور رام نراین اور مرلیدہر بسبب نام نوکری میر قاسم خان کے اس نظر سے کہ مبادا اپنے والد کو
صوبہ عظیم آباد کی نیابت میر قاسم خان اور نیز فرقہ انگلشیہ سے دلوا دے بندہ کو متہم کرتے تھے اس عرصہ مین قاسم خان
اپنی غرض مندی کو ملاقات بندہ کا مشتاق ہوا اور مکرر طالب حضوری ہوا بندہ عذر بیماری کرتا رہا
جب مکرر اصرار ہوا مجبور حاضر ہوا اوسنے خلوت مین لیجاکر دلجوئی و مدارا کے بعد ترغیب جانے کلکتہ کی دی اور
فرمایا کہ مسٹر اسیٹ رام نراین کی حمایت کرتا ہے اور تم اوسکے آشنا ہو پس وہان جاکر ایسی سعی کرو کہ
مسٹر اسیٹ ہمسے متفق ہو اور رام نراین سے منحرف ہوکر کونسل سے ایسا حکم بھیجے کہ بندہ اوسکو قابو مین
لاکر تسلط بہم پہونچائے بندہ عظیم آباد سے نکلنے کو غنیمت جانتا تھا لیکن میر قاسم خان کی تلون مزاجی سے
ڈرتا تھا لہذا عرض کیا کہ آپکے کام جو بندہ سے ہوسکیں متعذر نہین لیکن آپکے مزاج سے جو اکثر بے سبب
منحرف ہوجاتا ہے ڈرتا ہون چنانچہ بندہ کام مین کون تقصیر مجھسے سرزد ہوئی کہ آپ یکبارگی بندہ سے ناآشنا

ہوگئے میر قاسم خان نے جواب دیا کہ گماشتہ سیٹھ جیسے لوگون نے تمہاری نسبت حیل ظاہر کیا بندہ نے التماس کیا کہ درانداز لوگ یہی شیوہ رکہتے ہین مگر صاحبان دولت کو ضرور ہے کہ بدون تحقیقات کے اپنے رفقا سے گران دل نہو اگرین خلاصہ یہ ہے کہ بندہ عہد و پیمان کرکے عازم کلکتہ ہوا اور دو ہزار روپیہ خرچ راہ کو عنایت فرمایا بندہ دوستان ہندی اور انگلستی سے مرخص ہوکر عازم مرشد آباد ہوا چونکہ بعد تھے روز مرشد آباد پہونچکر ایک اقربا کے گہر پر فروکش ہوا چونکہ اپنے چچا تراب علیخان کو نسبت روانہ کرنے بندہ کے جانب کلکتہ اور نیز موجود کردینے کشتی وغیرہ اسباب ضروری کے اطلاع دی تہی بندہ جس امر کو کہلا بہیجتا وہ سر انجام کرکے حاضر کرتے بندہ بعد ہو تین روز کے روانہ کلکتہ ہوکے منزل مقصود مین فایز ہوا اور مسٹر اسیٹ اور جارج گری اور کپتان نکس سے ملاقی ہوکر گرم اختلاط ہوا اخبار عظیم آباد انکی زبان سے مفصل سنا کرتا تھا

ذکر ہے جانے بادشاہ کا عظیم آباد سے بعزم اودہ لکہنو اور شجاع الدولہ کا استقبال کرنا حد صوبہ اپنے سے لب دریاے کرمناسہ تک

اس عرصہ مین کہ بادشاہ گرد و نواح مین منیر الدولہ کی انتظاری مین تک و تاز کر رہا تھا اور اس عرصہ مین احمد شاہ ابدالی خود حسب طلب نجیب الدولہ اور احمد بنگش کے بارادہ استقبال مرہٹہ اور انکے روسا کی جنہون نے سلطنت کا دعوی کیا تھا اور نیز واسطے برخاست کرنے شاہجہان نام شاہزادہ کے جسکو عماد الملک نے بعد مارنے عالمگیر بادشاہ کے تخت نشین کیا تھا خود ہندوستان مین آیا اور نو مہینے مین مرہٹون کا کہوج مٹا کر قندہار کو جو اوسکا دار الملک تہا واپس ہوا اور مراجعت کے وقت شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ سفارش کر گیا کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکے زیر اطاعت رہین اور منیر الدولہ نے اس مدت مین رفیق ابدالی ہوکر امرائے ہند کی نام رقم فرامین مشعر اطاعت حاصل کین اور اسکے روبرو اچھی وجہ سے سفارش ہو گئی بعد مراجعت شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ نے سلطان جوان بخت خلف شاہ عالم کو بطور نایب کے قلعہ دہلی مین بٹھالا اور سکہ و خطبہ نے شاہ عالم بادشاہ کے نام سے ترویج پائی شجاع الدولہ نے اسیطرح اوسکا خطبہ و سکہ اپنے ملک مین رواج دیا اور کسیقدر روپیہ اشرفی سکہ نو کی مع عرایض مشعر استدعائی مقدم ارسال کئے اور احمد بنگش اور نجیب الدولہ اور منیر الدولہ وغیرہ کی بہی عرضداشت مشعر مبارکباد جلوس تخت سوروثی اور ارسال مبلغ نذر بدستور شجاع الدولہ کے پہونچکر موجب سرور بادشاہ ہوئین اور میر محمد قاسم خان اور جماعہ انگلستی کو جای عذر نرہی معاملہ اپنے خاطر خواہ فیصلہ کیا زر و اسباب جو کچہہ مناسب سمجہا پیشکش کرکے بادشاہ کو رخصت کیا بادشاہ شکر خدا بجا لاکر سوار ہوا شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو مطابق دوسرے سال جلوس کے ملک شجاع الدولہ کیطرف عزیمت فرما ہوا

جب وہ باجہ گرمنا سے سے گذرا شجاع الدولہ نے آنکی ملازمت حاصل کی اور پیشکش شاہانے
لایق گذرانی اور ہمراہ رکاب اپنے صوبہ کو گیا میر محمد قاسم خان بادشاہ کیطرف سے دلجمعی کرکے رام نراین کی
فکر مین ہوا اور کونسل کلکتہ خصوص شمس الدولہ کو جو اس کا محب طرفدار تھا استدعای امر مذکور کی
تحریر کی اور ستھر لکوبر سے بھی جو رام نراین سے بد دل تھا مکرر لکھوایا اور ستھر لکوبر کو انواع الواع قسم کے
سلوک کرکے راضی اور خوشنود رکھا تھا اس ضمن مین جرنیل کو جو قبل ازین میجر اور ہمراہ کرنیل کلیف
ثابت جنگ کے بروقت انقلاب سراج الدولہ کے مونشبر لاس کے تعاقب مین بکسر تک گیا اور بعد ازان
ولایت کو چلا گیا تھا اور اس زمانہ مین مرتبہ جرنیلی اور فوج انگلشی کی سالاری پر پہونچکر عظیم آباد آیا
راجہ رام نراین نے بعجلت بلایا اور سخنان ورونما اوسکے کانمین بہر دیئے اور اوسکے جاسوسون سے
موافق ہوکر اوسکو تعلیم کی کہ میر قاسم خان کل ارادہ چڑھائی کا تمہارے لشکر پر رکھتا ہے مخفی اوسنے فوجکو
طیار کر لیا ہے جرنیل مذکور اس خبر سے اول صبح کو چند ہمراہیون کے ساتھ اوسکے خیمہ مین آیا اوسکو
خواب مین پایا اور ساری فوجکو غافل تب تو آپ سے شرمندہ ہوا ایسی اهلشی کو معذرت خواہی کیواسطے چھوڑکر خود لشکر کو
واپس آیا تاکہ وہ میر قاسم خان سے کہدے کہ ہم آپکی ملاقات کو آئے تھے آپ کو سوتا پاکر لوٹ گئے
میر قاسم خان یہ خبر پاکر فوراً بیدار ہوا اور عذر خواب سے نہایت ملامت کی وہ شخص ڈرتے ڈرتے
عذرخواہی کرنے لگا میر قاسم خان نے حرکت مذکور وشکایت کرکے کونسل کلکتہ کو تحریر کیا اور
جرنیل کوٹ نے کونسل مین شرمندگی پائی غیر ولایت چلے جانے کے تنبیہ مرتب نہوئی اور رام نراین کی
فتنہ انگیزی ظاہر ہوگئی بندہ جو کہ کلکتہ مین دو تین مہینے مقیم رہا میر قاسم خان کے خطوط سے حالات
جو کونسل مین آئے اکثر معلوم ہوا اور اوسکے نتیجہ شایستہ ظہور مین آئے اس ضمن مین بندہ نے مختلف تقریب
در باب موافقت میر قاسم خان کے ستھر امیت کا استمزاج کیا مگر وہ ہان ہون کرتا رہا اور اکثر صاف
کہدیا کہ تم خوب جانتے ہو کہ مجھے رام نراین سے کچھ اخلاص نہین بلکہ اوس سے متنفر ہون مگر جب تو شمس الدولہ
اور بندہ کے درمیان مخالفت ہوئی اور نے میر قاسم خان کی طرفداری کرنا شروع کی اور بندہ نے رام نراین
اور … کی اور اس بارہ مین ہم دونون کے مراسلات ولایت انگلش اور کونسل لندن تک پہونچے
اور ایک دوسرے کی تخفیف … اور دونون مین … اور اب … اس اب بدون انفصال کے
میر قاسم خان کا طرفدار نہین ہوسکتے کیونکہ اگر اوسکی طرفداری ہوگی تو اپنے تئین جھوٹھا اور … بنانا ہے
اگر شمس الدولہ کی گفتگو ولایت مین پذیرا ہوئی تو میر قاسم خان سے رجوع ہوگا اور اگر ہماری رائے
پسند ہوئی اور یہان طاقت ہمکو ملا اوسوقت اگر میر قاسم خان آشتی پر رجوع ہوگا کچھ مضایقہ نہوگا بندہ نے

اوسکے مافی الضمیر میر قاسم خان کو لکھ بہیجے لیکن چونکہ شمس الدولہ کی طرف مضبوط ہو میر محمد قاسم خان کے التماس کونسل مین قبول ہوے اور اوسکے نام حکم مجازی فیصلہ رام نراین وغیرہ مخالفین کا صادر ہوا کہ جیسا مناسب سمجھے تعمیل کرے بندہ مورخ اس ماجرا سے واقف ہو کر مسٹر امیٹ سے رخصت ہوا اور مرشد آباد کی راہ لی اور چند روز بسبب چند وجہ کے مرشد آباد مین مقیم ہو کر عظیم آباد کو روانہ ہوا

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نراین وغیرہ مخالفونکو اور تسلط پانا صوبہ عظیم آباد مین اور جمع کرنا خزانہ بیشمار کا

میر محمد قاسم خان کہ خبر رسی اور فہمید کاغذ مین نہایت صاحب فہم تھا اور جملہ کاروان کی مصاحبت مین رہا کرتا تھا بعد پہونچنے حکم کونسل کے رام نراین سے فہمید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع و خرچ طلب کیا اور جو روپیہ بنام جاگیرداروں حضور کے لکہا تھا اوسکی مہری رسیدین طلب کین اور جو روپیہ کہ طلب سپاہ مین دیا تھا اوسکے تصفیہ کیواسطے اپنے عملہ کو حاضری سپاہ کے دیکھنے کو حکم دیا چونکہ رام نراین کے کام سب خیانت پرستی مین تھے نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الوداد یارون سے شورہ کرنے لگا اور میجر کارنک وغیرہ کو ملامت کرکے اپنی رفاقت پر نادم ہوا خیر بعض اوسکے رفقا صاحب شجاع لڑائی کی خواستگار ہوے اور کم جرات نامرد اطاعت و فرمانبرداری مین صلاح کار ہوئے چونکہ وہ جرات ذاتی نرکہتا تھا اور تقدیر بہی خراب اعمال پر رجوع تھی کوئی تدبیر سوا اطاعت فرمانبرداری کے منظور نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ متصدیون کو مانند سردار سنگہ وغیرہ کے بہگا دیا تھا تاکہ سررشتہ محاسبہ کم ہو جب میر قاسم خان نے اوسپر دسترس پایا ملازمان معتمد مانند برکت علی وغیرہ کو اوسپر تعین کرکے نظربند کیا اور خیانت کثیر اوسکے ذمہ برآمد کرکے اوسکے گہر کی نقد و جنس ضبط کر لیے چونکہ اوسنے اپنی دولت فراہم کی تہی سات لاکہ روپیہ نقد اور اسی قیمت کی جنس اوسکے گہر سے برآمد ہوئی اور جو کچہ اوسکی عورتون نے اپنے معتمدون کے پاس مخفی کیا تہا وہ علیحدہ ملا اور مسارام ساہو جو عمدہ مہاجن اور اوسکا معاملہ دار تہا اور اوسکے خزانچی کا مصاحب بعلت تہمت خیانت گرفتار ہو آیا اور اونکے گہر برباد ہوے کسیقدر روپیہ اونسے بہی حصول آیا اور راجہ مرلیدہر مرکارہ جو رام نراین کے برابر اوسکا شریک حال تہا مع محمد آفاق کوتوال کے کہ یہ بہی کوچک مرلیدہر تہا اسیر شکنجہ عقوبت ہوا اور کتنے برسون کا اندوختہ برباد ہو گیا مصطفی قلیخان برادر محمد ایرج خان اپنی خبث طینت سے گرفتاری مین شریک ہوا سید عبد العلی خان بندہ مورخ کے خالو جو اون دنون مین بنارس سے مضطر ہو کر عظیم آباد آیا تھا اور رام نراین کے حضور مین متوسل ہو کر بسر کرتا تہا مورد عتاب ہوا حضرت نے بنارس مین اتکا مزہ پایا خلاصہ یہ کہ ہر ایک جو کسی کام مین مامور تہا متہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خروج صادر ہوا

کہ بنارس چلا جاوے اسکے رفقا اور راجہ بلونت سنگھ جو ہر ایک علاقہ اور کام پر تعین تہے اپنی جزا کو پہونچے خاندانی کو بعد تسلط کے داخل قلعہ ہوا اور مرلیدہر کو پا بجولان روانہ جہانگیر نگر فرمایا اور رام نراین کو مع اوسکے باقیماندہ اتباع کے حضور مین محبوس رکھا اور شدید تحصیل دینے والے راو شتاب رائے پر تعین کیے کیونکہ یہ بھی رام نراین کا شریک تھا جو کہ راو مذکور متصل دو پہر دیا بالاستقلال تھا مع چند رفقا کے آمادہ حفظ آبرو اپنے گھر مین بیٹھا اور چندان معاملہ اور میر قاسم خان کا بھی منشا نہ تھا لیکن چند روز بڑی تکلیف مین گذری اور میر قاسم نے رہتاس کی قلعداری کی سند اور عظیم آباد کی دیوانی اور صمصام الدولہ کے محالات کی جاگیر اپنے نام بادشاہ سے کرا لی اور اپنے قبضہ تصرف مین لایا اور اسی علت سے اوسکے ساتھ محاسبہ کرتا تھا چونکہ راو مذکور کی حقوق ریاضت جو کہ خادم حسن خان کی لڑائی مین کیے تھے انگلشیہ کے بار گران تھی اور اوسکی پاسخاطر بھی منظور تھی بہرصورت میر قاسم علیخان سے نجات ہوا [illegible] اور اوسکا انفصال حضور گورنر اور کونسل کلکتہ پر موقوف ہوا اور میر قاسم خان بھی باعتقاد [illegible] [illegible] کے راضی ہوا اور راو موصوف میجر کارنک وغیرہ کے ہمراہ کلکتہ گیا چونکہ فی الحقیقت کوئی [illegible] اوسکی [illegible] نہ تھی شمس الدولہ اور صاحبان کونسل نے حکم دیا کہ میر قاسم علیخان [illegible] حدود سے [illegible] [illegible] ہمراہ مسٹر [illegible] اور مسٹر [illegible] کے جو کوٹھی عظیم آباد کے چھوٹے بڑے صاحب ہو کر بعد معزولی [illegible] تھے عظیم آباد آیا اور عظیم آباد مین مسٹر [illegible] ایک کمپنی تلنگہ لیکر راو شتاب رائے کو راہ [illegible] [illegible] لیا اور روپیہ سے جو دیوان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صمصام الدولہ خلف صفدر جنگ مین پہونچا [illegible] میر قاسم علیخان نے خوب سا روپیہ تحصیل صوبجات اور لوگون کی ضبطی سے جمع کیا اور [illegible] [illegible] خان کو جو کسی قرابت سے اوسکا بہانجا ہوتا تھا سرکار [illegible] کی فوجداری پر مقرر کیا وہان پر [illegible] [illegible] [illegible] رام نراین کا عامل تھا بسبب جہالت اور جرات ذاتی کی آمادہ رزم و جنگ ہوا مگر بہت اینٹ مارا گیا میر [illegible] خان نے فتح پائی میر قاسم خان ہمیشہ توپخانہ اور بندوق چقماقی فرنگی اور دیگر آلات کی درستگی مین رہتا تھا گرگین خان کو اس کارخانہ کا مدار المہام اور اپنا سپہ سالار بنایا تھا بلکہ خود اوسکے ہاتھ گویا بکا تھا سوائے اسکے کسی پر اعتماد نکرتا تھا اور سرداران ہندی بھی بہم پہونچا کر ہر ایک کو بجائے لایق مامور کرتا تھا ازانجملہ [illegible] اعلی او سب سے عزیز محمد تقی خان تبریزی کو کلائی تھا جسکو بیربہوم کا فوجدار کر کے حکم [illegible] فوج اور مردمان کار آمدنی کی بھرتی کا دیا تھا اور وہ اپنی طاقت سے زیادہ کار مرجوعہ مین رجوع تھا اور [illegible] لوگ جمع کرکے انکو بتالیف قلوب اور جہد و کوشش سے تھوڑے دنون مین فن سپہ گری مین اچھا آراستہ کر دیا کہ دوسرا اوسکا ہم رتبہ اوسقدر نکر سکتا تھا فی الحقیقت سرداری کی لیاقت وہ نرکھتا تھا کہ گرگین خان

گرنی فرنگ اگر محمد تقی خان اسکے جگہ پر ہوتا تمام جنگ وجدال جیسا کہ چاہئے ننگ و ناموس مردمی نگاہ
رکھتا باوجود قلت مقدور او نے اتفاق سید محمد خان نایب صوبہ مرشد آباد اور بنگالہ سے اور نیز خود سری اور
سرکشی شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ جماعہ داران متعینہ جنگ انگلشی کے اپنا کارنامہ صفحہ روزگار
پر یادگار چھوڑا اوقبال گرگین خان کا استحکام گویا تزلزل بنیاد دولت تھا مگر میر قاسم علیخان نے کچھ
سمجھا مشیت ایزدی نے اندھا کردیا تھا القصہ میر قاسم علیخان نے آرایش اسباب تجمل اور افزایش
آلات ضرب اور دیگر امور ملکداری مین کوشش کرکے زمینداران مقتدر صوبہ عظیم آباد کو اپنے حضور مین بولایا کامگار خان
بخوف رفاقت بادشاہ کے کوہستان رام گڈہ وغیرہ کیطرف سدھارا اور بنیاد سنگہ اور فتح سنگہ باعتماد عدم
مرافقت بادشاہ کے حاضر ہوئی اور پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداران سرکار شاہ آباد جو بہوجپوریہ کرکے مشہور ہین
باتہام موافقت راجہ نراین خوف بادشاہ سے مطلع ہوکے تلکچی دکھلانے لگے میر قاسم علیخان کو استقبال تعدیان
مخصوص زمینداران کا نہایت منظور تھا لہذا اونکی سرکوبی کو عازم ہوا اول اپنے بھتیجے ابو علی خان کو اور بعدہ
اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو نیابت [illegible] تھا ملک کامگار خان کا مالک کیا اور خود بہمراہ
اور سرکار شاہ آباد کو عازم ہوا اسی عرصہ مین بندہ [illegible] سے اکبر ڈاکٹر ولیم فلرٹن کے وسیلے سے ملازمت حاصل کی
[illegible] مہربانیت مبذول فرمائی مگر دلمین بسبب خفیف ورنگ کے جو بندہ سے وہان پر ہوا ملول ہوگیا
اس سبب سے [illegible] ہوا بندہ نے عذر خواہی کی [illegible] اوسکا بہت کم لوگون سے صاف تھا ہر چند ظاہر مین
[illegible] تھا مین والد مرحوم بدین ضرورت کہ میر قاسم علیخان
حاکم اور والد خفیف [illegible] اس دیار مین رہتا ہے اور آشوب زمانہ دیکھکر پس اوسی قبیل پر راضی ہوکر
بنابر حفظ آبرو بعزم ملاقات ناظم آیا اور مرزا شمس الدین کے توسط سے جو قدیم آشنا تھا معائنہ میر قاسم علیخان
بسبب صغر سن اور نیز نظر بمرتبہ سابقہ خود جو نہایت کمتر تھا راضی نہوتا تھا مگر چند شرطون پر جو اوسکی عظمت کے
شایان نہین جب والد عظیم آباد آیا اوسکی نخوت پر آگاہ ہوکر اپنے آنے سے خجل و نادم ہوا بندہ نے والد کو سمجھا کر
میر قاسم علیخان کے شرائط تعظیمات پر راضی کیا طوعاً و کرہاً اپنی ضرورت کیواسطے قبول کیا بوقت ملاقات کی
والد نے جب کسیقدر ادب واسطے میر قاسم علیخان کے اختیار کیا میر قاسم علیخان بنظر اسکی بزرگی اور رفعت
شان کے اپنی خواہش سے منفعل ہوا اور مسند سے اوٹھکر معذرت خواہ پیش آیا اور معانقہ کرکے اپنے برابر
مسند پر بٹھالیا اور مراتب خردی بجالاکر راضی کیا عزت و احترام بہت سا کرکے شاد کام جاگیر کو رخصت دی
ایکروز بندہ میر عبد اللہ کے مکان مین تھا کہ میر قاسم علیخان کا چوبدار میری طلب کو آیا اور ہمراہ لیگیا در خلوت مین آیا
بعد ملاقات کے فرمایا کہ ہم تمسے ایک خبر طلب کرتے ہین مینے کہا کون ایسی خبر ہے جو مجھسے طلب کیجیگا جو کچھ

ہوتا ہے اوسنے کہا کہ مونگیر کی جاگیر ہمین دو کیونکہ قلعہ سے نزدیک ہے اور قلعہ مونگیر مع وہانکے محالات کی گرگین خان کے حوالہ ہوئے بسبب نہایت اتصال محالات مذکور کے ہمیشہ تمہارے عامل کو اوسکے عملہ سے اور اوسکو تمہارے عامل سے شکایت اور نالش رہیگی لہذا یہ تدبیر بہتر ہے کہ ہمین دو اور اوسکی عوض بہتر اوس سے دلام ہو موسیو نے کہا جسمین سرکار کی بہتری ہو عمل فرمائیے مجھے تو غرض وجہ معاش سے ہے یہہ بہی آپکی بخشش ہے اور آپ سے اگر منظور ہوگا دے سکتے ہو پس راجہ راج بلبھہ کو جو کہ اندنون مین عظیم آباد کی نیابت مین رام نراین کی جگہ پر مامور تھا پروانگی دی وہ لیت لعل مین ٹالتا تھا بعد چند روز کے میر قاسم خان بہوجپور اور سہسرام کیطرف چلا گیا اور اوسکا عوض کچہہ نہ ملا نہایت عسرت بندہ کو ہوئی چونکہ بندہ نہایت مقروض اور بے اسبابی سفر کی رکہتا تھا اوسکی ہمراہی کی اس سفر مین تاب نہوئی چند انکہ ڈاکتر فلرٹن وغیرہ دوستان نے پروانگی اجرائے تنخواہ کی دلا دی مگر پھر بھی ہان ہون مین ٹالدیا ناچار رکہا اور وہ سہسرام اور بہوجپور کو چلا گیا

جانا میر قاسم خان کا سہسرام اور بہوجپور کو اور وہان کے زمینداروں کا غازی کیطرف فرار ہونا اور خان مرحوم کی بیباکی اور غرور کا ظہور

جبکہ میر قاسم خان مع لشکر قیامت اثر کے پہلوان سنگہ اور دیگر زمینداران سرکار شاہ آباد پر چڑہا وہ لوگ شجاع الدولہ اور راجہ بلونت زمیندار بنارس کے ملک کی راہ لیکے چلے گئے اور دریاے کرمناسے اوترکر اوسپار آباد ہوئے میر محمد قاسم خان نے عملہ معتمد بطرف شیخ راحت خان متین مقرر کرکے خود [illegible] مقیم ہوا چونکہ اس منتقم کے مزاج مین جزویات کی خبرگیری منظور تھی لہذا چند اشخاص مامور کئے حالات زیادہ وہ پر منقح اسکو معلوم کرتے تھے راجہ سکھہ لال ہرکارہ اسکا معتمد تھا بہت سے جاسوس اوسکی برادری کے مامور تھے ملازم اور غیر ملازم اور سکنہ شہر اور زمینداروں کی خبر پہونچایا کرتے تھے نتھولال ہرکارہ جو کہ بدنفس مردم آزار اور اول خادم جسنی کا نوکر ہوا پٹنہ مین اپنی خلقت جبلی سے ایک عالم کو ضایع کر چکا تھا اندنون مین رفیق گرگین خان کا ہوکر حق و ناحق لوگون کو متہم کرکے گرگین خان کی معرفت اخبار مخالف مزاج میر قاسم خان کو پہونچاتا تھا اکثر غربا سے بیچارہ کو مفت جان و مال سے راہی ملک عدم کیا ان برائی عداوتین میر قاسم خان کے دلمین ایسی نقش ہوئین تھی کہ مطلق دور نہوئی تھین چنانچہ کلب علیخان اور حیدر علیخان پسران علی قلی خان فوجدار بہاگلپور کی دو تقصیرون پر دشمن ہوا اول یہ کہ میر ابوالحسن برادر حقیقی بو علیخان خلف نواب علیخان عموی میر قاسم خان داماد راجہ کہرگپور اوس لڑائی مین کہ راجہ مذکور سے ہوئی تھی مارا گیا دوسرے قصور یہ کہ بوقت عبور مرور جرنیل کوٹ جسوقت کہ موسیو لاس کے تعاقب مین گیا تھا ملاقات کرکے اتحاد و دوستی کیا تھا اور اسی قرینہ سے جبکہ جرنیل کوٹ عظیم آباد آیا اونہون نے بہی ملاقات کی یہ دونوں قصور میر قاسم خان کے دلمین جانشین تھے

جب بہوجپور مین متوقف اور قتل ہرکارہ اور سیتارام اور شیخ سعد اللہ اور عدم پرسش انگلشی سے دیہ ہوا
راجہ بلبہہ کو حکم دیا کہ دونون بہائیون کو قید کرے کہ بیچارے مع پدر کے قید ہوکر تا عہد حکومت میر قاسم خان کے
بلاے اسیری مین رہے طرفہ ماجرا سنئے کہ جو لوگ راجہ بلبہہ کے لانیکو گئے تھے اونہین لوگون نے بندہ مورخ کو
راستہ مین دیکھکر خیال کیا کہ شاید دونون بہائیون مین ایک یہ ہی ہے بندہ مورخ کی سواری کو راستہ سے
زیر حراست کرکے راجہ بلبہہ کے پاس لائے اوسنے بعد ملاقات کے جو نام و نسب بندہ مورخ کا دریافت کیا
خجالت سے عذر خواہی کی اور رخصت کیا بندہ مورخ شکر الہی بجا لاکر اپنے گھر مین آیا لیکن کیا بیان کرون
کہ وہ گھڑی کسقدر خوف و وحشت مین کٹی تھی کہ خدا کسیکو بلای سخت اسیری مین نہ پہنسائے اور پنجہ ظالم سے مقیدان بے جرم کو جلد رہائی دے
اللہم آمین آمین **الغرض** لوگ سب خدا بیگانہ عہود و بایمد گر رسم مراسلات اور راہ آشتی رکہی تھی راجہ سیتارام
متصدی جو اکثر امور عظیمہ کا مدار المہام تھا اسکو بہول گیا حسب ضابطہ ہند زیادہ از روی اختیار کی لوگون سے
کام مین رشوت لیکر جہوٹہہ کو سچ اور سچ کو جہوٹہہ کرنا شروع کیا اور شیخ سعد اللہ نام معہدار یہ جو اکثر مثل زمانہ
میر قاسم خان کے رام نراین کا نوکر اور پرگنات شاہ آباد مین مامور تھا اس وقت مین بسبب اطلاع رکہنے
وہان کے کیف و کم اور دیگر حالات کے محالات مذکورہ کا حاکم اور بعض اماکن کا تعلقدار تھا حسب اس سابقہ
بعض زمینداران خارج سے رسم مراسلات رکہتا تھا اور شاید کسیقدر خلاف میر قاسم خان کے لکہا کرتا تھا
اور تین چار نفر کہ گروہ جاسوس کے تھے اور ایک خانہ امیری و امرای پیشین سے ریاست ذی قدر مذکورہ نہ
ممتاز اور بروے عرض التماس آستان دولت بسر کرتے تھے بالفعل سرکار میر قاسم خان مین کہ ایک
مع چندکس جماعت مین ملازم ہوے اور کار استخبار اور اخبار کے ہر طرف اور ہر مکان مین مقرر ہوے
تصور تساوی ساتہہ اوقات سابقہ کے کرکے سہل انکاری اور دروغ گوئی سے باز نہ آتے تھے **خلاصہ**
یہ ہے کہ ہر یکبس سزائی بیجساب کو پہونچے قصورات انکے اگر معلوم ہونگے انشاء اللہ تعالے آیندہ
تحریر کئے جاوینگے مقبول الروایہ معتمدین سے ایسا سنا گیا کہ ان پانچ آدمیون سے کوئی قابل گردن زدنی کے
نہین ہوا بلکہ محض توہم سے بیچارے قتل ہوے شیخ سعد اللہ غرض مندون کے کہنے سے میر جعفر خان
اور زمینداران بہوجپوریہ کے اتفاق کی تہمت سے مارا گیا اور سیتارام نے کسی زمیندار بہوجپوریہ کو خط لکہا تھا
اوسمین خبر کوچ میر قاسم خان کی روز معہود دیر درج تھی پس شبہہ ہوا کہ کیون تاریخ معاودت سے
اطلاع دی اور ہرکارون کا بہی جرم اسیطرح پر ہوا جب میر قاسم خان نے اکثر مشاہیر ونکے خون سے اپنے
سیاہنامہ اعمال کو سرخ کیا اس سرخ نژاد کا ایسا رعب چہا گیا کہ ہر ایک کے زہرہ آب ہوئے اور
دور و نزدیک انکی خونین مزاجی کی بوچہار پڑگئی تھی ہرچند میر قاسم خان ملازمان ہندی کے معاملہ مین خود مختار تھا

ابتدای جلوس شاہ عالم بادشاہ ۱۱۷۴

لمراسقدر خون ناحق کی تعزیت سے کونسل نے خط استفسار موجب بہیجا بہیجا میر قاسم خان بعض خطوط کو جو سعد اللہ
وغیرہ کیطرف سے انگریزونکے تھے دستاویز قتل کرکے بعض انگلشی کے مخصوص مخصوص مکویر اور ڈاکٹر فلرٹن وغیرہ کو بہیجا
چونکہ بندہ کو ڈاکٹر فلرٹن سے ربط تھا اونہون نے وہ خطوط مجہی دکہلائے اور میرے کہنے سے اونکی مضامین پر
مطلع ہوا بندہ نے جو اونکو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ ساختہ ہین اسواسطے کہ ان خطوط کی اصلاح کمال بےشعوری سے کی گئی تھی
شاید کہ اونکو قتل کی دوسری وجہ تھی بعد ازان اپنے رفع بدنامی کو خطوط مہر ہی بہم پہونچاکر اور حیلہ بنائے
ڈاکٹر نے اوسکو بہی بندہ کی ذریعہ سے ملاحظہ کیا اور بندہ نے کہا کہ اسمین ہی شک ہے اور کچہ کا کچہ بنایا ہے پہر نہین معلوم کہ وہ خط کونسل
مین گذرا یا نہین اور اونکی قتل کی معذرت کیونکر ہوئی اسی اثنا مین میر قاسم خان کو قلعہ رہتاس کی دیکہنیکا اشتیاق ہوا شہر عظیم آباد کو
جوابی طرف سے قلعدار کیا تھا اوسکی نیابت پر ساہو مل کو بہیجکر اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور والد مرحوم کو بہی جوانہونکی
بتقریب ملاقات وارد سہسرام تھا ہمراہ لیا اور بندہ کا برادر غالب علیخان بہی ہمراہ تھا اور نقی علیخان نے
باوجود ارشاد خانہ کورکے رفاقت نکی القصہ بعد ملاحظہ قلعہ اور وہانکے انتظام کے معاودت کرکے سہسرام آیا
اور ساہو مل کو مع تقی ہزاری کے جو قدیم سے محافظ قلعہ تھا قید کیا اور والد کو جاگیر جانیکی اجازت دی

معاودت کرنا میر قاسم خان کا مونگیر مین اور راجہ بلبہہ کو قید کرنا اور نوبت رائے کو عظیم آباد کی صوبہ داری دینا

جب میر قاسم خان کو مہمات عظیم آباد کے انتظام سے فراغ ہوا اور سرس کٹنبہہ سے بہی کشن سنگہ زمیندار پرگنہ مذکور کا
مفرور ہوکر نیپال مین گیا میر مہدی خان بنی عم اسد اللہ خان کو ساتوٹ مہسہ مین جین پور اور سہسرام کی فوجداری
پر تقرر کیا اور کا خان معدار تلنگہ ہوی کے بنا پر خبرداری پہلوان سنگہ کے چہوڑا اور مرد فرنگی کو مع تلنگہ جات چین پور فوجداری
اور بندہ غریب نواب کے تلسرپین اور میر روشن علیخان بخشی کو مع رسالہ ہمراہی بہوجپور وغیرہ مین مقرر کیا اور خود بدولت
ملک نگ بینت سرس کٹنبہہ اور امرول اور کہاری او ربہار اور بلیج وغیرہ ہوتے ہوے عازم مونگیر ہوا لیکن قبل
ازین کہ مونگیر کو روانہ ہو راجہ بلبہہ کو پاس طلب کرکے قید کیا اور مردم معتمد اوسکے ضبطی مال و متاع کو جہانگیر نگر
روانہ کئے اور راجہ نوبت رائے کو عظیم آباد کے متصل پہونچکر صوبہ مذکور کی نیابت کی خلعت عطا فرمائی اور خود
بکمال عزت و اقتدار قلعہ مونگیر کو کیا فیروز ہوین ذی الحجہ ۱۱۷۵ ہجری کے شب کو نزول فرما ہوا اور قلعہ کو ترمیم کرکے
اور کچہ عمارت بہی نو آراستہ کیا اور کمال عظمت و سطوت سے زندگی کرنے لگا از انجا کہ اپنے ایام دولت
و اقتدار مین جملہ عورات جمیلہ جب پائین تہین اور اب قوت شہویہ مین نہایت نقصان آیا اور حد زوال کو پہونچی تہی لہذا اسکی تحصیل مین
مصروف تھا طبیب لوگ نہایت کوشش کرتے تہے مگر کچہ فائدہ نہوتا تھا آخر الامر معلوم نہین ہے کسکے کہنے سے
خراطین کا استعمال کرکے فائدہ عظیم اوٹہایا کہتے ہین کہ اس مرتبہ وہ قوت ہوئی کہ گویا شباب تازہ حاصل ہوا

درعزیزوہ اپنے اخلاص کیشون کو بہی اسی عمل پر ہدایت کی اور اونہین بہی قوت مذکورہ حاصل ہوئی چنانچہ اکثر
اون لوگون نے اپنی زبان سے بندہ کے روبرو اظہار کیا القصہ جب میر قاسم خان نے مونگیر مین قیام کیا
انتظام امور مرجوعہ کرتا تہا مگر چند طرف زیادہ توجہ تہی چونکہ مورخونکا شیوہ صدق معانی ہے لہذا مقتضای مصرعہ
مشہورہ کی اکتفا کی ؎ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو اور محشی اخبار نامہ کا بہی شعر اسی مضمونکا تحریر ہوا ؎ شیخ سب عیب کہا تو نے می و ساغر کا
کچھ ہنر اور فواید کا بہی مذکور تو کر ؎ جو کچھ مشاہدہ یا مسموع ہوا لکہا جاتا ہے مخفی نرہے کہ اگرچہ میر قاسمخان کو بدگمانی بسبب ملاحظہ احوال نمکحرامی اور
بیوفائی سپاہ بنگالہ اور دوسری وجہون اور نیز کمی عمومہ شاہیہ اس ملک کے زیادہ تر تہی اور احتمال اور قتل اور قید مین نہایت بیباکی کرتا تہا لیکن
معاملات ملکی کے غور رسی اور انفصال قضایا اور عطای تنخواہ سپاہ وغیرہ ملازمین اور قدردانی علما اور ہمسایہ روی تحمل و فایق
نادر وقت تہا چنانچہ ہفتہ مین دو روز بنا بر عدالت حسب ضابطہ سلف مقرر کئے تہے عملہ عدالت کے انفصال پر
اعتماد نہ کرکے خود بتوجہ فیصلہ اور کشف دقایق منفصلہ مین ہوتا اور مدعی اور مدعا علیہ کا اظہار اپنے کان سے سنتا
کسی کی مجال نتہی کہ رشوت لیکر حق و باطل مین آمیزش کرے اور زمینداران مقتدر کوتہ اندیش جو جانکی رام
اور رام نراین کے عہد مین غربا کے دیہات پر متصرف ہوگئے تہے جب ان لوگون نے اپنا عذر حقداری بذریعہ محضر
یا گواہی قاضی یا مفتی کے پیش کیا بعد ملاحظہ و تمیعہ اور تحقیق احوال کے اونکے نام سند مہری دستخطی کی اور سزاول
ہمراہ ہوتے وہ جاکے حقدار کو حق دلاتے فقط ایک بات اس شخص کے لوازم نادرات سے تہی کہ ایام تعزیہ داری سید
الشہدا امامباڑہ سراج الدولہ کی زیب و زینت کی آلات طلائی اور نقرہ جو کہ لاکہون کے تہے اونکو نکلوا کر بوساطت
شیخ محمد علی حزین اور میر محمد علی فاضل اور شیخ محمد حسن اور زاہد حسین خان کے ارباب استحقاق سادات اور
مجاورین مشاہد متبرکہ کو مع شے زواید کے عطا فرماتا اور شیخ حسن مرحوم سے قرض کو جو مبلغ کلی تہا اپنے گہر سے ادا کر کے
تنخواہ لایق خرچ روزمرہ کو مقرر کردی اور جب شیخ اوسکو دیکہنے کو جاتا مسند علیحدہ پر اپنے ہم پہلو بٹہاتا اور استقبال
و مشایعت بجالاتا اور جو کچھ شیخ کہتا بخوشی دل قبول کرتا اسیطرح سے اکثر بزرگون کی رضامندی مین ساعی تہا
اور ادای تنخواہ سپاہ وغیرہ مین کبہی کسی کی شکایت سننے مین نہ آئی ہان اسمین شک نہین کہ اوسکے خوف سے
ہر ایک کو آسودگی نہ تہی بندہ کو جب ایک مدت عزلت مین بمقام عظیم آباد گذری ایکروز ڈاکٹر فلرٹن نے کہا کہ
خانصاحب تم مونگیر کیون نہین جاتے بندہ نے کہا کہ اوسکی سطوت سے خوف کہاتا ہون اوسنے کہا کہ اگر وہ
اسی جگہ پر قہر کرے کون حمایت کر سکتا ہے بہتر یہی ہے کہ وہین جاو شاید کچھ حاصل ہو اور ہم لوگ جیسا کہ
مستر انسن نے تمسے کہا حمایت نہین کر سکتے ہین اور بنا بر نام رفاقت کی اعانت تمہاری ظاہرا نہین کرسکتے
کیونکہ ابتدای تفویض معاملات ہر سہ صوبہ مین جملہ شرائط و عہود جو انگلشی سے ہوئے ایک یہ بہی ہے
کہ دربارہ ہندوستانی خصوص ملازمین کے کوئی حمایت اور بازپرس نکرے بندہ نے جب دیکہا کہ سچ کہتا ہے

بہر صورت ہونا پڑا جاکر شرف ملازمت ہوا اوسنے بہی لطف و کرم فرمایا اور نہایت اختلاط سے پیش آیا پہر
دوسرے روز نا آشنا محض ہوگیا بندہ کو بڑی حیرت اور اندیشا کی ہوئی بالضرورت عمل کلمۂ طیبہ
لا الہ الا اللہ و محمد الرسول اللہ جو کہ کتاب الدعا شیخ علی حزین مرحوم و مغفور مین مسطور ہے شروع کرکے
سلخ ماہ ذی الحجہ کو تمام کیا بدین نیت کہ خدا تعالی بندہ کو اوسکے شر سے بچاے اور اوسکے دولت سے بہرہ یاب
فرماے عجیب اثر دیکہا گیا مجلس عاشورہ مین اول روز نہایت مہربانی سے روبرو بولایا اور اپنے پاس جگہ دی
آخر مجلس تک اختلاط کرتا رہا دوسرے روز اس گمان سے کہ اوسکی مہربانی کا اعتماد نہین دور جاکر بندہ بیٹہا
اوسنے طلب کرکے پہر اپنے پاس بلا فاصلہ کے بٹہا لیا اور حکم دیا کہ اسی طرح ہر روز میرے برابر بیٹہا کرو اور
کیون آجتک اپنا حال مجہسے نکہا بندہ نے کہا کہ جناب عالی پر سب روشن ہے اوسنے شوخانہ جواب دیا کہ عالم الغیب
نہین ہون بندہ نے کہا عرض کرونگا اوسنے کہا کب بندہ نے کہا بعد عاشورہ اوسنے کہا عاشورہ مین کون کام
دنیا کا بند رہتا ہے کہ یہ بہی بند کیا جاوے مینے کہا کہ اس مجلس مین میری مجال نہین کہ ذکر حسنین علیہما السلام ہو رہا ہے
اور بندہ کار دنیوی مین مشغول ہو اور بجز اسوقت کے اور وقت کوئی باریاب ملازمت نہین ہوتا اوسنے کہا
البتہ کل اول وقت مع عرضی حاضر ہونا حسب الامر بندہ نے تعمیل کی مبلغ پانچہزار روپیہ نقد انعام دیا اور
ابتدای نوکری سے نہایت آخر محرم سنہ حال کی تنخواہ دلوادی اور آیندہ کو حکم فرمایا کہ ماہواری دیا کرو اور فرمایا کہ بعد دو روز کے
مجہکو حاضر ہوا کرو اور غالب علیخان میرے چھوٹے بہائی کو ہفتہ مین ایکمرتبہ سلام کا حکم ہوا اور سید علیخان کو
پندرہ روز کے بعد اور داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ بہانہ مناسب سے سید علیخان کو آنے نہ دیا کرین سبب کہ
چونکہ وہ جوان اور نا اندیش تھا اور بندہ کو پختہ کار اور بعض موقع پر کارگذار اور اپنا رازدار جانتا تھا بہر صورت
باوجود فراغت کے جو بندہ کو میسر ہوئی بنا بر تعارف انگلشیہ کے اوسکے ساتھ یہ اوقات نہایت سختی مین گئی
اور کمال بیم و ہراس مین اوقات گذرتی تہی اسوقت تک ناظر علیخان ولد غلام حسین خان داروغہ دیوانخانہ
مہابت جنگ بعد رحلت پدر کے نہین جانتا ہون کس مصلحت سے اپنے کار پر مامور اور میر قاسم خان کے دیوانخانہ کا
بہی داروغہ بدستور رہا بعدہ شیخ عبد اللہ نامے جو پیشتر ہیبت جنگ کے عہد مین بنا بر اصلاح سید علیخان میرے
چھوٹے بہائی جو ہیبت جنگ کی مصاہرت مین نامزد ہوا تھا اوسکا نوکر اور مقرب تھا اور پہر جگت سیٹہ کے رفقا مین
حسب تجویز گرگین خان کے داروغہ دیوانخانہ ہوا اور ناظر علیخان برطرف ہوکر بنا بر ادخال زر اندوختہ باپ کے
قید ہوا اور چند روز قبل اسکے تراب علیخان عموی میر محمد قاسم خان کا مرشد آباد کی نیابت سے معزول اور
سید محمد خان جو مرد ولایت زا اور اقربا سے میر قاسم خان مین تھا اوسکا قایمقام مقرر ہوا اور عسکر علیخان مغفور
خلف سیف اللہ خان مرحوم صوبدار ٹہٹہ صوبۂ بنگالہ کے راج شاہی پر مامور ہوا اور تراب علیخان حضور مین ہوکر

ہو نگیر مین شہید ہوئے انہین دنون مین بہادر علیخان خلف مرزا اودار قلی بیگ داروغہ توپخانہ جنسی مہابت جنگ مغفور باتفاق دیگر روساے ملازم فوج سرکار اور چند پلٹن حقیقی اور توپ آراستہ گرگین خان کو واسطے تسخیر ملک بتیا اور تنبیہ زمینداران ولایت اور تخریب قلعہ کے مامور کیا

حادثہ ہونا عبد الغنی خان اور رحیم اللہ خان اور جنتامن داس اور شیخ عبداللہ

جون کہ میر محمد قاسم خان کو شجاع الدولہ پسر صفدر جنگ سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا تھا اور شجاع الدولہ سلطان ہند کی وزارت اور خطاب آصفجاہی رکھتا تھا اس شخص نے اپنے واسطے بھی خطاب اشرف طلب کیا اور بادشاہ نے قلیل روپیہ کی طمع سے منصب ہشت ہزاری مع خطاب عالیجاہی کے شروع ۱۱۷۶ ہجری مین بھیجا اور اس خطاب نے رواج نہ پکڑا بجز شخصے غیر نواب عالیجاہ کے نام نہ سنا تھا اسی درمیان مین بحسب تقدیر شیخ عبداللہ نے خلوت مین عالیجاہ سے عرض کیا کہ محمد علی ولد مسند علی اور اوسکے بھتیجے برکت علی و فرحت علی جو روسائے سپاہ اور نمک پروردہ حضور مین گرگین خان سے عہد و پیمان کر کے متفق ہوے ہین اور تسلط گرگین خان کا فوج اور عمال اور ارکان دولت پر ظاہر ہے خیر خواہی سے قیاس تک عرض حال کر دیا آئندہ حضور کو اختیار ہے عالیجاہ اسکے سننے سے نہایت بیقرار ہوا چونکہ راز داری آپ کی ذات مین تھی نزدیک وقت شام جو کہ وقت گرگین خان کی حاضری کا تھا اوسکے آنے کے بعد آہستہ آہستہ استفسار امر مذکور کیا چونکہ اوسنے خود یہ کلام کیا تھا حیرت سے سمجھ گیا اور اقرار کیا کہ براہ دولتخواہی آپکی جانفشانی اور کار سرکار مین تردد و کار گذاری کے لئے باہم عہد و پیمان کیا ہے برخلاف اسکے جسنے عرض کیا ہے وہ دولت خداداد کے بنیاد گرانی مین ہے سابق سے عالیجاہ کو معلوم تھا کہ شیخ عبداللہ کا توسل جگت سیٹھ سے ہے اب اور بھی توہم ہوا کہ جگت سیٹھ کی ترنگ سو اسنے دشمنی بلباس دوستی مین مجھسے کی ہے پھر بھی فوج کی تدبیر مین ہے اور گرگین خان کا وہ اعتقاد تھا کہ شیخ عبداللہ کی نظر سے کم ہوا اور انہین دنون مین رحیم اللہ خان نام ایک پنجابی کو جو لشکر مین جوان معروف اور کمان سخت کو کھینچتا تھا شاید کسی دولتمند بنگالی کی بی بی سے ربط رکھتا تھا اور تیر شکر اللہ خان ولد سرفراز خان کے عشق کا دم بھرتا تھا ایک گھوڑا بقیمت سہ ہزار روپیہ کو خرید کیا اور شکر اللہ خان کے خدمتگار کو جو واسطے اعیان لشکر اور ارکان دولت عالیجاہ کے اپنے آقا کے خطوط مشعر استدعائے مخلصی جو کہ جہانگیر نگر مین بموجب حکم عالیجاہ کے قید تھا اور خدا جانے کس سبب سے عالیجاہ مدت سے اوس سے ناراض تھا لایا تھا اوس خدمتگار کو اپنے گھر مین مقیم کرا دیا عالیجاہ نے اس خبر سے رحیم اللہ خان پر غصہ ور ہو کر حکم دیا کہ اوسکو حاضر کرین اور رحیم اللہ خان نے عبد الرسول خان برادر دوست محمد خان کی چھاونی میں ایک منزل گزین تھا عبد الرسول خان کے لڑکے عبد الغنی خان نے جو کمال عزت اور نجابت مین تھا اپنے باپ اور بھائی کو مشورہ حمایت رحیم اللہ خان کا دیا

اونہون نے عالیجاہ کے خوف سے انکار کیا تب اوسنے تنہا یہ ارادہ کیا باپ اور بہائی اوسکے قدمون پر گرے
اور ممانعت کی کہ نہایت جناب کا عمدہ نہین ہے کہ توقع عفو تقصیر کیجیے تو زن و بچے تمام خاندان تلف ہوجا لیگا وہ
ناچار ہوکر حمایت سے دست بردار ہوا اور عالیجاہ کے لوگون نے اوسے لیجا کر جلوخانہ دیوان عام مین قید کیا
لیکن عبد النبی خان زہر کہا کر مرگیا اور اونہین دنون مین خیتامن داس نویسندہ ہوجیوریہ کو نظر بحزم وہوشیاری عالیجاہ کے
مورد مراحم فرما کر اوسکو مدار المہام اوس سرکار کا کیا تہا اوسکے خطوط جو بنام اکثر زمینداران قراری کے لکہی تہی
عالیجاہ کے جاسوسون کے ہاتھ لگے اس سبب سے ہندوی مذکور مغضوب ہوکر حضور مین آیا اتفاقاً روز یکشنبہ
کہ ایام مقررہ سلام بندہ کا تہا بندہ بہی حاضر ہوا اور عالیجاہ نہایت کروفر سے دربار عام مین بیٹہا ہوا تہا بندہ
حسب ضابطہ بعد سلام و نشست نیچہ کہی کی اوٹہکر باہر آیا بعد نکلنے کے چوبدار نے بندہ کو لیجا کر پہر بٹہلایا ناچار بندہ
بیٹہہ گیا جب مقدمات عذرات کے فیصل ہوگئے اور عملہ رخصت ہوا ہر ایک کو حکم نشستن صادر فرمایا
اور لیساول ان غلیہ بہی استادہ رہے اول رحیم اللہ خان کو طلب کرکے بڑے رعب سے استفسار کیا کہ مینے تکرار تجہے
منع کیا اور تو باز نہ آیا اگر اوس صورت سے سرکار نہین تو یہ گہوڑا اتین ہزار روپیہ کا ڈیڑہ سو روپیہ کی نوکری مین کیونکر
مول لیا اوسنے عذر نامسموع کرنا شروع کیے وہ اوسکا رد قدح کرتا گیا پہر کہا کہ شکر اللہ خان میرے دشمن کے
خدمتگار کو کیون اپنے مکان مین جگہ دی یہ نہایت اضطراب و عاجزی سے اوسیطرح معذرت کرتا گیا مگر کچہہ
قبول نہوئی حکم دیا کہ بعد ناک کاٹنے کے خر سوار تشہیر کرین اور کرم ناسہ کے باہر کردیا بعدہ خیتامن کو حکم دیا
کہ ہاتہی کے پیر مین باندہکر گہسٹوائین تاکہ ہلاک ہو اوسنے عذر کیا کہ یہہ خطوط جعلی ہین اوسنے فرمایا کہ تیری مہر
و دستخط موجود ہین اور تیرے خط شناسون نے بہی تصدیق کی ہے ہر چند اوسنے بہت کچہہ کہا سنا اور اوسیطرح
ہلاک کیا گیا بعد ازین برکت علی اور محمد علی کو طلب کیا جب حاضر ہوے غصہ فرما کر کہا کہ میری بدولت تمکو
فیل اسپ رسالہ یہ سب کمطراق ملا ہے اور کرگین خان کو بہی اسی حضور سے یہ خطاب و مرتبہ ہوا ہے
ورنہ گنزی فروش تہا تمنے کس ارادہ سے باہم کرگین خان کے عہد و پیمان کیا ہے چونکہ انہون نے قبل
کرگین خان کے سمجہا یا تہا مطمین خاطر ہوکر جوابدیا کہ حضور جو کچہہ فرماتے ہین درست فرماتے ہین لیکن ہم لوگون
نے کچہہ بجز حضور کی غلامی کی اپنے دلمین نہین خیال کیا ہے اگر کوئی قصور ہمسے سرزد ہو جو چاہیے سزا دیجے عالیجاہ نے
مکرر دریافت کیا اونہون نے وہی جوابدیا بعد ازان شیخ عبد اللہ کو جو حاضر تہا طلب کرکے کہا کہ شیخ جی
اسکا اثبات ضرور ہے تاکہ انکی سزا دیجاوے اور درصورت افترا کے خود متعہد یادداشت ہوجیے کیونکہ اگر جہوٹ ہے
گویا آپنے میری فوج کی برہمی کا منصوبہ کیا تہا شیخ نے چونکہ یہ جانتا تہا کہ کل کے روز باہم کرگین خان اور
عالیجاہ کے عہد و پیمان ہوچکا ہے اور نیز اب کوئی محرمان راز سے گواہی نہ لگانا چاہتا بہ تقدیر گردون وجہ بکر

خاموش ہو گیا عالیجاہ نے تین مرتبہ اوسی سوال کا اعادہ کیا لیکن مطلق شیخ نے دم نمار اور دن بہی دو پہر کی قریب آیا اور اوسوقت جملہ درباری پیادہ سے ہزاری تک حاضر تھے بندہ کی حواس درست نتھے کہ یا خدایا سیر بی طلبی کا کون سبب ہے کیا سمجھ بہی کسی نے تہمت لگائی ہے تا آنکہ خود او ٹہا اور فقیر نے سبقت کر کے ورخلوت سرا بہ سلام گذارش کیا فرمایا ہمراہ آؤ اوسوقت بندہ نے سمجھا کوئی دوسرا کام ہے جب اندر گیا او سنے تحقیق بدنامی سے کی جو کہ نمکفروشی ہین غاید حال مسٹر ملکو یر کے ہو گئے تھے اور ملکو یر کا قصور اوسمین کچھہ نتھا بندہ کو جلد عظیم آباد بہیجا اور اپنے گہر سے سواری تیز رو بندہ کو دی اور بندہ نے عظیم آباد پہونچکر بعد تحقیقات مدعا ہفتہ مین واپسی کی اور شیخ عبد اللہ کو قید کر کے پورنیہ مین بہیجا کہ آخر کار بروقت جنگ انگلشیونکی

بموجب حکم عالیجاہ کے بیچارہ مقتول ہوا

ذکر ہے آنے شمس الدولہ مسٹر ہنری و نسترٹ کا کلکتہ سے مونگیر و عظیم آباد مین اور آغاز فساد درمیان انگلشیہ اور نواب عالیجاہ میر قاسم خان کے

بحسب فرمان قہرمان تقدیر مسٹر ہنری و نسترٹ شمس الدولہ گورنر کلکتہ کو اشتیاق ملاقات عالیجاہ اور مونگیر اور کوٹھی عظیم آباد اور چہپرہ وغیرہ کا ہوا لیس کلکتہ سے عازم ہوا اور قاسم بازار اور مرشد آباد اور بردوان وغیرہ ہوتے ہوے بروز دوشنبہ پنجم ماہ جمادی الاولی ۱۱۷۶ھ ہجری کو وارد مونگیر ہوا عالیجاہ قلعہ مونگیر سے باغ کو درکہتہ تک جو تین کوس تہا استقبال کر کے کمال احترام اور اہتمام سے مونگیر لایا اور جو عمارت گرگین خان نے پہاڑی پر بنائی تہی اوسکی منزلگاہ مقرر کی اور نیز خیمہ ہا بے عالی نصب کر دئے اور گرگین خان وغیرہ ہمایخانسامانی کو واسطے مہمانی اور سر انجام فرمائیشات کے مامور کر کے خود مرخص ہو کر داخل قلعہ ہوا دوسرے روز شمس الدولہ اوسکے دیکہنے کو قلعہ مین آیا اور عالیجاہ نے پائین زینہ عماری تک استقبال کر کے اپنے مسند پر لیجا کے بٹھایا اور نذر وغیرہ لا لائقہ قرینہ پیشکش کین تیسرے روز عالیجاہ اوسکے مکان پر گئے اوسنے بہی وعدہ ضیافت لیا اور تحائف فرنگ نذر کئے اور وقت شب حسب معہود عالیجاہ کے مکانمین آکر ضیافت کہائی اور تماشاے رقص و سرود دیکہکر رخصت ہوا تین چار روز تک نادر تحفہ عالیجاہ کے نذر سے گذرتے رہے ایکروز عالیجاہ نے فوج اور توپخانہ اور برق انداز قواعد دان جو زیر اہتمام گرگین خان کے آراستہ اور ادب آموز ہوے تھے ملاحظہ کرائی شمس الدولہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ جو فوج آپنے آراستہ اور ترتیب دی بہت درست ہے مگر واسطے جنگ مخالفین ہندوستانی کے بہتر ہے مگر خوب خیال رکہئے گا کہ اس فوج کے زور سے انگلشیو کے مقابلہ کا ارادہ نکیجئے گا کہ عہدہ برائی نہوگی اور آپکی آبرو سے بالفعل تمام ہندوستان کی آبرو ہے اگر آپ مغلوب ہوئے تمام ہندوستان اہل ولایت

کی نظر مین سبک اور خوار ہو جائیگا ہم لوگون کے ساتھہ بزور زبان لڑنا اور غالب ہونا چاہیے جو طرز اور قاعدے ہمنے فیمابین ہندوستانی اور انگلش کے نکالدئے ہین اونسی تجاوز نکرئیگا تاکہ اس ملک کے لوگ ہمارے اور آپکے اتفاق سے آسودہ رہین بعد ازان ایک ہفتہ قیام مونگیر کے بعد پیشتر کو روانہ ہوا اور یہ بیت پڑہی ؎ نصیحتے کنمت بشنو بہانہ مگیر ✤ ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر ✤ اسی عرصہ مین میر قاسم خان نے کہا کہ بحمایت نام انگلش کے اکثر سوداگرون کا مال جاتا ہے اور ذرا سا فائدہ جو انگلشی کو ہوتا ہے میرے بڑے نقصان کا موجب ہے لہذا ارادہ ہے کہ انگلشی سے بہی حکم لینے محصول کا ویدیجے اگر محصول کمپنی معاف رہیگا شمس الدولہ نے جواب دیا چونکہ اس فرقہ کا محصول قدیم سے معاف رہا ہے پس اسوقت کیونکر لے سکتے ہو مناسب ہے کہ ابہی مہلت نکرو ہم بعد پہونچنے کلکتہ کے تدبیر کرکے جب حکم لکہین تم جاری کرنا یہ کہکر وہ رخصت ہوگیا عالیجاہ اوسکے وعدہ سے مطمین ہوکر وصول محصول کا عازم ہوا اور تہوڑے عرصہ کے بعد عملہ کو لکہہ بہیجا کہ انشا اللہ تعالے ایسا ہوگا تم لوگ خبردار رہکر تا صدور حکم محتاط رہو کہ ان لوگونکا مال جانے نپائے عمال کو حوصلہ و شعور معلوم کہ ایسے راز کی پردہ داری کرین اور ایسا کرین جسمین الزام نہو لہذا ممانعت شروع کردی راز کہل گیا بلکہ بعض مقامات مین جہان کہ عالیجاہ کے منافق انگلشی بہی جیسا کہ مسٹر پاٹسن اس عمال سے بیتاب ہوکر بعض عمال عالیجاہ کو بدست آویز مزاحمت جو بموجب کی تہی قید کرلیا تاکہ کونسل کلکتہ مین اونکا جرم ثابت کرکے سزا دین اور عالیجاہ کی خفت اور اہانت کرے قبل اس سانحہ کے گرگین خان کی ترغیب سے عالیجاہ کو سفر نیپال کی رغبت ہوئی تہی لاجرم مونگیر سے نیپال کو عازم ہوا اور گرگین خان چندروز پیشتر عالیجاہ سے چلدیا اور قبل اسکے شمس الدولہ عظیم آباد سے کلکتہ گیا تہا عالیجاہ نے بروقت سفر نیپال کے اس سانحہ کی خبر پائی

حالا ذکر عالیجاہ کے جانب نیپال جانیکا لکہا جاتا ہے

جانا عالیجاہ کا نیپال کیطرف اور وہانسے لوٹنا بیل مراد کے

چونکہ مشہور تہا کہ نیپال سے سونا نکلتا ہے اور نیز دولت سے مالا مال ہے گرگین خان کہ ہمیشہ سے لالچی مزاج تہا فوج کے گہمنڈ پر نیپال کو عازم ہوا اور مردم واقف کار مانند کشامرہ اور شناسی اور فرانسیسی پادری لوگونکو جو ادہر آمد و رفت رکہتے تہے بہم پہونچا کر اکثر ونسے جو ہوشیار تہے اپنا یار بنایا اور راہ کے تفحص و جستجو دریافت کوہی سے شروع کی بعض اونمین سے جنکے مزاج مین سخن سازی اور ہنگام پردازی مخمر تہی متعہد رہنمائی ہوکر تسخیر ملک کی ترغیب دینے لگے گرگین خان نے جسکے باپ دادے کبہی اس رسم ملک گیری سے آگاہ نہ تہے بلاد نیپال کی فتح سہل داستان سمجہکر عالیجاہ کو اس سفر کا مشتاق کیا علی ابراہیم خان وغیرہ دولتخواہون نے باہم متفق ہوکر آخر کو عرض کیا کہ اگر خواہ مخواہ یہ سفر منظور ہے انگلشی کو بہی ہمراہ لینا چاہیئے تاکہ اگر فتح ہوئی تو المراد

ورنہ اس جماعة کو بھی موقع شماتت نہ ملے در صورت تنہائی ہر ایک بگردہ بہ فقط جماعہ حضور پر عاید ہوگا واقعی یہ صلاح
مناسب تھی مگر گرگین خان کے سبب سے نہونے پائی **القصہ** چونکہ بتیا بتیا فتح ہوا تھا عالیجاہ نے اوسکے
بندوبست کا بہانہ کرکے ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو ورود شمس الدولہ کے پچاس روز کے بعد مونگیر کو رخصت
کرکے گنگا پار ہوا اور گرگین خان مع فوج آراستہ کے چند روز عالیجاہ سے پیشتر کوچ کرکے دس بارہ کوس آگے
نکل گیا تھا تا آنکہ عالیجاہ بتیا پہونچا اور گرگین خان پنجشنبہ کے روز پانچوین رجب سنہ مذکور کو مکوانی مین جو نیپال سے
چار منزل ادہر ہے پہونچا ارادہ گہاٹی پر گذرنے کا کیا راجہ نیپال کے لوگ مزاحم ہوئے لڑائی شروع ہوئی گرگین خان کے
ہمراہیون نے جسارت کرکے ایک عقبہ سے بمشقت تمام جسمین بہت سے لوگ مجروح و مقتول ہوئے گذر کر دوسرے
پہاڑ کی چوٹی پر سکونت گزین ہوئے رات کیوقت نیپالیون نے ہجوم کرکے شبخون مارا چارونطرف سے تیر
و بندوق کی مار دہار سے اکثرون کو نیست نابود کر دیا باقیماندہ کو لاچار عار فرار قبول ہوا بخرابی تمام لشکر گرگین خان
مین جا ملے اور گرگین خان اس حال کے مشاہدہ سے نا امید ہوا اور نیز عالیجاہ کے منہ دکھلانے سے نہایت شرمندہ
خواہان مرگ ہوا نہ ٹھہرنے کی تاب تھی نہ معاودت کی راہ دریائے تفکر مین غوطہ زن تھا کہ کیا کرے یہ خبر
جب عالیجاہ کو پہونچی نہایت متفکر ہوا اصلاح ٹھہری کہ گرگین خان کو طلب کرنا ضرور ہے لہذا اوسکو طلب کیا اور مکرر
فرمان تاکید صادر فرمائی مگر وہ اپنی حماقت قدیم اور خجالت جدید سے معاودت نکرتا تھا عالیجاہ نے چاہا کہ کسیکو بحکم
اوسے واپس طلب کرے اور ایسا آدمی ہو کہ جسکا کہا وہ مانے بجز علی ابراہیم خان بہادر کے کوئی نظر نہ آیا لہذا خانمذکور
کو حکم دیا اور خان قوم جریدہ عازم ہوا راستہ مین دیکھا اکثر لوگ لشکری مجروح زندگانی سے مایوس مضطرب الاحوال گریزان چلے آتے ہین خود بھی انکو
ٹھہرا کر تسلی دی کہ ہم واسطے لانے گرگین خان کے جاتے ہین تم یہان ٹھہرو مقام خطر نہین ہے اسطرح کے بھاگنے مین
تمہاری بے ابروئی اور سرداری کی شرمندگی ہے چونکہ خانمذکور کی بات کا اعتبار لوگون کے نزدیک بہت تھا لہذا فرار [illegible]
فرمان بری کرکے اوسی جگہ اقامت کی اور علی ابراہیم خان نے پیشتر جاکر بہ ملاقات گرگین خان کو راضی کرکے
واپس لیچلا اور عالیجاہ کے خیمہ گاہ مین آیا عالیجاہ نے فوراً طبل معاودت پر چوب دی اور عظیم آباد کو نہضت فرمائی
اسی اثنا مین خبر ملی کہ جماعة انگلشی نے بنابہ اخذ محصول جو غیر معمول اکثر جگہ پر وصول کیا گیا عملہ عالیجاہ کو قید
کر لیگئے ہین چنانچہ مرزا محمد علی نام ایک شخص عملہ جہانگیر نگری قید ہو کر کلکتہ بہیجا گیا اور اسیطرح مسٹر السن نے عملہ
محالات عظیم آباد کو قید کرکے روانہ کلکتہ کر دیا عالیجاہ اس خبر سے ازحد آزردہ ہوا اور اپنی آبرو انگلشی گماشتوں کی
قید کر لانے مین دیکھی پس اپنے عمال اور فوجدارون کو تحریر کیا کہ جہان قابو پاوین انگلشی گماشتون کو قید کرکے
روانہ حضور کرین بعد ازین باوجود ہونے مسٹر السن مدار المہام کوٹھی عظیم آباد کے جو عالیجاہ سے نہایت عناد
رکہتا تھا راجہ نوبت رائے کو لائق نیابت عظیم آباد کے نہ جانکر میر مہدی خان بہادر حاکم سرکار شاہ آباد کو بہانکی

نیابت پر تجویز کرکے طلب کیا جسوقت عالیجاہ حاجی پور پہونچا گنگا پر مقابل کوٹھی انگلشی کے پل باندھکر عبور کیا اور مسٹر السن سے ملاقات نکرکے جعفر خان کے باغ مین مقیم ہوا اور دو روز وہان مقام کیا جب میر مہدیخان پہونچا نیابت کی خلعت دیکر قلعہ مین چھوڑا اور بعد نوبت رائے کو ہمراہ لیکر تیسرے روز عازم مونگیر ہوا بندہ بسبب عارضۂ بیماری کے رفاقت سے رخصت لیکر چند روز عظیم آباد مین متوقف رہا اور سید علیخان اور غالب علیخان دونو بہائی میرے ہمراہ گئے چوتھے روز عالیجاہ کے کوچ کے غالب علیخان کو دیکہا کہ لوٹ آیا جب دریافت کیا کہا کہ عالیجاہ نے فرمایا کہ تم اور سید علیخان ہمارے نوکر ہو مگر منفصرین کیون تصدیع اوٹہاتے ہو بہتر ہے کہ عظیم آباد اپنے والد کے پاس جاؤ لہذا بندہ مورخ لوٹ آیا اور سید علیخان ہمراہ رہے بندہ سمجہا کہ بس اب بنائے منازعت انگلشی سے شروع ہوئی چونکہ سید علی اور بندہ سے بسبب تعارف انگلشی کے چندان اعتماد نہین رکہتا بلکہ گمان ہے اپنے روبرو سے دور کیا ہو بس ضرور ہوا کہ جاکر مرکوز خاطر دریافت کرے پس باوجودیکہ بیماری سے گہوڑے وغیرہ کی سواری کی استعداد نتہی در کشتی کرایہ کرکے مونگیر گیا اور بعد ملاقات سید علی خان سے استفسار احوال کیا اونہون نے بہی وہی حال جو غالب علیخان نے کہا تہا بیان کیا لیکن فی الحقیقت ما فی الضمیر عالیجاہ کا نہ سمجہے اس حکم کو فرط انجذاب سمجہے لیکن بندہ نے اندیشہ کیا تا آنکہ عالیجاہ نے پانچ چھہ روز کے بعد مرزا شمس الدین کو بادشاہ اور شجاع الدولہ کے پاس بدین غرض بہیجا کہ اگر مجہے انگلشی سے نزاع و جنگ ہو بادشاہ و وزیر اتفاق کرین اس امر کا عہدنامہ لائے مرزائے مذکور کہ بندہ سے ... اور وہ میری رازداری پر اعتماد رکہتا اور شفیق ہے اس نے سید علیخان کو بہی ... ہمراہ ہو اثنائے راہ سے والد کے پاس چلا جاوے بندہ نے کہا کیا سبب ہے کہ دونون بہائیون کو حضور سے دور کرتا ہے جوابدیا کہ چونکہ تمپر اعتماد ہے جو کچہہ واقعی ہے بیان کرتا ہون مگر تم بہی کسی کے روبرو زبان پر نہ لانا کیونکہ اسکا افشا میری خرابی کا موجب ہوگا فی الحقیقت عالیجاہ سید علی خان سے مطمئن نہین ہے بلکہ انگلشی کا جاسوس سمجہتا ہے لہذا اندیشہ نہین کہ باہمی آتش فروشی اسباب عناد مہیا ہوا سید علیخان کا رہنا اپنے لشکر مین گوارا نہین کرتا اگر تنہا آپکو رخصت کرتا رازہر ملا ہوجاتا اس لئے غالب علیخان کو بہی آپکا شریک کردیا بندہ نے کہا پس بندہ پر کیا اعتماد رکہتا ہے اس خیال سے کہ بندہ جو اسمین ہے بندہ کو کیون نہین اپنے لشکر سے دور کرتا ہے مرزا نے جوابدیا تمکو اپنی کاربراری کیواسطے چونکہ انگلشی سے رابط و ضبط زیادہ رکہتے ہو رکہتا ہے آو نیز تمکو بطور یرغمال تمہارے والد اور بہائیون کے رکہا ہے بندہ مورخ کمال خوف وہراس مین تنہا اور بیکس رہگیا اور سید علیخان کو یہ سب مراتب آہستہ سے سمجہا دئے اور اخفائے راز کو کہکر بحفظ خدا مرخص کیا اور خود تنہا مونگیر مین بیمار پڑا تہا لیکن عالیجاہ اپنے رفع بدگمانی کو اکثر چوبدار بہیجتا اور خبرگیران رہتا اور کہانا روزمرہ

اپنی سرکار سے بہوانا تہا تا انکہ بندہ نے غسل صحت کیا اور عید الفطر کے دن اوسکی ملازمت کو گیا نہایت مہربانی فرمائی جب اوسنے اندر جانے کو چاہا بندہ مورخ نے دروازہ تک جا کر سلام رخصت عرض کیا استادہ ہوکر چند کلمات تفضلات فرمائے اور دو نہ پان کے اپنے خاصہ سے نکال عطا فرمائے اور کہا کیون صاحب مینے برا کیا کہ اچھا جو آپکے بہائی صاحبون کو پدر بزرگوار کی خدمت مین رہنے کی رخصت دی تا کہ بآرام و فراغت بسر کرین بندہ کو اصل حقیقت معلوم تھی اوسکی گواہی یہ عرض کی کہ بجز خداوند نعمت کے کون ہے کہ دربارہ اپنے ذمہ بیہودے اور نوکری کی تکلیف سے نوکر کو رہا کرے پہر فرمایا کہ اول سے فقط آپ سے ہمکو آشنائی تھی انسے تو کچھ ربط نتہا بندہ نے اوسکے اس جہوٹہہ کی بہی لاچار ہو کر تصدیق کی کیونکہ بندہ کو اوائل مین برابری درجہ کیا بلکہ کسیقدر بہی اوس سے اور اوسکے بزرگ میر محمد جعفر خان اور میرن سے بوجہ تباین مزاج کے کچھ بہی ربط و اتحاد نتہا سید علیخان البتہ چونکہ اکثر بنگالہ مین رہا اور مزاج کی شوخی اوسپر غالب تھی ایسے لوگون سے آشنا تھا اور انسے بہی تعارف رکہتا تھا

ذکر بے قید ہونے بعض گماشتون انگلش کا بموجب ایماے عالیجاہ کے اور شمس الدولہ کے خط کا آنا مشعر عدم تعرض محصول اموال انگلشی سے اور منع کرنا عالیجاہ کا قبول امر کو سے اور معاف کرنا اخذ محصول کا جمیع تجارت پیشونکو ممالک محروسہ اپنے سے اور مسٹر اسیٹ کا آنا مع دیگر کوالیف انگلش کے بطور سفارت کے کونسل کلکتہ کی طرف سے اور منازعت کا ظہور ہونا دونون جانب سے اور دیگر سوانحات کا بیان ✤

عالیجاہ کے عملون نے جسوقت قابو پایا بعض گماشتہ انگلشی قید کرکے اپنے آقا کے پاس بہیجدیئے عالیجاہ نے اونہین بعوض اپنے گماشتون کے مقید کیا بسبب جلدی کرنے عالیجاہ کے اخذ محصول مین قبل پہونچنے شمس الدولہ کے کلکتہ مین فساد بڑہگیا کہ طرفین کے گماشتہ قید ہوئے اور صلح اور آشتی مین فساد آیا اور جو تدبیر شمس الدولہ نے اوسکے اجرا کی سمجھی تہی وہ خاک بہی نہو سکی کلکتہ کے کونسلی جمع ہوکر شمس الدولہ کو لعن طعن کرنے لگے وہ ناچار ہو کر مغلوب ہوا عالیجاہ کو حکم بہیجا کہ محصول تجاران ولایتی واگذاشت کرے اور نیز اسیران انگلشی کو رہائی دے چونکہ یہ مقدمہ برخلاف رضاے عالیجاہ اور حسب خواہش کونسلیہ کے تھا اسکا قبول کرنا عالیجاہ کو نہایت گران گذرا اور حاصل کرنا محصول کا بہی انکے اموال سے متعذر جانا لہذا کل محصول تمام فرقہ کے تجارون کا معاف فرمایا اور در جواب تحریر کیا کہ چونکہ تجار لوگ متوسلان انگلشی سے موافقت کرکے اپنا مال بہی اونکی شراکت سے نکال لیجایا کرتے ہین اور درصورت معافی محصول کے اکثر تجارون کی معافی سے ہان بیچارہ قلیل البضاعت تجار جنکا توسل انگلشیون سے نہین اون سے

کسیقدر محصول داخل سرکار ہوتا ہے لہذا معاف کرنا کل قسم تجارون کے محصول کا مناسب معلوم ہوا
کیونکہ جسوقت عمدہ مہاجن اور تجار اس حیلہ انگلشی سے بچ جاوین غربا بیچارہ کو رنج و تکلیف پہونچانا کار [illegible]
اور نفہمیدگی سے بعید ہے بادشاہ کو چاہئے کہ کل رعایا کو یک نظر سے دیکھے کیا امیر اور کیا فقیر سب خداوند
حقیقی کے پیدا کئے ہوئے ہین جہان بیچارونسے ظلم تعدی کریگا پس خداوند بے نیاز کو کیا منہ دکھاویگا العاقل
تکفیہ الاشارۃ اور استخلاص اسیران انگلشی کے بارہ مین یہ جواب ہے کہ ابتداے انگلشی سے ہوئی ہے
جسوقت وہ ہمارے گماشتہ رہا کر کے بھیجین ہم بھی اونکے گماشتون کو پہونچاوین جب یہ جواب کلکتہ پہونچا
جو کونسلیہ عالیجاہ کے معاند تھے اونہون نے جمع ہو کر کہا کہ اسطرح کے معافی محصول سے عالیجاہ کی غرض یہ ہے
کہ ہماری خفت اور اہانت کرے یعنی ہم لوگون کو فرقہ تجارون کے برابر کیا اگر اوسکو ہمسے صلح و آشتی منظور ہے
تو بدستور سابق انگلشی تجار سے محصول معاف اور غیرون سے تحصیل کرے اور ہم جانتے ہین کہ شمس الدولہ
طرفدار عالیجاہ اور ہملوگون کے اہانت اور خفت کا خواستگار ہے ہم کسی شخص کو بطور سفارت کے عالیجاہ
کے پاس بھیجتے ہین تاکہ جو کچھ اوسے منظور ہو اطلاع دے اگر ہمارا کہنا قبول ہو فبہا ورنہ ہرگز آشتی نہوسکی شمس الدولہ
اوسوقت انگلشیہ کا غلبہ دیکھا مغلوب تھا اور حسب ضابطہ اونکی راے کے برخلاف حکم نہین دے سکتا تھا
لہذا [illegible] مسٹر امیٹ اور مسٹر ہی کو چند انگلشی اور ایک کمپنی تلنگہ کی ہمراہ جانسن
کپتان [illegible] مین روانہ مونگیر کیا اور شمس الدولہ نے مصحوب معتمدان عالیجاہ کے ایک خط مجمل اور مفصل
پیغام زبانی کہلا بھیجا کہ جو عہد و پیمان روز اول سے درمیان ہمارے اور تمہارے بجانب کمپنی کے ہوا ہے
اوس پہ ثابت قدم رہنا اور تفاوت نکرنا بالفعل بسبب تمہارے ستانے کے سررشتہ کار میرے ہاتھ سے
نکل گیا اور دوسرے کونسلی جو تمہارے خلاف ہین کلکتہ مین جمع ہو کر غالب ہوئے اور ہم تمہارے دوست مغلوب
[illegible] لہذا مسٹر امیٹ حسب استدعا غالبون کے بہ سفارت آتا ہے جو بات کہے گو کہ تمہاری مرضی کے برخلاف ہو
مگر بمجبوری مسٹر امیٹ کے منظور کرکے اونکو جلد رخصت کرنا تاکہ کچھ فساد نہ بڑہے خدانخواستہ اگر رنگ
دگرگون ہوا تو پہر کوئی تدبیر کچھ کارگر نہوگی اور درصورت میری نصیحت ماننے کے سب کام حسب مراد آپکے
سرانجام ہونگے اور کوئی مخالف آپکا پانچ چہ مہینے مین برطرف ہو جاویگا جب یہ خط عالیجاہ کو ملا گرگین خانکو
جو کہ اعظم رفقا اور معتمد غایہ تھا بلا کر خط مذکور پیش کیا گرگین خان نے جو کہ مجسم کمینہ اور مردکہ مغرور عقل سے دور تھا
کہا کہ ہرگز ایسا مضمون پہ تعمیل نہ کیجئے اب حضور اور انگلشی برابر ہین اگر اطاعت کروگے روز بروز ذلیل
و خوار ہوگے اگر جرات دکہلاؤگے روز بروز غالب اور انگلشی مغلوب ہونگے عالیجاہ اوسکا بہر حال تابع فرمان تھا
یہی ارادہ مصمم کیا کہ انگلشی سے ضرور مقابلہ کرینگے اور انکو شکست دینگے کس واسطے کہ ہمارے پاس بہی جم غفیر ہے

کسی کی کیا طاقت اور اصل ہے کہ ہمسے ہمسر ہو اور معلوم ہوا کہ شمس الدولہ ہمارا بدخواہ ہوگیا اور جو کچھ یہ ترجمان ہے محض لغو اور پوچ

اندیشہ مند ہونا عالیجاہ کا جگت سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند سے اور اونکو مرشد آباد سے بلانا قید و بند مین

عالیجاہ کو اس خبر سے کہ کلکتہ یلیمیکی برخلاف کو نسلیہ جمع ہین اور نیز سامان فساد انگلشی نظر پڑا جگت سیٹھ اور اوسکے بہائی کا رہنا مرشد آباد مین مناسب نہ سمجھا بدین وجہ کہ جگت سیٹھ سراج الدولہ کے معاملہ مین میر جعفر خان اور دوبارہ میر جعفر خان کے مقدمہ مین میر قاسم خان سے زر و مال سے شریک رہے تھے اب کہ انگلشی کا جھگڑا مد نظر ہوا عالیجاہ نے جو انکی طبیعت سے ماہر تھے انکی سکونت مرشد آباد مین ناپسند کی اور اپنا صرف خط لکھکر طلب کرنا مفید نہ سمجھا بلکہ خیال کیا کہ ایسا ہو بدگمانی سے کلکتہ جاوین اور زر و تدبیر سے مخالفون کو بہڑکاوین لہذا خان عالیشان + محمد تقی خان بہادر کو زہ کلانی تبریزی حاکم بیربہوم کو جو کہ دولتخواہ نیکو و بیشتر تحریر کیا کہ جلد مرشد آباد پہونچکر جگت سیٹھ کے مکانات محاصرہ کرلیوے تاکہ وہ کسیطرف آمد رفت کی مہلت نپائے جب مالکار ارمنی جو ایک بازو کرگین خان کا ہے پہونچے جگت سیٹھ کو اوسکے حوالہ کرکے رسید مہری حاصل کرے اور مالکار مذکور کو بھی تین چار پلٹن سے روانہ مرشد آباد کیا تاکہ وہان پہونچکر جگت سیٹھ کو مع اوسکے بہائی مہاراجہ سروپ چند کے باحتیاط تمام ہمراہ لائے لیکن دونو برادران مذکور کے نسبت ظاہر مین بے آدمی اور تخویف نکرے محمد تقی خان نے بموجب حکم جنابعالی جاکر جگت سیٹھ کا گھر گھیر لیا اور پیغام دیا کہ آپ کچھ تشویش نکرین ہمین آپ کے جان و مال سے کچھ غرض نہین ہے مگر عالیجاہ نے تمہین طلب کیا ہے عزم سفر کرکے بجمعی تمام مونگیر کو جاو دونون بہائی بحکم ضرورت چار ناچار عازم سفر ہوئے دو تین روز بعد مالکار ارمنی بہی پہونچا جگت سیٹھ مع برادر خود مہاراجہ سروپچند کے اوسکے ہمراہ ہولیا شرف ملازمت ہوکر مورد عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ مونگیر مین مکان اور کوٹھی بناکے بعدہ فرمایا کہ بدستور مطلق العنان رہکر دربار مین آمد رفت کرے لیکن خفیہ لوگ حفاظت پر معین کردئے تھے تاکہ بدون خبر کسی طرف دور نجانے پاوے اوہون نے چار ناچار جائے معہود پر حویلی کی بنا ڈالی اور تن بتقدیر روزگار بسر کرنے لگے مخفی نرہے کہ جگت سیٹھ مہتاب رائے اور مہاراجہ سروپ چند دونون جگت سیٹھ فتح چند کے نواسے ہین اور دونون عم اور لڑکے فتح چند کے حین حیات پدر شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے عہد مین فوت ہوئی اور فتح چند کی دولت انہین دونون کو نصیب ہوئی اور مہابت جنگ کے عہد مین بڑے اقتدار سے زندگی بسر کی اور اوسوقت مین ایسی دولت رکہتے تھے کہ کسی مہاجن وکہن اور ہند کو اونسے مجال برابری کی نتھی اور تمام مہاجن گویا اونکے عیال تھے ہنگامہ جنگ مرہٹہ اور اونکے اول ورود مین چونکہ شہر مرشد آباد مین حصار نتہا میر حبیب نے

جگت سیٹھ کی کوٹھی مین قبل وصول مہابت جنگ کے لوٹکر غارت کی کہتے ہین کہ دو کروڑ روپیہ فقط ارکاٹ کے نقد ہاتھ لگے لیکن جگت سیٹھ نے اسقدر نقصان کو ایک تنکے کی برابر بہی نسمجھا اور بعینہ لکھنے ہنڈوی کروڑ روپیہ کا تھا جو دستی ہو بیعنے بمجرد ملاحظہ پارچہ کاغذ کے زر مرقومہ مہاجن بلاقیل قال ادا کردئے **خلاصہ** یہ ہے کہ انکے پاس دولت اسقدر تھی جسکا بیان مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور ہزارون گماشتہ اور رفیق انکے بدولت مالدار ہوگئے اور اتنک کہ اونکے فوت کو برسین گذر گئین کار مہاجنی کا بسبب تسلط انگلشیون کے ملک بنگالہ مین جیسا کہ اونکو میسر تھا اونکی اولاد کو نہ ہا اسی ضمن مین آمد آمد مسٹر اسیٹ کی گرم ہوئی

مسٹر اسیٹ کا مونگیر آنا کونسل کے پیغام سے اور مارا جانا اوسکا بروقت معاودت کے

عالیجاہ نے میر عبد اللہ صفوی کو جسکا ذکر بتقریبات مختلفہ بیچ ان اوراقونکے اکثر ہوا ہے عظیم آباد سے طلب کیا کیونکہ میر مذکور اور مسٹر اسیٹ سے آشنائی تھی جب وہ مونگیر آیا مسٹر اسیٹ کے کوچ کی خبر مرشد آباد سے آئی بندہ مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کو بنابر استقبال مامور کرکے فرمایا کہ تم دونون مسٹر مذکور کے آشناے دیرینہ اور باہم بے تکلف ہو اوسکے استقبال پر جاو اور اوسکے مافی الضمیر کو دریافت کرو کہ کس ارادہ سے آیا ہے اور بیس نفر ہرکارہ مع ایک متصدی فارسی نویس اور دو جماعہ دار ہرکاران کے ہمراہ کردئیے اور دونون جماعہ دارون کو حکم دیا کہ لباس خدمتگارونکا پہنکر ایک سایہ وار ہمراہ مورخ ہذا کے جاوے اور دوسرا اسی طور پر میر مذکور کی سایہ داری مین ہر وقت موجود رہے خصوص جسوقت کہ یہ دونون انگلشیون کے روبرو ہون تاکہ اوس فرقہ سے کوئی ہمارے گہر مین آوے تو لازم ہے کہ دونو جماعہ دار اول مجلس سے برخاست تک استادہ رہین اور جو گفتگوئین گذرین لکھکر ہر روز میرے حضور مین بذریعہ ڈاک ارسال کرین بدین حال بندہ مورخ اور میر عبد اللہ مونگیر سے کوچ کرکے گنگا پرساد مین پہونچکر مسٹر اسیٹ کی ملاقات کو گئے اور ہرکاران متعینہ ہمراہی کے کیفیت اوسکے گوش گذار کردی مسٹر اسیٹ نے ہمارے ہمراہیون کے حال سے ماہر ہوکر گفتگو مین حزم واحتیاط سے پیش آنے لگا جو بات نامناسب تھی اوسکا مذکور نکرتا منزل مقام پر پہونچکر اکثر اوقات باہم صحبت اور اختلاط رہتا جو گفتگو درمیان مین آتی ہرکارہ مفصل اور بندہ مورخ ہذا اور میر مذکور مجمل لکہہ بہیجتے ایکروز بندہ مورخ ہذا نے بنابر رفع بدنامی کے مسٹر اسیٹ سے باواز بلند کہا کہ سبب عزیمت کا کیا ہے ہم لوگ طرفین کے خیرخواہ ہین اپنے مافی الضمیر سے مطلع فرمائیے مسٹر اسیٹ نے بہی باواز بلند جوابدیا کہ صاحبان ہندوستان کا یہ قاعدہ ہے کہ ہمارے روبرو ہماری مرضی کی باتین اور عالیجاہ کے حضور مین اوسکے دلخواہ التماس کرتے ہین اس وجہ سے ہم اپنا مافی الضمیر نہین بتلاوینگے اسی واسطے ہم خود مسافت بعیدہ طے کرکے آئے ہین تاکہ خود جو کچھہ کہنا ہے روبرو عالیجاہ کے عرض کرین اور جو وہ کہے ہم سنین ہمین دوسرے کے توسل کی کچھہ ضرورت

نہین سے اسیطرح اکثر وقت اختلاط ہمارے اور انگلشیون کے رد قدغ ہوتا تھا تا کہ عالیجاہ ہماری طرف سے بدگمان ہوکر مجوز اصرار نہو جسپر روز کہ یہ گفتگو باہم گذری تھی بندہ مورخ نے بہی لکہی اور ہرکارون نے بہی عرض کی بہاگلپور مین ہم سب لوگ پہونچے تھے کہ خط عالیجاہ کا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کے نام متضمن طلب صادر ہوا اوسمین لکہا تھا کہ جبکہ مسٹر اسیٹ آپسے حال دل نہین تبلاتا پس وہان رہنا محض فضول ہے چاہیے کہ قبل اوسکے آنیکے داخل شہر ہو بندہ مورخ اور میر عبد اللہ نے مسٹر اسیٹ کے پاس جاکر مضمون خط سے مطلع کیا اور رخصت ہوکر دوسرے روز مشرف حضور عالیجاہ ہوئے

معاودت مورخ کی مع میر عبد اللہ کے اور گرگین خانسے باہمکلامی عالیجاہ کی حضور مین

راستہ مین ہرکارہا سے طلب ملتے جاتے تھے الغرض جب حاضر حضور ہوئے پرسش کرنے لگے کہ کہو کیا پیش آیا اور کیا کر آئے ہم دونون نے جو کچھہ گذرا تھا عرض کیا چونکہ میر عبد اللہ تقریر درست نہ کہتا تھا عالیجاہ اوس سے ملدر ملول ہوے اور ملامت کرکے رخصت کردیا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ دونون اپنے مکانون پر آئے اور آرام کیا عصر کا وقت تھا کہ علی ابراہیم خان بہادر کا آدمی بندہ مورخ کے طلب مین آیا اور کہا کہ جناب عالی نے آپکو مع خانہ کور کے طلب کیا ہے بندہ مورخ لباس درباری پہنکر ہمراہ ہوا دیکہا کہ جامہ کن حمام کے خلوت مین عالیجاہ اور گرگین خان روبرو باہم بیٹھے ہین بندہ مورخ اور ابراہیم علیخان بہادر بہی جاکر ایک ایک گوشہ مین بیٹھے عالیجاہ نے جو احوال کہ بندہ مورخ سے سنا تھا اوسکا اعادہ گرگین کے روبرو کیا آخر بندہ مورخ سے ارشاد کیا کہ آگے آیئے جو کچھہ معلوم ہے گرگین خان سے کہئے خانہ کور نے اس طرز سے کہ عالیجاہ مورخ کے کلام کو قابل اعتماد نہین جانتا تھا کہا کہ نواب صاحب اگر کوئی خنجر سے انگلشی کا سینہ چاک کیجے تب بہی اوسکا مرکوز دلی معلوم نہو گا بعد ازان بندہ مورخ سے متوجہ ہوکر استفسار شروع کیا بندہ مورخ نے جو عالیجاہ سے کہا تھا اوسکا اعادہ شروع کیا دو تین کلمہ سنکر یکبار مضطرب ہوکر بولا کہ اسقدر کیون کہتے ہو ہم تین چار بات پوچھتے ہین اوسکا جواب دو اول یہ کہ مسٹر اسیٹ کا کیا ارادہ ہے اور خود جو یہان آیا ہے کیون آیا ہے اور نواب صاحب سے ارادہ دغا رکہتا ہے یا وفا دوسرے یہ ہے کہ قلعہ اور فوج کی ہرکارگی کا خواہان ہے یا دوسرے طور پر تیسرے یہ کہ ہمسے ارادہ دوستی رکہتا ہے یا خیال دشمنی بندہ مورخ نے متحیر ہوکر اوسکے منہ کو دیکھکر کہا کہ بندہ کو آپکے سوالات سے حیرت ہوتی ہے اسیوقت آپکے حضور مین عرض کیا ہے کہ اگر کوئی انگلشی کا دل خنجر سے ٹکڑے کرڈالے مگر مافی الضمیر پر آگاہ نہین ہوسکتا پس جسوقت کہ ایسا ہے کیونکر بندہ مورخ اوسکے مکنون دلی پر آگاہ ہوا ہوگا اور جو دغا کا خیال کرتے ہو یہ بہی جائے تعجب ہے کیونکہ وہ تنہا آپکے مکان مین آیا ہے وہ البتہ آپسے اندیشہ دغا رکہتا ہوگا نہ کہ آپ ایسا خیال کرتے ہین ہرگز اس خیال فاسد کو دل علیہ مین نہ لائیے اور جو تجسس اور

سرکار کیسے بارہ مین استفسار کرنے ہوتی ہے کہ جو قلعہ مین آویگا بقدر شعور و لیاقت کے اوسکے کم و کیف سے
ضرور مطلع ہوگا منحصر مسٹر امیٹ پر نہین اور جو کہ دوستی و دشمنی سے دریافت کیا وہ واسطے بعض جواب و سوال کو
تمہارے پاس آیا ہے اگر اوسکے استرضا کروگے دوستی رہیگی ورنہ صورت خلاف کے خصومت کا گمان ہے
یہ کوئی بات قابل استفسار نہین عالیجاہ نے تقریر بندہ مورخ کی تصدیق کی گرگین خان جو مورخ سے ہمیشہ بددل تھا زیادہ تر
بدہوگیا پس مورخ ہذا کو عالیجاہ نے رخصت کر دیا بندہ مورخ نہایت حیرت مین تماشائے روزگار تھا کہ ہمارے عصر مین
کیا کیا سپہ سالار مرجع امور ہوے ہین آخر اپنے گھر آیا صبح کو عالیجاہ نے اپنے بھائی میر ابو علیخان اور راجہ نوبت رائے
کو مسٹر مذکور کے استقبال کو بھیجا تیسرے روز غرہ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو مسٹر مذکور مونگیر آیا جو مقام
اوسکے فرودگاہ کو معین اور اوسکے لئے خیمہ برپا ہوے تھے وہین پر آکر منزل گزین ہوا عالیجاہ ملاقات کو گیا
دونون طرفسے مراسم مدارات کے تعمیل ہوے دوسرے روز مسٹر امیٹ اور مسٹر جی اور کپتان جانسن
اور مسٹر ہلسٹن جو کہ نوجوان اور شگفتہ خاطر اور فارسی درست اور اسی ملاقات مین بندہ مورخ سے محبت
بہم پہونچائی تھی مع دو تین اور انگلشیون کے عالیجاہ کی ملاقات کو آے عالیجاہ حسب ضابطہ چند قدم مسندسے
بطور استقبال بڑہکر ہمراہ لایا اور کرسیون پر جو اونکے بیٹھنے کو بچھائی گئین تہین بیٹھایا اور خود بہی کرسی پر آرام گزین ہوا
بعد تواضع عطر و پان کے خوان لباس واسطے مسٹر امیٹ کے مع اضافہ جواہر عطا ہوا بروقت برخاست کے بہی
لب فرش تک مشایعت کی پہر مکرر آمد و رفت انگلشی کی ہوئی جواب سوال درمیان مین آئے بعد ازان گلہ شکایت
آغاز ہوئی لیکن ہر مرتبہ صحبت ناچاقی مین گذر جاتی تھی اور اونکے آنے کیوقت عالیجاہ کے دربان بہی حرکت
کرنے لگے چنانچہ ایکمرتبہ مسٹر امیٹ نے اس حرکت کی شکایت عالیجاہ کے روبرو بہی کی عالیجاہ نے اپنے عدم واقفیت کی
معذرت کی لیکن وہ سمجھ گئے کہ نوکرون کی کیا مجال کہ بدون اجازت خاوند کے ایسی حرکت کرین آزردہ تو ہوئے
مگر اوسکی عذر خواہی کے مبالغہ سے چار ناچار اوسکے قول کی تصدیق کی ایکروز مسٹر ہلسٹن اور کپتان جانسن
موافق ضابطہ اول صبح کو بنا بر ہواخوری اور سیر و شکار کے سوار ہوکر خیمہ سے برآمد ہوئے کچھ دور گئے تھے
کہ عالیجاہ کے پیادہ اور سوارون کی جمعیت نے چارونطرف آکر گھیر لیا اور دور جانے سے مانع ہوئی صاحب لوگ
اس حرکت خلاف سے متحیر ہوکر بنا بر اپنے غلبہ کے درشتی سے پیش آئے عالیجاہ کے لوگ آمادہ ستیز ہوکر بندوقکے
فتیلہ روشن کرکے مزاحم ہوئے ناچار صاحبان مذکور برگشتہ ہوئے بروقت ملاقات عالیجاہ سے اس امر کی
شکایت حد سے زیادہ کی عالیجاہ نے وہی عدم واقفیت کا محض عذر کیا مگر صفائی نہوئی بلکہ روز بروز رنج
بڑہنے لگا ہر روز عالیجاہ اپنے رفقا مانند علی ابراہیم خان اور مرزا شمس الدین وغیرہ سے اس بارہ مین مشورہ
کرتا تھا اور وہ سب بعد تامل سخن مناسب عرض کرتے تھے بندہ مورخ اگرچہ صاحبان انگلش کی صحبت کی تہمت سے

مجال سخن حضور مین نہ کہتا تھا لیکن علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا شمس الدین سے اگر گفتگوئے آشتی
اور رفع غبار کی کہتا تھا اور وہ لوگ بعینہ عالیجاہ کے حضور مین عرض کرتے تھے اور وہ بھی بعض سخن کو سمجھتا تھا
لیکن عصر کیوقت جب گرگین خان آتا پھر ایک خلوت رہتی عالیجاہ جملہ مشورہ اصحاب مذکورہ کے بیان کا اسے
اعادہ کرتا وہ بدعقل کوئی ہی پڑہتا وہ سب مصلحت رد ہوجاتی اور مجھکو پھر اوسکی سیدھی باتین ہوتین
چنانچہ ایکمرتبہ علی ابراہیم خان نے تنگ ہوکر عالیجاہ سے عرض کیا کہ جب کہ ہم لوگون کے کلام مشورت ہر چند پسند
حضور بھی ہون بسبب ایمائے گرگین خان کے نامنظور ہوتے ہین پس اس حال مین دیگر دولتخواہون کو تکلیف
و رنج مین ڈالنا کچھ ضرور نہین آخر جو کچھ گرگین خان بہادر عرض کرتا ہے وہی تعمیل ہوتی ہے پس
مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ کی باگ گرگین خان کے قبضہ اقتدار مین دیجاوے اور دیگر بندگان درگاہ کو
اس تردد سے نجات عطا ہو مگر مسٹر امیٹ وغیرہ کو حرکات نیک سے جو لایق شان خداوندان نہین آزردہ
کرنا چاہئے اگر مشار الیہما سے صلح و آشتی رکھنا ہے تو ایسی گفتگو کو کچھ ربط نہین اور اگر حسب صلاح گرگین خان کے
عزم مجادلہ ہے تو بھی ایلچیون کو آزردہ کرنا خلاف داب سروری ہے بلکہ اسوقت مین کہ سفیری مین
آئے ہین بہ نسبت سابق کے زیادہ مشمول عواطف فرمانا ضرور ہے ایسے ایسے حرکات سے نہ تو حضور کی
شوکت بڑہتی ہے او نہ صاحبان مذکور کی قدر و منزلت گھٹتی ہے ہان رنج متزاید ہوتا ہے جب یہ کلمات
گرگین خان کے گوش زد ہوئے رنجیدہ ہوکر دو تین روز دربار نہ گیا اسی ضمن مین کلکتہ سے ایک کشتی مملو اجناس
اور جنس کی پہونچی پانسو ضرب بندوق چقماقی بارادہ کوٹھی عظیم آباد کے بھیجین گرگین خان مزاحم ہوا مسٹر امیٹ نے
مکرر واسطے عدم تلاشی کشتی اور رہا کرنے کے حسب معمول عرض کیا مگر سود نہوا علی ابراہیم خان نے کہا
اسقدر مین کاوش ضرور نہین اگر اتفاق منظور ہے بندوق کا کوٹھی مین جانا کیا مضایقہ ہے اگر لڑائی
منظور ہے دو ہزار نہ پانسو اور بندوق کا اضافہ چاہئے پس جب دو ہزار سے خوف نہین ڈہائی ہزار ہونے سے
کیا ضرر ہوگا عالیجاہ نے کہا یہ بات کوئی گرگین خان سے کہہ سکتا ہے علی ابراہیم خان نے فرمایا اگر حضور کی
مرضی ہو گرگین خان سے کہدینا کسقدر امر ہے عالیجاہ نے اجازت دی کہ جاکر پوچھا چاہئے اوسکی کیا
صلاح ہے علی ابراہیم خان نے قبول کیا اور عالیجاہ نے مضطرب ہوکر راجہ نوبت راے اور علی ابراہیم خانکو
اوسکے پاس بھیجا کہ دربار مین آکر اس بارہ مین صلاح دے اونہون نے جاکر معاودہ گرگین خان نے آشفتہ ہوکر جواب دیا
کہ ہم داروغہ توپخانہ اور مرد میدان نبرد ہین مشورہ سے کیا کام مشورہ دولتخواہون سے لیا چاہیے جب جنگ کی
حاجت ہوگی مجھے حکم ہو کہ راضی ہوکر جان نثار ہون راجہ نوبت راے تو اوسکی آزردگی کے رعب سے
ساکت ہوا علی ابراہیم خان نے کہا کہ نواب عالیجاہ اپنے داروغۂ توپخانہ سے صلاح دریافت کرتے ہین

اور تیز فہم ہے دیدہ و دانستہ تمہاری صلاح سے کوئی امر نہیں کرتے ہین پس جو اپنے آقا کے حق مین بہتر جانتے ہو
کیون نہین کہتے گرگین خان نے علی ابراہیم کیطرف رخ کرکے چاہا کہ جواب دے دونون ہاتھون کو اپنے ایکدوسرے کے
مقابل کرکے بولا بالفعل نواب صاحب اور انگلشی اس قسم سے برابر ہین پھر ایک ہاتھ کی انگلیان بلند کرکے دوسرے ہاتھ
کی انگلیان جھکا کر کہا کہ اگر مسٹر امیٹ کی اطاعت نکرین اسطرح یہ آخر غالب ہونگے اور اگر اطاعت کرین تو
دوسرے ہاتھ کی انگلیون کے مانند سرفرو و مغلوب ہونگے آئندہ مختیار ہین دو صورتون مین جیسا منظور ہو تعیین فرماوین
یہ لوگ وہان سے حال گذشتہ کے عالیجاہ کے روبرو ظاہر ہوئے لڑائی کی بنیاد مستحکم ہوئی مسٹر امیٹ نے ناچار ہوکر
رخصت چاہی اول کسی کے رخصت دینے پر راضی نتہا آخر بعد گفتگو کے حکم دیا کہ مسٹر امیٹ اور دیگر انگلشی چلے جاوین
مگر مسٹر ہے کو بعوض میرزا محمد علی وغیرہ محصورین کلکتہ کے مونگیر مین نگاہ رکھین ہرچند وعدہ کہ جب وہ خلاص ہوکر
آوینگے مسٹر ہے بھی رخصت پاویگا مسٹر ہے اپنی سعت سے راضی ہوکر مونگیر کی اقامت کو راضی ہوا اور مسٹر امیٹ
وغیرہ اور کشتی کی سواری پر روانہ کلکتہ ہوئے

مسٹر امیٹ وغیرہ کا براہ دریا کلکتہ کو جانا اور مسٹر الس کا عظیم آباد مین میر مہدی خان سے لڑنا اور میر مہدیخان کا فتح پانا اور مسٹر امیٹ کا مرشدآباد مین مارا جانا اور شعلہ فساد کا بھڑک اوٹھنا

جب مسٹر امیٹ نے دیکھا کہ عالیجاہ مطلق راضی نہین ہوتا ناچار کلکتہ کو بکمال غیظ و کدورت روانہ ہوا اور مسٹر الس کو تحریر کیا
کہ ہمارے اور عالیجاہ کی صحبت ناموافق ہوئی تم ہوشیار آمادہ کارزار رہو جو کچھ تمسے ہوسکے اوسمین دریغ نکرنا مسٹر الس
اول ہی عالیجاہ کے جانب سے غمگین تھا اب کہ یہ سمجھا کہ بمجرد پہونچنے مسٹر امیٹ کے کلکتہ مین حکم لڑائی کا صادر ہوگا
چند روز اس انتظار مین کہ مسٹر امیٹ حدود حکومت عالیجاہ سے گذر جائے ٹھہرا لیکن کوچ کے حساب سے معلوم ہوا
کہ الحال مسٹر امیٹ فوج عالیجاہ کے احاطہ سے باہر ہوگیا ہوگا امیر مہدیخان سے لڑنے اور قلعہ عظیم آباد کی تسخیر کا اوس نے
بالجزم کیا اور میجر میس کو جو سالار فوج انگلشی متعینہ عظیم آباد کا تھا چٹھی لکھی کہ آج کی رات کو کل فوج کے کوٹھی مین
اکٹھا رکھیئے اور صبح ہوتے ہی چڑھائی کرکے فتح کرنا چاہیے کوٹھی مین تھوڑے سپاہ تھے اور خوب سے حصار پر چڑھنیکو مرمت کر رکھے
پھر رات گذری ڈاکٹر فلرٹن کو جو شہر پٹنہ وسط شہر مین رہتا تھا چٹھی لکھکر طلب کیا ڈاکٹر مذکور محض داعیہ ارادہ سے
بے خبر تھا اوٹھکر چلا آیا بعد پہونچنے کے معلوم ہوا کہ ارادہ دگرگون ہے میر مہدیخان محض بے خبر قلعہ پٹنہ عظیم آباد مین
جو دار الامارہ صوبہ مذکور کا تھا استراحت مین مشغول تھا اور افواج متعینہ حراست بھی نا بیخبری اور بے انتظامی کی
جو کہ اب اس ملک مین مروج ہے بغرض حاضر مگر گرم خواب اور ناچار اور بعض اپنے مکان مین مصروف عیش و
آرام تھے کوئی بھی ہوشیار نتھا میجر کارستیرس وغیرہ انگلشی مع فوج ہمراہی کے قدم بڑھا کر زینون کو دیوار حصار پر
اوس رخ کیطرف سے جو لب دریا مین حویلی میر عبد اللہ اور کوٹھی انگلیشیہ کے ہے لگا کر وقت سحر بروز جمعہ ۱۲ ہوا

ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو بالائے حصار آیا جو لوگ محافظین مین سے جو ادہر ادہر حاضر تھے مدافعہ مین آمادہ ہوئی
اور بعض انگلشی اور تلنگون کو مجروح اور مقتول کیا باقیماندہ شہر مین آئے ایک فوج بڑے بازار کے راستہ سے جو کہ
مابین دروازۂ مغربی اور قلعۂ بادشاہی کے ہے اور دوسری فوج کٹرۂ نوورزبے راستہ محلہ دیوان مین ہوئی شلک زنان
آگے کو بڑہے میر مہدیخان اور فوج متعینہ شہر و حصار آواز توپ اور بندوق کی بارہ سے بیدار اور ہوشیار ہوئے
جس ہیئت سے کہ ہو سکا مخالفون کے روبرو آئے سررشتہ گورچہ پر مقابلہ ہوا ادہر سے توپ چہرہ دار اور بندوقچی
شلک نے آتشبازی شروع کر دی ادہر سے محمد امین خان مع چند نفر کے جب مجروح ہوا اور رون کے پیر اوکہڑ گئے
میر مہدیخان اور شیخ برکت علی اور محمد خان وغیرہ کو شکست ہوئی میر مہدیخان نے دروازۂ شرقی سے نکلکر مونگیر کا
عزم کیا اور شیخ برکت علی مضطرب کہر کی رانی سے باہر ہوکر بے سروپا دریاچاد ہوہ کے کنارے پہونچا
اور سراسیمہ راہ کا نباتہا محمد خان لونکر چہل ستون کی عمارت مین آیا دروازہ بند کرکے مستعد مدافعہ بیٹہا اور لال سنگہ ہزاری
قلعۂ پختہ کے دروازہ کو بند کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوا اور بندوق مارتا تہا اسیطرح چہل ستون سے بہی گولی برستی تہی
اور افواج انگلشی تمام شہر مین منتشر ہوئے فصیل اور بروج شہر کے مستحکم کرلئے دروازۂ شرقی سے مغربی تک غیر
چہل ستون اور قلعہ بادشاہی کے جہان لعل سنگہ اور محمد امین خان قایم تھے تمام شہر زیر قبضہ انگلش آیا اور جہان تک
جہانتک تلنگون اور ہرکارہ اور لشکر کے لچون کا ہاتہ پہونچا نہایت دلجمعی سے لوگون کو لوٹا جس گہر مین گہسے صاف
کردیا جہاڑو تک نچہوڑی یہ حرکت ابہی تک انکے لشکر سے کبہی نہین ہوئی تہی اس عرصہ مین مہدیخان فتوڑہی
تک پہونچا تہا کہ دوسری فوجین مونگیر سے فرستادہ عالیجاہ جو اسکی کمک کو آتی تہین اسکو اس حال تباہ مین دیکہا
اور محمد امین خان کے قلعہ بادشاہی اور لعل سنگہ کے چہل ستون مین پایداری سنکر مع مہدیخان کے بعزم تسخیر شہر
عازم عظیم آباد ہوئی اور لب دریا سے برج درگاہ تک پہونچے اور دروازۂ شرقی پر یورش کرکے جب نزدیک
دروازہ مذکور جا پہونچے انگلشیون نے اپنی دو توپین دروازہ سے نکالکر خندق کے پل پر لگادین اور
خود صف باندہکر مستعد مدافعت ہوئے میر ناصر خان داروغہ باندار ان اور جعفر خان اور عالم خان نے
جو ہمیشہ بالکار ارہنی سے پہونچکر میر مہدیخان کو واپس کرلائے تہے بضرب بان اور شلک تفنگ کی فوج انگلشی کو
متزلزل کیا اور حملہ آور ہوئے فوج انگلشی نے گہبراکر اپنی توپین میخ ٹہوکنے سے خراب کرکے راہ فرار لی اور
اور میر مہدیخان نے مع ہر سہ سردار مذکور کے تعاقب کیا اس خبر کے سنتے جو فوج برج و حصار پر استوار تہی
بیدست و پا ہوکر مضطرب ہوئی فتح و نصرت بندگان عالیجاہ کو نصیب ہوئی جب یہ ماجرا حصار پر ہاتہ لگا انگلشیون نے
بہاگکر کوٹہی کی استواری کی فوج عالیجاہ نے اسکی ریشہ کی فصیل پر ازدحام کرکے کوٹہی پر توپ اندازی شروع کی
مسٹر السن مع بقیہ السیف فوج انگلشی کی کوٹہی سے بہی بیتاب ہوکر آخر شب کو فراری ہوکر باقی پور کی

چھاونی مین گیا اسی عرصہ مین نالکار ارمنی چہہ پلٹن اور آٹھ توپ سے پہونچکر میر مہدیخان سے شریک ہوا
صبح کو مسٹر السن کے فرار سے آگاہ ہو کر سب مجموعہ متوجہ تعاقب ہوے مسٹر السن نے مطلع ہو کر شتاب
بسواری کشتی چہپرا ہو کر دریاے سرو مین جسکے اوسپار شجاع الدولہ کے صوبہ کی سرحد ہے عازم ہوا رام ندہی
فوجدار سرکار سارن ایک بیقدر بنگالی تھا مگر جرأت کی ہمت بڑہائی اور بکسر کی طرف سے مع سمرو مع فوجکے
متحرک ہوا مسٹر السن وغیرہ انگلشیہ کی اجل نزدیک آگئی تھی باوجودیکہ دو تین پلٹن ہمراہ تہین مگر کچہہ نہو سکا
رام ندہی کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی زیادہ تر تقویت و غرور ہوا اور گرگین خان خالی شعور کی رایکا
استحکام ہوا عصر کیوقت مہدیخان کی مغلوبی سنکر میر قاسم خان کی جان اونکی لبون پر آرہی تھی دو پہر رات گذری
میر ناصر وغیرہ کی پہونچنے اور میر مہدیخان کے غالب آنے اور السن کے بہاگنے کی خبر آئی جان رفتہ نے تن زار مین
استراحت فرمائی اوسیوقت نواخت نوبت کا حکم ہوا شادیانہ بجنے لگے صبح کو ملازمین آکر حاضر ہوئے چونکہ
میر عبد اللہ کو اسی اندیشہ جنگ سے عظیم آباد نجانے دیا تھا کہ مبادا پاس آشنائی صاحبان انگلشی کی کرکے
اپنے گہر سے جو متصل کوٹھی کے ہے داخل کردے القصہ میر مذکور اور مورخ دونون نے باہم حضور مین پہونچکر
نذر مبارکباد گذرانی اوسنے میر مذکور سے کہا کہ تم کہتے تھے انگلشی لوگون کو زندہ کہا جاتے ہین کوئی اونکی
برابر نہو سکیگا میر مرقوم کے اس کلام سے حواس جاتے رہے اور بندہ مورخ سے کہا تمہارے آشنا یعنی
ڈاکٹر فلرٹن نے مجہسے عجب سلوک کیا فوج کو مخفی اپنے گہر مین طلب کرکے یہ ہنگامہ برپا کرایا بندہ نے عرض کیا کہ بندہ
کس حساب مین ہے جو اون سے آشنا ہوگا ہان حضور سے ڈاکٹر کی آشنائی ہے پس ہم لوگون کو چاہیے کہ
حضور کے آشنا سے دوست اور دشمن سے دشمن رہین اگر ڈاکٹر سرکار کا دوستدار ہے ہمارا بہی آشنا ہے
ورنہ ہم زیادہ تر اوسکے دشمن ہین القصہ بعد اس خبر کے مکرر احکام اپنے عمال ممالک محروسہ مین صادر فرمائے
کہ درمیان ہمارے اور انگلشی کے اب صلح و آشتی نہین رہی جہان اس فرقہ کو پاؤ قتل کرو اتہ شاید مسٹر
امیٹ کو راستہ مین بہی حکم صریح لکہہ بہیجا تہا اسی حکم عام کا شہرہ جو مرشد آباد مین پہونچا مسٹر امیٹ بیچارہ کو مع
ہمراہیان کے تہہ سوار بیگ وغیرہ جماعداران عالیجاہ نے محصور کیا ہر چند انہون نے عجز و الحاح کیا کہ ہمین زندہ
عالیجاہ کے حضور مین بہیجدو مگر اون شقیون نے کچہہ نسنا روز پنجشنبہ ۸ تاریخ ذی الحجہ ۱۱۷۶ ہجری کو ہر ایک کی
گردن ماری اور اونکا سر عالیجاہ کے حضور مین بہیجا اور اوسی روز کوٹہی انگلشی کی جو قاسم بازار کی نام سے
اشتہار رکہتی ہے تاراج ہوئی

کونسل کلکتہ مین عالیجاہ کی لڑائی تصمیم ہونا اور میر جعفر خان کو ریاست بنگالہ پر نکالنا اور مقید آنا مسٹر السن وغیرہ انگلشی کا مونگیر مین عالیجاہ کے روبرو اور لڑائی ہونا محمد تقی خان بہادر کی

کٹوہ مین افواج انگلشی سے اور قتل ہونا کمال شجاعت سے عین رزمگاہ مین

جب میر محمد قاسم خان نے دیکھا کہ الحال بجز جنگ کے چارہ نہین محمد تقی خان بہادر فوجدار بیربہوم کو حکم ضرواری
اور طیاری رزم انگلشیہ کا صادر فرمایا اور میر جعفر خان اور عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ کو اوسکی مدد پر بھیجکر
مامور کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب انگلشی کلکتہ سے آوین خانہ کو بقصد رد مقابلہ پہ جائے اور فوج متعینہ مرشدآباد مین
پہونچکر جس سامان کی حاجت ہو سید محمد خان نایب نظامت مرشدآباد سے لیکر پلاسی اور کٹوہ کیطرف جلد پہنچے
اور محمد تقی خان بہادر بھی مع افواج آراستہ کے نہضت کرکے کٹوہ مین آیا جب خبر قتل مسٹر امیٹ کی کلکتہ پہونچی
شمس الدولہ بہادر گورنر نے ایکقطعہ خط متضمن تہدید محمد خان نایب عالیجاہ کے نام لکھا خلاصہ مضمون اسکا
یہ ہے کہ مسٹر امیٹ بیچارہ کو جو سفیری پر گیا تھا کس راہ سے قتل کیا یہ مثل نہین سنی ہے کہ ایلچی راز واسطے یہ
بیت بھی اس خط مین مندرج تھی ع آئین شاہان و رسم کیان ٭ فرستادگان امین از زیان اور یہ بھی لکھا تھا
کہ اگر حرکت زشت بلا اجازت آقا کے کی ہے تو اوسکی سزا کو پہونچوگے اور اگر بموجب حکم تعمیل کی ہے تو دیکھئے
نخواستہ خداوند حقیقی سے بعد ارسال اس خط کے کونسلیون نے آتش ہیجان ہوکر ہجوم کیا اور شمس الدولہ کو
عالیجاہ کا حامی سمجھکر اسکے بھی عدو ہوئے اتفاقا اون دنونمین شمس الدولہ بیمار تھا کہ لایق آنے کونسل کے
نہ تھا اور مسٹر ہیسٹنگ عماد الدولہ بہادر جلادت جنگ کو جو کہ شمس الدولہ سے یکدل و یکزبان تھا اور
خود بھی علیحدہ کونسلیہ مین تنہا کونسل مین پہونچا تا کہ شمس الدولہ کی بیماری کا عذر کرکے جو حاجت پڑے اوسکے سوال و
جواب مین مصروف ہو جب مسٹر ہیسٹنگ داخل کونسل ہوا کونسلیون نے شمس الدولہ کا حال دریافت کیا اور اوسکا
نہ آنا موجب ملال سمجھا زیادہ رنج پڑا چونکہ یہ کونسل صرف عالیجاہ کے مجادلہ کو ہوئی تھی نہایت غیظ و غضب سے
خود آرائی نکر سکے بعض گفتگو نامناسب نسبت شمس الدولہ اور مسٹر ہیسٹنگ کے کراوٹھے مسٹر ہیسٹنگ باوجودیکہ
کوہ تحمل تھا مگر مسٹر باٹسن کی گفتگو کی تاب نہ لایا باہم گرم خشونت واقع ہوئی شمس الدولہ اس خبر سے اوسی
لباس بیماری سے کونسل گہر مین آیا بعد ورود مجلس کے کہا کہ صاحبو کیا فرماتے ہو اور مرضی کیا ہے اکثر کونسلیون نے
جو مسٹر امیٹ اور مسٹر السن سے ہمدم و ہم نفس اور عالیجاہ اور شمس الدولہ سے ناخوش تھے اور مسٹر امیٹ کی
قتل اور مغلوبی مسٹر السن نے اور بھی نمک افشانی کر دی تھی شدت غضب سے بے لحاظ ہوکر بولے کہ ہماری
مرضی بجز لینے انتقام مسٹر امیٹ اور جنگ عالیجاہ کے اور کیا پوچھتے ہو شمس الدولہ نے درجواب لکھدیا کہ
مسٹر السن وغیرہ بہت سے سردار اور سوار انگلشی عالیجاہ کے قیدی ہین جسوقت ادہر سے ہماری فوج
اوسکے استقبال کو روانہ ہو یقین ہے کہ قیدیان مذکورہ کی جان بری عالیجاہ سے دشوار ہو مناسب یہ ہے
کہ اول دم دلاسے سے اوس سفاک کو ہاتھ سے اپنے جماعہ کے صلاح کرادین بعدہ انتقام کو عزم جزم کرین

چونکہ اور کونسلی کو یقین تھا کہ شمس الدولہ عالیجاہ کی حمایت کرتا ہے اس تدبیر کو مکر و تدویر خیال کر کی آشفتہ ہوئی
اور درجواب اوسی کاغذ پر ہر ایک نے اپنے دستخط سے لکھدیا کہ اگر عالیجاہ مقیدون کو توحصہ اور زیادہ مار ڈالے
ہمکو سوائے انتقام کے کوئی عزم منظور نہین ہے ہرگز اوسے آشتی نہین کرینگے شمس الدولہ نے کاغذ مذکور کو جو واسطے
رفع بدنامی کے عمدہ دست آویز تھی اوٹھا کر اپنی جیب مین رکھ لیا اور کہا اب بلا تامل میر جعفر کے پاس جانا چاہیئے
اور اوسکو بجائے عالیجاہ کے مقرر کر کے مع اپنی فوج کے بھیجنا چاہیے بالفاق جعفر خان کے پاس آئے اور خانمذکور کو
امارت بنگالہ کی تکلیف اور اپنے لشکر کی رفاقت کے دی بعد گفتگو اور تعہد بعض شروط اور قول و قرار قسمیہ کے
ارادہ لشکر جعفر خان کا درست ہوا کلکتہ سے بعزم رزم عالیجاہ کے برگشتہ اقبال برآمد ہوئے مسٹر السن وغیرہ
انگلشی رام ندہی فوجدار سرکار سارن کے گرفتار ہوئے توپ اور بندوقہائے چقماقی مع اسباب وغیرہ کے جو کچھ
کوٹھی اور باقی پور مین ہمراہ مسٹر السن کے تھے عالیجاہ کی سرکار مین ضبط ہوا اور انگلشیان مقید کو میر مہدیخان نے
بموجب حکم عالیجاہ کے مونگیر بھیجا اور عالیجاہ نے مسٹر السن وغیرہ سرداروں کو حوالہ شیخ فرحت علی کر کے سولداون
بیچارہ کو بھی مقید کیا اور جس جگہ انگلشی اوسکے تعاقب کے ہاتھ لگے تھے اونکو حکم بھیجا کہ زیر تیغ کرین بعضون نے
براہ ترحم چند روز درنگ کیا بعد ازان جب فوج انگلشی کا غلبہ معلوم ہوا مقیدون کو چھوڑ دیا اور بعض نے جو کہ
خیرہ سر اور بے خرد مغرب رو یہ افواج انگلشی سے دور تھی مقیدون کو زیر تیغ بیدریغ کھینچا مسٹر السن وغیرہ انگلشی کو
شیخ فرحت علی اور گرگین خان کے حوالات مین سپرد کر کے اوسکی حفاظت کا کمال تاکید کی ایکروز ڈاکٹر فلرٹن نے
اپنی عسرت اور تکلیف کا حال بندہ مورخ کو کہلا بھیجا بندہ مورخ نے بدین نظر کہ اوسنے اوسپر بہت سے احسان
کئے ہین کوئی بات اوسکے حق مین کہنا ضرور ہوا اور بمقتضائے وقت مصلحت سمجھا کیونکہ گمان جاتا تھا بلکہ یقین تھا
کہ اوسکے آدمی کے آنے کی خبر جو بندہ کے پاس آیا ہے شبہ عالیجاہ کو پہونچی ہوگی اگر بندہ اس امر کا اعتبار نکرے
بدگمانی زیادہ ہو جائیگی لہذا مجمل حال عالیجاہ سے عرض کیا اوسنے جواب دیا کہ تمہارا آشنا ہے اگر اسوقت مین
خبرگیری کرو کچھ مضایقہ نہین لیکن یہ کلام طنز تھا بندہ نے التماس کیا کہ مجھے زیادہ خیال عالی سے آشنائے
چونکہ اوسکی خاطرداری بہت ہوتی تھی لہذا عرض کیا کہ اگر کوئی عنایت اوسکے حال پر منظور ہو تعمیل بجا دون اور اگر
سرکار تقصیروار ہو مجھے کچھ سروکار نہین اس کلام سے متہم ہو کر فرحت علی کو روبرو بلا کر کہا کہ ڈاکٹر نے غلام حسین خان کو
پیغام دیا اور انہون نے چونکہ میرے دوست تھے مجھے مطلع کیا اسیطرح صدہا جگہ اوسکے آدمی گئے ہونگے تم اپنے
پیش و پس کی خبر نہین رکھتے آیندہ احتیاط رکھو کہ ماکول و ملبوس وغیرہ ضروریات سے اوسکو تصدیع نہو لیکن
یہ بھی احتیاط رکھو کہ اوسکی آمد رفت پیغام و سلام کی لشکریون سے نہونے پائے کہ مبادا فتنہ تازہ برپا ہووے بندہ
بندہ مورخ نے اپنی جانکا خوف کیا کر پھر کچھ نلکھا اور بیچارہ انگلشی بکمال حفاظت اور احتیاط مین مردم مذکور کے

ساتھ عالیجاہ کے پہونچنے تک عظیم آباد مین مقید رہا

ذکر سرتابی کرنے شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ کا محمد تقی خان کی فرمانبری اور پیش قدمی اور خود سری کرنا انگلشیون کی جنگ مین اور سید محمد خان نائب مرشد آباد کا نفاق کرنا محمد تقی خان سے

محمد تقی خان بہادر کہ فی الحقیقت سردار لایق ریاست و سروری تھا سید محمد خان نایب مرشد آباد سے جو مرد پوچ ہیچکارہ تھا سر فرو نہوتا تھا اور کیونکر ہو سکتا تھا کہ جوان مرد کریم خسیس لئیم کی اطاعت کرے اسی سبب سے سید محمد خان اوسکے دشمن کیطرح تھا اوسکی بلند نامی اور نیک شہرتی کے آتش حسد پر جلا جاتا تھا اندنون مین کہ خاندور انگلشیان بیچارہ کی جنگ پر مامور ہوکر نواح کٹوہ مین پہونچا بعض اسباب اور آلات اور ادوات حرب کی سید محمد خان سے جوکہ حاکم شہر اور صاحب اختیار خدم اور اسباب کا تھا طلب کیا اون احمق نے بآرزوی اسکے شکست پانے اور برہمی کار کی سرانجام اسباب مطلوبہ مین تعلل کیا اور اس توقف کا انجام جو اوسکی آقا کی بدبلائی تھی نہین سمجھتا تھا تا آنکہ افواج متعینہ مونگیر سے مرشد آباد ہوکر آگے کو بڑہی عجب نہین کہ فوج مذکور کو بسبب نفاق کے جو محمد تقی خان سے رکھتا تھا اوسکی تعمیل فرمان سے منحرف کر دیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ ہیبت اللہ اور اور عالم خان وغیرہ نزدیک لشکر محمد تقی خان کے پہونچے ہرچند خاندور نے اونکو کہلا بھیجا کہ یکجا ہوکر باہم لڑنا چاہیے مگر اونہون نے نمانا بہانا گیر تھی اوسطرف علحدہ فرودکش ہوئے دوسرے روز خبر پہونچی دو پلٹن انگلشی کی جانب سے جوکہ ظاہرا اوس فرقہ کے وہان کوٹھی تھی سنکر فوج مذکور نے اونپر چڑہ جانے کا ارادہ کیا محمد تقی خان کو کہلا بھیجا کہ بعض برق اندازونسے ہماری مدد کرو محمد تقی خان نے بنابر رفع بدنامی اور کار سرکار کے شیرزجیہ اور جوانان منتخب جو اوسکی تا زیم پہونچائے ہوئے تھے اور دس روپیہ ماہواری کے نوکر تھے اور حسب ضابطہ ولایت دو باشی اور یوزباشی اور منباسہ باشی انکو مقرر کرکے حسب لیاقت ہر ایک کا درماہہ پندرہ سے تیس روپیہ اور ساٹھہ اور سو روپیہ تک مقرر کیا اور ہمیشہ اپنے پیش نظر اون لوگونسے بندوق اندازی کی مشق کراتا تھا اور اونکی باربرداری کے لئے گھوڑے بیل اونٹ مقرر کیئے تھے تاکہ اونکو عذر باربرداری کا نہو یکہزار شیرزجیہ اور اوسکی سازکے کچھ کندے نہ لیجاوین اونین سے پانسو نفر برق انداز مع فرامرز اپنے حیلہ سے اونکی مدد پر بھیجا اور وہ لوگ انکی متفق ہوکر پیشتر کو روانہ ہوئے اور فرامرز حسن اہتمام سے اون دونون پلٹنون پر غالب آئے اور اونکو جہانسے آئی وہین پر جا بھگایا اور خود پہونچکر ہالی کوٹ کو محصور کر لیا تا آنکہ وقت شب پلٹن بروان وغیرہ کی فوجین اون پلٹنون کی مدد پر جا پہونچین جب ہوئے سب مجموعی بڑی گردو فر سے برآمد ہوئے لڑائی شروع ہوئی اوسوقت عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ باختہ حواس ہوئے اور محمد تقی خان بہادر کی نصیحت یاد آئی حتی الوسع خوب ہاتھہ پیر ہلائے آخر الامر کثرت

جزائریون کے مقتول و مجروح ہوتے جماعہ مذکور بیتاب ہوکر فراری ہوئی جب محمد تقی خان کے لشکر کے قریب آئے
خانمذکور نے کشتیان اپنی طرف کھینچ لین انکو اوترنے کی راہ نہ دی تا کہ یہہ لوگ میری فوج مین آکر موجب دلشکستگی
باقی فوج کے نہون اور فوج انگلشی غالب ہوکر دو تین کوس وہان سے پیشتر کو بڑہی

ذکر جنگ کرنے محمد تقی خان بہادر تبریزی کوزہ کلانی کا اور جان نثار ہونا تقدیر آسمانی سے

محمد تقی خان بہادر دوسرے یا تیسرے روز پنجم ماہ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو اپنے جمعیت ہمراہی کے ساتھہ سوار ہوکر میدان کارزار مین بعزم استواری جو اس عزیز یا غیرتکی عمر سبک رفتار تہی آیا ہمراہیون سے اپنے تسلی اور استمالت بسیار فرماکر تحریص اور تشجیع جنگ مخالفان کی کرتا ہر ایک کو وعدہ فتح پر امیدوار مراتب اعلی کیا الغرض تیغ و تفنگ چمکایا اور ہر ایک کا ایسا دل بڑہایا کہ ہر ایک نے نقد جان سے خزینہ تن خالی کیا خانمذکور نے تاکید کرکے فوج کی ترتیب دی جب مقابلہ ہوا توپ اندازی شروع ہوئی طرفین سے قدم قدم بڑہتے تہے نامردونکے دل گہٹتے تہے جن جن کی موت کا وعدہ پورا ہوگیا تہا گولہ گولی توپ و تفنگ سے آلودہ ہوکر ایفائے وعدہ مین منتقل ہوئے محمد تقی خان کے دلدینے سے اسکی طرف وہ چیرہ دستی ہوئی کہ کسیقدر فوج انگلشی مغلوب ہوتے نظر آئی اسی عرصہ مین محمد تقی خان کے پیر مین گولی لگی گہوڑا فرش عدم پر لوٹ گیا یہہ جوانمرد دوسرے راہوار پر سوار ہوا نہایت متصل مخالف سے جا پہونچا غنیم کی فوج آہستہ آہستہ پیچہے ہٹتی تہی لیکن حسب ضابطۂ انگلستان ناگاہ دوسری گولی محمد تقی خان کے گہوڑے کے لگی اور اس راہوار نے بہی عرصہ عدم کو قدم بڑہایا اب تیسرے گہوڑے کی باری آئی اور آگے کو بڑہا قضارا خانمذکور کے پہلوے سینہ مین گولی آکر نکل گئی اس دلاور بہادر نے دامن فراہم کرکے گرنے سے پردہ ڈالا نظر مخالف سے پردہ کیا آگے کو قدم بڑہایا انگلشیون نے عین پس پائی مین فوج کو نالہ مین بطور کمین کے قایم کیا اور محمد تقی خان نالہ کے سر پر متوجہ یورش تہا چونکہ دریافت مذکور پر فوج یہہ گولی کہات تجویز کررہا تہا اسیوقت مین غنیم نے بہت مجموعی ہوکر ایکبارگی باڑہ ماری اس باڑہ مین اکثر ہمراہی محمد تقی خان کے جان نثار ہوئے جمعیت گہٹ گئی اور ایک گولی حسب تحریر پیشانی محمد تقی خان کی جبین پر لگی کہ فوراً اپنے ہمراہیون کے ساتھہ ملنے کو خود بہی روانہ عرصہ عدم ہوا باقیماندہ لشکر پر شکست آئی اور سراسیمہ ہوکر بہ فرار ہوئے انگلشیون کو فتح نصیب ہوئی انگلشیون نے اپنے مجروح کو دوا کیلئے ڈاکٹر کے سپرد کیا اور خود دو تین روز متوقف ہوکر عازم پیشتر ہوا سید محمد خان اس خبر سے مضطر ہوا لیکن اسکے کہ فوج جمع کرے اور اسباب اور سامان عالیجاہ کا جو وہان تہا جمع کرے فراری ہوکر لشکر عالیجاہ مین الحاق میرزا احمد ابرج خان سراج الدولہ کا سسرا بولہ مرشد آباد مین عالیجاہ کی نہایت وصحبت سے محروم تہا میر جعفر خان کے استقبال ملازمت کو دوڑا اور حسب الامر میر جعفر خان نے جہٹ پلٹ کر مرشد آباد مین

اوسکی بنا دی کرائی اور خود دفعۃً القبال بلدہ مذکور سے اہالی و موالی کی تسلی کرنے لگا ۱۲ محرم ۱۱۷۷ ہجری روز یکشنبہ کو میر جعفر خان مع فوج انگلشی داخل مرشد آباد ہوا اسیقدر خفیف سا تزلزل شہر مین واقع ہوا اگر کسی لوگون نے تھوڑی سی بھی دست بردی کی تھی میر جعفر خان چھہ روز مہابت جنگ کے دولتخانہ مین جو مرشد آباد کا دار الامارہ مقرر ہوا تھا فروکش رہا ساتوین دن سحر کو مطابق ہیجدہم محرم سنہ مذکور مع فوج انگلشی بعزم جنگ باہر نکلا

عالیجاہ کو محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر ملنا اور دوسری فوجکو بھیجنا اور آثار ادبار

میر قاسم غیاب محمد تقی خان کے قتل کی خبر نواح کٹوہ اور مربد وان مین سنکر مضطرب ہوا اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ افواج متعینہ سابقہ کو حکم توقف رشوتی مین دیکر اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو فوجدار ترہٹ شمالی کا تھا مع شش ہزار سوار اور مارکار اور سمرو کو مع سات آٹھہ پلٹن اور سولہ توپ اور میر ناصر داروغہ باندار ان کو علی الفور فوج مذکور کی نزدیک بھیجکر حکم دیا کہ سب لوگ باتفاق میدان سوتی مین فوج مخالف سے رزم آور ہون اور شیر علیخان فوجدار پورنیہ کو بھی جو کہ ادنی متوسلان معز الدین حسین خان ولد سیف خان مین تھا اور عالیجاہ کے وقت مین ترقی پا کر کے بجائے صولت جنگ اور سیف خان کے تمام پورنیہ کا فوجدار ہوا تاکید ہوئی کہ عبور گنگا کر کے شریک اسد اللہ خان وغیرہ فوج متعینہ کا ہو اسد اللہ خان اور شیر علیخان وغیرہ مع فوج کوچ کر کے شیخ ہیبت اللہ سے میدان سوتی مین ملحق ہوئے

میدان سوتی مین لڑائی عالیجاہ کی انگلشیو ن سے اور مغلوب ہونا

روز سہ شنبہ بیسوین ماہ محرم کو مقابلہ طرفین ہوا مارکار ارمنی اور سمرو نے شرک پر صف آرائی کی اور اسد اللہ خان انکے دست راست آٹھہ نو ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے استادہ ہوا اور دونون فوج کے پہلو مین شیخ شیر علیخان دو تین ہزار نفر سے مستقل ہوا اودہر فوج انگلشی جو تین ہزار سے زیادہ نہوگی صف آرا ہوئی طرفین سے توپ چلنے لگی فوج انگلشی قدم بقدم بڑہتی آتی تھی اسد اللہ خان کو دعوی بہت تہا اپنی فوج لیکر میمن کیطرف متحرک ہو کر نصف میل یا کچھہ زیادہ راہ طے کر گیا اس ضمن مین فوج غنیم نے سمرو اور مارکار ارمنی پر غلبہ ظاہر کیا اسد اللہ خان مع رفقا کے بداعیہ یورش غنیم کے پہلو سے نمودار ہوا جب اسیر رائے متفق ہوئی میر بدر الدین خان رسالدار نے مع اپنے رفقا کے علحدہ ہو کر اسد اللہ خان سے کہا کہ ہم تمہاری نعرہ کے منتظر ہین جسوقت گہوڑی چھوڑیگے انشاء اللہ ہمین بھی پیشتر جانے یہ کہکر گوش بر آواز ہوا جب نعرہ اللہ واکبر ادسن مجمع گرسے گوش زد ہوا اور دیکھا کہ فوج مذکور اپنی جگہ سے متحرک ہوئی نو سو سوار ہمراہی سے دشمن پر جا گرا اور اوسکے دست چپ سے میر ناصر داروغہ نے یورش کر کے فوج غنیم پر عرصہ تنگ کیا تمکنگہ مقابل میر بدر الدین خان کے کمتر ایک پلٹن سی تھی بیس پا ہو کر دریا مین جو پیچھے تھا جا گرے اضطراب کے مارے نزدیک تھا کہ غرق ہو جاوین مگر پانی کمر اور چھاتی

تک سنتا بعض ہمراہی میر بدر کے مجروح و مقتول میدان مین گرے تیرہ نفر ہمراہ تھی بندوق کی گولی اوسکی گہوڑے کے لگی اور اوسکے بہائی کا بہی گہوڑا اوسی مقام پر گرا اور اسد اللہ خان کے پیش قدمو نسے بہی اکثر کشتہ اور بعض نیمجان بسمل گرے باقیماندہ مجروحون کی تڑپ دیکہکر جرأت ہار کے دور سے میر بدر الدین سے روبرو کہڑے ہوے اور میر بدر الدین کی روبرو ایک سدّ حایل ہوئی جسکا خندق پانی سے لبریز اوسکی مٹی روبرو بہراتی تہی بیا نسے نکل نسکتا تھا کہتا تھا کہ ہر چند آواز دی اور اشارہ کیا کہ اسد اللہ خان مع سواران برق انداز کی پہونچکر تلنگون پر توپ لادی مگر اوسکی جرأت نہوئی اور سرداران انگلشی کی فرصت پاکر سر نو سے آرایش صفوف اور توپ کی کرلی اور دوسری طرف میر ناصر وغیرہ جو ہجوم لائے تھے بسبب نہ پہونچنے مدد کے کچھہ نکر سکے بڑی دیر تک مقابل غنیم کے دست بگریبان کہڑے رہے فوج مخالف جو انکے روبرو تھی حسب الحکم پیجر اوسکی اپنے بندوق چہتیائین اور سنگینون کی نوکین مانند دندانہ سین کی برابر جنید ین تا کہ دشمن کو اونسے گذرنا ناممکن ہو بندہ نے اس احوال کو اپنے کانون سے زبانی کرنیل گاڈرڈ اور معتمدین طرفین کے سنا جنرل گاڈرڈ جو اوس وقت مین کپتان یا لفٹنٹ تھا کہتا تھا کہ اگر جنگ سوتی مین عالیجاہ کے لوگ ہمکو عبث چند روز میدان مین مصروف تگ و تاز رکہتے تو ہمارا کام تمام ہوجاتا جب تہوڑی دیر مدد کے انتظار مین گذرا اور متقید ہونکی پاس کوئی اب حربہ نتھا جو اسقدر فاصلہ سے مخالف پر وار کرین ہر چند اشارہ اور آواز سے پس ماندون کو طلب کیا مگر کسی نے اونکی مدد نکی اس حال سے نصرت و فتح سے مایوس ہوکر کمال افسوس مین تھے کہ اسی ضمن مین کپتان نے فوج مقابل مالکار ارمنی اور سمرو مخالفون کی مغلوب دریافت کرکے دو تین کمپنی تلنگہ کی انکی مدد کو بہیجی اور اوہر جب یہ دیکہا کہ ہمارے مخالفون کی مدد کو کوئی نہ آیا جسارت کرکے حواس درست کیے میر بدر الدین اس کو دیکہکر مع رفقا کے عرصہ کارزار سے واپس ہوا باقیماندون نے بہی اوسکے پیچہے آبرو سے ہاتہہ اوٹھایا اور میر ناصر وغیرہ جہالت کرکے وہین ٹہرے رہے اور فوج ہذا انگریزی سے جان نثار ہوئے مالکار اور سمرو خود پیشتر سے فرار ہوگئے تھے مخالف کی فتح ہوئی اور فوج مفرور عالیجاہ کے بڑی ستانے سے قطع راہ کرکے دریاچہ اودہوا تک جو انہین دنون کو عالیجاہ نے آراستہ اور مستحکم کر رکہا تہا بہاگ کر اقامت گزین ہوئے وہان کی فوج مع جماعہ مفروریان کے یکجا منضم ہوئی عالیجاہ کو جب خبر پہونچی نہایت مشوش اور متردد ہونے لگا

نقل عجیب متضمن حفظ قادر رقیب

کرنل گاڈرڈ بہادر جو کہ اب جنرل اور سالار فوج متعینہ صوبجات دکن اور گجرات کا ہے بندہ مورخ کے روبرو بیان کرتا تھا کہ جملہ مجروحان فوج عالیجاہ مین سے ایک شخص تھا جسکے سر پر زخم تلوار اس ترس سے

لگا تھا کہ وسط کاسۂ سر مین کا نکر دونون شقیقہ سے نکل گئی تھی ڈاکٹر کو امید شفا نتھی بلکہ مردون مین سمجھتا تھا اور وہ بیہوش تھا چونکہ سانس جاری تھی لاچار اوسکو بھی زخمیون کے ساتھ اوٹھا لائے اور زخم کو چیتھڑہ سے باندہ دیا تیسرے روز جب مجروحون کی دید کو گیا دیکھا کہ مجروح مذکور حاذق مدار یہ حقہ اوڑا رہا ہے اور جراحت مندمل حاجت مرہم نہین البتہ بصارت سے محروم ہو گیا ہی

خبر شکست سوتی کی عالیجاہ کو پہونچنا مال و متاع اور متعلقون کو قلعہ رہتاس بھیجکر خود عازم جنگ ہونا المال ہم و یاس سے

عالیجاہ نے جب محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر سنی اس فکر مین ہوا کہ مال اور متعلقون کو قلعہ رہتاس روانہ کرے بہت سی عورتین جو بضابطہ لڑائی ہند کے اوسکی مکانمین جمع ہوئی تھین اکثرون کو جنھین قابل طلاق سمجھا تھا حکم دیا کہ جدہر چاہین چلی جاوین اور اپنی بی بی بنت میر جعفر خان کو مع دیگر زنان پسندیدہ کے اور نیز مال و متاع کشتی اور گاڑی اور ہاتھی اونٹ پر بار کر کے مصحوب میر سلیمان خانساماں اور راجہ نوبت رائی اور بعض معتمد ملازمان کے قلعۂ رہتاس کو روانہ کیا اس سبب سے تھوڑا انقلاب ملازمان قابو طلب اور نوکران بے ادب کے دلمین پیدا ہوا لیکن خوف کے مارے کچھ تبدیل و تغیر بند و بست و انتظام مین نکر سکے جب خبر شکست پانی اپنی فوج کو مقام سوتی مین پہنچنے سے مضطر ہوا قلعہ مونگیر سے بابت فوج متعینہ دریاچہ اودہوا کے نکلنا چاہا مخفی نرہے کہ دریاچہ اودہوا راج محل کے جنوبی پہاڑون سے جاری ہو کر گنگا مین ملا ہے نہایت عمیق اکثر اوسکے کنارے صحرائی خار دار ہی اور بجز ایک پل کے جو عالیجاہ نے بنایا تھا کوئی راہ نہین ہے عالیجاہ نے دریاچہ مذکور کو چند قدم پیچھے چھوڑکر اوسکی آگے خندق عمیق طیار کیا اور ایک سد اوسپر نہایت مستحکم بنا ہے اور کوہستان سے متصل کر دی اور علاوہ اوس خندق کے ایک جھیل بھی پہاڑون سے نکلکر نزدیک دریای گنگ تک ہے اور اوس خندق پر خام پل باندہکر سد مذکور مین بطور قلعہ کے راہ پیچ پیچ بنائی کہ آمد رفت اوسی راہ سے ہوتی ہے اسکے سوا کوئی راہ گنگا کے ادہر عبور رکو نہین ہے ہان اگر چاہے گنگا سے عبور کرے مگر یہ بھی در صورت مراجعت کے متعذر ہی لہذا جائے مذکور کو عالیجاہ نے استحکام و دیگر بدافعہ انگلشیہ کو موقع مناسب سمجھا اور افواج متعینہ کو نہایت تاکید حفاظت صادر کی اور تاریخ سفر مقرر کر کے پیش خیمہ روانہ کیا اور احضار لشکر کو حکم فرمایا

برآمد ہونا عالیجاہ کا فوج اودہوا کی اعانت پر اور اکثر مقیدونکا قتل ہونا

جب عالیجاہ نے کارسازی سے فراغ پایا ۲۴ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو قلعہ مونگیر سے وقت شب بساعت معہود نکلکر داخل لشکر ہوا چونکہ اسکے مزاج مین سفاکی بدلالت گرگین خان کے بڑہ گئی تھی اندنون میں بواوید حال قیدیان کر کے اور انکی طرف سے اندیشناک ہو کر خواہان قتل ہوا ہر چند بیچارہ قیدیون کے نام معلوم نہین مگر اسقدر جانتا ہے کہ ایک گروہ

کثیر تھا جملہ عظماء مین راجہ رام نراین ناظم عظیم آباد اور راجہ راج بلبھہ دیوان مہابت جنگ نائب ناظم عظیم آباد مع چند فرزند دلبند اور راے رایان امید رام مع فرزند اور راجہ فتح سنگہ اور راجہ بنیاد سنگہ زمینداران ٹکاری اور شیخ عبد جو بوریہ مین قید تھا مع دیگر زمینداران اور ناموران کے قید حیات سے خلاص کئے گئے رام نراین کو بندہ نے سنا کہ بالو کا بورا اوسکے گلو مین لٹکاکر غرقاب کرایا اور شاید کہ اور لوگون کو اسیطرح دریائے عدم کے کنارے لگایا اور جماعہ انگلستی کو نہایت احتیاط سے محبوس رکھا تھا ہر چند گرگین خان انکے قتل مین بہی مستعجل تھا مگر عالیجاہ کچھہ اپنی مصلحت سمجھکر اس بارہ مین اوسکی بات نہ سنتا تھا اور سپاہ ہند موجب اپنے ضابطہ کی کہ رکھتے ہین فرار کا وقت نازک دیکھکر بیتابی کرنے لگتی مین عالیجاہ دیدہ و دانستہ ٹالنے لگا تا آنکہ آہستہ آہستہ مع فوج کے دریائے چنپانگر پہونچکر مقیم ہوا اور افواج سابقہ اور لاحقہ مورچہ آرا ہو اور مستعد ہوکر سد راہ انگلستی ہوئے اسی ضمن مین جب انگلستی کی لڑائی محمد تقی خان سے ہوئی تھی عالیجاہ جو پاس مردان شجاع تھا آرزو کی کہ کامگار خان مکین بہی اپنا رفیق ہو علی ابراہیم خان کو اس مقدمہ مین واسطہ کیا خاندان نے اپنی کوشش سے اوسے حاضر کیا مصروف لایق اوسکے تعین ہوا سفر زا لیہ چنپانگر مین ہمراہ تھا جب چند روز اسیطرح گذرے کامگار خان کو گرگین خان نے نالہ اودہوا جانیکو کہا کامگار خان نے جوابدیا کہ وہان پر احتیاج سے زیادہ فوج محض بیکار بیٹھی ہی اگر مین بہی گیا او نمین شریک ہوجاؤنگا بہتر یہ ہی کہ کوئی رئیس دولتمند اونکی سرداری مین جاوے تاکہ حاضرین اوسکے زیر حکومت کار سرکار مین مصروف ہون اس جواب سوال مین طول ہوا کامگار خان نے رنجیدہ ہوکر کہا کہ تمنے ابہی جنگ نہین دیکہی بندہ جو کچھہ مناسب حال دیکھتا ہی کہتا ہے گرگین خان نے آزردہ ہوکر عالیجاہ سے شکایت کی اور کہا کہ کامگار خان حسب اشعار علی ابراہیم خان کے جنگ اودہوا کو نہین جاتا ہے عالیجاہ نے اسکی تعلیم بموجب علی ابراہیم خان سے اس بارہ مین چند کلام اشارتاً وکنایۃً کئے خلاصہ یہ کہ کامگار خان تعصبۂ نام رضیہ کے انتظار مین لڑائی کو نہین جاتا ہے یہ ارادہ رکھتا ہی کہ اگر نو عدگیر ہو تو بالک اوسکو نہ مارتکرے گرگین خان کہتا ہے کہ شاید آپکے حکم کا انتظار رکھتا ہے علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ اسکی تدبیر آسان ہے بندہ کو نظر بند کرکے کامگار خان کو جو منظور ہو حکم دیجئے عالیجاہ عذر خواہ ہوا اب علی ابراہیم خان جو سوال جواب گرگین خان اور کامگار خان کے درمیان مین گذرے تھے بیان کئے عالیجاہ نے بہی رئیس مطاع کا بہانا اسواسطے لشکر اودہوا کے مناسب جانا اور کہا کوئی ہے علی ابراہیم خان نے التماس کیا کہ بجز گرگین خان کے دوسرے کو یہ مرتبہ حضور نے نہین دیا ہے الا شاید کہ وہ نجائے عالیجاہ نے کہا کیا وجہ علی ابراہیم خان ملتمس ہوا کہ اچھا امتحان لیجئے عالیجاہ نے جب گرگین خان کو تکلیف سفر دی اوسنے جوابدیا کہ احوال اودہوا کا جو کچھہ ارشاد ہوتا ہے واقعی ہے اور مینے بہی سنا ہے مگر بندہ نے اپنا پیر حضور کے پیر مین باندہا ہی اس دارو گیر مین حضور کو تنہا نہین چھوڑتا بہر صورت گرگین خان ٹلگیا اور کامگار خان کو علی ابراہیم خان نے واسطے

مسٹر جینز نامی اپنے بیٹے کے پیر ہجوم جانے پر راضی کیا تاکہ وہ وہان جاکر مصدر شورش ہوا اور افواج انگلشیہ کو پریشان کر سکے لیکن بسبب اختلاج مزاج تقدیر یاور نہتی قبل اسکے پہونچنے کے اودھوا کا فیصلہ ہو گیا اور بشدت برسات اور طغیانی دریا اور ندی اور جہیل وغیرہ سے جو بنگالہ مین بکثرت ہین تک وتاز کی راہ مسدود ہوئی چھاپا وہی کی فرصت نپائی اور بعد شکست اودھوا کے کامگار خان لوٹکر اپنی جگہ پر آیا اور لشکر عالیجاہ مین نمل سکا اسی وقت مین کہ عالیجاہ دریا چنپا نگر پر مقیم تھا نجف خان جو اقربائے میرزا محسن برادر صفدر جنگ مین اور ابو النجف خان صدر الصدور ایران اور بالفعل سپہ سالار سلطان ہند اور امیر الامرا تھا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے نفاق سے عاجز ہو کر مع چند رفقا کے لشکر عالیجاہ کے پاس آیا اسنے اسکو وعدہ اکرکے کمک اودھوا پر مامور کیا

نکلنا میر روح الدین خان بہادر کا لشکر عالیجاہ سے بلا اطلاع اور فتح کرنا ضلع پورنیہ کو

اس ضمن ہی مین میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف سیف خان بن امیر خان صوبہ دار کابل جو ہمراہ عالیجاہ کے مونگیر مین تھا اگرچہ لائق نہین پاتا تھا کبھی تھوڑی سے خبرگیری ہوتی تھی جس کے سبب سے نہایت عسرت مین اوقات کٹتی اور اسباب بیچکر اوقات گذاری کرتا تھا تا انکہ فرصت پا کر کشتی مختصر کہنہ بہم پہونچائی اور ملاحون کو انعام دیکر راضی کر لیا اور کنارون گنگا کے گوشون مین رفاقت عالیجاہ کے نام سے رہا کیا تھا اور عالیجاہ کا انجام کار دیکھ رہا تھا ناگہان کل دوستو فسے بے خبر پورنیہ کو گیا اور پوشیدہ تاریکی شب مین محمدی بیگ اپنے باپ کے پیرزادے کے گھر جا اترا اوسنے اپنی جان اور سپہدار جنگ کا خوف کھایا عالیجاہ کی دہشت سے ڈر کر اپنے مکان مین نرکھا بلکہ پورنیہ مین اوسکا رہنا نامناسب سمجھکر کہا کہ چلے جاو سپہدار اوسی کشتی پر سوار ہو کر دریاچہ کوہی قدیم مین جو آبادی پورنیہ سے چار پانچ کوس دور تھا اور اوسی جگہ دریاچہ مذکور نہر سوترا سی جو اوسکے نیچے جاری ہے ملا تھا اوسی دریا کے کسی گوشہ مین جا بیٹھا مع دو تین خدمتگار کے نام تبدیل کرکے پانچ چھ روز بسر کی اور بعض ہرکارون کو مقرر کیا کہ نہرا اودھوا کی لڑائی کا حال قبل اسکے کہ اوسکی خبر ہنکار سو مجھے پہونچانا جسوقت انگلشیہ مخالفان اودھوا پر غالب ہوئے اور نوکران عالیجاہ کی شکست ہوئی اول اسکے خبر روح الدین حسینخان کو پہونچی اسوقت عین شیر علیخان فوجدار پورنیہ وارد اودھوا تھا پورنیہ جا لے اوسکے ہی دو بہائی چند لوگ سے دار الامارۃ کے دروازہ پر خس وخاشاک کیطرح پڑے تھے اور زر خطیر قریب دو لاکھ روپیہ کے کشتیون پر بار کیا واسطے ارسال خرچ لشکر کے سپہدار جنگ کی کشتی کے قریب فرودکش تھا اور چند پیادہ اوسکے محافظ تھے سپہدار جنگ خبر شکست مذکور پا کر سر شب پیرزادہ کے گھر آیا چونکہ اوسکا باپ تیس برس وہانکا حاکم اور صولت جنگ کے عہد مین اوسکا دادا تھا یہ دونون صورت سے مخدوم رعایہ اوس شہر کا تھا اور ہزارون آدمی خاندان عمدہ کے اسکے باپ نے پانوکر اور

مندہون احسان راضی وخوشنود رہتے تھے اپنے وہان پہونچکر اکثر دوست وآشنالون کو جنپر اعتماد تھا مخفی کر ہر ایک سے کہا کہ جو کوئی آپکے ہمراہ صاحب جرأت اور مسلح ہو آج کی شب ہر ایک کو میرے پاس لانا چاہئے تاکہ بہ تفضل خدا اس ضلع کی مسند ایالت بہ زیب افزا ہون دوست لوگ چار طرف دوڑے اور یاران معتمد کو فراہم کرکے لاکر کیا جمع ہوتے الکیسو نفر کم و بیش حاضر آیا اول نماز کیوقت گوردیال سنگہ کو جو کہ اوسکے خاندان کا نمک پروردہ تھا اور اوسوقت مین پورنیہ کا کارگذار متصدی تھا طلب کیا وہ کچہری مین حاضر ہوا بمجرد آنے کے اوسے قابو مین لاکر مقید کیا اور خود سوار ہوکر بلا خبر دار الامارۃ کے دروازہ پر آیا نائب کو جو کہ نمک پروردہ اسکے باپ کا تھا گرفتار کرکے سپہدار جنگ کے روبرو لائے اوسنے بجز اطاعت اور گذرانئے نذر مبارکباد کے کوئی تدبیر نہ دیکہی سپہدار جنگ نے دار الامارۃ مین جلوس فرما کر حکم شادیانہ دیا حسب الحکم تعمیل ہوئی اہالی موالی حاضر ہوکر نذر مبارکباد دینے لگے اوسیوقت معتمد لوگ بہیجکر خزانے کی کشتیان طلب کرلین اور ہرکارہ کے ہمراہ کسی معتمد کو مع خط مبارکباد کے میر جعفر خان اور فرقہ انگلشیہ کے حضور مین روانہ کیا چونکہ میر جعفر خان کو ابہی عالیجاہ سے لڑنا باقی تھا اس امر کو غنیمت سمجھکر سند پورنیہ کی اوسکے نام لکھ بہیجی سپہدار جنگ باوری تقدیر مسند آرا ہوا اور تا اوسط عہد نیابت نظامت مظفر جنگ کل برقرار اور بحال رہا

ذکر جنگ اودہوا اور فتح انگلشیہ اور عالیجاہ کی شکست پانیکا

عالیجاہ کی فوج بنظر استقامت راجہ اودہوا پر مدافعہ انگلشیہ کے واسطے مقیم تھی ہجوم توپخانہ اور برق اندازونکا حد سے زیادہ ہوا اسد اللہ خان اور مارکار ارمنی اور ارالیطون مع توپ اور بندوق چقماقی اور محمد تقی خلف اکبر علیخان تفنگچی باشی اور رحیم خان اور میر جعفر خان اور شیخ ہیبت اللہ اور میر ہیبت علی بخشی اور بعض فوج و رسالہ محافظ تھے لیکن گرد محافظت دشوار سمجھکر اکثر اوقات خصوص بوقت شب نہایت غفلت رہتی تھی اکثر لوگ جو نام سرداری اور کسیقدر سرداری رکہتے تھے شراب نوشی اور تماشائے رقص اور عیاشی مین مصروف تھے اس عرصہ مین مرزا نجف خان جو سردار ہوا بعض لوگ رفقائے میر سید نجف خان برادر اسد اللہ خان سے اور بعض اپنے ہمراہیون سے اور بعض عالیجاہ کی ہمراہیون سے منتخب کرکے ہمراہ لئے اور مورچال اودہوا پر جا کر جانبکے کوہستان سے راہ بہم پہونچا کے ایک جہیل کی پایاب راہ جو کہ سد یورش انگلشیہ تھی پیدا کی اور وقت شب اور صبح کی وہان سے نکلکر عین غفلت مین لشکرگاہ انگلشیہ مین داخل ہوکر خیمہ گاہ میر جعفر خان کا لوٹا اور اوسکے لشکر مین سراسیمگی ڈالی اور میر جعفر خان مضطر ہوکر کشتی پر سوار ہونا چاہتا تھا کہ اپنی کشتیون کا لنگر اوٹھاوے کہ بعض فوج انگلشیہ نے پہونچکر تدارک کیا اور میرزا نجف خان یہ دست بردی کرکے اپنی جگہ کو لوٹا اور با سپاہ تنک و تازہ جو بکار رہ گئی انگلشیون کو راہ کی تلاش ہوئی کہ یہ لوگ کہان سے آئے ہین ظاہر ایک سوار اور فرقہ انگلشیونکا قبل اس ہنگامہ کے اپنے گروہ سے فراری ہوکر ملازم عالیجاہ ہوا تھا اور

موافق ضابطہ مستمرہ کے جب وہ انکے ہاتھ پڑ جاتا مارا جاتا وہ شخص اس راہ سے ماہر تھا انگریزات کو بنا بر احتیاط اوسی راہ سے جا کر نشان بنا آیا اور خود جھیل کے کنارے آکر زبان انگریزی مین فریاد زن ہوا کہ بندہ فلان ہے اگر میرا جرم معاف ہو رہنمائی کر کے تم لوگون کو مورچہ پر پہونچا دون بعض سردارون نے اوسکو ایمان اور قسم سخت سے امان کا پیمان کیا بعد دلجمعی اوسنے آنکر ملاقات کی اور ایک شب مقرر ہوئی کہ وہ انکو ہمراہ لیجائے اوس عرصہ مین زینہ وغیرہ اسباب یورش درست کر لیا منتظر معہود ہوئی وہ شخص ایک ثلث رات گذرنے پر پہونچا اور پلٹن گران ڈیل جسکا لفٹنٹ اوندنو مین کرنیل گاڈرڈ تھا اس کام پر مامور ہوئی اور علامت جا پہونچنے مورچال پر باہم یہ مقرر ہوئی کہ جب وہ پلٹن وہان پہونچے مشعل مہتابی روشن کرے پلٹن گران ڈیل نے توشہ دان اور بندوق کو سر پر رکھکر آدھی رات گذرنے پر اوسی کی رہنمائی سے جھیل کو عبور کرنا شروع کیا اغلب کہ اوسکا پاٹ ایک میل سے کم نہوگا اوس تاریک شب مین کمر اور سینہ تک پانی میں جاتے ہوئے دامن مورچہ مذکور پر پہونچے محافظ خواب غفلت مین تھے انگلشیون نے زینہ لگا کر اوپر چڑھے کوئی نفیر نواز بیدار ہوا چاہا کہ دم مارے مگر جو لوگ اوپر پہونچ گئے تھے اونہون نے بزخم سنگین اوسکا دم توڑ دیا جب کسیقدر لوگ اوپر چڑھ گئے صف آرائی کر کے مشعل معہود روشن کی افواج انگلشی جو پل اور دروازہ کے مقابل منتظر ٹھہری تھی بمجرد روشن ہونے ہجوم مشعل معلوم کے التہاب نایرہ جنگ وجدال مین مصروف ہوئی توپ وگولہ کی شررریزیان شروع کر دین ادہر سے اس پلٹن نے محفوظین خفتہ بخت کو سیر شلک دبالیا پہلے فیر مین گروہ کثیر مع محمد تقی خان تلنگباشی کے مجروح اور بعض مقتول ہوئے اور میر ہمت علی خان بہی بخشی فوج مقتول ہوا جو کوئی خواب غفلت سے بیدار ہوا خبر فرار کیطرف متوجہ ہوا جب احوال بقیۃ السیف کا اس درجہ کو پہونچا فوج انگلشیہ جو دروازہ کے روبرو تھی اندر آکر مصدر رستخیز ہوئی لوگون نے اس کراہیت مین دریاچہ مذکور کا سیل کیا بعض تو شناوری کر کے سلامت نکل گئے بعض غریق گرداب فنا ہوئے سرداران انگلشیہ کے اس سراسیمگی کو دیکھکر اپنا پہرہ پل پختہ دریا پر استادہ کیا فقط سمرو اور مارکار جو پیشتر چلے گئے تھے محفوظ رہے باقی اوس خلق کثیر سے جو نہ آیا بحکم ستری یعنے اونہین تلنگان پہرہ کے گہوڑا ہتھیار دیکر نہایت مذلت سے سلامت چلا جاتا مرزا نجف خان نے چند ہمراہیون سمیت کوہستان کا راستہ پکڑا اور اسد اللہ خان پیادہ پا دو میل گام فرسا ہوا بعدہ گہوڑے پر سوار ہوا پیش قدمان عرصہ فرار نے مع اسباب کے قطع راہ کی اور پس ماندون نے بڑی مشکل سے رہائی پا کر مع برادر ودوست لشکر عالیجاہ تک پہونچے شب دوشنبہ ۲۶ ماہ صفر ۱۱۷۷ ہجری کو یہ یورش ہوئی تھی اور چار گہڑی دن نکلے عالیجاہ کی فوج کو شکست ملی دوسرے یا تیسرے روز اس شکست کی خبر عالیجاہ کو ملی اور عالیجاہ کی کمر شکست ہوئی تمام دن تو چار ناچار نہایت پریشانی اور افسردہ دلی مین کاٹا رات کو حسب صلاح گرگین خان لڑائی سے واپس ہونا مناسب جانا

تھوڑی ہی رات رہے عالیجاہ اس لیے کہ کسیکا منہ نہ دیکھے مونگیر کو سدہارے اور ہوا فوج بہی لاچار اپنے اقا کے پیچھے مونگیر چلے آئی عالیجاہ نے یہان دو تین روز مقام کرکے جو قلیل اسباب قلعہ مین تہا ہمراہ لیا اور موجودات سپاہ کے بنظر اپنے اقتدار اور نیز امتحان اطاعت کے ملاحظہ کرکے بعد اطمینان فارغ البال ہوا اوسوقت علی ابراہیم خان بہادر نے التماس کیا کہ درباره رہائی اسیران انگلشی کے پیشتر جو عرض کی تہی قبول نہوئی اب بہی اگر رہائی دیجاوے بڑی نیکنامی ہے اگر یہ نامنظور ہو تو مردون کو رکھکر عورات کو سواری بجرہ باحترام میجر ادمس کے پاس بہیجدیجے اوسنے آزردہ ہوکر جوابدیا کہ گرگین سے کہنا چاہیئے جب اوس سے کہا گیا وہ رنجیدہ ہوکر بولا کہ اسوقت کشتی نہین ہی اور کچہ متوجہ نہوا اب علیخان نام عربی کو جو نواح بغداد سے نہایت بزدل اور نامرد اور احمق گرگین خان کے رفقا مین تہا مونگیر کی قلعداری مین مع دو پلٹن کے مقرر کرکے عظیم آباد کو نہضت کی مسٹر الس اور مسٹر جی اور مسٹر لشنٹن وغیرہ کو ہمراہ قید لیگیا راہ کی صعوبت مخصوص نالہ رہوا کی لایق بیان نہین جسکی کیچڑ اور دلدل مین کیا رذیل کیا شریف ہوا اکثر لوگ نے باندیشہ عبور پل کے جو کشتی کا نیا بنا تہا اور نیز بسکہ رستے جو موجب ہلاک اکثر حیوانات تہا ارادہ پیش روی تہا بندہ و یوسف علیخان مرحوم خلف غلام علیخان مغفور اور میر شیطاری اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ باہم متفق ہوکر سبقت کرکے پل سے عبور کرکے اور ایکروز وہان متوقف ہو دوسرے رات کو جسکی تاریخ یاد نہین سانحہ عظیم برپا ہوا اور وہ سانحہ قتل گرگین خان تہا جو یکایک واقع ہوا اور وہ اپنی بد باطنی کے مکافات مین گرفتار ہوکر ملک بقا کو راہی ہوا

گرفتار ہونا گرگین خان رہبانہ نشانہ کا اجل کی تہپیڑہ مین اور آزاد ہونا قید ہستی سے اور قتل ہونا جگت سیٹہہ اور اوسکے بہائی اور جماعہ انگلشیان مقید کا موجب حکم عالیجاہ

گرگین خان جو کہ تمام عالم کی دشمنی اپنے دلمین رکہتا تہا اور اپنے کو جماعہ انگلشی کا مقلد جانتا تہا جانتا تہا کہ اضطراب اور اطمینان مین یکسیان ہمراہ رفقا کے رعب و سطوت سے بسر کرے اور یہ نہین جانتا تہا کہ انگلشیہ نے کس سبب سے یا زمون یہ یہ دست قدرت پایا ہے اور منوا لہا موضوعہ انکا کسیقدر طبیعت مین اس قوم کے بمنزلہ اصلیت کی ہوا ہی مصرعہ ان محققون متقلدون بہت سی فرق ہین بیچارہ اسمنی جسکی باپ دادا ہمیشہ تجارت پیشہ رہے اور دو روز کی دولت پر پہونچکر کیونکر ممکن تہا کہ بغیر قوم کے اداب کا تقلید کرسکے یہ وہی مثل ہے ع کاگا کوا جو چلے ہنس کی چال ❊ تو بہولا اپنی بہی وہ چال بیچال ❊ القصہ عالیجاہ رہوا سے دو تین کوس پر جاکر منزل گزین ہوا اور گرگین خان حسب عادت معہود تمام لشکر کے پیچہے اپنے خیمہ مین تہا ناگہان دو تین ترک سوار نے جو اوسکے ساختہ اور پرداختہ تہے اپنی تنخواہ مین کچہ طلب کیا اوسنے تند و تلخ جواب دیا ترک سوارون نے نیرنگی زمانہ کی دیکہکر تقاضا بشدت کرنا شروع کیا حضرت کو پہلا خیال دماغ مین موجود تہا بولا اوٹہے کوئی حاضر ہے انکو پہرہ مین لیجائے انہون نے فرصت وقت پاکر جب تک خود مددگار پہنچین ہاتہہ اپنا گرگین خان پر صاف کئے اور جلد اپنے گہوڑون پر سوار ہوکر جنگل کی راہ پکڑی اسکی مرگ کا

خبر مشتہر ہوئی مانکار اہنی نے قاتلون کو گولی سے حد سے دور پاکر دو تین توپ چہرہ دار فیر کرائین اوسکی آواز
عالیجاہ کے لوگون کے کان مین آئی بیجبر دست سمجھے کہ لشکر گرگین سے انگلشیون نے مقابلہ کیا اور عالیجاہ بھی بلندی سمجہالیس
فیل سوار ہوکر میدان کارستہ لیا گرگین کے لشکر مین ایک شور قیامت ہو رہا تھا عالیجاہ کے بھی لشکر مین اوسکا اثر آگیا
مردم لشکر مخصوص منصدی اور بازاری بدون دریافت حال کے رو بفرار ہوے اراده کیا کہ پل رہوا سے عبور کرین
اور ایکدوسرے پیچھے ملازمان اور بازاریان نے آنا شروع کیا جو لوگ کہ پیشتر ہلوگون کے ساتھ آگے خیمہ زن تھے ان
تازه واردون کو دیکھکر مضطرب ہوئے اسی ضمن مین شام ہوئی اور تمام فراریون کا ازدحام ہو گیا عمدہ لوگ مشعل کی
روشنی مین چلے آتے تھے بنده کے رفیق مخصوص یوسف علیخان اور میرزا باقر گہبرا کر مفروریون کے پاس استفسار
ماجرا کیواسطے آدمی بھیجے ہر ایک یہی جواب دیتا تھا کہ کہنے کی بات نہین ہے اس کلمہ نے اور بھی مضطرب کر دیا چونکہ
کسی شخص کو اصل ماجرا سے خبر نتھی اور عالیجاہ کے خوف سے اپنا اندیشہ نہین بیان کر سکتا تھا بس وہی بات کہتے تھے
کہ جائے کلام نہین برابر عام کا ازدحام ہوتا جاتا تھا پل مذکور مرار آخرت کا نمونہ ہو رہا تھا ہر وقت عبور فیل ولداہی
باہم کشتیان پل کی جو ٹکراتی تہین توپ کی سی آواز جسطرح دور سے آئے لوگون کے کانمین پہونچتی تھی اور یقین ہوتا تھا
کہ توپ کی لڑائی ہو رہی ہے اور یہی خیال تھا کہ انگلشی آپہونچے اونہون نے جنگ توپ شروع کی ہے تا آنکہ
یوسف علیخان کی یہ رائے ہوئی کہ توپ لگا کر مستعد رہنا چاہیے یا کسیطرف کو چلا جانا ضرور ہے بنده اور میر شطاری
مانع ہوئے جب قریب نصف شب کے گذری اور کسیقدر آشوب کم ہوا بندہ نے ایک معتمد کو بھیجا اور سمجھا دیا
کہ پل پر کھڑے ہوکر منتظر رہے جب کسیکے لشکر کے سوار عبور کرین کچھ دور مشایعت کرکے اوس سے دریافت کرے کہ
کیا ماجرا ہے اوسنے حسب فہمایش تعمیل کی جسوقت پالکی محفوف مع دو سوار کے پہنچی آئی چند قدم ہمراہ جا کر سوار سے
دریافت کیا اوسنے احوال کو نقل کرکے کہا کہ گرگین خان کی لاش ہے بموجب حکم عالیجاہ کے دفن کرنیکو
لئے جاتے ہین اس خبر کے سننے سے مطمئن ہوکر ہم لوگون نے شب بسر کی صبح کو عالیجاہ بھی آیا اور اوسی مقام پر خیمہ زن ہوا
دوسرے روز پیشتر کو چلا اور قصبہ بارہ کی منزل مین جگت سیٹھہ اور مہاراجہ سروپ چند کو قتل کرایا اور عظیم آباد کی
متصل جعفر خان کے باغ مین جا اوترا اور اوس عرصہ مین اوسکا استحکام کرکے محمد امین خان کو مع فوج حراست پر چھوڑا
جب چند روز گذرے اور خبر آئی کہ جماعہ انگلشی قلعہ مونگیر مین متصرف ہوئی شدت غضب سے سمرو کو حکم دیا کہ
اسیران انگلشی کی گردن مارے اوس سنگین دل نے باوجود اشتراک مذہب کے کہ وہ بھی یا کسی فرقہ مختلفہ
عیسوی ہی مین تھا بلا اکراہ قبول کیا اور آخر ماہ ربیع الاول یا اوائل ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۷ ہجری کو مکان حاجی احمد
پر اور مہابت جنگ جہان قیدی تھے اور اب وہ مقام قبرستان فرقہ مذکور کا مشہور ہے بیچار ان نے دست و پا کو بغیر
بندوق ہلاک کیا سننے مین آیا کہ اس ہیبت وقت مین بھی اکثر قیدیون نے مستقل رہکر سینہ اور سنگ و خشت سے جو کچھ ہاتھ لگا

لڑکر جان بحق ہوئے اور یہ بھی سنا گیا کہ دو تین روز قبل اس واردات کے بعض مخصوص لوگون سے خواہان ہندوقی جیماقی اور توسدان سکے ہوے تھے اور کہتے تھے کہ اگر دست چپی محافظون سے لڑکر نکل جائیے ورنہ بالا برو اکثرون کو ہلاک کرجان دیجے غرض کہ بجز ڈاکٹر فلرٹن جو اکثر عمدہ امرا کا معالج ہوتا تھا اور عالیجاہ کے دوستون مین تھا کوئی زندہ نہ بچا بندہ شب اول کی صبح کو دربار گیا الا قیدیون کے قتل اور ڈاکٹر کی سلامتی سے آگاہ تھا بعد سلام اور تھوڑی دیر کے جب رخصت ہوا عالیجاہ نے ٹھہرا کر کہا کہ تمہارا آشنا آیا ہے بندہ چونکہ بے خبر محض تھا متحیر ہوا کہ کون آشنا اور کہان سے آیا ہے پھر اوسنے کہا کہ خیر جائیے مگر ہم طلب کرینگے بندہ بخوف علی ابراہیم خان کے خیمہ کے پاس اپنے خیمہ مین مستعد آبیٹھا تھوڑی دیر بعد چوبدار آکر لے گیا میرے پہونچنے کے بعد تھوڑی دیر مین ڈاکٹر کو بلباس ہندی لائے اوسکو چند روپیہ نذر دکھلائے عالیجاہ نے نا منظور کرکے کہا کہ ہمارے تمہارے یہ رسم نہین رہا اور بعد معانقہ کہا کہ اپنے آشنا کے پاس بیٹھو وہ میرے پاس بیٹھ گیا عالیجاہ نے کہا کیون صاحب یارون سے چوری اور دوستون سے دغابازی اپنی فوج انگلشی کو ہمارون کے حیلہ سے گھر مین رکھا اور بروقت ہماری لڑائی کو نکالا ڈاکٹر نے کمال دلیری جوابدیا کہ مینے ہرگز ایسا نہین کیا مرنے سے مین ڈرتا نہین مجھے بھی قتل کیجے مگر اتمام مرا اسے اگر ثابت ہو آپ بھی اپنے قتل کو راضی ہون عقید تمند خان برادر امیر خان عمدۃ الملک زندہ اور حاضر تہا اسکا گھر ڈاکٹر کے دیوار بدیوار تھا ڈاکٹر نے کہا یہ ہمارے ہمسایہ ہین انسے تحقیق فرمائیے چونکہ یہ بات محض بے اصل تھی خانمذکور نے گواہی دی پھر آغاز مدارات فرمایا اور کہا اگر کلکتہ کا ارادہ ہو تشریف لیجائیے اگر میری ہمراہی مین راضی ہو تو قیام کیجے ڈاکٹر نے براہ ہوشیاری کلکتہ کے جانے سے انکار کیا عالیجاہ جانتا تھا کہ شاید وہ جو شمس الدولہ کے پاس پہونچے صورت صلح کی پیدا ہو بندہ نے کہا کہ تنہائی مین سمجہا دو بندہ ڈرا کہ ایسا ہو تنہائی کے سمجہانے سے بندہ کسی امر خلاف مرضی مین متہم ہو لیکن ناچار سایہ سراپردہ مین ڈاکٹر کو لیجاکر اوسکی مرضی بیان کی اوسنے منکر ہو کر کہا کہ اب مصالحہ باوجود قتل مسٹر امیٹ کے ممکن نہین علاوہ اسکے کل ایک جماعہ انگلشی کا قتل ہوا بندہ نے آکر یہ جواب عالیجاہ سے کہدیا عالیجاہ نے ڈاکٹر کو خلوت مین بلایا اور بندہ اور علی ابراہیم خان کو شریک مشورہ کیا ڈاکٹر نے کہا کہ اب صلح ہرگز ممکن نہین اول تو خود فوج جو راہ مین ہے مجھے نہین چھوڑتی اور کاشکے اگر بجبتہ نکل گیا تو قتل مسٹر امیٹ کا ایسا نہین ہوا جو صلاح کی نوبت آنے دے جب عالیجاہ نا امید ہوا فرمایا کہ خیر آپ جہان چاہئے قیام کیجے خلاصہ یہ ہے کہ اسکا رہنا شہر مین مصمم ہوا علی ابراہیم خان کو حکم ہوا کہ کوئی مکان تجویز کردے اور چند محافظ مقرر تا کہ آمد و رفت باہمی کسیکی نہ ہونے پاوے اور حاضری لیجائے ڈاکٹر نے میرزا ہمت علی کی ضمانت دی بعد ضمانت محافظ لوگ اوسکے دروازہ سے اوٹھائے گئے اور ڈاکٹر مطلق العنان ہوا عالیجاہ نے قلعہ مونگیر کے فتح کی خبر سنکر عظیم آباد کے غرب رویہ قصبہ پہلواری مین جاکر خیمہ زن ہوا اور فتح مذکور اسطرح

ہوئی کہ جب انگلشی وہان پہونچے غرب علیخان نامرد قلعدار دوہی روز مین ڈر گیا اور یہ طمع کی کہ اگر کچہہ ہاتھ لگی
قلعہ انگلشیون کے سپرد کردے اگرچہ ہمراہیون کو اس رفرسے آگاہ کیا انگلشیون نے یہ خبر پائی چونکہ اخراج
عالیجاہ کی جلدی تھی تھوڑا اسا روپیہ دیکر قلعہ لے لیا اور اپنا قلعدار وہان مقرر کیا جب ادہر ہی متصل آئے عالیجاہ
پہلواری سے قصبہ بکرم کو جو سرائے شہر سے گیارہ کوس تھا اور بعد ویرانی اب مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ
شتاب رائے نے آباد کیا تھا جا پہونچا ہمیشہ دروازہ مغربی کی راہ سے جسکی حفاظت اسکے ملازمان کے ہاتھ مین تھی
ورنہ ہی لبریز دشمن کا عبور شہر مین متعذر تہا دشمن کی خبر لیا کرتا تھا اور اسباب اور سامان واسطے اعانت چار سال
عظیم آباد کے بھیجا تھا اور انہین دنون مین احمد خان قریشی کو جو رام نراین کے عہد عزل سے مورد عتاب تھا
مشمول عواطف فرما کر ملازم کیا اوسکی جاگیرات بہی واگذاشت کی اور کچہہ نقد بہی بطور مساعدہ ملی لطف فرمایا میر
ابو ولد میر قدرت الدین شاہ شکر اللہ قادری جو کہ امیدوار روزگار اور بسبب اختصاص میر جعفر خان کے اسکی
نظر سے گرا ہوا تھا اوسکے تقرب مین اکر چاہتا تھا کہ گرگین خان کی جگہ پر مقرر ہو مگر اوسکی عشر عشیر مرتبہ پر پہونچکر
مستعد حرب و جدال ہوا اور ملازمان عالیجاہ اوسکا تقرب دریافت کرکے اوس سے مدارا کرتے تھے شاید کہ فرصت دیکھکر
عالیجاہ سے کہا کہ ڈاکتر کو علی ابراہیم خان کے حوالات مین رکہنا مناسب نہین عالیجاہ متوہم تو تہا ہی علی ابراہیم خانکو
لکھا اوس کہا کہ ڈاکتر کو دوسرون کے حوالات مین رہنا چاہیے خانذکور نے عرض کیا کہ حضور کو یاد نہین بندہ نے بروقت
اوخال ضمانت کے ڈاکتر کے مکان سے اپنے لوگ اوٹھا لئے تھے اب جو صلاح ہو گی عمدہ ہو گی اور ڈاکتر کو بہی
اس حال سے اطلاع دی ڈاکتر اس تبادل محافظان سے بدگمان ہوا اور لوگ بہم پہونچا کر اپنے دروازہ پر
متعین کرکے سمجہا دیا کہ مردم میر ابو کے دخل نپاوین اور اون سے کہا کہ بدون حکم حضور کے ہم نہ اوٹھینگے میر ابو نے
اس کلام کو ہرکارہ متعینہ شہر اور اپنے آشنا جاعہ دارون سے چیرا لکھوایا کہ علی ابراہیم خان کے لوگ ڈاکتر کو
نہین چہوڑتے کہ میر ابو کے لوگ محافظ ہون عالیجاہ بسبب تشویش کے خشونت تو نکر سکا مگر گلہ پر مذکور کا
علی ابراہیم خان سے درپیش کیا اسنے جواب دیا بندہ نے اوسوقت جیسا کہ عرض کر دیا ہے اپنے آدمی بلائی
تھے اور ڈاکتر کو باختیار خود رہا کر دیا تھا ہمارے آدمی وہان کوئی نہین اور جو لوگ اپنے نہین ہمارا ملازم
بتلاتے ہین اونکو پکڑ لاوین تا کہ میر ابو کے لوگ وہان اپنا کام کرین ڈاکتر نے ولندیس کی کوٹھی مین جا کر
ایک کشتی مخفی بہم پہونچائی اور اوسکے ملاحونکو انعام کثیر اس امر مین دینے پر راضی کیا کہ اوسکو حاجی پور مین
فوج انگلشی مین پہونچا دے اور مع میر راحمت علی خان کے سوار ہو کر راہی ہوا چونکہ عالیجاہ کی
طرف سے دریا کی محافظت تھی کہ کوئی اسطرف دریا سے اودہر ملک کسیطرف نجانے پاوے لوگون نے
جب کشتی دیکھی اور معلوم ہوا کہ ڈاکتر جاتا ہے شور مچایا جب تک ادہر کے لوگ کشتی پر ہ کے لنگر اوٹھاوین

اور اوسکی نزدیک پہونچین ڈاکٹر نصف دریا طے کر گیا اودہر سے مردم افواج انگلشی نے جو ایک کشتی
اپنے جانب آتے دیکہی سوار کشتی ہوکر اوسکے حمایت کو آپہونچے ادہر کے لوگ ڈر کر واپس آئے اور ڈاکٹر
سلامت جا پہونچا جب یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی علی ابراہیم خان سے متہم ہوا اگر موقع کاوش نتہا ✤✤✤✤

فوج انگلشی کا قلعہ عظیم آباد فتح کرنا اور عالیجاہ کا بادشاہ و وزیر سے رجوع ہونا

افواج انگلش عظیم آباد پہونچکر راستہ بازار شرقی سے بیرون شہر آکر حویلی مین جو پشتہ میرزا خلیل کے نام سے
معروف اور اب گنج مشہور ہے توپین لگادین اور قلعہ بادشاہی کی دیوار جو گل وخشت سے بنی ہوئی
کہنہ تھی منہدم کردی اول صبح تہی کہ توپ اور قنبارہ کے ضرب سے محافظان مقابل کو دور کر کے داخل شہر ہوئے
میر ابو علیخان برادر چچازاد عالیجاہ اور میر روشن علیخان بخشی برادر میر مدن جو چند ہزار سوار سے قلعہ کی
مدد پر مقرر تہے اول شام نزدیک شہر جاکر مہدی گنج اور بیگم پورہ سے داعیہ عبور رکہتے تہے کہ یکایک انگلشی
تلنگہ بعد غلبہ اور بہگانے محافظان قلعہ کے دروازہ مغربی سے کسیقدر برآمدہ ہوکر نمایان ہوئی اودہر
وہ لوگ بحواس ہوتے نزدیک شاہ مجنون کے تکیہ کے پہونچے تہے بمجرد مشاہدہ تلنگہ بلا دریافت کثرت اور
قلت کے رو بفرار ہوئے اور اس اضطراب سے پسپا ہوئے کہ بعض ہمراہی غرقاب دجلہ ہوئے اور بعض نے
کیچڑ اور دلدل مین پہسکر شربت مرگ نوش کیا روشن علیخان بخشی بہی اوسی دلدل کیچڑ مین گہوڑے سے گرا
اور جو تا پگڑی نکل گیا اور اس فضیحت سے داخل لشکر ہوا عالیجاہ نے ناسازی زمانہ سے لاچار ہوکر نکلجانے کا
صلاح کار ہوا اور قصبہ بکرم سے محب علی پور آیا یہان پر میر عبد اللہ بالفت زن و زر و مال کے بے خبر لشکر سے جدا ہوا
اور ہزار خرابی گنواروں سے جان بچاکر نکل گیا اسیطرح اکثر قالو طلب لوگ اپنی اپنی راہ لگے احمد خان قریشی
جو حسب ضابطہ ہرزہ درایان زمانہ کے نوکر تہا کہا کرتا تہا کہ نجبا لوگ عالم رفاقت مین جنین اور خیان کرتے مین
لیکن اب تین سال سے عالیجاہ سے بکدر رہتا بعد ورود منزل شمشیر نگر کے رسد کے پہونچانے پر مامور ہوکر
اول سے داود نگر کو گیا اور عالیجاہ شمشیر نگر سے شیخ پورہ کے مقابل جو موضع افغانی ہے دریائے سون کو
پایاب عبور کر کے تلی تہوک آبادی تاجران عراقی مین مقیم ہوا اور مال اور اسباب اور متعلقون کو قلعہ
رہتاس سے طلب کیا میر سلیمان خانسامان معتمد علیہ نے خلاصہ اموال اور نقود اور جواہر کو مع
اوسکی بی بی اور دیگر لواحقین کے لاکر داخل لشکر کیا اور اسی جگہ پر میرزا نجف خان جو نالہ اودہوا سے
کوہستان کا راہگیر ہوا تہا ملک مئین سے نکلکر داخل لشکر عالیجاہ ہوا ہر وقت شورہ اختلاف
رائے ظاہر ہوا میرزا نجف خان جو کہ شجاع الدولہ کے مزاج ورویہ سے آگاہ تہا اوسکے پاس
جانیکو راضی نتہا کہتا تہا کہ ادہر نجائے بلکہ خود بدولت مع متعلقان کے قلعہ رہتاس مین ہی

اور مجھے مامور جنگ انگلشی کیجے تاکہ فوج منتخب کر کے انگلشیون سے گرم جنگ ہوون مجال آرام او رفرصت انتظام
مذدون تاکہ جس کا نصیب یاور ہو جلوہ گر ہو عالیجاہ عدم موافقت آب ہوائی رہتاس اور نیز دیگر چند وجوہ سے اس مصلحت کو
نہین پسند کرتا تھا میرزا نجف خان نے کہا کہ اگر یہ صلاح نامنظور ہے براہ تبدیل کہنڈ عازم دکہن ہو جیے اور دکہنیون کی
موافقت سے چارہ کار کیا جاوے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور نیز اونکی بد مزاجی سے جو اکثر لوٹ مار
کرتے ہین اس تدبیر پر بہی راضی نہوا بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھی اور خطوط میرزا شمس الدین کے
بہی اسی رائے مین آگے اور میر سلیمان نے بہی اپنی عرض کو اسیطرف دلالت کی میرزا نجف خان اس رائے سے
عازم ترک رفاقت تھا ہنوز کوئی بات منقح نہوئی تھی کہ عرضی احمد قریشی کی بدینمضمون کہ فرقہ انگلشی محب علی پورہ تک
پہونچکے مفتوح مطالعہ ہوئی اس خبر دروغ سے عالیجاہ کو نہایت تشویش ہوئی اسی ضمن مین دوسری عرضی
خاندکور کی پہونچی کہ انگلشیون کی ایک فوج جلد روراہ گنگ سے بہیجنا چاہیے تاکہ زمینہ مین پہونچکر سدراہ لشکر ہو
اور راہ ہیرا نیکی مخالفت سے زمیندارون کو اشارہ کر دیا کہ ... لشکر کے اسباب ... متعرض ہون
اونہون نے حسب الایما کارروائی شروع کی اور غارت کر کے فراریون نے متوحش خبرین پہونچا دین
عالیجاہ نے باضطراب تمام باوجودیکہ ارادہ قیام رکہتا تھا اور اوسوقت پہر دن چڑہا تھا مگر لاچار کوچ فرمایا
والد مرحوم نے ازراہ شفقت بندہ کو طلب فرمایا کہ اب رفاقت کا موقع نہین لازم کہ ہمارے پاس
آکر رہو چونکہ بندہ کی جو آشنائی صاحبان انگلشی سے تہی اسی باعث سے عالیجاہ سرگران تھا لیکن فقیر نے
بپاس رفاقت علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کے پانہ ملنی کسی ہامن آرامگاہ کے ترک رفاقت
نامناسب جانی عالیجاہ شام کو سہسرام پہونچا صبح وہان سے بمقام سانوٹ مہنا دریائے درگاوتی کے کنارے
گیا خزانہ مین جو لوگ تنخواہ پاتے تھے وقت شب طالبان تنخواہ نے بسبب نہ ملنے تنخواہ کے متصدیون سے سخت کلامی کی
شور برپا ہوا ایس طالبان تنخواہ نے ہائے ہوئے مچائی لشکر مین ایسا شور اوٹہا کہ عالیجاہ مضطرب ہو کر مسند سے دروازہ تک
ننگے پیر آنکر کہنے لگا کہ ظاہر مین اس غوغا کا کوئی سبب نہین شاید کہ نمک حرامون نے کوئی شورش کر
رکہی ہے خیر خدا کو اچہا کرنا منظور تہا وہ شور رفع ہوا اوسکے صبح کو ڈیڑہ لاکہ روپیہ نقد اور پانچ ہاتہی
میرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے کو راضی تہا دیکر رخصت کیا اور خود
دریاچہ کرم ناسہ پر منزل گزین ہوا اسی عرصہ مین میرزا شمس الدین کا خط مع عہد نامہ مہری اور
دستخطی شجاع الدولہ کے جو قران کی سوگند پر تہا پہونچا اور عالیجاہ کیاعث ایسے ایسے فساد اور امور
بیہودہ کے کہ سوہان اوسکی جان اور پریشانی خاطر کا ہر دم تہا اور اس سبب سے خواب و خورد سے فراموش
ہوئے آخر الامر نجات اور خلاص اپنا اسی مین دیکہا کہ کرم ناسہ سے کوچ کر کے ملک راجہ بلونت مین جو داخل قلمرو شجاع الدولہ تہا اب گنگا جا اوتر

عبور کرنا عالیجاہ کا دریاے گنگ سے اور وہان سے متوقف ہوکر میر سلیمان خانسامان کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجنا

عالیجاہ انگلشیون کے تعاقب کے خوف سے بنارس کے متصل پانچ چہہ کوس پر مقیم ہوا اور بندہ دوستون سے رخصت ہوکر بنارس آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین سے شرف پابوس ہوا اور اپنے خالو سید عبد العلی خان بہادر کے مکانین جا اوترا چند روز کے بعد لشکر مین بہی آمد و رفت کرنا شروع کیا گاہ گاہ عالیجاہ کے حضور مین بہی جاتا تہا اکثر وزعیوض رفاقت مین فرمایا کہ صاحب آپکے والد اور بہائی انگلشیون کے ساتھہ خوش وخرم ہین آپ کیون میری ہمراہی مین تکلیف کرتے ہین اونہین کے پاس چلے جاوین بندہ نے بددل ہوکر عرض کیا کہ بندہ نے آپکی رفاقت مین کوئی خیانت نہین کی اور انگلشیون کے ساتھہ وفاق پوشیدہ ونہان اور راہ ظاہر وباطن مراسلات اور جاسوسی کے نہین رکہتے اور میرا پیشہ نہین ورنہ سب لوگ بلا اجازت آپکے راہ سے اودہر ملگئے بندہ کا بہی کوئی مانع نتہا بآرام تمام اور بے خرچ اپنے باپ کے پاس جاسکتا تہا مگر نجابت اور اخلاص نے نچہوڑا کہ ایسی زشت حرکت کرون پس آمد و رفت دربار بند کرکے شیخ مبرور مذکور کی خدمتین اکثر رہنے لگا اور بعض اوقات علی ابراہیم خان وغیرہ دوستان شفیق کی رفاقت مین

ذکر خیانت میر سلیمان کی عالیجاہ کے ساتھہ اور چورالینا بعض کیسہ جواہرات کا راہ مین

الغرض نقود اور جواہر گران بہا کی تہیلیون پر جو سفید کرپاس کی تہین اور ہمراہ سواری زنانہ کے میانون مین رکہکر لیجاتے تہے میر سلیمان خانسامان بر وقت لیجانے رہتاس کے مع بیگم عالیجاہ کے اور نیز بوقت معاودت کے آگاہ اور مختیار تہا شہرت ہوئی کہ بوقت لانے اسباب کے قلعہ رہتاس سے خیانت کی جواہر نفیس بیش قیمت لکہوکہا کا چورالیا اور عالیجاہ کو اوسکے شمار اور جانچ اور محاسبہ کی فرصت نتہی اس سبب سے محل مواخذہ کی بہی میر سلیمان ایسے نوکر سے رکہتا تہا اور میر مذکور اون دنون مین فقیرانہ لباس سے عالیجاہ کے روبرو گریان افسوس کنان کہڑا ہوتا تہا کہ آپکو کیونکر اس آنکہ سے بہ نحالت دیکہونگا تا آنکہ جو شخص شجاع الدولہ کے طرف سے عالیجاہ کی دلجمعی کو آیا تہا اوسکے ساتھہ شجاع الدولہ کے پاس برسم سفارت گیا کہتے ہین کہ وہان حالکم راجہ بینی بہادر اور علی بیگ خان اور میرزا بہلو سے جو ایام طفلی سے وزیر مذکور کا اتالیق تہا نع دیگر عملہ اور ارکان دولت کے بجز سالار جنگ کے جو میرزا شمس الدین کے توسل سے عالیجاہ کا مربی ہوا تہا ربط پیدا کیا اور ہر ایک کے مال خیانت سے تواضع کرکے اپنی ضمانت کا وسیلہ مستحکم کرکے مع تحریر دلجوئی عالیجاہ کے پاس آیا اور قبل اسکے آنیکے میرزا شمس الدین بہی مع رقایم وزیر کے جو نہایت عطوفت اور استمالت مین تحریر تہے

لیگیا تھا اور میرزا نجف خان بوندیل کہنڈ ہوتے ملک بوندیلہ گیا وہان کے لوگون نے اسکی عزت وتکریم کرکے اپنا رفیق بنالیا عالیجاہ نے بعد آنے میر سلیمان اور ہونے اپنی دلجمعی کے اور منتخب کرلینے نوکرون اور ادائی تنخواہ ہر طرف لوگون سے کے عازم لشکر وزیر و بادشاہ ہوا بندہ نے ترک رفاقت کرکے بنارس مین اقامت کی کیونکہ بنابر ناخوشی مزاج جعفر خان کے جو عالیجاہ کے رفقا سے تھے اور رہنا اوسکا گرم ناسہ پیر اور نیز یہ بھی گمان کہ لوگ وزیر کی اعانت عالیجاہ کو دیتے ہین سعادت بجلدی تمام دور از حزم تدنظر ہوئی جو دوسرے شیخ خرین کی صحبت بہی غنیمت تہی زمانہ کی دورو ئی تو حافظ سے حضوص امرا اور روسا مین نہایت مروج وزیر اور بادشاہ بہی عالیجاہ سے جہوٹے وعدہ مدد اور اعانت کے کرتے رہے اور نیز انگلشیون سے بہی معاملہ ہوتا تھا چنانچہ راو شتاب رائے کو جو اول شجاع الدولہ کا نوکر تھا بعدہ راجہ بینی بہادر کی رفاقت مین رہکر تازمان دولت عالیجاہ کے لب لیگیا اور اب بہی راجہ مذکور کے رفقا مین تھا اور بینی بہادر بنابر رجوع میرزا شمس الدین کے جانب سالار جنگ کے اور عدم مداخلت اوسکے اس کام مین اور نیز اپنے شعور سے جو اس مآل اندیشی مین رکھتا تھا اور اسی سبب سے ہر منزل حصول مراد عالیجاہ او موجب تحریص معاملہ میر جعفر خان اور انگلشیان کا تھا واسطے انفصال بیغام معاملات کے مع خلعت نیابت و مہربانی کے بہیجا دونون طرف سے اپنی اپنی حصول مدعا کی بازار گرم کرتے تھے میر جعفر خان نے راو شتاب رائے کے وسیلہ سے ایکہزار روپیہ بہیجکر عبد العلیخان بندہ کے خالو کو بدین سبب کہ عالیجاہ اوس سے بدول ور عظیم آباد سے بنابر رفاقت رام نراین کے بدر کیا تھا طلب کیا اور مورد لطف فرمایا اور اونہین دنون مین والد بندہ مع دیگر برادران بندہ کے میر جعفر خان کے لشکر مین بضرورت آیا اور ملاقات کی لیکن اس سبب سے کہ عالیجاہ نے والد سے التفات کیا تھا میر جعفر خان چندان انسے راضی نہوا

ذکر پہونچنے عالیجاہ کا متصل لشکر شجاع الدولہ کے اور ملاقات کرنا اوسسے اور آنا وزیر اور بادشاہ کا عالیجاہ کی ضمانت میر مقابل انگلشی کو کمال کروفر سے

چونکہ بادشاہ اور وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر آلہ آباد کیطرف تھا عالیجاہ بہی حسب الطلب اودہر کو راہی ہوا اور بعد ورود قرب لشکر و شہر کے کہ تین کوس کا فاصلہ باہم رہتا شجاع الدولہ مع دس بارہ ہزار سوار آراستہ کے استقبال کو آیا عالیجاہ اوسکے آنے سے مطلع ہوا اپنی پلٹنون کو آراستہ سر دروازہ سراپردہ سے پانچ میل تک دورویہ استادہ کیا اور خیمہ نہایت رفعت او شوکت مین برپا کیا اور سرداران سپاہ اور عمایدہ بہی لباس پر تکلف سے حاضر تھے جب وزیر آیا دروازہ کے اندر سے تک استقبال کیا حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا باہم معانقہ کیا اور باتفاق ایک مسند پر جلوہ افروز ہوئے وزیر نے کلمات تسلی بہت کرکے بادشاہ کی ملازمت کو

اپنے ہمراہ استدعا کی عالیجاہ نے اکیس خوان ملبوس مختلف الاقمش اور خوان جواہر زواہرا و راقبال کوہ فیل پیشکش کئے اور باتفاق وزیر کے ملازمت شاہی کو گیا وزیر نے عالیجاہ کو اپنے ہاتھی پر سوار کرایا اور بعد پہونچنے لشکر کے مستفیض ملازمت شاہی ہوئے اور اپنے اپنے لشکر کو دونو صاحب واپس آئے دوسرے روز عالیجاہ وزیر کے بازدید کو روانہ ہوا اوسنے بہی مغلیہ ملازم کو حکم دیا تھا کہ لباس سقرلاتی پہنکر اور بندوق درست دستہ وستہ سر دروازہ سے جہان تک گنجائش ہو استادہ ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بہی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے جب عالیجاہ داخل سراپردہ وزیر ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مسند پر برابر بٹہایا اور بنہایت اشفاق سے امداد فرمائی کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگلشیون سے چہوڑا کر تمہارے حوالہ کر دونگا بعد چند روز کے عالیجاہ نے بصحابت علی ابراہیم خانکے یکدست زیور گران بہا جو لاکہون کا مال تھا واسطے والدۂ شجاع الدولہ کے بہیجکر اونکو خوشنود کیا اور اپنی والدہ بنایا چونکہ شجاع الدولہ کو انفصال معاملہ بندیلا او تحصیل مالگذاری بعض پرگنات آلہ آباد کی منظور تھی اور راجہ بینی بہادر کو بہیجنے منظور حصول مراد تھا مگر تدبیر بہی نتیجہ خیز ہوتے تھے اور خیال مدت مدید کا اوس جوارمین تھا اور عالیجاہ نہضت شرقی کو وزیر سے جلد خواستگار تھا اور انگلشیون کو فرصت دینا مناسب نہ جانتا تھا وزیر الممالک نے عذر معاملہ مذکور کا بیان کیا عالیجاہ نے کہا کہ اگر اسی کا انتظار ہے مخلص کو ارشاد ہو تاکہ کار سرکار کا انصرام کرکے جلد واپس آوے وزیر نے قبول کرکے رخصت فرمایا عالیجاہ جمنا اوتر داخل ملک بوندیل کہنڈ ہوا چونکہ توپہاے بنا وضع فرنگ اور فوج قواعد دان ہمراہ تہی بہادرے بہ تیزتر ہو پہنچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور اوسکے عمدہ قلعہ کے پاس جا پہونچا چونکہ میرزا نجف خان اسکا ممنون احسان تھا اور بندیلون نے ترتیب فوج عالیجاہی کے برخلاف رویہ سپاہ دیکھکر راضی باداے زر واجبی ہوئے اور میرزا نجف خان کے وسیلہ سے معاملہ نے انفصال پایا اور وصول زر معینہ سے الیبان حاصل عالیجاہ شاد کام معاودت ہوا اور لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا اواسط ماہ رمضان ۱۱۷۷ ہجری کو وزیر و بادشاہ اور عالیجاہ بنارس مین خیمہ زن ہوئے بندہ کو تخمیناً پانچ مہینے بنارس مین گذرے تھے کہ اس لشکر کا ورود ہوا اور دوستون کی ملاقات ہوئی کیونکہ عالیجاہ آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول مین شکست پاکر بنارس آیا تھا اور ماہ مبارک کا اوسط یا آخر تھا کہ مع وزیر و بادشاہ کے داخل بنارس ہوا گیارہ لاکہہ درماہہ وزیر الملک کا مقرر کرکے معین کیا کہ جسوقت بارادۂ انتزاع صوبجات شرقیہ کے گنگا پار ہوکر حدود عظیم آباد مین داخل ہون ابتداے سر روز ورود اوس سرزمین سے وہ تنخواہ ماہوار ہی لیا کرے اور اس معقدمہ مین جسطرح سے ہوسکے بسر لیجائے اور منتظر لطیفہ غیبی رہے کہ کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے

فوج انگلشی مین منازعت ہونا و اوتع رام نگر اور اون لوگونکا وہان سے آکر سرکار وزیر مین نوکر ہوتا

موشیر مدک فرانسیس مع اپنے ہم قومون کے رفاقت انگلشی مین تھا اور میر جعفر خان نے عالیجاہ کی لڑائی مین
فوج سے انعام کا وعدہ کیا تھا جسوقت کرم ناسہ پر بعد انقطاع تعاقب عالیجاہ کے مقامات ہوئے ایفائے وعدہ کیا
زر موعود بہیجا مدک مذکور کو مع اپنی قوم کے اوسی روپیہ کے بابت انگلشی سے جھگڑا ہوا حتی کہ مخالفت کی نوبت پہونچی
مدک مذکور اپنی قوم کے ایکسو کئی نفر تہا مع ایک ضرب توپ یا شاید بلا توپ بندوق جہماقی لیکر کرم ناسہ سے
قبل ورود وزیر کے بنارس مین اور بعد روانگی عالیجاہ کے لشکر وزیر کو بلوند سنگہ زمیندار بنارس کے ملک مین آیا
اور افواج انگلشی نے خیند میل تعاقب کرکے بنا بر احتیاط کے کہ ایسا نہو کہین وزیر سے جھگڑا اوٹھ کہڑا ہو لوٹ بہی
گئے آخر الامر جماعہ مذکور مع سردار موشیر مدک کے ملازم شجاع الدولہ ہوئی تینون لشکر یعنے بادشاہ و
وزیر و عالیجاہ کئی سردار شیخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے جناب شیخ مرحوم کے کلام کے خواہش
ممانعت جنگ انگلشی بباعث نہونے انتظام فوج اور فقدان قواعد جنگ کے معلوم ہوتے تھے اور بندہ کو بہی رفاقت سے
مانع تھا کبہی کہتا تھا کہ اس جماعت سے کوئی امر کی کار روائی متصور نہین ہے تنزل گردی کرکے عنقریب
معاودت کرینگے بندہ کو آرزوے پہونچنے اماکن مالوفہ کے خدمت شیخ مین نرہنے دیا بہرحال دریائے گنگا پر
کشتی کا پل باندہکر عبور کیا اور بعد اندک توقف کے متحرک ہوا اور راجہ بلوند سنگہ زمیندار بنارس
جوکہ مرد عیار اور اپنے فرقہ مین جرار اور اسقدر مالدار تھا کہ لوگ اوسکے اندوختہ کا حساب کروڑ سے
زیادہ بتلاتے تھے ہرگز اسوقت تک شجاع الدولہ اور نیز اوسکے والد کے حضور مین حاضر نہوا تھا
اس سفر مین باعتماد قول راجہ بینی بہادر کے جسکا وسیلہ سید نور الحسن خان بلگرامی ہوا تھا اور نیز
ضمانت کل سرداران لشکر خصوص عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ اور راجہ بینی بہادر کے
حاضر ہوکر مشرف کورنش ہوا اور اوسکی رفاقت مین شامل ہوا وہ تین ہزار سوار اور کئی ہزار پیادہ جمعیت
ہمراہ لے اس لشکر کے انبوہی اسقدر تہی کہ جہان تک نظر کام کرتی تہی مردم فوج کی دید تہی لیکن
بے خبری سردار اور عدم حفظ و ربط سے مین لشکر مین ایک دوسرے کو مار ڈالتے غارتگری کرتے
تھے اور کوئی پرسان نتہا کوچ کے وقت جو لوگ ذرا بہی لشکر سے دور ہوجاتے ناگکار لوگ لشکر کے نہین
قطاع الطریقی کرتے بلکہ مار ڈالتے لیکن لشکر کیا تھا گویا شہر کلان ایک جگہ سے دوسری جگہ
متحرک تھا جو کچہہ دار السلطنت شاہجہان آباد مین جو ہند کا چشم و چراغ ہے میسر تھا اوس لشکر مین بہی
موجود تھا بعض ہوشیارون نے وزیر کو سمجہایا کہ انگریزون سے لڑنا اس ملک کے قاعدہ
سے مقرون صلاح نہین کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندہکر استادہ ہوئے گویا سد سکندر ہوگئی اگر دہ

ہزار ہون پچاس ہزار اوسسے مقابل نہین ہوسکتا مناسب وہ کہ چونکہ چہاونی مدت سے عظمود کی
معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بہی اس فن مین مشق بہم پہونچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد
اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور مخدرات کو مع بہیڑ و بنگاہ کے اس جگہ چہوڑیے باقی
فوج سے گذر کر بے اسکے کہ خبا لجالی کی شہرت ہو جریدہ فوج انگلشیہ پر جو اسوقت متزلزل ہوکر گبہرے
جاتے ہین دوڑنا چاہیے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہیے اگر اونکی جمعیت
پریشان ہوئی فتح و نصرت ملی ورنہ جو ملین اونپر تغیرا لی ہو اور اسباب لیس ماندہ جلاکر اور توپ دارا بہ
خراب کرکے تمام روز اونکا تعاقب کرکے رات کو صدمہ شبخون سے دورتر منزل گزین ہوجیے اسیطرح
حصار عظیم آباد تک پیچہا کیے جایئے اگر اسی رہروی مین انکا خاتمہ بالخیر ہوا فبہا ورنہ متعرض قلعہ نہوجیے
سہسرام پہونچکر مع جمعیت لایق مقام کیجیے اور بعض فوج کو سردار شجاع ہوشیار کے ہمراہ سرکار سارن کیطرف
یا کہ آرہ کے مقامات سے عبور گنگا کراکر مامور کیجیے اور ہر جوانب کے لایق عمال تجویز کرکے خلعت وسند
ویکر رخصت دیکر حکم دینا کہ دلجوئی اور حسن سلوک مین ساعی ہوکر کسی رعایا کو رنجیدہ نکرین اور محالات
مذکورہ کا بندوبست نہایت تخفیف مین کرین تاکہ زمیندار اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش
نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور ہو عمل و دخل کرین اور ایک فوج عظیم آباد کیطرف چہوڑکر اوسیطور سے
اوہر بہی عمال سفر کرکے جاوین اور دریا کے دونو طرف دونو فوجین گشت کنان رہین تاکہ جو کشتی شہر سے
عظیم آباد کو عازم ہو جسطرف سے ملاح لے جاتے ہون اوسیطرف کی فوج آوے کشتی کو غارت کرے
اور غلہ وغیرہ سامان رسد حصار عظیم آباد مین داخل ہونے پاوے اسصورت مین اس فرقہ کو
اضطراب بکمال صادر ہوگا اور بجز کلکتہ بہاگنے کے اور حصار عظیم آباد کے چہوڑنے کے کوئی
تدبیر نہ کرسکینگے بعد ازان جو کچہ مناسب ہو عمل فرمائیگا و نیز برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت
راست تہی دلپذیر نہوئی اور درباره جنگ کے جو کوئی کچہ تدبیر یا صلاح عرض کرتا ہرگز اوسکی نسنتا
چونکہ ابدالی کی لڑائی دیکہی تہی اپنے تئین اوسکے مقلد و یکین جانتا تہا اور جواب دیتا تہا کہ جنگ تو
میری رائے اور سلیقہ پر چہوڑنا چاہیے چونکہ جماعۂ انگلشیہ اور انکی فوج نہایت کم اور خرچ سفر برسات
اور عالیجاہ کی لڑائی کی تکلیف کہینچے ہوئے خستہ حال تہی اور شجاع الدولہ کی فوج جرأت اور شجاعت مین
مشہور تہی اسکی لڑائی میدانین مناسب نجانی حصار عظیم آباد مین محصور ہوکر مرنا مناسب سمجہکر مع میر محمد جعفر خان کے
ملک سے لکمال اضطرار راہ عظیم آباد کی لی اور شجاع الدولہ مع بادشاہ اور عالیجاہ کے خوش و خرم
داخل مدود عظیم آباد ہو کر منزل بمنزل قطع راہ کرتا تہا اور اوسکے لشکر کے غارت گر لشکر کے پانچ پانچ

کوس تک علامت آبادی کی نظر آتے تہے عموم خلایق کو اسقدر ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر و
بادشاہ کے ورود سے خوشنود تہے اوسیقدر عاجز ہوکر انگلشیہ کے دعاگو ہوئے کیونکہ اس فرقہ سے
ایسا ظلم نہین ہوا اور کسی مفلس کو ضرر نہین پہونچتا تہا جسوقت ورود لشکر کا مکرر اپنے دریائے سون کے
کنارے ہوا بندہ چونکہ مدت سے آرزو خواہ ملاقات والدہ کا تہا احوال لشکر اور اونکی بیباکی کا فراموش کرکے
چوپالہ کی سواری سے دو تین خدمتگار اور گاو بار بردار کے ساتھ روانہ حسین آباد جو محل المتغا کا دار الملک ہی
ہوا جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین نفر اور دیگر بار بردار کے چہوڑ کر خود پیشتر کو چلا
موضع شیخ پورہ مین جہان کے رہنے والے لشکر شاہ و وزیر کے غارت سے گانون خالی کر گئے تہے پہونچا
اثر ازدحام سا دکہلائی دیا گہوڑون کا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گہوڑے کہان سے آئے آدمی
کیونکر رہگئے ہین اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راہ طے کی تہی
کہ ایک غبار عالمگیر اور اوسکے اندر سنان کی چمک درخشان نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی بعدہ دیکہا کہ
ہزارون مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی کے جو وزیر کے ملازم تہے اونکے پیچہے
چلے آتے ہین بندہ اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کو ڈرا اور گاو بردار کو بہی اونکا تحفہ سمجہا
خیال آیا کہ ابہی دور ہین شاید مجہے نہ دیکہا ہوگا کنارہ دریا سے اوتر کر نیچے کی طرف سے ریگ سون مین
کنارہ پکڑکر اپنے ملک کو جانا چاہئے کہارون کو حکم دیا یہ لوگ پرانے نوکر تہے انکے افسر نے نہ مانا
اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکہا ہے اونہون نے ہمین ضرور دیکہا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامرادی پر
خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے پس مناسب یہ ہے کہ انکے درمیان مین بکمال دلیری جائیے بندہ نے سمجہا کہ سچ کہتا ہے
اسکی صلاح کو پسند کیا بیت گاہ باشد کہ کودکی ناداں ٭ بغلط بر ہدف زند تیرے ٭ جب نزدیک ہدکر کے آپہونچے ایک مغل نے
صف سے باہر آکر قبیلۂ روشن کو بچائے ہمہود بندوق پر رکہکر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے
اور کہان جاتا ہے بندہ نے بہی دلیرانہ جواب دیا کہ تجہے کیا کام ہے وزیر الممالک نے واسطے لانے
سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے جو کہ مرد عمدہ اور صاحب جاگیر دامن قلعہ رہتاس مین
رہتا ہے مجہے بہیجا ہے لہذا وہان کو جاتے ہین اوسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے یہی جواب دیا ہمارا
رفیق اور بار برداری ہمارے پیچہے آتی ہے یہ کہکر روبراہ ہوا اوسنے میری دلیری کا جواب سنکر
میری گفتگو کو صدق جانا اور اپنے ارادہ سے باز رہکر واپس ہوا اور میرے مال اور رفیق سے کچہہ
تعرض نہ کیا بعد ازان نصف میل پر ایک دستہ ملا مگر اوسنے کچہہ چہیڑ چہاڑ نکی مگر چارون طرف سے
دیہات روشن جلتے ہوئے اور دہوان چہایا نظر آیا جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع مہوان مین پہونچے

لیکن گانوین ویرانی ایکدو پاسبان نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ اور آگے ہی غارتگرون کے قدم بڑہے ہینے جوابدیا کہ یہین تک آئے اور دیہات کو لوٹ مار چلا کر لیگئے بندہ نے کہا دوسرے دیہات مین خبر پہونچا دو کل وہ یہان سے بہی پیشتر کو جا وینگے تھوڑی دیر وہان ٹہر کر آگے روانہ ہوئے اور حسین آباد پہونچکر دو روز مقام کیا والدہ وغیرہ کو دیکہکر مع سید علی خان اپنے بہائی کے لشکر کو معاودت ہوا لشکر اوسوقت محب علی پورہ سے گذرا تہا چورون کے خوف سے بڑی مشقت مین راستہ کٹا جماعہ انگلشی اور میر محمد جعفر خان نے بشہر مین پہونچکر اپنی فوج کو جریدہ کیا اور بارادہ مزاحمت چند کوس اردل سے آگے بڑہے اور آپ مین تاب اور تحمل مقابلہ فوج شجاع الدولہ کی نپاکر واپس ہوئے اور عظیم آباد آکر بعض توپ کو بروج حصار پر لگادیا خود پچا پہاڑی کے سد دریائے دجلہ پر جو اکثر برسات مین شہر پر محیط ہو جاتا تھا منزل گزین ہوئے بطور مورچال کے قایم کیا اور ایک توپ بہی پچا پہاڑی ٹیلہ پر چڑہائی اور میر محمد جعفر خان کو مع ہمراہیان ہندی کے سد مذکور پر مگر شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کمپنی تلنگہ کی اوسکی محافظت پر چہوڑی گویا میر جعفر خان کی انگلشی پشت پر مستقل تھا شجاع الدولہ شہر آباد سے بسبب طغیانی کے لشکر لیواسطے کنارہ دریائے سوہن کا پکڑ کر راہ راست عظیم آباد کی چہوڑ پہلواری مین عظیم آباد کے چار کوس پر منزل گزین ہوا اکثر اس منزل مین کنوئین کی کثرت تھی مگر پہر بہی پانی کی قلت اور بہی کوئین تعمیر ہوئے

فاہرا ایکروز رہکر دوسرے روز کی صبح کو بارادہ جنگ مع عالیجاہ اور مل سپاہ کے سوار ہوا

دینا شجاع الدولہ کا انگلشی سے ... دریافت کرنا اسکے احوال کا اور چند روز توقف کرنا لڑائی مین اور لوٹنا بکسر کو اور چہاونی کرنا وہان و بدعہدی کرنا عالیجاہ سے

شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کے مانند بیحساب تھی سوار ہو کر شارع عام سے جو تالاب بیٹہی پور اور لہانی پور اور مقبرہ میر عالیجاہ اوسراہ پر واقع تہا بیشتر گیا اور بینی بہادر مع راجہ بلوند سنگہ کے وزیر کے دست راست اندک فاصلہ پر اور عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ بالگذا ہیلی بہیت اور بریلی وغیرہ کا مع دو تین ہزار روہیلہ اور گشائین ہمراہ پانچ چہہ ہزار ناگہ کے وزیر کے قول مین تہا اور عالیجاہ مع پانچ پلٹن کے جو سمرو کی سرداری مین مع توپ وضع انگریزی اور بندوق چقماقی سے آراستہ تہین اور پانچ چہہ ہزار سوار بہی ہمراہ رکہتا تہا بینی بہادر کے دست راست مگر بڑے فاصلہ سے تخمیناً ڈیڑہ کوس مقابل پچا پہاڑی اور مورچہ جعفر خان کے واقع تہا ایک گولہ کی تفاوت سے دور جاکر استادہ ہوا بندہ جو کسیکی نوکری کا سررشتہ نہ رکہتا تہا اسپ سوار بنابر دوستی علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر بعد میرزا عبد اللہ کے ہمراہ عالیجاہ کی فوج مین تہا جہان چاہتا تہا جاکر تماشا دیکہتا تہا تا آنکہ

شجاع الدولہ آبادی خارج شہر کی عمارت کے پناہ مین آہستہ آہستہ آکر متصل میدان علی باغ راہ بیر
حسین خان مرحوم کے نمایان ہوا اور توپ وہان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے جسارت کرکے
قدم بقدم آگے کو چلا انگلشیہ کے طرف سے بہی متواتر گولہ برس رہا تھا اور دو گولہ ایک توپ کلان کے
سمرو کے طرف جو البتہ خمس کروہ پیشتر عالیجاہ سے صف آرا تھا اوسکی فوج مین پہونچے اور ہمراہی
تلنگہ زخمی ہوتے تھے اور کبہی گولہ اوسکی فوج کے اوپر سے نکل جاتا تھا مابین میدان مین گرتا تھا شتر سوار
شجاع الدولہ کا عالیجاہ کے پاس پیغام لایا کہ بندہ انکے عدو سے گرم ستیز ہے تم وہان کہڑے کیا کرتے ہو
آکر یورش کرو اور اگر تاب نہین سمرو کو مع توپ او تلنگہ کے معین کرو تا کہ ہمارے پیشتر جاکر توپ اندازی کرے
اور اطراف سے سوار لوگ حملہ کرین عالیجاہ نے بغیر مع جواب کہلا بہیجا اور نہ خود گیا نہ سمرو کو بہیجا
وقت ظہر تھا کہ گوشائین نے حملہ کیا انگلشیون نے بہی باڑہ مارنا شروع کیا اور ایک تلنگون سناسی کا
خاک ہلاک پر گرا مغلوب ہوا بندہ نے جو عالیجاہ کے لشکر سے لوٹ کر اوسکے اور بینی بہادر کی فوج
کے درمیان مین تماشا کر رہا تھا دوستون سے کہا کہ اگر بعد شلک کے پہر توپ انگلشی کی صدا ہو
غلبہ انگلشیان جاننا چاہئے اور گوشائین کی شکست درصورت خلاف فتح و ظفر کے بہی برخلافی ہے
اسی انتظار مین تھے کہ بعد دو ایک شلک کے پہر توپ کی آواز آئی اور شجاع الدولہ کی فوج باہم
جمع ہوئی بعد دو گہڑی کے عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ مع فوج وزیر اور ہمراہیون کے یورش آور ہوا
اور اسیطور پر بعد آواز شلک ہم توپ کے منتظر ہوئے بعد لمحہ کے چند آواز توپ کی گوش زد ہوئین
اور مہدی گنج کے طرف والے برج سے بہی گولہ اندازی شروع ہوئی پہر فوج شجاع الدولہ نے جمعیت
کرکے تین گہڑی دن باقی رہا تھا کہ تیسری بار یورش کی اور جو کچھ اوسکے لوگون مین تاب و توانائی تھی
خرچ کرکے صفوف انگلشی مین زلزلہ ڈالدیا یعنے انگلشی کے دہل طنبور چہین لئے آلا انگلشیون نے
بڑا استقلال کیا برابر شلک مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہوئی پسپا واپس ہوئے
لیکن بلوند سنگہ اور بینی بہادر اپنی جگہ سے نہ ہلے مگر شیخ دین محمد جمعدار پسر تبنائے شیخ مجاہد کا کام آیا
اور میدان جنگ مین دنیا سے راہی ہوا اور بندہ نے اپنی آنکہون سے دیکہا کہ ہوائی شرقی کے
جہوکے لشکر وزیر کے روبرو آنے لگے اول مغربی تہی یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنانا بندہا
اوسیوقت دیکہتے ہین کہ تیسری باڑہ کے بعد انگلشی لوگون نے اپنی توپ کو جسجگہ تہی وہان سے
پیشتر بڑہا لیگئے اسی عرصہ مین وزیر کا شتر سوار عالیجاہ کے پاس آیا اور انکے تساہل اور عدم
یورش کی ملامت کرنے لگا اور کہا کہ اب تو دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہے بہیڑ و بنگاہ کو

واپس ہوجیو کل تدارک مافات مین مصروف ہوجیو عالیجاہ نے سمروکو بہی اطلاع دیکر واپس کرلیا
شجاع الدولہ اسسے پیشتر چہہ مہینے آگیا تہا عالیجاہ نے ضعف راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوئی
ظاہرا ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے برآمد ہوا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادہر کہڑا ہے چونکہ انگلشیونکو
عالیجاہ سے نہایت عداوت تہی پس ایک باڑہ ماری سست قدمان مجہول جو پیچہے رہ گئے تہے اس
جسارت کو دیکہکر مضطرب بے اختیار فراریون کے طور پر اپنی اپنی جگہ گئے ہندہ خود عالیجاہ سے
پیشتر غافل تہا اسوقت کہ سب سپاہ اور ہجوم سپاہ تہا معلوم نہوا کہ عالیجاہ کب اپنے خیمہ مین
داخل ہوا بندہ جو ستارہ کہ مغربی اول شام کو طلوع ہوا تہا اوسکو لحاظ کرکے طرف لشکر کی چلا جاتا تہا
تا انکہ خیمہ مین جا پہونچا صبح کو سواری وزیر کی خبر مشتہر ہوئی لیکن کچہہ ظہور نہوئی بعد دو روز کے دمل کی خبر آئی
کہ وزیر کے عاید ہوا اور بعض کمپنی بہی کہ اس لڑائی مین گولی کہائے تہے جسکی شہرت دنبال کے نام سے
کردی بعد شفا کوچ کرکے دریاے پن پن جنوبی حصار عظیم آباد کے طرف خیمہ کیا ہر روز تازہ خبرین
اوڑا کرتی تہین کبہی یہ کہ میر جعفر خان کے مورچال سے یورش ہوگئی کبہی مشرقی شہر کے جانب سے
دہاوا ہونے کی خبر اوڑتی تہی اور وزیر چند سوارون کے ہمراہ حسب ضابطہ دیرینہ شہر دمورچال مین گشت کنان تہا

وزیر کا لشکر انگلشی مین محصور ہونا اور فضل الہی سے رہائی پانا

ایکروز چند سردار انگلشی مع میر مہدی خان کے جو عالیجاہ کے لشکر سے جاکر انگلشیونکے متفق ہوئے
تہے نکلکر اپنے حصار اور وزیر کے لشکر کے گرد گہومتے تہے اور چند بیرہ تلنگہ کے بہی ہمراہ تہے وزیر سے
کہ نہایت جریدہ مع چند نفر کے جنگل مین گہوم رہا تہا دو چار ہوا طرفین سے نادانستہ ارادہ دست برد
ہوا اور باہم طعن اور ضرب تیر و تفنگ کی بطور قراولی عمل مین آئی جب کسیقدر نزدیک ہوئے میر مہدی خان نے
وزیر کو پہچانکر سردار انگلشی کو جو کہ شاید میجر کرنگ تہے اطلاع دی اور فوج دیگر نہایت جلد شہر سے
طلب کرکے وزیر سے مشغول آویزہ رہا جب فوج جدید شہر سے آنکلی کمپنی وزیر کے ہمراہیون سے
دوڑکر لشکر وزیر مین خبر پہونچائی کہ وزیر انگلشی کے غلبہ مین محصور ہوگیا وزیر نے اپنے تئین تہلکہ مین
پاکر باہر نکلنا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے عطف عنان کرکے باہر نکل گیا لیکن جب خبر
لشکر مین گئی عجب انقلاب ظاہر ہوا عالیجاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوسکی
نہایت جلد مدد کو جا پہونچا اور اسکو راہ مین پاکر باہم گرم عادت کی القصہ اسیطرح سے دو ایکروز
کم زیادہ ایک مہینا گذرا اور برسات قریب آئی شجاع الدولہ کی یہ رائے ہوئی کہ الحال حصار کے قریب
اقامت بہتر نہین بلکہ بہن جو مقامات صوبہ عظیم آباد سے لب گنگ مقابل غازی پور متعلقہ وزیر کے جسکا تعہد

راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کو بھی سکونت واجب ہے بعد برسات دیکہا جاویگا الا جرم بمنزل سہو کے مقام مذکور مین آچہاونی کی والد بہی بنظر ملازمت وزیر و بادشاہ کے لشکر مین حاضر تہا اور بندہ نے عالیجاہ سے دلگیر ہو کر بادشاہ کی ملازمت مین ہمراہ والد بسر کرتا تہا تا آنکہ بعبر کہو لو رستے دریائے سوہن کو پایاب عبور کرکے لب دریا پر بندرہ روز تک خیمہ گاہ رہا اور وہانسے قصبہ آرہ دار الملک بہوجپور مین لشکر آیا والد وہانسے بازگشت جاگیرات کو مصمم ہوئے اور بندہ نے بہی لوا دیدا و ضاع لشکر رفاقت مناسب نجانی چونکہ پیشتر سے تعرض انگلشیہ خصوص ڈاکتر فلرٹن نہایت مرتبہ دوست تہا اور شجاع الدولہ کی لڑائی مین اوسکے خطوط بندہ کو آتے تہے اور اوسنے مکرر لکہا کہ بادشاہ کو اون لوگون سے موافق کردون بندہ نے والد سے عرض کیا کہ اگر یہ صورت ہو موجب ممنونی جماعہ انگلشی کی ہو گی وزیر کا حال معلوم ہے کہ فتح دور ہے پس اسصورت مین اگر انگلشیون سے رابطہ ہو جائے دور مصلحت سے نہو گا اور یہ بہی معلوم ہے کہ اوسکو بادشاہ سے اتفاق کرنا مدعا ہے پس اگر بادشاہ کو بہی منظور ہو تو شقہ لکہوا دیجے والد نے باتفاق منیر الدولہ کے بادشاہ سے سلسلہ چہیڑا چونکہ بادشاہ بسبب خود سری وزیر کے اوسکے پاس رہنے کو راضی نتہا فوراً راضی ہوا شقہ خاص دستخط مفصل سے لکہکر اشارہ دیا کہ یہ شقہ اسی قابل یعنی بندہ کے معرفت پہونچیگا قابل قبول ہے اور اسکے معرفت کے سوا اگر دوسرے کے ذریعہ سے کوئی شقہ پہونچے تو سمجہنا کہ بپاس خاطر وزیر وغیرہ کے صادر ہوا غرض بادشاہ کی اس تحریر سے یہ تہی کہ راوشتاب لئے کے درمیانی نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تہا اور بندہ کو بہی تاکید کی کہ اس رقعہ کا مضمون افشا نکریئیگا بعد حصول رقعہ بندہ مع والد لشکر سے نکلکر عظیم آباد کو چلا والد مرحوم حسین آباد کو روانہ ہوا اتفاق وقت کو دیکہئے اوسی زمانہ مین ڈاکتر فلرٹن کو میجر کرنگ سالار فوج انگلشی سے نہایت درجہ کی نفاق ہوئی جسکا بیان نہین ہو سکتا جب بندہ مع شقہ شاہی قریب عظیم آباد آیا اور ڈاکتر کو اطلاع دی اوسنے سردار فوج کو مطلع کرکے اپنے ہرکارہ مع ہرکاران سردار مذکور کے مع رقم مزاحمت بنام محافظان راہ جو کہ اکثر کپتیان مع فوج بر سر راہ آبادی شہر کے مقرر تہے بہیجکر بندہ کو طلب کیا بندہ اسکے گہر جاکر حال نفاق مذکور پر مطلع ہوا تاکید کردی کہ اسکا مضمون سازہو رام کو جو وکیل راوشتاب رائے کا ہے معلوم نہو ورنہ بڑی قباحت واسطے بادشاہ اور منیر الدولہ اور نیز بندہ ہو گی ڈاکتر نے کہا بندہ حتی الوسع اخفا کریگا لیکن میری رائے پر تعمیل ہونا اب ناممکن ہے غرضکہ دوسرے روز میجر کرنگ نے بندہ کو طلب کیا اور نیز میر جعفر خان کو بہی بلایا اور آخر روز بندہ اور ڈاکتر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اوسنے شقہ کو سر پر رکہکر کہولا اور تنہائی مین

علی بیگ خان کو عذر خواہی اور دلجوئی کو اپنی طرف سے اور نیز اپنی مان بی بی صفدر جنگ دختر برہان الملک نواب بیگم کے طرف سے بھیجا اونسے پہونچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات اون دونون کے طرف سے کیئے عالیجاہ اوسقدر تقریرین سلیقہ نرکھتا تھا جلد علی ابراہیم خان کو طلب کیا خان مرحوم نے اس تبدیل لباس کی خبر سنکر بلحاظ بدگویون کے اگرچہ ترک لباس نکیا مگر پیرہن اور دستار مختصر سے آراستہ ہوکر دربار مین حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تمکو نواب وزیر نے طلب کیا ہے علی ابراہیم خان اوسی نیت سے علی بیگ خان کے ہمراہ ہوکر وزیر کے در دولت کو روانہ ہوا عالیجاہ نے کہا اسی لباس سے وزیر الممالک کے پاس جاوئگے اونسے جوابدیا جب آقا کی یہ صورت ہے بندہ کو بجز اس لباس کے کیا ضرورت تکلف ہے اوسیطرح سے ہمراہ علی بیگ کے حاضر خدمت وزیر ہوا وزیر نے خاطر بیشمار کرکے تغیر لباس عالیجاہ کا موجب استفسار کیا اور اپنی گفتگوئے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو مینے ظاہر کردیا اوسکو تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے جوابدیا کہ آپکے پاس بامید عنایت اور اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نتھی اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون گوشہ مین جاکر اپنے اپنے مقدمہ کی پیروی مین گفتگو کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کسیطرح ذمہ عالیجاہ کے تحویل مبلغ ثابت کریگے علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے پوچھا کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا دونون طرف کی گفتگو سخت ہے وزیر نے خانتذکور کو خیمہ خس مین بلاکر جو کچھ پوچھنا تھا پوچھا اور جو کچھ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان سے سوال و جواب ہوئے تھے سنے اوسکے بعد کہا اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے خانمذکور نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجۂ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھ گئے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کئے اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین ہنوز یہ کلام نہ کہنے پایا تھا کہ وزیر بھی آپہونچا اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور عرض کیا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمایئے اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنئے عالیجاہ نے منظور فرمایا اور بسبب اشعار اوسکے عمل نہ کیا

وزیر کی تحریک سے سمرو و شکر ام کا عالیجاہ سے تقاضائے تنخواہ کرنا

بعد دو تین روز کے سمرو نے مع اپنی پلٹنون کے حسب ایمائے وزیر عالیجاہ کے خیمہ پر بنابر تنخواہ محاصرہ کیا

چونکہ روپیہ تہا اشرفی اندر سے منگوا کر دلادین اس ماجرا کے بعد عالیجاہ نے سمرو کو پیغام دیا کہ اب بہت آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہین پلٹن اور عملہ توپخانہ کو برطرف کرکے توپین اور بندوق چقماقی خانساماني مین سپرد کردو اور دو پلٹن رکھہ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے متفق ہوگیا تھا جواب دیا کہ اب توپ و بندوق اوسکی ہین جسکے پاس ہین اور خود وہان سے مع پلٹن وزیر کا ملازم ہوگیا

قید ہونا عالیجاہ کا وزیر کے ہاتھ سے

چونکہ شب ہو شیو جنتیل بغراسیس جو پیشتر عالیجاہ کا ملازم تھا اور بعد برطرفی وزیر کا ملازم ہوا تھا علی ابراہیم خان سے نہایت دوستی رکھتا تھا پانچ چہہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر آیا اور علی ابراہیم خان سے کہا کہ کل وزیر کی فوج عالیجاہ کے ستیزی کو آویگی خدا معلوم اوسوقت کے دار و گیر مین تمیز کیا گذرے اگر یہ لوگ تمہاری حفاظت مین رہین کوئی معترض نہو سکیگا علی ابراہیم خان نے بعد شکر گذاری اخلاص کے کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جب کہ عالیجاہ کو وہ بلا ہوگی بندہ بہی کسیکی ضمانت نہین چاہتا دوسرے دن پہر دن چڑہے فوج وزیر کی سوار ہوکر خیمہ عالیجاہ کو قاصد ہوئی جب نمودار ہوئی دوبارہ ہو شیو جنتیل اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر خانندکور کے پاس آیا اور سخنان دیروزہ کا اعادہ کیا اسنے بہی وہی جواب دیا ناچار وہ گریان و زار لوٹ گیا اور فوج وزیر نے خیمہ گاہ عالیجاہ کو محصور کرکے حرم سرا اور دیگر کارخانجات مستحکم کرلئے جو سردار کہ اس کار ناہنجار پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمہ مین گیا اور اوسکو ہاتھی پر سوار کراکر خود ہمہ فوج کے عقب سوار ہوا اور اپنے لشکر مین لیجاکر جا بجا سے محبوس کردیا

محروس ہونا علی ابراہیم خانکا بموجب حکم وزیر اور رہائی پانا بحسب تقدیر

آخر روز چند سوار وزیر کے یک چہٹ علی ابراہیم خان بہادر کے خیمہ پر آتے ہوئے دکہلائی دئیے خانندکور کو معلوم ہوگیا کہ میرے واسطے آتے ہین پس چند عزیزون کو جو اوسکی خدمت مین حاضر تھے اور بستر بیماری پر سو رہے تھے جگا کر کہا کہ یہ لوگ ہماری تلاش مین آتے ہین پس جو چاہے نکلجائے اس کلام سے ہم نشین لوگ اپنی راہ لگے مگر میر شطاری اور ثابت خان اور خواجہ عبد اللہ اور واجد علی خان اوسکے رفیق حال رہے تا آنکہ سواران مذکور آپہونچے اور اوسکی حراست مین ٹہرے قبل اس واقعہ کے ایک شخص علی ابراہیم خان کا دست گرفتہ برہان خان نام جمعدار افغان نے جو کسیقدر طالب علمی اور فراست رکہتا تھا اور اپنے تئین فدائیان خانندکور مین جانتا تھا ظاہر کیا کہ جو کچہ دشمنون سے پوشیدہ رکہنا منظور ہو میرے حوالہ کرو علی ابراہیم خان نے کہا کہ بجز دو فیل اور چند شتر کے کوئی چیز میرے پاس نہین انکو جسطرح سمجہو نگاہ رکہو اوس صدیق صداقت شعار نے کہ کسیکو اپنے موافق سچا نہ جانتا تھا اون ہاتھی اور اونٹون کو لیکر اپنی راہ لی کہ پہر پتا نہ لگا القصہ علی ابراہیم خان عین بیماری مین حیران اور قدرت پروردگار کا نگران تھا اور سب رفقا عالیجاہ کے وزیر سے موافق ہوگئے تھے مگر حافظ اسرار خان

منشی اور بعض متصدی قید ہوکر ہردم وزیر کے حوالات مین تھے کسی نے دوستان حاضرین سے
علی ابراہیم خان سے کہا کہ وزیر کو عرضی لکھئے اوسنے دو کلمہ اپنے حال کے لکھہ بہیجے اوسوقت وزیر
محل مین تھا لیکن چونکہ ابراہیم خان کو بسبب آرسیدگی مزاج اور حسن اخلاق کے خداوند تعالی نے
محبوب القلوب پیدا کیا تھا حرم سراے وزیر کی نگاہبان جو عورات تہین اور ہر وقت پہونچا نے
زیور جواہر وغیرہ کے جو اوسکی مان کو لیگیا تھا آشناسا تہین اوسکے حال سے نہایت رنجیدہ ہوئین اور
عرضی وزیر کو پہونچا دی خواجہ سراسنے وزیر کی طرف سے آکر سوارون کو تاکید کی کہ دور سے ناظر رہکر بے ادبی
نکرین اور عرضی مین دستخط کئے کہ آپ سے تعرض نہین چند امور آپ سے دریافت کرنا ہین دلجمعی رکھئے
دوسری صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسی کے نام سے مشہور تھا آکر کہا کہ تمہین
وزیر طلب کرتاہے علی ابراہیم کرتہ اور دستار سے دربار مین بسواری پالکی روانہ ہوا سواران ہمراہی
جو تندمزاج تھے کبھی اسکی پالکی جانب محبس عالیجاہ کے لیجاتے اور کبھی کسی اور طرف جب دو تین مرتبہ
ایسی حرکت ہوئی خان مجبور نے کسی آدمی کو بہیجکر شجاع قلی خان سے کہلا بہیجا کہ ناحق سواران ہمراہی دق
کرتے ہین جہان ارشاد ہو حاضر ہون اسنے کسیکو بہیجکر تاکید کی کہ سوارون کو تہدید کرکے خانصاحب کو ہمارے
پاس لاوے وہ وہان سے دشنام دہان آپہونچا علی ابراہیم خان کو نوبت تمام دیوانخانہ وزیر مین جہان
کہ میرزا امانی والد وزیر کا مکتب تھا لیگیا شجاع قلی خان اور بینی بہادر اور ہوشیر جنگ اور یاقوت خان ناظر
وغیرہ یکجا حاضر تھے ہوشیر جنگ نے دور سے خانمذکور کو دیکھکر تعظیم کو کہڑا ہو گیا اور لوگ بہی اوسکے ساتھ
استادہ ہوگئے اور خانمذکور کو بعزت بٹھلایا تکلفات رسمی وغیرہ سے گفتگو کی دو انکہلانے پر غم ظاہر کیا بعد
حکیم محمد خان کے پاس آدمی بہیجا اور دوا اور غذا کی فکر مین ہوئے خانمذکور نے عرض کیا کہ اب دن تہوڑا ہے
دوا خوری کا وقت نہین فردا تکلیف کیجیگا بعدہ حضور وزیر مین لیگیا اوس جگہ سہیل علیخان خواجہ سرا
داروغہ فیلخانہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیجاہ کے وزیر کے حضور مین استادہ تھے خانمذکور
حضور مین پہونچا ایک اشرفی نذر دکھلائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا جماعہ مرقومہ سے بینی بہادر اور شجاع قلیخان
اور یاقوت خان بہی بیٹھے وزیر لباس ولایتی ہاتھہ مین کمال رعونت سے سریر آرا تھا علی ابراہیم خان
کی طرف رخ کرکے کہنے لگا کہ کیون صاحب تمنے امیر قاسم خان سے کیا برائی کی تہی جو اوسنے بیچا پہاڑ کی
کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے روبرو سے معاودت ہو مجہیر وہ فیر کرے
علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ مجہے آگاہی نہین افسوس کہ اوسکے واسطے آپنے یہ تکلیف اوٹھائی اپنے
دارالملک سے اوسکی مسند نشینی کو ادہر قدم رنجہ کیا اور وہ آپ کے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے

آشفتہ ہوکر کہا کہ کیا مین در دمگو ہون سمرو کو طلب کرکے مقابلہ کرادون خان مذکور نے آزردہ ہوکر کہا کہ مینے اپنی بے خبری بیان کی ہے اسکو جو تمہا نہین بناتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بہی مقابلہ کو طیار ہوگا وزیر نے خجل ہوکر بکمال دلداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو مگر عالیجاہ تمسے بہی بد تھا اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنی محفل مین میری شکایت کرتا تھا اور تمکو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم نہین جانتے کہ تم ایسے رفیق سے کیون بد ہوئے علی ابراہیم خان نے جواب دیا مینے اونکی خدمت مین کوئی تقصیر نہین کی مگر یہی کہ بروقت نکلنے حدود عظیم آباد سے اختلاف رائے تھا لوگ کہتے تھے کہ مرہٹہ اور اعیان دکہن کے پاس جانا چاہیے اور بندہ حضور کے طرف آنے کو مبالغہ کرتا تھا چونکہ آپکا آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جاے امن و پناہ عالیجاہ کو میری نظر مین نتہا وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوا پھر کوئی بات نکر سکا جانب حرم سرا متوجہ ہوا مقربین نے تا دروازہ مشایعت کرکے سلام گذارش کیا وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ کرکے کچھ اپنے مقربین سے کہا شجاع قلی بیگ و غیرہ نوکر خانہ قوم کر اوسی مکتب مین لیگئے اور بعد نشست کے فرمایا کہ وزیر چاہتا ہے تمہین اپنا رفیق بناوے اور حکم دیا ہے کہ اسیوقت جو کچھ آپکا مال و اسباب جلیبوس لیگئے ہین وہ بجنسہ لاکر حاضر کرین اور اونہون نے لاکر حاضر کیا اور یہ بہی کہا کہ اپنے دیوانخانہ کے قرب مین خیمہ کرنیکو حکم دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ تم معتمد خانہ عالیجاہ اور اوسکے رازدار ہو بعض رفقا کی بے امانتی کا حال مہاجن بنارس کے پاس سے معلوم ہوا لیکن تمہاری اور عالیجاہ کی امانت کا معلوم نہین ہوتا چونکہ تیرہ بڑا اعتماد رکھتے ہین کہتے ہین کہ چالیس ہزار اشرفی تمہارے حوالہ کی ہین اگر واقعی ہے جس کو سپرد کیا ہے ضرور تمہین معلوم ہوگا اوسکے تبلانے سے وزیر کی مہربانی تمہارے حق مین نہایت ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے ابتک ایسے امور کا استفسار بندہ سے نہین کیا تھا اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ معلوم ہے عرض کرونگا اور لوگون نے ننہو سنگہ ہرکارہ کو جو کہ سیکڑونکا خون کراچکا تھا اور سمرو کے رفقا مین تھا اور اس اشرفی کا حال بہی اوسی نے بیان کیا تھا طلب کرکے مقابلہ کیواسطے روبرو کھڑا کیا اس جواب سے جو کہ خان مذکور نے دیا کسی تہمتن نے جاکر نواب کو بشارت دی کہ کچھ امید حصول اشرفی کی ہوتی ہے جب لوگ متنفر ہوئے خان مذکور نے کہنا شروع کیا کہ آبدار خانہ سے جواہر خانہ تک سب سمرو کے پہرہ مین سپرد تھا لاکھ اشرفی اوسکے حوالہ ہوئین تہین سرکار مین نہین پہنچین لوگ ننہو سنگہ سے متوجہ ہوئے اوسنے انکار کرکے کہا کہ محض بے اصل ہے علی ابراہیم خان نے کہا جسوقت ایسے شخص کا کہنا جو معتمد اور امین ہو سراسر بے اصل ہو تو سبکسران بے مغز اور بے اعتبار کے کہنے کا کیا اعتماد ہے بہادر اس خبر کو سنکر محلسرا کے دروازہ پر گیا اور یہ حقیقت وزیر کو کہلا بہیجی

اور یہ بھی کہا کہ جو شخص جواب مین التزام دے اور نیز لوگون کی نادانی ظاہر کرے اوسسے معارضہ کرانا بجز بیفضیحتی کے کوئی ثمرہ ندیگا وزیر نے رخصت معاودت صادر کی علی ابراہیم خان نے شجاع قلی سے کہا کہ بیکس بارہ آدمی شکستہ حال ہمراہ ہین اور اطراف دیوانخانہ مین آرام خاطر میسر نہین اگر عنایت فرمائی جاوے اپنی حویلی مین جگہ دیجیے شجاع قلی خان کے دروازۂ حرم سرا پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لاکر جگہ دی اور نہایت تواضع اور دلجوئی سے کارفرما رہا ڈیڑہ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا چھوڑا اور عالیجاہ مال جہان تک عورتون اور خواجہ سرایون وغیرہ ملازمین کی جد و کوشش سے معلوم ہوگیا وزیر کی ضبطی مین آیا ہان کسیقدر جواہرات گران قیمت جو قبل اس سانحہ کے عالیجاہ نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بہیجدئے تھے باقی زندگی اور پریشانی مین کام آئے اسکی عورتون مین اگر کسیقدر لونڈیون اور دلالہ کی وساطت سے بانام معتمد نے مخفی کی ہون احتمال ہے مگر صاف معلوم نہین

روانہ ہونا میر سلیمان کا واسطے لینے قلعہ رہتاس کے اور واپس آنا وہان سے نہایت ندامت اور یاس سے

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے انگوٹھی سلیمانی ہاتھہ مین لیکر نزدیکی خدمت وزیر کی بہم پہنچائی اور بوسیلہ مقربان کے ظاہر کیا کہ یعقوب کیدان فارس قلعہ رہتاس میرے متوسلون مین اور ساہ مل متصدی وہانکا قلعدار بھی میرا دست گرفتہ اور مال وغیرہ سب معلوم مذوی کو اگر حکم ہو تدبیر کرکے قلعہ مذکور حوالہ وزیر کردے وزیر تو اسطرح کی خواہش اور جستجو کی میر مذکور کو مورد مراحم کرکے حسب استدعا چند تحریر بنام میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب وغیرہ کے تحریر کردین میر سلیمان باعتماد محبت سابقہ کے جو کہ بنیاد ... ن کو بسبب تقاضائے وقت کے ہوتا ہے رہتاس آیا اور میجر منیر سردار فوج انگلشی نے جو کہ بادشاہ انگلشی کا ملازم اور تازہ وارد واسطے فوج کو بنابر مقابلہ وزیر کے عظیم آباد آیا تھا ایک خط بندہ کے نام بوساطت ڈاکٹر فلرٹن کے لکھہ بہیجا کہ اگر قلعہ رہتاس ... تمہارے تئین ملجاوے موجب مزید دوستی متصور ہے بندہ نے راجہ ساہ مل سے جو کہ پیتے تے وہ ہمارے زیر احسان اور اوسکے اقربا ہماری جاگیر سے قرب رکہتے تہے یہ راز کہا اور سمجہایا کہ انگلشی غالب مین عنقریب وزیر مغلوب ہوگا اگر اپنا بہلا چاہتے ہو قلعہ انگلشیون کو حوالہ کردو کہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو وہ شخص خود بہی عقیل تھا میری حقیقت کو پہونچکر میری گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجہا اور میر مذکور کو حیلتا کہلا بہیجا اور مجہے پیغام دیا کہ کسی سردار انگلشی کو مع فوج کے جلد طلب کرو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکہہ بہیجو کہ اسپر واسطے میرے اطمینان کے دستخط کرادو بندہ نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکہا جرنیل گاڈرڈ کو جو اوسوقت کپتان اور نواح

کنارہ ہی مین تہا طلب کیا اور سارہ مل کے مطالب پر دستخط بہی کرا لنگا اور اپنے واسطہ سے وہ قلعہ
دلوادیا میر سلیمان نے کپتان کے پہونچنے کی خبر پاکر لشکر مذکور کو واپس ہوا اور میری بہی شجاع الدولہ سے جا ملی

جانا بندہ مورخ کا عظیم آباد کو ڈاکٹر کے پاس اور شکست وزیر کی خبر پانا بکسر مین

بندہ مورخ اس خیال سے کہ مبادا وزیر بندہ سے مزاحم ہو نہایت اندیشناک تھا اسی ضمن مین سارہ مل اور کپتان کی
باہم صحبت ناچاق ہوئی سارہ مل قلعہ سے نکل آیا اور بندہ کو ملاقات لکھکر التماس کیا کہ میرے ہمراہ عظیم آباد چلکر
ایفاے عہد کراوو ورنہ صریح مجہپر ظلم کرتے ہو بندہ نے قبل اسکے ملاقات ماجرا یہانکا ڈاکٹر مذکور کو لکھکر متوقع
خطوط شمس الدولہ اور خط وکیل والد مرحوم کہ متضمن آزردگی خاطر وزیر بندہ کو اور نیز حضرت والدہ مرحومہ کو
بہی پہونچا تہا بہیجکر وہان کے جانے کی اجازت طلب کرلی تہی بندہ نے والد سے قیام عظیم آباد کی قباحت اور
عظیم آباد کی عمدگی کا موجب عرض کرکے کہا کہ اگر وزیر اس بارہ مین کچہہ پرسش کرے ظاہر کرنا کہ ہان فلان
شخص یعنے بندہ میرا لڑکا ہے مگر مدت سے میری اطاعت سے دور اور جماعہ انگلشی سے نزدیک ہے
اوسکے فعلون سے مجہے کچہہ مدعا نہین بموجب آیہ وافی ہدایہ {لا تزر وازرۃ وزر اخرے} اگر وزیر فتح یاب ہوگا تو آپکو
تو عذر ہوگا بندہ ہمراہ انگلشی کے اپنا مقدر دیکہہ لیگا اگر انگلشی پر وزیر غالب ہوئے ہر اینہ موجب بہبودی ہے
بس مرخص ہوکر مع سارہ مل کے روانہ عظیم آباد ہوا وہان پہونچکر احوال روانگی جعفر خان جانب کلکتہ اور
مرشد آباد کے اور انتقال کرنا اپنا راہ مین اور میجر سمرو کا آنا اور سرکار سارن کے تلنگونکا پکڑ لیجانا کپتان ملیو
لشکر بلوند کیطرف اور پہر اسکا رہائی پانا دست تلنگون سے اور پہونچنا بیزاری معقول کو تلنگونکا بسبب گرفتار
کرلیجانے کیمو ئی کے اور خبر ملنا میجر منیرو کو جنگ شجاع الدولہ کی اور جواب و سوال کرنا جماعۂ انگلش سے اور
اور مغلوب ہونا جماعہ مذکورہ کا بندہ کو بخوبی معلوم ہوا انشاءاللہ تعالی صفحات آیندہ مین کمال وضاحت سے
مشرح و مفصل درج کرایگا

روانگی میر جعفر خان کی قبل اس جنگ کے کلکتہ اور مرشد آباد اور انتقال کرنا جہان گذران سے

جب شجاع الدولہ اور عالیجاہ اور بادشاہ عظیم آباد کے محاصرہ سے اوٹہکر بکسر مین ٹہہرے اور برسات
آپہونچی میر جعفر خان واسطے سوال وجواب اپنے مقدمہ کے قاصد کلکتہ ہوا اور اپنے بہائی میر محمد کاظم خان کو
جو مرد پیادہ نیکذات تہا اور قبل ازین صوبہ عظیم آباد کی نیابت کرتا تہا فصایح سے جسکو اپنے دانست مین
اچہا جانتا تہا متنبہ کیا اور دہیرج نراین برادر راجہ رام نراین نایب صوبہ عظیم آباد کو جسکو عالیجاہ نے
غرق گنگا کرایا تہا باوجودیکہ بے لیاقت تہا صوبہ مذکور کا دیوان اور مدار المہام مقرر کیا اور خود
رہگراے کلکتہ ہوا شاید دہیرج نراین کو اقتدار دینا فقط بنظر عناد عالیجاہ کے تہا اسیطرح جو لوگ

عالیجاہ سے کے موردمراو تھے اسکے معتوب ہوئی بلکہ نیز بزرگ زادہ بنگالہ اور عظیم آباد کے جو کہ عالیجاہ کے
ملازم تھے جعفر خان راضی نہتھا کہ وہ لوگ اپنے گھرون کو معاودہ ہون چنانچہ میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ
خلفین آقا میرزائے مرحوم اور یوسف علیخان ولد غلام علیخان وغیرہ اطراف عظیم آباد اور بنگالہ مین
حیران پریشان رہتے تھے تا آنکہ میر جعفر خان مرا اور اس پریشانی سے چھٹ کر وہ لوگ اپنے اپنے گھرونمین آئے
اور جو لوگ کہ عالیجاہ کے مزدور تھے وہ میر جعفر خان کے مشمول تلطف ہوتے القصہ خانذکور کلکتہ پہونچکر
مشغول سوال وجواب ہوا چونکہ شمس الدولہ ہنری ولنسترت گورنر اسکی کمینگی اور نادانی سے بخوبی
ماہر تھا نہین چاہتے تھے کہ اوسکو مرشد آباد مین مطلق العنان کرین کہ مبادا وہان کے سکان کو آزار پہونچاے
لہذا اوسکے سوال جواب کو ہان ہون مین چھوڑ کر ٹالتے تھے ہرچند چاہا کہ نندکمار جیسا کہ دیوانی مین
صاحب اقتدار تھا اوسیطرح اسکے ہمراہ کلکتہ سے آئے چونکہ اس ہندو کی بدخوئی شمس الدولہ کو معلوم تھی اور
جانتا تھا کہ بطور سابق اسکے اغوا سے میر جعفر خان موجب اضرار عالم ہوگا راضی نہوتا تھا تا آنکہ میر جعفر خان
ہزار چاپلوسی سے مرخص ہو کر مرشد آباد آیا لیکن نندکمار نہ آنے پایا جب مرشد آباد پہونچا چند خطوط انواع
حیلہ پردازی سے کونسل کو لکھے اور بعض کونسلیون کو راضی کر لیا مگر شمس الدولہ نے حسب صلاح وقت
اسکی عزیمت مرشد آباد کی گوارا کی لیکن عیوب تحریر کے ایک کتاب بنا لی نندکمار نے مرشد آباد پہونچکر
ایسا اقتدار بڑہایا کہ محمد خان نائب نظامت جہانگیر نگر جو عطاء اللہ خان ثابت جنگ کا داماد تھا اسکا محتاج ہوا
میر جعفر خان نے زیر اطاعت ہندوے مذکور ہو کر خان مذکور کو حکومت جہانگیر نگر سے موقوف فرمایا اور جبکہ
حسب ایماے ہندوے نابکار کے مقید کیا یہانتک کہ تاکید انگلشیہ سے خوف کہا کر میر جعفر خان نے اوسکو رہا کیا
اسی ضمن مین میر جعفر خان بیمار ہوا روز بروز مرض کی شدت ہوتی گئی ہرچند کہ دوا و دارو مین کچھ تقصیر نہ ہوتی مگر
موت تو قریب آچکی تھی اصلا فایدہ نہوتا آخر الامر موجب آیہ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت چودہوین ماہ شعبان
روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۷۸ ہجری کو اس جہان فنا سے کوچ کیا معتبرین سے سنا گیا کہ دم آخر کریٹ نونہ کی بتون کا پانی
تبرکا حسب تجویز نندکمار کے نوش کیا مگر اجل نے وہین گلا دبایا دم اوکہڑ گیا فاعتبروا یا اولی الابصار تمام عمر سے
اے صاحبان بینائی دیکھو آخر موت نے نجہوڑا مگر ایمان ہاتھہ سے مفت مرتے وقت کیا کہ اس کافر کے کہنے سے پانی کریٹ کو ٹہ
منکا نوش کیا ؎ بہنت لپند است اگر بشنوی * وگر خار خار من ندروی (اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من غیر مرا فیہ
الغرض افواج شجاع الدولہ کی جسارت اور دلیری کی شہرت سنکر میر جعفر خان صلح کرنا بہتر سمجہا تھا بلکہ شاید
اصحاب انگلشیہ بھی البتہ ٹھیک کوئی امر مانع سنجابت نہو خواہان صلح تھے کہ صوبہ عظیم آباد کے دینے سے علاوہ صوبہ
بنگالہ کی مالگذاری میں سیقدر اضافہ سے پیش آوین مگر شجاع الدولہ کو وہ غرور تھا کہ اپنے تحویل

روبرو نماتا تھا اور حالانکہ باوجود تمام جاہ و نوکر اور توپ و سرانجام عمدہ اور فوج کے آپ محض بے شعور تھا
بلکہ دولتخواہون کے نصایح سے متنفر آخر اوسکی بدولت ثمرہ اوسی جہالت اور خودپسندی کا چکھنا پڑا الحاصل یہ
ایک حال عجیب وغریب لکھتا ہون کہ بالفعل بہت ہی مروج زمانہ ہے کہ جسکسیکو کچھ اندک بہی مقدور ہوتا ہے
اپنے سے بڑھکر کسیکو نہین سمجھتا اور یہی جانتا ہے کہ جو کچھ ہون سو مین ہون مجھسے بڑھکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو
کہ اپنے کو ذرۂ ناچیز بے قدر سمجھتے تھے اختیار کرنا اپنا کسرشان جانتے ہین اور اپنی قلب ماہیت اور ممسوخیت کو
کہ سراسر لغو وبیہودہ ہے جملہ انبیا و اولیا و حکما و علما وغیرہ کہ بہترین مخلوق و افضلترین خلق عالم ہین بہتر و
خوبتر جانتے ہین اور رسوم و روش واہیہ اور مہملہ اپنے کو غلبہ دیکر طریقہ گذشتگان اکابر کو برا سمجھکر طنز و
تشنیع سے زبان درازیان کرتے ہین سبحان اللہ کیا مقام ہے اور دلسے جای غور ہے کہ جب واسطے افضل مخلوق
اور عاقل ترین کائنات والا صفات صاحب وحی کو یہ حکم ہوا کہ شاورہم فی الامر اسلئے محمد بدون مشورہ
یارون اپنے کے کوئی کام نکرا اور جب مسافرت کرے پہر اپنے مالک پر بہروسہ اور توکل کرکے انصرام کامون
مشغول ہو اور ایسا ہی زمانہ سابق سے ہوتا آیا ہے کہ جملہ شاہان والا اقتدارون نے واسطے مشورہ کے
ایک جماعت ذوی شعور وافی العقل کافی الفراست مقرر رکہتے تھے کہ مدام اچہے برے مین سد راہ ہوکر
بطریق داب واہان فہمایش کرتے رہین چنانچہ سکندر ذو القرنین نے مشرق سے مغرب تک حکمرانی کی
اور روز بروز ترقی ہوتی گئی مدارکار اپنے وزیر ارسطو حکیم پر رکہتا تھا چنانچہ نظامی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎
ہمہ کار شاہان گیتی پژوہ ❊ ز رائے وزیران تدبیر شکوہ ❊ اور دوسری جگہ پر یون کہا کہ ؎ نکردے
یکے مرغ بر بابزن ❊ کارسطو نبودے بران رائے زن ❊ اب اس زمانہ ناہنجار مین ایسا ہو گیا ہے
کہ جو کوئی ادنی ترین مردم حسب بخت وطالع دولت کو پہونچتا ہے اور نردبان اقبال پر ترقی کرتا ہے
پس آپ کو تمامی عالم مین فایق اور برتر شمار مین لاتا ہے اور فضایل اور کمالات اپنی ذات مین کل
کائنات سے افضل اور اعلی سمجھتا ہے اور کسی کو قابل خطاب اور مشورہ نہین جانتا ہے بلکہ عار و
ننگ اپنا تصور کرتا ہے ہرچند دوست اور ہمنشین اوسکا ارسطو فطرت اور افلاطون طینت ہو اور
براہ فہمایش عرض کرے ہرگز التفات اوسکے قول کی طرف نہو اور ہربار ایسا زبان پر آتا ہے کہ
ہم عقل اور دانائی مین لاکھون اور ہزارون سے افضل اور بہتر ہین اور لوگون کو اگر دس حصہ
عقل ہے تو ہمکو صد حصہ اپنے قیاس پر سمجھ لینا چاہئے پہر ہم کسی سے مشورہ کرین گے ایسا خبط و
جنون نے آپکے دماغ مین جگہہ لی ہے کہ اگر جالینوس اور لقمان بہی آوے تو اس فسادون کی دوا ناممکن ہے
پس ایسے لیسے سبب ناوانونسے کہ اپنے کو دانایون مین شمار کرین بربادی ہوتی ہے اور ابتری منہ دکہاتی ہے

ذکر میجر کرنک کی معزولی کا بسبب آجانے میجر منیرو ملازم بادشاہ انگلشیہ کے اور کلکتہ پہونچکر فوج بنگالہ کی سرداری پر مامور ہونا اور جنگ وزیر کو انجام پہونچانا اور کپتان یکمولی کی سرگذشت

ہنوز میر جعفر خان زندہ کلکتہ مین تہا کہ میجر منیرو جہاز متواری یعنی جنگی پر کسی تقریب سے وارد کلکتہ ہوا چونکہ اصحاب انگلشی درازی مدت جنگ وزیر سے یہ خیال کرتے تھے کہ میجر کرنک کی کم جراتی سے ہوا ہی اور اس جماعہ کا ضابطہ ہے کہ جس جگہ ملازم کمپنی ہو اور کوئی سردار نوکر بادشاہی وہان وارد ہو جب تک وہ وہان رہے ملازمین کمپنی اوسکی فرمان برداری مین حاضر رہین شمس الدولہ وغیرہ کلکتہ کے کونسلیون نے میجر منیرو کو فوج عظیم آباد کی سرداری مین تجویز کرکے مرخص کیا میجر کرنک اس خبر سے راہی کلکتہ ہوا اور عظیم آباد پہونچکر ریاست فوج حاصل کی تہوڑے دن گذرے تھے کہ کپتان یکمولی کو چند ولایتیون کے مع ہمراہیان تلنگہ تنبیہ کرلیا اور ارادہ کیا کہ اوسکو مع توپ کے راجہ بلوند کے پاس بہیجا وین راجہ مذکور حسب الامر وزیر لب دریائے سرجو پر جو کہ گہاگہرا اور دلوہا کے نام سے مشہور ہے غازی پور ... شخص ... ملک وزیر اور مزاحمت دخل اور تصرف انگلشی ... رہتا تھا اور کپتان مذکور بہی اسکے مقابلہ کو اوسی حد پر لب دریا مقیم تھا کپتان مذکور نے معاملہ مذکورہ کے دیدے سے فوج ہمراہی کی نہایت مدارات کی اور یہ حال میجر منیرو کو جو اوسکے اور تلنگونکے فیمابین گذرا تحریر کیا بمجرد اطلاع اوسنے تلنگون کی دہمکی اور دلاسا کو لوگ روانہ کئے اور خود ایک پلٹن سولدادہ ولایتی لیکر بہیں یلغار دوڑکر کپتان سے قریب آپہونچا اور ... لوگ دلاسا اور تسلی کیواسطے تلنگون کے پاس بہیجا تھا اور کپتان خود بہی جو کرنا واجب ہی تھا اوسکے کرنے مین مصروف رہتا تھا چونکہ اقبال انگریزون کی مددپر تھا اور تلنگون کی اعانت مین ادبار کا ظہور تھا باوجودیکہ بہت سی مسافت کرکے راجہ بلوند کے لشکر کے قریب جا پہونچے تھے سوا عید مدارا سے مشتال ہوکر متوقف ہوئے تھے ... انضباط معہود واقف قواعد نے حسب ... توپون کو گرا دیا تلنگون کو سولدادونسی محصور کیا ... سب ... لیکر اونکی جمعیت توڑ دی اور ... بیس تیس ... جو ... مین ... لیا اور ... پلٹنون کے لوگ اونکا اوسیقدر نئی پلٹنین آراستہ کردی اور کپتان کی سرداری مین مقام مذکور کو بہیجا اور بیس آدمیون کو جو سر فتنہ و فساد ہوئے تھے واسطے عبرت دیگر لوگون کے توپ دم کردیا ایک ... ہمین بہی انہین تہا قبل فنا گذری بہرکی اور مہلت لیکر پرستش آفتاب ... کی اور ... سرزمین کی ... نہایت پیشانی کی اور کمال استقلال سے زیر توپ آیا جیسا کہ اصحاب ... نے (۲) ... جب تک شجاع الدولہ ... قریب قریب عقل ...

دالنش کے سوال جواب ہوتی رہی اصحاب کونسل انگلشیہ کو مختار حل عقد ہر امر کی تھی حکم جنگ کا ساتھ اونکی
میجر سمرو کو نہین دیتی تھی جب اوسکی خطوط عجیب مغرورکے دور از قیاس آئے جلانے لگی انہون نے آخر صفر یا اوسط ربیع الاول
۱۱۷۷ہجری میں کو حکم جنگ میجر مذکور کی نام صادر کیا میجر منرو نے چند روز سر انجام اسباب ضروری مین مصروف ہوکر
عزیمت بکسر سے کی

آنا میجر منیرو کا دریائے سومن سے بکسر کو لوریہ اور وزیر سے بعد لڑائی کی فتح و فیروزی پانا

اواخر ربیع الاول یا اوایل ربیع الاول کو جنگ وزیر پر مامور ہوا اپنے لشکر کے لوگ منتخب کرکے
کل سوار و پیادہ جوان وغیرہ قلمبند کرکے اوسکے موافق غلہ وغیرہ دس روز کے واسطے ہمراہ لیا اور
صاحبان کوٹھی عظیم آباد سے کہا کہ اسیقدر مدت مین فتح ہوگی اور غلہ کے حاجت نہین فتح اور شکست جو ہونا ہے
ہوتی ہے یہ کہکر راہی ہوا منیرو نے اللہ نام ایک شخص عظیم آباد کا رہنے والا جو کہ وزیر سے پرگنہ بہتا وغیرہ تعلقات
[illegible] کا عامل تھا جب وہ اس برات انگلشیہ سے باہر ہوا اپنی فوج مغلیہ کو قراولی اور جیادونی
[illegible] اور ایک توپ کلان کو جو پشتہ دریا کناری فوج انگریزی کے مقابلہ پر بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ
برسات کی وجہہ سے کیچڑ دلدل بکثرت تھا اتھائی راہ مین بعض جگہ دلدل مین اوسکی پہیا ایسے سما گئے کہ
نکلنا دشوار ہوا وزیر نے خود مع ہزار سوار مردانے کے آکر اوسکو نکالا اور ہمراہ لیگیا کثرت غفلت سے
اس درجہ تھی کہ کچھہ فکر سر انجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ اور دیگر مشورہ و صلاح رزم و جنگ سے
مطلق خبر نتھی لہو و لعب مانند چوپڑ کھیلنا کبوتر اوڑانا یہی معمول تھا گویا اپنے ملک مین بالطمینان سیر و شکار کو
آیا تھا تا ان مورچہ کی سرحد دریا چہ تہوڑا سے تا دریائے گنگ جو ہوائی لڑائی کا ارادہ اوسیکی پناہ مین رکھتا تھا
تا آنکہ میجر منیرو آپہونچا تین ۳ کوس کے فاصلہ سے کسی جھیل کے کنارے خیمہ برپا کیا اور وہ جھیل دونون لشکر کے
درمیان مین واقع تھی تیسرے روز وزیر نے فسخ ارادہ کرکے اوس حد کو چھوڑ دیا بدعوی رزم اوسکی باہر نکلا
فوج مغلیہ وغیرہ ہمراہ وزیر اور شجاع قلی خان مع ہمراہیان چھہ سات ہزار سوار و پیادہ کے نسبت پر [illegible]
اور سمرو کے معین ہوئے اور راجہ بینی بہادر نایب صوبہ اودہ و آلہ آباد اپنے مورچہ پر لب دریا متصل
کھنڈہرون کے ٹھہرا اور سمرو اور موشیر مدک آٹھہ توپ ولایتی اور آٹھہ پلٹن تلنگہ کی ہمراہ مقابل فوج
انگلشیہ کے ہوا شجاع قلیخان اسکے نسبت پر تھا اور وزیر دست راست اور بینی بہادر دست چپ
متصل دریائے گنگ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے لوگ مجروح و مقتول ہونے لگے وزیر نے
مع فوج مغلیہ کے یورش کیا درانی اور مغلیہ ہمراہی منیرو پر لوٹ پڑی خوب اوسکے بہیر و بنگاہ مین قتل
و غارت کی سمرو اور موشیر مدک کی توپ اندازی اور تردد سے فوج انگلشیہ تنگ حال ہوئی میجر منیرو

ہوا دیدا اس حال سے اور غیر رسد ہونے چہل اور کچھ بوڑ ولدل کے پورش نہین کر سکتا تھا لہذا انہون نے فوج لشکر کیطرف روانہ کی اوسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہمراہ دل سے تھے زیر دیوار کھنڈرون کے مخفی تھے انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے پوشیدہ جاتے جاتے جب آبادی کے کنارے پہونچے ڈھیلون سے اونکو مارنا شروع کیا شیخ غلام قادر مع ہمراہیون کے اوسوقت خبردار ہوکر مستعد جنگ ہوا جب تک یہ صف آرائی کرین تلنگون نے حسب ضابطہ صف آرا تو تھے ہی حسب تعلیم اپنے کپتان کے برق اندازی شروع کردی شیخ زادے بہی بقدر تعاقب مستعد تفنگ اندازی ہوئی لیکن چونکہ دفعتاً یہ معرکہ ہوا تھی الوسع جواب تفنگ ندے سکے دو ایک باڑہ سے جو انگریزی تلنگون نے کی انکا کام تمام ہوگیا شیخ غلام قادر وغیرہ مع اپنے سپاہیون کے چپ چاپ رہرو عدم ہوئے بزدلے جو باقی رہے اپنی راہ لگے راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خانمذکور نے کہا اگر ابرو درکار ہو جان نثاری سیکھئے ورنہ فرار بہتر ہے بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا غالب خان مع اپنے بھتیجے وحید الدین خان کے پیادہ ہوکر بڑہا بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ موڑ گیا میر وحید الدین خان نے اس بے اعتنائی بینی بہادر سے باپ کو آگاہی دی غالب خان اپنے آقا کو اس حال مین دیکھکر گھوڑے پر سوار ہوکر

دریلے راہ سالک کے راہ فرار لی

باہم جانا شجاع قلی خان معروف بمیان عیسی کا موشیر بدک کے لپشت سے اور بڑی انتظام اور شکست پانا اونکا فوج وزیر سے باوجود ظہور غلبہ حسب تقدیر سے

شجاع قلی خان نے آواز بندوق سنکر تلنگون اور شیخ زادگان بینی بہادر سے جسارت کا گمان کرکے اپنی آبرو کو ڈرا کہ مبادا ایسا نہو کہ بینی بہادر قلعہ فتح کرلے کہ موجب میری ناک کٹنے کا حضور کے روبرو ہو فرط اضطراب سے بلا ادراک حال بینی بہادر کے پشت موشیر بدک سے نکلکر آگے بڑہا رو برو دلدل تہا وہان سے گذرنا مشکل ہوا علاوہ اوسکے دیوار آتشبار کے روبرو کسکی یہ مجال تہی کہ جاوے جملہ رفقائے متقدمت جو کہ بہ ساٹ ہزار کے قریب تھے تھوڑے لوگون نے ساتھ دیا اسکے آگے بڑہنے سے موشیر بدک اور تمرو کی توپ اندازی موقوف ہوئی کیونکہ شجاع قلی خان دونون صفون کے درمیان حایل ہوا اور تو اوسکا لحاظ لازم تہا اور اسسے انگلشیون نے دہوین اوراریو شجاع قلی خان چند رفقا ہمراہ نہایت مشکل سے کیچڑ ولدل سے گذرا مگر انگلشی کی باڑہ نے انہین بچہاڑ دیا بیچارے ملک عدم کو پیش قدمی کرگئے جو ہمراہی تھے وہ دہاک کر جان بچا گئے اور میدان مین جو لوگ کہڑے تھے اونہین نے اپنا اضطراب دکہلا کے ہمراہی مین اوٹہایا اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر داخل لشکر وزیر ہوئے

الغرض بیداری تھی کسیکو تاب قیام نرہی آدمی کا کون شمار تھا زمین چل نکلی تعلیہ اور درانیون نے
یہ ہمراہ اسیگی ونمکی نمکحرامی سے لشکر نہ پر کے لوٹنے مین معروف ہوئے تھوڑی دیر وزیر امید لگائے رہا
بعد ازان جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے کنارے ہوا چنانچہ اسباب اسکا
اور اسکے ہمراہیون کا مانند پرانا اور سوداگران وغیرہ کے فوج انگلشی کے ہاتھ لگا انمین بھی خوب ہاتھ پاؤن مارکر
جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھے بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر جنس سے معمور تھا الغرض بیچارہ دریائے
تھورا مین جاکر کیچڑ و دلدل سے درماندہ ہوکر تلنگون کی بارہ سے دریائے عدم کے کنارے اوترے
شجاع الدولہ نے قبل اس لڑائی کے ایک دن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالا لیکن ہتھنی لنگڑی دیکر
مرخص کردیا تھا یہ بھی فضل خدا ہوا کہ دشمن نے ایسے وقت مین سواری دی جسکے وسیلہ سے ایسی تہلکہ سے بھی
سلامت نکل گیا اور قدرت پروردگار قدیر ملاحظہ ہوئی ع عدو بھی مہربان ہوتا ہے جب فضل آلہی ہو +
اوسی رات کو جسکے صبح شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے رہائی عالیجاہ کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس
تشریف لائے اور بندہ کے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور چھ ہزار روپیہ نقد کے موجود تھے اور اس نظر سے
بھیجا نہین کہ مبادا اوسکی خبر پاکر دیے تدوین ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے کہلا بھیجا کہ آفرین
تمہارے پاس مروت کو مگر اسوقت مناسب نہین ہر وقت طلب کیا جاویگا اتفاقاً اوسی شب کو وہ فیلمادہ
لاکے وقت شکست عالیجاہ بھی فراریون کے ساتھ نکل گیا علی ابراہیم خان بہادر نے اسباب وغیرہ
اپنے بھائی علی قاسم خان کے ہمراہ ایکروز قبل اس شکست کے پل دریائے تھوراسے عبور کرادیا تھا
جہان لشکر بادشاہی تھا خود جریدہ رہگیا تھا بوقت فرار پل پر پہونچا مگر کثرت عبور سے اول تو راہ
نہ ملی دوم پل بھی شکست ہوگیا تھا لاجرم تھوری دور چڑھائی کیطرف جاکر دریا مین کود پڑا اور تیرا پار لگا اور
فراریون مین جا ملا دیکھا کہ فوج انگلشی نے پہونچکر جھیرہ دار توپ فراریون پر مارنا شروع کی اور انکیطرف سے
بندوق کی باڑہ ہونے لگی پس بارہا ہی رہے تھے ہوش اور گئے نہایت خرابی سے فرار ہوا کچھہ
توپ و بندوق سے فیر خالی کر گئے کچھہ تلوارون سے حلہ مین کام آئے باقیماندہ نہایت بے غرتی سے جان چورا
بھاگے اور آگے جاکر مجمع مفرورین مین جاملے وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی اور میر قاسم خان
نقصان نعمان چھ سات کوس بنارس سے اکر مقیم تھا اور بینی بہادر حسب الحکم وزیر کے واسطے ہمراہ لیجانے
بادشاہ کے لب گنگا مانوہی بنارس جہان کہ خیمہ شاہی تھا مقیم تھا علی ابراہیم خان اسکے لشکر کی متصل
پہونچکر دریا کنارہ پر دس بارہ رفقا کے درست کرنے کو ٹھہر گیا اپنے بھائی کے خیمہ کو دریافت
کرتا تھا غالب خان کا خدمتگار جو اسوقت بینی بہادر کا رفیق تھا اوسنے خانذکور کو دیکھکر غالب جنگ کو خبر دی

خان مذکور نے اوسکو بینی بہادر سے رخصت چاہی راجہ نے فرط اشتیاق سے کہا کہ علی ابراہیم خان کون ہے جسکی آرزو آپکو اسقدر بیتاب کر رہی ہے اسنے کہا کہ ملاقات پر اوسکے محامد دریافت ہو جاینگے بینی بہادر نے اگر خان موصوف کو دیکھا اور اوسکی تقریر سنتی ہی مشتاق مصاحبت ہوا غالب جنگ سے کہا کہ ہمارے پاس بہی لایا خان مذکور نے آکر علی ابراہیم خان سے ملاقات کی اور بعد اظہار احوال علی ابراہیم خان کو اپنے ہمراہ راجہ کے پاس لیگیا اوسنے مصاحبت مین استدعا کی بہتون نے بہی بمقتضائے وقت منظور کیا چونکہ وزیر راجہ کا پروسیہ بجانب پادشاہ کی تاکید کر رہا تھا اور بادشاہ کو وزیر سے دلگیری تہی خواہان ملاقات انگلشیہ تہا اور انگلشیہ بہی راہ رسم اسلات کے پادشاہ سے کرتے تھے اور چونکہ کمپنی کیطرف سے یہ حکم تھا کہ ملک ہند فتح کرین وزیر سے بہی صلح چاہتے تھے اور اسی سبب سے بینی بہادر کی ملاقات کے طلبگار تھے

اسی عرصہ مین راجہ مذکور نے بادشاہ کی اقامت دیکھکر مع لشکر کے عبور دریائے گنگ کیا

ذکر بادشاہ اور انگلشیہ کی ملاقات اور باہم متفق ہوکر عبور گنگا کرنا بینی بہادر کا ملاقی ہونا جماعۂ انگلشیہ سے بنا بر صلاح وقت وزمانے کے

جب بینی بہادر گنگا پار ہوا بادشاہ نے مع منیر الدولہ کے فارغ البال ہوکر انگلشیون کو طلب کیا یہ تو چاہتے تہی جہٹ پٹ آنکر مشرف سلام ہوئے اور باتفاق گنگا پار ہوئے وہان بہی بینی بہادر کو بہی بلایا اوسنے علی ابراہیم خان کو بہی شریک شورہ کیا آخر ان امر مقدمات کی ٹہہری اور جماعۂ انگلشیہ نے وزیر کی صلح بشرط تفویض کرنے میر قاسم خان اور سمرو کے بیان کی چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تھا اور اپنے آقا کی سلامتی اس امر مین دیکہی قبول کرکے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا البتہ دشوار مگر عالیجاہ کو اگر وزیر نے منظور کیا کچھ دشوار نہین بعد گفتگو رخصت ہوکر اپنے ہمرازون کو ماجرائے گذشتہ سے آگاہ کیا علی ابراہیم خان نے کچھ سن گن اس مقام سے جو پائے پاس حق نمک عالیجاہ کو جو بینی بہادر کے لشکر سے پانچ چھہ کوس پر تھا مطلع کیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد آلہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر جسطرح خدا کی کارسازی ہوئی اپنے عیال واطفال کو جنہین وزیر نے محبوس کیا تھا لیکر اپنی راہ پکڑی اور روہیلہ کی عملداری مین جاکے مقیم ہوا احوال اسکا تا انتقال اسکے جسجگہ پر کہ احوال شاہجہان آباد وغیرہ کا لکہونگا انشاء اللہ تعالے ضرور بالضرور کمال وضاحت سے بیان کرونگا ــ

باقی حال وزیر کا اور نیرنگی پردۂ تقدیر کا

شجاع الدولہ نے اسوقت مین بجز اسکے کوئی راہ نہ دیکہی کہ اپنے ملک سے نکلکر پٹہانون کی ولایت مین جائے بعض متوسلین اور متعلقین کو لکہنؤ اور فیض آباد بہیجکر تاکید کی کہ متعلقون کو زر وجواہر خزاین دفاین کے

حافظ رحمت کے کو ہیلے ملک مین جس سے جان پہچان رکہتا تہا لیجاوین اور بریلی مین ٹہرین اور خود بہی جلد الہ آباد آیا
اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر ملک افاغنہ کو چلا گیا الہ آباد کی قلعداری علی بیگ خان کے سپردگی اور قلعہ
چنارہ مین بشیر حبشی کو ستعد کیا بعد آنے بینی بہادر کے اوسکا مشورہ جو کہ در باب مصالحہ انگلشی کے
تہا باعتبار اعانت افاغنہ اور رگہلیا مرہٹہ کی نامنظور کیا اور اوسکو لکہنو کی رخصت دی اس نظر سے کہ
بینی بہادر ظاہر داری مین انگریزون سے ملا رہا تاکہ اوسکا عمل صوبہ مین رہے اور خود ملک بنگش مین باوجود
عداوت احمد خان بنگش بے جسکا سبب دفتر سوم مین معلوم ہوگا جاکر حافظ رحمت اور احمد بنگش وغیرہ سرداران
افاغنہ اور غازی الدین خان عماد الملک بہی جو کہ اتفاقاً وارد تہا مشورہ کنان ہوا ہر ایک نے ملہار مرہٹہ کے
اعانت کی امید دی جو کہ بیرانا دکہن کا سردار اور بالاجی راو سپہ سالار اور صوبہ شاہجہان آباد کا کلدار
اور صوبدار کے نام سے مشہور تہا اور اوسوقت کالپی اور گوالیار کے اطراف مین تہا لیکن احمد شاہ نے
ابدالی کی لڑائی مین اس قوم کی دولت و عافیت زایل ہوگئی تہی شجاع الدولہ نے اپنے معتمد لوگ اوسکے
پاس بہیجکر استمداد کی اور وعدہ انعام کثیر بشرط فتح تحریر کیا اوسکو روپیہ کی تمنا تہی آکر ملحق ہوا اور افاغنہ کو
ہر چند بموجب اونکے وعدہ کے چاہا کہ شریک ہون مگر وہ حیلہ و بہانہ مین ٹالا کئے کہ بہت اچہا اور بہت انسب
انشاء اللہ تعالی ہم شریک ہونگے اپنا وعدہ بہولے نہین اگر آپ اطلاع نہی دیتے تو بہی ہم آپکے شریک ہوتے

آنا راجہ بینی بہادر کا دوبارہ لشکر انگلشی مین اور دغابازی کرنا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکہنو ہوکر راجہ شتاب رائے کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ حسب شرائط
انگلشی کے صلح کو راضی نہین سمرو تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتہ سے نکل گیا مگر بندہ اوسکے انجام کار کو
اچہا نہین سمجہتا قصد ملازمت انگلشی ہے چونکہ شتاب رائے معتمد علیہ فرقہ انگلشی کا تہا اور نیز ممنون نکوکار
بینی بہادر لہذا اسکی خدمتگذاری غنیمت جانی میجر منرو وزیر کو بکسر کی شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا
اور جلد تر صفر جانے کے کام کو واپس آکر میجر ہنڈر کو فوج کی سرداری پر چہوڑا مگر اوسسے چند روز مین
ایسی کوئی تقصیر ہوئی ریاست لشکر سے معزول ہوا اور میجر کرنک جو سابق مین نوکر اور ملازم کمپنی تہا سرافراز
اور خطاب جرنیلی جسکو برگیڈیر جنرل کہتے ہین پاکر آیا تہا اسکو اور شتاب رائے سے اتحاد تہا
رائے مذکور نے راجہ بینی بہادر کا ارادہ جنرل موصوف سے ظاہر کیا اوسنے خط بنام بینی بہادر کے
بکمال احترام سے لکہکر او شتاب رائے کے وسیلہ سے طلب کیا بینی بہادر نے آکر ملاقات کی
اپنی دانائی سے طرفین کو راضی رکہا اور کسیقدر حل و عقد معاملہ اسکے سپردگی مین آیا جنرل کہتا تہا
کہ جسوقت تم اپنے متعلقون کو عظیم آباد یا بنارس مین مقیم کرآو اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبہ کی

معاملات تمہارے اختیار مین کردین اور وہ اس بارہ مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا تا آنکہ شجاع الدولہ نے
راؤ ملہار کو موافق کرکے بعزم جنگ انگلشیہ کوڑہ کے اطراف مین آیا مینی بہادر کسی نقیہ کا معتقد تھا اوسنے بہ نیت فال
کیا کہ مجھکو کیا کرنا چاہیے اوسنے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور گیا مینی بہادر اس ایاسی بمطابق دفا
وزیر ہوا اور شتاب رائے نے خبر اجتماع راؤ ملہار اور شجاع الدولہ کی سنکر مینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے
ملنا ہو تو ہمین صاف کہدیجیے تاکہ بندہ انگلشیہ سے کہکر تمکو رخصت دلادے آپ خوشی خاطر تشریف لیجائے
اور اگر رہنا ہو تو مصمم رہئے جسمین ہماری بدعہدی ہو وہ نکیجیے کہ میرا نقصان اور آپکی بدنامی ہو مینی بہادر نے
اپنی بدطینتی را او نکو رسے اخفائی اور منتظر وقت رہا جسوقت تمام بندوبست بعض محالات صوبہ کی لشکر انگلشیہ
دور ہو چند کمپنی تلنگہ انگلشیہ کے جو ہمراہ معین تھی لکہنو کو عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر وزیر کے لشکر کو چلا
تلنگون نے مزاحمت چاہی مگر بنابر قلت اور اوسکی کثرت سے مجبور رہے وہ لشکر وزیر مین جا ملا علی ابراہیم خان
جو بسبب بیماری کے حصار پرتاب گڈہ مین تھا بے خبری کے سبب سے جو اس عزیمت مین راجہ مینی بہادر کے
نہایت حیران ہوا اور راجہ مینی بہادر کی عورت نے حسب مقدور خان مذکور کے رفع مایحتاج وغیرہ خدمت مین
حاضر رہی آخر الامر وہ شخص نہایت تکلیف مین وہان سے چلدیا الہ آباد و آنہ راہ چند سیجر کرنگ نے خبر بنرد رفاقت
مینی بہادر کی سنکر شتاب رائے سے کچھ کہا کہ اگر شتاب رائے بمجرد اس خبر کے حاضر حضور رہتے ہو کر عرض میرا ہوا
کہ ایفائے عہد مینی بہادر کا بندہ ضامن تھا اور اوسنے ایسی حرکت کی اگر کونسل سے کوئی اعتراض آپ پر ہو
بندہ کو روانہ کونسل کیجیگا کیونکہ قصور تمہارا ہے جنرل وغیرہ اس خلوص شتاب رائے سے بہت رضامند ہوئے اور
اوسکی دلجوئی فرمائی تا آنکہ شجاع الدولہ مع ملہار مرہٹہ کے عازم جنگ انگلشیہ ہوا

فوج انگریزی کا قلعہ چنارہ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

سرداران انگلشیہ نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ راجہ بنارس کو بوسیلہ راؤ شتاب رائے اور
سید نور الحسن بلگرامی کے جو اوائل مین رفیق اور ملازم شجاع الدولہ اور مینی بہادر کا تھا دلجمعی کرکے
اپنا رفیق بنایا تھا اور اسکے کہنے سے قلعہ چنارہ جو دریائے گنگ کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس کوس
جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا پس ایک فوج گورے میجر اور چند کپتان اور لفٹنٹ اور سارجن کے قلعہ مذکور پر
پہونچا چند توپ بھی ہمراہ تھین میجر مذکور نے پہونچکر اول رعب سلطانی دکھلایا بعدہ شرر افشانی پر آیا
محمد بشیر خان جو وزیر کا نقیب اور قلعدار تھا نہایت نامرد تھا لیکن اوسکے ہمراہی حفظ قلعہ مین
ثابت قدم رہے اور محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس روانہ کردیا چند روز قلعہ سے لڑائی رہی آخر کار
انگلشیہ نے دیوار حصار ایکطرف سے خراب کردی اور شب تاریک مین یورش کیا جب پہاڑ پر

چونکہ قلعہ پر جانے کا عزم کیا میجر نے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ سنگہائے افتادہ دیوار پر چلے جاویں قلعہ والے انکی آہٹ پاکر مستعد مدافعہ ہوئے بندوق کی باڑ سے اکثر لوگوں کو مجروح کر دیا اکثر لوگوں کو میر جو ہیجے غلطان غلطان آگرے ہاتھ پیر نے دڑہمی کی پاے ثبات اوکہڑ گیا ناکام ہو واپس آئی اور بعد تھوڑی دیر کے میجر کو نہایت پوشیدگی سے لشکر مین اوٹھا لائے اوسوقت وہ بیہوش تہا تھوڑی دیر مین عالم فانی سے کوچ کر گیا جنرل نے جب یہ خبر سنی اور پیر تقدمی وزیر سے آگہی پائی اس فوج کو واپس حضور مین بلالیا اور باتفاق بعزم مقابلہ وزیر و مرہٹہ کے پیشتہ کو چلا بعض فوج کے سرداران انگلشی کو میجر استبرٹ کی سالاری مین لکہنو بہیجا تاکہ وہان پر ضابطہ ہو کر اطراف حدود اودہ سے باخبر رہین اور محمد اکبر خان کو وہان کی کوتوالی پر رائے شتاب رائے کی تجویز سے مقرر کیا اور جنرل کرنگ کل فوج اور شتاب رائے اور میرزا نجف خان کی ہمراہ تسخیر آلہ آباد کو عازم ہوئے میرزا نجف خان قلعہ مذکور کے کم و کیف سے مطلع تہا حصار مین جدہر پشتہ تہا علاوہ جنرل نے وزیر کی توپین جو لوٹ پائی تہین اوسی طرف لگا دین دیوار توڑ دی علی بیگ خان وغیرہ جو وزیر کے روبرو وہان کے قلعہ دار تہے لاچار ہو کر امان خواہ ہوئے قلعہ تسخیر ہو گیا راو شتاب رای انکا مال و آبرو کا ضامن ہوا اور انکو قلعہ سے نکال دیا علی بیگ خان وغیرہ ملازمان وزیر مرخص ہو کر اپنے آقا کے پاس سدہارے اور راو شتاب رای نے باتفاق اور اعانت راجہ بلونت سنگہ کی دونون صوبہ کا بندوبست خصوص اودہ کا جیسا کہ ممکن تہا کیا اکثر محالات مین عمال مقرر کئے اکثر لوگ فوج عالیجاہ سے مانند میر روشن علی خان اور شیخ فرحت علی مع برادران اور شہسوار بیگ تورانی قاتل مستر اسیٹ کو ملازم کر کے متعین صوبہ و محال کیا جب نہضت وزیر کی خبر تحقیق ہوئی جنرل بہادر مع راو شتاب رای اور میرزا نجف خان کے عازم مقابلہ ہوا اور عمال کو مع فوج نو کے جابجا چہوڑا الحق کہ شتاب رای نے بندوبست صوبہ مین باوجود عمل دیرینہ وزیر کے جو کہ عہد سعادت خان برہان الملک سے تہا برہم کر کے اکثر جگہ کا انتظام کیا لیکن بعض ملازمان کی نمک حرامی اور ناحق شناسی مانند زمینداران وغیرہ خصوص راجہ بلونت کہ ہیچ اس امر کے نہایت موید تہا

دوسری لڑائی وزیر کی باتفاق راو ملہار مرہٹہ کی انگلشی سے اور مغلوب ہونا

جب راو ملہار نے وزیر سے شریک ہو کر اجابت دعوت کی وزیر پیشتر کو چلا افاغنہ نے جنکا وعدہ رفاقت تہا قدم نہ رکہا عماد الملک چند لوگ سے ظاہر امداد کو پہونچکر تماشائی تہا صاحب مقدور رکہنا تہا اور نہ اسکے ہاتھ سے یہ کار بر آمد ہوا فی الحقیقت جب دونون لشکر سے باہم ملاقات ہو گئی اور جانبین سے زد و خورد نمایان قوم مرہٹہ کہ آواز اور صدمہ توپ سے آگاہ نہ تہے گہبرا گئے اور بغلین جہانکنے لگ

اور آمادۂ فرار روبرو ہونیوالے ہوئے میدان شجاعت سے ہوئے **القصہ** کوڑہ کے اطراف مین مقابلہ فریقین ہوا
ہلکی سی لڑائی مین مرہٹہ کے ہاتھہ میر ٹوپیلی ہوگئے سیدھا گوالیار تک بہاگا چلا گیا وزیر بہی ہمراہیون نمکحرام کی
عدم دلدہی سے باز پس ہوا جسوقت کہ فوج انگلشی صوبۂ الہ آباد سے بعزم مقابلہ میجر کرنگ ہوئی تہی بعض
افواج مرہٹہ نے بموجب اپنے ضابطۂ مستمرہ کے فوج انگریزی کو میدان مین محاصرہ کرکے اپنے تگ و تاز
سے مشوش کر رکہا تہا چنانچہ المرتبہ راوشتاب رائے چند لوگون سے محصور ہوا قریب تہا
کہ مرغ روح اس کشمکش سے اوڑجاے مگر کیا خوب بہادری کی داد دی اپنے ہاتھہ بزور تیر و نیزہ اپنی آبرو
قایم رکہی تا آنکہ فوج انگریزی نے کمک پر آکر اس دار و گیر سے رہا کیا کہ الحق راوشتاب رائے اکثر اوصاف
موصوف تہا اور اس زمانے مین اکثر روسا سے ممتاز اور اکثر اعیان مکرمت سے طمطراق مین فوق رکہتا تہا
انشاءاللہ المستعان اوسکا حال اسکی شجاعت اور دلیری اور شماتت کا جہان پر کہ اسکی نیابت کا حال کہ صوبہ عظیم آباد مین
حکومت رکہتا تہا عنقریب بیان کرونگا اوسی ذیل مین یہ بہی حال بکمال وضاحت سے حوالہ قلم ہوگا
علی ابراہیم خان بہادر نے الہ آباد سے حسب تجویز مینی بہادر کے چاہا کہ لشکر وزیر مین جا کر مینی بہادر سے
ملحق ہو چند کوس بہی شہر سے برآمد ہوا تہا کہ وزیر کی شکست مکرر کی خبر سنی اور واپس ہوکر مدت تک
اوس گرد نواح مین پوشیدہ رہا تا آنکہ جب وزیر و انگلشی سے صلح ہوگئی وہ گوشہ گزین ظاہر ہوکر
مرشد آباد آیا ذکر اسکا مظفر جنگ نایب نظامت مرشد آباد کے ذیل مین انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگا
القصہ وزیر نے دوسری بار شکست کہا کر فرخ آباد کی راہ لی افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی
جستجو کرنے لگا ہر ایک مصلحت بہی دیتا تہا مگر چونکہ دل کی بات نہی پذیرائے وزیر ہوتی تہی آخر الامر
احمد خان بنگش خلف محمد خان غضنفر جنگ نے باوجود عداوت دیرینہ کے بمقتضائے جوانمردی صاف
صاف شجاع الدولہ سے کہدیا کہ جماعۂ افاغنہ سے امید اعانت رکہنا محض توہمات ہے مفت مین
اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو ہر وقت سے کے نقصان مایہ دوم شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا
پس میرے نزدیک مناسب ہے کہ چند معتمدان ہمراہی کے ساتہہ دشمن پر دوڑ کرو اگر حیات
مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے ورنہ با آبرو جان نثار ہوجئے اور اگر یہ نامنظور ہو تو تنہا
انگلشی کے پاس چلے جاو چونکہ اونکا کام عقل و دانش مندی سے خالی نہین ہوتا ہے یقین کہ در پے
ضرر نہون بلکہ تمہارے خاندان کی عزت و شان کے دیکہنے سے یقین کہ تمسے باعزت پیش آوین
اسی عرصہ مین بعد فتح قلعہ الہ آباد اور نیز دوسری شکست سے وزیر فتح و فیروزی سے نہایت دلگیر ہوا
اور محافظان چنارہ نے یہ واردات دیکہکر قلعہ سردار انگلشی کے حوالہ کردیا بعضے انمین سے ملازم بادشاہ رہے

رہی

اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

وزیر کا حسب نصیحت احمد خان بنگش کے سران انگلشیہ سے صلح کرنا

وزیر نے صلاح احمد خان بنگش کی درست پائی چند ندیمون کے ہمراہ پالکی پر سوار ہو کر لشکر انگلشیہ کو روانہ ہوا دس بارہ سوار سے زیادہ ہمراہی مین نتہا جب تہوڑی دور پر پہونچا جنرل کرنگ کو خبر ملی کہ وزیر اس طرز سے آتا ہی متحیر ہو کر بعد تحقیق خبر مع راو شتاب رائے وغیرہ چند سرداران کے استقبال کو روانہ ہوا وزیر نے جنرل کو استقبال مین آتے ہوئے دیکھکر پالکی سے اوتر معانقہ کیا اور جنرل نے مع کل سرداران اور راو شتاب رای وغیرہ کی تدر دکہلائی اور پیادہ پا ہمراہ ہو کر اپنے خیمہ مین لایا ضیافت کی طیاری ہوئی ادب و آداب مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نفرمایا وزیر نے بعد طعام و استراحت خوشی و خورم اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی اور دو تین روز مین بوسیلہ راو شتاب رای کے فیمابین مصالحہ ہوا و مجمع ہو کر ایمای انگلشیہ کے جمیع اپنے ملازمین طلب کر کے حاضر کرالئے لشکر جنرل اور وزیر نے باہمد گر آمد و رفت ہوتی تہی راو شتاب رای دونون طرف کی رضامندی مین ساعی تہے ہان وزیر کی خدمت زیادہ منظور تہی اور بمقتضائی نمکخواری کے قبل اس سانحہ کے ملازمان شجاع الدولہ مین رفاقت بینی بہادر سے کرنے میر قاسم خان کہ عظیم آباد سے منسلک تہا اس باعث سے عزت وزیر کو وجہ ہمت اپنا سمجہتا تہا اور بیچ اس انصرام مرام کی سعادت دارین حاصل کی اور بہ حسن تحسین دوست و دشمن ہوا

فرار وزیر و انگلشیہ کا بیان اور وزیر کا اپنے صوبہ کو جانا

اسپر صلاح قرار پائی کہ شجاع الدولہ پچاس لاکہہ روپیہ جو اوسکی لڑائی مین خرچ پڑا انگلشیہ کو دے نصف نقد اور نصف صوبہ پر تنخواہ کر دی اور جو کچہہ اوسکے صوبہ سے تحصیل ہوا ہو وہ مجرا لے اور صوبہ الہ آباد مخصوص واسطے بادشاہ کے اور پاد شاہ وہین پر اپنی معاش کرے اور میرزا نجف خان بہادر جو کہ رفیق بادشاہ اور انگلشیان ہوا تہا ملازم بادشاہ رہکر لاکہہ روپیہ سالیانہ منجملہ مالگذاری بنگالہ سے پایا کرے اور ایک فوج انگلشیہ بادشاہ کی اعانت پر الہ آباد مین رہے اور کوئی ایک انگلشیہ وزیر کی خدمت مین بطور درمیانی کے رہے مگر اوسکے فعل سے کچہہ غرض نہین اس عہد کے بعد طرفین کے دوست و دشمن برابر دوست دشمن سمجہے جاوین اور ہمدگر کی مدد اور کمک پر وقت ضرورت حاضر رہین اور جسکی مدد پر جاوین اوسے خرچہ فوج مدد دینا ہوگا اور راجہ بلوند سنگہ زمیندار بنارس جو بنا بر رفاقت بادشاہ اور انگلشیہ کی وزیر کے حضور مین مفرر ہوا تہا اوسنے قصور انگلشیہ کے معاف کرا کر وزیر کی خدمت مین اپنی ضمانت سے مقرر کرایا عہد نامہ مذکورہ طرفین کے مہر و دستخط سے مرتب ہوا اب وزیر کو بجز ادای زر معہودہ نقد کی ادا کرنے سے اور کوئی اضطراب نہین رہا

بیگانگی کرنا وزیر کی والدہ واقربا وغیرہ کا اداسے زرتعین اور کام آنا اوسکی بی بی کا

وزیر کو اوا می زرتعہد کی فکر ہوئی ہر ایک اپنے رفقا سے بموجب اوسکی دست رسی کی تکلیف زر دیا تھا
اور اسیطرح اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون سے مکلف ہوا اور یہ لکہا کہ بعد ادخال اسقدر زرکی
میری رہائی ہوتی ہے سنا گیا کہ ہر ایک شخص نے جیسی توقع کیا تھا اور فی الحقیقت اسکی زرمجوزہ کے
ادا کی طاقت رکہتا تہا کسی نے نصف اور بعض نے ثلث اور بعض نے ربع کا اقرار کرکے بہیجدیا حتی کہ
اوسکی مان اور سالے اور غلام اور ملازم بہی اسیطرح مسلوک ہوئے مگر ہان اوسکی بی بی نے جسقدر نقد اور
جواہر اور طلا اور نقرہ کے ظروف تھے اور اوسکی لونڈیون کے پاس میسر تہا حتی کہ ناک کی نتہ مع موتیونکے
شوہر کے واسطے باوجود ممانعت خوشامدگویون کے بہیجدیا اور ناصحون کو جواب دیتی تہی کہ جوکچہہ مجہہ میسر ہے
وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اوسکے بعد یہ اسباب وغیرہ میرے کسی کام کا نہین درحقیقت اگرچہ عورت تہی
مگر وہ رہی اوسکی ہمت مردانہ اور حق شناسی اور پاس وفا اس مقام پر یہہ بیت بہتا ہے ﴿ زن خوب فرمان بر
پارسا ✤ کند مرد درویش را بادشاہ ✤ شجاع الدولہ بہی بعد امتحان کے جوکچہہ اوسکی مصارف ضروریہ
سے بچتا اپنی بی بی کو حوالہ کرتا ﴿ یہ مرد بود کز زنے کم بود ✤ القصہ بعد سرانجام مہمات موجودہ کی
بانی کے واسطے جواہر گران بہا بعد تشخیص قیمت کے انگریزون کی رہن کردیا اور اپنے اہل وعیال ایحافظ
رحمت خان کے ملک سے طلب کرلیا اور قلعہ چنارہ کو قلعہ الہ آباد کے عیوض مین انگلشیہ سے لے لیا
اور بادشاہ کی خدمت مین ایک کو نایب وزارت اور ایک کو نایب فرانسیسی دیکر خود صوبہ فیض آباد کو روانہ ہوا
اس مقام کی نیو برہان الملک سعادت خان نے ڈالی تہی اور شجاع الدولہ نے تکمیل وترمیم کی باقی
احوال اسکا اور شاہ عالم بادشاہ اور عالیجاہ کا دفتر سوم مین لکہا جائیگا اب وضع اور انتظام ملک کا
جو انگلشیہ نے اجرا کیا لکہکر یہ دفتر ختم کیا جاتا ہے

روزنامچہ دوست جلوس کرنے نجم الدولہ کا بنگالہ کی ایالت پہ تجویز ارباب کونسل کلکتہ سے اور جانا شمس الدولہ ہنری ونسترٹ کا اپنے ولایت کو اور آنا لارڈ کلیف ثابت جنگ کا ولایت انگلنڈ اور روا املاک لندن سے اس ملک کی انتظام کو اور رفع شورش فساد اور جو حالات بسبب میر قاسم خان کے اس ضمن مین وارد ہوے

جب میر جعفر خان جہان فانی سے گذرا اور شمس الدولہ ہنری ونسترٹ گورنر کلکتہ نے سنا کہ لارڈ کلیف
ثابت جنگ کو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کا اختیار ملا وہ ولایت انگلنڈ سے آتا ہے اپنا رہنا نامناسب سمجہکر
قبل اوسکے آنے کے روانہ انگلنڈ ہوا البقیہ اصحاب کونسل کاروبار کرنے رہے بعد مرنے میر جعفر خان کے

قرار پایا کہ نجم الدولہ معروف بمیر پھلوری جو لڑکا میر جعفر خان کا جو منی بیگم کے بطن سے تھا باپ کی جگہ مسند آرا ہوا اور اوسکا خطاب نواب کول سے موافق صلاح کونسل کار بند رہے جب یہ تجویز ہو لی تہی مسٹر مڈلٹن صاحب مرشد آباد اور مسٹر جانسن صاحب کلان بردوان نے مرشد آباد مین آکر اپنے سامنے اوسے مسند نشین کیا اوسنے کسیقدر دونون صاحبون کی تواضع کی نجم الدولہ چند روز ناظم مقتدر اور نندکمار دیوان مدار المہام رہا میر محمد کاظم خان برادر میر جعفر خان ناظم عظیم آباد کا اپنے بہتیجے کی نیابت پر مقرر ہوا اور راجہ دہیرج نراین چہوٹا بہائی راجہ رام نراین کا دیوان مدار المہام اور راو شتاب رائے دیوان بادشاہی مقرر ہوئے لیکن جماعۂ انگلشیہ سے نہایت موافق مخصوص میجر کرنگ سے شجاع الدولہ نے بنا بر مصلحت کے پرگنہ ماہول جسکا حاصلات ایک لاکھ روپیہ کے برابر تھا نواح اعظم گڈہ اور جون پور مین بطور جاگیر کی اوسکو عطا فرمایا تہوڑی مدت اس صورت سے منقضی ہوئی کہ نندکمار بسبب آزردگی گورنر ہنری ونسٹرٹ شمس الدولہ بہادر کے حسب الطلب کونسل کے کلکتہ گیا لیکن اپنے عہدہ سے معزول نہ تہا اوسکے عملہ کام کرتے تھے شمس الدولہ نے اوسکے عیوب کی مجلد کتاب بناکر اپنے بہائی جارج ونسٹرٹ ہوشیار جنگ بہادر کو دیکہ کہا گیا تھا کہ جب لارڈ کلیف آئے اور کونسل مین بیٹہے اوس کتاب کو اوسی مجمع مین پڑہے اس سبب سے ارباب کونسل نندکمار کو کلکتہ سے باہر نہین جانے دیتے تھے اور وہ اس انتظار مین تہا کہ لارڈ کلیف آئے کیونکہ جب وہ لارڈ مذکور کرنیل اور سراج الدولہ کا زوال اور میر جعفر خان کا اقبال سنا منشی اور مقرب اوسکا تھا جانتا تہا کہ ہر وقت اوسکے ورود کے ترقی پاویگا تا آنکہ لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ آئے اور ہوشیار جنگ نے وہ کتاب حرف بحرف گوش گذار کئے ہر چند نندکمار منظور نظر لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ تہا مگر شمس الدولہ نے ایسی جولانی کی تہی کہ لارڈ کلیف کی نظر سے مانند سنگ نندکمار گرا اور عہدے سے معزول ہوا کلکتہ سے جانے کی اجازت نہ ملی

ذکر محمد رضا خان کا عروج مراتب اعلی پر مدد تقدیر

بعد معزولی نندکمار کے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان عقیلی شیرازی جو میر جعفر خان کے دوسرے عہد مین چکلہ جہانگیر نگر کی نیابت رکہتا تہا بیاوری تقدیر مورد الطاف لارڈ کلیف ثابت جنگ ہوا اور سفارش سے نجم الدولہ کی نیابت اور کل صوبہ بنگالہ کے حل وعقد معاملات مین نامزد ہوا اور محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کا خطاب پایا اور آہستہ آہستہ خطاب معین الدولہ مبارک خان خانسامان کا پایا نوبت اور ماہی مراتب اور حکم سواری پالکی کا حاصل کیا چونکہ لارڈ کلیف بموجب خبر انقلاب ممالک بنگال اور عظیم آباد کے اور بنا بر استقبال میر قاسم خان اور انتظام ملک کے مقرر ہوا تہا اور یہ امر

ولایتیون کے نزدیک دشوار تہا لہذا ایسا مرتبہ بڑہا کہ یکبارگی کرنیلی سے مرتبہ لارڈی کو جو لقب اور خطاب ولایت انگلنڈ ہے پہونچا اور یہان کے کل کارخانجات مین اسقدر ذی اختیار رہا کہ آجتک کسی گورنر کو نہین ملا مگر نواب گورنر جنرل عماد الدولہ بہادر مسٹر ہشٹنگ جلادت جنگ جسکا مرتبہ لارڈ کلیف سے بہی برابر ہوگیا اور ہند و ولایت مین کوئی شریک نہ تہا لارڈ کلیف بسبب امور مذکورہ کے مانع رائے کونسل تہا لہذا اسکو خواہ انگلشی یا ہندی ہو اپنے دلمین نہ لاتا تہا اور بنا بر اظہار اپنے اقتدار کے اول جانسن اور مدلٹن کو چہیڑا کہ نجم الدولہ کی مسندنشینی بہتر ہوئی مگر اوسیسے روپیہ لینا بے حساب اور بے ہیاد عاید سرکار کمپنی کرنا چاہیے دونون سردار نگور خدمت سے مستوفی ہوکر جوابدہ ہوئے کہ ہمین کمپنی کی نوکری مین آپ کی اطاعت اور فرمان بری ضرور تہی اب ہمنے ترک نوکری کی تمہارا حکم ہمپر نہین ہے اگر کچھہ اور دعوی ہو سرکار بادشاہی مین عرض کرو اور جو کہ دربارِ ایصال زر سرکار کمپنی کے فرمائے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جب آپ وہ روپیہ جو نجم الدولہ کے باپ سے لیکر سراج الدولہ کے بعد ریاست پر منتقل ہوا تہا داخل کمپنی کروگے ہم بہی یہ روپیہ داخل کردینگے لارڈ کلیف بسبب مستوفی ہوجانے کے اونکی تعرض سے لاچار خاموش ہوا جانسین تو ولایت گیا اور مدلٹن بعد انفصال چند مدت تک ہند مین تجارت کرتا رہا اور پہر نوکر ہوکر بڑا صاحب مرشدآباد کا تہا کہ اوسکی موت نے آگہیرا موضع بیتی متصل شاہ آباد جو فیمابین راہ عظیم آباد اور مرشدآباد کے ہے مرا اور کوہ بیتی پر مدفون ہوا اوسکی قبر دور سے دکہلائی دیتی ہے اس شخص کی مروت اور ترحم کی شہرت سے یقین ہے کہ عمدہ شخص ہوگا فہم وخوبی مین ڈاکٹر ولیم فلرٹن وغیرہ اور جرات اور ہوشیاری جنگ مین کرنیل گاڈرڈ اور دانائی اور پاس حقوق اخلاص اور آشنائی اور معاملہ فہمی اور خبر رسی اور معاملات فہمی مین ہوشیار جنگ جارج ونسترٹ اور حسن اخلاق مین بے نظیر مسٹر اندرسن اور مسٹر ایت ممتاز ہین اور رشک اماثل اور اقران ہین اور بہائی مسٹر اندرسن کا بہی سنا جاتا ہے کہ برادر بابرادر بلکہ بعض علوم خصوص ہندسہ مین بہائی سے بڑہکر ہے مثل انکا ان اشخاص مین کمتر دیکہا گیا

ذکر خودکشی مسٹر بلرس اور مطعون ہونا اوسکا

مسٹر بلرس جو عظیم آباد کا صاحب کلان تہا بسبب قلت شعور کے تتبع مسٹر مدلٹن اور مسٹر جانسن کا کرکے کمپنی باغ سے جو کہ باقی پورمین ہے اور اون دنون مین باہر صاحب کلان وہین پر رہتا تہا بر مشے کروفر سے سوار ہوکر قلعہ مین آیا اور میر کاظم خان کو عظیم آباد کی نظامت دیکر کسیقدر صرفہ بہم پہونچایا اور بعض ہندوون کی مصاحبت مین رہنا ظاہرا بعض حرکات نامناسب کا مرتکب ہوا تہا

کہ لارڈ کلیف کا اقتدار سکر بندہ پرس کو ڈرا اور اپنے ہاتھہ کر چ مار کر مرگیا اور باغ باقی پور مین مدفون ہوکر اپنی قوم مین مطعون ہوا اور جنرل کرنگ جوکہ سابق سے لارڈ کلیف کا دوست تہا اسوقت مین مصدر حل و عقد جمیع امور ہوا چونکہ ڈاکتر اور جنرل مذکور سے اول دوستی اور آخر مین بد اتفاقی ہوگئی تہی کچہہ سوچہا کر ڈاکتر فلرٹن کو برطرف کرادیا ڈاکتر بیچارہ ناکام دوستون سے مرخص ہوکر ولایت گیا اور وہ سوائے چند شرطون پر کر گیا تہا مگر ہنوز واپس نہ آیا اللہ تعالے جہان رکہے خوش و خرم رکہے ــــ

الہ آباد جانا لارڈ کلیف کا بنا بر ملاقات شاہ عالم بادشاہ اور شجاع الدولہ آصف جاہ سے اور حاصل کرنا سند دیوانی خالصہ ہر سہ صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ اور عظیم آباد کا اور انقلاب بندوبست

لارڈ کلیف نے بعد ورود کلکتہ اور آگاہی بعض امور ضروریہ کے الہ آباد کی نہضت کی وزیر الممالک شجاع الدولہ بہی فیض آباد سے حسب اشعار لارڈ اور نیز التماس راو شتاب راے سے قاصد الہ آباد ہوا اور میرزا کاظم نام ایک شخص کو جو ولایت زا اور حسن رضا خان نواسۂ حاجی احمد خان ولد جوادخان مرحوم کا داماد تہا اور میر قاسم خان کی حکومت مین علی ابراہیم خان بہادر کی دستگیری سے پرگنہ سہسرام اور چین پور کا عامل ہوا تہا لارڈ مذکور جو ہنگام اقامت دکہن کے اوسسے آشنا تہا اسوقت مین اوسکے حال پر راضی ہوکر ایک لاکہہ روپیہ عطا فرما کر اپنا مصاحب بنایا ظاہرا یہی شخص واسطے سوال جواب دربارہ تحصیل عروج محمد رضا خان کے ہوا چون کہ محمد رضا خان راو شتاب راے کی شراکت مطلقاً نہین چاہتا تہا یہ چاہتا تہا کہ بادشاہ اور وزیر کے حضور مین بہی راو مذکور کا واسطہ نہو میرزا کاظم اس مہم کا بہی متکفل ہو لہذا اس امر کی تقریب جنرل سے مخفی لارڈ کلیف سے کی اور میرزاے مذکور اسی امید پر لارڈ کی ہمراہ گیا اور لارڈ کلیف نے بر وقت پہونچنے عظیم آباد کے میر کاظم خان برادر میر جعفر خان اور راجہ دہیرج نراین اور راو شتاب راے سے ملاقات کرکے قدر افزا ہوا اگرچہ ایک بد کے عقل و شعور کو منیران جیسے مین اللہ راو شتاب راے کو لایق واسطہ پاکر ہمراہ لیا میر کاظم خان کو مرد سادہ لوح دیکہا دہیرج نراین کو بطمع دنیوی اوسکے حقوق فراموش کرکے اوسکی بیقدری کار دنیا مین ظاہر کی اور نیابت عظیم آباد کا اپنے واسطے خواہان ہوا لیکن لارڈ نے اس سفر مین عزل و نصب مناسب نہ سمجہا راو شتاب راے کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب الہ آباد پہونچا بعد حصول حضوری بادشاہ اور ملاقات وزیر کے جو کچہ چاہتا تہا طے کیا اور ہر سہ صوبہ کی دیوانی کا فرمان وزیر اور بادشاہ سے اسم کمپنی کا حاصل کیا

چون کہ وزیر اور بادشاہ دونون اس جماعۃ کے مطلوب ہر طرح سے تھے ناچار ناچار قبول کرکے سند تحریر کردی
اور چوبیس لاکہہ روپیہ تینون صوبہ کی مالگذاری مقرر ہوئی کمپنی کی مہر سے قبولیت لکھکر دفتر شاہی مین داخل کردی
اسطرح کا امر عظیم بدون کسی توسل کے نہایت سہولیت اور آسانی سے کہ خرید فروخت خر بار بردار اور
اسپ راہوار کے بہی ایسی جلد ممکن نہین ہو گیا لارڈ نے اپنی دار الحکومت کلکتہ کو معاودت کی اور
کرنیل اسمٹ کو جو بعد جانے لارڈ کے ولایت مین جنرل ہوا سردار فوج انگلشی کر کے الہ آباد مین
بحضور بادشاہ چہوڑا ایکن فی الحقیقت وہ حاکم تہا اور بادشاہ محکوم وہ قلعہ مین رہتا تہا اور حضرت
بیرون چہاونی مین جو کہ خود تعمیر کرائی تہی جنرل نقارہ نوبت بادشاہی کے دہون دہون سے جو قلعہ مین تہا
ناخوش ہوا نوبت نوازون کو ممانعت ہوئی پہلے سے ہر کراہیچ روز نوبت اوسنے القصہ او آفتاب رائے کا
حسن سلیقہ اور طلاقت بیانی اور دو تنخواہی کمپنی اور اصحاب کمپنی کی رفاقت سے منظور نظر لارڈ ہوا
میر کاظم خان امید لستہ سے محروم ہمراہی مین واپس آیا اور علی ابراہیم خان بہادر جو کہ وزیر اور بینی بہادر
کی رفاقت مین عزت اور احترام سے بسر کرتا تہا لیکن غربت مین بے بار برداری کے رنج سے فکر رہتا تہا
میرزا لے مذکور نے نظر بحقوق خانہ مذکور کے جو کہ زمانہ عالیجاہ مین اوسکے ساتہہ کئے تھے مرشد آباد دلا کر
لارڈ سے ملاقی کرایا اور علی ابراہیم خان نے بسبب الفت یاران اس شہر کے قبول کیا اور مرشد آباد
پہونچکر رفقائے مظفر جنگ مین منسلک ہوا اگرچہ کمال عزت مین بسر کرتا تہا مگر جیسا کہ چاہیے قدر دانی
نہوتی تہی لارڈ کلیف نے عظیم آباد پہونچکر میر محمد کاظم خان کو صوبداری سے معزول اور راجہ دہیرج نراین کو
مقرر کیا اور میر کاظم خان کیواسطے لاکہہ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا وہ سراج محل الہ نگر مین جو اوسکا مولد اور وطن تہا
سکونت گزین ہوا اور اپنی حسن نیت سے کمال نیکنامی مین بسر کی لارڈ کلیف چند روز عظیم آباد مین رہکر
کلکتہ کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا انصرام مہام مین مشغول ہوا مسٹر سکس کو صاحب کلان اور شریک
انتظام ملکی اور مالی کا جلد جہانگیر نگر مین جسارت خان مرحوم کا کیا اور چکلہ ہر دو ان کو ہندیون کی شراکت سے
لیکر دو تین روسائے معتمد ولایت کے حوالہ کیا۔ میر رفیع الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف
سیف خان بن عمدۃ الملک امیر خان چوبدار کابل کو جسنے بروقت روانگی لارڈ کے جانب الہ آباد کے
جو مین برسات مین ہوئی تہی بسواری کشتی مونگیر پہونچکر اپنی ملاقات سے خوش کیا تہا ملک پورنیہ
کی حکومت بدستور بحال رکھی اور اوسکی مالگذاری بنگالہ کے نظامت مین حسب دستور سابق مقرر ہوئی
جسکی نہایت کم ظاہرا زیادہ پانچ چہہ لاکہہ روپیہ سے نتہی لیکن غفلت ورزی سپہدار جنگ سے اور
نمکحرامی عسکر علی خان اوسکے پیرزادہ کے سبب سے بعد دو تین سال کے اوسکے قبضہ اختیار سے نکل گیا

ذکر اسکا انشاء اللہ تعالے تحریر کیا جاویگا اور جو جاگیرات اور التمغا اور املاک لوگون کی مہابت جنگ کے عہد سے مقرر تہین اور کسیکو اونسے تعرض نہین رہا اصحاب انگلشیہ نے بہی اوسیطور سے واگذاشت کر دی کسی سے متعرض نہوئے یہ سب فضل خدا اور احسان انگلشی سے ہے ورنہ کوئی امیر بہی اس دیار کا اس ملک مین کیا بلکہ آسمان کے نیچے کہین زیست بسر نہین کر سکتا تہا اور نیز تغیر اور تبدل بادشاہ اور اوسکے متصدیان خیانت پرست کی آفت سے نجات نملی انگلشیون نے یہ بنا ڈالی کہ جو قطعہ جسکے قبضہ مین ہے اوسکے بعد اوسکے آل اور اولاد کے نام برقرار اور بحال رہیگا شکر خدا ہے کہ ہنوز یہی قاعدہ سلوک ہے اور آیندہ کو بہی یہی امید ہے

یہان ذکر نجم الدولہ کے انتقال کرنے کا اور سیف الدولہ اوسکے بہائی کا جلوس فرمانا

جسوقت کہ لارڈ کلیف الہ آباد کے ارادہ سے مرشد آباد پہونچا اور بلدہ مذکورہ سے کوچ کرکے صادق باغ مین نزول کیا نجم الدولہ اور مظفر جنگ نظر بر شائستگی باغ مذکور تک آئے اور بعد رخصت کرنے کے اپنے گہر ساودہو کر پہونچے نجم الدولہ کو ہیضہ ہوا بائیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۹ ہجری کو اس دار فنا سے عالم بقا [illegible] اوسکا چہوٹا بہائی سیف الدولہ جلوس فرما ہوا یہ شخص حسن خلق اور رافت مین فرد تہا چند روزہ حکومت مین نیکنامی سے جان فشان ہوا اگرچہ صاحب اقتدار نتہا مگر جہانتک دسترس ہوتا کوتاہی نکرتا

راؤ شتاب رائے کو نیابت عظیم آباد کی ملنا

الہ آباد سے جب لارڈ کلیف ساودہوا شتاب رائے کو حکم ہمراہی صادر ہوا اوسنے چند وجوہات سے چند روز کے بعد وعدہ حاضری کیا چونکہ والد بندہ نظر بر وضع روزگار کے قلیل جاگیر مین راضی ہو کر گوشہ گزین تہا مگر پہر بہی ملاقات حاکم وقت کی جو تازہ مسند آرا ہوتا بنا بر حفظ وسلامت وہ ایکمرتبہ کرتا تہا نظر برین لارڈ کلیف کی ملاقات کو عظیم آباد آیا چونکہ آنا جانا نہایت جلدی مین واقع ہوا اور قبل پہونچنے والد کے وہ عظیم آباد سے اول نکل گیا تہا لہذا والد مرحوم نے چاہا کہ سید علیخان بندہ کے بہائی کو جو رابعہ بیگم محمد رضا خان کی ساس سے رابطہ اتحاد رکہتا تہا اور شتاب رائے کی ہمراہ مرشد آباد پہونچے لہذا ایک قطعہ خط مشعر اظہار مضمر اور التماس اعانت انجاح مرام کے دربار انگلشی کے اور نیز روانگی فرزند بنا بر حصول بعضے سند کے ناظم بنگالہ کی مہر سے لکہکر اوسکا استمزاج کیا اوسنے مردمی اور وقت شناسی پر نظر فرما کر اقرار انجاح مرام جواب مین رکہا

چند روز کے بعد جب ارادہ کلکتہ گیا مرلید ہرکارہ جو کہ مرد عیار اور مدت سے رکن عمدہ نظامت عظیم آباد کا تہا تہ مدعا سے رسائی کرکے راو مذکور کے ہمراہ ہوا اسے مذکور نے اوسکو شراکت انتظام مہام نظامت کی تکلیف دی اوسنے بنظر رفع بدنامی بڑی بے پروائی سے اول عذر کیا مگر مسموع نہوا شتاب رای وجع مفاصل کے عارضہ مین جو بسبب مادہ آتشک کے ہے مبتلا ہوا لارڈ نے اپنا ڈاکٹر اسکے علاج پر مقرر فرمایا اور اوسنے بخوبی علاج کی عجیب یہ کہ ایسے مرض شدید کو جو نہایت شدت مین تہا جس دوا مین کہ سیماب تہا دو نوہفتہ کے پہونچون تک استعمال کرانے سے مطلق زایل کردیا راو موصوف نے دس ہزار روپیہ ڈاکٹر کو انعام دیا بعد شفا کے خطاب مہاراجگی اور بہادری اور اضافہ منصب پنجہزاری اور لست پنج ہزار روپیہ ماہواری درماہہ اخراجات نظامت اور پنجہزار روپیہ ذات خاص علاوہ جاگیر کے جو عظیم آباد مین تہی اور شراکت دہیرج نراین اور مستر مدلٹن صاحب کلان کوٹہی عظیم آباد سے سرفراز ہوا اور مہر سیف الدولہ ناظم مرسہ صوبہ کی اسکے سپرد ہوکر رخصت اور معاودت ملی والد کے امور خواہش مرشد آباد مین سید علی خان بندہ کے بڑے بہائی کی سعی سے اور منیرا لبعہ بیگم کے حسن سلوک سے درست ہو گئی تہی کہ مہاراجہ شتاب راے بہی مرشد آباد پہونچا

ذکر رحلت کرنے والد مورخ کا اس جہان فانی سی بموجب آیہ کریمہ کل نفس ذایقۃ الموت

اندنون مین بندہ ڈاکٹر فلرٹن کی سفارش سے مسٹر مسیح کی رفاقت مین جو کہ عمدہ روساے انگلشیہ کوٹہی بنارس کا مدار علیہ تہا اوس شہر مین آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین کی خدمت مین مشرف ہوا والد قصبہ حسین آباد اپنے بسائے ہوئے مین مع متعلقون کے رہتا تہا ناگہان سہل سا عارضہ تپ لاحق ہوا سنا گیا کہ مادۂ دماغی ہوکر سرسام ہوگیا لیکن چندان حواس مین خلل نہ تہا بیماری کے بارہوین روز یکشنبہ تاریخ سوم جمادی الثانی ۱۱۷۹ ہجری کو اول روز رہگراے عالم بقا ہوکر اوسی قصبہ مین مدفون ہوا اللہم اغفر لہ وارحمہ والحقہ بآبائنا الصالحین اس واقعہ کی خبر بمقام بنارس مین بندہ کو ملی والدہ ماجدہ اور برادر مہربان میرے تقی علیخان وغیرہ کے خطوط بندہ مورخ کے طلب مین آئے بندہ مورخ لاچار ترک رفاقت مسٹر مسیح کرکے عازم حسین آباد ہوا مسیح مذکور مانع تہا بندہ مورخ کی جدائی منظور نہ تہی کہتا تہا کہ تہوڑی مدت میرے سفر آخرت مین باقی رہی تمنا ہے کہ دم واپسین تک تم میرے پاس سے جدا نہو مگر بندۂ مورخ کی کم نصیبی اور والدہ وغیرہ کی اضطرابی نے نہ رہنے دیا اور بجا اور ہی ارشاد ایسے بزرگوار کی نہوئی کہ اس دولت بے بہا سے سرفراز ہوتا مگر قسمت کا تدارک

کچھ نہین ہوسکتا ہے بیت تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل ✤ کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را ✤ بہرحال بندہ مورخ حسین آباد پہونچا اور واقعہ والا کی خبر مرشد آباد پہونچی مہاراجہ شتاب راے اور سید علی خان مدت تک مرشد آباد مین رہے بحالی جاگیر کی سندین بندہ کا نام حاصل کرکے عازم عظیم آباد ہوئے

عظیم آباد مین مہاراجہ شتاب راے کا آنا اور دہیرج نراین کا براہ حماقت دلتنگ ہونا

جب مہاراجہ شتاب راے وارد عظیم آباد ہوا از راہ دانائی اور عقلمندی فیصلہ معاملات کیواسطے قلعہ بادشاہی مین درباداری مقرر کی تاکہ نہ اپنا گہر ہو نہ دہیرج نراین کا اور مقرر ہوا کہ وقت معین پر صاحب کلان انگریز کرسی پر جلوس کرے اور اوسکی کرسی کے روبرو مسند طویل بچہے جسکے ایک طرف دہیرج نراین مدعی نظامت اور دوسری طرف مہاراجہ شتاب راے بیٹھے اور ایک ایک تکیہ دونون کے لئے رکہے جاوین جو سند او رپروانہ لکہا جاے دہیرج نراین معمولی طور پر دستخط بعض اوسکے حاشیہ پر کرے اور مہاراجہ ممدوح اوسکے پشت پر بازپر مہر سیف الدولہ کی اپنے قلم سے کلمہ (دیدہ شد) تحریر کرے دہیرج نراین کو تو غرور نظامت اور رام نراین کی برادری کا تہا اور چند روز خود تہا بر سرکار رہکر اپنی مہر لگاتا تہا اور چونکہ ناظر حال کوئی دوسرا نہ تہا کام بیچ خیانت عہد ماضی کی طرح سے کیا کرتا تہا یہ قاعدہ اوسپر گران گذرا لیکن لاچار تہا لہذا ہمیشہ صحبت ناچاق اور افزایش نفاق ہوتی تہی عملہ نظامت بہی دو حصہ ہوئے تہے نصف مہاراجہ کے متوسل اور نصف دہیرج نراین کے ہمراہ رہے مہاراجہ شتاب راے نے جب کاغذات دیوانی ملاحظہ کئے معلوم کیا کہ بندوبست صوبہ مین بڑی خیانت ہے اور ہر معاملہ مین ہزارہا بالا بالا مذرانہ دہیرج نراین ہے مگر اسکا اظہار نامناسب جانا اور مستاجر جو کہ متعہد گنجایش اضافہ کے ہوئے بہم پہونچاے اور دہیرج نراین سے کہا کہ یا تو عمال سابق نے یہی معاملہ لکہوا لو یا اونکو معزول کرکے اون کی عوض مین انہین مقرر کرو چونکہ دونون صورتون مین نارسائی اور خیانت دہیرج نراین کی ظاہر ہوتی اوسکی رسوائی کا موجب ہوتا تہا اور جمع و خرچ صوبہ مین بہی چونکہ بڑا غایلہ تہا شتاب راے نے دہیرج نراین سے بذریعہ معتمدین نصیحت فرمائی کہ یہ روپیہ کسطور سے داخل خرچہ کرنا چاہیے تاکہ اظہار راز نہو جاے مرلیدہر شتاب راے کا شریک ہوا چونکہ پیشتر سے واقف اسرار تہا اسرار دہیرج نراین کا اظہار کرتا تہا وہ احمق اسی قدر اپنے حقوق پر کہ راجہ رام نراین جنرل کرنگ

اور مسٹر امیت کی دوستی مین مورد عتاب عالیجاہ ہوکر بے وعدم ہوا مغرور تھا اور مہاراجہ شتاب رای نے انصاف کیا بلکہ اپنے دولتخواہونکی رائے نہ سنتا تھا اور یہ نسمجہتا تھا کہ انگلشی کو بقدر پاسخاطر نہوگا کہ بنابر قتل ہونے اوسکے بہائی کے صوبہ عظیم آباد کی جاگیراوسکو دیدین تاکہ جو چاہے نہین کرسے بہرحال یہ راز آہستہ آہستہ کہولتے کہولتے لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ وغیرہ روسائی انگلشی کے گوش گذار ہوا اول بذریعہ خطوط کے دہیرج نراین کو خواب غفلت سے بیدار کیا کہ بموجب اطاعت مہاراجہ راوشتاب رائے کے اداے زر باقیات کرے وہ ہر مرتبہ معذرت لکہتا تھا تا آنکہ لارڈ کلیف کو خدا معلوم کس سبب سے عزیمت ولایت درپیش ہوئی نئے سر سے عہد واقرار شجاع الدولہ کے درباب چند امور کے مخصوص مقدمہ راجہ بلوند سنگہ مین کے جسکی بابت سے شجاع الدولہ ایمن نہتہا اور شجاع الدولہ کو بہی اوس سے اکثر کام تہے لہذا اقرار ہوا کہ مقام موضع چہپرا مین ملاقات باہم کر ہو لہذا لارڈ کلیف کلکتہ سے اور شجاع الدولہ فیض آباد سے اور منیر الدولہ الہ آباد سے بادشاہ کی نصارت مین اور راجہ بلوند سنگہ بنارس سے روانہ موضع مذکور ہوئے

آنا لارڈ کلیف اور شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور راجہ بلوند سنگہ کا موضع چہپرا مین اور معاتب ہونا راجہ دہیرج نراین کا

جب لارڈ کلیف ثابت جنگ بہادر عظیم کے قریب آیا مہاراجہ شتاب رائے استقبال کو گیا اور دہیرج نراین جو ہمیشہ اپنے خیال عزیمت اور اقتدار مین رہا کرتا تہا بڑے کروفر سے بدون اسکے کہ فکر لقاے سلیقہ واجب الاداکرے واسطے استقبال کے برآمد ہوا چیونہین دور سے دونون کی سواری لارڈ اور جماعہ انگلشی کی نگاہ مین آئی چونکہ قبل ازین دہیرج نراین کے نام یہ خط صادر ہوچکے تہے کہ بدون اداے زر باقی کے ملاقات کو نہ آوے لارڈ کلیف نے آشفتہ ہوکر کسیکو بہیجا کہ دہیرج نراین کو حضور مین آنے کو مانع ہوا اور ایک قدم نہ بڑہ سکے فرستادہ نے تعمیل حکم کی دہیرج نراین کو جبراً واپس کردیا اور ایسے مجمع عام آشنا اور بیگانہ مین جو کہ تبقریب استقبال حاضر تہے خفت عظیم اوسکو حاصل ہوئی مہاراجہ شتاب رائے حاضر حضور ہوکر شرف ملازمت اور مورد عنایت ہوا دہیرج نراین نے قرین ندامت لوٹکر جسطور ہوسکا روپیہ سرانجام کرکے خلعیات ہوا اور باتفاق عبور گنگا کرکے ہمرکاب لارڈ کلیف اور جنرل کے مع مہاراجہ شتاب رای بجانب مقصود گئے اور ماہ محرم ۱۱۸۰ ہجری مین شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور لارڈ جنرل اور راجہ بلوند سنگہ کا ملاقات ہوا

اور بعد عفو تقصیر راجه بلوند سنگه اور تقرر چوبیس لاکهه روپیه مالگذاری اوسکے سرکار شجاع الدوله مین اور عهد اور پیمان حفظ وغیره کا مقرر ہوا اور عهود و مواثیق وزیر اور بادشاه کے اور انگلشیه کے درمیان مین وزیر اور بادشاه کے تہے انگلشیون کی گواہی سے اور راجه بلوند سنگه اور وزیر کے مجدداً تحریر ہوئی اور باہم تحفه وتحایف گذرے وزیر نے بعد ملاحظه قواعد سولداوان ولایتی اور عطای چند ہزار روپیه انعام کے رخصت ہوکر اپنے مرکز دولت کو راہی ہوا اور راجه بلوند سنگه بہی بعد ادای پیشکش لایق کے رام نگر کو جو لب دریاے گنگ محاذی بنارس واقع ہے روانه ہوا اور وزیر الدوله بہی خوب کامیاب واپس ہوا اور مہاراجه شتاب رای نے احوال اختلاف اور خیانت اور نارسائی عمله سابق کے لارڈ کلیف سے عرض کی اور کہا که اس روپیه کا وصول راجه دہیرج نراین اور اوسکے عمال متوسل سے بدون سختی کے متعذر ہے اور چونکه بنده اوسکے بہائی کا ممنون احسان ہے اسقدر مبالغه درباب وصول زر کے نہین کرسکتا مناسب یه ہے که بعد تشریف لیجانے مرشد آباد کے مظفر جنگ کو جو نایب صدر اور مرجع کل معاملات ہے چند روز کے واسطے ادہر تشریف لاے اور بعد بندوبست یہان کے واپس جاوے ہوا لارڈ نے التماس قبول کیا اور مورد عطوفت بے پایان کرکے مرشد آباد کو عازم ہوا اور دہیرج نراین کی عدم لیاقت اور خیانت ورزی اپنے دلمین خیال کرکے اراده کیا که اسکو معزول کرکے راجه شتاب رای کو بذات تنہا مقرر کرے بالفعل یه امر پوشیده رکہا ✤

جانا لارڈ کلیف کا کلکته اور مرشد آباد اور بہیجنا محمد رضا خان مظفر جنگ کو عظیم آباد کی معامله کیواسطے

لارڈ کلیف نے بمجرد پہونچنے مرشد آباد کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کو واسطے بندوبست کے عظیم آباد بہیجا محمد رضا خان مظفر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر علاوه دہیرج نراین کی چشم نمائی کی نظربند فرمایا اور بعض شخصون کی تالیف قلوب کرکے استفسار خیانت کی اور نیز بعض عمال مانند ساہمل اور محمد تقی خان ولد فایز علی خان اور محمد اشرف کشمیری وغیره کی زجر و توبیخ بہی کی ساہمل کو سزای بدنی سے سرفراز کرکے قید کیا اور محمد تقی خان اور محمد اشرف خان کشمیری کو مہاراجه شتاب رای نے قید سے بچاکر ادای زر کو مدت معینه کرا دی اور دہیرج نراین بوجه ظہور خیانت اور عدم لیاقت کے اپنی قدر و منزلت سے معزول ہوا اور اوس کے ذمه کا روپیه اوسکے محاصل جاگیرات سے مجرا کیا گیا بدین تفصیل که تا وصول زر سرکار تہوڑا سا خرچ پایا کرے باقی کل زر بمد تقاضای سرکار

داخل خزانہ نظامت ہو بندہ کی خیانت سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ موسومی لسب منظور نظر ہوئے میر جعفر خان اور اوسکے بہائی میر کاظم خان کے اور نیز اس نظر سے کہ دہیرج نراین سے رجوع نہوتا تھا بنڈوی مذکور کو اسکا ذمہ تہا اپنے ایام اقتدار مین اور عزل میر کاظم خان کو چند روز رہا تہا بزرگ مذکور کو باوجودیکہ راجہ اور اوسکا باپ اور بہائی نمک پروردہ خاندان تہی بمقتضاے تنگ ظرفی کے سرکار شاہ آباد سے معزول کرادیا تہا اور اوس کے متصدیان کو بہانہ محاسبہ سے قید کیا تہا بعد اس کے عزل کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے نی معاملہ مذکور کو باوجودیکہ محض ہیچ تہا فیصلہ کرکے فارغ خطی لکہدی اور خیانت مذکور رابعہ بیگم کی قدر دانی سے اوسکے حسب الطلب محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ہمراہ عازم مرشد آباد ہوا مظفر جنگ نے بعد انتظام حسب نراے مہاراجہ شتاب راے کے عزیمت مرشد آباد کی اور راجہ مذکور تنہا صوبہ عظیم آباد کے انصرام مین کلکتہ کے صاحبان کونسل سے مقرر ہوا چون کہ مسٹر ملٹن اور لارڈ کلیف سے ناچاقی ہوئی سنہ مرقوم الصدر ملازمی کمپنی سے مستعفی ہوا اور مسٹر رنیوف اوسکی جگہ پر آنکر مہاراجہ شتاب راے ہوا اور مرشد آباد مین محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ساتہہ مسٹر سکس معین ہوا اور لارڈ کلیف بعد جمعی تمام کے عازم ولایت ہوا

لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ کا ولایت جانا اور شمس الدولہ کے تقصیرات اور تصرفات کے کاغذ ہمراہ لیجانا اور مسٹر ورلس کا کلکتہ کی گورنری پر مقرر ہونا

لارڈ کلیف نے اپنے ایام اقامت مین چاہا کہ شمس الدولہ بہادر کے تقصیرات اور تصرفات کا اگرچہ ثبوت اور ظہور ہو ولایت کے کونسلیون کو دکہلا دے اور اوسکا تدارک جو اوس نے کیا ظاہر کرے چونکہ اہل دنیا کے کام ہمیشہ احسان فراموشی رہے ہین خصوص اس زمانے مین غرض مدعی کو جملہ دانائی سے مافوق جانتے ہین کسی کی دوستی پر اب اعتماد نہین کرنا چاہئے ؎ یار اغیار ہوگئے واللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ٭ طرفہ یہ کہ جس کے واسطے یہ شیوہ اختیار کرتے ہین اوسی کی نظر مین کم عزت اور بے اعتبار ہو جاتے ہین دیکہئے چند لوگ جو دست نشان لارڈ مذکور کے تہے اور نمک خوردہ احسان شمس الدولہ بہی تہے باتفاق مند کمار کے جو شمس الدولہ سے بد تہا

مصدر جنگ ہوئے اوس کی تقصیرات درست کرکے لکہا دین اسیقدر حال چون کہ کمال شہرت پذیر تہا بندہ مورخ کے گوش زد ہوا بہ تفصیل اور تحقیق معلوم نہین کیونکہ ان لوگون کا حال تحریر کیا بلکہ خاص کو کم ظاہر ہوتا ہے القصہ لارڈ کلیف اور جنرال کرنک مسٹر ورلس کو گورنر اور جنرل اسمٹ کو سالار کل فوج مقرر کرکے عازم ولایت ہوا مظفر جنگ نے بادشاہ کی حضور سے جو اکہ آباد مین انگلشی سے مختلط تہا اپنے واسطے خطاب خان خانانی اور مدار المہام معین الدولہ مع پالکی جہالردار کی طلب کرایا اور نیز مہاراجہ شتاب راے نے خطاب ممتاز الملک بہادر منصور جنگ اور ماہی مراتب اپنے واسطے منگایا اور عیش اور نشاط مین زندگی بسر کرنے لگے + + + + +

ذکر ہے عروج مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے کا عالی مراتب پر اور جان بحق ہونا سیف الدولہ کا اس جہان فانی سے

سنہ [illegible] ہجری مین مہاراجہ شتاب راے واسطے ملاقات مسٹر ورلس گورنر جدید کے عازم کلکتہ ہوا بندہ بہی اوس کے حسن سلوک کا ممنون تہا ساتہہ گیا مسٹر ورلس نے بخوبی عزت و احترام سے ملاقات کی اور مقرر ہوا کہ مہاراجہ شتاب راے اور مظفر جنگ اور جسارت خان بہادر ملکی کام جو موجب دولت خواہ عزت سمجہین تعمیل کرین لیکن ہفتہ مین دو مرتبہ جو بات ہو انگلشی سے جو اونکا شریک ہو اطلاع کرکے سمجہا دین اور اونہین دو روز مین امور نقد اوس انگلشی کے حضور مین جاری ہو اور جمع و خرچ محاصلات کا ہر جانب سے انگلش مذکور کے دستخط سے مزین ہو اور بعد سالتمام کے کاغذ دستخطی مذکور دفترخانہ کمپنی مقام کلکتہ مین داخل کرین اور معاملات عدالت یعنے انفصال مقدمات رعایا کے متعلق ہون کار امر کا داروغہ جزویات امور مین جو کچہ مناسب اور حق سمجہے فیصل کرلے لیکن امور عظیمہ ہفتہ مین دو روز سواے روز کچہری مذکور کے بحضور نایب اور انگلشی شرکت دار کے انفصال ہون اس ضمن مین انگلشی بہی واقف معاملات ہوتا جاتا تہا جیسا کہ انکا قاعدہ ہے کہ جو امر باقاعدہ جو ارباب معاملہ کچہری زبان سے سنتے ہین کتاب سادہ مین لکہتے ہین وہ لکہا کرتا تہا تا آنکہ مسٹر ریوف بہی سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین قاصد ولایت ہوا اور مسٹر الکسندر اوسکی جگہ پر آیا اور بجاے مسٹر سکسن کے مرشد آباد مین مسٹر بیچر معین ہوا اور اس سال کے آخر سے آثار قحط اور علت وبائی ظہور پکڑا اور ماہ ذیقعدہ مین +

سیف الدولہ اور اوسی قریب مین اوسکا بہائی اشرف علی خان اور فتح اللہ خان مظفر جنگ کا سالا اور اوسکی بی بی اور حاجی اسمعیل کی بی بی مظفر جنگ کی سالی کہ یہ تینون آخرین اولاد ہم رابعہ بیگم تہین آبلہ کی بیماری مین فوت ہوئی یہ دونون علت اوسوقت سے شروع ہوئین اور محرم ۱۱۸۴ سنہ ہجری مین زور پکڑ کر تین مہینے تک جانستان رہین خلق کثیر اس بلا مین جان بحق ہوئی اور ماہ ذی حجہ ۱۱۸۳ سنہ ہجری مین مبارک الدولہ تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا بعد فوت اپنے بہائی سیف الدولہ مرحوم کی نظامت بنگالہ پر مامور ہوا اور مظفر جنگ کی تجویز سے علی ابراہیم خان بہادر اوسکی دیوانی یعنے نظامت بنگالہ پر اور چوبیس لاکہہ روپیہ اوسوقت مین واسطے ناظم بنگالہ کے سرکار کمپنی سے مقرر تہا مامور ہوا کاردانی اور فیض رسانی ظاہر کین مظفر جنگ عجب حرکات عجیبہ اور خصایل غریبہ رکہتا ہے جب مبارک الدولہ بعد نشینی نظامت کے چاہا کہ منی بیگم کی سرشان کرے باوجودیکہ باہمد گر عہد وپیمان دوستی رکہتا تہا ببو بیگم مادر مبارک الدولہ سے پیغام کرکے اوسیطرح کے عہد وپیمان کر لئے اور اتحاد پیدا کیا اور ببو بیگم کو یہ ترغیب دی کہ منی بیگم سے کاوش کرین منی بیگم زردار اور شعورمند بہی تہی اس حرکت سے آزردہ ہوکر خاموش ہوئی گفتگو کرنا مناسب نہ جانا خاموش ہوئی چندروز ببو بیگم کا اقتدار رہا اندنون مین سرداران انگلشی اس ملک کے امرا سے مصاحبت اور موافقت کرنے لگے ہر انگلیش کہ جس سے آشنا تہا وہ اس امیدوار یکا خیال کرتا تہا ہر ایک کی ضوابط قواعد سے آگاہ ہوتا تہا اور واسطے دیگر انگلشی کو جمع کرتا جاتا تہا ہر ایک کو منل او ہندی کی آشنائی سے یہی مدعا تہا جو لوگ ان کے عہد مین مدار المہام ہوئے تہے اسی خوف سے کہ مبادا اور لوگ کوئی ایسا ضابطہ اور قاعدہ ظاہر کرین جس سے ہملوگ متہم خیانت ہوکر اپنی قدر ومنزلت سے جاتے رہین ہر خشک وتر جو ظالم لوگ کینہ سے کرتے جماعہ انگلشی کے روبرو فیصل ہوتے تہے جب کہ مبقرہ کے روبرو ایک فیصلہ ہوا مرلیدہر اوس تحصیل مین حاضر تہا جو کہ خاین اور مضطر تہا واسطے ادائے جرمانہ کے بطور شکرانہ کے کسیقدر ملعون کیا مسٹر رنبول جو عقل سے خالی تہا متعجب ہوکر بولا کہ حق بجانب اوسکے مین خیانت اور بےباکی کی راہ سے روپیہ جمع کرتا ہے اسی جرمانہ لینا بہتر ہے لیکن دوسرے شخص سے جو محقق ہے بجز کسیقدر اثبات باطنی کے الزام لگانا کیا ضرور مرلیدہر وغیرہ نے جوابدیا کہ یہ کار اس ملک کے موافق ضابطہ ہند ہے کچہہ نیا ایجاد نہین کرتے مسٹر مذکور خاموش ہوا اور اظہار کراہت فرمایا لیکن آنا زر کا جیسے دنیا طلبونکو بہرصورت خوش آتا ہے یہ جماعہ کہ معروف تحصیل ہے کب تک ایسی ایسی ولایت سے ممنون کئے جاوین اب تک کہ پردہ از روئے کار سے اٹہا جوبات کہ موجب بدنامی ہو ہنوز نہین اوٹہی مگر اوضاع معاملہ اور نارسائی ہندیان سے جو اہل انگلش کے حضور مین ہے البتہ خلق کو رنج ہوتا ہے

اگر اندک بہی اپنے کان اوپر لگاتے ہین ستم رسیدہ اپنی داد کو پہونچکر آسودہ ہون خلاصہ کوئی اون لوگون مین سے جو کہ کمپنی کے دولتخواہ مشہور تہے قباحت امور کے اظہار اور حسن احسان عموم رعایا اور ترویج ضوابط وغیرہ مین کچہہ نہ سعی کی فی الجملہ کتب نوشتہ اصحاب انگلشیہ مین کسیقدر طوالت ظاہر کئے اندک بعض مطالب پر انگلشیہ آگاہی پانے لگے چونکہ تیز ذہن رسا طبیعت بہت ہین اور خداوند تعالے نے ہندوستان مین اس جماعت کو بنا بر تنبیہ ظالمان کے بہیجکر اکثر رو سا پر فتح وظفر دی ہند کے خورد و کلان مین سے کسیکو دفتر نظم مین تمیز ہے

مقرر ہونا ضلعدارون کا فرقہ انگلشیہ سے بنگالہ اور عظیم آباد کے مفصل مین اور تقسیم ہونا ہر صوبہ کا چہہ ضلع مین اور ہر ضلع مین کونسل مقرر ہونا اور معزول ہونا میر روح الدین حسین خان بہادر سیہدار جنگ کا محمد رضا خان کی کاوش نہانی سے

میر روح الدین حسین خان بہادر سیہدار جنگ خلف الصدق سیف خان نے شعبدہ بازی فلک سے ناگہان حکومت پورنیہ پائی چونکہ مردلاوبالی عیاش خود رائے تہا غرق دریائے لذات ہوا رات دن مستی وبیخبری مین بسر کرنے لگا اپنے باپ کے پیرزادے مسمی آقا عسکر علی کو جو بود شاہ مصطفی قلی مرشد سیف خان اور شاہ شکر الله قادری کا تہا عسکر علیخان کے خطاب سے اپنا نایب اور مدار المہام بنایا یہ شخص نہایت مکر وفریب مین اوستاد تہا ولیعہمت کو اپنی رضاجوئی مین پاکر جو چاہتا تہا کرتا تہا جو لوگ اوس سے رجوع تہے اونسے کاوش کرتا تہا اور انعام رقاصان وقوالان ونقالان اور نیز بعض ندمائے روح الدین حسین خان مین تعلل نکرکے خانمذکور کو راضی رکہتا تہا اور رعایا اور سپاہ اور عمل نظامت مرشد آباد کا نیا بر تاجر وصول زر معاملہ کے ناخوش سیہدار جنگ سے تہا کی تہی کبہی اوسکے ہوا خواہ دو کلمہ اطلاعی لکہہ بہیجتے تہے اور حاضرین مین سے بہی اگر نایب سے بیخوف ہو ولیعہمت کی بیداری خواب غفلت مین ساعی ہوئے تہی لیکن کچہہ سود تہا خود اوسکے نایب کی دشمن ہوئی تہے تا آنکہ ایکمرتبہ حسین قلیخان خواجہ سرای سیف علی خان عمو سیہدار جنگ سے کچہہ گفتگو ہوئی جسکے سبب سے اوسنے عسکر علیخان کو تغیر کرا کر خود نایب ہوا اور چند روز فی الجملہ درستی انتظام کی صورت ہوئی سیہدار جنگ کہ دنیا سے بیخبر تہا اور خدا معلوم کیون داس تعشق رکہتا تہا بار مقام و بیجوئی مین اکر حسین علی خان کو معزول اور اوس نامعقول کو مقرر کیا خانخانان مظفر جنگ جو کہ مانند دیگر صاحب اختیار ان نام آور کے نہین چاہتا تہا کہ خانہ انگلشیہ مین دوسرے نام آورون کا نشان رہے تا خیر نکر کے مالگذاری پورنیہ کی عدم ادا کے خبر کونسل کلکتہ مین دیکر سیہدار جنگ کا تغیر کرایا اور رای سوجت سنگہ کو متعہد محالات مذکور کیا اور پانچہزار روپیہ ماہواری کے حساب سے سات ہزار روپیہ سالیانہ سیہدار جنگ کا مقرر ہوا جب اس امر کو ایک سال گذرا سوجت رائے کو بہی تغیر ومقید کیا اور اوسکی جگہہ پر

رضی الدین محمد خان وہان کا حاکم مقرر ہوا بنابر ظلم عمال اور کثرت مصارف سکے جو کہ ہر سال پانچ چھہ آدمی انگلشی عمدہ معزز بعد تحصیل لاالعہ کے اپنی ولایت کو راہی ہوتے ہین لاکھون روپیہ نکل جاتا ہے اور فراوانی غلات اور اوسکی ارزانی سے جو کہ قلت انسان وحیوان سے نسبت فقدان فرقہ سپاہ کے خصوص سواران ہندی سکے جو فقط بنگالہ اور عظیم آباد مین رہے ہین مع فوج نظامت و زمینداران اور امیدواران کے البتہ کم نشستر اسّی ہزار سوار سے تھا اور اب فقط عنقا کا خیال رہگیا ہے ہر محال کی جمع گھٹنے لگی اور قحط مین جو بیشمار بنی نوع اور ذی روح ہلاک ہوے موجب ویرانی ہوا اراضی اکثر افتادہ ہوئی او جسقدر کہ تخم ریزی ہوتی ہے او سکا بھی کوئی خریدار نہین شورہ اور افیون اور ابریشم اور پارچہ سفید ساختہ انگلشی اسی صوبہ نہ تھا شاید اشرفی بطور کیمیا اور روپیہ عنقا تھا اکثر بنی نوع متحیر تھے کہ روپیہ کیا شے ہے اور اشرفی کسکا نام ہے

متعہد ہونا جارج ونسٹرت کا بر آمد خیانت ہند کو اور مقرر ہونا اضلاع کا

اول شروع ۱۱۸۵ہجری یا آخر ۱۱۸۴ہجری مسٹر ورلسن گورنر عازم ولایت ہوا اور مسٹر کرٹیر گورنر کلکتہ مقرر ہوا بعد ازان بملاحظہ حاصلات اور تماشاے جزو رسی ضوابط مالگذاری کے ایسی رای کونسل ہوئی کہ اونمین سے ایک شخص مفصل کو آوے اور زمیندار و رعایا کا حال دریافت کرے کہ حکام و رعایا و زمیندار و راجہ کی باہم کیا کارروائی اور رعایا سے کون کون رسوم اور امورات لیئے جاتے ہین اور کس کس نام سی روپیہ تحصیل ہوتاہے لاجرم اس کام پر ہوشیار جنگ بہادر ولسٹرٹ مامور ہوا جو کہ ہند کا آشنا اور مرد برگزیدہ تیزفہم تھا آخرکار یہ شخص ضلع دیب ج پور مین آیا اور اپنے حسن شعور سے اکثر امور پر ماہر ہوا جب ملک بنگالہ کی خیانت ارباب کونسل کو معلوم ہوئی ارباب کونسل نے بدگمان ہوکر معاملات راجہ شتاب رای کے بھی ایسی جانے لہذا بنا ڈالی کہ تقسیم ضلع اور نیز ضلع بجاے یک کونسل کے جو مظفر جنگ اور مہاراجہ اور حیارت خان ہی ہر ایک رہنماے دو تین انگلشی امیدوار کو ہر ضلعہ کے کونسل مین بہرتی کرین ازانجملہ ہوشیار جنگ مع مسٹر پالک اور عظیم آباد کے بڑے صاحب اور مہاراجہ شتاب رای کے ضلع عظیم آباد کے کونسلیہ مقرر ہوئی اور تقسیم ضلع کی یون ہوئی **ضلع کلکتہ — ضلع بردوان — ضلع راجشاہی مرشدآباد ضلع جہانگیر نگر —**

ذکر ہوشیار جنگ اور مسٹر پالک کی عظیم آباد آنے کا اور مہاراجہ شتاب رای کی سرگذشت

جب آمد آمد ہوشیار جنگ کی خبر اور تقرری کونسل کی ہر ضلع مین مشتہر ہوئی جن لوگون کو دل مہاراجہ شتاب رای سی

دیگر لوگون سے اونہین امیدین ہوئین اگرچہ مہاراجہ ممدوح کے حسن اخلاق سے بہت کم اوس ضلع مین ایسے لوگ تھے لیکن بمقتضای طبایع اکثر درپے التہاب نایرہ فساد کے ہوے راجہ موصوف اگرچہ دامن حال داغ خیانت سے آلودہ تھا اور اوسکی نیکو خدمتی کے روبرو اگر احیانا اندک تقصیر ہوئی ہو کچھ حقیقت نرکہتی تھی لیکن بنا بر تخالف قومیت اور بیگانگی وضع اور زبان کے گونہ مشوش تھا تا آنکہ ہوشیار جنگ پہونچا اور مہاراجہ نے فتوحہ تک استقبال کیا اور بعد ملاقات اپنے ہاتھی کی سواری مین واپس لایا فتنہ جویون نے ملاقات کرکے گرم بازاری فساد شروع کردی لیکن چونکہ شتاب رای مرد غیور اور آلودگی سے دور تھا بجاے خود مستقل رہا جس مقدمہ مین ہوشیار جنگ استفسار کرتا یا جو کاغذ طلب کرتا اوسکے دینے مین مضایقہ نکرتا اور جواب شافی سے ہوشیار جنگ کو مجال الزام نہ دیتا تا آنکہ ہوشیار جنگ اوسکی دیانت داری کا مداح ہوا باہم راہ مصادقت کشادہ ہوئی مہاراجہ نے بہی صلح محبت گوارا کی تواضع اور تکلفات عرفیہ کرے باہم کرخوشنود ہوسے اور مسٹر الکسنڈر بھرول اور مسٹر جکل صاحب کلان عظیم آباد ہوا اور چندے یہ بہی موقوف اور مسٹر بارول آیا چونکہ مسٹر بارول ولایت مین زبردست وسیلہ اور نیز خود عقل و شعور سے بہرہ یاب تہا ہوشیار جنگ سے علحدہ رہتا تہا اور مہاراجہ شتاب رای کو اپنی طرف رجوع اور ہوشیار جنگ سے اتفاق کو چاہتا تہا مہاراجہ نے عدم تقصیر ہوشیار جنگ کی بیان کرکے کہا بغیر کسی وجہ معقول کے بندہ اس عزیز سے کنارہ کش نہین ہوتا اور اسصورت مین آپکو مجہسے کیا امید رہیگی چونکہ مسٹر بارول تند مزاج تہا اسکی معذرت سے ناراض ہوا بعد چند روز کے عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ جو حسن تحریر اور دانش و فرہنگ مین بے نظیر و یکرنگ ہے حسب الحکم ولایت کلکتہ مین پہونچا اور بارول کی نام حکم معاودت کلکتہ اس نوید سے صادر ہوا کہ کل ہند کے پانچ مدار المہام مقرر ہوئے لہذا مسٹر بارول معاود کلکتہ ہوا اور ہوشیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد باتفاق چار کونسلیہ کے مقرر ہوا اونمین مسٹر اسٹونسن اور مسٹر ڈوروز اور مسٹر الون لا اور مہاراجہ شتاب راے تھے

آنا عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ گورنر کلکتہ کا بلدہ مذکور مین کمال جاہ و حشم سے اور انقلاب عظیم کا برپا ہوتا

جب لارڈ کلیف ولایت گیا اور تقصیرات شمس الدولہ کی کونسل مین مذکور ہوئین وہ نہایت بردباری اور ہوشیاری مین منتخب تہا جیسا کہ کہتے ہین کہ ولایت مین بہی اوسکا مثل نہین ممکن نہیں اوسنے رد جواب کرکے ہر ایک کو خاموش کردیا اونمین سے یہ ہے کہ لوگون نے عالیجاہ کو انگریزی قیدیون کا مارا جانا اوسکے طرف عاید کیا اوسنے درجواب وہی کاغذ جو کلکتہ کے کونسل مین بروقت آشفتگی کونسلیہ کے عین بیماری مین جاکر لکہا تہا اور اوسکی پشت پر اوسکا جواب متضمن اصرار عزیمت جنگ دیگر کونسلیون نے لکہا تہا اور اپنے وہ کلفنہ

اپنی جیب مین رکھہ لیا تھا اسوقت مین بحضور کونسل ولایت پیش کیا اور کہا ملاحظہ کرو بندہ کا قصور یہی یا دیگر
ارباب کونسل کا جو کہ اب میری بدی پر آمادہ ہین ولایتیون نے کاغذ دیکھکر اسکی راے پر آفرین کی اور ایک قصور یہ ظاہر
کیا تھا کہ تجارت نمک کی بدون ہرج اولیجانے دور دراز کے عظیم فائدہ رکھتی تھی اوسے انکی اور ہندیون کی حوالہ کہی
شمس الدولہ نے اقرار منفعت کر کے کہا کہ ہر قسم کی تجارت کے فایدے اور ملک بہی کمپنی کے حصہ مین ہے
اور وہان بہی ہر پنج فرقہ یعنی نوکری پیشہ اور اہل حرفہ اور تجار اور رعایاے کشتکار اور فقرا وغیرہ ہین اونمین سہی
لاکہہ سے زیادہ نوکر تھے کہ کمپنی کے عہد مین موقوف ہوئی اور ہزارون لوگ تجارت پیشہ تھے اونمین کمپنی بہی ایک
سوداگر تھی حالا ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوئی وہان کے اشراف کی نوکری جو سوارون مین تھی بالکل موقوف
ہوگئی اسقدر تجارت اونکے واسطے فقط چہوڑ دی ہے تاکہ وہ لوگ قدرے باسموان ہوکر تمہارے ظلم سے دشمن نہو جائین
ہمیشہ وقت برابر نہین جاتا ہے یہ کلمہ عقلاے کونسل کو پسند ہوا در حقیقت ٹہیکہ داری اور مہر وری اور اجابت
رائی کیا عمدہ شی ہے نہ کہ رعایاے بیچارہ کو ظلم تعدی سے ہلاک کرنا بیت اگر دریافتی بر دانشت بوس ٭ وگر غافل شدی
افسوس افسوس ٭ جب کہ شمس الدولہ بہ گوکون پر غالب ہوا صلاح اہل کونسل یہ قرار پائی اس سے بڑہ کر
کوئی منتظم اوس ملک کا نہوگا لہذا دلجوئی کر کے شمس الدولہ کو بنا بر انتظام صوبہ مذکورہ روانہ کیا اور اوسکی
تعاقب چند احکام روانہ کیے تقدیر کے کہیل دیکہیے اسکا جہاز راستہ مین واللہ اعلم کدہر جا لگا کہ اوسکا اثر
نقش بر آب ہوا خبر نملی جب یہ خبر ولایت پہونچی تجویز ہوا کہ اب شمس الدولہ کے برابر بجز عماد الدولہ مسٹر
ہسٹنگ بہادر کے کوئی نہین لیکن اسی کو مقرر کرنا چاہیے اون دونون مین یہ شخص ارکاٹ دکہن کا بر اصاحب
تھا پس اسکو حکم بہیجا کہ جلد تر کلکتہ آوے اور اپنی بہین حاجت حل وعقد امور جانے اور حسب الارقام ایک
پاکٹ کے جو موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا تھا جسطرح جانے تدبیر کرے اور دوسرا حکم کلکتہ بہیجا کہ جو
پاکٹ موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا ہے تا ورود مسٹر ہسٹنگ بہادر کے محفوظ رہے یہ دونون حکم بجای خود
پہونچے مسٹر ہسٹنگ مندراج سے کلکتہ آیا تین مہینے تک مسٹر کرٹیر کے دوسرے درجہ پر جو گورنر تہا رہا
اور روز و شب ملاحظہ کاغذات معاملات اور پاکٹ مرسلہ ولایت کا کیا جب تین مہینے گذرے عماد الدولہ
گورنر ہوا بعد چندے حکم صادر ہوا کہ مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ مبارز الملک
معین الدولہ نائب ناظم اور ممتاز الملک مہاراجہ شتاب راے کو بہیرہ مین کلکتہ لاوے اور یہ حکم مسٹر گرام صاحب
کلان مذکور اور مسٹر شایجنگ صاحب کلان عظیم آباد کے نام اس اخفا سے بہیجا کہ کسیکو اطلاع
نہوے لیکن ثقات سے سنا گیا کہ جب ان گرام جو کہ مظفر جنگ سے انہین دوست تہا اور کہتا تہا کہ جسوقت
مظفر جنگ کی حفاظت مین میری سعی پیش نہ گئی مہاراجہ شتاب راے کو جسکے نسبت ولایت کا حکم مقید کرنیکو

نہ آیا تھا اپنی حسن تقریر اور تدبیر سے اسکو بھی شریک کیا اور حکم گورنر بہادر کا دونون کی قید مین برابر پہونچا دیا اللہ تعالے اس بلاے بموجب سے بچا وے

جانا مظفر جنگ کا پہرہ مین مرشدآباد سے کلکتہ کو اور بعد چندی شتاب رای کا اوسی تسلسل مین جانا

مسٹر گرام صاحب کلان مرشدآباد کسی اپنے ہمقوم کے گھر مین بیٹھکو کھانا کھا رہا تھا کہ ناگاہ اوسی مجلس مین شقہ گورنر صادر ہوا اور قبل برخاست کے اوٹھہ گیا اور وہان سے رقعہ کپتان کو تحریر کیا یہ خبر بذریعہ ہرکارہ کے مظفر جنگ کو اوسیوقت ملی بنا براقتدار گردش روزگار کا خیال نکرکے فشاط باغ مین فارغ البال خواب استراحت مین تھا تھوڑی رات باقی تھی کہ کپتان مع ایک پلٹن ہمراہ مسٹر اندرسن کے آکر متصل باغ مذکور استادہ ہوا اور اول صبح کو مسٹر اندرسن نے چند خدمتگار کے ہمراہ دروازہ پر آکر نواب کی ملاقات کر کے ابلاغ پیام گورنر کیا اور کہا کہ تسلی رکھنا چاہیے کسی امر مین آپ سے تعرض نہین مگر حکم صادر ہوا ہے چونکہ نواب مذکور تاب سرکشی نرکھتا تھا تن بہ تقدیر ہوا کپتان نے اوسکے ملازمین کا پہرہ اوٹھا دیا اور اپنے تلنگون کو ہر جگھہ پر محافظ کیا اور کہدیا کہ اگر اسکے لوگ تمسی کچھہ تعرض کرین تو کپتان سے اطلاع کرنا خلاصہ وہ کہ کوئی بے ادبی مظفر جنگ سے ظاہر نہوئی بعد ازین ایک [illegible] اوسی پلٹن کا مع [illegible] کے مظفر جنگ کی مکان پر شہر مرشدآباد مین کہ نو تعمیر تھا آیا اور اپنا پہرہ اوسکے دروازہ پر بٹھا دیا کسی پیر و تعرض نکیا عجب طرحکا انقلاب ہوا منی بیگم جو مظفر جنگ سے غبار رکھتی تھی شادان ہوکر اوسکے شکست مین ساعی ہوئی لیکن بمقتضاے فطرت اور فتوت جبلی نے اوسکی نجات مین ساعی ہوئی اور چند کام ایسے کئے کہ مردان کاردان سے ناممکن تھے اسطرح نواب گورنر جنرل بہادر سے یکرو رکہر جنرل کلاورن سے ملی اگرچہ مقام اندیشہ تھا مگر عاجز و زبون نہوے بعد معزولی مظفر جنگ کے خود متصدی امور نظامت ہوئی اور مبارک الدولہ کی اتالیق ہوی اعتبار علیخان خواجہ سرا کو جو کہ موتمن الدولہ کا غلام ہے نائب نظامت کیا منی بیگم اگرچہ نجیب اور خاندان شرفا سے نہین لیکن ہوشیار اور مستقل مزاج وغیرہ کی پوری ہے اکثر کامون مین استقدر رسائی اگر نائب معقول اور ہوشیار نجیبا سے مقرر کرتی خود پردہ باریک ڈالکر جواب سوال سنتی اور اوسکی مشورہ سے کام روا ہوتی ریاست مرشدآباد کی اور اخبار معاملات نظامت کا جو بالفعل ہے کوئی اوسکی اختیار سے باہر نکر سکتا تھا لیکن باعتبار شعور کے اعتبار علیخان کے جو نہایت زشت اور بیشعور تھا کار فرما ہوکر ناظم مذکور کو مع اوسکی والدہ ببو بیگم کو اپنی قالبو مین لائی اور ببو بیگم کو باوجودیکہ منی بیگم اوسکی باپ کی پروردہ تھی خواجہ سرای مذکور کی صلاح سے

مع مبارک الدولہ کے عنایت اپنا دست نگر اور محض بے اختیار رکہتی تھی ورحقیقت مبارک الدولہ یہی لیاقت
رکہتا تھا مگر انکہ بعد شدت عظیم کے اونکو فرح نصیب ہوئی اسکا بیان انشاء اللہ تعالی عنقریب حوالہ قلم ہوگا۔

جانا مظفر جنگ کا کلکتہ کو اور نیز مہاراجہ شتاب رای کا اوسکے پیچہے اور انگلشیون کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا بہمراہ انگلشی مین بتاریخ تیئیسوین ۲۳ محرم ۱۱۸۶ ہجری کو روانہ کلکتہ کیا ایک خلق
کثیر نے براہ زمانہ سازی یا پاس تنگ مشایعت کی کسیقدر لوگ متوسلین سے ہمراہ گئے کلکتہ گیا دریای
قلزم بے پایان سے اور شہر بے نا پیر سان چونکہ مظفر جنگ معتوب کمپنی تہا زیادہ ترنے اتفاقی اسکی مقدمہ
مین ہوئی سوال وجواب ملتوی ہوا مسٹر جان گرام نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مہاراجہ شتاب راے
سے بیگانہ تہا کوشش کرکے بہی حکم قید بہرہ شتاب راے کا واسطے عظیم آباد کے بہجوایا چونکہ راجہ مذکور اپنی
حسن خلق اور سلیقہ کاردانی اور کارگذاری سے ہر ایک کو خوشنود اور راضی رکہتا تہا ہوشیار جنگ جارج
ونسٹرت نے اسقدر رعایت کی کہ اس حکم کا اظہار نکرکے روز معین کو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ ظاہرا
آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا ایک مہینے کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب رای بتاریخ
...قر بجرہ پر سوار راہی کلکتہ ہوا ہوشیار جنگ نے لکہا کہ واسطے حفاظت کے ایک کمپنی ہمراہ مہاراجہ صاحب
کو رہے اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر نکلکر اوسکی سواری کے بجرہ مین سایہ وار ملازم رہے
اور کوئی نفر سلام وغیرہ وہان بری مین بے ادبی نکرکے اسیطرح کلکتہ پہونچا دے راجہ مسطور اسیطرح
سے کلکتہ پہونچا اور مقام مامور پر استقامت گزین ہوا دونون کے سوال وجواب کی کیفیت بندہ کو معلوم
نہین ہوئی بروقت دریافت درج ہوگا بعد ایک دو مہینے کے مرشد آباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل
کے نام حکم اطلاعی معزولی راجہ شتاب راے او مظفر جنگ کا صادر کیا گیا اور ارباب کونسل اونکی جگہہ پر مقرر ہوئی
دوسرے روز اول وقت ہوشیار جنگ نے اعیان شہر اور ارکان دربار کے حضار کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی مین
حاضر ہون اور خود جماعہ کونسلیہ کی ہمراہ لیکے حجرہ مین مع کونسلیہ کے بیٹہا اور اوس حکمنامہ کونسل کا فارسی مین
ترجمہ کرکے برآمد ہوا اور دربار تمام مین منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ مذکور آواز بلند پڑہا وہ مضمون یہ تہا
کہ مہاراجہ شتاب رای کاردیوانی خالصہ سے معزول او عظیم آباد کے ارباب کونسل اوسجگہہ مامور ہوئی چاہیے کہ
عمال محالات خالصہ صاحبان مذکور سے رجوع کرین اور مہاراجہ موصوف کو امور نظامت مین بحال اور
برقرار جانین تب سے صاحبان کونسل خالصہ کے کاروبار مین بلاشرکت نائب ہندوستانی کے
کارفرما ہین اگرچہ اس سے پیشتر بہی بعد فوت ہونے میر جعفر خان کے مختار انگلشیہ رہے ہین الا فی الجملہ اعتبار

مظفر جنگ اور شتاب رای بھی رکھتے تھے اور بعد چند سال کے یعنی ابتداے ورود گورنر ہیسٹنگ بہادر کے جو ۱۱۸۶ھ

مین واقع ہوا آجتک کہ ماہ محرم ۱۱۹۵ھ ہجری ہے مین ارباب کونسل معاملات ملکی و مالی مین بلا شرکت و نیابت

ہندوستانی کے مختار ہین مگر چند متصدی جو کہ مظفر جنگ اور مہاراجہ کے ملازم تھے نوکر اور فرمان بردار

ارباب کونسل کے ہین اور کلکتہ مین دولبھ رام کا لڑکا بنام دیوان خالصہ اور فی الحقیقت تابع مسٹر کرنل

اور ہر انگلشی کے جو دیوان خالصہ ہو مقرر ہے آیندہ خدا جانے کیا ہو بعد ازین شروع ۱۱۹۶ھ ہجری مین خیالی رام

کلکتہ گیا اور محالات صوبہ عظیم آباد کی اپنے نام اور سید بنام کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رای کی مستعمر کرالایا اور بحرد پہونچنے

عظیم آباد کی سہد یگر نفاق ہوا سادھو رام اور خیالی رام تہوڑی زمانہ مین سیر فلیل ہو کر بے اعتبار ہوئی اور کلیان سنگہ نہایت مقلاق ...

ذکر آنی عماد الملک مسٹر ہیسٹنگ بہادر کا مرشد آباد بنگالہ کو اور وہان سی کلکتہ کی معاودت اور رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا اور فی الجملہ مہاراجہ کا اقتدار پانا مگر محروم و مایوس ملک عدم کو سدہارنا اور مظفر جنگ کا بدستور اپنی لاچار بسر کرنا

جب مظفر جنگ اور شتاب رای بہرہ انگلشی مین وارد کلکتہ ہوئے عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ نے بنا بر اطلاع و انتظام

معاملات بنگالہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی بموجب حکم ولایت کے دس بارہ کونسلی کو جو واسطے انتظام

ہند اور بنگالہ کے مقرر تھے موقوف کیا اور اوس کام پر کہ پانچ آدمی مع عماد الدولہ کے گورنر کمیٹی مقرر ہوئے تھے

چار آدمی تھے ایک مسٹر بارول تھا جو ۱۱۸۴ھ ہجری مین ولایت گیا اور تین آدمیون کا نام بندہ کو معلوم

نہین اور کونسلی دس بارہ آدمی بدستور سابق کارخانہ تجارت کمپنی مین مقرر رہی لیکن تابع ارباب کمیٹی کے

القصہ گورنر اخیر ماہ ربیع الاول ۱۱۸۶ھ ہجری مین تنہا مع بعض ارباب کمیٹی کے وارد مرشد آباد ہوا اور

دو شنبہ کی روز مرشد آباد مین رہکر بعد بند و بست معاملات اور عزل نصب بعض عملہ متوسلہ مظفر جنگ کی

راہی کلکتہ ہوا ارباب نظامت کا درماہہ مع ناظم کے جو چوبیس لاکہ ہزار روپیہ ... خرچ کا مختار

منی بیگم کو اسی نظر سے کہ مبارک الدولہ ہنوز لڑکا تھا کیا ہو ... روپیہ واسطے کارخانہ عمارت اور درماہہ مردم واجب الادا

جو ہمیشہ ملازم اور مورد مراحم رہی ہین اور نیز واسطے میر جعفر خان کی اقربا عورات مدخولہ اور بعض اولاد مہابت جنگ اور

اسباب تجمل اور عملہ ضروری کے واسطے کمیٹی سے مقرر ہوا اور اسیطرح کچھ تہوڑا سا واسطے بعض

عظیم آبادیون کے نایب الصوبگی کے مقرر کیا چونکہ کلیان سنگہ کے درماہہ مین ان لوگون کی تنخواہ شریک

نہین بلا ہرج ماہ بماہ پاتے ہین اور جو لوگ ناظم کے شراکت مین طلب دار ہین دو تین برس مین تغیر

اور تبدل اونکا ہوتا ہے باہم نفاق اسقدر ہے کہ ایک دوسرے کی درپے تخریب رہتا ہے چند شریف

وظیفہ خوار ہمیشہ عاجز و محروم رہتے ہین چھبیس ۲۶ پچیس ۲۵ مہینے تک کی تنخواہ سرکار مین باقی ہے اور یہ حیلہ دیکھو کہ اون لوگون سے کہا کہ اگر گذشتہ کی فارغخطی لکھہ دو آیندہ ماہواری ملا کریگا اور کبھی غایلہ کیا کہ اسقدر پاوینگے باقی ماندہ کا مقدور نہین ہے غربا بیچارہ اس زمانہ مین کہ کبھی وسیلہ معاش نہین خصوص نوکران متوسلان مشاہرہ سے محروم ایسے خراب حالت مین بسر کرتے ہین خدا کسی کو نصیب نکرے اور سردار معدلت شعار مانند ناظم اور نائب اور گنجیات اور عملہ ذی مقدور کو کچھہ بھی نظر ترحم نہین جسقدر روپیہ کہ مقرر ہے اگر یہ بھی اون بیچارون کو ملے تو ایک گونہ موجب آرام ہو افسوس کہ لاکھون روپیہ فضولی مین خرچ ہوتا ہے اور کار نیک کی طرف رجوع نہین ہوتے **القصہ** بعد فراغ امور ضروری کے گورنر کلکتہ کو واپس ہوا روز سہ شنبہ چھبوین ماہ جمادی الثانی یا سولہوین ماہ مذکور ۱۱۸۶ ہجری کو راہی ہو کر کلکتہ پہونچا اوسی وقت مظفر جنگ اور شتاب رای کی حاضری کا حکم میٹ مین دیا ایک کونسل مین شتاب رای اور دوسری مین مظفر جنگ جلایا کرتا تھا

رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای کا گرفتاری سی

چونکہ شتاب رائے کی کاغذات آلودگی سے پاک تھے اور کوئی خلل بھی نہ تھا یہ بسبب مظفر جنگ کے اسکا سوال وجواب جلد فیصل ہوا کہ ایک برس لی مدت اسس سوال جواب مین گذرے بعد صفائی گورنر وغیرہ ارباب کمیٹ نے عذر خواہی اور دلجوئی کر کے اس مضمون کا ایک وثیقہ لکھہ دیا کہ مہاراجہ شتاب رائے کی نسبت عدم دیانتی کا گمان ارباب کمیٹ وغیرہ فرقہ انگلاشیہ کو ہوا تھا بعد تنقیح اور تحقیق کہ کچھہ بھی امر خیانت کا غیر دولتخواہی اور حسن اخلاص کسی پر ظاہر نہوا یہ سلوک نا ملایم ہوا اوسکے نسبت ہوا نہایت بیجا تھا اور خلعت فاخرہ و نیز جواہر دیکر بدستور سابق شریک کونسل عظیم آباد کر کے رخصت کیا اوسی زمانہ تک ہوشیار جنگ کار عظیم آباد سے موقوف ہو کر کلکتہ آیا تھا اور اوسکی جگہ مسٹر ... مقرر ہوا تھا مہاراجہ شتاب رای فرط غیرت اور انفعال سے ... کلکتہ سے ... رفتہ رفتہ اسہال ہو گیا جب کلکتہ سے رخصت کی اکثر ... عظیم آباد پہونچا ... استقبال کو آئے ... نہایت ضعیف اور نحیف ہو گیا تھا ... قدر ... تھا ... ہوا تھا اور حق ... دیکھی ... الگلاشیہ ... مظفر جنگ کی رہائی بھی اسکے بعد ہوئی جسکا بیان کیا جایگا

انتقال کرنا مہاراجہ شتاب رای کا دیر فانی سے عالم جاودانی کو

جب راجہ شتاب رای عظیم آباد آیا بمقتضای غیرت اپنی جان سے بیزار تھا اور قضا بھی نزدیک آئی تھی مرض اسہال سے

کثرت کی اور پرہیز ٹوٹ گیا تو مون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی طبیب کہ
جو بالفعل عظیم آباد مین بے نظیر ہین متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بہی اونکی حسن تدبیر سے معلوم ہوا بعض
خوشامدگویان ناحق شناس نے اونکے حضور مین فقیر کو جملہ مخلصان ہونا جنک سے ظاہر کرتے تھے اور اوندنون
مین فیض علی میری رفاقت مین تھا لہذا واسطے اظہار خیرخواہی کے طبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے
بعد ازان جب کہ اضطرابی سے رجوع ہوا دواے مجہول الاجزا کی کہانے سے جو اوسکے غیبت مین کہایا جاتا تہا
منع کیا اور اوسی سے بہی اپنا نقصان اور فایدہ نہ سمجہا چندروز ترک دوا کر کے طبیعت پر چھوڑ دیا بعد ازان صاحبان
کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجہا مسہل تجویز کیا معدہ اونکا
نہایت ضعیف ہو رہا تہا اب اور بہی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زایل ہوئی —

عماد الدولہ مسٹر ہستنگ کا جانا بنارس مین واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کی اور پہر کر لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب رای کے عماد الدولہ بہادر بنابر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس ہوا اواخر شہر
ربیع الثانی کو مرشد آباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر یا جمادی الاولے کی شروع ۱۱۸۷ ہجری کو عظیم آباد پہونچا
چاہتا تہا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دہن لگی ہوئی تہی عذر بیماری کا کیا لاچار گورنر دو چند روز
عظیم آباد مین رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ چیت سنگہ ولد راجہ بلونت سنگہ
زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چند روز ہوئے تہے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور بنا راج کا
اوسکو استحکام دیکر رخصت ہوا اور تہنیہ معاودت عرض کیا اسی عرصہ مین آخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور راجہ شتاب رای نے اس جہان سے راہی
سے کوچ کیا اگرچہ اسکو اور نیز اسکے لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تہے بلکہ حضرت سلام کی طرف زیادہ غلبہ انکا تہا
بنابر رضای ہمقومون کے اوسکو جلا دیا گورنر عظیم آباد پہونچا اور چند ایام بنابر دفع بدنامی کے کہ شتاب رای کی تہیہ
نہ پائی جاے راجہ کلیان سنگہ ولد راجہ شتاب رای کو اگرچہ لیاقت اس منصب کی بہ سبب کم سنی کے نہ رکہتا تہا
باپ کی جگہ پر مامور کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکہا علاوہ اسکے کسیقدر واسطے اسکی مان کے بہی زیادہ کیا
لیکن پچیس ۲۵ لاکہہ روپیہ درماہہ نظامت جو اوسکے اختیار مین تہا موقوف کر کے اوسکا سد و بست اختیار کونسل
مین رکہا اور لوگون کی تنخواہین خزانہ خالصہ پر کر دین

راجہ شتاب رای کی نیکنامیون کا بیان

یہ شخص قوم کا یستہ سکسینہ رہنے والا شاہ آباد کا تہا صمصام الدولہ ولد صمصام الدولہ خان دوران امیر الامرا

نمک پروردہ ہے اور آقا سلمان گرجی کے ملازمان مین سے ہی گرجی مذکور صمصام الدولہ کا غلام اور اوسکے گہر کا معتمد علیہ
اور میر سامان تہا اول یہ شخص کم تنخواہ پر نوکر ہوا آخر کار اپنی حسن کاردانی اور نیکو خدمتی کے سبب اپنے آقا سلمان کے گہر کا مدار المہام
اور صمصام الدولہ کے سرکار مین صاحب اختیار ہوا جب صمصام الدولہ جان بحق ہوا اور شاہ آباد مین انقلاب بسیار
ہوا اپنا رہنا وہان نامناسب دیکہا دیوانی صوبہ عظیم آباد کی مع محالات جاگیر اپنے صاحبزادہ کو جو کہ پرگنہ پلیج
اور مالدہ مین تہی لیکر اسطرف آیا اور حسب مذکور بالا کے صاحب اختیار ہوا نہایت ہوشیار متصدی معاملہ دان جزو رس دقیقہ یاب
اکثر اوصاف سے موصوف تہا بندہ کی دانست مین کل روساے پلیج اور ہندوستان سے جو اس زمانہ مین ممتاز تہا
اور باوجود متصدی گری کے شجاعت اور دلیری سے بہی خالی نتہا اور باوجود کمال عروج اور تقرب وزیر و شاہ مطلق
نخوت نہ رکہتا تہا ہر ایک نجیب اور شریف کے ساتھہ نہایت تواضع اور فروتنی سے پیش آتا تہا ہر ایک کا مطلب آسانی
حاصل کراتا اگر کسی کا مدعا مخفی ہوتا اوسے زبانی تقریر سے کہ سن کر رخصت کرتا اور باوجودیکہ کثرت کار سے بکار
سے ایک ثلث رات گذرنے تک فرصت تہی مگر کبہی دلشکستہ ہوتا اور کبہی کوئی سخت کلمہ اوسکی زبان سے نہ سنا گیا جوہر
جزو رسی اور قدر قیمت شناسی ہر چیز کی دیانت نہ رکہتا تہا اور قیمتی جنس و جواہر وغیرہ ہر ایک کو موافق مرضی اسکے دیتا تہا جس
معاملہ نہایت درست تہا جنس وغیرہ دور دراز سے جہان تک کفایت میسر آتی تہی منگوایا کرتا تہا اور جو وارد آتے صاحبان
ناموس کے اونکی مہمانی مین مصروف ہوتا اور شادی وغیرہ مین جب لوگونکی ضیافت کرتا تہا اوسکا دسترخوان
رونق منعمہ رکہتا تہا خود بہی حاضر ہو کر علاوہ طعام خوش مذاق چاشنی شیرین زبانی کا ذائقہ چکہاتا تہا شرم حیا
اسقدر تہی کہ اوسکی مقربین نے بہی کبہی نہ دیکہا اور نہ مطلع ہوے کہ کسوقت اپنے معشوق کے پاس گیا اور کب
برآمد ہوا اس شخص کو ایک اپنی ہمقوم عورت سے نہایت تعشق تہا اپنی بی بی سے جو راجہ کلیان سنگہ دیوانی سنگ
کی مان تہی کچہہ تعلق نرکہتا تہا اس اقامت گاہ سے دور اوسکو علیحدہ ایک مکان بنوا دیا تہا اور سالمین دو مرتبہ بطور جانا
تہا لیکن اوسی طرح پر کہ کسی کو اطلاع ہوتی اکثر لوگ صاحبان عمدہ انگلشیہ سے موافق ہو کر کار تجارت کمپنی پر
مشغول ہو کر برسوں عہد رہا اور جب کچہہ اتفاق ہوا اونکے اپنے موہنہ کی کہائی اور آخر اوسی کی حمایت سے
بچتے تہے جو شخص شاہجہان آباد سے آتا تہا بہرصورت اوسکے ساتھہ رعایت کرتا چونکہ خرچ نظامت کیواسطے
قلیل سا روپیہ مقرر تہا اور باقی روپیہ مین اختیار تصرف نتہا اگر ممکن ہوتا کسیقدر اوسکا درماہہ مقرر کر دیتا کہ ماہ
بماہ اوسکو ملا کرتا تہا در صورت عدم امکان کے کار ہاے معین پر تعینات کرتا اور وہان سے کچہہ حاصل کرادیتا
اگر یہ بہی نہو سکتا اپنے پاس سے زادراہ دیکر رخصت کر دیتا شیخ شرف الدین محمد پوتا شہید اول شیخ سعید شہید محمد مکی اعلی اللہ
درجتہم دفاضل نجف کا رہنے والا تہا بوجہ احتیاج اور ہندوستان کے امرا کی بخشش کا حال سنکر اسی برس کی عمر مین بنگالہ
آیا اور قریب ایک برس کے مرشدآباد اور ہوگلی مین بسر کرتا رہا باوجودیکہ باپ اور نانا اوسکے دونون حضرت مسلمان اور زردار تہی

پھر کچھ بھی اوسپر نظر کی لاچار شیخ جی اودھ اور لکھنو اور آلہ آباد کو عازم ہوے اور پھر یہانسے عظیم آباد کی اوسی تقریب سے یہان
کی بھی ملاقات اوس بزرگ سے ہوئی اور بندہ نے اوسکی ملاقات بتقریب مہاراجہ شتاب رای سے کی باوجودیکہ ہندو تھا
مگر بمجرد استماع احوال بلا تعصب سوار ہوکر اوسکے پاس آیا اور مع دو ایک خدمتگار اور میر قوام الدین خان کے اوسکی حضور میں
جاکر سلام کیا ہر چند شیخ جی نے مسند پر بیٹھنے کو کہا مگر شاید ادب کی راہ سے مسند پر تو نہ بیٹھا مگر گوشہ گیر ہو کر تھوڑی
دیر کے بعد وعدہ ضیافت لیکر واپس ہوا جس شام کو وعدہ آنے کا تھا مسند تکلف بچھائی اور خود جا کر گوشہ مسند پر بیٹھا اور
لوگونکو کہدیا جب تک وہ یہان رہین تم لوگ نہ آو بعد نماز مغرب کے شیخ مہاراج کے ہمراہ آیا مہاراج نے زینہ تک استقبال
کرکے مسند پر بٹھایا کمال خوبی سے گفتگو ہونے لگی شیخ مذکور نے خوش ہو کر کہا کہ ہم چاہتے ہین حق تعالی وہ جو اخلاق کہ
تمہین دیا ہے کل مسلمانونکو عطا کرے جو کہ اسکی زبان عربی تھی مہاراج جی نے بسبب [illegible] بندہ نے ترجمہ کرکے سنا دیا
مہاراج مذکور نے اپنی عدم لیاقت کا اقرار کیا اور دو خوان پارچہ عنایت کیے اور بعد رخصت کسی معتمد کے ہاتھ ایک ہزار روپیہ
کا توڑہ بھیجا کہ بندہ نے پوشیدہ شیخ جی کے حوالہ کیا ایکمرتبہ ایک شخص مہاراجہ شتاب رای کے آشنایون مین سے جو کہ
منجملہ اقربای راے رایان ناگرمل دیوان خالصہ بادشاہ ہندوستان سے تھا بتقدیم رسم گیا جو مذہب ہنود مین بعد وفات
والدین کے رواہے عظیم آباد آیا وقت رخصت خط سفارش کے درخواست بنام راجہ شتاب رای کے کی ناگرمل نے کہا کہ تمہین
بھی وہ پہچانتا ہے اور یہ کام ہماری گروہ مین عمدہ ہے یقین کہ کچھ قصور نکرے اور مجھے خیال ہے کہ میری تحریر سے خلل ہو
کیونکہ اوسکی القاب لایقہ حال کی لکھنے سے مجھے عار ہے اور اگر قرینہ سابق سے لکھون وہ رنجیدہ ہوگا چونکہ مہاراجہ شتاب رای
ہر ایک جگہہ کے اعیان وارکان و بزرگان سے مستدعی رہا کرتا تھا کہ جہان جو امر قابل اطلاع ہو وہ کرین اور
بلا جبر نقصان کے تحریر کرین اور ہر ایک کے ساتھہ اوسکے عوض مین خدمت واجبی ماہواری کیا کرتا تھا یہ خبر بھی
اسکو معلوم ہوئی بعد ملاقات کے استکشاف کیا کہ آپ سا دوست تشریف لاوے اور رای رایان دو کلمہ خیریت مزاج سے
مجھے یاد نکرے مقام عبرت ہے اوسنے کہا چونکہ مجھ سے خدمت مین بندگی تھی حاجت تحریر نتھی شتاب رای نے
جواب دیا ایسا نہین ہے چونکہ وہ بھی مرد ہوشیار تھا سمجھہ گیا کہ اصل مطلب سے مہاراج آگاہ ہین اوسنے کہا پس مہاراج
پر خود ظاہر ہے حاجت اظہار نہین بعض مقربین نے مانند راجہ خیالی رام اور میر قوام الدین خان کے جو حاضر تھے اس
معاملہ کو نسمجھے بعد جانے اوسکے کے دریافت کیا مہاراجہ نے جو کچھ اخبار سے معلوم ہوا تھا اظہار کیا اور کہا انشاء اللہ
اسکا تدارک بخوبی کرتا ہون مگر یہ بھی کسی نے نسمجھا کہ اصل غایت کیا ہے جس وقت کہ وہ رخصت ہوا تو واضع لائق
لکھکے ناگرمل کے نام باوجود متغیر ہونے عرضی نہایت فروتنی مین لکھی بدین مضمون کہ عنایتنامہ والا کا اصدار ہونا موجب
افتخار فدوی بے مقدار ہے امید اشفاق بزرگانہ سے یہ ہے کہ دور افتادگان حضور کو بامراد رقعہ جات یاد فرمایا کرین اور تحفجات
قیمتی دس بارہ ہزار روپیہ کے مانند عطر اگر اور قیمتی لباس سفید بنگالہ اور دندان فیل ہیرا پارے پلنگ ساوا اور ولایتی گھوڑیان اور

شمعدان بلورین اور آئینہ کلان وغیرہ نمونہ فرنگ اوسی صاحب کے ہمراہ ابلاغ کیے تا گرل اس گفتگو اور سلوک
اور تحریر کے ملاحظہ سے نادم ہوا اور درجواب معذرت تحریر کی اور اپنی مجلس مین کہتا تھا کہ اس عزیز نے اپنی فرط ہوشیاری
اور تمیز سے باوجود بعد مسافت کی ہمکو خجل کیا آخر ۱۱۸۳ ہجری مین دو تین برس تک قحط و غلہ کی شروع ہوکر اواسط ۱۱۸۵
ہجری تک گرم رہا شتاب رای نے نہایت غمخواری کل اعزہ اور غربا کی فرمائی بدین تفصیل کہ جس سال یہ بلا ظاہر
ہوئی بنارس مین کسیقدر ارزانی تھی تیس ہزار روپیہ اس کام کیواسطے مقرر کرکے ملا خان ملازم کو حکم دیا کہ مہینے مین
تین مرتبہ دس دس روز کے بعد بنارس سے غلہ خرید لایا کرین جب عظیم آباد مین آوی وہین کے نرخ سے یہان پر
فروخت کرین اسی طور سے جب تک قحط رہا خرید فروخت غلہ کی جاری رہی جن لوگونکو خریدنے کی طاقت نہ تھی اونکو
لوگونکی مع مین تین چار مقام بطور قیدیونکے رکھا ہر جگہہ پیادہ اور داروغہ اور عملہ مقرر کیا اور پختہ کہانے اور جنس غلہ
مع ظروف گلی اور ہیمہ سوختنی اور چند خرمہرہ فی نفر واسطے خرید تماکو نیک افیون وغیرہ کے جسکو جسطرف میل ہو
ہر روزہ مقرر کیا بلا ناغہ ہر روز ملا کرے اس حال کو دیکھتے ہی انگلشیون اور ولندیزیون نے بھی ایک خیرات خانہ مقرر کیا
اور اس ترکیب سے ایک خلق کثیر جانبر ہوئی مرشدآباد مین ان باتون سے کچھ بھی ظہور نہوا ملکہ کہتے ہین کہ باوجود اہتمام
مظفر جنگ کے بعض اوقات مین غلہ محض نایاب ہو جاتا تھا اور عمدہ لوگ با سید میر سلیمان خانسامان وغیرہ کے
جو اس کام پر مامور تھے اول تو انتظام نہین کرسکتے تھے اور اگر احیانا کہین سے غلہ ہاتھ لگا سرکاری پیادون کی
معرفت روانہ کرتے تھے مظفر جنگ کے مقرب خصوص راجہ امرت سنگہ جو اپنے آقا کے ساتھ معشوقانہ ناز رکھتا تھا پیادیون
سے وہ غلہ چھین کر اپنے گہر مین رکھتا تھا تا کہ زبردست لوگ زیردستونسے چھین لیجاتے تھے اسکا تدارک کوئی کر سکتا تھا
اسکا بھی جواب مظفر جنگ سے کمیٹی مین طلب ہوا تھا واللہ اعلم ہر سال ولایتی میوہ سوداگران میوہ فروش
کی وسیلہ سے لیکر واسطے روسای انگلشیہ اور عظمای بنگالہ کے بہیجتا تھا اور عظیم آباد کے مشاہیر اور عمدہ لوگونکو دو تین
مرتبہ بہیجتا تھا جب دیکہا کہ اکثر اسطرح پر محروم رہتے ہین علاوہ اوس مقرری کے تہوڑا سا روپیہ اور میوہ فروشونکے
نام مقرر کیا کہ اونکا میوہ لاکر بازار مین بیچین جسکا دل چاہے وہ خریدے اوسکا باقی ماندہ آپ لے لیتا تھا تا کہ
میوہ فروشون کو نقصان نہو اور بعض قوم مرائیونکو شاہجہان آباد اور لاہور سے روپیہ بہیج بہیج کر طلب کیا اور پہر
عظیم آباد مین اونکو ٹہرا کے حکم دیا کہ جس جگہہ زمین لایق دیکہو وہان پر تخم افشانی میوہ جات کی کرو تخم سردہ اور خربزہ
وغیرہ ترکاریون کا لکھنؤ اور اکبرآباد اور کابل سے منگوا دیتا تھا اور اوسکے ہمراہ لوگونکو ہمیا کرتا تھا انگور شکرا ور
کو کہ شاہجہان آبادی اوسکے عہد سے ہونے لگے اب نہایت افراط سے پٹنہ مین انگور خوش مزہ کبھی روپیہ کی تین سیر
اور کبھی دو سیر اور کبھی ڈیڑھ سیر باغبانونسے ملتا ہے اور کبھی کبھی بازار مین بھی آتا ہے عقیدہ مسلمانی بھی رکھتا تھا خصوصاً
تعزیہ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کمال عزت سے اوٹھاتا تھا اور اکیسوین ماہ رمضان کو جو دن شہادت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہے شیرینی

پکا کر نیاز دلاتے تقسیم کرتا اکثر وقتوں مین اکثر اوسکی زبان سے علی کا نام نکلتا تھا قسم بھی اکثر واللہ باللہ کی کھاتا تھا سال مین ایکمرتبہ حضرت
شاہ مردان علیہ السلام کا دسترخوان نہایت تکلف سے کرتا کسی نے ایکدن کہا کہ انتظار نشان ہے گا نمک یا کسی چیزی نیز کیون نہین
کرتے اوسنے جوابدیا ظاہر ہونا اس قسم خوارق عادات جناب شاہ ولایت سے دور نہین اور بندہ کافر معجزہ طلب نہین کہ ایسی
امور کی پیچھے پڑے مجھے اپنی اعتقاد سے غرض ہے دوسری یہ کہ ایسے کامون مین کسی کی اوس حضرت پر حکومت اگر بنا بر عدم احتیاط
و بے ادبی کی نشان ظاہر نہون میرے واسطے راہ طعنہ کی ہوگی کہ اس ہندو نے کیا سمجھا کہ شاہمردانکی نشان کا تابع ہوا ایکروز
واسطے استقبال جنرل اسمٹ کی بمقام بلدیرہ کو جاتا تھا بیکنشہ پور مین بطرف پشت بتخانہ وہانکے جو مکان معروف او خیمہ گاہ واردان
کا ہے مخیم گاہ اوسکا ہوا صبح کو جب گھوڑا سوار ہیکا در خیمہ پر جا منعو سلام ہوا اور ہمراہی رہتے کہ دونون طرف بصف ایستہ بنا بر سلام حسب ضابطہ
استادہ تھے بندہ مورخ خیمہ مین جا کر اوسکے ہمراہ برآمد ہوا برہمنان بتخانہ مذکور نے عرصہ خالی پایا فرصت دیکھ کر جس وقت وہ
سوار ہوا چاہتا تھا عرض کیا کہ یہ جگہ مہادیو کی ہے اور آج پورنماشی روز تیرت ہے ہم لوگون کو کچھ عطا ملنا چاہیئے
جوابدیا کہ جو کوئی اس مکان کی زیارت اور اس آستانہ کی خدمت کو آیا ہو اوس سے سائل ہو مجھے تم سے کچھ غرض
نہین باوجود ہمت کے ایکحبہ ندیا اور سوار ہو کر اپنی راہ لی اور مکرر دیکھا کہ فقرای ہنود اثنای راہ مین سائل ہوی مگر محروم
گئے اور فقیر مسلمان نے تصدق حضرت علی سوال کیا ایکروپیہ دیا اوسکے رفقاء محرم راز سے دریافت ہوا کہ بنگالہ اور
کلکتہ کی سفر مین بھوجو بتخانہ کنارہ مین ہے بعض رفقای ہمراہی مستدعی زیارت پرستشگاہان مذکور کے ہوتے تھے مگر
یہ بمعذرت خواہ ہو کر سو دو سو روپیہ دیکر رخصت کر دیتا تھا کہ میری طرف سے بھی تم زیارت کرتے آنا ایکمرتبہ حویلی نہایت تکلف
سے اپنی واسطے بنوائی لوگون نے کہا کہ جماعت برہمنان کو اس مکان مین تکلیف طعام دینا چاہیئے جوابدیا کہ میرا گھر ناپاک ہوگا
اگر ضرورت ہو تو روپیہ لیکر گنگا کنارے تعمیل ضروری کر دو ایام قحط مین بیاسنحا مرلید بیر اور رای کھیلند اس اور سردار
کی کسی برہمن کی پاس گیا اوسنے راجہ کا آنا اور اوسکا اختلاط عظیم سمجھا بنا بر مرید اعتقاد ہونے کی راجہ سے کہا کہ مہاراج
آپکے طالع کی بموجب بندہ نے ایک نام تجویز کیا ہے جسکا وظیفہ آپ کیا کرین راجہ نے کہا ایک ورد کرتی ہین ہمین
وہی کافی ہے اوسنے پوچھا کہ وہ کیا ہے راجہ نے کہا اللہ برہمن نے براہ آمیزش جوابدیا کہ رام اور رحیم مین کچھ فرق نہین
اوسنے کہا کہ لفظ رام مین تولد ذات کا توہم ہے اور اللہ مین ثبوت اور ابوت کسی کی نہین ایسے طریقون سے معلوم
ہوتا ہے کہ مہاراجہ اعتقادات ہنود سے سروکار نرکھتا تھا واللہ اعلم لیکن چونکہ مراعات یار و آشنا کی منظور تھی اور کسی کے
مال وغیرہ مین بنا بر حفظ اپنے آبرو کی دخل نہین کرتا تھا اور زر خاص اوسکے خرچ کو وفا نکرتا تھا کیونکہ بعض اوقات
انگلستیونکو بھی رعایت کرنا ہوتی تھی اکثر جہان ایک یا دو نفر دن کا کام ہوتا دس دس نفر بھیجتا اور اوسکی حاصلات کی
نہایت کم داخل دفتر کر کے باقی اپنے جود و عطا رکھتا دوسری کہ ارباب جاگیر اور املاک سے بہانہ کر کے کہتا تھا کہ فلان
انگلاشی تمہاری سند دیکھنا چاہتا ہے اور جس کسی سے رعایت منظور ہوتی ہر ایک کی دغا سے اسناد اور وثایق طلب کر کے

حوالہ کسی اپنے متصدی کے کرکے جبر و تعدی سے بلا سبب کیقدر روپیہ بقدر حاصل ہر ایک سے لیتا جب اسیطرح سے روپیہ حاصل ہوجاتا اوسی شخص واجب الرعایت کو دیتا بہر حال خوشنودی اشخاص مذکور منظور تھی غضب خدا کو ہیچ اس امر کے سہل سمجھتا تھا تصدیق ہوا کہ مہاراجہ ساب راے نے اپنی آنکھون سے ملاحظہ کیا کہ جو کوئی شخص ناحق خلق خدا کو رنجیدہ کرتا اور یہ دیکھتا کہ ناحق اس بیچارہ کو ستاتا ہے اور اوس سے مروت ہوئی کچھ نہ کہتا اور بعدہ اونکو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلا کر زر راہ سے بیشمار سے مالامال کر دیتا۔

رہائی پانا محمد رضا خان مظفر جنگ کا اور بسر کرنا ایک مدت کلکتہ مین بذریعہ امیدواری اور آخر لاچاری مین راضی ہونا

مظفر جنگ اس داگیر مین نہایت مضطرب و بے بس ہوگیا تھا کیونکہ اکثر علاقہ خاین اور خود بھی بخیلی کی وجہ سے کسیقدر متہم تھا امرت سنگہ اوسکا دیوان نہایت بے شعور اور کاغذ فہمی سے نہایت دور اور لوگ اسکی زشت خوئی سے گریان تھے اسوقت مین ہر ایک نے اپنی راہ لی امرت سنگہ نے بحیلہ و تخویف اظہار بعض اسرار کے فارغخطی لیکر کسی مکان مین واقع کلکتہ جا بیٹھا مگر علی ابراہیم خان بہادر نے باوجود عدم اطلاع کاغذات معاملات سنوات پر نوکری کی تہرم سے کمر ہمت چست کی اور تہوڑی مدت مین ہر ایک دقیقہ اور ہر قسم کے کاروبار سے ماہر ہوکر متعہد وکالت ہوا اور مذکار کے سوالات کے جوابات کا بھی متعہد ہوا اور اوسکی کینہ وری سے نہ ڈرا اسقدر مین سے سنا گیا کہ بہت عمدہ عمدہ جوابات بجز تسکین دیگر ہر ایک کا منہ بند کر دیا سامعین کو بجز تحسین و آفرین کے کچھ کہتے نہ بنا اور مظفر جنگ نے اسکی تدبیر کے بدولت پچیسوین ۲۵ ربیع الاول ۱۱۸۵ھ ہجری کو رستگاری پائی اور دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور کو اوسکے دروازے سے پہرے اوٹھائے گئے مظفر جنگ اس امید سے کہ شاید مانند شتاب راے کے بدستور نیابت کونسل مرشد آباد ہو کلکتہ مین مقیم رہا اور ہفت خواران کلکتہ نے جسمین اکثر علاقہ بعض اصحاب انگلستی کے کونسل کا ہے اسکو دام فریب مین پہنسا کر ہر روز ایسے کلمات سے خوش رکہتے تھے کہ آج فلان صاحب ایسا کہتے تھے اور کل ایسا فرماتے تھے فلانے کو ولایت سے یہ خبر آئی ہے اور فلانے نے فلانے سے ایسا سنا ہے مظفر جنگ ایسے اخبارات کو سنکر امیدوار ہوا اور مخبرون کو اپنا ہوا خواہ سمجھکر اونکے حسب اشعار اکثرون کو روپیہ بھی دیا اس سبب سے زیر بار اور مقروض ہوا بندہ اوس زمانہ مین بحصول ثواب سفر بیت اللہ کے کلکتہ آکر مظفر جنگ سے موقعہ اعانت چاہتا تھا مگر اوسے توفیق نہوئی تہ قصد اس امر کا تھا کہ بندہ کی جاگیرات اپنے عامل جاگیر کے سپرد کرے اور اوسکا عامل میرے قرضہ کا مہاجن سے ضامن ہوجائے اور میری حاصلات

جاگیر سے اوسکو دیوے اور زر ہاے فاضل دیوان لامانت رکھے تا کہ مہاجن کو تعرض باقی نرہے اوسی
زمانہ مین کہ بندہ پندرہ بیس دن کلکتہ مین رہا اور مظفر جنگ کی صحبت مین تھا بندہ نے اوس سے بار ہا
سنا کہ ہر ذکر مین علی ابراہیم خان کی مدح کرتا تھا اور کہا کہ اگر تمام عمر اس محسن کی شکر گذاری اور خدمت کرون
عہدہ واجبہ سے باہر نہین ہو سکتا ہون اور انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا اکثر قبلہ کہتا تھا اکثر کہا کہ مکرم ام رفقا
لاکھون خورد و نوش کر سکے پلد سیئے اگر احسان ہی تو علی ابراہیم خان کا ہی سو درم نا خریدہ ہون اسکا غلام
میرا باپ اور بھائی ایسا نکرتا جو اس سے ظہور ہوا کہ عام صحبت مین ہر دم و ہر لحظہ اوسکا دم بہرتا تھا —

آنا جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس روساے کمیٹ اور گورنر سے مناقشت ہونا اور بارول کا گورنر سے اتفاق

مظفر جنگ اپنی حصول تمنا کی انتظار مین تھا کہ جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسین باہم مدار المہام
کمیٹ اور نیز واسطے تحقیقات معاملہ گورنر بہادر اور مسٹر بارول کی بادشاہ اور کمپنی کی طرف سے اواسط شعبان
۱۱۸۸ھ ہجری مین پہونچے دو آدمی یہان کے سردارون مین ایک گورنر اور دوسرے مسٹر بارول منجملہ خمسہ کمیٹ کے
رہگئے چونکہ وہ تینون فرستادہ بادشاہ اور کمپنی کی بنا بر تحقیقات تقصیر گورنر کے مقرر ہوئے تھے اور جنرل کلاورن
ولایت کے اہل دول اور بادشاہ انگلنڈ کی ملازمین مین تھا اور کرنل منسن امیر ریاست کل فوج کا بعد
وصول جنرل کلاورن کے مرتبہ گورنری پر رکہتا تھا اور مسٹر فرانسیس دوسرے درجہ جنرل کلاورن پر باہم متفق
تھے عجیب طنطنہ اور دبدبہ رکھتے تھے ہنگام ملاقات نذر تک جو کہ ضابطہ ہندوستانی ہی نہین لیتے تھے حتی کہ
ڈالی بھی رد فرماتے تھے گورنر کے معاندون کو با خود موافق کرلیا چنانچہ نندکمار کو جو شمس الدولہ اور لارڈ کلیو
اور نیز اسوقت مین عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگز کا مرغوب النظر تھا مقرب بنایا اسکی وسیلہ سے اکثر لوگ لالچی
فسادی بامید اقتدار اصحاب ثلثہ مذکورہ سے متوسل ہوے اور تحقیقات امور مخفی کی شروع ہوگئی اور
ان پانچ آدمیون مین ناچاقی صحبت اور اختلاف رائی بکمال درجہ کو پہونچی سخت تشویش طرفین کے
متوسلون کو ہوئی حتی کہ فیما بین جنرل اور مسٹر بارول کی طمانچہ بندوق سے حسب ضابطہ خانہ جنگی ہوئی دونو
آخر کو یعنی گورنر اور بارول یکدل رہے اور تینون آدمی ایکطرف جنرل کی طرف بسبب کثرت اصحاب کی جو تینوں کس
تھے گورنر پر جو دو نون تھے غلبہ ہوا اکثر امور موافق راے طرف جنرل کی کئے جاتے تھے چنانچہ کوران نام ایک انگلشی صاحب کلان
مرشد آباد اور مسٹر سیج صاحب کلان عظیم آباد اور فوک نام صاحب کلان بنارس اور مسٹر برسٹو صاحب کلان بودہ لکھنؤ جنرل کلاورن
کی تجویز سے مقرر ہوے اور مبارک الدولہ مع والدہ بہو بیگم کے منی بیگم سے عاجز ہوکر کوران کی ملاقات مین اوسکی توسل سے
جنرل تک پہونچا ہفتدہم ربیع الاول ۱۱۸۹ھ ہجری کو مجاز کا نظامت ہوا اور قبضہ اختیار منی بیگم اور اعتبار علیخان

خواجہ سرا سے باہر ہوا خواجہ سرا سے مذکور کا تغیر ہوا لیکن چونکہ منی بیگم زردار اور معتقد رہو شیار ہے ہمیشہ
مبارک الدولہ بطمع وراثت اوسکے اختیار مین رہا اور وہ یون کہتی ہے کہ اگر مجھسے ٹیڑھی پڑے اپنے
مال و زر فقرا اور تمہارے بیگانون کو دیتی ہون فی الحقیقت مبارک الدولہ کا یہ حال ہے نہ تو کوئی
اوسکی سطوت سے ڈرتا ہے اور نہ کوئی اوسکی دولت سے توقع رکھتا ہے اور وہ بھی چندان امور دنیاوی
سے توقع نہین رکھتا جس سے لوگون کو اندیشہ ہو لہذا جو شخص جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اوسکو کسی سے
تعرض نہین بجز اپنے مصارف کے کچھہ نہین چاہتا اسی وجہ سے ابتک منی بیگم کا تسلط بدستور اور
نیابت نظامت کی اغلب اوقات انقلاب مین ہے اسی سال مین اونتیسوین[۲۹] جمادی الاول سے
کو میر محمد حسین فاضل جو کہ نہایت تیز طبع زود فہم ہے بشوق تحصیل علوم ہمراہ مسٹر الیٹ کی انگلنڈ
کو روانہ ہوا اور اکثر تحقیقات علوم کی کرکے مخصوص علم ہیئت اور مفردات اور مرکبات ادویہ خواص
اکثر اشیا اور معرفت اجرام علوی یعنی کواکب فلک اور بعض منایع دیگر مانند تشریح ابدان وغیرہ کے جسقدر مدت
قیام مین میسر آیا تحصیل کرکے اور اوسکا ترجمہ کرکے ۱۱۹۲ ہجری مین واپس مرشدآباد آیا اور
یہان لوگون سے ظاہر کیا اور اسے نادر روزشناس سے کسیکو توفیق نہوئی کہ تھوڑا سا روپیہ
خرچ کرکے اپنا نام مشتہر کرے اور وہ شخص اوس علوم کو اسکے نام سے صفحہ روزگار مین
پایدار کرے گورنر بہادر نے جو کہ مشہور و ہوشیاری اور دانائی اور کارگذاری مین نادرہ روزگار تھا
تساہل و اغماض سے کارفرما ہو کر صورت مین توجہ نامناسب جانی ارادہ کیا کہ اول اپنی بری الذمگی
کرکے جنرل کی نادانی ظاہر کرے اور ازان کوتہ اندیش مخصوص نندکمار کو سزا دے بعد ازان تدارک بہمی کار
کرے اور امور پرداختہ جنرل کو درہم کرے لمذامت تمسخر جنرل کی جوابین بکراہی راستی و مخالفین کی دروغگوئی ثابت کردیا

مخاصمہ کرنا نندکمار کا گورنر ہشتنگ بہادر سے اور سزا پانا

لہ ازان اکثر عیوب نندکمار کے آشکار کرکے ثابت کئے منجملہ اوسکے یہ چند عیب تھے کہ یہ شخص
ہر ایک کے دستخط کرتا ہے اور ہر ایک کے نام کے مطابق مہر اپنے پاس رکھتا ہے اور تمسک
اور خطوط جسکے نام جس قسم کا چاہتا ہے درست کرتا ہے اور منجملہ تمسکات کے ایک تمسک
مہری بلا قید اسٹامپ کا تھا جسکا روپیہ سرکار کمپنی سے لیکر تصرف کر لیا تھا ان امورات
کی تحقیق مین گران جیوری مقرر ہوئی گران جوری اسکو کہتے ہین کہ بارہ[۱۲] آدمی معتمد انگلشی مقرر
ہوتے ہین اگر مدعا علیہ اوسکو قبول نکرے تو دو مرتبہ اوسکے انکار سے بدلے جاتے ہین تیسری
مرتبہ پھر کچھہ انکار و اقبال نہین سنا جاتا بارہ[۱۲] آدمی ہوتے ہین لاجرم یہ مقرر ہوا کہ تجویز سزا کرین

اوریا وس وقت کوئی اون سے نہین مختلط ہوسکتا کہ مبادا کچھہ لالچ دیکر بے ایمانی کرائے القصہ یہ گران جوری مقرر ہوئی مدت تک گرم بازاری رہی تا آنکہ نندکمار واجب القتل ثابت ہوا یہ مرد بد باطن مغرور موذی خلق تھا اگرچہ دو ایک لوگون سے احسان بھی کیا تھا مگر عجیب بیباک خدا ناترس مردم آزار تھا بہرحال اوسکی سزا مقرر ہوگئی چونکہ جنرل نے اوسکے دلنشین کردیا تھا کہ کوئی تجھسے کچھہ نہین کرسکتا اگر زیر دار تک لیجاوین ہرگز خوف و ترس نکھایئے بہرصورت گورنر کی قصور ثبوت کرنا علاوہ اسکے خود بھی مزاج مین صلابت رکہتا تھا ثبوت قصور گورنر مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور گورنر اوسکے تقصیرات کا اثبات کرتا تھا ان دونون آدمیون کے سوال و جواب دستخط انگلشی سے لکھی گئی جسکی کتاب اس جماعہ کے لوگون مین مشتہر ہے القصہ جب تقصیر ثابت ہوئی ساتوین جمادی الثانی ۱۱۸۹ھ ہجری کو نندکمار کی جاے مقررہ پر پھانسی ہوئی اور اوسکا نقد و جنس تعلیقہ ہوکر اوسکے لڑکا راجہ گر داس کے حوالہ ہوا کہتے ہین کہ باون لاکھہ روپیہ نقد اور اسیقدر نقد و جنس حساب مین آیا اور نندکمار کی بنائی ہوئی مہرین جو لوگون کی طرف سے بنالین تھین برآمد ہوئین ــــ

جنرل کلاورن سے مظفر جنگ کا موافق ہونا اور اوسکا مرشدآباد کی عدالت فوجداری پر مامور ہونے وغیرہ کا بیان

جب جنرل کلاورن کے غلبہ کا آثار پیدا رہا مزاج مظفر جنگ خفقانی کا جو تلون سے خالی نہین تھا جنرل سے آمیزش کرنے لگا علی ابراہیم خان بہادر مال اندیشی سے مانع ہوکر کہتا تھا کہ ابھی جسطور سے اندر ناسے گذران کرنا چاہیے گورنر نے آپکی آبرو بخشی کا احسان فرمایا ہے احسان فراموشی نکرنا چاہیے دیکھنا چاہیے کہ کیا انجام پیدا رہوا اگر جنرل مجاز ہوتا ہے تمنے اوس سے کچھہ بدی نہین کی کہ وہ دشمنی کریگا بلکہ وہ بھی تمہارے ثبات مزاج سے راضی ہوکر رعایت مناسب کریگا مگر مظفر جنگ جو کسیقدر خودراے ناسخن شنو تھا اس مصلحت کی طرف چندان ملتفت نہوا اور جنرل مذکور سے توسل پیدا کیا گورنر نے اس سبب سے افسردہ خاطر ہوکر اوسی جنرل پر چھوڑا جنرل نے اوسکو واسطے مبارک الدولہ کی نیابت اور فوجداری کہ اس سے خبرگیری اور تدارک قطاع الطریق اور چورون کی اور انفصال مقدمات فردی اور خونریزی اور زنا سے مراد ہے تجویز کی اور بہت سا روپیہ درماہہ عمال کا مقرر کیا اور نواب کو مع اولاد و اتباع کے کونسل سے خلعت دلاکر پندرھوین رمضان ۱۱۸۹ھ ہجری مین مرخص کیا دوم شوال کو مرشدآباد آیا سکان شہر نے بہرصورت اسکی اطاعت کی

اور وہ فرستادہ دولت پر تمکن ہوا و ہم ذی الحجہ سنہ مذکور کو اپنے لڑکے محمد زکی خان ولد محمد حسین خان
اپنے بھتیجے کے ساتھ بیاہ دی اور اپنے فرزند کلان بہرام جنگ کو حاجی اسمعیل کی صبیہ سے جو کہ
دونون دختر زادہ رابعہ بیگم کی تھی ۲۲ ماہ مذکور کو نکاح پڑھایا اور ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو
رابعہ بیگم عطاء اللہ خان کی بی بی حاجی احمد کی لڑکی نے رحلت کی اور اوسکے گھر کی رونق جاتی رہی
اگرچہ عیوب و فجور مین متہم اور مشہور تھی مگر بہت سی خوبیان رکھتی تھی قبل بیماری سے بیشتر جملہ
معاصی سے توبہ کی تھی اور بیماری مین پھر نئے سر سے توبہ کی اور لوگون کو گواہ کیا اور دم آخر تک کلمۂ
طیبہ اور تعریف وحدانیت الٰہی اور نبوت خاتم الانبیا اور منقبت اوصیای رسول سرور اور نادم اپنے
گناہون پر راہی ملک بقا ہوئی یا رب ان تعذبھا فانھا امۃ لک و ان تغفر لہا فانت ارحم الراحمین اور اوسیوقت تاریخ ۲۷
ماہ شوال کو زلزلہ عظیم آیا جو پچاس سال سے ایسا اشد زلزلہ نہ آیا تھا اور مظفر جنگ علی ابراہیم خان بہادر کو
جو زیر بار منت اور احسان کے تھا دیوانی نظامت پر مقرر فرمایا اور نایب فوجداری ہر جگہہ بھیجے
ازانجملہ عظیم آباد مین نذر باقی بیگ بلخی مقرر ہوا لیکن نیکنام رہا اور اصحاب انگاشتی مع تمام رعایا کے
راضی اور خوشنود رہے مظفر جنگ نے مبارک الدولہ کے مقربین سے خشونت کر کے بعض کو
تخفت پہونچائی اور مبارک الدولہ سے کچھہ ممانعت بھی نہو سکی تا بحمایت کیا ہو چنانچہ بعد عزل اعتبار علیخان
خواجہ سرا کے جو کہ خادم علیخان ولد خادم حسین خان جو کہ اکثر اخلاق مین باپ کیطرح تھا چند روز
مبارک الدولہ کا مدار المہام ہوا تھا مظفر جنگ کے بےالتفاتی سے برطرف ہوا اور مبارک الدولہ نے
باوجود عہد و پیمان کے دم نہ لیا مظفر جنگ نے چند روزہ اقتدار مین بڑا تسلط کر کے زبان زد جمہور ہوا
اسی اثنا مین خیانت پیشہ لوگ جو کہ زر نظامت کو خوان یغما سمجھے تھے اور علی ابراہیم خان بنابر اندیشہ
نہ خود لیتا تھا نہ دوسرون کو لینے دیتا تھا اونہون نے مظفر جنگ کے مزاج کو علی ابراہیم خان الیسے
احسان فراموش سے منحرف کر دیا اور فیمابین ناچاقی کی روا ہوئے اور سخن چینیون نے مظفر جنگ کے دل مین
اپنا نقش جمایا مصرعہ چراغی راکہ دود ی ہست در سر زود در گیرد — اول کنایتاً شکایتین خانمد کو سی شروع کین اور پھر
اپنے مجلس مین بطور طعنہ و تشنیع کی گفتگو کرنے لگا چونکہ وہ اس قبیل سے تھا کہ صاحبون ہندہ
شعر کہنا نہین جانتا اس باعث سے لباس اور دستار ہندوستانیونکا زیب تن اپنے کے نہین کرتا
تاکہ دعوے عقل اور شعور کا کر دن یہ قاعدہ ہندوستانیونکا ہے کہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل مگر
جامہ بہت مکلف و ربرادر عمامہ برسر کہ ہم بھی شاہ بیعدیل ہین اور عالم بی نظیر اگر ایک لفظ کے معنی
دریافت کرے یا پوچھے کہ اس شعر کا کیا مطلب ہوا اوسوقت عالم بے نظیر اور شاعر بے عدیل

صاحب کے ہاتھہ پاؤن پہول جاتین بجز سکوت کچھہ بن نہ آسکے الغرض یہ سب باتین طعن و تمسخر کی اسپنے زعم مین گویا علی ابراہیم خان کو کہتا تھا چونکہ حق تعالے نے علی ابراہیم خان کو ہر امر رفتار گفتار مین برگزیدۂ روزگار کیا تھا او طبیعت موزون تھی کبھی کبھی اشعار بہی کہتا تھا مظفر جنگ ایسی امور سے محض محروم تھا اسکی زیبائی موجب رنج مظفر جنگ ہوئی تھی اوسکے عزل کا بہانہ ڈہونڈہ رہا تھا اتفاقاً اوسوقت مین ننّی بیگم دختر رابعہ بیگم نہایت زشت کردار بدکار تہی بموجب ضابطہ عمدہاے ہند کی چند عورتین فحش اور لونڈیان حرامکار جمع کرکے اونکو تعلیم رقص اور رود وسرود بہی کراتی تھی وصحبت لغو وبیہودہ آثر رکہتی تھی اوسنے علی ابراہیم خان سے راہ مکر کشادہ کی شکر احسان کے بہانہ سے جو کہ اسنے مظفر جنگ کے ساتھہ کئے تھے لہذا خان مذکور کو بہائیصاحب اور بہائی جان ایسے ایسے کلمات کہا کرتی تھی چونکہ چندان پردہ دار نتھی علی ابراہیم خان سے بہی بے پردہ ملاقاتین اور ضیافتین ہونے لگین اور اوس مجلس مین بعض مخصوصان مظفر جنگ بہی شریک اور اوس محفل کے مخصوصیات پر آگاہ ہوتے تہے تاآنکہ بیگم مذکور نے علی ابراہیم خان کی رغبت ایک کنیز رقاصہ پر پائی اور اوسکے اختلاط کی ترغیب دی اور کہا کہ یہ میری لونڈی ہے مینے تمہین معاف کیا اور دیگر عورات شریک حال بہی اس بارہ مین اصرار ومبالغہ کرتی تہین کہ کچھہ مضایقہ نہین اور وہ جسکی لونڈی ہے وہ تمہین عطا فرماتی ہے پس اسقدر پرہیز کیا ضرور ہے مرشدآباد مدتون سے حکم ولایت لوطیہ رکہتا تھا اور ہنوز اسی رنگ پر ہے کیونکہ کمتر اشخاص کو یہان کے رہنے والو مین عزت وناموس کا پاس ہے بلکہ دولتمند لوگ زیادہ تر اس بارہ مین بہتر سب مفلسون کو ترغیب دیکر آمادہ کرتی تہی اور بمقتضاے کلام النّاس علی دین ملوکہم کو اس فعل نے رواج پایا تھا شاید کہ چند غریب وشریف کی عصمت رہی ہو ورنہ مشاہیر مقتدر کو اکثر اسی علت مین مشغول دیکہا ہے جسقدر یہان وضیع وشریف ہ خوار رسوا ہین اور مرد کثیف ہ خلاصہ یہ کہ علی ابراہیم خان باوجود کثرت شعور اور پرہیز کے راضی ہوا سچ ہے بموجب قول محتشم اکبرنامہ کے عشق کی ہین گی ایسے حال بہت ہ اور محبت کی ہی کمال بہت ہ کبہی سبحہ کو یہ کرے زنار کبہی زنار ہووے سبحہ کا تار شاید دو تین مرتبہ کنیز مذکور کو اپنے پاس طلب کیا ہو کہ ابراہیم خان مذکور پر تہمت ہی ہوئی ہو بہرحال مظفر جنگ نے اسی فعل کو دستاویز کیا اور خانہ کو رسے برہم ہوا ظاہرا محضر آراستہ کیا کہ فلان شخص میرے ناموس مین پردہ دری ہوا تیاری اس محضر کی کہ بجز اخذ یا د رسوائی فائدہ رکہتی تھی شاید بخوف انگشتی اور رفع بدنامی کے ایسا امر کیا ہو کہ کوئی یہ نکہے کہ ایسے رفیق سے جدائی بموجب کیون ہوئی بہرصورت مظفر جنگ نے اس مقدمہ کی شکایت دربار عام مین ندربان کی سولہوین ۱۶ ماہ صفر ۱۱۹۱ ہجری

مین علی ابراہیم خان کو عمدۂ دیوانی مبارک الدولہ سے معزول کیا اور اپنے لڑکے بہرام جنگ کو
مبارک الدولہ کے حضور مین لیجا کر خلعت دیوانی عطا کرائی علی ابراہیم خان نے گوشہ گزینی کر کے
آمدرفت دربار اور بازدید احباب سے کنارہ پکڑا اسی عرصہ مین مظفر جنگ سنہ ۱۱۹۱ محمد خان کا اقتدار
(جو کہ مظفر جنگ کے رفقا مین نہایت دخیل تھا رضی الدین محمد خان کی کسی بی بی کو اپنے عقد
نکاح مین لایا اس تقریب سے جسوقت کہ رضی الدین محمد خان کسی غرض سے عازم مکہ ہوا ایک
تمسک متضمن اپنی وراثت کے اوسکو لکھدیا اور اپنا وصی کیا تھا آخر فسخ عزیمت کر کے بعد تھوڑی مدت کے
مر گیا بہت سا روپیہ اور مال اور جواہر وغیرہ چھوڑ کر اسید محمد خان نے اوسی تمسک کی دستاویز
سے قابض ہو کر اوسکی عورات اور اطفال کو زیر قبضہ کیا اور بعد چند سے وسیلہ اوٹھا کر اوسکی
کسی بی بی جو اوسکے لڑکے کی مان کے سوا تھی اور سب عورتون سے محبوب تر اور مالدار تھی اپنے
نکاح مین لایا اور اوسکے مال و اسباب مین متصرف ہوا لوگون کو تقرر وصی سے اسقدر نفرت
ہوئی کہ ہنگام رحلت صدر الحق خان کے اسد اللہ خان خبیث چاہتا تھا کہ صدر الحق سے کہکر
سید محمد خان مسرب کو وصی کرا دے اور صدر الحق نے بھی چاہا کہ اوسکے کہنے کا پابند ہو مگر اوسکی
عورت نے فریاد کی کہ مین زن بیوہ بیچارہ نہین ہون مجھے وصی نچاہیئے ہرگز راضی نہونگی تا آنکہ
صدر الحق خان نے ترک ارادہ کیا عجب تر یہ ہے کہ اس انکار سے حکیم جی ناحق ناراض ہوئے
بتاریخ ہفدہم رجب سنہ ۱۱۹۱ ہجری کو مظفر جنگ نے اپنے بھائی محمد علی کی بی بی کو اپنے عقد نکاح
مین سرفراز فرمایا محمد علی خان اپنے ایام دولت مین اسلام آباد اور رنگپور اور
پورنیہ کی حکومت مین رہا اور پورنیہ مین ہی مرا تھا خیر وہ عورت بسبب ہونے دو فرزند اور زر
و مال کے راضی مناکحت پہ نتھی مگر رہنماؤن نے دم دلاسا دیکر ایسا لاسا لگایا کہ دام مین پھنسی
کہتے ہین کہ ایام نیابت نظامت اور جمیع معاملات مین جب کہ اقتدار مظفر جنگ کا تھا اوسکی
اقربا وغیرہ کی مستورات آمدرفت رکھتی تھین اس سبب سے بعض بعض پر نگاہ پڑتی تھی اور بنا بر
وصال بعض عورات اسکے جو اسلوبکی تھین سعی کرتا تھا ورنہ ترک کرتا اگرچہ شہرت اس امر کی بہت اور
اکثر عورات کی سوال و جواب سنے گئے مگر اوسکا ذکر کہنا نامناسب سمجھا کہتے ہین کہ اونہین دنون مین
چونکہ محمد علیخان کی عورت بنا بر مراتب اکثر اسکے گھر مین آتی تھی مظفر جنگ کا میلان خاطر ہوا ایس
بموجب شرع کے اوسکے ساتھ نکاح کر لیا العہدۃ علی القائلین والراوئین —
جھگڑا اوٹھنا فیما مین گورنر عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر اور جنرل کلاورن کی

اور اوسی زمانہ مین جنرل کا جان بحق ہونا

جب گورنر جنرل کے درمیان سخت جھگڑے اوٹھے دونون کی تحریرین متضمن شکایت ہمدگر ولایت کو بحضور کمپنی جاتی تہین اور وہان سے جوابات آتے تھے جنرل کے تیسرے سال ورود کو جن دنونمین کرنل منسن مرا تھا ایکقطعہ خط ولایت سے آیا جسمین گورنر جنرل کی ولایت جانیکی تحریر تھی اور اوسمین لکہا تھا کہ جسوقت گورنر ولایت آوے بعد خود جنرل کو گورنر کر کے آوے اور دوستان جنرل نے لکہا تہا کہ اب گورنر ولایت کو آتا ہے کلکتہ کی گورنری ہمکو مقرر ہوئی جنرل نے انتظار کہو کے لئے خط گورنر جنرل کا نکلیا بھیجا کہ حکم گورنری میرے واسطے آگیا اور کونسل گہر مین آکر سی گورنری پر بیٹہا گورنر نے اس بارہ مین اوسکو احمق بناکر مجرم کیا اور جنرل اپنی تیزی مزاج سے نادم ہوکر جواب نا ملایم کرنا شروع کئے گورنر جنرل نے حسب ضابطہ عملہ عدالت بادشاہی کو طرفین کے سوال و جواب کے فیصلہ مین قرار دئے اونہون نے گورنر کے حق پر نظر لطف دیکہی جنرل کو معتوب کیا اور اوسکی بات کا اعتبار کہو گیا اور گورنر جنرل بہادر اس طور سے اپنے عہدہ پر قایم رہا جنرل خجل ہوکر خانہ نشین ہوا اور بیمار ہوکر مضمحل ہو گیا اور اونہین خطوط مین چونکہ گورنر کو ولایت سے حکم انعقاد محبوبہ و لخواہ کی نسبت صادر ہوا تہا گورنر جنرل نے اپنے کتخدائی کی محفل ترتیب دی اور سب سے اول جنرل کو اوس مجلس مین بولایا اوسنے کثرت ملال اور ضعف حال سے انکار کیا گورنر خود اوسکو جاکر بڑی سماجت سے لایا محفل شادی مین چونکہ بڑی دیر تک ٹہرا بعد سعادت کی مرض نے ترقی پکڑی ناتوانی کا زور ہوا اور خود ڈاکٹر خاص جنرل کے مداوا کو ولایت سے ہمراہ لایا تہا معالج ہوا جنرل نے ہرچند حقنہ کو منع کیا مگر اوسنے مبالغہ کر کے حقنہ کا عمل کیا اور بمجرد حقنہ کے اوسکی جان نکل گئی اور اسکے مرنے سے مستر فرانسیس کی طرف سب ہو گئے اور گورنر کیطرف قوی ہوئے ہرچند مسٹر ہویلیر نے جو کرنل منسن کی جگہہ پر آیا فرانسیس سے موافقت اور آشتی کی لیکن اسکی ظرف نے بنا بر بلند رتبگی گورنر اور اوسکے ہوشیاری کی قوت پائی بمجرد مرنے کرنیل منسن کے جرنل کی طرف ضعیف ہوے اور سرداران جرنل جو برخلاف گورنر کے تھے بدل دیئے گئے ملخص یہ ہے کہ مستر بوسٹو لکہنؤ سے اور فوک بنارس سے اور شیخ عظیم آباد سے اور گوران مرشد آباد سے بدلے گئے مستر مڈلٹن واسطے لکہنؤ کے مقرر ہو کر گیا اور بنارس مین مستر گرام اور مستر لا عظیم آباد کا صاحب کلان ہوا اور مرشد آباد مین مستر پیر کی مدار المہامی کی

اور یہ بھی معلوم تھا کہ حیدر نایک کو فرانسیسون سے راہ رسم ہے لہذا عماد الدولہ گورنر ہسٹنگ بہادر
نے مصلحت جانی کہ راؤ رگھناتھہ راؤ سے موافق ہوکر مرہٹہ سے آویزش کرے اور چاہا کہ فوج
انگلشیہ رگھناتھہ راؤ کی اعانت مین دکن جاوے اور اوسکو ہمراہ لیکر سرداران مرہٹہ کی صلح
حاصل کرے اور رگھناتھہ راؤ کی مصلحت پوری کرے اگر وہ اطاعت کرین رگھناتھہ راؤ اور
اوسکے مخالفین سے عہد وپیمان نبابر موافقت خود اور عدم اتحاد فرانسیس کے حاصل کرے
اور اگر سرکشی کرین رگھناتھہ راؤ کے مخالفین کو مقہور کرین کیونکہ جانتا تھا کہ رگھناتھہ راؤ سردار
اور سردارزادہ ہے البتہ اوس سے موافق ہوجاوینگے چونکہ ہندوستان کی بڑی بڑی لڑائیان
دامن شاہجہان آباد تک بفضل خدا فتح ہوگئین تھین جانتے تھے کہ بعد تابع ہوجانے مرہٹہ
کے حیدر نایک کو بھی مطیع کرنا کچھہ بات نہین ہے بعد اسکے بدون اندیشہ فرانسیس وغیرہ کے تمام
ہند پر متسلط ہوکر آرام دل سے کرنا چاہیئے یہ راے خالی اہانت سے نہ تھی کیونکہ فرانسیس
سے قدیم عداوت اور اب جنگ امریکہ کی وجہ سے مزید ہوگئی تھی اور جو وہ رشک ہند کرکے چند ہزار
آدمی سے مع حیدر نایک اور مرہٹہ کے سواحل ہند مین آئین اور شورش برپا کرین تدارک
دشوار ہو پھر مرہٹہ وغیرہ کی یاری کام نہ آویگی اور اوسوقت مین خود رگھناتھہ راؤ آرزومند اور
رفاقت پسند کا خود آپسے بلتجی ہوتا ممکن تھا کہ نقش اس مدعا کا واسطے انکے درست بیٹھتا اور
فتوحات دیگر بھی میسر ہوتین اور تمام ہندوستان بے ہرج مرج فتح ہوجاتا خلاصہ یہ ہے کہ گورنر
نے نظر مذکورہ بالا عزم دیگر مصمم کیا مشہور ہے کہ مسٹر فرانسیس اور مسٹر ہولیر نے جو کہ منجملہ
اصحاب کمیٹی تھے یہ راے ناپسند کی اور یون مصلحت فرمائی کہ اسی قدر ملک مین جو حاصل ہے
قانع ہون اور شاید کہ حکم کونسل ولایت بھی اسی سلامت روی پر تھا گورنر بہادر نے کچھہ
نسنا خود تنہا اس کار مین متوجہ ہوا اوسوقت شروع سنہ ۹۲ ہجری تھے بندہ کسی اپنے کام کو
عظیم آباد سے ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے جو لکھنؤ سے آزردہ ہوکر اپنے سوال وجواب کو کلکتہ جاتا تھا
قاصد شہر مذکور ہوا کرنل اپنی مراد سے محروم پھرا اور متعین ہوا کہ جو لشکر الہ آباد اور لکھنؤ سے مہم دکن کو
جاتا ہے اوسمین رہے اور بیچارہ راہی دکن ہوگیا اول تو کرنل اس حکم سے آزردہ دوسرے
بندہ مورخ کو بھی تشویش ہوئی کیونکہ اسیطرح کے سلوک کا امیدوار تھا اور اوسکے چلے جانے
کے بعد خواہش وہ بسبب عدم التفات ارباب کونسل کے نہ میسر آئی اور ذکر اسکا اس مقام مین لکھنا
نامناسب ہے کیونکہ ہر ایک شخص ایک مزاج پر نہین ہوتا ہے ناحق شکایت شہرے کی جو کچھہ

تقدیر مین لکہا تہا میسر ہوا سے خواہی نخواہی ہوگا وہ جو کچہہ لکہا تقدیر مین ہے۔ اور کونسل کی ناراضی کا سبب یہ ہے کہ کرنٹ مذکور کی سرداری کرنل لسلی کو مقرر ہوئی اس سے اوسکا مانع ہونا پڑا اور کرنل گاڈرڈ اسکے ساتہہ بہت بلاور وہ لیاقت سرداری سے عاری تہا مگر کیا کرتا ضابطہ کا پابند ہوا بندہ نے بپاس دوستی عرض کیا کہ یہ ارادہ امر عظیم ہے لیکن کثرت غرور سے چونکہ متواتر فتوحات لنظیر اس جماعہ انگلشیہ کو میسر ہوئی تہین نہایت آسان سمجہکر جوابدہ ہوا کہ ہماری دو پلٹن کل ہندوستان کیواسطے کافی و وافی ہین بندہ خاموش ہوا اور کرنل مذکور حسب الحکم روانہ آگرہ آباد ہوا تاکہ وہان سے کالپی اور بوندیلکھنڈ اور توابع برار اور اورنگ آباد ہوتے ہوئے دکن جاوے اور تعجب ہی یہ کہ لشکر آمادہ ہوسے رگہناتہہ راؤ کی بجاے مین یکجا ہو کر باتفاق رگہناتہہ راو کے ساعی ہون حسب الحکم کونسل تعمیل کرین مسٹر الیت جو کہ نہایت راست گفتار تہا ناگپور کی ایلچی گری پر معین ہوا تا کہ نئے سر سے وعدہ ارسال کرنی زر موعودہ کا مودہوجی وغیرہ اولاد رگہوسنگہ سے کر لے اور سے راضی کر آئے ناگپور کلان گہوسلا کا دار الملک ہے مہابت جنگ سے بعد جنگ صلح کا رنگ ہوا تہا اور اوسی عہد پر انگلشی بہی قایم تہے مگر اپنا غلبہ دیکہکر اوسے زر مجوزہ مقررہ مہابت جنگ مین ہان ہون کرتے تہے تہوڑا سا ادا کرتے باقیماندہ امروز فردا مین ٹالتے تہے غرض اس پیغام سے یہ تہی کہ مبادا لشکر دکن کے مزاحمت کر کے بنگالہ اور عظیم آباد مین فساد نہ برپا کرین چونکہ رگہو اور اوسکی اولاد جو کہ راجہ ساہو کے بنی اعمام اور اوسکی جانشینی کے مدعی تہے اور بالاجی راؤ بعد فوت راجہ مذکور کے اپنی طاقت سپہ سالاری سے قابض ہوگیا اور اونکو مسند نشین کیا بنابران بالاجی راو کی اولاد اور اوسکی سرداروں سے یہ ناراض تہا لہذا مودہوجی اوسکے بہائی وغیرہ تجدید عہود سے راضی ہوگئے کچہہ فساد نہوا چونکہ عین برسات مین مسٹر الیٹ نے راہ طی کی اور نیز اجل گہات مین لگی تہی اثناے راہ مین سفر آخرت در پیش ہوا اوسکا بہائی مسٹر اندرسن جو ہمراہ تہا اوسکی پیغامبری کرکے عظیم آباد کی راہ سے بنگالہ اور کلکتہ کو واپس ہوا بندہ جو گورنر جرنل ہشٹنگ بہادر سے آشنا اور حصول مدعا کو ہمراہ کرنل گاڈرڈ کے کلکتہ گیا تہا تین چار مرتبہ ملاقی ہوا ایک مرتبہ گورنر جرنل بہادر نے پوچہا کہ آپ کبہی دکن گئے ہین بندہ نے کہا نہین لیکن کسیقدر وہان کے حال پر آگاہ ہون کرنل گاڈرڈ سے معلوم ہوا کہ اوسکا ارادہ میرے نوکر رکہنے کا ہے لیکن دو کام پر اول یہ ہے کہ بطور میر منشی کے رہین اور ہر کاغذ کا مسودہ اسکی اصلاح سے مزین و مرتب ہو دوم دکن کی ایلچی گری بہی مین رہی بندہ نے ایلچی گری بسبب ضعف پیری اور دوری وطن اور مہجوری خدمت والدہ کی

انکار کیا کرنل کاڈرڈ نے بندہ کو مسٹر الیٹ کے سپرد کیا اور خود روانہ ہو گیا اس عزیز نے بندہ روز مین
گورنر کا خط لکھایا اور نیز اپنا خط عظیم آباد کی کونسل کے نام متضمن سفارش قوی لکھکر مجھے رخصت کیا
اور بندہ کی مراد حاصل ہوئی اسی عرصہ مین مسٹر اندرسن کو کونسل کلکتہ کی سرداری پر طلب کیا
اور مسٹر گولڈنگ ولایت گیا اور وہ مقدمہ بندہ کا درہم ہوا باقی احوال دکن کا عنقریب تحریر ہوگا بالفعل
کسیقدر روئداد کلکتہ او بنگالہ کی تحریر ہوتی ہے

رحلت کرنا بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کا اور نیز صدر الحق خان کا واقعہ ہونا

بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کہ ذکر اسکا حالات علی ابراہیم خان مین گذر چکا ہے ۱۲ شعبان ۱۱۹۳ہجری مین
مظفر جنگ کی معزولی مین جان بحق ہوے اسکو عارضہ طمث کبثرت تھا کسی نے دواے حبس دی
جسکے ذریعہ سے کل مجاری طمث مسدود ہو گئی آخر وقت جب بخارات ردیہ نے دل و دماغ گھیر لیا
مظفر جنگ نے دواے مقوی قلب و دماغ کی کھلائی کچھ سود نہوا دنیا سے سفر کرگئی اسکا مال بکثرت
تھا ظاہر مین بنا بر رفع فساد دربیہر مظفر جنگ ہوا بروقت تقسیم سنا گیا کہ کچھ مال اور جواہرات مشہورہ
نہ دیکھے گئے والعلم عند اللہ الخبیر المجید اور صدر الحق خان مسن اور دائم المرض تھا ایکسال چار مہینے ۲۵
روز نام کے واسطے حکومت فوجداری کی اونیسوین ذیقعدہ ۱۱۹۳ہجری کو جہان فانی سے گذرا
مخفی نرہے کہ صدر الحق خان گجراتی ہے اپنے باپ کے ہمراہ شاہجہان آباد آیا جب باپ مرا اور شاہجہان آباد
مین بہبودی کی صورت نظر نہ آئی عازم مرشد آباد ہوا یہان اگرچہ مہابت جنگ کا نوکر ہوا بعد مہابت جنگ کے
مظفر علیخان کا داروغہ عدالت ہوا بروقت آشوب مرہٹہ کے دکن کی سفیری پر گیا تھا اور طرفین سے مورد عتاب ہوا
بقدر لیاقت نام و نشان پیدا کیا مہابت جنگ کے بعد ہر عہد مین اوسی حالت سے رہا مظفر جنگ
کے عہد مین بہاگلپور کی حکومت پائی بعد چندے تغیر ہوا بروقت ورود گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر کی
در دولت کو اپنا مامن جانکر قرار پکڑا فوجداری اور خطاب امارت جہانی پایا اور آخر کار کچھہ تنہا بیک بینی و دو گوش راہی ملک بقا ہوا

مبارک الدولہ کے تجویز خدمات مین درنگ ہونا اور آخر کار مظفر جنگ سے رجوع ہونا

چونکہ گورنر جنرل وضع مظفر جنگ کی ناپسند کرتا تھا اور منی بیگم بھی اوسکی اختیارات نظامت سے
ناراض تھی اور مبارک الدولہ کبھی اسطرف کبھی اوسطرف تھا اس نظر سے تجویز خدمات مذکورہ مین

توقف ہوا گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر بڑا قدر شناس ہے اوسنے علی ابراہیم خان کو فی الحقیقت واسطے انتظام کے رکہنا تجویز کرکے استمزاج کیا اور مسٹر پیر صاحب کلان مرشدآباد بہی جو اوسکا دوست صادق تھا لکہکر استشارہ کیا اور نیز علی ابراہیم خان کو بہی متضمن استمزاج تحریر کیا علی ابراہیم خان نے بنا بر اختلاف رای کمیٹے اور رای اجنبیت ذ عذر معقول کرکے مسٹر پیر اور گورنر جنرل کو راضی رکہکر انکار صاف کیا کیونکہ جانتا تھا کہ صاحب لوگون کا بناے کار چند لوگون کی استرضا پر ہوتا ہے اور اختلاف رای بہی چندان پایدار نہین کیونکہ یہ کام مین اہل کمیٹی پابند ہین اور یہ مجمع دس بیس آدمی کا ہوتا ہے ضرور ہے چند روز رہے اور حفظ آبرو کرکے باطمینان بسر کرے اور انحلال بسبب اختلاف راے اور تخلل راے ارباب الکاشتیہ کے متعذر ہے اور قطع نظر حفظ آبرو کے خطر عظیم اس شخص کی نسبت ہے کیونکہ جسوقت کوئی ناخوش ہوا خدا جانے کہ وہ اسپے عہد حکومت مین کیا بلا نازل کرے اور عمدہ سبب اس ملک کی خرابی اور ہلاکت خلایق کا یہی اختلاف ہے جو کہ اب سرداران انگلشی مین واقع ہوا اور یہی سبب ہین انشاء اللہ تعالی [illegible] مین بیان ہوگا چنانچہ گورنر بہادر نے منی بیگم سے بہی جو مظفر جنگ کی [illegible]ست سے ناراض ہے تحریر کر کے بہیجا اگر اپنا اچہا چاہتی ہو علی ابراہیم خان کو راضی کرو تاکہ اوسکے اعتماد پر تمکو تفویض ہو اسی نظر سے منی بیگم اور مبارک الدولہ نے از حد سماجت کی اور کہا اگر ہمسے اندیشہ تاک ہو تو مچلکہ لکہدین کہ کوئی امر بدون تمہاری اجازت کے نکرینگے اور اگر اندیشہ صرف زر کا ہو تو ہمارا ذمہ ہے لکہدین کہ جسوقت حاجت ہو ہم ادا کرین مگر علی ابراہیم خان نے قبول نکیا

ذکر پہونچنے حکم ولایت کا مشعر تفویض فوجداری مظفر جنگ کو اور ساعی ہونا اوسکے بارہ مین مسٹر ڈوکرل اور مسٹر فرانسیس کا

مسٹر جان برسٹو کہ جوان ہوشیار اور بعد فوت شجاع الدولہ دو تین برس جنرل کلاورن کی اقتدار مین اوسکی حمایت سے صاحب اختیار اور مختار کار صوبہ اودہ الہ آباد اور دارالملک اوسکی اولاد کا تھا اور آصف الدولہ اور اوسکے نایب مختار الدولہ کی غفلت و بیخبری سے ملک بنارس وغیرہ جو راجہ بلوند سنگہ کے لڑکے کی قبضہ مین تھا کمپنی کیواسطے خاص مخصوص کر دیا بعد فوت جنرل مذکور کے گورنر نے اوسکو معزول کر دیا برسٹو مذکور نے بعد معزولی کے جو کہ روپیہ بہی تحصیل کیا اور کار کمیٹی بہی انجام دیا تھا اپنی ولایت کو روانہ ہوا تاکہ اپنے کام وہان سے درست کرائے

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگذاری کا حال سفارش آمیز تحریر کیا تھا اور غیبت مین حکم ولایت مشعر تحسین و آفرین صادر ہوا اب کہ وہان پہونچکر نے سر سے اوسکی حسن خدمتی بیان کی اپنے واسطے اور نیز مظفر جنگ کی بحالی فوجداری کا حکم اجرا کرا کر ہمراہ لایا چونکہ محاربات دکن مین بعض افواج انگلشی کو مشغولی ہوئی تھی مسٹر وڈ کرنل نے جو پیشتر ضلع پورنیہ کا مدار المہام تھا اور اب بعد فوت مسٹر الیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفر جنگ اس سے متوسل ہے مسٹر فرانسیس سے گورنر بہادر کو سمجھایا کہ یہ وقت ہمدگر کے منازعت کا نہین ہے بعد انتظام اعداکی سمجھیو مسٹر بارول جو گورنر سے موافق اور متعہد تھا کسی غرض سے عازم ولایت ہوا بضرورت درمیان فرانسیس اور گورنر کے بشرط بعض رضاجوئی فرانسیس کے صلح و آشتی ہو گئی اور شروط مین تقرری مظفر جنگ کی عہدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفر جنگ خدمات مذکورہ پر ۲۲ ماہ صفر ۱۱۹۴ ہجری مین مامور ہوا ایک معتمد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفر جنگ کا اعلیٰ مقرب ہے اس حصول مدعا کے لئے حضرت واہب العطایا سے نذر و نیاز کیا تھا بلکہ کسی مصحف مجید کی پشت پر لکھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سرفراز ہون بارہ ہزار روپیہ نذر خدا ارباب استحقاق کو تیار کرے تعجب ہے کہ ایک سال حصول تمنا کو گذرا اور ایفاے عہد نکیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کی ادای نذر مین غفلت ہو تو تم اداے نذر کرانے مین زبردستی کیجیو اب باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ یاد دہی کی کچھ سود نہوا عذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ درپیش ہے اس باعث سے ابھی نہین دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اپنے حق سے ادا ہوئے اب مجھ پر یہ بار ہے دیکھیے کب تک حق تعالے وسعت خرچ عطا کرتا ہے سبحان اللہ کیا لالچ کی دنیا مدعا پر دازے بنی نوع کے مزاج بھی کئی نوع پر ہین اور اتبک علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزارم حصہ مظفر جنگ کا نہین ہو سکتا مگر وا وری بلند ہمتی کہ بڑے بڑے سردار خوشامد کرتے تھکگئے اور اوس نے نامنظور کیا یہ فضل خداوند کریم سے ہے الغرض قبل اسکے بیالیس ۴۲ روز ہوئے کہ محمد ایرج خان ولد محمد قلیخان سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا مجملاً حالات مہابت جنگ مین گذر چکا ہے ۹ تاریخ محرم شروع ۱۱۹۴ ہجری کو رحلت فرما ہوا ۱۶ اور ربیع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان عموی مبارک الدولہ جو راج محل مین رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل بسا راج محل مین یہ بیماری اوسکو لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے اپنا حال روز بروز بحال دیکھا مرشد آباد مین واسطے دوا دارو کے چلا آیا ہر چند کہ دوا علاج مین کسیطرح کی کوتاہی نہین ہوئی لیکن اجل نے چھوڑا باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ رکہتا تہا مگر بیوقوف تہا گویا کہ مصداق حدیث شریف اس پر دلالت رکہتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر احمق ہی ہوتی ہین اللہ اوسکو بخشے اور اوسپر رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا بہ تعہد مہاراجہ کلیان سنگہ اور راجہ خیالی رام کی

اوسط ۱۱۹۳ہجری مین مسٹر ابونلا صاحب کلان عظیم آباد برخاست ہوکر مدراج ہوتی ہوئے ولایت کو گیا اور مسٹر گلیول یہان کام کرتا رہا مسٹر تنگب جملہ کونسلیون کے بہ نسبت تند مزاج تہا مگر نہایت ہوشیار اور طرفدار سخت تہا اسکا دیوان رام لوچن بنگالی ایکطرف تہا اور مسٹر تنگب اسکی راے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر بارول سردار کمیٹ کا متوسل تہا اور گورنر جنرل اسکی پاسخاطر زیادہ کرتا تہا اس سبب سے یہ غالب تہا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات مین ایسا صاحب اقتدار تہا کہ جو چاہتا کرتا تہا راجہ خیالی رام نے بعد جانے مسٹر ابونلا کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور بوعدہ زر کثیر کے خوشنود کرکے مدار المہام معاملات پرگنہ چین پور اور سہسرام اور سرس کٹنبہ کا ہوا اور پرگنات مذکورین مین جاکر مصروف کار ہوا جب حسب وعدہ زر معہودہ نہ پہونچا مسٹر تنگب آشفتہ اور رام لوچن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تہا اواسط سال مذکور مین کاوش کرنے لگا اور اسکے عناد نے راجہ آبرو کو ڈراچاہا کہ کلکتہ جاکر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہ ورزی سے نکلنا مشکل تہا لاجرم بار بار عرایض گورنر بہادر کو اپنے حال سے مطلع کیا اور یہ بہی عرض کیا کہ اگر بندہ طلب حضور ہو دو لتخواہیان افت کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب راے جو کہ بسبب اپنی عقابت کے اقتدار سے محروم ہوکر کونسل سے محروم تہا لہذا کونسلیون سے ناخوش ہوکر راجہ خیالی رام کی اعانت مین اسنے بہی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم حاضری صادر فرمایا راجہ مذکور عازم کلکتہ ہوکر بعد ملاقات مورد عنایت گورنر بہادر ہوا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور رام لوچن کی خیانت ورزی کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے بمجرد التماس راجہ خیالی رام کی کونسلیون کو معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی راے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے نظر باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب راے مرحوم مذکور کی مدار المہامی کی سند مہاراجہ کلیان سنگہ کی نام اور نیز بعض اوسکے پرگنہ کے تعہد کا حکم جاری کر دیا اور بعض پرگنہ کی سند اپنے واسطے لکہا کر شمار کی ابتداے ۱۱۹۵ہجری سے کونسل برخاست ہوئی اور دونون راجہ منتظم ہوئے خلق اللہ کو بمقتضاے ہم قومی اور یکتائی حکم کے ایک گونہ امید رفاہ ہوئی لیکن بمقتضاے گردش فلکی بمجرد ورود کہ

ساجہ خیالی رام سے مزاج کلیان سنگہ کا بعض دراندازون نے منحرف کرادیا اور سب حرکات ناشائستہ
راجہ خیالی رام کا خواب وخیال ہو گیا اور اوسکی شکایت گورنر کو لکھنا شروع کی اور یہان بہی صاحب
فلان مسٹر کلیوں سے اوسکی بدیان کرنے لگے گورنر بہادر جو کہ داناے روزگار تجربہ شعار تھا وہ چند
صحبت مین راجہ خیالی رام کی لیاقت دریافت کر چکا تہا اور مہاراجہ کلیان چند کو بہی خوب پہچانتا تھا
لہذا اوسکی بدباطنی کا کچھہ خیال نکیا اوسکے واسطے مہاراجہ کلیان سنگہ کے نیابت کی خلعت بہیجدی
مخفی نرہے کہ اس زمانے مین راجہ خیالی رام باوجودیکہ کاذب اور ساقط الاعتبار رہے مگر پہر بہی غنیمت
بعض اخلاق شائستہ سے آراستہ ہے اسکے مانند بہی اس زمانہ مین پانا دشوار ہے چند روز قبل
لکہنے اس تاریخ کی ایک بزرگ ولایت نژاد وارد عظیم آباد ہوا جس روز آیا تہا اوسیدن آدہی رات
گذرنے پر شب حیات کی صبح ہو گئی خفیف سا درد شکم عاید ہوا صبح ہوتے عملہ فوجداری متبلی بال
مردا کو تشریف لائے اوسکے چار چہوٹے لڑکے بے مان کے تہے قانساما ن بخوف بازخواست راہی ہو گیا
بیچارہ باپ کے مرتے عملہ فوجداری کے جہگڑے سے مضطرب ہوکر باپ کی لاش سے لپٹ کر زار زار
رونے لگے راجہ خیالی رام نے خبر پاتے ہی ننگے پاؤن آیا یتیمون کی تسلی کی لاش کو دفن کر دیا اور
اطفال مذکور جو لاوارث تہے اپنے گہر لاکر پرورش کرائی اور مثل اپنی اولاد کے سمجہتا تہا جب
سیانے ہوے معلم واسطے تعلیم کے نوکر رکہا اللہ تعالے ایسی توفیق ہر ایک کے رفیق کرے

فوج انگلشیہ کی سرداران دکن سے لڑائی با ہمدگر کی بخت آزمائی

اس جنگ کی تفصیل مشہور ہے بندہ بہی جو سنتا ہے درج کرتا ہے بندہ عظیم آباد مین تہا کرنیل گاڈرڈ
کی جہارتون کی اخبار سننے مین آئی شروع کیا جاتا ہے کہ جب کرنیل گاڈرڈ الہ آباد پہونچا ضرنہضت
لشکر کی کالپی کو سنی بس عجلت کرکے جہٹ جا ملا سرداران انگلسیہ نے اوس نواح کی زمیندار
اور بوندیلکہنڈ کے راجا ان کو عہد و پیمان سے موافق کرکے راستہ صاف کر لیا تہا جب چند
منزل کالپی سے بڑہے کرنل گوسلی کی بیخبری سے راہ بہولے ایسے جنگل مین جا پڑے جہان پانی کا
نام مطلق نتہا عین تابستان ملا آخر برسات کی شدت اور حرارت اوس جنگل مین ایسی تہی
کہ طایر وہم کے اونٹون پر آب تہا اوس حرارت کدہ مین تین چار سردار انگلشیہ اور سو سے
زیادہ تلنگہ اور دس بارہ سوار اور ولایتی ہلاک ہو گئے باقیماندہ سردار وغیرہ کرنل گوسلی کی غفلت
سے جہنجہلا رہا ب کمیٹی کلکتہ کی ہوئی اور کرنل گاڈرڈ نے لکہا کہ ہمارے اوسکے صحبت موافق

نے مجھے اس سفر سے معاف فرمایا چاہیے اور دیگر سرداران نے کرنل کو نسلی کی شکایت مین کرنل گاڈرڈ کی تنابیج لکھی کہ اگر سلامتی لشکر اور دشمن پر فتحیابی منظور ہو کرنل گاڈرڈ کو سرداری عطا فرمائی جاوے گورنر اور ارباب کمیٹی نے کونسلی کو معتوب اور معزول کیا اور کرنل گاڈرڈ کو سردار فوج بنایا حسب اتفاق قبل ورود تحریر معزولی کے کارکنان تقدیر نے اسکی معزولی کا حکم سر پر حکومت روح وتن سے صادر فرمایا اور اوسکی تعمیل ہو چکی تھی **الغرض** لشکر کی سرداری مسٹر گاڈرڈ کو ملی کرنل موصوف نے زمینداران راہ اور تالیف قلوب ہمراہیان اور جاسوسی کر کے آگے قدم بڑہایا اور بوندیلکھند کی فوج کو جو دو مرتبہ مزاحمت براے شکست دیہی اور دشمن کے ملک سے بدون آگاہی راہ کہاٹ کے پانچ چھہ ہزار برق انداز اور آٹھہ دس توپ وغیرہ سامان جنگ سے بکمال استقلال گام فرسا ہوا اور دو تین مہینے کی راہ کاٹکر جاے مقصود پر لشکر بمبئی مین جا پہونچا جنرل گڈرنگ اس غرور سے کہ کرنل گاڈرڈ کی جمعیت سے زیادہ ہمراہی رکہتا تہا جنگ مرہٹہ پر سبقت کی اور مغلوب ہو کر مع کل فوج کے مفقود الاثر ہو گیا یہ بڑی شکست فاحش انگلشی کو ملی باقی ماندہ لشکریون کو رئیس مانند جنرل گڈرنگ وغیرہ نے عہد وپیمان کر کے واپس اپنے قلعہ کو ہوئے کرنل گاڈرڈ نے اس حال کو سنا اور اپنے لشکر کی درماندگی پر خیال کر کے بندر سورت کے حصار مقبوضہ انگلشی مین آسودہ ہوا چند روز براہ آرام گزین رہا اور احوال ارباب کلکتہ کی خدمتمین عرض کیا گورنر نے جنرل گڈرنگ کی صلح نامنظور کی کرنل گاڈرڈ کو حرب مرہٹہ پر مامور کیا جسوقت کہ کرنل مذکور بندر سورت مین تہا عماد الملک متنفی جسکی بربادی ہوئی ہند کی سلطنت سے ادہر آیا تہا اور ہر لوگون سے جو کسیقدر پاس ایمان رکہتے ہین بے اتفاقی کر کے بہگا دیا گیا جب کل ہند مین کہین جگہہ نپائی بارادہ مکہ وارد بندر سورت ہوا مگر مخفی بعض جواہرات فروخت کرنے کو نکالے تب ظاہر ہوا اور کرنل گاڈرڈ نے اول اسکے بارہ مین گورنر جنرل مسٹر ہیسٹنگ سے استفسار کیا تہا اول نامنظور ہوا بعدہ بنظر اوسکی فتنہ پردازی اور نیز اس حال سے کہ شاید اسکی ہاتھہ سے کچھہ برآمد مدعا ہو حکم آیا کہ رفیق بنالیوے پس کرنل گاڈرڈ ہمراہ لیکر کچھہ روزینہ بھی مقرر کر دیا اور رگہناتھہ راؤ نے فتح گاؤکنوار کو جو سرداران عمدہ مرہٹہ کا ہے رفاقت انگلشی کی دعوت کی اور بوعدہ عطا فرمائی گجرات کے اوسکو راضی کر کے شریک کر لیا اور باہم متفق ہو کر گجرات کی تسخیر کو چلے ۱۱۹۳ھ ہجری مین برآمد ہوے اول وہان کی محافظان قوم مرہٹہ کو اطاعت وفرمان برداری کی رہنمائی کی اوسنے نمانا لڑائی کو آمادہ ہوئے چند ایام مین حصار احمد آباد گجرات فتح ہوا اگرچہ بعد فتحیابی کے قاعدہ انگلشی قتل عام کا نہین ہے

ملک گجرات مین چونکہ مرہٹہ باہم شریک تھے کسیقدر لوٹ اور مار دونون طرفسے ہوئی اور کرنل گاڈرڈ نے
ظاہرا حسب وعدہ گجرات فتح کرکے گاؤکنوار کو عطا فرمایا اور اوسکا تھانہ بٹھاکر جنگ مرہٹہ کو متوجہ ہوا۔

رانائے گوہد کا سرکار انگلشی سے مددخواہ ہونا اور سرکار کو منظور ہونا

چند روز کے بعد رانائے گوہد کے وکلا بطلب مدد و کمک انگلشی کے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہسٹنگ
سے رجوع ہوئے اور کسیقدر فوج طلب کی اسکا یہ سبب ہوا کہ رانائے مذکور کو مدت سے مرہٹون
کی آویزش درپیش تھی اوسوقت جو انگلشی کو اونکے مدافعہ مین دیکھا چاہا کہ انکی مدد سے بعض
اپنے قلاع اور ملک اونکے ہاتھون سے نکالے اور اپنا حق قدامت انگلشی پر ثابت کرے گورنر نے
اس راجہ عمدہ کی رفاقت غنیمت جانی پس کپتان پاپہم کو مع تین پلٹن فوج اور تفضل حسین خان
اتالیق انتظام الملک مرزا سعادت علیخان ولد شجاع الدولہ کو راناکے پاس واسطے رسالت
اور استمالت کی روانہ کیا ان لوگون نے وہان جاکر قلعہ گوہد کو جو رانائے مذکور کا گھر تھا اپنے اطمینان
کی واسطے زمیندار مذکور سے قبضہ مین لاکر دوستی کے لباس مین مسخر کرلیا۔

بندہ مورخ کا کلکتہ او بنگالہ مین آنا اور دریافت اخبار دکھن کرنا

بارہوین ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۴ ہجری کو بندہ مورخ بنابر انفصال معاملہ خود کلکتہ آیا اور حسب تقدیر
بنگالہ اور مرشدآباد ہوکر کلکتہ پہونچا وہان جو کچھہ حال معلوم ہوا تحریر کرتا ہے کہ سرداران مرہٹہ پونا اور
ستارہ کے جو صاحب اختیار ملک راجہ ساہو اور رام راجہ کے ہین جب دیکھا کہ انگلشی ہمارے نیخ کنی پر
آمادہ ہین باہمدگر متفق ہوگئے اور فتح سنگہ گوائکوار کو جو کہ کرنل گاڈرڈ کا رفیق ہوا تھا اور اولاد رگھو جی
بہونسلہ کے جو صاحب جنگ کے عہد سے حکام بنگالہ سے مصلح ہین اور اب مسٹر الیٹ اور برادر
مسٹر اندرسن کے درمیان ہونے سے گورنر سے موافق ہوگئے تھے ملایمت کرکے اپنی طرف کھینچا
اور وجوہات مناسب سے اپنا رفیق کرلیا کرنل نے جب فتح سنگہ گوائکوار کو سنہ ۱۱۹۴ ہجری کے اوسط مین
منافق پایا اور موسم برسات آپہونچا تھا اور مرہٹون کے محاصرہ کے سبب سے غلہ وغیرہ مایحتاج
بہت کم میسر آتا تھا اپنا وہان ٹھہرنا مناسب نہ جانا نہایت صعوبت سے چندروزہ راہ چالیس پچاس
دن مین طے کرکے بندر سورت آیا اور درمیان سورت آسودگی اور بہمرسانی اسباب مین مصروف ہوا
اور فتح سنگہ گوائکوار بہت مین قابض گجرات ہوگیا او مع فوج بجاے مناسب اقامت گزین ہوا اور غیرہ

رگھو بہوسلہ ولد مودہوجی جسکا نام جنباجی تھا سرداران پونا کی ترغیب سے اپنے دار الملک ناگپور کلان سے مع فوج لائق کے حکرناتہہ اور کٹک مین جاکر چہاونی ڈالی اور اوسکے وکلا گورنر جنرل کی روبرو اظہار اخلاص کرتے تھے لیکن باوجود اسکے گورنر نے براہ احتیاط فوج انگلشی کو مقابل فوج مرہٹہ کٹک اور نیز حفاظت درباے آمدرفت بنگالہ وعظیم آباد کے لئے تعین کی۔

ذکر مجملاً احوال حیدر نایک اور جانا اسکا طرف مندراج کے اور غالب ہونا محمد علی خان صوبہ دار ارکاٹ پر کہ وہ بہی مثل آصف الدولہ اور مبارک الدولہ کی بہت ذیشان انگلشیہ کا تہا اور تسخیر کرلینا حیدر نایک کا تمام ملک ارکاٹ کو سواے قلعہ مندراج کے

یہ شخص اول اول ادنے سا ملازم سرکار فرانسیس کا تہا نایکی سے بڑہتے بڑہتے صوبہ دار کمیدان ہوا بعد ازان راجہاے دکن کی نوکری مین صاحب اقتدار ہوا پہر راجہ ملیبار کا نوکر ہوا اور اوسکے وزیر کو کسی تقریب سے ایک دن کہلی خراتے مار ڈالا اور خود دیوان ہوا راجہ بدستور زندہ رہا اور ابتک موجود ہے حیدر نایک نے اسکے بعد ایکمرتبہ نظام علیخان ولد آصفجاہ نظام الملک حاکم دکن کی مدد جنگ انگلشی مین دی تہی مگر نظام علیخان کی شکست ہوئی اور نظام علیخان بموجب جہالت کے چاہتا تہا کہ اوسی میدان مین جان دی مگر اسنے زبردستی میدان سے عطف عنان کیا اور اوسیوقت یہ ٹہرا ہوئی کہ تمہارا تدارک کیا جاویگا بعد چند روز کے دوبارہ انگلشیون سے پہرا جب مقدر شکست پائی اس مرتبہ انگریزون نے تعاقب کیا اوسکے ملک مین جا پہونچے انگلشی کو مابین راہ مین راہداروں اور قلعداروں سے لڑتے بہڑتے راہ ملتی تہی اور اوسنے جلد پہونچکر زاد وا سباب چہوڑکر ہمراہ جریدہ فوج لیکر یلغار کیا اور فوج انگلشی پر پہونچکر شکست عظیم دی جب باقیماندہ انگلشی درست ہوکر مقابل ہوئے نظر سے غایب ہوا اور ایکطرفۃ العین مین بے خبر کرکے آگرا اور قلعہ مندراج کو جو خالی تہا گہیر لیا وہان کے صاحب کلان نے بدرجہ مجبوری صلح کی پہر وہ اپنے ملک کو جاکر ترتیب سامان مین مصروف ہوا اور مرہٹہ سے شکست کہائی اور پہر درست ہوکر مرہٹہ پر چڑہا مرہٹون نے آخر اوسکے خوف مین آکر نظام علیخان سے متفق ہوئے نظام علیخان نے چند ہزار سوار کالیخان کی سرداری مین اور پچیس[۲۵] ہزار سوار مرہٹہ اس امر پر مامور فرمائے جب یہ اوسکے ملک مین پہونچے حیدر نایک ان سے مقابل ہوا اپنے حوصلہ سے زیادہ دیکہا ہمیشہ چند میل کے فاصلہ پر پڑا رہا کیا جب اقامت چاہی بیلدار وغیرہ کثرت سے ہمراہ تہے اوسی جگہہ لشکر اور مورچال بنا اور توپین لگا

مقیم ہوجاتا تھا مرہٹہ کو تاب نہی کہ حملہ کرتے آخر کو صلح کی ٹھہری بہت سا روپیہ مرہٹہ اور نظام علیخان اور کالیخان مذکور کو دیکر بلا ٹالی دس بارہ برس تک خوب آرام کیا اور زند خان فرمان روا سے ایران سے تحفہ تحایف بہیجکر راہ رسم پیدا کرلی اور خوب سا روپیہ بہیجکر چند ہزار سوار مغلیہ وہان سے طلب کئے اور جزیرہ نورث کی فرانسیسون سے راہ و رسم پیدا کرکے اونکے ذریعہ مین غیر عملی فرانسیس سے مراسلات پیدا کئے اور یہان بہی اچہے اچہے گہوڑے جمع کئے جسے بارگیر کہتے ہین چند ہزار سوار کو رزم سواری کی تعلیم کی اور دیگر سواران ہندی اور ولایتی وغیرہ کے تعلیم و تلقین حرب و جنگ بآئین قواعد فرنگ کرتا تھا پہر اسکی مشق کرتا تھا شاید سو ضرب توپ انگریزی وضع کی ہمراہ تہی برقندار موجب قواعد وان ہمراہ ہوئے تین چار کرور کا ملک تھا جو ملیبار اور مرہٹہ سے مسخر کیا بند و بست ایسا تھا کہ اوسکا بڑا لڑکا بہی جو کہ اوسوقت سپہ سالار تہا مجال عدول حکمی نہین رکہتا تہا اور ون کا کون شمار ہے ایکروز حکم دیا تھا کہ سات گہڑی رات گذرنے پر فلان جا روانہ ہونا اتفاقاً یہ بنجیر ہوگیا تھا نو گہڑی پر جانے کا اتفاق ہو مجبر د سواری حیدر نے اسکو بلاکر زیر تازیانہ کیا سواران مغلیہ تازہ وارد سے کہا کیا تم تازہ وارد غریب الوطن ہو اور مینے اپنے کام کو بلایا ہے چاہئے کہ باہمدگر متفق رہکر میرے ملازمان ہندی سے بہی موافق رہے مگر وہ لوگ اپنی کثرت پر مغرور کسی ہندی کو خیال نکرتے تہے دو ایکمرتبہ خانہ جنگی کی اول تو اسنے پند و نصیحت کی بعدہ اونکے دو تین سرداروں کو ہاتہی کے پیر کے نیچے کہڑا کرکے ہلاک کرادیا اور رعب ہوگیا درحقیقت اسکی سی مقدرت کسی سردار ہند کو میسر نہین واللہ اعلم ارادہ اسوقت مین کہ مرہٹہ کو انگلشی سے منازعت در پیش ہوئی پیغام دیا کہ اگر مجہسے صلح کرو تو مدد کرون اونہون نے غنیمت جانا منظور کیا مگر دو شرط سے **اول** یہ کہ ہمارے پاس آکر شریک ہو دوم یہ کہ عدم صورت مذکور مین ارکاٹ مسخر کرو حیدر نایک نے فتح ارکاٹ قبول کی —

حیدر نایک کی لشکر کشی فتح ارکاٹ پر اور پہرنا فوج انگلشی سے

حیدر نایک اواسط سنہ ۱۱۹۴ ہجری مین مع فوج ظفر موج روانہ صوبہ ارکاٹ ہوا جب چالیس پچاس کوس رہگیا اپنے لڑکے کو مع فوج کے یلغار کرکے بہیجا اور آبادی مندراج اور عمارات محمد علیخان وہان کی صوبہ دار کا متصرف ہوگیا شہر سے کچہہ تعرض نکیا ہان باغات و عمارات انگلشی خراب اور سوخت کردیے اور اس جماعہ سے جسے پاتا قید کرتا تا آنکہ جنرل منرو جسنے ایام ہجری مین شجاع الدولہ کی لڑائی ماری تہی

اوباب کرنل ہوکر مندراج کے قلعہ اور کوٹھی مین مقرر تھا قلعہ سے مع سولہ ضرب توپ اور باروت
گولہ وغیرہ سامان اور دس پلٹن تلنگہ کے ہمراہ لیکر بارادۂ جنگ باہر نکلا حیدر نایک نے اوسوقت مین
لڑکے کو حکم دیا کہ اوسجگہ سے متحرک ہوکر فوج انگلشی کو میدان مین لاوے اوسنے یہ حکم تعمیل کیا
اور جنرل منرو نے فوج آراستہ سے ایک پلٹن کو مع کپتان اور چند لفٹنٹ اور سارجن اور دو ضرب
توپ کے حکم دیا کہ دو تین کوس پیشتر مع فوج جاوے اور خود عقب سے روانہ ہوا جب دس بارہ
کوس قلعہ سے دور رہا حیدر نایک نے اپنے فرزند سپہ سالار کو مع فوج لائقہ کی برسم پیشین کہ ترکی مین منقلا
کہتے ہین روانہ کرکے حکم دیا کہ اول دو پلٹن پیشتر قدم زن ہوکر او سپر جاوے بعد ازان منتظر مدد و حکم ثانی ہوکر حسب الحکم
بدر کار فرما ہوا پلٹن مذکور سے جا بھڑا کپتان نے اسکے مقابلہ مین اپنے ہمراہی کم پائے اگرچہ لڑکا تھا
لڑنا شروع کیا مگر جنرل منرو کو اطلاع دی کہ مدد ضرور ہے اول فاصلہ دور کا تھا دوسرے پہر دن چڑہا تھا کہ
لڑائی شروع ہوئی جب تک قاصد جاوے دوپہر ہو گئی پہر دن رہے جنرل نے وہان سے چار پلٹن
کمک پر روانہ کین اسکے آنے تک شام ہو گئی شب کو باتفاق ہر پنج پلٹن یکجا ہوکر آسودہ ہوئین نایک نے
جب ادہر کے مدد آنیکی کیفیت سنی اپنے داماد کو مع دیگر کمک پر بھیجا صبح کو لڑائی شروع ہوئی فوج
انگلشی نے غلبہ مخالف دیکھکر قدم ہٹایا لڑتے ہوئے عقب کو چلے آتے تھے نایک کی فوج جدہر سے
قابو پاتی بان وغیرہ سے دہوئین اڑاتی ادہر تو یہ آگ روشن تھی ناگہانی بلائے باروت خانہ انگریزی
مین کہین سے آگ لگ اوٹھی ایک دہماکے مین مشتعل ہوا کچھہ میگزین نہ رہا جلکر ہوائی ہو گیا اوسکے
متصل کا جم غفیر اوڑ گیا افواج حیدر نے مجبور گھیر لیا اول امان دینے لگی انگلستان غرتمند نے قبول کیا
اوسکے حکم ہوتے سارے تہ تیغ بیدریغ ہوئے تین چار کمپنی نے بہاگ کر یہ خبر جنرل کو پہونچائی اگرچہ
جنرل کی شجاعت سے تعجب آتا ہے مگر سنا گیا کہ تمام رات مارے دہشت کے اوس میدان مین
دل دو نیم رہا صبح ہوتے رہوار صبا رفتار پر سوار ہوکر قلعہ کو سدہارا راستے مین کہین دم نہ لیا فوج
بہی افتان وخیزان ہمراہ تھی حیدر نایک کی فوج پیچھے پیچھے مین داخل ہوئی قلعہ مندراج انگلشی کے
اختیار مین رہا کہتے ہین کہ چند روز مین محمد علیخان قلعدار ارکاٹ کا قلعہ اور قلعہ پہلچری جسکو انگریزون
نے فرانسیسون سے فتح کیا تھا مفتوح ہوا اسحق بیگ کو ٹھی جو مسکن انگلشی تھا اسی طرح پر فتح
کر پایا کہ وہان کے تلنگون اور انگلشیون سے منازعت ہوئی ملازمین نے آقا کو قید و قتل کیا اور
حیدر نایک کے حوالے یہ بہی مفت حاصل ہو گیا

لڑنا جنرل منرو کا فوج حیدر نایک سے ثانی اور ثالث مرتبہ اور اول

جنگ کا حاصل ہونا

جنرل منرو اس قسم کی شکست سے دوست و دشمن کا مطعون ہوا جب تک کہ یہ خبر کلکتہ پہونچی درمیان جنرل اور مسٹر فرانسیس کے ایسی منازعت ہوئی کہ نوبت جنگ شروع ہوئی آخر رجب تا اول شعبان کو حسب ضابطہ کسی باغ مین تنہا باہم تفنگچہ سے لڑائی کی مسٹر فرانسیس مجروح ہوا اسکے پہلوے راست پر گولی لگی لیکن پردہ بچا رہا کہ چند روز مین چاق و تندرست ہو گیا اسی عرصہ مین جنرل کوٹ جو ملازم بادشاہ اور بمنزلہ کلاورن کے کل فوج کا رئیس ہے لکہنو سے اور مسٹر و کرنل ہردو ان سے آئے گورنر اور مسٹر فرانسیس کو باہم واسطہ صلح ہو کر دونون کو کونسل گہر لائے اور جنرل فوج انگلشیہ اور غلہ نایک اور معزوری نواب اور جنرل کا ڈرد کی قلعہ بسی کے گہیرنے کو کلکتہ پہونچی اور کلکتہ سے ایک پاکٹ بہی آیا خداجانے کیا خبر لگی کہ گورنر اور کل انگلشیہ نہایت مشوش ہوئے اور تحصیل زر اور آراستگی فوج مین ساعی ہو کر مندراج جانے کے مکلف ہوئے اور بنگالیان مال ار سے کرور روپیہ کے قریب سودی قرض لیا بندہ بہی ان دنون وارد کلکتہ تھا اور گورنر سے ملاقی ہوا تھا اوسنے بندہ کی تسلی کر کے وعدہ حصول مدعا کیا تھا لیکن کل امور سے فرصت ملاقات متواتر کی نہ پہونچی جنرل کوٹ نا برعلت زر اور فوج کے عذر کرتا تھا آخر سر انجام زر قرض سے ہوا اور جنرل کوٹ چار پلٹنون سے جو جمع ہوئین تہین آمادہ سفر مندراج ہوا باسید آنکہ چند سات پلٹن قلعہ مندراج مین تہی جسوقت جنرل پہونچے تمام فوج مندراج اور پلٹن ہمراہی جنرل کے دس بارہ پلٹن ہو جاوینگی اسقدر نایک کے مقابلہ کو کافی ہین کیونکہ اس جماعہ انگلشیہ کو اسپنے حسن تدبیر اور شجاعت پر نہایت بہروسہ ہے ایسی شکست کہانے پر جنرل منرو کی ملامت کرتے ہین اور ہر کام مین اونکو خجل کرتے ہین بہرصورت جنرل کوٹ چون کہ سالار کل فوج کمشنر متعینہ ہند کا ہے اور امور حروب اوسکے ذمہ ہے اواسط ماہ رمضان ۱۱۹۴ھ ہجری کو بسواری جہاز روانہ مندراج ہوا اور بندہ گورنر کے عدم التفاتی سے مرشدآباد کو واپس ہوا اور یہ بہی اندیشہ ہوا کہ کلکتہ کے مرشد کے مفسدہ پردازی مین اپنے عیال و اطفال کے جو مرشدآباد مین غریب الوطن ہوئے ہین اوس شہر کا حاکم ایسا نہین کہ غمخواری عام خلائق اور حفظ ناموس رعایا اوس سے متصور ہوے ناظم اور نائب دونون اس صفت سے معرا ہین اور انگلشیہ خود چندان ادہر والوںسے ملتفت نہین بہفتم شوال کو سیدآباد آیا اور پانچوین ذیحجہ کو مرشدآباد پہونچا تھا کہ اخبار مختلف سنی گئی جو کہ تحقیق معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ جنرل منرو جب شکست کہا کر قلعہ مندراج آیا اور ہر ایک کا مطعون ہوا

اور فوج حیدر نایک کی نزدیک قلعہ کے جاگزین ہوئی اور خارج شہر کی آبادی اپنے قبضہ مین لائی
صلاح دیکھی کہ کسی وقت بیخبر اس فوج متصلہ قلعہ پر جا گرے شاید کہ کچھ بن آوے پس چند سردار کو
مع پلٹن کرانڈیل کے اول روز باہر بھیجین چونکہ حیدر نایک اس فرقہ کی جنگ سے آگاہ اور خود بھی جفاکش
تھا ہر دم طیار و آمادہ رہا کرتا تھا اسکی فوج بھی طیار تھی جنگ ہونے لگی اور امداد شروع ہوئی وہ
دونون پلٹن محصور ہو گیئن باہر نکلجانے کا راستہ نپایا اور پاس نیکنامی کا کر کے آخر آخرت کی راہ لی فوج
حیدر نایک کے حصہ مین فتح آئی جنرل امنیرو نے چند روز کے بعد تعین جنرل کوٹ سے مندراج پر سنا
اور اپنی جان کو ڈرا کہ مبادا یہان پہونچکر کس طرح پیش آوے لہذا جو کچھ فوج تھی جمع کر کے کچھ حفظ
خزانہ کو قلعہ مین چھوڑی اور باقی فوج ہمراہ لیکر مع توپ و نقارہ بعزم جنگ برآمد ہوا ادہر سے حیدر نایک کا لڑکا
مع فوج شائستہ مقابلہ پر پہونچا جنگ عظیم ہوئی اور پھر بھی حسب تقدیر حیدر نایک کے فرزند نے فتح پائی
اور انگلشی باقیماندہ داخل قلعہ ہوئے سنا گیا کہ حیدر نایک قلعہ کی لڑائی نامناسب جانتا تھا اور کہتا تھا
کہ فوج کو تین چار گز زمین کیواسطے رایگان و ضایع نکرنا چاہیئے اگر خدا نے ہمین فتح دی تو انگلشی کب تک
رہینگی عجیب تر یہ ہے کہ لوگ کہتے ہین چونکہ قلعہ مندراج دریاے شور پر واقع ہے اوسمین آب شیرین مطلق
نہین اور کنوئین ہرچند بہت ہین مگر تیس چالیس ہزار آدمی کے قریب جو اوس قلعہ مین فوج و رعایا سے اوسکی
مصارف کو تین چار مہینے سے زیادہ وفا نہین کرتا کیونکہ وہ قلعہ کچھ چھوٹا تو ہی نہین بلکہ ایک شہر کا حصار ہے
آب شیرین آبادی خارج شہر سے لیجاتی تھی ہرچند عالم فارغ البالی مین شاید بطور نہر کے بنا لیا ہو مگر
آب مزاحمت دشمن سے نہین لیجا سکتی تھی خدا معلوم یہ تمام خلق کثیر کیونکر بسر کرتی ہوگی —

آنا جنرل کوٹ کا مندراج مین اور حیدر نایک سے لڑکر مغلوب ہونا اور مسٹر فرانسیس کا بنا بر عدم موافقت گورنر کی عین جنگ سے ولایت جانا

جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہے ابتداے ورود جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس سے گورنر کی
صحبت کسی سے موافق نہوئی ہمیشہ باہم منازعت رہی لیکن جب ما سے کسی نے طبیعت نکی اندنون
بعد خانہ جنگی کے جنرل کوٹ اور مسٹر ڈوکرنل کی سعی سے صورت صلح و آمیزش درمیان گورنر اور
مسٹر فرانسیس کے ہو گئی تھی لیکن بعد روانگی جنرل جو مندراج کو ہوئی مسٹر فرانسیس جو کہ مدت سے
خواہان چند امور تھا اور ایک بھی اوسمین سے منظور گورنر نہوا تھا پھر نئے سر سے منافقت ہوئی منجملہ انہی
خواہش کے ایک نہ تھا کہ مسٹر برسٹو کو حکومت لکھنو کی بالذات دیجاوے اور اس بارہ مین حکم ولایت سے

اچھا تھا اور دیوانی ضلع کلکتہ کی رام خیدر راے کو جو گنگا گوبند کے نام مقرر ہے اور نند کمار کے لڑکے کو دیوانی نجامت
کی اور شاید اور یہی مدعا اسیطرح کے ہونگی گورنر جنرل نے ایک بہی منظور نکیا چونکہ پیشتر سے کدورت تھی
مانع جنگ مرہٹہ ہوا تھا نا گہان یہ فساد جنگ اور شکست یابی انگلشیہ سے نظہور پکڑا اور دو تین فوج تام آور
مع سرداران کے کام آ ئی اور روپیہ بہی اسقدر خرچ پڑا کہ خزانہ مین نشان زر نرہا اور قرض کی نوبت ہوئی
جو کہ بنگالیون سے لیا گیا اور ولایت سے ارادہ تسخیر دیگر اقالیم کی ممانعت تھی مسٹر فرانسیس نے اسطرح کی
تقصیرات دستہ گورنر کے بہت سے ایک کتاب مین درج کیئے اور آخر ذیقعدہ سنہ ۱۱۹۴ ہجری کو ولایت گیا
گورنر اگرچہ پیشتر سے اقتدار مین وحدانیت رکہتا تھا اور اب کہ سواے مسٹر بولیر کے کوئی دوسرا شریک نہ رہا
صاحب اختیار کل کاروبار مین ہو گیا دیکیئے انجام کار اونٹ کس کل بیٹھتا ہے بندہ مرشد آباد سے
چہبیسوین ماہ ذیحجہ سنہ مذکور کو روانہ ہو کر راج محل کے متصل پہونچا اور وہان پر تقدیم رسم
عاشورہ کیلیئے مخصوص مقیم رہا نہم ماہ محرم سنہ ۱۱۹۵ ہجری کو کسی معتمد سے سنا گیا کہ پنجم ذیحجہ کو جنرل کوٹ مع فوج
ہمراہی اور مندراج اور ساز و سامان کے قلعہ سے برآمد ہو کر نایک سے نزم آور ہوا اور جنرل منرو
کیطرح مخذول اور مغلوب ہو کر قلعہ کو واپس گیا افواج حیدر نایک کے بڑے غلبہ سے حصار کے
باہر تمام صوبہ ارکاٹ پر قابض ہے آئندہ سے تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد ۔

کرنل پارس قلعہ دار کلکتہ کی روانگی مین دیر ہونا جانب مندراج کے اور مرہٹہ ہاے کمک کا حال

انگلشی فوج کپتان پامر کی سرداری سے رانا ے گوہد کی اعانت کو گئی تھی چند روز وہان آسودہ ہو کر
اوسکے قلعہ مین براہ اطمینان دخیل ہوئی اور دیگر قلعجات کی فکر مین ہوئی اور رانا سے بہی ہر جگہہ کا حال
استفسار کرنا شروع کیا رانا نے جوابدیا کہ جملہ مقامات سے جاے امان میری قلعہ گوالیار ہے جو جای
مشہورہ ہند مین سے مدت تک سلاطین بابریہ قابض رہی اس سبب سے بادشاہی قلعہ کی نام سے
مشہور ہوا ہے چونکہ سلطنت ضعیف اور مرہٹہ قوی ہوے قلعہ دارون بادشاہی کی غفلت و بیخبری دیکھی
اور مرہٹہ کے لالچ مین آ یہ کسیقدر روپیہ لیکر قلعہ مذکور حوالہ مرہٹہ کر دیا اوسیوقت سے مرہٹہ کے
تصرف مین ہے اور یہ معاملہ احمد شاہ پسر محمد شاہ بابری کے عہد مین ہوا چونکہ راجہ گوہد بنا بر قرب گوالیار
کی جو قلعہ گوہد سے تیرہ کوس ہے ہمیشہ وہان کا خواہان رہا اور اوسکے اطراف کے فراز و نشیب
سے بخوبی ماہر تہا شاید کہ اوس قلعہ مین ایک راہ مخفی پہاڑ کیطرف اور اوسطرف دیوار حصار کی

پشت تھی راجہ سے یہ مدراج بھی سرداران انگلشی سے ظاہر کئے اور نیز واقعہ کارون کو حاضر کیا بعدہ جب
سرداران انگلشی نے پردہ پردہ مین زینہ قابل حصار مذکور کے تیار کر لئے اور ایک روز کسی دوسری طرف کا
اشتہار دیکر مع لشکر نہضت کی جب پانچ کوس کے فاصلہ پر قلعہ گوالیار کے جا پہونچا لشکر کو وہین چھوڑا
اور اول شب جریدہ مع زینہ راہ لی اور آخر شب قریب پہونچکر زینہ لگا لگا کر قلعہ پر جا پہونچے محافظین قلعہ
مین آتشبازی کرنا شروع کیا جسوقت کہ ہزار دو ہزار آدمی اس قوم کا داخل قلعہ ہوگیا دس ہزار غلبہ پیشہ
کیا کر سکتے تہین قلعہ دار نے بخوف باز پرس آقا کے جان نثاری کی اور ایک روایت یہ بھی سنی گئی ہے
کہ منجملہ چار رسان قلعہ کے ایک شخص نے انکی اعانت کی کہ بہرحال قلعہ مذکور قبضہ انگلشی مین آیا بندہ کلکتہ
مین تھا کہ خبر پہونچی اور توپ مبارکبادی کی شلک ہوئی سنا گیا کہ مہاجی سیندہیہ جو کہ عمدہ سپہ سالاران دکھن
مین صاحب اختیار صوبہ مالوہ اور اوجین و گوالیار کا تھا اسی برسات مین بعد جانے جنرل کاڈرڈ کے
بندر سورت کو صوبہ مذکور مین آیا اور برسات بسر کی اور بعد برسات آجتک اطلاع ہین کہ سردار مذکور
جنرل کاڈرڈ کے مقابلہ کو جو قلعہ لسی کا محاصرہ کیے ہوئے تھا گیا یا تدارک گوالیار یا قرب و جوار احمدآباد
کالپی کوڑہ اٹاوہ کی مرکوز خاطر رکھی اور ادہر فوج انگلشی سے جو کہ متعین گوہد ہے اور کرنل کمک کے ہمراہ جو کہ
براہ کوہستان عازم مالوہ اور اوجین کا اسی برسات مین ہوا تھا مستعد ستیز و آویزش ہے بعد ازین واضح ہوا کہ بنا بر
کثرت خرچ جو لازمہ فوج کشی ہے اور نیز صدمہ قحط و غلہ سے جو کہ مرہٹہ کا یہ دستور ہے کہ مقابلہ سے زیادہ مانع پہونچنے رسد وغیرہ مالگذاری
کی فوج مخالف مین ہوتے ہین اور نیز مشاہدہ ذات الفاق راہ باہم گوہد کے قصبہ سے اوسکی اعانت سے مایوس ہوکر قلعہ گوہد اور گوالیار
اوسکی قبضہ مین چھوڑنا تجویز کی مرہٹہ سے صلح کرین مہاجی سیندہیہ بھی راضی ہوا سردار فوج انگلشی حملہ کا نیو اور گورہ ہوکر بعد
اکبرآباد دیرہ جاونی قبول کی اور واسطے طی ہونے معاہدہ کے ہنوز منتظر ہین دیکھئے کیا ہوتا ہے لیکن سیندہیہ رانا ے گوہد سے
بدین وجہ کہ اوسنے انگلشی سے قلعہ گوالیار مسخر کرا دیا ناراض ہوا چاہا کہ اوسکی قلعجات پر متصرف ہوکر اوسکی ملک کی تسخیر کا
عازم ہوا جبرم یہ بات دلمین گرہ ہوگئی کہ اسکے انہدام بنا ے دولت مین ساعی ہوکر آجتک اوسکی ملک کی تاخت و تاراج و تسخیر قلاع مین
معروف ہے اور اس داستان کے لکہنے کے وقت رانا ے گوہد کے ہاتھہ مین بجز قلعہ گوہد اور گوالیار کے کچھہ نہین رہا اور
فوج مرہٹہ محاصرہ کیئے ہوئے جان سے تنگ کر رہی ہے آخر بعد سخت لڑائیون کے واقعہ ۱۱۹۶ھ
ہجری کو رانا ے گوہد نے عاجز ہوکر سیندہیہ سے رجوع کیا اور قلعہ رانا اور کل ملک سیندہیہ
کی تصرف مین آیا اور سیندہیہ نے چار مہینے قبل اس معاملہ کے قلعہ گوالیار بھی فتح کیا راجہ چیت سنگہ
بھی جو گورنر سے دغابازی کر کے مغلوب ہوا تھا مہاجی سیندہیہ کے زیر حمایت ہے اور اوسکی توقع
بسر کرتا ہے دیکہیے انجام کیا ہو احوال جنرل کاڈرڈ بہادر کا غیر معلوم اور جو اخبار متفرق سنی گئی اونکا

لکھنا نامناسب ہے اگر زندگی ذو وفا کی بشرط تحقیق خبر درج صحیفہ ہوگی لیکن بروقت جانے جنرل کورٹ
کی گورنر سے ایسا عہد ہوا تھا کہ دوسری فوج سنکین گنگ اور جگرناتھہ اور کنجام اور سیکاکول سنکے
اطراف سے کرنیل پارس کی سرداری مین جو کہ عمدہ سردار کلکتہ سے جنرل مذکور کی اعانت کو خشکی ہوکر
جاوی کی کیونکہ مرہٹہ بنظر عہود سابق و حال کے سب اپنے خیر خواہ ہین کوئی مزاحم ہمارے عہود کا نہوگا جب
برسات گذری اور افواج انگلشی ہر طرف سے طلب کرلی اونکی روانہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا کسی
اصحاب انگلشی نے بموجب حکم گورنر جنرل کے تین لاکھہ نقد اور چند تحفجات مانند زیور مرصع اور ملبوس
فاخرہ کے لیکر ہمراہی وکیل جمناجی کے جو کہ رگھو بہوسلہ کا نبیرہ اور سالار لشکر کٹک مین وارد تھا
حسب الحکم گورنر شقہ عہد ہمراہ لیا اور جمناجی کے استمزاج دریافت کرنیکو پیشتر چلا اوسنے بصد خوبی تحفہ
لیا اور سوال کے جواب مین گویا ہوا کہ اس فرقہ کا قول و قرار بسبب اوس شکوک کے جو کہ حکام بنگالہ
اور اولاد شجاع الدولہ کے کیا ہے نہایت اشتہار سے لائق اعتبار نرہا اور قطع نظر اس سے ہم سرداران
عمدہ دکھن کے مانع مرضی ہین خصوص صلح و جنگ مین اونہین کی رائے پر ہمارا مدار ہے اور ہمکو تمہاری
فوج کی رہگذر ذاتی مین اختیار نہین بلکہ بموجب اونکے حکم کے ہم سد راہ بلکہ مستعد جنگ و جدال ہین
سنا گیا کہ گورنر جنرل اس خبر سے ماہر ہوکر پیغام دہ ہوا کہ آپ لوگ سابق سے ہمسے عہد صلح رکھتے ہین
اب رفاقت کیون نہین اختیار کرتے اور تین لاکھہ روپیہ مدد خرچ ماہواری سوائے چوتھہ کے جو سابق
سے مقرر ہے لیجیے اور رفیق فوج ہوکر عازم دلہن ہوجیے جمناجی اور اوسکے باپ نے قبول کرکے لکہا کہ کیا مضائقہ
بشرطیکہ بقایائے زر چوتھہ جو قریب سات لاکھہ کے ہوگا ادا کرو گورنر نے اس استدعا سے اور نیز آئندہ
نا اتفاقی کی علامت سے یہ امر نامنظور کیا اور کرنیل پارس کا جانا اس وجہ سے ملتوی رہا افواج
انگلشی موجب سابق کے قلمرو صوبہ بنگالہ و عظیم آباد کے رخنون اور راستہ مین موجود ہین اور افواج
جمناجی اپنے حدود دیر کٹک مین طرفین وقت کے منتظر ہین اسکے بعد واضح ہوا کہ مرہٹہ ناگپور نے بعد
وصول زر چوتھہ تمام و کمال مع دیگر تحایف کے بسبب عداوت سابقہ سرداران برہمن پونا کی جمناجی
اوٹھہ کر باپ کے پاس چلا گیا اور کرنیل پارس مع فوج شائستہ گنجام اور سیکاکول ہوتے مندراج
چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر باتفاق جنرل کوٹ کے مکرر لڑائیان ٹاپک سے کین مگر پیش برد کچھہ نہوئی
اوسی قلعہ مین بیٹھے رہے حیدر نایک ہنوز اوسی طور پر مسلط ہے ایکبار کرنیل پارس نے جہاز کی
سواری مین کلکتہ آکر بہت سا روپیہ بطور مصادرہ گورنر وغیرہ سے لیکر مندراج واپس گیا اور پھر
جنرل کوٹ بیمار ہوکر کلکتہ آیا اور کرنیل پارس وغیرہ قلعہ مندراج مین ہین اور مشہور ہے کہ گرانی غلہ

مایحتاج کی اوس قلعہ مین بدرجہ اشد ہے اصحاب انگلشی کے استقلال کو دیکھیے کہ تین برس گذری
اور ہنوز مستقل ہین قلعہ نہین چھوڑا

بعض احوال اور خصلت مبارک الدولہ اور مظفر جنگ اور منی بیگم اور ببو بیگم کا بیان +

مبارک الدولہ جو تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا اسوقت مین بائیس ۲۲ برس کی عمر ہے صاحب خلق لوگون سے بلاراوہ مختلط خانہ بزرگان کے عورات کی عزت وحرمت بہت کرتا ہے اور حد سے زیادہ غربا پر رحیم ہے لیکن تقسیم اوقات نہین لہو و لعب مین مصروف دین و دنیا سے غفلت ہے نہ کوئی اوسکی دوستی سے شاد نہ دشمنی سے سرگرم فریاد اوسنے اونے غلام اور ملازم اوسکے باپ کے روبرو جو چاہتے ہین لیکن خلاف موقع ہزارون کا انعام ہے ایام بارش مین عوام ہند کا یہ تماشا ہے کہ کاغذ کی کشتیان ان جنگی بیچ درختان امرود آویزان اور اوسپر چراغ روشن دریا مین چھوڑتے ہین اور پلندہ بناکر سقہ کو دیتے ہین تاکہ حضرت خضر کی نیاز کرے سراج الدولہ احمق بہی اس بدعت کا بانی ہوا اسقدر بڑی کشتی جسپر صد ہا سوار اور بعلہ روشنی اوسپر بار تھے ہزارون کشتیان روشن اور چپنہای روشنی دریا مین چھوڑین تمام رات یہی تماشا رہا تا انکہ اوسکے سطیع لوگون نے یہ سبب سمجھا مبارک الدولہ بہی باوجودیکہ اوسکی شوکت مین چہارم حصہ بہی نہین ہر سال دنش پندرہ ۱۵ ہزار روپیہ اس کام مین خرچ کرتا ہے اس جہت سے یارون کے پیٹ بہرتے ہین باوجود دعوی اسلام کے باوجود عدم وصول مشاہرہ کے پانچ چھہ ۶ ہزار روپیہ ہر سال تہوار دیوالی مین صرف ہوتا ہے اور تہوار ہولی تو خود جملہ امراے ملاہی پسند کو مرغوب ہے اس تہوار مین حسب مقدرت خرچ کرتے ہین اور مردم ہزل و ظرافت بڑے بڑے آدمیون کو نام لیکر گالیان سناتی ہین اندنون مین بندہ مرشد آباد گیا تہا اور مبارک الدولہ کی اولاد کا ختنہ ہوا اس تقریب کے خلعت وغیرہ مین پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا اور پہر بہی گرسنہ لوگون کی فریاد الامان اسمانتک پہونچتی تہی منجملہ اسکے فیل و خلعت و پالکی اور جیغہ اور سرپیچ مرصع مع پر کلگی اور مالا مروارید کے بسعادت مند خان ناظر محل ببو بیگم والدہ حضرت کو عنایت ہوا اور کوئی نسمجہا کہ ناظر مذکور کو اس تخصیص مین کیا دخل تہا اسیطرح بہت مصارف ہین چند گانیوالیان بیش قرار درماہہ کی بڑی عزت و احترام سے ملازم ہین جسطرح کہ ایام گذشتہ کے سلاطین مولوی اور فضلا کو رکہتے تہے اندنون مین روشن خان ولد شریف خان قوال جو عالیجاہ کے عہد مین داروغہ ارباب نشاط تہا قسمت سے مرشد آباد مین اکر اوسی عہدہ پر بحال ہوا اور ایک شمشیر بیش قیمت اور دوشالے ملبوس امراسے مخلع ہوکر اقرباے معظم کے ہمسری ہے ببو بیگم اگرچہ

کانپو الیون کے سررشتہ مین تھی لیکن باوجود دولت کے زنان نجیبہ سے با تواضع پیش آتی تھی اور
قبیلہ پروری رکھتی تھی اقربا بلکہ روشناسون کے ساتھہ سلوک نمایان کرتی تھی اور منی بیگم اگرچہ ببو بیگم
کی اتباع اور اوسکے والدین کی پروردہ تھی اور ببو بیگم کے باپ نے منی بیگم کو میر محمد جعفر خان کا حضور دکھلایا
تھا لیکن ببو بیگم کو میر جعفر خان کی ہمخوابگی پر تقدم ہے یہ عورت نہایت باشعور لیکن مغرور اور طرفدار بھی
جسکو نوکر رکھا اوسکے برطرفی کی روادار نہوتی ہان کوئی ایسا جرم عظیم سرزد ہو جیسا کہ انھین دنون مین جب
بندہ وارد مرشدآباد تھا سنا کہ کوئی عورت اوسکی لڑکیون کی تعلیم پر مقرر ہوئی تھی اوسکی لڑکی کی شادی
شروع ہوئی ہر قسم کے اسباب وغیرہ کی امانت کی اسیطرح اعتبار علیخان خواجہ سرا کو اور حکیم
عسکری کو بھی ایسا کچھہ سرفراز کیا کہ دوسری سرکار سے بے نیاز کردیا اسیطرح اور ملازمون کے حق مین بھی نسخہ کیمیا تھی مظفر جنگ
اگرچہ کمسن سال تھا لیکن مروت باک اور لائق ہے تقریبا چند سال اس سے پیشتر جب کہ نظامت بنگالہ اور
نیابت خالصہ پر مقرر تھا کہتے ہین کہ ارباب علم وعقل کا ناقدرشناس تھا اکثر وقت گنجیفہ چوسر مین مشغول رہتا تھا
اور مجلس مین زیادہ تر فضول گوئی اور قصہ خوانی سلاطین ماضیہ مین مصروف رہتا اسکی اولاد اور پیرو
باوجود حاصلات جاگیر وغیرہ کے ہمیشہ مقروض اور مصروف تعمیر ہر چند بہت سی عمارت موجود اور
نیز مقروض لیکن فضولی نہین چہوٹی قرض ووام جسطرح مل سکے لینا ضرور ہے اور اسی سبب سے
بدنام ہے اسکی اولاد بموجب حکم پدر اپنے تئین افضل الناس جانتے اور بزرگان زمانہ کے روبرو
سر فرو ہونا معیوب سمجھتے ہین دونون لڑکے حضرت کے باوجودیکہ ایکسو خدمتگار وغیرہ حملہ تحمل سے
زیادہ نہین رکھتے اور ہر وقت سواری تیس چالیس لوگون سے زیادہ ہمراہ نہین رہتے پہر بہی حسب اتفاق
غرور اور خودبینی کی آپ کو آصفجاہ کا ہمسر جانتے ہین مقدور قوی نہین کہ مصاحب نوکر رکھین پس
جو کوئی گیا اوسکو گفتگوے لاطائل سے پریشان کرتے اور اوٹھنے نہین دیتے ہین اور باوجود اس
اختلاط کے اوسکے حقہ پیتے یا زانو تہ کرکے بیٹھنے کے روادار نہین اس سبب سے لوگون نے اوسکی پاس جانا
بند کردیا ہے اسکا بہائی محمد حسین خان نیک اور فاضل اور طبیب ماہر کامل ہے اور اسکا لڑکا محمد زکی خان
داماد مظفر جنگ جوان مہذب نیکو خلق قابل ملاقات ہے بندہ علیخان ولد حکیم الملک علی نقی خان
جو نیز عم مظفر جنگ اور الحال داماد ہے خالی کیفیت سے نہین اور دیگر منتسبون کی طرح مغرور نہین —

بعض عادات ورسوم انگلستی کا بیان جو کہ معاملات مالی مین مروج ہین اور اسی وجہ سے اس دیار مین فلاکت کا آنا

کمپنی چند آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین لہذا فرقہ سپاہ مین بہی چند لوگون کو کمپنی کہتے ہین اول تشو نفر

برقنداز کو کمپنی اور اونکے سردار کو صوبہ دار کہتے ہین اب کل پچہتر نفر کی کمپنی ہوتی ہے اور اوسکے سردار کو
صوبہ دار اور ایک ثلث کے سردار کو جماعہ دار اور بارہ نفر کے سردار کو نایک اور چہہ نفر کے افسر کو
حوالدار کہتے ہین اور دس صوبہ دار مع اپنے جماعات کے ایک پلٹن مین ہوتے ہین اور انکے
افسر کو کمیدان کہتے ہین ان پر کپتان ہوتا ہے جسکے اختیارات مین نجیب و نقیب تبادلہ تقسیم
تنخواہ بکرتی و دستار کمربند ہتہیار اور معاینہ صفائی وغیرہ ہے کپتان کو اس ایک پلٹن مین بڑا
فائدہ ہوتا ہے گویا کہ ایک جاگیر ہے جو کپتان مرکوز خاطر سردار ہوا وہ پلٹن اوسیکی نام ہوجاتی ہے
یا کہ اپنی تنخواہ پاتا ہے سپاہیان ولایت جو ذیل ہین اول سولدو بعدہ سارجن اور شریف ہین اول انسن
بعدہ لفٹنین بعدہ کپتان بعدہ میجر بعدازان کرنل بعدازان جنرل ہوتے ہین اس سے بڑہکر کوئی عمدہ
نوکری سپاہیان کی نہین ہے اور اس فرقہ علیحدہ نجبا لوگ جو صاحب اختیار معاملات اور رئیس
ہوتے ہین او نکے مراتب کا نام بندہ کو معلوم نہین عموماً ہر ایک کو کرانی کہتے ہین اور نوکرون کی رتبہ
کی تقدم و تاخر لگی ہے جو اول نوکر ہوا اوسکی ترقی بہی اول ہونی ضرور ہے اور نیز ہر ایک کے مرتبہ سے
اخیر ہی تک بہی سب اسیطرح سے منسوب ہین مقدم موخر نہین ہوسکتا مگر کسی غفلت اور تقصیر سے اور بمجرد اوسکی
برطرف ہونے کے اخیر کو تقدم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی لفٹنٹ بلا ہونے کپتان اور میجر کے
ایکبارگی بسبب فوت ہوجانے یا مستعفی ہونے چند لوگون کے مرتبہ کرنیلی حاصل کرے اسیطرح
کرانیون کے فرقہ مین بہی ہے کمپنی جو کہ اسوقت مین بنام دیوان خالصہ ہر صوبہ اوڑیسہ بنگالہ و عظیم آباد
مین ہے چند اصحاب انگلشی سے غرض ہے جو لندن کے مقتدر مالدار لوگ ہون لندن بادشاہ
انگلشی کا دارالملک ہے اول ان لوگون نے حسب الحکم کمپنی ولایت کے بادشاہ سے ملکر بنای تجارت
ہندوستان مین ڈالی ہر سون سے یہ تجارت جاری تہی جو جاتا تہا کرنل کمپنی ہوتا تا کہ اسوقت تک
رہے اور اب سراج الدولہ کے عہد سے اوسکی حسن کارگذاری اور میر محمد جعفر خان اور دولہ ام کی
مالک ملک ہوسے او دیگر مقامات سے حاصل کرکے کل ہند کی سروری حاصل کی انکے بادشاہ کو انہین کے
اصطلاح مین کنگ کہتے ہین بادشاہ انکا اگرچہ نافذالامر ہو مگر بدون شورہ ارباب کونسل کے کوئی
حکم نہین کرتا اور اگر کرے ہرگز جاری نہو اور ارباب کونسل اوسی ملک کی امرا ہین اور اصحاب کونسل چند
لوگون سے مراد ہے جو کہ اوس ولایت کے شہرون سے چند منتخب لوگ جمع ہون اور عنان اختیار
معاملہ اونکے قبضہ میں دیو دیجا کر اور وہ گویا وکالت کرتے ہین تا کہ جو امر بادشاہ اور اوسکے امرا
تجویز کرین اوسکو رعایا کی بہبودی مین خوب جانچ کر قبول کرین جو وہ لوگ پسند کرین وہ سب کو

کرتا ہے اور جس امر کو منظور کرے وکیل لوگ اونکو اطلاع دیتے اوسکی بجا آوری ہین اونہین مفدرتیں عجب قواعد منتظم اچھی ہین مگر ولایت مین یہان بھی ہین مگر ابتک یہان کے لوگون کیواسطے اور یہان کی ملکداری کو ضوابط اور قواعد شنیدہ کا استنباط کرکے جو کچھہ متصدیان وست نشان سے سنا ہے اور کتاب مین درج کرلیا ہے اور اسقدر حق اور صواب جانتے ہین اور اوسکی بنا نہین دریافت کرتے یا کہ عمداً تجاہل کرتے ہین خلاصہ یہ ہے چونکہ یہانکے لوگون سے راہ اختلاط نہی ہمدیگر کے حال سے آگاہ نہین چند اشخاص ہر شش ضلع کے کمیٹ اور کونسل کے ملازم ہین مگر وہ لوگ بے غرض نہین اور عموم خلق کی گفتگو اور مصاحبت صاحبان انگلشی کو ناگوار بندہ متاخرین کے ضوابط و قواعد جو اپنی غرض کو چھپا کر اختراع کئے ہین درج کتاب کرتا ہے تاکہ دیکھنے والون کو امر حق و باطل پر اطلاع ہوجاوے شاید کہ اللہ تعالے اونکو توفیق رفیق دے کہ بروقت حکومت خلق خدا کو ایذا نہوے اور حق و باطل کو سمجھین کہ خلق خدا کو اطمینان حاصل ہو اور اسکے حق مین دعاے خیر کرین اور بندہ موجب حدیث شریف اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ شاید کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے بندہ کی بخشش فرمائے واللہ ولی التوفیق ــ

ذکر وجوہات احوال کہ پیشتر کے برخلاف جاری ہین اور کسدرجہ کو پہونچین

یہ ظاہر ہے کہ حسب تقسیم ملک ہر قطعہ زمین کا اثر اوسکے ساتھہ مخصوص ہے بلکہ اوس ایک سرزمین مین بھی بوجہ عرض و طول اطراف کے اختلاف ظاہر عقلمند کو اس ثبوت کیواسطے کچھہ دلیل و برہان کی حاجت نہین اگر جملہ ملک و زمین ایک حال پر ہوتا رنگ انسان اہل اور درخت اور معادن اور نباتات اور حیوانات وغیرہ ایک کا ہوتا جملہ بلاد سے ہندوستان سے بساعت وسیع ہے یہان کے لوگون کی اوضاع اور رسومات ابتدا سے دوسرے ولایت سے برخلاف رہی اور جبتک حکام وقت یہانکے مناسب طور پر مسلوک نہون ہرگز انتظام رفاہ اور اسایش خلق ممکن نہین چونکہ یہ ملک زحل سے متعلق ہے اگر یہان کے لوگ بسبب فطرت ضعیف العقل و کم طاقت اور ہمیشہ غیر لشکر کشون کے مغلوب رہے ہین لیکن جب کسی بادشاہ نے یہان فتح پائی بعد زجر و توبیخ لازمہ کے ہر ایک کی دلجوئی اور حفظ ناموس اور اپنے دربار مین بار دیتے تھے وزیر امیر اعلیٰ سے ادنے تک اوسکے حضور مین اپنی لیاقت ظاہر کرتے اور بہرہ مند ہوتے ہر ایک کی پرورش حسب لیاقت ترقی مرتبہ پر ہوتی تھی عام رعایا پر شفقت پدری فرماتے غبار ملال کسی کے دل مین نہ آنے دیتے تھے اور ہر ایک کو نظر

واحد سے دیکھتے تھے شاہجہان بادشاہ کے عہد تک یہ سلسلہ امن و امان کا جاری رہا عالمگیر اورنگ زیب
کے عہد سے بسبب اوسکی کثرت حرص و طمع کے فساد ظاہر ہوے لیکن اوسکی شجاعت اور ہوشیاری سے
کوئی خلل ضوابط منتظمہ مین ہونے نہ پایا بعد ازان رفع بدنامی کے لیے جو باپ کی قید اور بہائیون
کے قتل سے عاید ہوئی تھی ارباب عمایم کو جمع کیا تاکہ لوگ اوسکو اسلام پرور سمجھین اور اس سبب سے
اون لوگون کے وہ جور و ستم ہوے جنکا ذکر دفتر اول کے اخیر مین درج ہے اور اب تک لوگون کی
زبان پر جاری ہے فرخ سیر کے زمانے مین جو بالکل ہیچ و پوچ تھا رتن چند دیوان قطب الملک
ذی اقتدار پایا امور سلطنت مین مختار ہوا عملہ قدیم عالمگیری برطرف ہوا سرکارات اور پرگنات اور چکلہ
خالصہ کے اجارے رشوت لیکر شروع ہوئی روز بروز ویرانی ملک اور بے آرامی خلق خدا اور
نفور ہونا رعایا کا حکام وقت سے شروع ہوا تا آنکہ عدالت ہی کافور ہوئی شرع شریف کو رخصت
ملی روپیہ کی فکر ہوئی جسطرح سے ہاتھ لگے اکثر گروہ اہم ارباب عمایم ہوے ایسی تدبیر کوئی فرقہ جہان نیز
نہین پا سکتی کیونکہ فریب کی گدڑی دکھلا کر لوگون کو بہکاتے ہین جب تقاضاے ملکی بعہد ہندوان کا ظہور
ہوا سلاطین بے خبر کے عہد آئی بے شعور کار [illegible] رفتہ رفتہ جہالت کی تاریکی ایسی
چھا گئی کہ اب اوسکی صلاح ناممکن ہے اور اب ملک ویران اور خلق کی جان اونہون پر اکثر دن کو
زیست ناگوار ہے اندنون مین دانایان فرنگ کو عزم تسخیر ہند مصمم ہے اور نیز اکثر بلاد پر مسلط ہین بسبب
اجنبیت ملکی اور عدم آگاہی رسوم عادات ہند کی صنعت انتظام نہین ہوتے اور بسبب تقرب صاحبان
انگلشی کے مردم ہند سے آمیزش نہین ہوتی بلکہ اوسکے برعکس ہوتا ہے روز بروز احوال ہندیان پریشان
و ویران ہوتا جاتا ہے عنقریب انکے وجوہات بیان کرتا ہون اول یہ ہے کہ اس فرقہ انگلشی کو نہایت
بیگانگیت اس ملک کے راہ و رسم سے ہے اور نیز ضوابط تحصیل خراج اور قواعد بند و بست ملکداری
سے ہے کیونکہ انکے ولایت مین زمیندار یا گذار کہ خراج شاہی سال بسال عاید سرکار بادشاہی
کرین مطلقاً نہین اس فرقہ کی عقلا سے بندہ نے بخوبی سنا کہ ظروف اور دریچہ اور مکانات اور ظروف وغیرہ
سے کسیقدر بطور محصول کے لیتے ہین اسیطرح یہان کے جزا و سزا اور دیت وغیرہ مین سب ایسے
جرم ہین کہ یہان کے دانست مین عظیم اور اونکے نزدیک خفیف ہین اور بعض بالعکس اور بعض رسوم
انگلشی ایسی ہین جو یہان کبھی نہوئین مثلاً مردم شماری اور لوگون کا جمع و خرچ کہ کتنے پیدا ہوے
کتنے مرے کتنے باقی رہے اسیطرح بہت سی باتین انکی ہین چونکہ ایسے امور کی عادت یہان نہین
پس چاہتے ہین کہ یہان سے خراج لین دوم یہ کہ اکثر ضوابط کو اختیار کرکے اپنے دفترون مین رقم

کر تسلط ہے اور ہر ضابطہ مین کسیقدر وصول روپیہ کے تعہد کیے ہین اور یہ سارا فساد مردم بے ایمان کی بدولت ہوا چوانہون نے اپنی شوم طبعی سے کیا اور اونہون نے فرض کر لیا فرخ سیر کے وسی ایسی ہی شوم طبعی رکہتا تھی بس اس جماعہ نے کہ تازہ وارد اور ہر طرف سے بیخبر تہا اظہار مرام خود غرض کو تسلیم کیا بلکہ بعض ضوابط نگررہ کو ترک کر دیا چنانچہ حکام اسلام کے ایام مین وہ لوگ رواج فواحش ناپسند کرتے تھے خصوص شب جمعہ کو روا دار تھے کہ کوئی مرتکب مباشرت یا کہ فواحش کا ہوا اور وہ بار عجایز کو جو بلا نکاح ہین جایز نہین رکہتے تھے لہذا اسکی سزا جرمانہ مقرر کیا اور حکم تھا کہ اگر اچیانا کوئی ایسی عورت ظاہر ہو اوس سے جرمانہ لیا جاوے خصوص جمعہ کی شب کو زیادہ تر سخت جرمانہ ہو اور اس امر پر داروغہ مقرر تھا اوسکو اس جرمانہ کا اختیار دیا گیا تھا اور نیز نقارہ نواز اوسکے زیر اختیار تھے بدون اوسکی اجازت کے کہین نبجاوین اور جزا و سزا فرقہ مذکور کی اوسکی سپرد تھی اس مین یہ مصلحت تھی کہ ہر ایک مجالس شادی مین حسب اقتدار کے نقارخانہ وغیرہ طلب کرے نہ کہ بوالہوسی کرکے فضول خرچی پر کمر باندہے مدت سے شوم طبع نے جماو کرکے اصلی غرض تحصیل زر سے کر لی ہے اصحاب انگلشی نے اسے موقوف کر دیا اسطرح کیا عجب کہ اکثر قواعد منضبطہ قدیم سے مطلع ہون اور رفع کدورت کرین نبذہ بانضمال چند امور ذکر کرتا ہے قاضی واسطے اجرائے احکام شرع کے مقرر تہا کہ بلا حیف و میل ہر ایک کے معاملے فیصل کرے اور سرکار بادشاہی سے مشاہرہ اور جاگیر بقدر خوراک اوسکے پاوے مجال نہ تھی کہ ایکدرم بہی بطور رشوت کسی سے لیوے اگر اچیانا کسی نے ایسی حرکت کی مورد عتاب سلطانی اور ننگ مسلمانی ہو کر تمام زمانی مین مطعون ہوتا اور ہمیشہ کو اس کام سے محروم ہوجاتا بادشاہ بہی غصہ و غضب کرتا اور دنیا عقبی مین لعنت و ملامت کیا جاتا اب مدت سے میران کی اصطلاح قضایا مین مقرر ہوئے اجارہ اوسکا ہوتا ہے جور و ستم کہ کسی مذہب مین کسی نے نہین سنے ظاہر ہوئے ہین مفصل مین عوام مسلمانون کو قضات بے ایمان ظلم و جور سے ڈراتے اور کسیقدر لیتے دیتے ہین گویا انہین بدبختون کی شان مین یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ہے رَبَّنَا اَرِنَا الَّذِیْنَ اَضَلّٰنَا نَجْعَلْھُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَکُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ ورد وہ محرمات اسقدر منضبط ہو گئین کہ اسکا اعراف کرنا مشکل جملہ محرمات سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان مرے جب تلک نایب قاضی نہ آوے اور قاضی کا مقررہ اوسکو نہ پہونچے اعتقاد کرتے ہین کہ اوس میت کی روح اوسکی گہر سے باہر نہین جاتی اور اگر اوس شخص کے ورثا سے وجہ معین باعث کم مقدوری کی ادا نہوسکے تو مع عیال و اطفال اسقدر نجس و ناپاک ہے کہ اوسکے ہمقوم اوسکا خورد و نوش

ناگوار کرتے ہین اور آگ و پانی تک نہین دیتے تب وہ لاچار ہو کر چوری ڈکیتی یا عرض و وام سے
قاضی کی خدمت کرتا ہے اور بلا سے بے ایمانی سے رہائی پاتا ہے یہی رنگ ختنہ پسر اور نکاح
دختر مین ہے کہ حد بلوغ سے ہو نیکر برسون نکاح اور ختنہ سے محروم رہتے ہین جب تک نذرانہ قاضی
کی نکر نکر ہیوین کار مذکور کی تعمیل متعذر ہے اور جسکا جس معاملہ جی چاہتا ہے قاضی کو رشوت دیتا ہے
کہ یہ کار میرا اسطور پر کر دو وہ قاضی مفت خور حق کا باطل اور باطل کا حق کر دیتا ہے اور اسی قبیل سے بہت
باتین ہین کہ ذکر اسکا طول لاطایل ہے

صدر الصدور وغیرہ صدر ہای ہر صوبہ اور سرکارات کا بیان

اسوقت مین واسطے امتحان قضات اور تحقیقات احوالات کے ارباب استحقاق مقرر ہوتے تھے
تاکہ کوئی جاہل قاضی نہو اور دین و ایمان سے بے خبر نہو اور کسی نا نجیب کی املاک لینی کو غیر مستحق
کو مستحق نبا دے اور جنہین جاگیر ملتی ہے اونسے تغلب نہو سکے الحال کام صدارت کا کیا پوچھنا ہے
ظہور اللہ بیگ ملحد ذی عجب نے جمایا ہزارون مسکین بیجرم کا خون اپنے ذمہ لیا الحمد للہ کہ یہ امر اظہر من الشمس ہے
گورنر بہادر نے بعد شکایت اور ان کے مظالم کی اطلاع کی جو کچھ قلیل وجہ سلاطین اور ناظمان مدالتیش
نے جاری کئے تھے بحال رکھے اور جو کچھ ان بدبختون نے ہڑپائی تھی یعنی وجہ مرسومات صدارت سے
جو ایلغار آٹھ سوئی روپیہ تھے بتیس ہزار گئی تھے وہ معاف کر دئے خداوند تعالی اپنا فضل کرے کہ
گورنر بہادر وغیرہ سردار ہفتہ مین دو بار یا ایک بار واسطے پیش احوال مظلومان بیکس کے مقرر کرین تاکہ خلق خدا ایسی
بلاہای عظیمہ سے رہا ہو داروغہ عدالت او عملہ اسواسطے مقرر ہوئے تھے کہ ہر ایک غریب وغیرہ کی رسائی حضور امرا و سلاطین
مین مشکل سے ہوتی ہے پس وہ لوگ جاہی تعین ہر اول روز سے ایک ثلث روز تک بیٹھکر گوش بر آواز غربا ہین جو کہ
حاضر ہو کر کسیکی شکایت کرے اگر مدعا علیہ مرد مشخص اور اوسکا طلب کرنا اوسکی قدر کے لائق نہو اوسکے وکیل ورنہ اوسیکو
طلب کر کے طرفین کا اظہار لیتے تھے اگر کوئی خفیف بات ہوئی باہم صلح و آشتی کرا دی و صورت امر عظیم کے گواہ
اور شہادت اور قسم وغیرہ وجوہات مقدمہ سے خوب دریافت کیا اور پھر اون مدعی اور مدعا علیہ کو مع کاغذ تحقیقات
حضور شاہی مین جو کہ ہفتہ مین دو بار اسواسطے ہوتا تھا لیجاتے اور احوال عرض کرتے تھے بادشاہ اور ناظم جو وہانکا
حاکم ہوتا فیصلہ کرتا تھا اگر اوس مابین مین فیصلہ نہوا اجلاس دیگر مین عدالت ہو جاتی تھی الحال وہ عدالت
منافع کی ہوگئی لوگ اوسکی نوکری کو پیشکش اور نذرانہ دیتے ہین کہ عہدہ ملے اور حاکم جسکو
چاہتا ہے یہ کام اوسکو حوالہ کر دیتا ہے چند روز قبل ازین داروغہ وغیرہ عملہ اس عدالت کے

جائداد تحصیل سے دربار بہ دار تھے اوسکے صاحب خدمت اور عملہ مفلوک چند روز مین زرخطیر
جمع کر لیتے تھے اور کوئی نہین پوچھتا تھا عدالت مین تحصیل زر کی کیا وجہ ہے پیشتر کے لوگ خدا کے ڈر سے
حق تلفی نہین کرتے تھے اور امراے سلاطین بھی تجسس سے بیدین لوگون کو بر سر کار نکرتے تھے جس کسیکو
خداترس صالح پاتے اوسکی سماجت کر کے اس کام پر مقرر کرتے اس نیت کے فیض سے رشوت لینا
محض کفر سمجھتے تھے الحال جملہ صفات حمیدہ سے درگذر کر بعض حکام اس قسم کے لوگون کے جو یا ہین
اور انہین کا نام کارگذار اور انہین کو مرد ہوشیار جانتے ہین (فاعتبروا یا اولے الابصار) پیشتر
مقام مجبوری ہے اہل صاحبان بصیرت ۱۲
غربا کی رسائی حضور پادشاہ مین نہایت آسان تھی اگر احیانا کسی پر ظلم ہوتا وہ مظلوم دو تین مہینے کی
راہ سے بادشاہ کے پاس آتا اور اپنی داد پاتا تھا چنانچہ کسیقدر ضعیف ہوتا اپنے قوی ظالم سے بدلا پاتا الحال
امرا لوگون کو گورنر اور انگلشیون سے رسائی نہین اور ارباب انگلشی یہان کے لوگون سے بہت کم ملاقات
کرتے ہین اگر دو ایک مرتبہ کسی صاحب مقدرت کو کسی کے توسل سے ملاقات میسر ہو چونکہ چندان التفات
اس دیار کے اخبار سے نہین رکھتے اور عملہ بھی نہین چاہتے کہ ہمارا کشف راز ہو اور اسرار اعلان
پاوے ایسے لوگ اوسین کہتے خلق اللہ کا کیا انجام حال ہوتا ہے کیونکہ احوال اس وقت کے حکام کا یہ ہے کہ ہرگز
کام پر توجہ نہین کرتے اور ایک شخص کو نائب بنا کر دیتے ہین خواہ وہ اچھا ہو اور خواہ برا کچھ مطلب نہین
ہر چند کہ یہ کار نہایت مشکل ہے بکمال غور سے کرنا چاہیے اور عملہ پر اعتماد کرنا لازم نہین جیسا کہ کہا ہے ؎
بدیوان مینداز فریاد او ✦ کہ شاید زدیوان بود داد او ✦ مگر یہ لوگ کچھ اصل نہین سمجھتے جس شخص کو کہ مقرر
کردیتے ہین اوسکے کہنے پر اعتماد رکھتے ہین الحمد للہ کہ ۱۱۹۵ ہجری کے آخر مین داروغگی عدالت اور فوجداری
کی ہندوستانیون کے ہاتھ سے نکل گئی اصحاب انگلشی اس امر پر مامور ہوے فی الجملہ ایذا اور ضرب
خلق اللہ کی کسیقدر تخفیف ہوئی مگر چونکہ وہی عملہ مردم آزار نیابت اور محبت کے سلسلہ مین ہر دو بریے
کار ہے اسیقدر یہان آتش دکاسہ پیدا ہے محتسب واسطے تحقیقات سنگ و زن اور نکالنے غبن اور خیانت
ترازو اور تقرر نرخ غلہ وغیرہ کو مقرر تھا تا کہ فروشندہ نرخ مقررہ سے تجاوز نکرین اور ان لوگون کے
اختلال قائم نہ ہو اوسی سے تعلق تھی تا کہ لوگ بازار مین مست و لایعقل نہ پھرین اور شہر کے
مسافران کو رشت گوئی یا دیگر حرکات سے آزردہ نکرین اور بیچارے صاحب عصمت بے بیان
گلی کوچہ کی آمد و رفت مین جو اکثر غش ہوتا ہے انکی بدزبانی سے بچی ہین الحال جو رسم کہ مقرر تھی اوس سے
زیادہ لیتے ہین اور ایک شہر بلکہ ایک بازار مین دو تین دکان کی تفاوت پر نرخ کا فرق ہے اور
سب طور پر بجوان کا حال ہے اور تمام بازار مین میکدہ اور گوشہ بلکہ عین راہ مین کمینہ لوگ مشرف

خصوص خدمتگار او خانساماں خلاصی تلنگہ ہرکارہ اپنے مالک کے اعتماد پر چونکہ اہل انگلشیہ کا اقتدار ہے مست وشرشار گھومتے پھرتے ہین اور متوالی صورت بنا کر بھلے مانسون کو تکلیف پہونچاتے ہین کہ ان بیچارون کو راستہ سے گذر کر اپنے مکانون پر جانا دشوار ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ ای اللہ تو ہمکو ان کمبختون کے ہاتھ سے نجات دے کہ مع الخیر اپنے مکان کو پہونچین **وقایع نگار — وسوانح نگار — وہرکارہ** واسطے تحریر اخبار ہر صوبہ اور سرکار اور چکلہ کے مقرر تھے جو کچھ وہان معاملات ہوتے تمام دن کے شام کو اور تمام رات کے صبح کو لکھکر بحضور بادشاہ ارسال کرتے داروغہ اوسکا خلاصہ حضور مین عرض کرتا اور ان لوگون کی عرضی مخصوص بادشاہ اپنے ہاتھ سے کھولتا اور ہر ایک کا جواب لکھتا بادشاہ کو ہر ایک کی حسن نیت اور ضمیر معلوم ہو جاتے کہ کون کسکے ساتھ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے اور وہ اسکا کسقدر نیک و بد واقع ہوا اگر معلوم ہوتا کہ اہل اختیار شاہزادون یا امراے عالی وقار سے اتحاد رکھتے ہین اونکو فورا اس عہدہ سے دوسری جگہہ بدل دیتے چنانچہ عالمگیر کا رقعہ اسدخان آصف الدولہ وزیر اپنے کے نام تحریر یہاں اس مقام پر بجنسہ درج ہوتا ہے وہ اس معنی پر گواہی دیتا ہے

مقابل صورت رقعہ عالمگیر

فرزندزادہ محمد معزالدین سفارش فلان وقایع نگار نوشتہ چیزی برای او تجویز و اورا ازان کار تغیر باید نمود کہ این وقایع نگار و قایع نگار نماند ۵ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد

مضمون رقعہ عالمگیر

فرزندان کہ مزاج شناس می باشند سفارش وقایع نگاران و امثال آنہا نمیکنند حسب التماس رعایتی باو بعمل آمد اما ازان کار تغیر شد آیندہ ارتکاب چنین امور نباید نمود القصہ چونکہ ملک داری مین عموم عباد کی اطلاع احوال سے خبرداری ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ آسایش خلایق ہو لہذا چار آدمی اس کام پر مقرر ہوتے تھے **وقایع نگار سوانح نگار خفیہ نویس ہرکارہ** تاکہ اگر کوئی خیانت کرے تو دوسرے کی تحریر سے واضح ہو در صورت اختلاف اخبار کے بعد تحقیق احوال مختلفہ خاین اور کاذب کی سزا ہوتی عہدہ سے برطرف کیا جاتا تھا الحال بلاد عظیم اور ہر قصبہ اور دیہات مین نوکران زمیندار اور عمال اور بعض مفتری اپنے تئین نوکر سرکار ظاہر کر کے انواع انواع قسم کا ظلم و فساد کرتے ہین اور کوئی پوچھتا بھی نہین باقی کسکا نام ہے **فوجداران ثانی** مرتبہ ناظم سے دوسرا درجہ ہے بعض فوجدار

کارہاے سلطانی مین تنہا ایسی جانفشانی کرتے کہ صوبہ داران ناظم سے تفوق کر جاتے اور امور عظیم
سلطانی ہوتے یہ لوگ ہر صوبہ مین بقدر اوسکی وسعت اور کثرت زمینداران مفسد کے مقرر ہوتے
تھے بعض انمین سے ہزاری منصب ذات اور کئی سو سوار اور بعض ہزار و پانصدی اور بعض دو ہزاری
اور بعض دو ہزار و پانصدی اور چند سہ ہزاری اور چار ہزاری منصب ذات اور بقدر لیاقت او وجاہت
کار سرکار کے سوار اور جاہ و حشم نقارہ و علم رکھتے تھے اور بجاے معہودہ رہتے تھے اور عمال بادشاہی
مانند منصب داران اور بخشی اور سوانح نگار اور خفیہ نویس اور ہرکارہ اور قاضی اور مفتی اور صدالصدور
اور محتسب اور دیوان اور داروغہ کچہری حتی مردمہ اور پیادہ ہاے براوری وغیرہ اپنے اپنے کام پر معین
تھے کسیکی تاب نتھی کہ ادنے نوکر بادشاہی کو برطرف یا معزول کرے اور مقدمات مالی اور خالصہ عملہ
دیوانی مین مانع دیوان بادشاہی اور منصبدار اور بخشی کے تھے اور لشکر کشی وغیرہ تادیب و تنبیہ مفسدین
مین تابع فرمان فوجدار تھے فوجدارون کو اختیار تھا کہ زمیندار وغیرہ فوج مقرر نکرنے پاوین یا کہ آلات
رزم مانند بندوق توپ وغیرہ کے آراستہ کرین یا کوئی قلعہ کسی قلعہ کی مرمت نکرنے پاوے اگر احیاناً
جملہ امور کسی نے بہم کر لیے ہون تو فوراً اوسے حکم دے کہ برطرفی فوج کرے در صورت عدم تبدیلی کے
فوراً گوشمالی دے ایسا بند و بست کرے کہ تمرد کا اختیار نہو اگر مکرر سرکشی کرے اوسکو خارج کرے
اپنے ملک مین جگہ ندے اگر قید ہو جاے حضور مین روانہ کرے یا کہ وہین رکھے جیسا یہان سے
حکم صادر ہو تعمیل کرے خلاصہ یہ ہے کہ مفسدون کی بیخ کنی کرے اگر مفسدون کی کثرت ہووے
اور فوجدار اوس نواح کا تنہا گوشمالی نکر سکتا تھا اور فوجدار لوگ اوسکے مدد و معاون ہوتے کسی
مفسد کو مجال نتھی کہ خالصہ بادشاہی یا کسی زمیندار اونکی جاگیر وغیرہ مین دست درازی کرے
محال دار الحکومت سے فوجدارون تک بندہ کو چندان اطلاع نہین بعض متفرق محالات کی
یاد ہے اونکے ذکر مین چندان فائدہ نہین لیکن اسامی محالات فوجدار نشین صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد
کی خوب معلوم ہین اور انکا ذکر بہی مناسب ہے لہذا تحریر ہوتے ہین آٹھون سرکار صوبہ عظیم آباد
کی سرکار شاہ آباد ۔ رہتاس ۔ بہار ۔ مونگیر ۔ چنپارن ۔ سارن ۔ ترہت ۔ حاجی پور ۔
فوجدار نشین رہے ہین یہان کے فوجدار لوگ مع عملہ و فعلہ مذکور کے پانسو سات سوار یا ہزار دو ہزار
سوار سے ہین اور یہ سب فوج وغیرہ بادشاہی ملازم رہے ہین اگر کوئی امر عظیم درپیش ہوتا اپنا
منصب چھوڑ کر ناظم صوبہ کے پاس حاضر ہوتے بلکہ حوادث عظیمہ مین دو تین صوبہ کے ناظم جو باہم
مقرب اور نزدیک تھے مع فوجداران ماتحت کے جمع ہو کر اوسکا تدارک کرتے تھے اور اگر اسی بہی

زیادہ کوئی مہم ہوتی بادشاہ روزمرہ بذریعہ اخبار ہر جگہہ کے کوایف سے مطلع ہوتا رہتا تھا بعض امراے عظام اور شاہزادہاے والا مقام کو فوج گران اور سامان بیکران سے روانہ کرتا اور ان لوگون کی تام حکم استقلال و پایداری ثابت فرماتا اور یہ لوگ جسطرح ممکن ہوتا بصلاح ہمدیگر پایداری کرکی کار سرکار مین جانفشانی اور مردمی کرتے تھے اگر کوئی قصور کرتا مورد غضب سلطانی ہوتا صوبہ بنگالہ مین بھی شاید دس فوجدار نشین مقام تھے کہ تفصیل انکی یہ ہے۔ اسلام آباد۔ چٹگاون۔ سلہٹ۔ رنگپور۔ رانگاماٹی۔ قلعہ جلال گڈھ۔ پورنیہ۔ راج محل اکبر نگر۔ راج شاہی۔ بردوان میدنی پور۔ تجش بندر ہوگلی۔ محالات مذکورہ مین فوجداران بادشاہی اور جہانگیر نگر مین ناظم مع عملہ و فعلہ سلطانی کے رعایا کی کام روائی مین مصروف رہتے تھے خلق خدا مصروف دعا کے بقاے دولت شاہی رہتی تھی قریب ساٹھہ برس سے کہ سلطنت سست ہوئی اور بادشاہ کم جرأت اور امراے نمکحرام ظاہر ہوے ہر جگہہ کے ناظم بمنزلہ بادشاہ ہو گئے لیکن ضوابط بادشاہی کی تبع سے یہ لوگ بھی بدستور انتظام ملک محروسہ اپنے مین ایسا مصروف رہے کہ پھر بھی خلق خدا کو راحت اور کمتر لوگون کو وقت رہی تا آنکہ ان تینون صوبہ پر مہابت جنگ متسلط ہوا چونکہ یہ شخص اقربا اور رفقا بکثرت رکہتا تھا اور اکثر اونمین سے ہوشیار اور صاحب اقتدار اس ملک کے مدار المہام اور مختار رہے اور خود بھی بحال شجاع اور دانا تھا سلوک فرزندانہ کرتا تھا ہر ایک اوسکا متوسل بجاے فوجداران کی مقرر اور تابع فرمان تھا اور اس ملک کے رہنے والون پر نہایت شفقت فرماتا تھا مہابت جنگ اور قبل اسکے شجاع الدولہ اور سلاطین سابق بمقتضاے ریاست کے متعصب یہ تھے خلق اللہ کو یکسان نظر سے دیکھتے تھے اور ہنود وغیرہ مخالفین مذہب کو بقدر لیاقت اقتدار اور اختیار دیتے تھے چنانچہ متصدی وغیرہ اسکے ہفت ہزاری اور ناظم صوبہ اور سالار فوج وغیرہ رہے ہین اور ہر شخص نے اوسکی دولت سے بہرہ اوٹھایا فی الحقیقت بادشاہ گویا جو کہ اوسکے مرتبہ کے برابر ہو لازم ہے کہ ترحم بہ خلق اللہ پر نظر کری جسطرح کہ خداوند برحق کو سایہ عباد پر نظر ہے وہ بھی پیروی کرے اور بعض تعصب مذہبی سے درگذرے اس ملک کا حاصلات اسی ملک مین صرف ہوتا تھا اس سبب سے ملک کی آبادی تھی بدین وجہ اسکے زمانہ دولت کی خلق خدا فارغ البال زیست کرتی رہی تا آنکہ مہابت جنگ اس ملک کا بقا ہوا اور اوسکے تینون بھائی اوسکے قبل مر چکی تھی سراج الدولہ اور میر جعفر خان ایسی مغرور دین سے دور پیدا ہوے لوگ بھی ویسے ہی پیروی کار آئے عدل و انصاف کے ضابطہ برباد ہوے الحال کہ اصحاب انگلشیہ نے ماستمرار حال فوجداری اور آئین سابق سلاطین کے اپنے قلم و محروسہ مین مقرر کیا ہے محض بے سود بلکہ موجب ازدیاد ظلم اور

تصدیع ہے خصوصاً جہان کہ مقامات فوجدار ہین جو کام کرنا چاہیے وہ مطلق نہین ہوتا زمیندار لوگ عمدہ اپنے اپنے مقامات پر مختار اور مدار المہام جمیع امور کے ہین اور وہ سرکار انگلشی مین مورد علوفت برخلاف دستور ماضی کے ہین قتل و غارت سے باز نہین آتے فوجدار کی مجال نہین کہ اونپر حکومت کرے یا دادخواہون کا انصاف اونسے دلاوے یا جسکا مال وہ لیگئے ہین استرداد کرے اب فوجداری اسکا نام ہے کہ جہان مقام سکونت فوجدار ہے وہان کے لوگون سے روپیہ حرام کا جمع کرین اندیشہ بازپرس تو مطلق رہا نہین صاحبان انگلشیہ کو جانتے ہین کہ ہندوستانیون سے ملتفت نہین اور نہ ہندیون کی جنرل گورنر وغیرہ صاحب اختیار کی خدمت مین رسائی ہے ہر طرف سے دلجمعی حاصل ہے فوجدار لوگ خلق اللہ کو ناکام اور اپنی بدنامی مشہور کرا دیتے ہین ظاہرا جو کام کمیٹی کلکتہ اور گورنر جنرل کی پیشگاہ سے حکم ہے وہ بھی دیتین ہین کہ بلاد مشہورہ اور قلمرو کمپنی مین رہزن ڈاکو نہ آنے پاوین انکی سزا کرین اور تفصیل مین بھی کوئی غارتگری نکرنے پاوے آور دزدی اور غارتگری اور زنا اور خون ناحق کا تدارک انکے ذمہ ہے اسقدر کام مہابت جنگ کے عہد مین اور نیز بیشتر شہرہای عمدہ مین کوتوال اور مفصل مین عمال ان فوجدارون سے ہزار درجہ بہتر انجام دیتے تھے انہین اور سابق کے عمال و کوتوال مین بھی فرق ہے کہ سابق والی آقا کے خوف سے مجال ظلم و ستم نرکھتے تھے اور یہ لوگ بیخوف جو چاہتے ہین کرتے ہین خصوص اون لوگون سے جو انسے رجوع نہین اگر احیاناً کوئی نالش لوزجنرل تک پہونچی ان لوگون کے مربی بخوف بازپرس کے وسیلہ اوٹھا کر اور اوسکے دروغگوئی کی اثبات مین روپیہ خرچ کر کر نہین فرصت دیتے کہ مظلوم داد پاوے خیر اب کچھہ حال اس وقت کا جو اصحاب انگلشیہ کی ضوابط مین ہے بیان کرتا ہون شاید کہ پسند گوش ہوش ہو اول یہ کہ جسوقت سے یہ تینون صوبہ تسخیر ہوے کوئی مالک نہین یعنی ایک شخص جسکے نسلاً بعد نسلاً وراثت ہو بلکہ گویا فرقہ انگلشی مالک ہین کیونکہ کمپنی ایک آدمی نہین بلکہ بہت سے لوگ ہین اور وہ بھی نہین نہین جو کہ مالدار ہے روپیہ داخل کر کے داخل کمپنی ہوا اور اوسکی طرف سے بھی ایک شخص معین یہان کا حاکم اور مالگذار نہین چنانچہ اس بیس برس مین زیادہ پانچ چھہ سات لوگون سے گورنر ہو چکے ہین اور جو شخص کہ گورنر بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنا اختیار نہین رکھتا پانچ آدمی کمیٹی کے مختار اور مرجع کار ہین اور یہ لوگ ہمیشہ باہم متنازع اور اپنے عزل و نصب کے اندیشہ مین رہا کرتے ہین دوسرے یہ بات ہے کہ بے مالک کا گھر آباد نہین ہوتا اور بسبب بے مرمتی کے چندروز مین ویران ہو کر گر جاتا ہے تب ایسا ملک وسیع جب مالک نرکھتا ہو کیونکہ آباد رہ سکتا ہے اور مالک کے سوا جو

ہوگا اپنا فائدہ چاہیگا اوسکی خرابی کی پروا نکریگا اور نہین چاہتا کہ غیرون کے فایدہ مین اپنا نقصان کرے
ہان اندیشہ بازپرس اگر ہے تو اسقدر محتاط رہیگا کہ بدنامی نکلے اسقدر بہی کہ گورنر عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر
ڈی کونسل کی دوسرے کی مجال نہ تہی احوال اتباع بہی اسیطرح پر ہے اسیطرح پر پانچ چہہ کونسلی
ہر ضلع مین رہتے ہین اور باہم متنازع وہانکا حاکم بہی تنہا مستقل نہین بلکہ مدت مدید کے رہنے کی امید بہی
نہین ہمیشہ عزل نصب پر کان لگاے رہتا ہے اور علت یہی اگر باہم کچہہ جہگڑا ہوا گورنر یا کمیٹ کونسل
وہان سے حکم طلب کرین ارباب کمیٹ گورنر کا یہ حال ہے کہ کل نام اونکے اخبار مین ہے جملہ امور عظیمہ کی تدبیر
اور تسخیر ملک اور اونکی پرسش مخالفین اور ہر سہ صوبہ محروسہ کی مالگذاری اور ولایت کی تحریرات اور بندوبست
کی تدبیرات اور تحریر حساب اور سرانجام مایحتاج کمپنی اور تقسیم حساب مداخل مخارج وغیرہ انکی تفویض
ہے ضلعہ دارون کے جواب کی فرصت کہان اگر کچہہ ضروری ہوا اور فرصت ملی لکہدیا ورنہ برسون وہ معطل
رہتا کہ ہر قسم کہ رای کونسلیہ پرسش ضلع کے متفق ہوے خواہ مناسب ہو یا نہ وہی تعمیل ہوتی ہے اگر
ایک شخص مقرر ہوا وہ یہ سمجہے کہ یہان کی نیک بد کی جوابدہی میرے ذمہ ہے البتہ رات دن اوسکے
انتظام سرانجام مین ساعی رہیگا اور کونسل اور کمیٹ کی تقریر مین ایک دوسرے پر تہمت رکہتا ہے
کوئی اپنا الزام نہین پسند کرتا دوسرے پر ڈہالتا ہے زمانہ سلف مین جسوقت دوسری ولایات کی
فوجین یہان آنکر فتحیاب ہوئین جنہین ارادہ اقامت نتہا قتل و غارتگری کرکے اپنی راہ لی اور جنہین
منظور ہوا مقیم ہوے اس ملک کو اپنا مرکز دولت سمجہکر باقیماندون کے ساتھہ نہایت لطف و
مدارات فرمایا اور رعایا کی آسایش و بہبودی مین ساعی رہے تا آنکہ زمانہ دراز گذرا اور توالد و تناسل
ہوا اور زمان بیحد گذرے واقف ہوکر اونکی اولاد یہان کے لوگون سے برادرانہ پیش آنے لگی باوجودیکہ
اہل ہند اکثر مسلمانون سے بسبب اختلاف مذہب کے پرہیز و اجتناب رکہتے ہین مگر کثرت اختلاط سے
ایک دوسری رسم وضع مین دست و گریبان ہوے اور وحشت نفرت درمیان سے جاتی رہی انس و
محبت کا رجوع ہوا باہم شیر و شکر ہوگئی اولاد رئیس کی شاہزادہ کے نام سے مشہور ہند و مسلمان کے
بزرگ بہی گنے گئے اور ہر شخص اونکی اطاعت مین حاضر ہوا اور شاہزادون نے اس ملک کو اپنا ملک
جانا رعایا کو بجاے اولاد پرورش کرتے رہے تا کہ مقابلہ اور آئین جملہ اعوان سے ہون بندہ نے
اس حسن سلوک کے نتیجہ اور بدسلوکی ثمرکو ذات شاہزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہمارے عصر کا ہے کی جنگ
مین جماعہ انگلشیہ سے دیکہا اور سنا اول جب شاہزادہ موصوف کی آمد آمد صوبہ آورنیہ عظیم آباد
مین گرم ہوئی عامہ رعایاے شہر بے اسکے کہ کوئی احسان اوسکا دیکہا ہو یا کسی نے خوان کرم اوسکا دیکہا

ذائقہ ولذت پایا ہو بپاس انعام وآرام سابقہ کہ آبا و اجداد اوسکے سے دعاگوے فتح وظفر تھے جب وہ پہونچا اور اوسکے لشکر اور امرا کے ہاتھون سے ظلم سرزد ہوے اور اوسوقت مین انگلشیون کا نہایت اہتمام تھا کہ کوئی ہمراہی انکا کسیکو آزار نہ دے اور جسجگہہ انکا سردار یا لشکر جاتا ممکن نتھا کہ کسی پر ظلم ہو تمام خلق کو بندہ نے دیکھا کہ شاہزادہ مذکور کی دوبارہ سہ بارہ کی آمد آمد مین بہر نفرین بادشاہ اور دعاے انگلشی کرتے تھے الحال کہ بے التفاتی صاحبان اور اونکے حکام کی جور سے جان بلب ہوئی ہین احوال سابق کے برعکس ہوگیا ہے بعض ارباب انگلشیہ کے سرکار مین ہر کارہ جس قوم کا ہو داروغہ دیوان خانہ اور مدار علیہ اکثر امور کا ہوکر اول خود اعزہ مرام کو رنجیدہ کرتا ہے اگر کسینے کچھہ دیا تو پھر کسیقدر راضی ہوگیا اور اوسکی ملاقات کا روادار ہوتا ہے ورنہ کیا مجال کہ صاحب تک رسائی ہو دوم اختلاف زبان کیا برا امر ہے جسکے وسیلہ سے انسان کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اکثر انگلشی یہان کی زبان اور ہندی اونکی زبان نہین سمجھتے اس سبب سے اکثر اوقات جو لوگ غرضمند ہین صاحبان مذکور کی عدیم الفرصتی سے ہندیون کی مصاحبت عالم تصویر ہے دونون جانب سے کچھہ سود محبت نہین پہونچتا جو کہ ہندی زیادہ محتاج ہین اکثر مستغنی ہین اگر دیوان یا منشی کو واسطہ بناوین گویا دو تین آدمی کو ماہر کیا یہ بھی ایک سبب دل کشیدگی کا ہے یہانکے رسم وطریق راہ رومیسے بخوبی آگاہ ہوجاوے اور یقین ہے کہ وہان کے کام بہ نسبت بیگانہ اجنبی کے بہتر اور بخوبی سرانجام کرے اور چونکہ کل ما یحتاج بطور اپنے ولایت کے رکھتے ہین اس نظر سے اکثر اہل حرفہ مفلوک اور تحصیل قوت لایموت سے عاجز اور لاچار ہین کیونکہ مالک اور حاکم تو یہ ہین یہ بیچارہ کسکا دروازہ جھانکین ہان چند لوگ مانند معمار و نجار و آہنگر وغیرہ بھی کسیقدر اس فرقہ کے عہد مین خوشحال ہین باقی کل پیشہ وار نہایت مفلس نوبت بگدائی پہونچے ہین اکثر جلاوطن ہوگئے بعض حب وطن مین گرفتار حسرت و اندوہ ہین اور اسوقت اس پریشانی مین کہ رات کے کھانے کا ڈول نتھا کہ عملہ فوجداری کی آفت بلند ہوئی خیر اب بھی شکر ہے کہ ہندیون کے ہاتھہ سے فوجداری نکل گئی جب سے کہ انگلشی کے قبضہ مین فوجداری گئی ہے کسیقدر تخفیف بدعت اور موجب امنیت ہے تیسرے سابق بھی اس ملک مین یہ ضابطہ تھا کہ جو شخص جس کام مین کامل ہوتا اوسکو ویسا ہی کام ملتا تھا دنیا بکدر ہو رہی تھی اب اہل انگلشی مین اسکی پابندی کچھہ ضرور نہین بلکہ مدارج نوکری اور پاس رعایت پر خیال سے ہر چند محض اجنبی اور نالائق کار ہو اور یہ بھی گمان نہین کہ ایک شخص کسی جگہہ پر مقرر ہو اور وہان کے علم و وجوہات و اطراف سے آگاہ ہو کر لیاقت کے قریب پہونچا ہو اوسی وقت وہ معزول

اور دوسرا مقرر ہوتا ہے اور نیز چونکہ آمد و رفت ولایت کی بھی جاری ہے اور ایک جگہ استقامت کی امید
نہین ہے عدم مہارت اور بے خبری معاملہ رہتی ہے اور پھر یہ کہ بیمار انگلستان وغیرہ کو جایا کرتا ہے
ان دونون باتون مین انتظام کا بڑا خلل ہے پیشتر یہان کا رویہ نہین رہتا تھا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
برسون محنت کر کے مہارت کار کی بہونچائی امید وار مرتبہ حکمرانی کا ہوا ناگہان دو تین آدمی تازہ وارد
بیخبر محض نے پہونچکر اسکا مرتبہ لے لیا اور وہ کاردان بیچارہ محروم آزردہ ولایت کی راہ لیتا ہے جب یہ بیخبر
جانشین ہوئے یار لوگ آپہونچے اور چہونتہ ہی کی سیر باغ دکھلا کر مرجع کار ہوئے کامون کو ضائع اور درہم
برہم کرنے لگے جب تک یہ تازہ وارد اپنے ہمنشینون کے حال سے ماہر ہون افسوس ہے اگر اتفاقا کوئی
کاردان بھی نہین درمیان مین رہا تو بھی کام تو کونسل پر ہے ایک کے کہنے سے کیا ہوتا ہے باقی تین چار
بیخبر کب اوسکی تصدیق کرتے ہین جیسا کہ گورنر جنرل کو ہنگام ورود اور جنرل کلاورن وغیرہ کو پیش ہوا تھا
چوتھے کونسل جسکا موجد سنت شوری ہے جو خلیفہ ثانی نے درباب تقرر خلیفہ کے اختراع کی تھی اور
اوسکی غرض حرمان امیر المومنین کے مرتبہ خدا داد سے تھی اور مطلب چند اصحاب کی راے سے ہے
اگر اختلاف ہو جدہر راے کی کثرت ہو اوسے قبول کرتے ہین درصورت تساوی کے طرفین پر چونکہ
صاحب کلان بنا بر رفعت مرتبہ کے دو شخص کے برابر ہے جسطرف وہ ہو وہی بات مقبول ہوگی چنانچہ
شورے مین عبد الرحمن تھا یہ ضابطہ اگرچہ عمدہ ہے لیکن بشرطیکہ درمیان مین کوئی غرض نہو
اور الحال یہ امر نہین اور نہ شورے مین تھا اسواسطے امور کلیہ عظیمہ مین چاہیئے کہ ہر خبر ویات اور
دیہات مین قرار یہ ہے کہ جسقدر امور دو تین روز تک صاحب کلان کے حضور مین التماس کرین وہ سب
ڈھیر رہین بروز کونسل پیش ہون اور ارباب احتیاج کے وکلا حاضر ہون اون مین سے جو فیصلہ ہوا
اوسکا جواب صادر ہوا ورنہ کونسل آیندہ پر امیدوار رہی اکثر ایسا ہوا کہ بعض صاحب صاحب کی بنا وہی
دو ایک ایک جانب ہوگئے اور دو تین طرف دیگر اب امیدواری مین گذرنے لگی اتفاقا کوئی کامیاب
اور اگر خایب اور خاسر ہوتا ہے چون کہ زمانہ سابقہ مین ایک شخص کاردان احوال اشخاص سے
واقف کارگذار فرمان روا ہوتا تھا اور دو تین عملہ رکھتا تھا بمجرد التماس داد خواہ کے مطلب سمجھکر
اوسیوقت حکم فیصلہ صادر ہوتا تھا برسون امیدواری نہین کرنا پڑتی تھی اسی جماعہ کے ابتداے
حکومت مین بھی کہ ایک صاحب کلان اور ایک نائب کارگذار مانند مہاراجہ شتاب راے وغیرہ کی
مقرر تھا بصورت انجاح مرام انام ہوا تھا اگرچہ مانند زمانہ سابق کے غرض سے خالی نتھا
لیکن بہرصورت کام تو وقت ضرورت پر نکل جاتا تھا چنانچہ بروقت معزولی مہاراج

مذکور کی خارج دستبرت ہوشیار جنگ صاحب کلان تھا اور مرجع معاملات ہوا بندہ نے عرض کی کہ
مہاراجہ شتاب راے دونون وقت قریب دوپہر اور ثلث شب تک متوجہ فیصلہ ارباب حاجت رہتا
تھا بلا تامل حاجتمندون کی رفع حاجت ہوتی تھی الحال کسطرح پر اونکا تدارک منظور ہی فرمایا
کہ مانند مہاراج کے مجھسے دربارنشینی اور معاملہ شنوی نہین ہوسکتی الا جسکو غرض ہو مجھے اطلاع
کرے حال دریافت کر کے تدارک کیا جاویگا بندہ نے کہا درباریون کو حکم ہو کہ ہر ایک کا عرض حال کیا کرین
اسی سبب سے اسیوقت تاکید فرمائی چونکہ نافذ الامر ہوشیار کارگذار تھا دیوان و منشی وغیرہ کی تعلیم و
تلقین کا کبھی پابند نہوا جیسا کہ کہتا تھا کرتا رہا تب سے یہ حال بند ہوا اور مرجع کار عظیم ہوا لوگون کو آزار
پہونچنے لگا مگر چند روز مسٹر ایون لانے بھی مستغیثون کے آنسو پونچھے دیکھیے آئندہ کیا ہوتا ہے ظاہر ہے
کہ ایک آدمی کی استرضا آسان ہے الا بندہ بیشتر لوگون کی دلجوئی جو مع ارباب کونسل اور اونکی
ماتحتون کے ہوتے ہین ایک عاجز سے ناممکن ہے چنانچہ مہاراجہ شتاب راے کی معزولی کو چند روز
بعد جب عید رمضان آئی اعیان شہر اور ارکان دولت نے بضرورت نذر مبارکباد کی حسب ضابطہ ہند ہر پنج
اہل کونسل کو دی ہوشیار جنگ نے اس حال کو بہو نچکر خیال کیا کہ جسکو ایکروپیہ یا اشرفی نذر دیتا تھا
اب اوسے پانچ چاہیئے لاجرم عید الضحی مین حکم دیا کہ فقط ایک نذر صاحب کلان کو کافی ہے اور کسیکو نچاہیئے
اور اسی طرز پر تعمیل ہوئی بعض خوشامد پسندون نے باوجود ممانعت صاحبان دیگر کے مکان پر
جاکر نذر دکھلائی اوسوقت اورون کو اقدام کرنا پڑا کہ مبادا یہ گمان کرین کہ ہندوستانیون نے
ہمین کم قدر سمجھا پانچوین اختلاف اصحاب انگلشی وضع دربار مین پیشتر حکام ہندوستان ہر کام کو
تقسیم اوقات کرتے تھے جسکے تعمیل مین فرق نہوتا تھا اونمین دو عمدہ تھے اول کار ملکی و
مالی دوم مقدمہ عدالت و داد وہی ان دونون کیواسطے ہفتہ مین دو دن مقرر تھے باوجود شان
وشوکت خداداد کے دونون روز کچہری کر کے بار عام دیتے تھے اور ہر ایک حاجتمند کی حاجت
رفع ہوتی تھی اور بادشاہ بھی اپنے ملک اور عملہ کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تھا اکثر اوقات یکمہا ہتر
تھے اپنے ملک مین دورہ کرتے تھے اور ملک رعایا کا حال اپنے آنکھہ اور کان سے دیکھتے سنتے تھے
اسیطرح دو روز عدالت مین بیٹھہ کر فریاد سنتے اور داد دیتے تھے اور خلق اللہ کے اژدحام اور
غوغا سے دل تنگ نہین ہوتے تھے اور اصحاب انگلشی جیسا کہ اوپر ذکر ہو گیا ہے بار عام اور ہجوم
انام سے نہایت نفور اور دور ہین اور اس سبب سے یہان کا حال اوس جماعہ سے مستور اور
بعض خلائق انکے فتوحات سے محروم و مایوس ہین اگر کوئی وقت مقرر کرین اور عام دربار کر کے

انکی عرض منین اگرچہ خالی ہرج سے نہین لیکن طرفین کو اکثر مفید ہے اسی ملاقات اور مصاحبت مین
فائدہ شناسائی اس ملک کے لوگون کا ہے جسکو چاہین اوسکا مرتبہ امتحان کرین اور ہر ایک سے
حسب حال سلوک کرین اور جسکو لائق کار سمجھین اوس سے اپنے کام لیوین تب جھپٹے متمتع ہونا لوگونکا
حصول منفعت سے سلاطین سابق جو بعد تسخیر ملک ارادہ توطن کرتے تھے ممالک مقبوضہ اور
اوس حاصلات کو اپنا خالصہ کرتے تھے بلکہ اوسمین بہی یہان کے لوگون کے مشاہرہ اور جاگیر
اور املاک وغیرہ نکال دیتے باقی وگیر وجوہ محاصل اور مداخل کو پرورش خلق کے واسطے چھوڑ دیتے
تھے مسلم و ہنود ہر شخص جاگیرات عمدہ پاکر اور بہی ترقی کے امیدوار رہا کرتے تھے بعد اظہار خیرخواہی
کی مراتب عظمی پر فائز ہوتے تھے کچھ ترقی ہم قومی پر تھی تجارت وغیرہ مین ہرچند کروڑون کا فائدہ تھا
مگر خلق اللہ کے واسطے واگذاشت کیا تھا اور مطلق التفات تھا لاکھون آدمی سوار و پیادہ کی زمرہ
مین سلاطین و امرا کے پیشگاہ سے پرورش پاتا تھا الحال تہوڑی سے آدمی جاگیر اور ملک اور التمغا مین
وجہ قوت پاتے ہین اور اوسمین بہی بسبب اقتدار عمال اور زمینداران مفسد اور مستاجران ظالم
کی نقصان ہے جیسا کہ اہل املاک کے احوال مین ظہور اللہ بیگ وغیرہ کی تعدی کی ذکر ہوئے الحمد للہ
کہ ایک برس کی محنت مین جو اہل املاک مین کئے گئے گورنر جنرل بہادر کی فیاضی سے وہ بلا دور
ہوئی اور تہوڑے سے لوگ تلنگون کے زمرہ مین پرورش پاتے ہین انہین دونون صوبہ مین
چالیس پچاس ہزار سوار تھے اور کئی ہزار تجار اپنے پیشہ سے فارغ البال تھے اب سوارون کی نوکری
تو بالکل موقوف اور ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوگئے بلکہ ارباب انگلشی خواہ ملازم کمپنی ہون
یا نہون سب تجارت پیشہ ہین ہان اکثر سرداران سپاہ کہ اس کام سے پرہیز رکھتے ہین جسوقت حکام
ذی اقتدار تجار ہون رعایا سے بیچارہ کیونکر اس کام سے فائدہ پا سکتی ہے ہزارون اہل حرفہ بنا بر عدم
رجوع اہل انگلشیہ کے اونکی صناعت کی طرف وجہ معاش سے محروم ہین اور یہان کے صاحب مقدرونکو
بوجہ مذکورہ دسترس نرہا کہ ان لوگون کو نفع دے سکین مجال حیرت اور محض قیومیت الہی ہے کہ اکثر
اہل حرفہ یہان کے اس حال مین زندہ مع عیال و اطفال کے اوقات بسر کر لیتے ہین اگرچہ ہزار سوار
سرداران مشہور کے رسالہ مین مانند شیخ معز الدین خان لکھنوی اور احمد خان برادر دلیر خان وغیرہ کی
ہندوستانی روپیہ پر نوکر سرکار کمپنی رہین اور جو ملک کہ تسخیر ہوا ہے اوسمین ملازم کرین اکثر محاربات
خصوص اوس لڑائی مین جو کہ سکھہ اور مرہٹہ سے واقعہ ہو ترک سوارون سے بہتر جانفشانی کرینگے
اور انکی ذات سے اس ملک والون کو بہی فائدہ پہونچا امید ہے اور نیز دیگر فوائد بہی مانند افزایش

آبادی اور توفیر حاصلات ملک وغیرہ کی بھی متصور ہے سالقون یعنی قدما یا زمینداران کا اور اعتماد کرنا اوپر اس جماعت کے یہان سے بادشاہان خردمندون گذشتہ کا یہہ مقولہ تھا کہ زمیندار لوگ قابو طلب کوتہ اندیش بے ادب محض ہوتے ہین اور انکے قول اور فعل کا کچہ اعتبار نہین ہے اور جو شخص کہ انکی باتون پر اعتماد کرے وہ بڑا بے وقوف ہے اور نہایت نگران انکے حال کے رہتے تھے تاکہ اس فرقہ خودغرض کو مجال تمرد اور سرکشی کرنے کی نملی کیونکہ یہہ سب لوگ اکثر خلق خداوند کریم کی ایذا رسانی مین مصروف اور مشغول بدل وجان رہتے ہین قطاع الطریقی رہزنی کیسہ بُری قتل و غارت اور مسافر لوٹنا ملک کو ویران کر دینا اور مالگذاری مین جسارت کرنا اور علی ہذا القیاس جو جو باتین کہ غیر مناسب ہین انہین سب کی ذات سے وقوع مین آتی ہین پس انکی گوشمالی کے لیے فوجداران عالیشان اور عملہ داران مقتدر مقرر ہوتے تھے اور وہ لوگ اوپر قول اور فعل ان فسادپیشہ کے اعتماد نرکھتے تھے ونسئلہ التوفیق انہ خیر صاحب و رفیق سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ؎ خداترس را بر رعیت گمار + کہ معمار ملک است دانا سے کار + بد اندیش تست آنکہ خونخوار خلق + کہ نفع تو جوید در آزار خلق + ریاست بدست کسان خطاست + کہ از دست شان دستہا بر خداست + نکوکار پرور نہ بیند بدی + چو بد پروری خصم خون خودی + پس ان لوگون گذشتہ کو خیال اسبات کا بہت رہتا تہا کہ خلق خدا کو رنج نہ پہونچے اور اوپر ان اشعار کے عمل رکھتے تھے اور یہہ سمجھتے تہے کہ اگر ہم خلق خدا کو آزار دینگے ایسا نہو کہ خداوند کریم ہمسے اس سلطنت کو چہین لے اور نہ معلوم کہ کس کس عذاب مین گرفتار فرمائے یہانپر ایک حال عجیب و غریب لکہتا ہون کہ بالفعل مروج زمانہ ہے کہ جس کسیکو کچہہ بھی مقدور ہوتا ہی اپنے سے بزرگتر کسیکو نہین سمجہتا اور جانتا ہی کہ جو کچہ ہون تو مین ہون مجہسے بزرگتر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے تئین ذرہ بیمقدار سمجہتے تہے اپنا کسر شان سمجہتے ہین اور ماورا ان بزرگون سے رسول مقبول سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ اعقل الناس فخر موجودات کہ صاحب وحی تہے جناب حکیم خبیر کے فرمان سے کہ شاورہم فی الامر مامور تہے اوسپر کوئی امر بغیر مصلحت جناب باری کی نفرماتی تہے اور اوسوقت کی لوگ بھی جو کام کرتے تہے بغیر صلاح آنحضرت کی نکرتے تہے اور یہی حال گذشتہ سلاطین کا تہا کہ ہمیشہ ہر کام کو سمجہکر اور صلاح کر کی انجام دیتے تہے اور یہہ لوگ جو فی زماننا موجود ہین جو کار کہ چاہتی ہین خودروی سی کرتی ہین نہ مطلب کلام خدا سی نہ حدیث سی غرض نہ گذشتہ لوگونکی افعال پر خود اپنے کو ارسطو مرتبت سمجہتی ہین جو چاہتی ہین کرتے ہین اگر کوئی عالم کچہ سمجہائی ہرگز نہین مانتی اگرچہ وہ کیسا ہی سچا ہو اور کہتے ہین کہ جسکے پاس روپیہ ہوتا ہی اوس سے ایسی ہی باتین خوشامد کی کرتی ہین کہ خدا نے یون کہا ہی اور رسول نے یون کہا ہی اور یون ارشاد فرمایا ہی ہم خود عقلمند ہین بلکہ انکو عقل سکہا دیتی ہین سبحان اللہ کیا عقل ہی اور کیا انسان ہی جو جو اس ہند کی رایج ہی خصوصاً الحال اور بھی زیادہ تر دکہائی دیتی ہی اور برخلاف زمانہ سابقہ اور ضابطہ ارباب فایقہ کے

زمینداران اس ملک کو سرداران انگلشیہ نے اپنے ملک کے ضابطہ سے کہ اونمین ہر ایک شریف و نجیب اور ملک
اور ولایت کا ہین چند ہزار گز زمین یا دو تین کوس زمین کا ایک باغ وغیرہ لگا کر فارغ البال گذر اوقات کرتے ہین
اور باہم ساتھ ایک دوسرے کے برادرانہ سلوک رہتی ہین یہان کے زمینداروں کو معزز و صاحب حیثیت
آبرو طلب سمجہا ہے اور اونکو زمینداری کے کاروبار کا اختیار دے دیا ہے اونھون نے تمام ملک
کو ویران کر رکہا ہی اور بیچارہ شرفا و نجبا کو تنگ کر کے منتظر فرصت بیٹھے ہین کہ اگر کہین سے فتنہ و فساد
اوٹھے فوراً باغی اور غایب اور خاسر ہو جاوین اور بالفعل انکی دست ضرب دیکھکر دم دبا کے اپنی
کارروائی کر رہے ہین اور ارباب انگلشیہ اونکے مفاسد دلی پر آگاہ نہین ہین یا شاید اور کوئی مصلحت
ہووے کہ وہ ہمین نہین معلوم ہے آٹھوین یہہ ہے جیسا کہ پیشتر بھی ہم لکھہ آئے ہین بلکہ گورنر اور ارباب
کمیٹی صدار جواب ملتمسات مردم اور ورود احکام کہ دربارہ انہون کے ساتھہ اصحاب کونسل اور اضلاع اور
دیگر اتباع بسبب مرجوعات کثیر کے نہایت درنگ کرتے ہین یہہ بھی موجب پریشانی عوام ہے اور اگر
کوئی شخص اس کام کی بیش کرنیکو کسیوقت مخصوص پر معین ہو چندان اصدار احکام مین ابتری نہو اور
رفاہ رعایا ہوتا ہے اور کچہہ انگلشیہ کی ظاہر اقباحت بھی نہین معلوم ہوتی ہی واللہ الموفق والمنۃ للہ تعالی
کہ بعد تحریر سطور ہذا کے خود اس کام کے واسطے کمیٹ مقرر ہوئی اور کسیقدر انتظار کار بار روش
ارباب حاجات سے دور ہوا نوین جیسا کہ گذارش ہوا کہ بیچ سر انجام کار کے کارروائی ضرور شرط ہے
اور نہ مراتب نوکری و رفیق پروری اگر یا یس مراتب نوکری ہی انگلشی کاردان سہیم النفس ہوشیار ہر ضلع مین
مقرر ہون اول احوال اونکا دریافت کیا جاوے ہرگاہ کہ لایق کار ہون اونکو مامور کرین اور اونکی ساختہ
اور پرداختہ کو معتمد علیہ جانین اور ہر ضلع کے واسطے دیوان کارگذار متدین معتمد مقرر ہو بطور قانون گوئی کہ
اسلام شاہ نے ہر پرگنہ مین مقرر کیا تہا اب ایسا ہی انقلاب کونسل مین بدون تقصیر معزول نہو چونکہ ارباب کونسل
جاوید ہین اور کارگذار مذکور نوکر چاہی کہ نوکرانہ طور پر رہی اور صاحبان کمیٹی اوسکو دو لتخواہ سمجہکر اوسکے صلاح اور مشورہ
کو معاملات مین سنا کرین نہ کہ اوسکو فاعل مختار بناوین اور اوسکا کیا دہرا پسند طبع ہوا کام کارین ایسی امور سے
رفاہ کہان بلکہ بخشش خلق خدا اور بدنامی حکام متصور ہو اور مدام شب و روز کیا ظاہر کیا باطن پوشیدہ نگران حال
ہر ایک ایک کارندگان و مامورین کے رہین اور دیوان اور منشی وغیرہ کو مرجع معاملات نکرین جیسا کہ
جانسن و نسرٹ ہوشیار جنگ بہادر کے عہد مین تہا جسوقت کہ کوئی خیانت اس نوکر کارگذار سے ظاہر
ہو اوسکی جزا و سزا بقید جرم سنگین کرین کہ دوسرون کو جو کہ اس عہدہ پر مقرر
ہین عبرت ہو اور رعب نباہر شورہ کونسل ہو کثرت سے زیر کرین اور دو تین آدمی شورہ کرین کیونکہ کثرت

ارباب حکومت سے موجب اضطراب رعیت اور عدم عہدہ برائی بیچارہ مستغیث کے باعث ہو گئے
اور وہانکے متصدی اور عمالہ وفعلہ فوجداری کے تقرر مین تفحص کامل کیا جاوے جو کوئی معاملہ دان
کارشناس عام کا خیرخواہ ہو مقرر کیا جاوے بلکہ جیسے اب مقرر ہین ایسے فوجدارون کی کچھ حاجت
نہین ہے کوتوال لائق کارکم آزار شہر کیواسطے اور مفصل مین عمال کافی ہین اور جسوقت کہ یہ مقرر ہون
اندیشہ رسائی مردم کا کیسے تک اور تیر حوف بارتی معاملات کا ضرور ہوگا یقین ہے کہ اس تدبیر سے خلق خدا
انواع بلا سے رہا ہو جہانداری اور سروری کی حقیقت عیان ہو وسوے ان امو معدلت الحال کہ خلق اس
ملک کی عموماً رعایاے انگلشی ہے اور غیر خدا اور اونکے رحم کے سوا کوئی حامی نہین رکھتے لازم ہے
کہ اپنے ملازمین اور ہم قوم کی جانب داری حسب آیین سلاطین عدالت قرین کے منظور کرین کہ
دنیا و دین کی نیکنامی اور خوشنودی خدا کا موجب ہے اور اس کام کے عمال ایک عملہ وفعلہ سے
کم آزار اور رضا جوی خدا مستدین بے طمع جسکو بجز رضاے حق تعالے اور اطاعت آقا کی کوئی امر منظور
نہوا اور جب ایسے ایسے لوگ بہم پہونچیں مشاہرہ اونکا بقدر گذر اوقات کے میسر ہو تاکہ فکر معاش سے
فارغ البال مع عیال و اطفال کے بے لوث رشوت و طمع بسر کرین شکر خدا کہ یہ کام بھی سپرد
انگلشی ہو گیا داروغہ ہای ہندی کے ہاتھ کوتاہ ہوئے اور بندگان خدا کو اطمینان میسر آیا گیا ہو ین
عفو جرایم بہت کم لوگ معصوم ہون گے انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے اگرچہ ہر جگہہ جزا و سزا
لحاظ کیجاوے کمتر لوگ سیاست سے محفوظ رہ سکتے ہین اوس ملک کے ضابطون پر خیال کرنا اور ہر ایک
کی مرتبہ پر لحاظ فرمانا ضرور ہے کیونکہ ہر جگہہ کے لوگ حسب عادت بہرہ ور ہوتے ہین اور وحشت نہین کرتی
لیکن اونکے سوا غیر پر آفت ہے خصوص وضع عدالت انگلشی باوجودیکہ آدمی ملازم انکا عدالت فضول
مین دستگاہ رکھتا ہے مگر ایک عمر منتظر رہنا چاہیئے اور بالفعل کچھ نہین سمجھہ مین آتا کہ کیا ہو گا بمجرد دعوی
کی خواہ جھوٹھہ ہو یا سچ اگر مدعا علیہ وثیقہ ضمانت دعوے سے دونے روپیہ کا داخل نکرے بیچارہ فوراً قید
ہو جانے اگر ضامن بہم نہ پہونچا اور معاملہ کا فیصلہ نہو چاہیئے بارہ برس تک اگر تنقیہ وارث پاتہ قید رہو
اور واسطے ترجمہ عرایض کے بزبان انگریزی صرف کتنی اشرفیان خرچ ہوتی ہین باوجود اس تمام خرابی کی
مردم ہند کو چاہیئے کہ بمجرد احضار حاکم عدالت کا کاتبہ کے واسطے جواب دعوی کے حق ہو یا باطل یہ فقط
گواہی یا فقط اسقدر کہ کبھی اوس معاملہ کو سنا ہے یا جس صورت سے مطلع ہو اگرچہ گواہ نہو چاہیئے کہ عیال
و اطفال کو فقر و فاقہ مین چھوڑ کر اوس شہر غیر موافق مین جاوے اوسکے پہونچنے تک اگر عدالت کا موسم نرہا
یا کہ حاکم عدالت خود تبدیل آب ہوا کے لئے دوسری جگہہ گیا تو چاہیئے کہ مہینون وہان اپنی زندگی کے دن

پھر اگرے خدا معلوم اس بعنایت پر کیا نوبت اوسپر گذرتی ہوگی بارہویں حملہ فعلہ بعینہ پر اعتماد کرنا خصوص
جسوقت کہ انہیں یا انکے شرکا سے کوئی شخص نالشی ہو خاصکر امور عظیمہ میں مانند قتل و خون یا عرض
ناموس یا مقدمہ مال لیس اسصورت میں ممکن نہیں کہ مظلوم داد پاوے جبتک کہ گورنر بہادر
اور ارباب کمیٹی او حکام ضلع جسکے روبرو ستم رسیدہ حاضر ہو کارہای عمدہ کو چھوڑ کر
اسکی طرف متوجہ ہوکر او بغور تحقیقات مدعی اور مدعا علیہ کی کر کے فریاد رسی اور
دادخواہی کرے او بلا رو و رعایت کے انفصال مقدمہ کرے واللہ
ولی التوفیق ــــ مراد ما نصیحت بود گفتیم ✣ حوالت با خدا
کردیم و رفتیم ✣ اللہ کا احسان کہ جلد دوم

ترجمہ سیر المتاخرین
بساعت فرخندہ اشاعت
تمام ہوئی فقط
تمام شد

تمت

بعون خلاق کون و مکان فضل خالق زمین و زمان جل شانہ

مرآة السلاطین

ترجمہ جلد سوم

سیر المتاخرین

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں بطبع مطبوع ہوا

شکر خداوند جل وعلا کہ دو جلد سیر المتاخرین کا ترجمہ ذیکم جولائی سنہ ۱۸۴۲ء سے شروع ہوکر ہفتم اگست سنہ رواں کو باتمام پایا ؏ از دست و زبان کہ بر آید + کز عہدہ شکرش بدر آید + اما بعد گوکل پرشاد شاعر عرض کرتا ہے کہ جلد گذشتہ کی ترجمہ میں جو حال محمد شاہ بادشاہ کے عہد کا احوال ابتدائی سلطنت سے کا مطابق سنہ ۱۱۵۰ ہجری لکھا گیا تھا کہ بنا بر کثرت احوال سوانح بنگالہ کے اوس پر رجوع ہوا اب بفضل الٰہی یہ مہم تمام ہوتی ایفای عہد منظور ہے اللہ تعالے اس جلد کی بھی ترجمہ کو بہت جلد انجام کرے اور تماشائیان صحیفہ اخبار کو پسند آوے

معاودت کرنا آصفجاہ نظام الملک کا جو بہانہ شکار گیا تھا اور شاہجہان آباد میں بادشاہ سے ملاقات کرکے پھر دکن کو روانہ ہونا

روز پنجشنبہ ۱۰ محرم سنہ ۱۱۵۵ ہجری کو نظام الملک بہانہ شکار اور آزردگی سے واخانہ خیمہ ہوا اور شاہجہان آباد کی نواح میں چند مدت ... عجب سیا تھا بعد جانی عمدۃ الملک امیر خان کے صوبہ الہ آباد میں داخل شاہجہان آباد کو مستقیم وراثت بادشاہ ... بعد سنہ ... نظام الدولہ ناصر جنگ مغویوں کی بہکانے سے خود سر ہو گیا تھا اوسکی اصلاح کو روز دوشنبہ ۱۴ جمادی الاول سنہ مذکور کو بادشاہ سے رخصت ہوا اور غازی الدین خان فیروز جنگ اپنے فرزند کو نیابت پر چھوڑ کر دکن چلا گیا اور کئی دس مہینے نصائح وغیرہ سے فہمایش کرتا آخر کار ضرور تا بستم جمادی الاولی سنہ ۱۱۵۶ ہجری میں واقع سواد اورنگ آباد باپ بیٹے میں لڑائی ہوئی اور ناصر جنگ مجروح ہو کر اسیر پنجہ تقدیر ہوا

انتقال کرنا موتمن الدولہ محمد اسحٰق خان بہادر کا اور رجوع ہونا خدمت خالصہ کا عبد المجید خان کشمیری کو

بعد جانی عمدۃ الملک کے تقرری موتمن الدولہ محمد اسحٰق خان بہادر کا نہایت درجہ کو ہوا جو کلمہ خیر کہ دربارہ اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کے کہتا تھا امرا کے نزدیک بھی عزیز ہوا خدمت دیوانی خالصہ کی بھی اسی سے رجوع ہوئی تھی ہزار سوار اور سکہ سالی میں ملازم بادشاہی تھے حرف قاف جو آخر نام ہی داغ ہوتا تھا بادشاہ کو بقدر اسپ اعتماد تھا کسی پر نہ تھا جب مکارم نہایت

درجہ کو پہونچا حضرت قضا کی روزنامچہ عمر کھنا یا چند پھنسیان ناک مین پیدا ہوئین اسکا ورم پیدا ہوا پانچ چہہ دن تپ آئی یکایک دوشنبہ کی روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو جہان فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کر گیا منگل کی دن چوتھی تاریخ ماہ مذکور کو خدمت دیوانی خالصہ کی عبد المجید خان کشمیری کو ملی خلعت ششپارچہ سے سرفراز ہوا تاریخ نہم روز جمعہ کو تینون بیٹے محمد اسحق خان کی ملازمت بادشاہی مین آئے مورد عنایت ہوئے بڑا بیٹا متوفی کا مرزا محمد خطاب پدر محمد اسحق خان بہادر سے ملقب ہوا آخر کار باپ سے زیادہ مورد عنایت شاہنشاہی ہوا بادشاہ کی محبت اسقدر ہوئی کہ اگر وہ جانتا کہ اگر محمد اسحق خان نے مرزا محمد کو نہ کہا ہوتا نہین جانتا ہون کہ کیونکر میری زیست ہوتی اور مرزا محمد کو بطور سلاطین عہد طفولیت مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بٹھا لیا اور دو لڑکے مرزا علیخان اور مرزا محمد علی بھی اور مرزا معظم بھی اسی مہینے کی گیارھوین تاریخ کو باجے راو مرہٹہ آزار بدنی سے فوت ہوا روز شنبہ آخر ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت صوبہ داری مالوہ کا اعظم اللہ خان ظہیر الدولہ شوہر خواہر اعتماد الدولہ کو عنایت ہوئی اور اسنے قبول کیا اور نقل مکان کا لیکن کچھ پیش نہ لے گیا کوئی حسن تدبیر نہ کیا روز یکشنبہ ۲۴ ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت چہار پارچہ کی معہ خدمت فوجداری پٹیالہ کی [illegible] کو معہ شمشیر عنایت ہوئی اور سہ شنبہ کے دن تیسری ربیع الثانی کو ناصر جنگ کو اپنی [illegible] کیا اور ماہ مذکور کو خلعت مہربانی اور خدمت فوجداری دوابہ کی جانی خان درانی کو معین الملک کی [illegible] اعتماد الدولہ قمر الدین خان کے لڑکے کو عنایت ہوئی اور اسی سال مین روز سہ شنبہ ہشتم جمادی الاول کو [illegible] الدولہ [illegible] کلان اعتماد الدولہ اپنے صوبہ اجمیر کو رخصت ہوا جو بعد انتقال مظفر خان [illegible] خاندوران امیر الامرا کی [illegible] شاہی کو پایا تھا اور پھر روز دوشنبہ ۱۴ ماہ مذکور کو صمصام الدولہ امیر الامرا خاندوران صمصام الدولہ نے ہزاری منصب کا اضافہ پاکر ہفت ہزاری ہوا اور اسی سال [illegible] خان ولد اعتماد الدولہ و مظفر خان برادر خاندوران کی لڑکی کی شب شنبہ تیئسوین رجب کو ہوئی اور اسی سال [illegible] انتظام الدولہ ولد کلان اعتماد الدولہ کی امیر الامرا خاندوران کی صبیہ سے غرہ ماہ رمضان شب دوشنبہ کو عمل مین آئی اور روز سہ شنبہ سوم محرم سنہ ۱۱۵۴ ہجری کو نوروز ہوا۔

سوانح سال سنہ ۱۱۵۴ ہجری

شب شنبہ ۲۴ شعبان سنہ ۱۱۵۴ ہجری کو بادشاہ کی صاحبہ محل سے لڑکی پیدا ہوئی یہ صاحبہ محل صفیہ سلطانہ بیگم خالہ ملکہ زمانی خواہر زادہ سادات خان ذوالفقار جنگ کی بیٹی ہے جسکو محمد شاہ نے براہ تعشق اپنی عقد مین کیا تھا جب عظیم اللہ خان سے انتظام صوبہ مالوہ اور مرہٹہ سے تسخیر نہو سکی سورد بد التفاتی ہوکر نظر بادشاہ سے گرا تشخیص تہمت جنبہ سر تھا اسی وجہ سے اعتماد الدولہ وزیر بھی جو اسکا سالا تھا نزدیکی قرابت بھی رکھتا تھا آزردہ تھا لیکن بمقتضای تنگ ظرفی بادشاہ سے اظہار آزردگی کرکے علی مردان خان مرحوم کی حویلی سے بد اطلاع کوچ کرکے چار باغ وزیر مین

جا مقیم ہوا پادشاہ غضبناک ہوکر منصب صدارت سے معزول فرمایا اور شرعیۃ اللہ خان کو مقرر کیا اور داروغگی گرزبرداران اعزخان کو اور سہارنپور کی فوجداری حفیظ الدین خان کو عنایت ہوئی اور اعزخان وغیرہ رسالہ داران بادشاہی عظیم اللہ خان کی حراست پر معین ہوئی آخرکار چہ سات دن کے بعد نادم ہوکر مکان کو واپس آیا اور اپنے ملازمین کو برخاست کرکے گوشہ گزین ہوا اسی سال مین بعد عید الضحی کے ستارہ ذوذنب ایک گز کے مقدار پر سمت آسمان سے مایل جنوب برج جدی مین نمودار ہوا ہر روز ظاہر ہوتا کہ شمال کو جاتا تھا اور قریب ایک مہینے کے رہا بعد ایام عاشورہ کے معدوم ہوا اور روز یکشنبہ ۱۳ محرم ۱۱۵۵ ہجری کو نوروز ہوا۔

سوانح سال ۱۱۵۵ ہجری

روز پنجشنبہ پنجم جمادی الاخری ۱۱۵۵ قاضی تا محمود کا انتقال ہوا اور روز جمعہ ۲۳ ماہ مذکور کو خدمت قضا کی مراد الدین خان مفتی کو مقرر اور خلعت خدمت سے مخلع ہوا اور روز یکشنبہ دوم رجب سنہ مذکور کو شرعیۃ اللہ خان صدر الصدور ولد میر محمد سعید کی وفات ہوئی اسی سال مین قران علویین آخر برج اسد مین موافق زائچہ جدید کے جو زیچ محمد شاہی میں مرزا خیر اللہ و شیخ محمد عابد مہندس کی سعی و اہتمام سے محمد شاہ کے عہد مین آغاز و انجام ہوئی اور موافق زیچ الغ بیگی کے اول سنبلہ مین ہوا اور روز شنبہ ہفتدہم شوال کو دوبارہ عظیم اللہ خان بلا اطلاع وزیر و بادشاہ کے گستاخانہ لاہور ہوا اور اوسی روز اوسکی گرفتاری کو اعتماد الدولہ وزیر کے لڑکے اور جبار خان وغیرہ سرداران توپخانہ مع دو ہزار سوار اور رسالہ کابلی کے مقرر ہوئے اور عظیم اللہ خان نہایت تردد کے ساتھ روز مین داخل لاہور ہوا اور زکریا خان ناظم لاہور نے عظیم اللہ خان کا ہم زلف تھا وہم ولاسہ دیکے لیگیا اور فیل و اسپ وغیرہ آراستہ کردیا اور وزیر کے لڑکون اور جبار قلیخان وغیرہ کی ضیافت اور تواضع کرکے حوالہ کردیا وے لوگ مع عظیم اللہ خان کے بروز پنجشنبہ ۲۴ ذی الحجہ سنہ مذکور کو شاہجہان آباد آئے اور بعد چند روز کے عظیم اللہ خان قلعہ بادشاہی مین قید ہوا اور آخر شوال سنہ مذکور کو قران نحسین برج سنبلہ مین ہوا اور روز دوشنبہ ہفدہم ذی قعدہ سنہ مذکور کو بادشاہ بتقریب سیر و شکار باغ متصلہ قصبہ نریلہ کو سوار ہوا اور ماہ مذکور کی بیسوین تاریخ سے بادشاہ کو اثر مرض خناق و زوائد لحمیہ کا ہوکہ اول سے تھا اشتداد ہوا اور خارج بدن مین آماس ہو آیا اور نہایت ضیق مجاری اکل و شرب اور تنفس مین پیدا ہوا شب پنجشنبہ ۲۰ تاریخ کو فصد ہوئی اور جونک لگائی اور بدون صحت کے آخر شب یکشنبہ کو داخل قلعہ ہوکر شفایاب ہوا اور بروز پنجشنبہ ۲۴ محرم ۱۱۵۶ ہجری کو نوروز ہوا۔

سوانح سال ۱۱۵۶ ہجری مطابق ۲۶ جلوس بادشاہی

روز دوشنبہ ہشتم جمادی الاولی ۱۱۵۶ ہجری کو سعد الدین خان میر آتش جو خانسامان بھی تھا واسطے کورنش کے

حضور مین حاضر ہوا آخر شب سہ شنبہ کو ہیضہ ہوا اور روز معدہ کی شامت سے رہرو عدم ہوا اور تاریخ دوازدہم ماہ مذکور روز جمعہ کو حفیظ الدین خان ولد اوسکا اوسکا عطای خلعت ماتمی اور بحالی خدمت پدر مع اضافہ ہزاری منصب و سہ بالکی جہالردار سے سرفراز ہوکر پنجہزاری اور میر آتش اور خانسامان پادشاہی ہوا ابتدا ے رجب مین فرامین و رشقجات بادشاہی عمدۃ الملک امیر خان بہادر اور ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ و زکریا خان بہادر ناظم لاہور و ملتان و راجہ بخت سنگہ و راجہ ابہے سنگہ اور راجہ جیسنگہ سوائی وغیرہ امرا کے نام مضمون طلب حضور کے صادر ہوے آصفجاہ کے نام بہی حکم معافی صادر ہوا لیکن بسبب ضعف و پیری اور آسایش حکمرانی چہہ صوبہ دکن کے چونکہ کوئی ضرورت بہی تہی معاذرت لکہہ بہیجی اور نہ آیا اور تسخیر ملک کرناٹک کو عازم اول قلعہ ترچناپلی کو مفتوح کیا بعدہ ملک ارکاٹ کا قوم نوابت سے چہینا اور راجہ دہیراج جیسنگہ نہم شعبان یوم دہم یا کہ تیرہوین ماہ مذکور کو فوت ہوا اور اوسکی لاش کے ساتہہ تین رانی مع دو و تین تین خادمہ و رپاتر کے ستی ہوئین

آنا عمدۃ الملک امیر خان بہادر اور ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ و میرزا پہلو ی الذکر یا خان خوانہرادہ وزیر کا حضور مین

بعد ورود شقہ بادشاہی کے صفدر جنگ جو کہ سابق سے عمدۃ الملک کا مخلص ہو کہ اپنے تئین اوسکا متوسل چاہتا تہا اور مذکور کے قبول و انکار نے بنا کہ کے اشارہ پر موقوف کیا عمدۃ الملک نے ایسی مقتدر کا اتفاق لینے ہمراہ حضور مین ضرور سمجہکر تعینات صفدر جنگ اوسکے بموجب قرین وانگی مین آمادہ ہوا راجہ نوالراے اپنے بخشی کو جو اول ادنی ملازم ہوکر اس درجہ کو پہونچا تہا نیابت پر تجویز کیا اور چند روز بنا بر انصرام مہمات ملازمان سرکار و سر انجام سفر کے موقف ہوا بعدہ عمدہ حاضری کا عقب سے عمدۃ الملک کو ویا عمدۃ الملک قبل صفدر جنگ کے الہ آباد سے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور سید محمد خان بیرانی کو جو قبل ازین حاکم کوڑہ تہا نائب صوبہ مقرر کر دیا اور روز یکشنبہ ۲۹ ماہ رمضان کو قلعہ مبارک شاہی کے روبرو دریاے جمن کے کنارے پہونچا اور آخر روز دوشنبہ روز عید کو وزیر الممالک اعتماد الدولہ بہادر استقبال کو آیا اور دو سوا میر ایک فیل پر داخل شہر ہوکر شام کے وقت مشرف کورنش ہوتے اور اواسط شعبان کو فقیر مورخ ہمراہ والد کے شروع نیابت مین جس روز کہ ساعت نہضت صفدر جنگ کی فیض آباد اوودہ سے بارادہ حضور مقرر تہی بلدۂ مذکور مین پہونچا سمیع بیگ خان داروغہ دیوان خانہ صفدر جنگ حسب الحکم والد کے استقبال کو آیا اور ملازمت صفدر جنگ کو لیگیا جو کہ فوج و سواری طیار تہے ایک گہڑی سمیع بیگ خان کے مکان مین موقف ہوا کہ عبد الرحیم خان منجم باشی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکہکر خبر دی اور صفدر جنگ سوار ہوکر داخل پیش خیمہ اپنی سے تہوڑی مسافت پر تہا ہوا اور بعد چند روز کے اوایل شہر رمضان کو کوچ فرمایا اور مع اہل و عیال روانہ دار الخلافت ہوا لب دریاے گنگ پہونچکر مابین قنوج اور مکنپور کے شاہ مدار کا مزار ہے وہان پر چار روز مقام کیا اور ایک پل کشتی کا بند ہوا کر بعد تشخیص راجہ نوالراے نائب صوبہ سے کہ خود پارا و تیرا والد کو سرکار خیر آباد کی فوجداری دیکر راجہ نوالراے کے ہمراہ رخصت کیا اور کہا کہ تمنے رنج سفر کہینچا ہے چند روز آسودہ ہوا گر راجہ کی

صحبت برار ہو حضور مین حاضر ہونا والد نے راجہ کی جمعیت پسندہ کی ہمراہ ہو لیا کوہ ہمالیہ کے نواح مین عید آئی
صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوئی بعد ازان دار الخلافہ کے نزدیک پہونچا نثار محمد خان بہادر شیر جنگ
ولد سیادت خان برادر سعادت خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کا نواسہ زادہ اور بجای خود امیر عالیشان تھا مع راجہ لچھمی نراین وکیل صفدر جنگ
دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ تاریخ نامعلوم دریای جمن کے کنارے پہونچا اور مقام گاہ سے برید مع
فوج شغالیہ رشید ہستانی کے بڑے تجمل سے جملہ لباس سقرلاتی اور ولایتی گھوڑے سازنقرہ سے آراستہ تھے اور ہاتھیون کی عماری
گنگا جمنی منقش جملہ انبوہ دس بارہ ہزار سی کم نہوگا اول روز قلعہ بادشاہی کا مقابل ہوا اتفاقاً رات کو پانی برسا ہوا اور دو
گھنٹے سے صاف ہوگئی صفدر جنگ نے حسب ضابطہ مقابل برج مثمن دیوان خاص کے جو کہ طلائی خورشید کی طرح چمک رہا تھا
جا اوترا اور آداب تسلیمات اربعہ بجا لا کر لمحہ استادہ رہا اور بعد لینے ارپہول کے جو بادشاہ نے کسی خواجہ سرا یے محلے کے ہاتھ بہیجا تھا
پہر سوار ہو کر فرودگاہ کو آیا اور بادشاہ طرز سواری سے نہایت محظوظ ہوا آخر روز پنجشنبہ ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جب کہ ساعت
ملازمت تہی نزدیک قلعہ اور ریگ جمنا کے کنارے ریتل پر دو درجہ کے خیمہ برپا ہوئے اور صفدر جنگ نے معہ فوج و اسباب
حشم اور تجمل کے کشتی کے پل سے عبور کر کے اپنے خیمہ گاہ مین جا اوترا اور اعتماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر
نصرت جنگ استقبال کو آیا خیمہ اول ملازمان صفدر جنگ سے بہرا ہوا تھا حکم دیا کہ اوسکے ملازمین کے خیمہ میدان میں پہونچے
پیشتر اور خیمہ کو بہ نفتابی وزیر خالی کر دین مردم وزیر نے اول آکر اوس خیمہ مین ہجوم کیا بعد ازان وزیر نے ایک دوسرے
خیمہ کے دروازے تک گذرا وہان پر ذرا ٹہر کر چند مقربان عمدہ کو ہمراہ لیکر اندر گیا صفدر جنگ بہی چند معدودے خیمہ مین
کہ والد فقیر بہی تہا انتظار کرتا تہا جب وزیر کو دیکہا مسند سے اوٹہا اور نصف صحن تک استقبال کر کے بعد معانقہ ایک مسند پر
آ بیٹہے گہری بہر اختلاط رہا پہر عطر و پان کے بعد خوان قمشہ اور جواہرات کے مع فیلان و اسپان کے گذرے وزیر رخصت
ہو کر پیشتر چلا اور اوسکے عقب سے صفدر جنگ بڑے کر و فر سے سوار ہو کر شام کو مستفیض کورنش ہو کر داخل حویلی دار الشکوہ
ہوا جو کہ برہان الملک کے عہد سے حسب عنایت بادشاہ اپنے قبضہ مین رکہتا تہا آخر آہستہ آہستہ تمام لشکر و فوج داخل شہر ہوا
عجب شہر تہا اگر اتنے امرا مانند صفدر جنگ و عمدۃ الملک و آصفجاہ کے داخل شہر ہوتے کچہ امتیاز بیش و کم لوگون کا نہوتا اور
اکثر مقیمان شہر کو معلوم بہی نہوتا کہ کون آئے اور کہان گئے والد بہی راجہ تمل کا باغ جو دیوان خالصہ شریفہ کا اور چند سال
ہوئے کہ مر گیا تہا کرایہ لیکر داخل شہر ہوا روز پنجشنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو شاہنواز خان معروف مرزا پہلوری ولد زکریا خان
ناظم لاہور شاہجہان آباد پہونچکر مشرف حضور بادشاہ ہوا اور آخر روز چارشنبہ چہارم ماہ مذکور کو بند علیخان خلف عزت خان
نعمت اللہی الحسینی جو اپنے نانا کا خطاب شیر افگن خان کہتا تہا ہمراہ عمدۃ الملک کے آکر معزز ملازمت ہوا اور خلعت پنج
پارچہ کی پائے اور اسی ماہ مین دوشنبہ کی شب کو ۱۳ کو شاہزادہ احمد مرزا کا نکاح مہابت خان کی کسی لڑکی سے ہوا
اور اسی مہینے کی ۲۴ تاریخ روز جمعہ کو ستارۂ ذو ذنب دل بقدر نیم گز کے درمیانی خر برج حوت اور اول حمل کے

مابین کوکب نسرہ الفرس اور جناح الفرس کے اول شب ظاہر ہوکر ثلث شب تک رہتا تھا اور تقریب ۲۲ روز کے اسیطرح یکبار رہا اوران دونون کے درمیان سے ظاہر ہوکر بطرف مغرب جنوب اندک مایل جاتا تھا اور شب جمعہ ۱۵ ذالحجہ سے اوسکا ذنب ایک نیزہ کے مقدار کا پدیدار ہوا ستارہ کے انکھ مغرب کو اور دم مشرق کو اور روشنی ہمیشہ زیادہ ہوتی تھی آخر ذی الحجہ مین معدوم ہوا اور شب شنبہ چہارم ذالحجہ کو شیخ سعد اللہ دیوان تن اور سہ شنبہ پنجم ماہ مذکور کو مہرپرور زوجۂ بہادر شاہ جدۂ محمد شاہ فوت ہوئی اور خواجہ قطب الدین کے مزار مین وہان مدفون ہوئے اور اسی اثنای مین روز سہ شنبہ پنجم تاریخ کو گجرات کی صوبہ داری فخر الدولہ برادر شمس الدولہ کو تفویض ہوئی بدین سبب کہ صوبہ مذکورہ خراج سے دفتر دویم مین لکہا گیا پادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا چند سال مرہٹہ کے قبضہ مین رہا اور کوئی وہان کی صوبہ داری قبول نہین کرتا تھا محمد یار خان جو کہ سرداران ایران سے صاحب شجاعت تہا نادر شاہ کی رفاقت سے عاجز ہوا جب نادر زمان آیا یہ ہند مین چہپ رہا اور اوسکے بعد معاودت کی صفدر جنگ کی رفاقت کرتے تہے اور اوسکی رفاقت کے ایام مین بنارس سے معہ چند سواران مغلیہ کے دوڑکر جو روپیہ کہ صاحب جنگ سے بالاجی راو مرہٹہ کو بہیجا تہا اور بالاجی کا وکیل معہ فوج بدرقہ بہیبت جنگ کے سہسرام مین مقیم تہا اسنے چہین لیا اور بعض اوسکے محافظین کو مجروح اور مقتول کرکے بنارس آیا چونکہ صفدر جنگ اسکی جرات سے مطمئن نہتہا اسکی صحبت برار نہوئی شاہجہان آباد مین ترک رفاقت ہوئی فخر الدولہ کا نوکر ہوا نے یہ اشتعال دی کہ صوبہ گجرات حاصل کرے دعوی ہوئے کہ دلاوران فوج مغلیہ کو جو صفدر جنگ کے ملازم ہین باہم موافق کرکے اور سامان جمع کرکے مرہٹہ کو قلعہ اور قلعہ مذکور فتح کرے سبب فخر الدولہ نے سعی کی اور سند اوس صوبہ کی حاصل ہوئی فوج مغلیہ ملازم صفدر جنگ کی اسوجہ اسکو پہچانتی تہی کہ آتش قہر نادری کا شرارہ ہے اسکی رفاقت مین تہی وہی دل سوختگی ہوگی اسکی رفاقت مین راضی نہوی مگر تہوڑے سے لوگ جو دیرینہ اسکے آشنا اور زیر بار احسان تہے ہمراہ ہوئے اور یہ شخص اوسیقدر لوگون سے گجرات گیا اور ہاتہ پیر مارے مگر قلت نقد و رسد ارادہ پر فتحیاب نہوا اور فخر الدولہ کی صحبت برار نہوئی بنا برین ترک رفاقت فخر الدولہ کی عازم خدمت نادری ہوا جب جا پہونچا نادر شاہ نے کہا کہ میرے غضب سے ڈرکر پہر کیون حاضر ہوا عرض کی کہ تجہہ سے ایسے جوانمرد کے ہاتہ سے مرجانا بہتر ہے نامردون کے ہمراہ زندگی کرنے سے نادر شاہ نے اس عذر خواہی سے عفو تقصیر فرمایا فارس و ہرات کے بگلربیگی پر مقرر فرمایا اور فخر الدولہ اسکی غیبت مین اسیر مرہٹہ ہوکر بڑی خرابی سے شاہجہان آباد پہونچا اور گوشہ گزین ہوا اور مرگیا روز پنجشنبہ ہفتم ذی الحجہ کو بڑی بارش معہ تگرگ اور رعد و برق کے ہوئی اندرون قلعہ دیوان عام مین بجلی گری اور ایک گہوڑی اور دو آدمی جل گئے اور دو اور آدمی بیہوش ہوئے روز دوشنبہ پچیسوین ماہ مذکور کو شیخ سعد اللہ کے تینون لڑکون کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا۔

سوانح سال ۱۱۵۵ ہجری مطابق سنہ ۲۵ جلوس والا

روز شنبہ غرۂ محرم ۱۱۵۵ ہجری کو دیوان تن کے خلعت عبد المجید خان کشمیری کو عنایت ہوئے اور اوسی روز کچہری کرکے بعض ضروری کاغذات پر دستخط فرماتے۔ روز شنبہ چہٹی ماہ صفر کو نوروز ہوا اسی سال مین آصفجاہ نے نواح حیدرآباد سے

قلعہ مالکنڈہ کو محاصرہ کرکے مقرب خان لہی سے چھین کر اپنے قبضہ مین کیا چونکہ بادشاہ کو انکے گورانیہ پر چندان اعتماد نتھا اور سعداللہ خان
اور انکا فرزند حفیظ الدین خان آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے متوسلون اور ہم قومون مین تھے اسی سال مین بادشاہ نے
حفیظ الدین خان کو خدمت داروغگی توپخانہ سے جو کہ بادشاہ کے حفظ جان و مال کی خدمت تھی معزول کیا اور عمدۃ الملک کی
صلاح سے بروز یکشنبہ ہشتم صفر کو اول روز صفدر جنگ نے خلعت میر آتشی پایا اور اظہار توقعات و وفا و بقای حقوق نمک حرامی کے
بادشاہ کی زبان سے برآئی اور صفدر جنگ نے پیشخانہ میر آتش کا بقدر شان و شوکت کے قلعہ مین آراستہ کرکے
اپنا رہنا فرمایا اور بنا بر پاس خاطر والد کے چکلہ سکندرہ بادشاہ سے لیکر والد کو مشرف کورنش شاہی کرایا اور خدمت مذکورہ
کے خلعت سے نوازی بندہ اور نیز بندہ کے بھائی فقیر تقی علیخان نے اوسی زمانے مین منصب و خطاب خانی پایا اور چند مہینے
والد کی خدمت مین رہکر آخر رمضان کو صفدر جنگ سے رخصت عظیم آباد کی لی کیونکہ ایکمدت سے وطن مالوفہ اور جناب والدہ وغیرہ
بھائی چچا خالو سب لوگ وہین پر مقیم تھے اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ ناظم بلدۂ مذکور مہابت جنگ سے
قرابت تھی اور اوسنے خلعت مہربانی مع سرپیچ مرصع ہم دونون بھائی کو عنایت کرکے بعض صوبہ بنگالہ کے بھیجنے کو حکم دیا اور
پیغام دعا ناظم عظیم آباد کو دیکر رخصت کیا غرۂ ذیقعد سنہ مذکور کو بندہ مع برادران ہمراہیان کے مع مال خطیر عظیم آباد پہونچا
اور روز سہ شنبہ جمادی الآخر کو ابو الحسن مدار المہام تمام راجا ایسری سنگہ سوائی خلف راجہ ادھیراج جی سنگہ مرحوم نے ملازمت
بادشاہی کی اور خلعت پنج پارچہ سے سرفراز ہوا اور روز یکشنبہ پندرہوین ماہ مذکور کو بنا بر تقدیم نوبت پیر زمار لے موصوف کے
جو کہ حسب الطلب حضور مین آیا تھا اور نیز اوسکے لانے کے واسطے روبرو سے بادشاہ بوساطت خود وزیر الممالک اعتماد الدولہ
فرزند تکیہ سرائے قاضی اوسکے خیمہ مین جا کے تھوڑی دیر بعد اپنے مخیم کو لوٹا اور آخر روز مہاراجہ ممدوح خیمہ وزیر مین حصول ملازمت
کر آیا اور شب شنبہ ۲۷ رجب کو ہمایون بخت برادر محمد فرخ سیر بن عظیم الشان کا انتقال ہوا اور قطب الدین کے مزار مین
دفن ہوا اور روز یکشنبہ ۲۷ شعبان کو فوجداری گوالیار کی خضر خان کی تغیر عمدۃ الملک بہادر کو اور صوبہ داری
کشمیر کے اسد الدولہ اسد یار خان کے تغیر صفدر جنگ بہادر کو عطا ہوئی یہ اسد یار خان نسان تخلص دست گرفتہ عمدۃ الملک
کا تھا اور اوسی کی سعی سے بیچارہ تقرب بادشاہی سے معزول و محروم ہوا اور ایک ایک بالا بند دو نوا امرا کو بجای خلعت کے
عطا ہوتے صفدر جنگ نے اپنے برادر خالو زاد شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے واسطے بند و بست کو روانہ کیا
اور شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو کہ مرد شجاع اور گردن کش تھا از روئے عہد و پیمان سے دل جوئی کرکے طلب کیا اور
بعد حاضری قید کر لیا اور تھوڑی مدت وہان رہکر اوس بلدۂ جنت نظیر کا تفرج کیا افراسیاب خان صفدر جنگ کے رفقا مین
تھا حسب الامر اسکو اوس صوبہ کی نیابت پر چھوڑکر خود شاہجہان آباد کو معاودہ ہوا اور آخر شب شنبہ ہفتدہم ماہ رمضان
کو عظیم اللہ خان جو مدت سے قلعۂ بادشاہی مین قید تھا جان بحق تسلیم ہوا دو تین گھڑی دن چڑھے اوسی دن اوسکے مکان مین
لاش آئی اعتماد الدولہ بنا بر قرابت کے اوسکے گھر گیا وزیر کے آنے سے بڑا ہجوم ہوا اتفاقاً اوس مکان مین تہہ خانہ تھا

بسبب کثرت بارش و دم یا اسکی سبب سے وہ تہخانہ بیٹھ گیا وزیر اور اکثر لوگ محفوظ رہے اور اوسکی لاش کو مزار شاہ نظام الدین کے جوار مین دفن کیا اور آخر ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو قران نحسین ول برج میزان مین اور بنا بر رجعت بار دوم کے اخر ماہ صفر ۱۱۵۸ھ ہجری مین اور تیسری بار بنا بر استقامت آخر ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور کو آخر برج سنبلہ مین ہوا اور ۶ یا ۷ ذی الحجہ کو سلطان عزالدین ولد کلان معزالدین فوت ہوا۔

سوانح سنہ ۱۱۵۸ ہجری مطابق سنہ ۲۸ جلوس والا

علی محمد خان روہیلہ جسکا نام اکثر بتقریب گشتہ ہونے سیف الدین علیخان وغیرہ کے دفتر دوم مین مذکور ہوا اگرچہ اصل کا ادنیٰ گمنام پروردہ تھا لیکن شجاعت سے بہرہ مند اور لیاقت سروری بھی رکھتا تھا اور اعتماد الدولہ اور وزیر الممالک کی آرام طلبی اور غفلت سے اسکی رونق بحد ہوئی تہائی اقتدار پر جا پہونچا مجمل یہہ ہی کہ اول بطور جماعہ داران کے ملازم عمال صوبہ مراد آباد کے اطراف مین رہا اور اپنی جانفشانی اور نیکو خدمتی سے مورد الطاف حکام ہو کر اوس اطراف مین صاحب نام ہوا ایک مدت تک عظیم اللہ خان اور فرید الدین خان کی ملازمت مین جو کہ اعتماد الدولہ کیطرف سے بھی صاحب اختیار اور حاکم با اقتدار مراد آباد کے تھے رہا اور بعد کشتہ ہونے سیف الدین علیخان مظلوم برادر امیر الامرا حسین علیخان شہید کے اس سبب سے کہ روہیلہ مذکور نے عظیم اللہ خان کے ساتھ سید مذکور کے قتل مین برفاقت حاکم مراد آباد شریک تھا اور جوانمردی بھی دکھلائی تھی رتبہ بھی جاہ و حشم بھی زیادہ ہوا اور روشناس وزیر ہو کر صاحب منصب و جاگیر اور بعض پرگنات کا حاکم ہوا چونکہ صاحب عزم تھا بہر صورت قرب و جوار کے محالات کی فتح مین ساعی ہوا بطور اجارہ جاگیر داران آرام طلب و وزیر بے خبر سے حاصل کر کے اقتدار پایا اور فرید الدین خان و عظیم اللہ خان جو شجاعانہ مانہ مین حاکم با اقتدار مراد آباد و جاگیر وزیر کے تھے فوت ہوتے اوسنے افغانی نام سے اکثر روسای فرقہ مذکورہ کی دوستی کی اور افاغنہ نواح قندھار کے جو فوج ایران کے صدمات سے آوارہ ہوئے تھے اسکے افغانی کا حال سنکر حاضر ہو ملازم ہوتے علی محمد خان روہیلہ کر کے مشتہر ہوا جب فراوان اقتدار حاصل ہوا اور سستی سلطنت اور نفاق امرا اور دون ہمتی و وزیر کا مستغرق رہنا شرب مدام اور پریرویان گل اندام مین اسکو معلوم ہوا سرکشی کر کے اداے مالگذاری وزیر مین تامل کیا وزیر نے راجہ ہرنند قوم کہتری کو نائب صوبہ مذکور کیا اور اسباب حرب معہ دیگر مایحتاج کے اپنے سرکار سے دیکر حکم دیا کہ جسقدر فوج درکار ہے نوکر رکھے اور بعدہ صوبہ مذکور کے انتظام اور قرب و جوار کے بندوبست اور روہیلہ مذکور کے گوشمال کا حکم فرمایا راجہ مذکور نے معہ فوج محالات مسطورہ مین پہونچکر کمال غرور حکمرانی شروع کی روہیلہ مسطور نے بمقتضای شعور راہ عذر تقصیر اور تخفیف مالگذاری کا پیغام دیا ہرنند نے وزیر کی مدد اور اپنے فوج کے عدد پر نظر کر کے اوسکی عرض نامنظور کی اور اوسکی بیخ کنی کے فکر مین ہوا روہیلہ نے یہہ ماجرا دیکھکر رفقا سے صلاح کی چونکہ افاغنہ مرد بیباک اور صاحب جرات اور تحصیل زر اور تسخیر ملک مین دلیر و چالاک ہوتے مین ہرنند کی عداوت سخت دیکھکر علی محمد خان کو ایسا ہی جنگ کیا لیکن تاب مذکور نے

لشکر آراستہ کیا جانبین سے لڑائیان ہوئین جب دونون لشکر برابر ہوے راگھو نے بموجب عقیدہ ساعت کے منتظر تاریخ موعود
ہوا اسکو ریتا کر توپین لگا کر چاہا کہ تاریخ آنے کے حیلہ حوالہ مین ٹالے مرہٹہ اس رمز سے آگاہ ہوکر چونکہ دونون لشکر نزدیک تھے ایک رات کو
مرہٹہ نے شہرت دی کہ صبح راجہ کی ملاقات کو لگا اور اوسی رات کو صبح کو تھوڑے دن چڑھے لشکر آراستہ کرکے راجہ کے
سر پر آپہونچا راجہ پوجا مین تھا ہر چند لوگون نے مخالفین کے قریب پہونچنے کی خبر پہونچائی مگر راجہ یہی کہتا تھا ابھی ساعت
جنگ نہین تا آنکہ مخالفون نے پہونچکر فساد برپا کر دیا اور انجام کار تباہ ہوا لڑکا موتی رام جو حسن و جوانی مین مشہور تھا معہ
ہوا اور دن کے سوار ہوا مگر موت نے میدان جنگ سے آخرت کی راہ دکھلائی ہر چند پرتشنگاہ مین تھا بدون ایک قدم اوٹھانے
کے لڑکے کے پیچھے روانہ ہوا اور علی محمد خان کو اسباب فراوان اور غارت بے پایان ہاتھ آئے کمال عظمت سے
فتح نصیب ہوئے اعتماد الدولہ بی شرم نے کچھ تدارک نکیا بلکہ بی حیا نے اپنی بی بی شعلہ پوری کو معہ اوسکے چھوٹے
بیٹے معین الملک کے جہیز معہ کر کے مشہور رسم مصالحہ کو بھیجا علی محمد خان نے عین دریا مین کہ ہنوز شعلہ پوری ملادمان
کے ساتھ بجبر دیر تھی آنکر ملازمت حاصل کی اور معاملہ کو انفصال کیا کہتے ہین کہ افغان مذکور کے دختر معین الملک
کی نسبت مقرر ہوئی تھی لیکن نکاح سے کہین خبر نپائی خلاصہ یہہ کہ اوسوقت علی محمد خان کو بڑا اقتدار حاصل ہوا مرادآباد
بریلی بداون بن گڈہ سنبل اودہ انولہ وغیرہ اسکے قبضہ مین آئے اور قریب تیس چالیس ہزار افغان
اور روہیلہ کے اسکے ملازم ہوے دم بحت مارنے لگا جسوقت کہ عمدۃ الملک صفدر جنگ کے حضور مین پہونچکر مدار علیہ سلطنت ہوے
بادشاہ کو اس افغان کے مفسدہ سے آگاہ کرکے مانع تنبیہ کیا بادشاہ نے انکی نصیحت مانکے آخر شب شنبہ قبل طلوع آفتاب کے
۴ محرم سنہ مذکور کو طالع دلومین جو بمیت گوشمال فرمائی باغ لونی مین نقل مکان کیا اور بعد گذرنے تیرہوین صفر کے کوچ
کرکی دریاے ہنیڈن اور وہان سے مراسنہ مین آیا اور باتیسوین ۲۲ صفر روز جمعہ کو سادات خان بہادر اور ذوالفقار جنگ
خالوے ملکہ زمانی کو دار الخلافت کی قلعہ داری اور صوبہ داری پر سرفراز فرمایا عطائی کا بھی ملبوس خاصہ سے جو اوسوقت
بادشاہ پہنے ہوا تھا معہ شمشیر کے سرفراز فرمایا اور ساتوین روز خانہ مذکور لشکر کو کوچ کرکے شبا شب قریب شاہجہان آباد کے پہونچا
اور روز شنبہ چھبیسوین ماہ مذکور کو داخل شہر اور روز سہ شنبہ ۲۶ کو داخل قلعہ ہوکر کار وبار پر مامور ہوا اور بادشاہ اول ماہ
ربیع الثانی کو سنبھل مین اور اوسکے آخر کو بداون پہونچا سے علی محمد خان نے تاب جنگ بادشاہی ندیکھی قلعہ بن گڈہ مین جا بیٹھا
افواج شاہی نے قلعہ گھیر لیا اور منتظر فرمان ہوئی قائم الدولہ قائم خان بہادر قائم جنگ خلف محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش معہ فوج اپنی دارالملک
فرخ آباد سے لشکر بادشاہی مین پہونچکر بوساطت وزیر حصول کورنش شاہی سے مفتخر ہوا اور راجہ نول رای نائب صوبہ اودہ
ملازم صفدر جنگ معہ فوج اور اسباب شایستہ کے حسب الطلب آقا کے پہونچا چونکہ درمیان فوج شاہی اور نول رای کے
قلعہ نگیر تھا اور خیال ہوتا تھا کہ علی محمد خان چونکہ دشمن حقیقی صفدر جنگ کو جانتا ہی اور وزیر بھی اوس سے نفاق رکھتا ہی اور درپی
شکست کار چاہتا ہے ایسا نہو ہنگام عبور راجہ نول راے کے جو ضروریات قلعہ کے نزدیک سے مقصود ہوگا راجہ مذکور کو

تھا پا کر گرم رام ہوا اور راجہ کو چشم زخم پہونچا کر موجب رنجش صفدر جنگ ہو لہذا صفدر جنگ نے پادشاہ سے رخصت لیکر
مع فوج راجہ نول رائے کے استقبال کو گیا اور سادات سے ہمراہ لیکر کمال کدورت سے اپنے لشکرگاہ کو گیا اور راجہ نول رائے کی ملازمت
شاہنشاہی سے انواع عطایا اپنے آبرو کیواسطے اوسکو مرحمت کروائی القصہ چونکہ وزیر جہالت تخمیر باوجود تمام افغان
علی محمد خان روہیلہ کے جو کہ اوسنے اوسکے ساتھ کی تھین غلط الغرض عمدۃ الملک اور صفدر جنگ نے اوسکا طرفدار رہکر باطن مین
اوسکی تقویت کرتا تھا میان ان دونون سرداران نے اس مہم سے انکار کیئے اوسکے سر چھوٹی علی اور دیہا افغان مذکور
سے عفو تقصیرات کا واسطہ ہوا آخر روز جمعہ تیسری تاریخ جمادی الاولی ۱۱۵۸ ہجری کو اوسکے ہاتھ رومال سے باندھکر اپنے
ہمراہ بادشاہ کے حضور مین لایا اور بادشاہ نے وزیر کے پاس خاطر وزیر کو حکم دیا کہ اوسکے ہاتھ کھولدو اور فرمایا کہ پہننے لے
تکبے بخشا اور لوگ واسطے ضبط اوسکے مال و اسباب کے مقرر ہوئے غلات سے کہ وغیرہ بہت سے ہاتھ لگے اور بعض توپ خورد اور
نقد و جنس غیر غلہ اور چند توپ کے کچھ نہ تھا مگر تھوڑا سا جو قائم خان کے پاس امانت تھا ظاہر ہو کر داخل خزانہ شاہی ہوا اور روز شنبہ
چہارم ماہ مذکور کو پیشخیمہ دار الخلافہ کو روانہ ہوا اور راجہ نول رائے اور قائم خان بنگش بھی مرخص ہو کر اپنے مقامات کو روانہ
ہوئے پادشاہ ہمعنان فتح و ظفر اول روز پنجشنبہ غرہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو طالع آخر بیع اسد مین داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا

ذکر فوت بعض امرا اسی سال گذشتہ مین

آخر ماہ محرم مین نوازش علیخان فوت ہوا اقدم شریف کے آستانہ مین مدفون ہوا اور روز پنجشنبہ چودھوین صفر کو اشرف خان
ولد کلان امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوران فوت ہوکر اپنے باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا اور روز یکشنبہ ہفتدہم ماہ صفر کو
نوروز ہوا اور نصف اخیر ربیع الاول کو اسد الدولہ اسد یار خان لسان تخلص گلگشت ارم کو قدم زن ہوا اکبر آباد اسکا آبائے
مولد تھا وہین بر وقت جوانی ونکو کام شاعر موزون طبع تھا عمدۃ الملک کی دستگیری سے اسنے اور جعفر علیخان نے اور بھی موتمن الدولہ
محمد اسحق خان اور ایک اور شخص نے جسکا نام یاد نہین ملازمت بادشاہی حاصل کی وہ اور اسحق خان اول ہی روز مین پنجہزاری اور
دو آتشی اور بھی چار ہزاری ہوئے جعفر علیخان نے عمدۃ الملک کی رفاقت قبول کی بادشاہ کے تقرب سے اسحق خان
سر بفلک ہوا اور اسد یار خان بھی دوسرے مرتبہ شش ہزاری اور خطاب اسد الدولہ اور صاحب ماہی اور مراتب ہوا اور بادشاہ اوسکا
رسالہ پنجہزاری سوار کا داغ شمشیر سے ملازم شاہی ہوا آخر کو عمدۃ الملک نے رشک کھایا اکبر آباد سے معاودت ہو کر بادشاہ کو
منحرف کر دیا انکا رسالہ شمشیر داغ برطرف ہوا حضرت با وجود نہوین کے مورد طعن ہوئے اسد الدولہ خان کے عمدہ حال سنے گئے
اونمین سے ایک یہ ہے کہ در دولت پر ایکسو چالیس نفر چوبدار مقرر تھے اور ہر روز ستر نفر حاضر تھے لیکن انکے باقیماندہ دیگر
پہرہ ناظر ... باوجودی کہ مرجع عام اور ہجوم انام تھا حکم ممانعت کسیکا نہ تھا یہ فقط گرجہ پہرہ داروں کی اس
لحاظ سے تھے تا کہ کوئی اوسکے مجلس بیگانگی اس شخص کا سلوک ہر کہ و مہ سے مسلوک تھا و رباعی اوسکی یادگار ہے لکھتا ہون

رباعی	گہ با صنم شفیق و مے باید زیست	گہ تنہا بے رفیق ہم باید زیست	انسان بہزار جا بشکر باید زیست	یکچند بہر طریق میباید زیست

ولہ کہ قصۂ شیخ وشاب باید گفتن + کہ خنگوئہ نان وآب باید گفتن + النان تا مرگ گفتگو لابدست افسانہ براے خواب باید گفتن

نوروز دھم جمادی الآخر روز دوشنبہ کو خبر ملی کہ ۲۱ ماہ مذکور کو روز دوشنبہ زکریا خان ناظم لاہور فوت ہوا وزیر نے جو اوسکا سالا تھا یہ خبر چھپائی اور اوسکے خلف کلان میر یحییٰ خان کو حیلہ ملاقات پدر سے اوسی روز بادشاہ سے رخصت کرا دیا بستم ماہ مذکور کو روانہ ہوکر بعد ورود لاہور کے بجاے پدر متمکن ہوا بائیسوین کو وزیر نے ماتم کیا بعد تعزیت ۲۶ تاریخ روز دوشنبہ کے حضور مین آیا اور روز دوشنبہ بستم شعبان کو خلعت صوبہ داری لاہور کی وزیر الممالک اعتماد الدولہ کو ملی اسنے نیابت زکریا خان کے لڑکون کو روانہ کیا آخرکار دونون بھائیون مین خصومت ہوئی شاہ نواز خان نے بڑے بھائی یحییٰ خان کو قید کرلیا بعد چندے یحییٰ خان اپنی بیبی کے حیلہ سے خوان طعام مین چھپ کر نکل گیا اور یارون کی اعانت سے قاضی کے گھوڑے پر بھاگا بھاگ دار الخلافہ مین آیا اور شرم نالائقی سے فقیر ہوگیا وہ شہر کی نہر کے کنارے کوٹے بناتے اور اوسکا نام چنگیا رکھا چونکہ وزیر کا داماد اور صاحب ومال تھا چند رفقا نے بھی بیچ دکھلائی اور شاہ نواز خان دونو صوبہ پر حکمران رہا آخر روز دوشنبہ شانزدھم شعبان کو اسد اللہ خان برادر کلان عمدۃ الملک اکبرآباد مین جان بحق ہوا اور وقت نصف شب پنجشنبہ ہفتم شوال کو خانہ شاہزادہ مرزا احمد بن محمد شاہ کے گھر مین لڑکا تولد ہوا۔

ذکر سوانح ۱۱۵۹ ہجری مطابق ۲۹ جلوس محمد شاہی

دوشنبہ کے روز ۲ صفر ۱۱۵۹ ہجری کو نوروز ہوا اور ربیع الثانی مین غلام محی الدین خان جو زکریا خان کے ضبطی مال کو گیا تھا اور اوسکے لڑکون سے لے آیا تھا حضور مین لاکر بعطاے پالکی جھالردار اور اضافہ منصب ہزاری سے سرفراز ہوا روز جمعہ ۱۳ جمادی الاول کو بہروز خان خواجہ سراے محلی بادشاہ جمعہ کی نماز پڑھکر اپنے چیلہ یعنے متبنے کے گھر آیا وہ اپنے پیر کے وصال کو اپنی بی بی سے پرہیز دیتا اور بی بی نیک بخت بہ سر انکار تھی جب بڑی کشاکشی ہوئی نیک بخت کے باپ نے غیرت کھائی حفظ ناموس پر آیا دونون پر ہاتھ صاف کیئے جمدھر کی ضرب سے اجل حاضر ہوئی اور اوسکے بچگان ہمراہی کو مجروح کیا اور خود اوسکے ملازمان کے ہاتھ سے دار الآخرۃ کا راستہ لیا بہروز خان مجروح پالکی پر اپنی فرودگاہ کو چلا اسی ڈالنوان محل مین دنیا کی گدی چھوڑی خواجہ قطب الدین کی مزار کی جوار مین دفن ہوا اوسی ماہ جمادی الاول مین شب جمعہ کو حافظ عجیبہ خان خواجہ سراے داروغہ باورچیخانہ بادشاہی آخر شب نماز پڑھتا تھا غشی جو آئی دنیا سے چل بسا اور اوسکی جگہہ ولد مرحوم مقرر ہوئے ۵ ۲ ماہ مذکور کو پادشاہ باغ تالکٹورہ کی سیر کو تشریف فرما ہوتے مرزا محمد اسحٰق خان نجم الدولہ کو خدمت چوکی خاص کی بجاے خواجہ بہروز خان کی ملی بروز یکشنبہ ۲۷ کو خبر بادشاہ نامدار خواجہ قطب الدین کے سیر کو گیا بالا بند پایا اور روز یکشنبہ تاریخ پنجم بادشاہ داخل قلعہ مبارک ہوا۔

ذکر انتقال عمدۃ الملک کا جمدھر سے زخم کھاکر باشارہ شاہی

عمدۃ الملک بہ مدارالمہامی کے امور مین جملہ امثال واقران سے جود وعطا فراوان کرتا تھا کسیکو اپنے برابر سمجھتا نہین تھا تا آنکہ

عجب اتفاق ایک روز وزیر حالت نشہ مین بام خانہ سے گرا اور استخوان سندران پیچیدہ ہوگئین سات
آٹھ مہینے تک صاحب فراش رہا اور صحت کے بعد بھی قوت آمد رفت دربار اور قیام حضور کے
نپائی اور اپنے لڑکو مین تمیز نپائی لاچار عمدۃ الملک کو نائب و مختار کیا الیاس گاہے گاہے جانا خفیف سا ٹھیر کر واپس چلا آتا
صفدر جنگ تو دوست ہی تھا اب عمدۃ الملک کا اقتدار بڑھنا شروع ہوا پیشتر سے بادشاہ کی مصاحبت مین بے لہجی
کرتا تھا اب اور بھی بے تکلفی ہوتے ہر امر مین مبالغہ کرتا خصوص اپنی ملتمسات کی پذیرائی مین نہایت کد و جد از حد کرتا تھا
اور نجم الدولہ محمد اسحق خان بہادر اور اسکے بھائی باوجودیکہ مشمول لطف شاہی تھے مگر بمقتضای اس امر کے کہ انکا باپ اسکا
آوردہ تھا کچھہ خیال مین نہ لاتے تھے محمد شاہ نے واسطے افزایش اقتدار اسحق خان کے بہن کی وصلت شجاع الدولہ حفیظ الدین
حیدر خان بہادر جنگ ولد صفدر جنگ کے ساتھہ مقرر ہوئی اور عمدۃ الملک کو اپنی جانب سے سرانجام شادی خیر کو مقرر
کیا صفدر جنگ نے یہہ شادی بڑے تزک احتشام سے کی منجملہ اسباب مین نو گھڑی ایکہزار چاندی کے تھے جو ساچق مین بھیجے
تخمیناً ہر ایک گھڑہ سو روپیہ سے کم کا نتھا عمدۃ الملک ایکمرتبہ بادشاہ سے مرخص ہوکر سلاطین مقید سلیم گڈہ کی ملاقات کو گیا
لوگون کو مظنہ بد اسکے جانب سے دل مین آیا خصوص بدخواہان عمدۃ الملک نے اسی تقریب سے بادشاہ کو منحرف کر دیا
تا آنکہ بادشاہ کے دلمین عمدۃ الملک کی بدخواہی کا نقش جاگزین ہوا اور درپے اوسکے دفعیہ کے ہوا تا آنکہ عمدۃ الملک نے
کسی مقدمہ کی تقریر مین بحضور بادشاہ طول دیا بادشاہ ملول ہوا فرمایا اب دوسرے روز رکھو اسنے کہا قدرے سن لیجیے
بادشاہ نے دوبارہ تھوڑی دیر کے بعد وہی کلمہ کہا اوسنے وہی جواب دیا خواجہ سرا کے لوگ اکثر تنگ حوصلہ کج خلق
ہوتے ہین روز افزون خان ناظر نے جو باپ ادی کے عہد سے ملازم پیر اور اکثر ابواب جرم سرای سلطانی اوسکے تفویض
تھے زیر لب بڑبڑانا شروع کیا عمدۃ الملک نے سنا کہ کہتا ہے آج سے رانڈ مونڈو کا قصہ تمام کیونکہ یہہ سنتی ہی آشفتہ ہوا غلام کی
کیا مجال کہ امرا کی گفتگو مین دخیل ہو اوسنے جواب دیا کہ اگر غلام ہون تو بادشاہ کا ہون اور ون کا نہین ہون عمدۃ الملک نے
بادشاہ سے کہا کہ اگر یہہ ناظر ہے تو بندہ دربار نہ آویگا ورنہ میرے تعہد مین عہدہ نظارت فرماتی بادشاہ نی دلجوئی کی
فرمایا تمہاری خاطر عزیز ہے انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا یہہ سنکر مرخص ہوا اور آگاہ خان خواجہ سرا کے اپنے داروغہ دیوان
خانہ کو نیابت پر تجویز کرکے امیدوار کیا بادشاہ کو فکر ہوئی ناظر روز افزون سے کہا کہ ایک تو یوہین دق رکھتا تھا اگر وہ ناظر
ہوا تو جان بچانا محال ہوگی اوسنے کہا کہ اگر مرضی ہو اسکا تدارک مشکل نہین بادشاہ نے اجازت دی روز افزون خان کو
قاتل کی تلاش ہوئی اور اپنے متبنی سے کہا اوسنے اپنے بھائی جواہر نامی کو جو پیشتر عمدۃ الملک کا ملازم تھا اور آزردہ ہو کر مستعفی
ہوا تھا ڈھونڈھ نکالا اور یہہ شخص پیشتر بھی ناظر اغتنا اوسکے قتل کو بھائی سے کہا کرتا تھا اب مبالغہ تمام آمادہ ہوا اوسنے
کہا کہ جب عمدۃ الملک داخل دروازہ قلعہ خاص ہو اوسکا کام تمام کرو تا آنکہ روز جمعہ ۲۳ ذی الحجہ کو اول صبح عمدۃ الملک
خاص اسی کام کو آگاہ خان کو ہمراہ نے خلعت دلوانے کو برخلاف ضابطہ حاضر آیا روز افزون خان نے قاتل کو

دیوان خاص سے کے دروازے پر مخفی کیا جیسے کہ عمدۃ الملک نے بخاطر جمع دروازے پر قدم رکھا قاتل متنظر نے ایسا جدہر مارا کہ تہیگاہ تک جا پہونچا اور فوراً سید مذکور خانۂ خاص عدم کو راہی ہوا لاش پالکی پر اوسکے مکان تک جنبلی ہی اوسکے ساتھ آئی مگر اوسکے ملازم تابع دفن لاش اور ضبطی مال و اسباب با وجود ہونے اپنی تنخواہ کے ہوتے اور ہادی علیخان داروغہ فیلخانہ شاہی برادر مقتول اور عبد المجید خان دیوان خالصہ و تن و بیرم خان و نعمت اللہ خان وغیرہ امرا اور اقربا جو برسم تعزیت اوسکے گھر گئے تھے اوسکی ملازمین سے قیدی ہوئے کسیکو مجال نکلنے کی نہ تھی بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ اوسکا مال و اسباب ضبط کرے اور کسیکے تنخواہ نہ دے بلکہ اونکے قتل کا حکم کرتا تھا مگر نوکر پیشہ نے قبول نہ کیا تا آنکہ صفدر جنگ درمیان میں آیا اور فرید خان بہادر اور سیدی بلال کو بھیجکر تنخواہ کا ذمہ کیا اس مقدمہ کو چار روز گذرے لاش متعفن ہوئی آخر اوسکی جنس بیچکر ادائے تنخواہ کا قرار ہوا تب لاش دفن ہوئی پہلے سوز خلیل اللہ خان کے مقبرہ میں جو اسکا دادا تھا متصل سرای روح اللہ خان کے ایک شاعر نے مادہ تاریخ (غم عمدہ) نکالا ہی آخر اوسکی اجناس بیچی گئی جواہرات اور اسلحہ بادشاہ نے بقیمت ایک لاکھ کے خرید کئے خیر تنخواہ تقسیم ہوئی بیچارہ درمیانون نے رہائی پائی —

سوانح سنہ ۱۱۶۰ ہجری مطابق سنہ ۳۰ جلوس محمد شاہی

روز شنبہ نہم ربیع الاول سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو نوروز ہوا اور آخر رجب اول شعبان کو یحیی خان مدار المہام دار الانشا اور دیوان خالصہ جو عبد المجید خان کی تغیر پر مقرر ہوا انتقال کر گیا بعد سوم کے ہر ایک اوسکے چھ لڑکے اور ایک پوتے نے خلعت ماتمی پائے اور ایک لڑکے ارشد کو مالائند اور خدمت دار الانشا کے مرحمت ہوئی اور روز پنجشنبہ ششدہم شعبان کو دیوانی خالصہ محمد اسحق خان کو معہ خلعت ششپارچہ کے لطف ہوئی اور بروز پنجشنبہ ۲۴ کو کچہری کرکے منتظم کی اور بروز چارشنبہ آخر شعبان اعز خان داروغہ گرزبرداران فوت ہوا اور سلخ رمضان کو دفن ہو اور خلعت ماتمی او خدمت مذکورہ کو اوسکے لڑکے چھپا اعزخان نام کو ملی روز شنبہ بست و ہفتم ذی الحجہ کو ناصر خان صوبہ دار کابل جو احمد شاہ ابدالی کی حضور سے بھاگ کر حاضر ہوا خلعت ششپارچہ اور شمشیر و فیل اسی وجہ سے مرحمت ہوئی کہ نادر شاہ تو مرا شاید اسکی اعانت سے وہان کے افاغنہ آشتی کریں اور صوبہ مذکور فتح ہو —

سوانح سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ ۳۱ جلوس محمد شاہی

اسی سال کا عمدہ سوانح آنا احمد شاہ ابدالی درانی اور رحلت کرنا محمد شاہ بادشاہ کا ہے احمد شاہ ابدالی ابتدائے سال مذکور میں وارد ہوا ہنگامہ ورود جنگ وقوع ہوا اور جلوس احمد شاہی غرہ جمادی الاول تک ہوا لہذا یہ سانحہ بیان ہوتا ہے مخفی نرہے کہ یہ احمد ابدالی دراصل تیس زادہ ہائے الوس افغان ابدالی اور رعایائے ہرات سے ہے بعد مہم و غلبہ نادری کے اسیر پنجہ نادر شاہ ہو کر بعد چندی رہائی پا کے بزمرہ لیاولان شاہی میں مقرر ہو کر مورد الطاف نادری ہوا آخر رفتہ رفتہ برتبہ منگباشی سے حاصل ہوا چون کہ نادر شاہ مرحوم ایران اور فرقہ ترکان سے مطمئن نہ تھا ہوا خواہ افاغنہ

اوبر افواج توران کو بعد مغلوبی کے مورد الطاف فرمایا و اکثرون کو انمین سے اپنے لشکر کا سالار کیا بلکہ افاغنہ کو نسبت ترکون کی زیادہ اقتدار کیا اونمین آزاد خان بھی تھا تیس ہزار سوار کا مالک جسنے دم اقتدار مارا اور آخر کار کریم خان زند کی آب تیغ سے اوسکا شعلۂ اقبال ٹھنڈھا ہوا اسکو اپنا نوکر کیا احمد ابدالی بھی اونمین میں سے لیکن یہہ شخص تقی خان آختہ کی اعانت سے انقلاب قبل نادرشاہ مین بھاگا بعض خزانہ طہماسپ چلا گیا جو اوسکے لشکر کو جاتا تھا متصرف ہوا اور کچھ اپنے پاس سے بہم پہونچا کر صاحب سکہ و خطبہ ہوا اور اوسکا آنا ہند مین سات مرتبہ ہوا انیطالع اللہ تبدر یج مرج صحیفہ تاریخ ہوگا اول مرتبہ کا ب باڑی مین آخر ۱۱۶۰ مین آیا اور ۱۱۶۱ ہجری کے آخر مین معاودت کی ۔

ذکر واقعہ احمد شاہ ابدالی بنابر تسخیر ہند اور سرہند تک آنا اور لوٹ جانا

احمد ابدالی منظور نظر نادر ہو کر اوقات آبرو سے بسر کرتا تھا سال ۱۱۶۰ ہجری مین بادشاہ سے مرخص ہو کر اپنے گھر آیا اور بعد وقت معاودت امام الانس والجن سلطان ابوالحسن علی بن موسی کی زیارت کرکے وہان سے چلا ہوا ر مزار پر ایک درویش جابر نام کو دیکھا کہ خیمہ محقر مثل طفلان استادہ کئے ہوئے ہے اسنے جا کر استفسار کیا کہ یہہ خیمہ اور بازی طفلانہ سے کیا غرض ہے اوسنے کہا تو احمد ابدالی ہے اسنے کہا ہان اوسنے کہا یہہ خیمہ بوقت مرنے نادرشاہ کے گریگا اور تو اوسوقت بادشاہ ہوگا احمد نے کسی امیر رفیق کو وہان پر چھوڑا کہ تاریخ تحریر کیے اور اوسکی حفاظت رکھے اور خود حضور نادرشاہ مین گیا جب نادر مارا گیا احمد لشکر سے بھاگ کر مشہد مقدس مین آیا اور وہان خیمہ کے افتادہ کے بروقت قتل نادر کی خبر اوسی تاریخ کو پائی اب سلطنت کا انتظار ہوا اپنے فوج کو فراہم کیا اور محمد تقی خان سبزواری کہ خواجہ کے نام سے مشہور رہا ہم متفق کیا آختہ کے لقب کا یہہ سبب ہے کہ نادرشاہ نے ایکمرتبہ غصہ ہو کر اوسکو آختہ کر دیا تھا خیر ساحت معہود پر جبیغۂ سلطنت سر پر رکھا اور تحصیل صوبہ کابل کو جو کہ ناصر خان صوبہ دار اپنے ہمراہ بادشاہ کے پاس اور میر محمد عسکری تعاحد نوراللہ خان شیعی مرتضی آبادی جاتا تھا بجبر اپنے قبضہ مین لایا اور شاہ جابر کہ ولیا یہ شاہ جابر اوستاخال خوریغاپہ مشہور کابلی کا نوہے وہ بھی فقیر تھا ۔ خلاصہ یہہ ہے احمد ابدالی نے بعد اخذ خزانہ ناصر خان کو صوبہ دار کابل بنایا خلعت دئے بدین شرط کہ کابل پہونچکر تا پنج لاکہ روپیہ جلد بھیجی پانچ سوار ورانی ہمراہ کر دی ناصر خان کابل پہونچکر وہان کی افاغنہ سے ظاہر کیا اونہون نے ادای مبلغ مذکور خارج مقدرت بیان کیا اوسنے کہا اگر روپیہ نہین ادا ہوتا کیا تدارک کروگے اونہون نے کہا اوسکا تدارک اسنے جواب دیا کہ میری دلجمعی نہین اونہون نے سوگند وپیمان کے ناصر خان نے سواران ہمراہی کو نکالدیا ابدالی نے خبر پاکر تدارک ہو کر نوڑا تھا افاغنہ کابل نے اوسوقت بدعہدی دکھلائی عہد و سوگند کے مالوہ آئے ناچار ناصر خان کابل سے پیشاور آیا اسکے چلے آنے پر افاغنہ ابدالی سے جا ملے تسخیر پیشاور کی دلالت کی احمد شاہ پیشاور آیا ناصر خان معہ ناموس متحصن ہوا اور حق کے زمانی مین شاہنواز خان ولد زکریا خان نے برادر یحیی خان کو لاہور سے نکالکر وہ صوبہ لاہور و ملتان مین مستقل تھا اونیہ ننگ خان شیطان خصلت شاہنواز خان کے بیخ کنی مین مستعد ہو کر بولا کہ تم فقط وزیرالممالک قمرالدین خان بہادر کے بھانجے ہو اور یحیی خان بھانجا اور داماد

وہ تو ہی نہین سمے کہ بادشاہ وزیر سے کے پاس گیا ہوا اور سو وزیر تمہاری ہمکاری مین تابمقدور کوتاہی نکرے صلاح یہہ ہی کہ احمد ابدالی سے
موافق ہو شاہ نواز خان نے ابدالی کو تحریر کیا کہ بادشاہی آپکی اور وزارت ہماری ہو تو احمد ابدالی جسکے خیال مین یہ امر تھا سجدہ گذار ہوا عہد
نامہ محکم مشحون گواہی سران لشکر مرتب کر کے روانہ کیا بعد ازان آدینہ بیگ خان نے قمر الدین خان وزیر کو لکھا کہ مرشدزادہ
ہم فدویون کی بات نہین سنتے اور احمد ابدالی سے خط خطوط رکھتے ہین اگر حضور سے اونکی تسلی ہو ہمین بھی مجال التماس ہے قمر الدین خان
نے چار نامہ پر بدستخط خاص ایک خط لکھا کہ ہمارے خاندان مین نمکحرامی کبھی نہین ہوتی ہرگز ایسا ارادہ نکرنا افسوس کہ ایک افغان
بیساول کی اطاعت کی ہے لازم ہے کہ مردکہ مذکور کو نکالکر تمام حدود ہندوستان کی فتح کہ دلخواہ صوبہ کابل و کشمیر و ٹھٹھہ
وملتان مین تمہارا عمل ہوا و رانیجانب کو اپنی امداد و اعانت مین مصروف جانو شاہ نواز خان اس خط کی پہونچتے ہی احمد ابدالی سے بدل گیا
اور آدینہ بیگ خان کو از راہ بدخواہی ان نقض عہد پر مشورہ کیا ناصر خان ابدالی سے کے حصار مین بند ہوا اسباب غلات وغیرہ سب
خرچ ہو گئے بھاگنے کا پہلو سوچنے لگا بخشی ہمراہی نے عرض کیا کہ حضور یہان سے نکل جائین ایکروز کے بعد بندہ بھی راہ لیگا اس صورت مین
کوئی آپکا پیچھا نکرے لگا آخر ایسا ہی ہوا ناصر خان چند نفر کے ساتھ فراری ہوا اور بخشی دو الکیہ و لڑکر جان بحق ہوا ناصر خان کے
ناموس ابدالی کے ہاتھ لگی مگر پاس خاندان کی عزت و حرمت کی آخر کو چھوڑ دیا ناصر خان لاہور پہونچا شاہنواز خان نے
ملاقات کر کے استقامت کیواسطے اقرار کیا اسنے حاضری دار الخلافہ کا ارادہ کیا لنگر کے راہ لی شاہ نواز خان رخصت ہوا
اور اسکے خانسامان کو ہمراہ لیکر جمیع کارخانجات عمارت مثل خیمہ و فیل و اسپ و ملبوسات و باورچیخانہ و آبدارخانہ وغیرہ
مع چار لاکھ روپیہ نقد کے دیکر روانہ خدمت ناصر خان کیا ۔ احمد ابدالی نے راجا سو عمد کو خط لکھا جواب مین صاف
جواب ہوا ہر چند ابدالی نے اخلاص کی لی مگر شاہ نواز خان نفاق سے نہ باز آیا شاہ صابر ہمراہ لاہور مین عبد اللہ کے گھر
تھا فروکش ہوا شاہ نواز خان نے خبر پاکر آدینہ بیگخان اور راجہ کوڑامل کو بھیجکر دریافت حال کیا صابر نے کہا مجھے کچھ
تمسے تعرض نہین ہے لیکن حق محبت وہی کھینچ لاتا ہے چونکہ لاش شہر و نیز حکام شہر کے حقوق میری گردن پہ ہین اسقدر
رکھتا ہون کہ بدعہدی خلق و خالق دونون کے روبرو بد ہے اور تمہاری تلوار احمد ابدالی کی شمشیر سے مرا نہین کسی نے
کہا کیا ہماری مالک کی تلوار لکڑی کی ہے اوسنے کہا نہین صاحب دونون کی تیغ آہنی کی ہے مگر ابدالی کا اقبال
مائل عروج ہی آدینہ بیگخان نے شاہ نواز خان سے ساری کیفیت بیان کی اور سحر سے منسوب کیا بہرصورت صلح ہو گئی
اور فقیر مذکور حوالہ بخشی ہوا تاکہ نظر بند رکھین ناچار ابدالی لاہور کو عازم ہوا شاہ نواز خان بھی بڑی فوج و حشم سے بیرون
شہر نکلکر مورچہ آرا ہوا ابدالی نے بھی مقابل پہونچکر لشکر آرائی کی شاہ نواز خان نے کلب علیشاہ درویش جفاری سے
پیغام دیا کہ پایان جنگ کیا ہوتا ہے اوسنے کہا کہ آج کا دن تمپر گران ہے اگر آج نلڑو بہتر ہے کل تمہاری ظفر ہو گی
شاہ نواز خان نے آدینہ بیگ خان اور راجہ کوڑامل اپنے دیوان کو بھیجکر سران لشکر کو مانع ہوا کہ آج کوئی نلڑے
اور اگر مخالف غلبہ کرین تو سنگر کے اندر سے مدافعہ کرنا یہ حکم دیکر بخاطر جمع خیمہ گاہ مین روانہ ہوا کھانے کا وقت پہونچا

دسترخوان پر بیٹھا تھا کہ ناگہان توپ کی آواز آئی اور میر بیگ خان وغیرہ بھی کھانے مین شریک تھا تھوڑی دیر مین دوسری آواز آئی بعد
استفسار معلوم ہوا کہ سواران ابدالی نمودار ہوئے تھے دو سو نفر قزلباش سرکار نے بیرون لشکر جاکر اونھین ہٹا دیا تھوڑی دیر مین
اول سے زیادہ سوار اغیار نظر پڑے اونھین توپ کی شلک سے بھگایا بعد ایک لمحہ کے کسی سوار ہمراہی بخشی نے اکر عرض کی
کہ کمک ہماری کرو شاہنواز خان نے متحیر ہو کر سبب دریافت کیا خبر لائے کہ اونھین قزلباشون نے دوبارہ بھی اونکا مقابلہ کیا
وہ دو ہزار سوار تھے دو گروہ اوسی قزلباش سرکاری دو سو نفر تھے تاب لا نہ سکے فرار کیا محافظان سرکار نے سواران سرکاری کے
آگے سے توپ چھوڑی اغنی ابدالیون کے سوار دو ہزار اسکے پیچھے آگھسے لشکر مین رستخیز برپا ہے شاہنواز خان نے فرمایا ہم سوار
ہوتے ہین اور میر بیگ خان کو بخشی کی مدد پر حکم دیا وہ آئے سے بلے لیکر تماشا سے دریا مین مصروف ہوا شاہنواز خان نے تاکید
الغرض کی تھوڑی دیر کے بعد پھر استادہ ہو شاہنواز خان ہاتھی پر سوار ہو کر لوگون کو تاکید جنگ کرتا تھا کہ شام ہو گئی ابدالی اپنی فوج
کو واپس لے گئے لیکن آشوب لشکر کم نہوا اور میر بیگ خان ورسوتن شہر کو چلا گیا شاہنواز خان نے لوٹ کر خیمہ مین اوترنا چاہا اونکا
بھوچا خواجہ مین چھپا بیٹھا رہا اوسنے کہا کہ حصار شہر مین چلکر جنگ کیجئے اسنے کہا کہ اسوقت خیمہ مین رہینگے صبح تدارک کیا جائیگا
اوسنے ایک نماز کا وقت جو ہین شاہنواز خان کا ہاتھی خیمہ سے بیشتر ہٹا لوگون کو فرار معلوم ہوا ہلچل پڑ گئی تورانیان لشکر نے غارتگری
شروع کی خیمہ شاہنواز خان مین ایک تنکا نہ چھوڑا شاہنواز خان حیران دروازے تھانہ مین پہونچا بعض لوگ مصالحہ کی بنوا لائے تھے
کو بخشی حاضر ہوا شاہنواز خان نے فقیر کا حال استفسار کیا اوسنے کہا کہ بر وقت غلبہ جنگ کے بندہ سے مارا گیا شاہنواز خان
نے سنگ خورش اوسکے چھاتی پر مارا اور کہا کہ اب ملاقات کی بھی صورت نہین ناچار کیسہ ہای اشرفی اور چند قیمہ جواہرات بعض
خواجہ سرائیون کو حوالہ کرکے راہ فرار لی اور فتح و نصرت ابدالی کے ہاتھ لگی صبح کو ابدالی داخل شہر ہوا شہر کی غارتگری مین
کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا بعد اس تسخیر کے جب احمد شاہ ابدالی نے لی خبری ملک سند کے خبر پائی قاصد تسخیر شاہجہان آباد ہوا
سنہ ۱۱۶۱ میں میر تقی خان حمد سالار فوج قزلباش لاہور سے متوجہ دہلی ہوا محمد شاہ نے یہ خبر پائی اپنے لڑکے احمد شاہ کو معہ تمام
فوج شاہی اور توپخانہ کے ہمراہی وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان و ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ اور راجہ ایسری سنگھ
سوائی ولد راجہ جی سنگھ وغیرہ راجہائے صوبہ اجمیر کے مامور کیا ہفتم محرم ۱۱۶۱ ہجری کو صفدر جنگ اور ذوالفقار جنگ
اور شیر جنگ و معین الملک وغیرہ وزیر کے لڑکون کو معہ دیگر امرا کے بھر دن چڑھے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا اور
نو گھڑی دن چڑھے وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان کو بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے فتح پیچ سر پر باندھا
اور طرہ بادلہ کا اپنے دستار سے نکالکر اوسکی دستار سے لگا دیا اور ابدالی کی لڑائی کو رخصت فرمایا اور ذوالفقار جنگ
سلوات خان کو بخشی گری سوم کی خدمت اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد ہوئی اور چوتھی درجہ کی بخشی گری سادات خان
لڑکے محمد اسحق خان کو معہ خطاب نجم الدولہ کے عنایت ہوئی شاہزادہ معہ فوج مذکور سہرند سے گذر کر دریای
ستلج کے کنارے ماچھی واڑہ پہونچا اور بادشاہ ابدالی معہ فوج ہمراہی جو سات ہزار سوار سے زیادہ تھے لودیانہ

ہوکر بالا بالا داخل سرہند ہوا اور سیزدہم ربیع الاول سنہ مذکور کو شہر سرہند کی لوٹ ہوئی جسنے وزراعی قوم ہلائی اوسکی جان لی شاہزادہ
کی اس خبر سے ادہر کو توجہ ہوئی اور مقابل ابدالی کے پہونچکر بخوف فوج ولایتی اپنے لشکر کے گرد خندق بنا پناہ لی
بیدر رہوین ربیع الاول سے ۲۰ ماہ مذکور تک آتش جنگ و جدال گرم رہی کیسقدر جنس و ربان و توپ کے گاڑیان شاہزادے
لشکر سے پیچھے رہین تہین وہ ابدالی کے ہاتھ لگین اوسنے یہہ سرمایہ پاکر بان و گولہ کی آن بان دکھلانا شروع کی با وجود کثرت عظیم
کے ہندوستانی محصور تھے ۲۲ ماہ مذکور کو اعتماد الدولہ وقت چاشت کے نماز خیمہ مین ادا کرکے مصلے پر تھا کہ ابدالی کی فوج سے
ایک گولہ نے پہونچکر اوسکا کام تمام کیا راجہ ایسری سنگہ وغیرہ جملہ بیس تیس ہزار نفر تھے مگر وزیر کے مرتے سارے بھاگ اوٹھے
صفدر جنگ و معین الملک و لد وزیر معہ شاہزادہ کے با وجود و و رخنہ بزرگ کے پایدار رہے ۲۸ تاریخ کو ابدالی سنے بصورت
وزیر یورش کی معین الملک نے استقلال کرکے اکثر دلاوران مخالف کی جان لی مگر بے شمار لوگ زیرے کے مارے گئے
دریاے خون وان ہوگیا اور بنا بر اتصال صدمات جنگ احمد شاہ کے رفقا کو بہی پہونچے تہے نزدیک تھا کہ فوج
ہند کو چشم زخم نصیب ہو صفدر جنگ نے اس دادیدے تھوڑی فوج شاہزادی کی مدد پر بہیجی اور خود معہ فوج خود پیادہ پا ہوا
اور رہکلہ اور بان اور جزائد جنگی کو روبرو کرکے درمیان معین الملک و ابدالی کے حایل ہوا جنگ عظیم درپیش ہوئی ادہر تو
فوج ابدالی کے صدمہ جنگ معین الملک اوٹھا چکی تھی ناگہان صفدر جنگ معہ فوج گران اور توپخانہ آتش بار کے آگیا اور اسی گرما
گرمی مین آتش خانہ ابدالی مین آگ لگ کے ہزاروں بان شہاب ثاقب کے طور پر نمودار ہوئے اکثر ہمراہی ابدالی کے خاک پر
لوٹ گئے اور سارا انتظام شکست ہوا آخر کو پیر اوٹھے بھاگا اوٹھا اور بادشاہ ہند کی فتح یابی ہوئی رات کو بعض پیغام
صفدر جنگ کے پاس بہیجا اور صبح کوچ کرگیا کابل و قندہار کی تنہی تا (محمد شاہ نے ظفر کی خبر اور جانثاری وزیر اور تردوات
صفدر جنگ وغیرہ کے سنکر شادمان ہوا اپنے عین حیات مین کہ آغاز بیماری تھا صوبہ داری لاہور و ملتان کی معین الملک کے
نام بخشدی اور صفدر جنگ کو معہ شاہزادہ اور دیگر امرا کے حضور مین طلب کیا شاہزادہ نے معین الملک کو اپنے باپ کی
طرف سے خلعت اور اسناد مرسلہ دیکر لاہور کو مرخص کیا اور خود معہ صفدر جنگ کے شاہجہان آباد کو عازم ہوا چونکہ مرض
محمد شاہ کا دمبدم زیادہ ہوتا اور آثار مرگ زیادہ ہوتے تھے متواتر شاہزادہ اور صفدر جنگ کے طلب مین شقہ صادر فرماتے
اور یہ لوگ مستعجل روانہ ہوتے کہ ناگاہ متصل پانی پت کے خبر رحلت محمد شاہ کی گوش گزار ہوئی محمد شاہ نے ۲۷ ربیع الآخر
شروع ۱۱۶۱ ہجری مین انتقال فرمایا لیکن جاوید خان اور اسحق خان وغیرہ ارکان سلطنت اور ملکہ زمانے کے حسب مشورہ
مرنا مخفی رکھا اور عمدۃ الملک بمقتضاے حدیث شریف کمانتین موتی دفن سے محروم رہا بعد تقدیم مراتب تعزیت کے جو کہ
شاہزادہ نے ملحوظ کیا تھا صفدر جنگ نے واسطے شاہزادہ کے چتر آراستہ کرکے ساعت سعید پر زینت افروز
فرق خسروانی کیا اور سایہ کیا دیکہ داخل دار الخلافہ ہوا اور احمد شاہ غرہ جمادی الاول روز سہ شنبہ سنہ مذکور کو باغ شالامار دہلی
مین تخت نشین ہندوستان ہوا اور لاش محمد شاہ کی باتجمل اور ہمراہی امرا کے ساتھ شاہ نظام الدین کے مزار مین متصل قبر

والدہ کے آراستہ کیا کیونکہ ایسے قبر کے بہادین اوسنے عین حیات اپنی قبر آراستہ کر رکھی تھی ۔ احمد شاہ ہشتم جمادی الاول کو باغ شالہ بار سے سواری تخت رواں پر روز یکشنبہ دو گھڑی دن چڑہے داخل قلعہ ہوا اور بارہوین تاریخ روز جمعہ کو مسجد جامع مین پہونچکر اپنے نام کا خطبہ سنایا اور روز جمعہ سوم جمادی الآخر کو میر تقی خان اور روز پنجشنبہ ۱۶ ماہ مذکور کو فرید خان مر گئے اندنون بندہ مورخ گرفتار سختی حوادث نجم شمشیر خان دور گشتہ ہو نے ہیبت جنگ کے جو نواح غازی پور مین گوشہ نشین ہوا واسطے استخبار کے بنارس پہونچا وہان سے والد کی خدمت کو عازم ہوا اور قصبہ بریلی مین جو اوسکا دار الحکومت تھا اور وہ خان فیروز جنگ خلف آصفجاہ حاکم جمیع پرگنات کورہ و بداون و شاہجہان پور وغیرہ کیطرف سے تھا پہونچا ناگہان وہان بھی عجب حادثہ درپیش ہوا اور اوس سے بھی رہائی ملی جسکا بیان آئندہ معلوم ہوگا ۔

بہاگنا علی محمد خان روہیلہ کا سرہند سے اور بریلی پہونچنا اور سپاہ والد کی شکست اور بہت لڑائی سے اور قطب الدین محمد خان کا مارا جانا

والد مذکور جیسا کہ لکھہ چکے ہین بپاس عنایات صفدر جنگ کے حاکم سکندرہ تھا کہ بندہ مرخص ہو کر عظیم آباد پہونچا اور والد معظمہ اور خال وغیرہ سے مستفیض ملازمت ہوا اور اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا ہوا اور مصطفی خان کے جنگ مین رفیق رہا بعد ایک سال کے والد کی صحبت صفدر جنگ سے ناچاق ہوئی مستغنی ہو کر محمد شاہ بادشاہ مغفور نے صفدر جنگ اور عمدۃ الملک کی رغبت سے نواح مراد آباد و سنبھل و بریلی وغیرہ علی محمد روہیلہ سے انتزاع کر لیا تھا اور اعتماد الدولہ کے حوالہ کیا اور وہ ملک جسکے جاگیر التمغا مین تھا اوسکے حوالہ ہوا محالات بریلی وغیرہ جو آصف جاہ کی جاگیر اور بنا بر تغلب مدت سے خالصہ خواہ فیروز جنگ مین پور آصفجاہ کے وہانکا بندوبست یہان ہوتا تھا اور بسبب موجودگی ہزار ہا افاغنہ کے وہانکا بندوبست کسیقدر دشوار تھا فیروز جنگ نے بندہ کے والد کو بھیجا والد نے وہان پہونچکر وہانکی انتظام مین ساعی رہا اور اکثر افاغنہ مانند سردار خان شاہ بریلی اور منگل خان مالک تلہر اور پیر محمد روہیلہ جو اولاد شیخ عبد القادر گیلانی مین پیرزادہ افاغنہ تھا مطیع ہوے اوسوقت مین قطب الدین محمد خان بہادر برادر راجہ فرید الدین خان نے جو اولاد عظمۃ اللہ خان حاکم مراد آباد سے تھا قلعہ چاچپٹ مین سکونت کرکے والد سے در پے منازعت ہوا الاخزانہ اور رفقا کم تھے والد نے نصیحت فرمائی کہ سوا دنہوا تنبیہ کا قاصد ہوا رفقای جدید قطب الدین محمد خان بہادر نے حاکم کی خفگی سے اپنی راہ پکڑی بانہمہ اپنے رفیق بیس تیس ۲۰ ۳۰ نفر ہمراہ قلعہ چاچپٹ مین تہے والد نے محصور کیا یورش کی گھات تلاش کی قلعہ کے گرد گہومنے لگا قطب الدین محمد خان بہادر تفنگ اندازی مین بے مثل تہا کبھی اسکا نشانہ خطا نہین ہوا اسکی گولی کیا تہی پیغام قضا تہا اگرچہ بروقت گشت والد کے اسکی بندوق فیر ہوگئی مگر تقدیر نے نشانہ خطا کیا کبھی عماری کبھی ادہر اودہر ہو گئی نہایت جہنجہلایا بندوق زمین پر پٹک دی والد نے دوبارہ پیغام مستحق العنایات قطب الدین محمد خان نے حیلتاً ملاقات منظور کی چاہا کہ بروقت معانقہ ہاتھ صاف کرے اوسکی رفقا شیر دل تہے شریک ہوئے پیر احمد روہیلہ وغیرہ رؤسا معہ عمو سعید علی خان برادر چہارم والد نے حفظ جان و آبرو کی خاطر

مع میراق لالی کے ضامن ہوئے جب قلعہ سے باہر آکر ممدوح مذکور کے خیمہ مین آیا والد نے اس جلدی مین ایسے صاحب جرأت سے ملاقی ہونا مناسب نہ سمجھا عذر کیا کہ آج میرے مہمان ٹھہر خانہ برادر مین استراحت فرمائیے کل ملاقات ہوگی جب یہ خبر قطب الدین خان کو پہونچی گمان غریب کیا باوجودی کہ دس بارہ تھا سے زیادہ نتھے اسقدر ہجوم بیگاہ مین کہ میر احمد وغیرہ افاغنہ موجود تھے آزردہ ہوکر کہا کہ تم لوگ ایش مردان سے کہتے ہو یا موی سر زنان کس منہ سے وعدہ کیا تھا عموی مذکور اور نیز دیگر حاضران نے عذر کیا آخر شام کو چمن مین پیالہ ہاے افشرہ اور خوانہای طعام نہایت پر تکلف والد کے یہان سے آتے اور خان مذکور کا صفر اسکن ہوا جب طعام سے فراغ ہوا اختلاط ہونے لگا اور والد نے برابر تحفہ دیا یہانتک اسکے دل کی کدورت دور کی اب وہ اندیشہ فساد اسکے سینہ سے دور ہوا اور دوسری روز ملاقات کی ٹھیری خان مذکور مع اپنے رفقا اور عموی بندہ اور پیر احمد وغیرہ روسا افاغنہ کے تشریف لایا والد نے کمال تواضع کرکے اپنے مسند پر برابر بٹھالیا اور رفقای ہمراہی کے ساتھ سے حسب الاشعار خانصاحب کے مسلوک ہوا خان مذکور نے اپنا داعیہ دلی ظاہر کیا اور کہا کہ ہر وقت ہمارے آنے سے ممانعت ملاقات اور محفوظ رہنا میری نشانہ تفنگ سے دلیل ہے آپکی تحقیق سیادت پر اسی باعث سے میرے دل کی گرہ کھل گئی والد نے تبسم کیا اور زیادہ تر شفقت مبذول فرمائی خان مذکور نے شروط خاطر خواہ حاصل کرکے اخلاق پیدا کیا

پیر احمد روہیلہ کا والد سے رزم آور ہونا اور قطب الدین محمد خان کی دلیری و پیر احمد کا شکست کھانا

پیر احمد روہیلہ کو قطب الدین محمد خان سے قدر و منزلت کا رشک ہوا اور دل ہی باعتبار مذہب کے نہایت کینہ تھا قطب الدین محمد خان اور شیخ معز الدین خان جو بالفعل لکھنؤ مین موجود ہین مذہب تشیع مین ہے بسبب نفرت والد کے مرجع معاملات ہوا اس سبب سے پیر زادہ مذکور نے ترک رفاقت والد اور فتنہ و فساد کا ارادہ کیا افاغنہ و اطراف رعایا و لشکر اوسکے پاس جمع ہوا والد لاچار گوشمالی کا عازم ہوا قطب الدین محمد خان ہمراہی لشکر ہوا بروقت مقابلہ کے پیر احمد نے امیر فوج کو دو حصہ کیے ایک قطب الدین محمد خان کے مقابل ہوا اور ایک حصہ اپنے ہمراہ لیکر دیہات ویران کے خرابون کے تاہ مین آلڈ کمین مین استادہ ہوا و انکے لشکر کی کیتی تھی اونکی گھاٹین کی آخر کار قطب الدین محمد خان نے مع ہمراہیوں کے پیادہ ہوکر بندوق سنبھالی جا پلا اور جوانمردی دینے لگا شمشیر کے جواب مین بندوق مارتا تھا کہتے ہین کہ اس مے ایک کے نشانہ مین بندوق چھوڑتا ہے کہ دوسرا تلوار کھینچکر پہلو سے پہونچا کہ بچنا اور اس بہادر نے سابق کا نشانہ چھوڑ کر اسکو نشانہ بنایا اسیطرح تند خوری کی کہ صفوف مخالف پراگندہ کردی جو کہ خان مذکور اس تگ و تاز مین کسیقدر والد سے دور ہوگیا تھا پیر زادہ نے والد کی تنہائی پاکر حملہ آوری کی اکثر ہمراہیان والد بھاگ نکلے والد نے فرط شجاعت سے ہاتھی سے کودنا چاہا قطب الدین خان کے لڑکے نے جو ہمراہ والد سوار تھا روکا کہ جب تک ہم زندہ ہین آپکو تکلیف ضرور نہین اسکے رفقا اور ہمراہیان والد کے ثابت قدمی سے تیر کی شجاعت رانی کا گل وکھلایا کسیقدر مخالف کے ہاتھ سے پسپست ہوئے مگر وہ پیر زادہ اور سیلہ رہمراہیون کے دل بند عار جاتا تھا ناگاہ قطب الدین محمد خان نے خبر پاکر آخر پیر تو جہ کی اور پیر زادہ نے راہ فرار

اختیار کی کیونکہ خان مذکور کے زخم سے چور ہوا تھا اور ہر والد کے ہمراہیون نے بہی کچی کہلائی تاآنکہ والد کی فتح ہوئی اور افاغنہ بے اپنے سوراخ مین جا چہپے چند روز بعد پہر شورش کی تہی مگر بخوبی گوشمال ہوا انہین دنون مین فقیر مورخ کو شوق قدمبوس والد ہوا آخر محرم کو کوچ کر کے بریلی پہونچکر شرف اندوز قدمبوسی ہوا انہین دنون شاہزادہ احمد شاہ نے احمد ابدالی پر فتح پائی جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور علی محمد خان روہیلہ کر ہند سے فرصت پاکر معہ تیس چالیس ہزار افغان اور روہیلہ کے سہارنپور سے اور کہجورہ ہوتے ہوئے مراد آباد اور بریلی کو عازم ہوا اور مراد آباد وغیرہ مین اپنی فوجدار مقرر کر کے عبور گنگا کیا فوج ملازم والد نے جو اکثر افاغنہ اور علی محمد خان کی قرابتی تھے اوسکے قرب وصول کی خبر سنکر بغاوت کی اور والد کے مکانات واقع قلعہ بریلی بہانہ تنخواہ سے محصور کر کے قطب الدین محمد خان دو تین سو نفر سے رفیق رہا جب علی محمد خان بریلی سے دس کوس پر آپہونچا قطب الدین محمد خان نے والد سے کہا تاب جنگ علی محمد خان کی نہین بس صلاح یہ ہے کہ بندہ اوسکی ملاقات کو جاتا ہے اگر آپکی ساتھ ہے نہین فہما نکر رہائی کرتا ہون خدانخواستہ اگر عناد پر آمادہ ہے اوسی جگہ اوسکو عدم بہیجتا ہون اور خود بہی نثار ہوتا ہون یہ کہکر چند لوگ والد کے حراست پر چہوڑ کر روانہ ہوا جب خیمہ پر پہونچا ہمراہیون کو در خیمہ پر چہوڑ دو تین ہی کی ساتھ اندر داخل ہوا جب خان مذکور اندر داخل ہوا اوسکے دو تین رفقا نے بہی اندر جانا چاہا چوبدارون نے مزاحمت کی قطب محمد خان نے ٹوکر دلیری کی مگر چوبدارون کی ذلت ظاہر ہو کر بگڑ گئے اوسنے ایک دہول جمائی غوغا برپا ہوا علی محمد خان اس شور سے باہر ہو کر سر برہنہ دوڑا اور خان عالیشان کو ہزاران معذرت ہمراہ لیگیا مسند پر بٹہایا خود متواضع گوشہ مین بیٹہا بعد تواضع مدارات کے خان مذکور نے کہا کہ آپکو معلوم ہوگا بندہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کا رفیق ہوا ہے یہانکی سپاہ آپکی آمد آمد سنکر در پے سرکشی ہین اگر آپکو بہی نفاق منظور ہے تو مجہے رخصت کیجیے اور تشریف لائیے باہم کی لڑائی بخت آزمائی ہو جاوے ورنہ در صورت صفائی طیاری سفر کیجیے شکر اونکی تدبیر فرمایئے روہیلہ مذکور نے سوگند سخت یاد کی کہ ہمسے کچہ اشارہ نہین گیا آپ مطمئن ہو جیے اور عملہ کو تاکید کر کے سامان سفر مہیا کیا قطب الدین خان بہادر چونکہ واپس ہوا اتنا اقرار لیلیا کہ خان ممدوح کو صحیح والد کو دار الخلافہ پہونچا دے کیونکہ اوسی خوف تہا کہ وہان جاکر میر اتدارک نکرا وے الغرض خان ممدوح کو قلعہ سے نکلکر مع عملہ جہان آباد کی طرف خارج ہے جائے اور چند روز تنخواہ کی عیسیٰ مین مگر شاہجہان آباد پہونچا اثنای راہ مین فرخ آباد و بنگش سے گذرتے بادشاہ محمد شاہ کی رحلت کی خبر شاہزادہ کی فتح و ظفر وغیرہ کی سنی جب شاہجہان آباد پہونچے والد نے غازی الدین خان فیروز جنگ کے بوجہ انتظام نواح دہلی مین کم پائی لاچار افسردہ خاطر ہو صفدر جنگ کے زیر سایہ جانشین ہوا

صفدر جنگ کو وزارت ملنا +

احمد شاہ کی بعد جلوس و دخول قلعہ کی تجویز وزارت سے صفدر جنگ کو کی لیکن آصف جاہ کا اندیشہ لگا ہوا تہا تاآنکہ بادشاہ نے دکہن کو خطوط بہیجے اور صفدر جنگ نے بعذر ضعف پیری کر بہیجا اور صفدر جنگ کو لکہا کہ جو بہتر سمجہو تعمیل کرو مگر پہر بہی تاحیات آصفجاہ کے ہمت نہ بندہی تاآنکہ اوسکی رحلت کی خبر واقع ۴ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۱ کو

بمقام برہانپور کے واضح ہوی کہ اوسکی لاش دولت آباد کے قریب شاہ برہان الدین غریب کے مرقد مین دفن ہوئی اوسوقت صفدر جنگ نے اپنی اندام قابلیت کو خلعت وزارت سے زیب دیا اور خطاب عمدۃ الملک مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار کا عطا ہوا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر احوال عمدۃ الملک اور اعتماد الدولہ اور محمد شاہ اور آصف جاہ کا جو کہ قریب باہمی سے رہرو عدم ہوئی لکھا جاوے بعد ازان سوانح ایام احمد شاہ اور وزارت صفدر جنگ کے تحریر ہوں گے باللہ التوفیق والاتمام۔

عمدۃ الملک امیر خان بہادر ابن عمدۃ الملک امیر خان بہادر صوبہ دار کابل کا ذکر

آبائی اصل اسکی سادات حسینی نعمۃ اللہی سے ہی بعد ازان سلسلہ میر میرانیان سے بسبب کسی اپنے بزرگ کے منسوب ہوا میر میرانیان کر کے ایسے مشہور ہوئے کہ حاجت تحریر نہین جہانگیر بن اکبر کے عہد مین اسکا دادا جسکا لقب میر میرانیان تھا بسبب کسی جرم کے یا بطور سیر ہو بلا رضامندی شاہ عباس فرمانروای ایران کے ہندوستان آیا اور جہانگیر کے حضور مین صاحب لقب ہوا الا اپنے دو لڑکون کی مہاجرت مین بیآرام تھا تا آنکہ جہانگیر بادشاہ نے خانعالم کو بطور سفارت شاہ عباس کے پاس بھیجا اور اوسکے فرزندون کی استدعا کی الغرض اوسکے لڑکے ہند مین آئے اور اسکا جد خلیل اللہ خان خطاب پاکر درجہ عالی کو پہونچا الغرض جہانگیر کے عہد سے آجتک اس خاندان مین دولت و امارت چلی آتی ہے اوسکا چچا روح اللہ خان عہد اورنگزیب کا بخشی و مقرب تھا اور اسکا باپ عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور اسکے اعتماد سے عالمگیر صدمات ایرانی سے محفوظ رہا اور یہ بھی اپنے عہد مین بے نظیر تھا شجاعت و سخاوت و فہم و فراست اور ادراک نقالی مین بے مثل تھا علمای عظام اور مشایخ اور سپاہی اور گوئیے اور شاعر جنہوں نے ایکمرتبہ بھی صحبت حاصل کی تھی خوبیان یاد کر کر زار زار روتے شعر ہندی و فارسی خوب کہتا تھا بذلہ سنجی و نکتہ گوئی مین اپنا مثل نرکھتا تھا حسن بیان مین جگر بریان کرتا تھا۔

وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر نصرت جنگ

اسکا باپ محمد امین خان اعتماد الدولہ بھی اولاد خواجہ احرار سے اورنگزیب کے عہد مین توران سے وارد ہند ہوا آہستہ آہستہ منصب پنجہزاری پر پہونچا فرخ سیر کے زمانے مین قطب الملک کی رعایت سے ہفت ہزاری ہوا اور بعد فریب و دغا کر کے امیر الامرا ابتدای محمد شاہ مین وزیر اور بعد چند روز کے اسپر عالم دار دیگر ہوا اور قمر الدین خان حین حیات پدر مین بخشی سوم اور سعادت مسلما نہ تھا اور بعد استعفای آصفجاہ کے وزارت پہ پہونچا اگرچہ غفلت شعار اور ہمیشہ مست شراب رہتا تھا لیکن نہایت کم آزار و رعایا شاہجہان آباد کی شکرگزار تھی اور لیاقت خدارت کی بھی چندان نتھی ایک مہینہ چند روز قبل محمد شاہ کے جنگ ابدالی مین فوت ہوا۔

محمد شاہ بادشاہ بن جہان شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگزیب عالمگیر

فطانت وہوشیاری سے خالی تھا تم برخلاف بادشاہون کے رکھتا تھا اور امرای متقدر کے ہاتھہ مین پڑگیا چونکہ جراءت کم تھی مغلوب نوکران تھا اور فرخ سیر کی ضایع کی ہوئی سلطنت کو اصلاح نکرسکا چونکہ جوان عیاش تھا اکثر اوقات لہو ولعب مین رہتا تھا سلطنت اور زیادہ سست ہوتی گئی بعد سلطنت نادرشاہ اور اوسکی اہانت کے زیادہ تر عیش کیطرف مائل ہوا سبب جوانی کی وہ آگ بھی شکستہ خاطری نے گھیر لیا آخر عمر مین فقرا کی ہم نشینی بھائی سخنان معقول خوب سمجھنے لگا اسکے عہد مین خلق نے ایذا آسایش مین رہی سہہ بادشاہ گویا خاتم السلاطین بابر یہ سے ہے کیونکہ بعد اسکے فقط نام کی بادشاہی رہگئی —

آصف جاہ نظام الملک بن غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ

اسکا نام قمر الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے اولاد مین ہے اسکا نانا سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہ جہان بادشاہ کا اور بابا اوسکا عابد خان مشایخ سمرقند مین سے ہے عابد خان شاہجہان کے عہد مین ہند مین آکر شاہزادہ اورنگ زیب کا ملازم ہوا اور بعد شہریاری اورنگ زیب تدریج منصب پنجہزاری پر پہونچا اور دوبار صدارت پر کامیاب ہوا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۷ ہجری کو محاصرہ گولکنڈہ مین بزخم گولہ توپ جان بحق تسلیم ہوا اوسکا لڑکا شہاب الدین نام بتدریج منصب ہفت ہزاری پر پہونچا غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اغلب اوقات بادشاہ عالمگیر کا سپہ سالار رہی تا اور بیجاپور کی فتح مین القاب ودر خطاب یہ فرزند ارجمند کے الفاظ اضافہ ہوئ اور بہادر شاہی مین صوبہ داہ گجرات کر کے سنہ ۱۱۲۲ مین فوت ہوا اور آصف جاہ اورنگ زیب کے عہد مین چین قلیج خان بہادر کا خطاب پنجہزاری منصب رکھتا تھا اور آخر عہد شاہ مذکور مین صوبہ دار بیجاپور ہوا اور بہادر شاہی مین خطاب خاندورانی اور صوبہ داری اودہ عطا ہوئی اور بعد چندے بنا بر اقتدار آصف الدولہ اسد خان بہادر اور ذو الفقار خان میر او مراسپہ سالار کے ترک منصب کر کے لباس فقر پہنا اور جہاندار شاہ معز الدین کے زمانہ مین پھر اصل منصب ودر خطاب زمانہ ماضی پر سرفراز ہوا اور اول سال جلوس فرخ سیری مین خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ اور منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری دکھن کی پائی چونکہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے ایالت کل دکھن کی حاصل کی اور نظام الملک شاہجہان آباد سے مراد آباد کی فوجداری پر گیا اور اسی سلطنت مین رفیع الدرجات قطب الملک کی مہربانی سے صوبہ دار مالوہ ہوا اور ابتداے محمد شاہی مین آکر صوبہ دکھن پر تسلط پایا اور آخرکار کل صوبہ جات دکھن پر قابض ہوا اور بعد مرنے محمد امین خان کے وزارت کو پہونچا آخر کو امراے حضور کی ناسازی اور فوج بادشاہی کے انحراف سے وزارت چھوڑ کر صوبہ داری دکھن پہ قانع ہوا اور بعد صمصام الدولہ کے امیر الامرائی پائی اور بسبب بغاوت اپنے بیٹے ناصر جنگ کے امیر الامرائی کی نیابت خان فیروز جنگ کو دیکر دکھن گیا او رتینتیس برس کے قریب چہہ صوبہ دکھن کی حکمرانی کرتا رہا اگرچہ اسکو حرص دنیوی محبت تھی مگر صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بھی اکثر تھے ہمیشہ فقرا اور علما اور مشایخ اور اربابِ

مشایخ اوسکے حضور سے فیضیاب تھے اور اوسکی قدردانی کا اوازہ سنکر ماوراءالنہر اور عراق اور خراسان و اطراف ہندوستان سے لوگ دکھن پہونچے اور بقدر نصیب کے حصہ اپنا حاصل کیا برہانپور کی شہر پناہ اوسیکی بنائی ہوئی ہے جو کہ ۱۱۴۱ ہجری مین بنا ڈالی تھی اور نظام آباد بھی اوسیکا بسایا ہوا ہے اور پل و مسجد و کاروان سرا وغیرہ بھی اور حصار شہر حیدر آباد اور نہر سو اورنگ آباد کے درمیان سے نکالی ہوئی اسیکی ہے اور شاعر بھی تھا صاحب دیوان تھا اور محمد شاہ کی وفات کے سینتیس روز بعد رنگہرائی ملک بقا ہوا۔ میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے محمد شاہ اور اعتماد الدولہ اور آصف جاہ کی وفات کی تاریخ چہرے کے تحریر سے نکالی ہے — گشت تاریخ چون شنیدم آہ ✦ موت شاہ و زیر و آصف جاہ ✦ اور قطعہ دیگر کہا ہے — سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند ✦ قضا حیف سہ در یگانہ از کف سپہر ✦ برای ملت این ہر سہ یافتم تاریخ ✦ نماند شاہ و نہ وزیر و آصف دہر

ذکر سرفرازی سادات خان بہادر ذوالفقار جنگ منصب امیر الامرائی اور نجم الدولہ کا خدمت دیوانی پانا

جب بادشاہ کی طبیعت نے آصف جاہ کی طرف سے اطمینان پایا خدمت بخشیگری اول کی معہ خطاب امیر الامرائی کے سادات خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات خان فرخ سیری کو مقرر ہوئی اور بعد چند روز کے بروز پنجشنبہ چہاردہم رجب سنہ مذکور کو شمشیر و خنجر مرصع اور جواہر معہ ہفت پارچہ خدمت مذکور اور دو عہدہ بالا سبد کے صوبداری اکبرآباد اور بخشیگری احدیان کی احمد علیخان اوسکے ہمشیرہ زادہ کو مقرر ہوئی اور دیوانی خالصہ شریفہ کی جو کہ سپرد مومن الدولہ کو تھی نجم الدولہ کو نئے سرے سے بنابر وصلت شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے جو اوسکے خواہر سے اختصاص ہوا آخر عہد محمد شاہ مین مقرر ہوئی اور جاوید خان خواجہ سرا کے لئے جو کہ اودہم بائی والدہ احمد شاہ سے راہ رکہتا تھا احمد شاہ کی خدمت مین نہایت تقرب بہم پہونچا یا ہر حکم خود معتمد اور مدار المہام سلطنت ہوا چونکہ اختصاص غلامی اور محرمت تمام حرم سرای سلطانی خصوص اودہم بائی سے رکہتا تہا نظارت کی خدمت اوسپر افزون خان ناظر کے مرنے سے اسے ہوئی اور بادشاہ کی خلوتون کا بندوبست بہی اوسیکے متعلق ہوا بادشاہ کہ جوہر عقل سے خفیف اور سبک مغز تہا خواجہ سرای مذکور کی تحریک سے مرتکب شرب ہو کر مست و بے خبر ہو گیا اور جاوید خان نے نواب بہادر کا خطاب پایا نہایت درجہ مزاج شاہی مین دخیل ہوا اکثر امور ونہی اوسکے دلخواہ ہوتے تھے یہ جملہ امور موجب رنج صفدر جنگ تھے اور زیادہ حسد بڑہتا جاتا تہا تاریخ دہم رجب روز یکشنبہ کو خدمت بخشی گری دوم اور صوبہ داری مرادآباد کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان وزیر کو ملی اور روز دوشنبہ یازدہم ماہ مذکور کو خلعت ماتمی غازی الدین خان فیروز جنگ کو بابت وفات پدر مرحمت ہوئی اور نواب بہادر جاوید خان نے اوسکو ماتم سے اوٹہا کے حضور مین لایا اور یکشنبہ ہفدہم رجب کو عسکری علیخان نے خدمت شرفی دیوان خاص اور اضافہ ہزاری سے عزت پائی چہارشنبہ بستم رجب کو احمد آباد کی صوبہ داری زیرکو

عطا

عطا ہوئی اور آخر شب دوشنبہ شانزدہم شعبان کو ہادی علیخان نے رحلت کی اور اوسی مہینے میں حیات خان بہی ستہ ہوا
اور علی محمد خان روہیلہ مذکور بعد ہونے چنگیز اپنے ملک قدیم سے یعنے محالات بہادر گڈھ بریلی برایون مراد آباد
وغیرہ میں اور والد کے شاہجہان آباد آنے کے مرض سرطان فوت ہوا اور صفدر جنگ نے بہ وفق خواہش
والد راجہ مہانارائن اپنے دیوان کے لڑکے کو بہیکر طلب فرمایا ہرچند بہی باتفاق والد جا کر شرف یاب حضوری
ہو بہیر ہوا بعد چند روز کے حکومت پانی پت اور سونپت وغیرہ تیرہ محال خالصہ کی والد کو معہ منصب
پنجہزاری اور نوبت معہ خطاب سعد جنگی اور پالکی جہالردار پادشاہ سے دلائی اور رخصت کیا چونکہ نجم الدولہ
محمد اسحق خان بہادر دیوان خالصہ محمد شاہ کے زمانے سے تہا والد کو اوس سے بہی توسل ہوا والد نے نظر
بر اتحاد قطب الدین محمد خان بہادر کے فوجداری حصار اور جہجر وغیرہ کی خان مذکور کے لیئے تجویز کر کے اوسکو طلب کیا
خان مذکور چونکہ قوم روہیلہ سے دلیر تہا اور اوسکے باپ دادے ہمیشہ فوجدار مراد آباد رہے ہین و مراد آباد
اسکا گویا وطن ہو گیا تہا ہمیشہ روہیلہ اور افغان کے استیصال مین مصروف رہا اور فوجداری وہان کی اسکے ہاتھ مین
رہی علی محمد خان کے عہد مین بنابر اوسکی حمایت کے جو وزیر قمر الدین خان کرتا تہا میسر آیا اندنون مین کہ علی محمد
بسبب ہزیمت عربیہ بنگالہ اور لشکر کشی ابدالی کے اپنے ملک قدیمہ کے تسخیر مین آکر مستلط ہوا اور تہوڑے ہی مدت
مین مرض سرطان نے مار ڈالا اور اوسکے اتباع مانند حافظ رحمت اور دوندے خان وغیرہ کے
کہ سرکار اوسکے سردار تہے یعنے علی محمد خان کے کسی لڑکی کے سسر تہے اپنے داماد کی نام کے بہانہ سے ممالک
مذکورہ کو باہم منقسم کر کے دبا بیٹھے اور دامادون کو بقدر معاش دیدیا خان مذکور نے چاہا کہ اندنون مین
انتظام الدولہ خانخانان ولد قمر الدین خان سے سند فوجداری مراد آباد کی لیکر افاغنہ سے گرم جنگ ہو لہذا والد مرحوم سے
عذر خواہ ہو کر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا —

قطب الدین محمد خان کا افاغنہ مراد آباد سے لڑنا اور نام جوان مردی صفحہ روزگار مین یادگار چھوڑنا

قطب الدین محمد خان کی حسب درخواست بنظر اسکے کہ اسکا بہی تسلط خوب تہا مراد آباد کی فوجداری کی سند
انتظام الدولہ نے عطا فرمائی لیکن بسبب بخل کے کچھہ بہی اسباب اور نقد سے معاون نہوا خان بہادر نے قرض و دام سے سرانجام
بہم پہونچا کر قاصد تسخیر مراد آباد ہوا چونکہ اسکی ہمت اور شجاعت یار شہر مین روشن تہی اندک تحریک سے جوق جوق
سپاہی پیشہ حاضر ہو گئے اور فوج مین کثرت ہوئی وہ شرمزدہ دو تین سو رفیق قدیم کے ہمراہ جنگی کارروائے
اکثر دیکہہ چکا تہا عازم جنگ مخالف جو پچاس ہزار سے کم نتہی ہوا اور مخالفین کے پاس بان
بندوق توپ رہکلہ جو لڑائی کا سامان ہوتا ہے سب موجود تہا جب افاغنہ کو اسکی عزیمت کی

خبر ملی ہر طرف سے الٹی ہو کر کسی مقام پر مرادآباد کے متصل مقیم ہوے مخالفین روز غنیمت سمجھ کر دونک خاندکور سے
خواہان صلاح سے تھے خط کتابت کی آمدرفت ہوئی تھی کہ جسطرح سے ملک باہم تقسیم کرکے راضی و خوشنود
ہین آپ بھی خدا تجویز کرکے قانع ہون مگر مرادآباد کی منازعت عبث ہے لیکن یہ عالی ہمت راضی نہوا ناچار مخالفین
بھی آمادہ پیکار ہوے قطب الدین محمد خان بہادر نے بمجرد مقابلہ باوجود قلت ہمراہی کے پیادہ پا ہوکر بذریعہ
بندوق دھوان اوڑانا شروع کیا دو تین کوس افاغنہ کو بھگایا اس زد و کشت مین کشتون کی پشتی ہوی لیکن مخالفین
نے اپنی کثرت اور اوسکی قلت پر خیال کرکے پایداری کی جہان قابو پایا تیر و تفنگ و بان و بندوق سے رفقای
خان رستم شان کو راہی عدم کرتے تھے تاآنکہ اس جوانمرد کے ہمراہ بنیس تینیس آدمی مجروح رہ گئے اور خان صاحب
بھی زخمی سے تھے کہ چھاتی پر گولی لگی اور طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا جملہ رفقا سے قریب ایکسو نفر کے
لاش کے گرد خون مین تر جان بجان آفرین تسلیم ہوے اور دس بارہ آدمی مجروح ز بعد مداوا صحت پائی

لڑنا صفدر جنگ کا قائم خان قائم جنگ بنگش کو علی محمد خان روہیلہ کی اولاد سے

وزیر الممالک صفدر جنگ افاغنہ کا ہجوم جو اوسکے صوبہ کے جوار مین تھا نہین پسند کرتا تھا اور آخر عہد محمد شاہ
مین جیسا کہ تحریر ہوا داعیہ استیصال ہوا مگر قمر الدین خان وزیر کے نفاق سے حصول مدعا نہوا تھا اب کہ خود وزیر
ہوا اور علی محمد خان بھی مرا قائم خان قائم جنگ بنگش کو اشارہ کیا کہ علی محمد خان کی اولاد سے ملک روہیلہ چھین لی
اس نظر سے کہ جدھر شکست ہوگا بہتری ہوگی قائم خان کو علی محمد خان کی اولاد کے ملک و مال کا لالچ ہوا ہمت کر
اونکو قلعہ بداون مین محصور کیا اور حس وحرکت تک اونکی معطل کردی سعد اللہ خان پسر کلان روہیلہ متوفی نے جو حافظ
رحمت روہیلہ کا داماد تھا او بجای پدر تخت آرای حکومت تھا معہ کل اتباع و رفقا کے حد سے زیادہ عجز و زاری کی
جب کچھ سودمند نہوا ناچار مرنے پر تیار ہو کر دہم ماہ ذی الحجہ ۱۱۶۱ہجری کو میدان مین آیا اور ایک فوج
دریاے خشک کی کھوہون مین پوشیدہ کی اور باقی فوج سے قائم خان کے روبرو گیا جب لڑائی ہونے لگی
ناچاری اور غبار سے سیاہی دکھلائی اور لڑتے ہوی آہستہ آہستہ مخالفین کو کمین گاہ کی طرف لایا قائم خان نے
معہ سرداران سپاہی خوشی ہین اگر بیچھا کیے ہوی بے آگاہ پیچھا سوچ چلا آتا تھا وہان پہونچا جہان کی سردار روہیلہ
بان اور تفنگ کے گھات مین تھے بمجرد اوسکے پہونچنے کے کمینگاہ سے نکل قائم خان کو زمین شگاف بندوق کیا
اول شلک مین قائم خان معہ سرداران ہمراہی کے عدم کو چلدیا اور بہت سے ہمراہی و رفقا اسکے اس راہ
مین بھی ساتھ کیا فتح و ظفر نصیب سعد اللہ خان ہوئی +

سانحہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری

[illegible] ثانی کو نوروز ہوا اور شب چہار شنبہ بست نہم ذی الحجہ کو مرزا [illegible] برادر کلان

صفدر جنگ وزیر بعارضہ ہیضہ فوت ہوا اور آخر ماہ رمضان مین علی امجد خان کو پالکی جہالردار عطا ہوئی اور دوشنبہ چہار دہم ماہ مذکور کو بعد نماز صبح جب کہ تسبیح خاک شفا کی ہاتھہ مین دعا اور وظائف مین مصروف تہا کہ جان بحق ہوا اور اس سال مین احمد شاہ ابدالی آیا اور لاہور تک آکر صاحبہ ہوگیا پوشیدہ نرہے کہ جب معین الملک ولد وزیر الممالک قمر الدین خان جسین حمایت محمد شاہ سے لاہور اور ملتان کا صوبہ دار ہوا بھکاری خان مخاطب رستم جنگ بہادر ولد روشن الدولہ کو اپنا مدار المہام بنایا چونکہ ہنوز بخوبی تمکن لاہور مین نرکہتا تہا اور نیز سامان حرب بھی نتہا ناگہان شاہ ابدالی لاہور پر لشکر لایا اور معین الملک جنگ آور ہوا چونکہ دونو چندان استعداد نرکہتے تہے معین الملک نے بمقتضای وقت صلاح کی تحریک کی ابدالی نے بھی غنیمت جانا بدستور نادر شاہ کے زر چہار محال تنخواہ کابل یعنے سیالکوٹ اور اورنگ آباد اور گجرات اور پسرور کا پیشکش معین الملک سے مقرر کرا کر عطف عنان ہوا ✣

نہضت کرنا صفدر جنگ وزیر کا بارادہ انتزاع ملک قائم خان

وزیر الممالک نے قائم خان کی قتل کی خبر پاکر ارادہ کیا کہ اونکے خاندان کے ملک و مال کو قبضہ مین لائے لہذا احمد شاہ بادشاہ کو ہمراہ لیکر روز پنجشنبہ سلخ ذی الحجہ سنہ مذکور داخل پیشخیمہ ہو چند روز مین کول پہونچا صفدر جنگ نے بادشاہ کو قصبہ کول مین ٹھہرا کر خود دریا گنج مین جو فرخ آباد سے تیس کوس پر ہے گیا قائم خان کے والد محمد خان غضنفر جنگ کی بی بی نے بغیر اطاعت چارہ ندیکھا وزیر کی ملازمت کو آئی اور ساٹھہ لاکھ روپیہ نقد وجنس پر معاملہ فیصل ہوا اور اسد اللہ خان سے بھی فیلخانہ اور توپخانہ وغیرہ ملکیت قائم خان کا مال جو لوٹ لیگیا تہا تقاضا جاری اور کسیقدر اوسپر بھی عائد ہوا ✣

وقائع سنہ ۱۱۶۳ ہجری

بعد فیصلہ احمد شاہ دہلی آیا اور روز سہ شنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو داخل دولتخانہ ہوا اور روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الثانی کو نوروز ہوا وزیر بنابر تحصیل زر موعود کے وہین پر مقیم رہا تہا ملک مقبوضہ افغنا اپنے قبضہ مین لایا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کے جو عہد فرخ سیر سے افاغنہ کی التمغای تہے قائم خان کی والدہ کے نام بحال رکہی بعدہ راجہ نول راے کو اپنا نائب اوس صوبہ پر مقرر کرکے خود حضور مین آیا ✣

مجمل احوال نول راے

راجہ نول راے قوم کا [illegible] سریک باست کہ [illegible] ادنے درجہ کا ملازم وزیر کا تہا اپنے نیکو خدمتی سے نائب [illegible] وزیر نے سارہ [illegible] سے اکا مرتبہ افزون ہوا راجہ نول راے

جا بجا اپنے عمال مقرر کیے اور بلدہ قنوج جاگیر وزیر مین اپنا قیام تجویز کیا فرخ آباد یہان سے بیس کوس ہے اکثر قائم خان کے بہائی جو دوسری یہان سے تھی الہ آباد مین معہ چیلون محمد کی قید ہو کر راجہ موصوف نے ایسی زیادتیان کین کہ بجبر بفساد ہوئین والدہ قائم خان نے احمد خان کو جو اوسکا علاتی بہائی اور وزیر کا رفیق تھا یہ پیغام بھیجا کہ آبروے افغانی اور باپ کا نام برباد ہوا اگرچہ عزت ہو تو مقصر نہو اسیطرح اطراف و جوانب کے افاغنہ کو اشتعال طعن کی کلمات کھلا بھیجے وہ لوگ اس فکر مین ہوے کہ راجہ کی انہدام بنیان ہستی کرین نول راے نے اس ماجرا سے وزیر کو اطلاع دی خود قنوج سے نکلکر لشکر آرا ہوا اور گرد لشکر کے سنکر باندہکر منتظر ورود افواج وزیر جو کمک پر مقرر ہوئی تھی ہوا و زجمعہ دوازدہم شعبان کو وزیر الممالک صفدر جنگ بہادر بادشاہ سے رخصت ہو کر بعد اثنا پر جمنا سے اوتر کر داخل باغ ہوا اور روز شنبہ بست و ہفتم ماہ مذکور کو نصر الدین حیدر خان اپنے ہمزلف کو معہ محمد علی خان رسالدار وغیرہ سرداران کو راجہ کے کمک پر روانہ کیا دوسرے روز یکشنبہ بست و ہشتم ماہ مذکور کو اسمعیل بیگ خان معروف چیلہ جو وزیر کا معتمد چیلہ تہا معہ راجہ دیبی دت فوجدار کول کے مرخص ہو کر راجہ کے مدد کو روانہ ہو کر چہہ کوس آگے چلا گیا اور احمد خان معہ گروہ افغان کے مقابل راجہ ممدوح جا پہونچا راجہ کے غفلت دینے کو رہائی ہمراہ داران کا پیغام دیتا رہا تا آنکہ دہم رمضان کو قبل ورود فوج کمک کے ایکطرف سنکر کے جا پہونچا اور افاغنہ پیادہ لشکر کے پشت سے جہان توپخانہ نتھا دفعتاً یہی داخل سنکر ہوے نول راے نے فوج کو حکم دیا تہا کہ سوار نہون پیادہ پا حراست مورچال کرین افاغنہ نے عقب سے آکر خیمہ راجہ پر ہجوم کیا اور راجہ کا کام تمام کیا خطا السلطان شوہر رابعہ بیگم دختر حاجی احمد برادر مہابت جنگ نے جسکا ذکر سوانحات مہابت جنگی مین ہوگیا ہے جرات دکہلائی راجہ کے مددگار ہو چکا مگر موت سے نہ بچا خود بہی جان نثار ہوا اسیطرح اکثر شریف و نجیب رفقاء راجہ کے جو اکثر رہنے والے قصبات اودہ اور بلگرام وغیرہ کے تھے راہی عدم ہوے اور تمام توپخانہ وغیرہ لوٹ گیا یہہ خبر وزیر نے سنکر تشویش کی اسی سال مین ناصر جنگ خلف نظام الملک آصف جاہ حسب طلب احمد شاہ کے دریاے نربدا تک معہ ستر ہزار سوار جرار کے پہونچا تہا کہ اسی ضمن مین شقہ خاص متضمن ممانعت صادر ہوا اور اوسکا خواہرزادہ مظفر جنگ دکن مین مصدر فساد ہوا تہا لہذا واپس اپنے مرکز دولت کو چلا گیا +

رخصت کرنا وزیر صفدر جنگ کا معہ فوج پادشاہی و افاغنہ سے شکست پانا معہ دیگر سوانحات

وزیر الممالک پیشتر سے اہتمام افاغنہ موجب مفاسد عظیم جانتا تہا اسواسطے قبل خبر مارے جانے راجہ نول راے کی اوسکے مدد کو روانہ ہو کر روز سہ شنبہ ۱۱۶۳ ہجری مین دوبارہ حضور بادشاہی سے رخصت لی اور نجم الدولہ

محمد اسحق خان بہادر اور میر بقا و لد اعتماد الدولہ قمر الدین خان وغیرہ امرا اور دیگر افواج بادشاہی اسکے مدد پر مقرر ہوئے اور بر وقت رخصت وزیر کو سپر اور شمشیر اور پہولون کا ہار عنایت ہوا اور نجم الدولہ کو فتح پیچ اور شمشیر اور میر بقا کو فتح پیچ عطا ہوا قریب دو منزل رہا تہا کہ راجہ کی وفات کی خبر ملی قصبہ مارہرہ مین توقف ہوا اور دیگر افواج کی احضار کو حکم دیا والد کو بھی جو کہ بعد معاودت بریلی اور ترک رفاقت غازی الدین خان فیروز جنگ کے اسکا رفیق ہوتا طلب کیا اور ایک مہینے تک قصبہ مارہرہ کی باغات مین مقیم رہا ستر ہزار سوار سے زیادہ اکٹہے ہوئے اور اسی ضمن مین عجیب سانحہ ہوا جسکا بیان کیا جاتا ہے ✤

قصبہ مارہرہ کا لوٹ جانا اور نجیب و شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

اٹھارہوین رمضان سنہ مذکور کو کسی ساربان نوکر مغل نے عنایت خان کے دروازہ کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اوسی قصبہ کا رہنے والا تھا عنایت خان نے باعتماد ملازمت اوسکی گوشمالی کی ساربان جمع ہوکر اپنے اقا کے پاس فریاد کرنے گئے چونکہ وہ جماعہ داز مغلیہ تہا اوسنے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اوسکے سوار و پیادہ عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے دیگر جماعہ افاغنہ کو خیال ہوا کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹ کا حکم ہوا تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر وقت عصر قصبہ پر جا پڑے اور طرفۃ العین مین خاک سیاہ کر دیا اور عنایت خان اور اوسکی لڑکے نوجوان نوزدہ [19] سالہ کو جان سے مار ڈالا وزیر نے بمجرد خبر نصر الدین حیدر خان کو تعنات کیا کہ جلد جاکر خبر لے اور لنسچیون کو مقرر کیا کہ غارتگرون کو مانع ہون جب تک یہ لوگ پہوچین وہان کام تمام ہوگیا تھا اکثر سادات اور شیخ اور کنبوہ کے ناموس قید ہوآئے تہے نصر الدین حیدر خان نے تمام شب قیدیان بیچارہ کو خیمہ علیحدہ مین فراہم کیا اس سانحہ سے وزیر تمام شب ملول اور زار زار رویا کہ کھانا نکھایا اول صبح مستورات محبوس کو اونکے گھرون پر پہوچایا اور لڑکون کو جنہیں مغلیہ نے گدہون مین توپ دیا تھا نکلوا کر اونکے والدین کے سپرد کیا اور سہ روز اوس قصبہ مین قیامت تھی وزیر نے کچہ روپیہ بھی وہان کے مظلومون کو بھیجا اوس روز سے لوگ کہتے تھے کہ وزیر کی فتح نہوگی بعد اطمینان کلی وزیر پیشتر کو قدم براہ ہوا ✤

ذکر جنگ وزیر احمد بنگش سے اور شکست پانا

جب دونو لشکر برابر ہوئے شب بست دوم [22] شوال سنہ مذکور کو وزیر نے والد ممدوح سے جو کہ نجم الدولہ محمد اسحق خان کے فوج کا مقدمۃ الجیش ملازم ہوا تھا اور پیشتر بریلی مین حرب افغان کرچکا تھا مشورہ لیا والد نے عرض کیا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ بناکر شور اور تماشے بین اگر اوس وقت طرفانی پایداری

کہ جس سے خود مغلوب ہوجاے رہین لہذا ایک فوج جو کہ اوس سے بہ نقدر تین چار ہزار کی بیش رومی فیل سواری معہ بندوق
رہنے اپنے کے رکھنا چاہیے کہ بوقت آشوب حضور مین پایدار رہکر افاغنہ کے تدارک مین ساعی ہون اسمعیل بیگ خان
نے غرور سے آکر کہا کہ اے صاحب کل دیکھو کیا ہوتا ہے احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہے والد خاموش رہا صبح ہوتے
بعد نماز وزیر نے فوج آراستہ کو اطراف و جوانب آراستہ کر کے توپخانہ روبرو کیا پہر دن چڑہے مقابلہ ہوا توپ اندازی
شروع ہوئی راجہ سورج مل جاٹ جو وزیر کے میمنہ مین تہا اور اسمعیل بیگ خان جو میسرہ مین تہا رستم خان وغیرہ سرداران
افاغنہ مخالف ہردو طرف سے سخت آویزش کی چہہ سات ہزار سوار افاغنہ کے خاک و خون مین ملائے بقیۃ السیف
نے راہ فرار لی راجہ برج اندر حصہ در بہاکر سورج مل جاٹ اور اسمعیل بیگ خان نے دور تک اونکا تعاقب کیا
وزیر ... ہوگئی وزیر علی التواتر توپ اور بان اونکے مدد پر بہیجتا تہا تا آنکہ اسکے رو برو کچہ نہ رہا اور آفتاب قریب
غروب پہونچا والد کی بات کا ظہور ہوا افاغنہ کہ جنکو احمد خان بہی تہا بعد نماز ظہر فراغ کیطرف سے نمایان ہوے
جنگ عائد ہوئی بحکم تقدیر کامگار خان بلوچ جو فوجدار اطراف شاہجہان آباد اور وزیر کے فوج کے مقابل تہا
تاب نہ لایا فراری ہوا کہتے ہین کہ احمد خان بنگش سے جلا ہوا تہا بہر حال افواج مغلیہ نے صورت شکست دیکہکر
اکثر فراز و نشیب سوچنے لگے وزیر نے فوراً محمد علیخان رسالہ دار اور سید نور الحسن خان جماعدار بلگرامی کو فوج
راول کے مدد پر حکم دیا اثنا میں ہاتہیون کے ہجوم اور سپاہ کے اژدحام مانع گذر ہوے بہر صورت نور الحسن خان
معہ اپنے جمیع بہائیون اور عبد النبی چیلہ محمد علیخان معہ اپنے ہمراہیون کے جو سب مجموعی تین سو سوار ہونگے صف
پہاڑکر فوج ہراول کے قریب پہونچے چونکہ مغلیہ نے بے غیرتی سے راہ فرار لی تہی انکا پہونچنا بہی کچہ نافع نہوا نور الحسن خان
اور عبد النبی جب کچہ متوجہ ہوے دیکہا کہ قریب تین ہزار پیادہ کے اور اونکے پیچہے سوار میسرہ کے طرف سے چلے آتے ہین
اور توپخانہ جو ہراول کی مدد کو گیا تہا پہلے بہت کم تہا فوج مذکور بلا صدمہ پاس آپہونچی میر نور الحسن خان وغیرہ
ہمراہیون نے تیر و کمان نکالکر اور عبد النبی خان کے ہمراہیون نے برق اندازی شروع کی افاغنہ کا ایک گروہ خاک
فنا پر ہموار ہوا اسیقدر پیچ کہایا مگر درست ہوگئی وزیر کی فوج کے پیر اوکہڑے کم لوگ ثابت رہے نصیر الدین حیدر خان
ہمزلف اور خالہ زاد وزیر نے معہ چند رفقا کے شیر ان کی صورت افاغنہ بے باک پر حملہ آور ہوا سات آدمی کو اپنے
ہاتہ سے ہلاک کیا اور آخر کو لالہ زار آخرت کی گلگشت کو سدہارا افاغنہ نور الحسن خان اور محمد علیخان کے پاس
پہونچے محمد علیخان کے داہنے ہاتہ مین گولی لگی اور نور الحسن خان کا ہاتہی زخمی شمشیر ہوا اور میر غلام نبی متخلص بہ بسا
اور میر عظیم الدین سادات بلگرامی اسیوقت مین نصیر الدین حیدر خان کے عقب جان بحق ہوے افاغنہ کے فیل نے
وزیر کو گہیر لیا مگر یہ نجانا کہ کون سوار ہے فیلبان بندوق سے ہلاک ہوا اور مرزا علی نقی اتالیق شجاع الدولہ خواصی مین تہا
زخم تفنگ سے کنارہ گزین ہوا اور وزیر کے گردن مین گولی لگی غشی نمودار ہوئی چونکہ ہودج برنجی تہا دیگر جراحات

سے محفوظ رہا اور ہیوورج سے بجز سر کی کچہ نہو دتہا اور حالت غش مین وہ بھی ناپدید ہوا جب تمام فوج بہاگی سید نور الحسن خان اور محمد علیخان نے سر رشتہ نمک حلالی مضبوط رکھکر وزیر تک آئے وزیر نے حکم نوبت شادیانہ صادر فرمایا تاکہ جمعیت لشکر مین پریشانی نہو مگر کچہ فائدہ نہوا وزیر ناچار معہ محمد علیخان اور نور الحسن خان اور چند نفر مغل وہندوستانی کے جوکہ زیادہ دو سو سوار سے نہونگے میدان سے معاودت ہوا والد نے بعد مراجعت کل لشکر کے بعض توپخانہ وزیر کو جو ہمراہی کے لایق تہا مردم متفرق کو فراہم کرکے ہمراہ لایا اور وقت شام وزیر نے قصبہ مارہرہ مین پہونچکر نور الحسن خان کو حکم دیا کہ تکمید زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سیکنا شروع کیا والد نصف شب تک وہان پہونچا صبح کو کوچ کیا اکثر مغلیہ ذی جاہ نے لشکر وزیر کو تاراج کیا اور باقیماندہ گوارون کے ہاتہ لگا ہان مارہرہ سے صورت دلجمعی ہوئی کوچ بکوچ جاتے جاتے ۲۹ شوال سنہ مذکور کو دریاے جمن کے کنارے مقابل شاہجہان آباد پہونچے +

ذکر احوال صوبۂ الہ آباد و اودہ

احمد خان کو وزیر کے شکست دینے سے الہ آباد و اودہ کی فتح کی ذہن سمائی اپنے بیٹے محمود خان کو صوبہ اودہ پر مقرر کیا اور خود الہ آباد کا قاصد ہوا یہان بقاء اللہ خان اور علی قلیخان غیر والہ داغستانی تہے بقاء اللہ خان لدہر خان بہی جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بہائی ہے اپنے چچا کے عہد کی کوڑہ کی فوجداری مین صوبہ الہ آباد مین بسر کرتا تہا اسوقتین صفدر جنگ کا رفیق صدیق تہا کہ یہ سانحہ روبرو ہوا خان مذکور اور علی قلیخان خود جنگش کی طاعت سے عار رکہتے تہے چونکہ جنگ میدان کی تاب نتہی قلعہ الہ آباد مین پناہ جو ہوے اور گنگا پر قلعہ کے نیچے پل باندہکر رسد کی راہ نکالی اسی عرصہ مین راج اندر گر جو کہ فقراے سنیاسی مہادیو پرست سے عجب صاحب جرات تہا واسطے توجہ پیگمبیہ الہ آباد کے زیر قلعہ مجاورت کرتا تہا کہ ہمت وزیر کی رفاقت مین جمعیت کے بلا اطلاع وزیر بقاء اللہ خان وغیرہ کا معین ہوا اور ہر چند مردم وزیر نے قلعہ مین رہنے کی دلالت کی اوسنے منظور نہ کیا باہر ہی رہا ایکروز دو تین مرتبہ قابو پاکر بادبان باد پا پر سوار ہوکر معہ اپنے چیلون کے فوج مقابلہ پر جا گرا اور اکثر مخالفین کو خاک فنا سے ہلاک کیا سلامت اپنے مقام پر جا بیٹہا تہا یہ محاصرہ طول ہوا اور اچہی پایداری قلعہ والون سے ظاہر ہوئی احمد خان کا کچہ بنا یا نہ بنا مگر اوسکے سپاہیون نے کہ افاغنہ بے باک اور روہیلہ سفاک تہے تمام شہر الہ آباد کو دروازہ خلد آباد سے قلعہ کے نیچے تک جلا کر غارت کر دیا اور چار ہزار بی بیان شریفون کی قید کر لی سے گئے مگر دائرہ شیخ افضل الہ آبادی اور محلہ دریا آباد چونکہ وہان اتمہ کی سکونت تہی محفوظ رہے ہنوز احمد خان کا عمل ان دونو صوبون مین درست نہوا تہا کہ وزیر کی آمد آمد ہوئی اور احمد خان گہبرا کر اپنے ملک فرخ آباد

کو واپس ہوا +

نواح اودہ اور لکھنؤ کے سانحہ اور شیخ معز الدین خان بہادر کی جرأت اور دلاوری

محمود خان حسب مرضی پدر کے اودہ کو چلا شانزدہم جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو بلگرام کے غربی طرف فروکش ہوا افاغنہ ہمراہی نے بمقتضاے طینت کے لوٹ کھسوٹ شروع کی اور چند لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اونکو بھی نہ تاب آئی چند افاغنہ کو مجروح کیا اور قریب دو سو راس باربردار کے لشکر سے لوٹ لیگئے محمود خان نے وفور غرور سے بہ جمیع فوج طیار ہوکر شہر کو محاصرہ کیا اور ارادہ تاراج فرمایا وہان کے لوگ محلہ محلہ کوچہ بکوچہ مستعد مدافعہ ہوے مشایخ اور سن رسیدہ لوگ قصبہ بلگرام کے جو محمد خان سے ربط رکہتے تھے واسطہ اصلاح ہوے فتنہ برخاستہ کو فرو کیا محمود خان نے پہاپہامؤ کی طرف آنکر کسی اپنے بنی اعمام نایم قوم کو معہ بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ روانہ کیا اور اوسنے کسی سردار کو پانچہزار نفر سے روانہ لکھنؤ کیا سردار مذکور نے بیرون شہر مقیم ہوکر ایک کوتوال کو مقرر کرکے شہر مین بہیجا شہر صفدر جنگ کے عملہ سے خالی تھا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست و زیر سنکر بقاء اللہ خان کی ہمراہ قلعہ الہ آباد مین تھے اکثر مغلیہ اپنا اسباب شیخ معز الدین خان بہادر کے گھر مین امانت رکھہ گئے تھے ہرچند ہواخواہون نے منع کیا تھا کہ مال مغلیہ گھر مین نرکھو موجب دعواے افاغنہ ہوگا مگر شیخ مذکور نے بپاس شجاعت نمانا کوتوال نے شہر مین آتے بدعت کرنا شروع کیا معز الدین خان بہادر نے بمقتضاے وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا اوسنے باحترام ملاقات کی اور کوتوال کو بدعت سے ممنوع فرمایا اسی ضمن مین کسی مفتری نے سردار سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے اسکے کوتوال کو بیحرمت کیا معز الدین نے کہا کیا مجال بندہ جاتا ہے اور مفسدونکو سزا دیتا ہے اور فوراً رخصت ہوکر شہر آیا سمجہا کہ اس فرقہ افاغنہ کے امان کا اعتبار نہین پس شہر کے شرفا کو طلب کرکے کہا کہ یہ فرقہ سست پیمان ہے انکی اطاعت سے بجز ہندایست کچہ حاصل نہوگا لازم ہے کہ باتفاق نابکارون کو دور کرین بعض تو خوف کہاکر پہلو تہی کر گئے بعض رفاقت کو آمادہ ہوے اونمین سے قربان علیخان چودھری بعض محالات کا بھی رفیق ہوا معز الدین خان نے زیور فروخت کرکے شیخ زادہاے شہر کو جمع کیا اور حکم دیا کہ کوتوال کو نکال دین حسب الحکم تعمیل ہوئی اور کسی مغل کو لباس مغلی پہناکر اپنے مکان مین بٹہالا اور صفدر جنگ کی منادی ساری شہر مین کرائی اور ظاہر کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بہیجا ہوا کوتوال ہے اور ایک جہنڈا سیر امیر المومنین کے نام کا استادہ کیا جو اوسکے نیچے آتا اوسکی رفاقت کی امید ہوتی سردار نے اس خبر سے کوتوال کے گھر پر بھی داعیہ تاراج شہر کیا اسمعیل گنج جو شہر کے شرقی طرف ہے حملہ آور ہوا دو سو شیخ زادہ اوسکے مدافعہ پر آمادہ ہوے

دریاے گومتی کے طرف سخت لڑائی ہوئی افاغنہ نے راہ فرار لی سردار دیگر بھی جسکے ہمراہ پندرہ ہزار جرار تھے اس خبر کے سنتے ہی بھاگ اوٹھا توپخانہ وغیرہ اسباب شیخ زادون کے ہاتھ لگا محمود خان نے جو معبر بہیا مئو پر وارد تھا بمجرد خبر ادہر کی عزیمت چاہی معز الدین خان بہادر نے پیغام دیا کہ آپ کے لوگ اپنی حماقت سے اس درجہ کو پہونچے اب بندہ واسطے ملاقات اور اظہار بعض مشورات کیواسطے آپ کے پاس آتا ہے چندے توقف کیجیے محمود خان وہان مقیم تھا کہ مفرورین نے اسکے دست ضرب کی خبر پہونچا دی جب معز الدین خان نزدیک جا پہونچا محمود خان نے ڈر کر راہ فرار لی معز الدین خان نے قوت پاکر اپنے حدود اودہ سے کل افاغنہ کو باہر نکالا اور حکم دیا کہ جس جگہہ اس فرقہ کو پاوین بیدریغ تہ تیغ کرین +

دوبارہ چڑہنا وزیر الممالک صفدر جنگ کا اور فتح پانا احمد خان بنگش پر

ہنوز صفدر جنگ دار الخلافت مین نہ پہونچا تھا کہ اسکے شکست کی خبر جا پہونچی امراے منافق اور بادشاہ احمق اور اوسکی مان اور جاوید خان نواب بہادر اوسکے مال ومتاع کی ضبطی مین فکر کرنے لگے مگر کچھ دہشت کھا کر انتظار تحقیق کر رہے تھے جب سنا کہ زندہ نزدیک آپہونچا اوسکے پہونچنے کے منتظر ہوے تا آنکہ وارد ہوا اسکے بی بی نے قبل اسکے پہونچنے کے لشکر اور اتباع کو حکم آراستگی فوج اور استقلال وہوشیاری کا دیکر مستعد تھی جب صفدر جنگ پہونچا اور امراے منافق کے حرکات سنے اور دیکھے نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو پیغام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندون پر بار گران ہے اور مجھسے کجبازی دور ہے اوسنے عذر خواہی کر کے خوش کیا وزیر کو اپنے دشمن کے فکر لگی تھی کار آزمودون سے اشارہ شروع کیا خالو سے بندہ سید عبد العلیخان بہادر کو جو اندنون مین ترک رفاقت امیر الامرا ذو الفقار جنگ کر کے اجمیر سے شاہجہان آباد پہونچا تھا مشورہ مین مخاطب کیا اوسنے عرض کیا کہ اپنی فوج سابق مین بھی کم تھی اور اب بھی جسقدر درکار ہو باقبال وزیر میسر ہوسکتی ہے الا سرداران جنگ دیدہ آزمودہ کار رفیق کرنا چاہیے اوسنے کہا بتلائے کون ایسے لوگ ہین جواب دیا راجہ جگت سنگہ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکھتے ہین پس راجہ جوگل کشور وکیل صلابت جنگ اور راجہ لچھمی نراین اپنے وکیل کو بھیجکر ہلکر ملہار اور جے آپا والد جنکو کو جو دو نو سردار عمدہ مرہٹہ کے تھے طلب کیا جب حاضر ہوے خرچ لایق ان کے واسطے مقرر کر کے رفیق بنایا راجہ سورجمل جاٹ خود اول سے شریک تھا ظاہرا پندرہ ہزار روپیہ یومیہ جاٹ کا اور پچیس ۲۵ پینتیس ۳۵ ہزار یومیہ سرداران مرہٹہ کا قرار پایا از سر نو جملہ سامان حرب مثل توپ اور بان اور جزایل اور رہکلہ اور باروت وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال نہ تھی کہ از سر نو آرایش کرتا اور دشمن پر چڑھتا القصہ باہمہ شوکت وشان اوایل جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو دار الخلافت سے برآمد ہو کر اکبر آباد آیا

اور اول مرہٹہ کی فوج کو جو بیس ہزار سوار تھی شادل خان افغان سے جو کہ احمد خان کے طرف سے
کول اور جالیسر کا حاکم تھا بھیجا فوج مذکور جمنا سے اوتر بلاے ناگہانی کی نشانی روہیلۂ مذکور کے سر پر ہو پہنچے
شادل خان بھاگا اور ایک جماعت کثیر قتل و اسیر ہوا اسپ و فیل و خیام وغیرہ معہ دیگر اسباب کے لوٹ بیز
مرہٹون کے ہاتھ لگا ۔ احمد خان باستماع مقہوری افاغنہ محاصرۂ الہ آباد سے جو کہ چار مہینے تک تردد کیا تھا
ہاتھ اوٹھا فرخ آباد آیا افواج مرہٹہ نے چھاونی کر کے خارج فرخ آباد کو قتل و غارت کیا احمد خان فرصت
پاکر حسین پور کو جو فرخ آباد سے تین کوس دریاے گنگا پر واقع ہے آیا اور مورچہ قایم کر کے آمادۂ جنگ ہوا
اسکا سبب یہہ ہوگا کہ چونکہ ایکطرف اوسکے ملک روہیلہ کی راہ تھی اودھر سے رسد کی مدد ہو سکتی تھی فرخ آباد
ہو رہتو کو مرہٹہ نے خالی پاکر خوب لوٹا الہ آباد کا قصاص پیش پا فتادہ ہوا جملہ غنیم تلاش سے ایک رقم سولہ لاکھ
روپیہ نقد کی تھی عقب سے وزیر معہ راجہ سورجمل جاٹ کے آپہونچا اور احمد خان تینون طرف سے سوار
ہو کر تنگ ہوا طرفین سے توپ و تفنگ کی صدا برپا تھی چونکہ افاغنہ کی رسد کشتی پر آتی تھی وزیر نے نورالحسن خان
بلگرامی کو احصار کشتی اور تاکید پل کے باب مین حکم دیا محمود خان نے اوسطرف دریا کی بنا بر مزاحمت درستی
پل قیام کیا جب کشتیان جماعۂ دار مذکور کے اہتمام سے رامپور کے نزدیک جو قنوج سے بارہ کوس ہے
جمع ہوئین سرداران دیگر معہ توپ بلہ رس کے اسکی مدد پر مقرر ہوئے دوم جمادی الاول کو پل مستحکم دریا پر بنا
کر لیا محمود خان نے ہرچند ہاتھ پیر مارے مگر پل نگیا مگر کچہہ بس نہی چلا دوسرے روز سعد اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ
فراوان سے احمد خان کی مدد پر آپہونچا افواج وزیر نے گنگا سے عبور کیا احمد خان نے مورچہ چھوڑ دیا سعد اللہ خان سے
جا ملا اور بڑی لڑائی درپیش ہوئی ایکطرف سے مرہٹہ کے تیر و تلوار نے پٹھانون کے دم بند کر دیے دوسری
طرف سے جاٹ نے آفت کی آگ برسائی خاندان روہیلہ کے دہوین اوڑا دیے میدان رزم انکہون مین سیاہ
کر دیا آخر الامر احمد خان اور سعد اللہ خان بیتاب ہو کر جان نیم بسمل کو سلامتی سے بچا لیگئے قریب دس بارہ ہزار روہیلہ
کے جان سے مارے گیا اور مجروح و اسیر ہوا ہاتھی گھوڑے خیمہ وغیرہ اسقدر لوٹ مین ہاتھ لگا کہ تعداد نہین
ہو سکتی وزیر نے کوہ ہمالیہ تک جو کہ کمایون کا شعبہ اور جنگل دشوار گذار ہے تعاقب کیا اور اوس جنگل
مین افاغنہ محصور ہوے [illegible] ہزارون افاغنہ ناسازی آب و ہوا سے اوس جنگل مین مر گئے اور افواج وزیر نے
کل ملک افاغنہ کا پامال کر ڈالا اور کوئی دقیقہ لوٹ مار کا اوٹھا نرکھا میر غلام نبی مخلص بلگرامی اوس لڑائی
مین [illegible] ملک افاغنہ مین چھاونی کی اور اس جانفشانی کے عوض مین
وزیر نے مرہٹہ کو سرکار کول اور جالیسر اور [illegible] فرخ آباد اور قنوج سے کوڑہ جہان آباد تک مرحمت
فرمایا آخر الامر افاغنہ متفرق ہو کر مرہٹون کے توسل سے رضا جوئی وزیر کر کے جان بر ہوے وزیر نے

فرخ آباد وغیرہ محالات سولہ لاکھ روپیہ کے احمد خان وغیرہ اولاد بنگش کو مرحمت فرمائے اور دیگر محالات علی محمد خان کے لڑکون کو بطور مالگذاری کے سپرد کیے اور صوبہ اودہ کو عازم ہوا اور بنارس تک گیا اسی سفر مین پرتھی پت زمیدار پرتاب گڈہ جسنے افاغنہ کی مدد کی تھی وزیر کی ملازمت کو آیا کہ حسب الحکم علی بیگ خان نسقچی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

نہضت کرنا امیر الامراء ذوالفقار جنگ کا صوبۂ اجمیر کو اور ادہر کی سرگذشت

صوبۂ اجمیر اول وزیر الممالک کو عنایت ہوا تھا بنابر قرب وجوار اودہ کے یہہ بندوبست ہوا کہ آلہ آباد وزیر کو ملا اور صوبۂ اکبر آباد اور اجمیر امیر الامراء ذوالفقار جنگ کو عطا ہوا ۱۱۶۱ ہجری مین راجہ بخت سنگہ راٹھور نے جو اپنے عہد مین کل راجاؤن مین ممتاز اور جرار و دانش مین سرمایۂ ناز تھا ارادہ کیا کہ اپنے آبائی ملک یعنی جودہپور اور میرٹھہ کو راجہ رام سنگہ ولد ابہی سنگہ اپنے برادرزادہ سے حاصل کرے حاضر حضور ہو کر ذوالفقار جنگ کو اجمیر جانے کی ترغیب دیکر خود ناگور اپنے دار الملک کو راہی ہو گیا تھا ذوالفقار جنگ بامید اعانت راجہ مذکور کے آخر ۱۱۶۲ ہجری مین معہ چودہ پندرہ ہزار سوار اور سرداران نامدار بامید رستم علیخان برادرزادہ میر مشرف مشہور اور حکیم خان خویشگی معروف اور فتح علی خان ولد ثابت خان حاکم مشہور کول جسنے آخر کو خطاب نائب جنگی پایا اور محمد شجاع خان اور سید عبد العلیخان بہادر مورخ کا خالو اور میر علی اصغر کبیر محمد جسکا ذکر مہابت جنگ کی حال مین ہوا ہی اور مبارز خان وغیرہ کے عاشورہ محرم قصبہ پاٹودہی مین بسر کر کے شروع ۱۱۶۳ھ کو کوچ کر کے موضع نیم رانی علاقہ راجہ سورجمل جاٹ مین پہونچا جہان کہ راجہ مذکور نے ایک گڈہی بنائی تھی اور وہان اوسکے چند ملازم بھی رہا کرتے تھی امیر الامراء کے مردمان فوج اوس گڈہی مین جا چڈہی اور راجہ کی لوگون کو نکال دیا امیر الامرا اسیقدر سے خوش ہوا شادیانہ بجا کر داخل خیام ہوا صبح کو بارادۂ اجمیر روانگی نارنول تھی اور بار و بنہ بھی قصبۂ مذکور کو روانہ ہو چکا تھا بروقت سواری امیر الامرا کو خیال بندوبست اکبر آباد اور کاوش راجہ سورجمل جاٹ کا ہوا پس اجمیر کا ارادہ فسخ کیا اور [illegible] سواری رستم علیخان کو جو دو ہزار سوار سے ہراول تھا اور فتح علیخان جو سات سو سوار کا جماعہ دار تھا اور حکیم خان صاحب دو ہزار جرار اور مبارز خان صاحب میسرہ اور سید عبد العلیخان صاحب بہادر شجاع جنگ میسرہ اور علی اصغر کبیری چنداول کو طلب کر کے استشارہ شروع کیا ہر چند ہر ایک سردار نے کہا کہ راجہ سورجمل جاٹ سے لڑنا ضرور نہین بخت سنگہ سے جیسا وعدہ ہی وہ بھی پہونچتا ہی باہم متفق ہو کر اول بندوبست اجمیر سے فراغ کر لیا چاہیے اوسوقت تک فوج بھی تجربہ کار ہو جائیگی تب باتفاق بخت سنگہ وغیرہ راجاؤن کے اکبر آباد کا بندوبست اور جاٹ کی تنبیہ باحسن وجوہ کیجائیگی مگر اوس جاہل مطلق نے نسنا ناچار ستر سوار

بھیجکر بار و بنہ واپس منگائے دوپہر کو بار و بنہ واپس آئے نارنول کیطرف سے ہوکر سرائے سوبہا چند
مین مقام کیا صبح فتح علیخان کو معہ مردم اردو اور عملۂ کارخانہ کے واسطے لانے گھی کے بھیجا جاٹ نے بھی
فوج آراستہ کرکے روانہکی اور خود بھی متعاقب متحرک ہوا بعد دوپہر کے افواج جاٹ بڑے کروفر سے
اظہر ہوئی فتح علیخان نے چونکہ دو تین کوس کے فاصلہ پر تھا ذوالفقار جنگ کو اطلاع دی کہی طیار اور
لوگون نے دانہ گھاس بار کرکے عازم معاودت ہین لیکن بعض فوج سورجمل کی آ پہونچی ہے اور سردار لوگ
میری مدد پر مقرر نہ ہوجاوین تاکہ بحفاظت لشکر تک رسائی ہو علی رستم خان مقدمۃ الجیش اس امر پر مامور
ہوا جب تک وہان پہونچے چند گھڑی دن باقی رہا تھا حلیم خان خویشگی جو حسن سلیقہ سے مشہور اور کسیقدر
جاٹ سے کاوش رکھتا تھا بلا اطلاع بپاس ایزد معہ سات سو سوار کے اون سے جاکر ملحق ہوا القصہ انکے
پہونچنے تک دو گھڑی دن رہگیا حلیم خان نے علی رستم خان کو پیغام دیا کہ شام ہوئی لوٹنا چاہیے اسنے جواب دیا
کہ وہ مجھ سے پیشتر ٹھہرا ہے اول وہ واپس ہو دونون نے باتفاق سمجھایا اوسنے غرور سے کہا کہ آپ چلین
بندہ بھی آتا ہے چونکہ دن کم تھا دوبارہ ذوالفقار جنگ کو پیغام دیا کہ فوج جاٹ روبرو استادہ ہے ہمارے واپسی
مین اندیشہ ہے بہتر ہے کہ ہملوگ اسی جگہ خیمہ زن ہون اور آپ بھی معہ کل لشکر کے اسیوقت چلے آئیے
امیر الامرا نادان تو تہا ہی یہ التماس منظور کرکے حکم واپسی دیا گھڑی بہر سے کم دن باقی رہا تھا کہ معاودت
کی صورت ہوئی لوگ دیر سے بھوکے پیاسے منتظر تھے خصوص جنگ نادیدہ اس فوج کی بمجرد لوٹنے کے اکثرون
نے پیشقدمی کرنا شروع کی توپخانہ روبرو کر لیا کہ مبادا تاریکی شب مین توپخانہ پیچھے رہجائے اور غارت ہو
فوج جاٹ نے جو انکی بے انتظامی دیکھی دستہ دستہ حسب ترتیب مستقل ہوکر بندوق فیر کرنا شروع کیا
علی رستم خان کے ہاتھی نے اضطراب شروع کیا حلیم خان نے بڑے اہتمام سے خان مذکور کو اپنے ہاتھی پر لے لیا
بمجرد اوسنے فیل کے حلیم خان کے گولی لگی دروازہ عدم کی راہ لی دوسرے بارہ مین علی رستم خان بھی مجروح
ہوا امیر الامرا کی فوج پر شکست عاید ہوئی اکثر مقتول اور بعض مجروح مضطرب لشکرگاہ پہونچے عجب طرحکا
اضطراب لشکر مین لاحق ہوا اور اولاد جاٹ کی لشکر کے گرد اگرد شورش او ٹھائی امیر الامرا کو ایسا بدحواس کیا
کہ اسکے دلمین لشکر سے نکلجانے کی تمنا ہوئی میر علی اصغر کبری وغیرہ رفقا نے پایداری کرکے توعید و تہدید
سے نہ چھوڑا کہ کسی طرف حرکت کرے چونکہ خود جاٹ کو امیر الامرا کے قید کرنے یا مار ڈالنے سے کچھ
غرض نتھی دو تین روز شور اوٹھاکر معرفت فتح علیخان کہ جو اوسکے ساتھ شناسائی رکھتا تھا پیغام مصالحہ کیا امیر الامرا
نے غنیمت جانکر اقبال کیا راجہ سورجمل نے اپنے لڑکے جواہر مل کو نا بر ملاقات بھیجا بعد چند شرائط کے
صلح ہوئی اونمین سے ایک شرط یہ تھی کہ پیپل کا درخت نہ کاٹین معابد مذہب کی توہین نکرین۔ الغرض ۱۱۹۱

امیر الامرا نے بکمال اہانت صلح اختیار کی سورجمل نے وعدہ کیا کہ اگر نارنول سے آگے نہ بڑہین اور راو سلے
مشورہ سے کار بند ہون پندرہ لاکہہ روپیہ بابت معاملہ راجپوتانہ تک کا میرے ذمہ واجب الادا ہوا ایسے وعدہ
کرکے حدود اکبر آباد اور جاٹ سے واپس ہو کر نارنول کے نہضت کی راجہ سورجمل دو تین کوس ذو الفقار جنگ
کے لشکر سے دور خیمہ زن ہوا کرتا تھا و کلا کی آمد و رفت ہوا کرتی تھی تا آنکہ نارنول کے متصل پہونچا وہان
پر راجہ بخت سنگہ آیا ذو الفقار جنگ استقبال کرکے لایا راجہ مذکور نے جاٹ کی اعانت کرنے سے ملامت کی اور
اپنی غرض کیواسطے روانگی اجمیر کی دلالت کی اور امیر الامرا نے قبول کیا تب راجہ سورجمل نے ترک رفاقت
کرکے اپنے مقام کو لوٹا اور امیر الامرا معہ بخت سنگہ کے روانہ اجمیر ہوا جب نزدیک اجمیر کے پہونچا بموجب
اشعار راجہ کے بیس کوس یلغار کرکے داخل گوکل گہاٹ ہوا اودہر سے راجہ رام سنگہ ولد راجہ ابہی سنگہ
معروف دہونکل سنگہ باتفاق راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جے سنگہ سوائی معہ لشکر گران اور توپخانہ
فراوان کے جو تیس ہزار سوار سے کم ہوگا جودہپور سے مقابلہ کو چلا ذو الفقار جنگ چندروز اجمیر مین
آسودہ ہو کر معہ راجہ بخت سنگہ متحرک ہوا پہکر اور شیر سنگہ کی گڈہی ہوتے میرٹہہ آیا اور میرٹہہ سے موضع پیپاڑ تک
دو تین مرتبہ دونون لشکرونکا مقابلہ ہوگیا جب بارادہ جنگ اول مرتبہ رہ سپر ہوے راجہ بخت سنگہ نے
امیر الامرا سے کہدیا کہ میرے پشت کے طرف سے دوسرے طرف متحرک ہونا کیونکہ جس رخ کو فوج
سرکار کا منہ ہے راجہ رام سنگہ نے توپخانہ بکثرت چنا ہے ذو الفقار جنگ نے جواب ناسزا کہا اور فرزین
روش کجروی کرکے اودہر کو چلا راجہ بخت سنگہ نے امیر الامرا کے بساط ہمراہی سے علحدگی کی افواج راجہ تلنیہ
جو پشت توپخانہ پر کہڑے تھے پیادہائے شطرنج کے مانند خاموش نہایت تحمل و وقار سے کہڑے تھے جب نزدیک
آ گیا بار ذو الفقار خان پر توپخانہ آتشبار کیا اس نادان کی کجبازی نے جمع کثیر لشکر کا خون بہایا ادہر سے
حسب معمول توپ چہوٹتے رہے سنا گیا کہ دوپہر کو توپین نہایت گرم ہوگئین نایرہ جنگ افسردہ ہوا پانی کی
قلت کی کثرت اسقدر تھی کہ امیر الامرا کے لوگ جان بلب پانی کے چاہ مین دوان افتان باو سلے ہو کر
لشکر مخالف تک پہونچے مخالفین نے جو شدت پیاس کو دیکہا کہ آنکہون مین پانی نہین ہان کسیقدر رہا ہے سے
خونابہ دل کی کیچڑ ہے لاجرم کنوین سے پانی نکال نکال گہوڑون اور سوارون کو پلایا پہر کہا کہ اپنے گہر جایئے
ہمارے آپکے رزم درپیش ہے - یہ قصہ نہایت صحیح ہے کیونکہ بندہ نے سید اسمعیل علیخان خلف بہادر
عبد العلیخان خالو سے بندہ کا جو اوس سفر مین رفیق تھا اوسکی زبان سے سنا یہہ کیا عمدہ صفت راجپوتان
تشنہ خون کی ہوئی کہ دشمن کو بہی اپنے چشمہ زار فضل سے محروم نکیا - پیپاڑہ سے جودہپور شاید دو
تین منزل سے زیادہ نہوگا ذو الفقار جنگ اوس جگہہ سے بنابر رنج سفر اور خرچ جنگ کے ستوہ ہوا چونکہ بر بیات

بھی آ پہونچی تھی چاہا کہ بعد صلح واپس ہو ہر چند بخت سنگہ نے کہا کہ اس صوبہ کا بندوبست نہایت ضرور ہے سوا وہ ازان اگر یہان سے راجہا سے اور روسا سے دیرینہ کی گوشمالی کی گئی اور وہ لوگ مطیع ہوئے تو آپکا نام و نشان ہوگا دہاک بندہ جاے گی پیر انتظام اکبر آباد و راجہ سورجمل جاٹ کی گوشمالی بالکل آسان ہو جائیگی مگر امیر الامرا نے نہ مانا راجہ بخت سنگہ نے باوجود تمام اژدہام مخالف کے جسکی مدد پر ہولکر ملہار بھی گیا تھا مگر رسد اور گہی وغیرہ لانے مین اچھی کوشش کی تھی جب امیر الامرا نے بناے صلح ڈالی بخت سنگہ کنارہ کر گیا اور مرہٹہ بھی مخالفین تھے مرخص ہوکر اپنی راہ لگے امیر الامرا کے ہاتھ مین لاکھ روپیہ لگا باقی کو یہ قرار ہوا کہ اسقدر فلانے جگہ اور اتنا فلان مقام پر حاضر ہوگا خیر ذوالفقار جنگ پیے پار سے معاودت ہوکر راہی اجمیر ہوا سبب عجلت یہہ تھا کہ وزیر نے خبر شکست سنکر ارادہ کیا تھا کہ وزارت حاصل کرے خاکسار فقیر اوسکے تلون مزاجی سے قبل معاودت مستعفی ہوا تھا لیکن چونکہ اس سفر مین زیر بار ہو گیا تھا لہذا اپنے ہاتھی گھوڑے سامان تجمل فروخت کر کے قرض خواہان سپاہ وغیرہ کو عطا کیا اور خود پیشتر سے شاہجہان آباد روانہ ہوا یہان پہونچکر سنا کہ بعد قتل راجہ نول راے کی وزیر بنگش کے مقابلہ پر گیا ہے دو تین روز کے بعد خاکسار بھی راہی ہوا کول مین بہاگا ہوا لشکر وزیر کا ملا جب وزیر بھی پہونچا مستفیض ملازمت ہوا اور ہمراہ شاہجہان آباد آیا اور یہہ مشورہ فرمایا کہ مرہٹہ اور راجہ بخت سنگہ کو طلب کریے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے ایکسال اور چند مہینے امیر الامرا اس سفر مین رہا اوایل سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین داخل دار الخلافہ شاہجہان آباد ہوا اور بسبب قلت زر اور کثرت فوج کی سپاہ کا قرضدار ہو گیا اکثر اوقات اونکی بلوی مین شریک ہوجاتا یہہ بادشاہ کی اعانت کی امید رکھتا تھا جب کچہ نہوا بادشاہ کے حق مین سخنان سبک بکنے لگا ایکروز آشفتہ ہوکر گھوڑے پر سوار ہوکر نیزہ در دست داخل دربار ہوا بدین ارادہ کہ بادشاہ کے روبرو شکوہ پوچ بکمال تندخوئی کرے نواب بہادر جاوید خان اس اطلاع یابی سے مانع ہوا اور مرحوم کو کورنش کرادیا بیچارہ اور بھی مشغول یاوہ چیادی ہوا متعاقب بادشاہی چوکی ضبطی مال کو اوسکے مکان پر پہونچی اور خدمت امیر الامرائی کی غازی الدینخان فیروز جنگ بڑے بیٹے آصفجاہ کو مقرر ہوئی اور ذوالفقار جنگ معزول ہوا ✤

بعض سوانح دکن کا ذکر کہ آخر سنہ ۱۱۶۴ ہجری تک واقعہ ہوا ہے اور کسیقدر حال ناصر جنگ دوسرے بیٹے آصفجاہ کا

ناصر جنگ نظام الدولہ بہادر خلف دوم آصفجاہ جوان صاحب ہونہار تھا استعداد شاعری کی بھی رکھتا تھا باوجود جوانی اور دولت و کامرانی کے خالی اوصاف سے نتھا باپ کی نیابت اور نیز بعدہٗ جب کہ بالاصالت مستقل دکن ہوا مرہٹون کو مغلوب رکھا انکا رعب مرہٹون کی دلمین ایسا جما تھا جس سے زیادہ متصور نہین جتبک

زندہ رہا مرہٹہ مردہ رہے سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین حسب طلب احمد شاہ کے نربدہ تک آیا اور پھر حسب ممانعت واپس گیا

مجمل حال لڑائی مظفر جنگ و ناصر جنگ سے اول مظفر جنگ کا مظفر ہونا بعدہ جان کھونا

مظفر جنگ کا اصلی نام ہدایت محی الدین خان ہے حسب نسب انکا دو واسطہ سے سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان تک پہونچتا ہے اور آصفجاہ نظام الملک کا دختر زادہ ہے آصفجاہ کے عہد مین بیجاپور کی صوبہ داری کرتا تھا اپنے خالو نظام الدولہ ناصر جنگ کی لڑائی مین حسب طلب احمد شاہ کی قاصد شاہجہان آباد ہوا نربدا تک پہونچا تھا باغی ہوگیا حسین دوست خان عرف چندا روسا ئے نوایت ارکاٹ مین سے موافق ہوا ارکاٹ کی تسخیر کی تحریص کی مظفر جنگ ارکاٹ کو متوجہ ہوا وہان فوج عظیم فرانسیس پھلچری سے بوساطت چندا کے ہمراہ لیکر انور الدین خان شہامت جنگ گوپاموی پر جو کہ آصفجاہ کے وقت سے ناظم تھا چڑھائی کی سولہوین شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو معرکہ کارزار گرم ہوا انور الدین خان نے روز آخر سمجھکر روبہ مزاجی نہ کی کمال استقلال سے شربت مرگ گوارا کیا ناصر جنگ اس خبر سے مظفر جنگ کی تنبیہ کو معہ فوج دریا موج اورنگ آباد سے بندر پھلچری تک جو پانسو کوس جریبی ہے جلد روانہ ہوکر ۲۶ ربیع الآخر سنہ ۱۱۶۳ ہجری کو مبارز ہوا حسب تقدیر ناصر جنگ مظفر ہوا اور مظفر جنگ زندہ قید ہوگیا ناصر جنگ نے موسم برسات واقعہ ارکاٹ بسر کیا افاغنہ کرناٹک مانند ہمت خان وغیرہ کے جو اس سفر مین ناصر جنگ کے نوکر تھے ملک و مال کی لالچ سے نمکحرام بنے فرانسیسیان پھلچری سے ملکر ۱۷ محرم کو بحساب نجوم اور سولہوین کو بحساب رویت ہلال سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین شب خون کیا ہمت خان نے نزدیک پہونچکر ناصر جنگ کو گولی ماری بیچارہ راہی عدم ہوا انقلاب غریب واقع ہوا بعض ملازمان مخلص نے اوسکی لاش روضۂ شاہ برہان الدین غریب تک لیجا کر قریب قبر پدر مدفون کیا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے جو نہایت اوسکا دوست تھا یہ تاریخ کہی ہے ابیات

نواب عدل گستر عالی جناب رفت ٭ فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت ٭ در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد
تاریخ گفت نوحہ گر سے آفتاب رفت ٭

مظفر جنگ کا جلوس ریاست دکن پر اور دو مہینے کے بعد قاتلان ناصر جنگ کا فوت ہونا

جب ناصر جنگ مرا مظفر جنگ جو قید مین ہمراہ تھا سریر آرا ہوا اور باتفاق افاغنہ نمکحرام اور فرانسیسیان پھلچری کے عازم حیدر آباد ہوا منتقم بے مانند نے انتظام کا سامان پیدا کیا مظفر جنگ اور افاغنہ کے دلین نفاق پیدا ہوا ایکروز جس سرزمین مین کیچر تھا خیمہ ہوا طرفین کی ناخوشی ظاہر ہوئی مظفر جنگ و فرانسیسیونکو

آمادہ پیکار ہوا بعد دو مہینے کامل کے ۱۰ ربیع الاول سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا ہمت خان بھی مدافعہ کو طیار ہوا کارکنان قضا و قدر نے اچھی شعبدہ دکھلاے ناصر جنگ کو نیست نابود کرکے ہمت خان وغیرہ کو معدوم کیا مظفر جنگ نے اول نصارا کا توسل ڈہونڈہکر اپنے امثال واقران پر تغلب کرنا چاہا اسکی تسلط مین رامداس برہمن سیاہ فام کو جو نظام الدولہ کے ادنے متصدیون مین نوکر تھا رفیق بنایا اور مظفر جنگ کا محکم یار بنا راجہ رگہناتھہ داس کے لقب سے مشہور ہوا مظفر جنگ طالب علمی رکھتا تھا مگر خود ستا تھا ملازم لوگ ہر چند اوسکی تصدیق کرتے مگر وہ متسلی نہوتا اوسکے ایام ریاست مین بالاجی راو معہ فوج کے پورنیان سے اورنگ آباد چڑہا اور وہان کے ناظم رکن الدولہ نے پندرہ لاکھہ روپیہ دیکر یہ آفت ٹالی +

جلوس کرنا سید محمد خان بہادر صلابت جنگ کا ریاست دکن پر بفضل خدا

بعدازین راجہ رگہناتھہ داس نے خود بخود وکیل مطلق ہوکر فرانسیسیونکی دلجمعی کرکے سید محمد خان صلابت جنگ بڑے بیٹے آصفجاہ کو ریاست پر متمکن کیا اور خود معہ جملہ فرانسیس کی اوسکا ملازم ہوکر قاصد اورنگ آباد ہوا اور سید محمد خان نے اوسی مقام پر بارش ابر کی ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۶۴ ہجری کو بقصد تنبیہ بالاجی راو کے اورنگ آباد سے نکلا اور احمد نگر کو جولانگاہ لشکر بنایا وہان سے پونہ کو متوجہ ہوا بالاجی راو پچاس ہزار سوار سے مقابلہ پر آیا سید محمد خان نے لڑتے لڑتے بالاجی کو پونہ کے قریب پہونچایا اور آبادی مرہٹہ جو راہ پر واقع تھی جلاکر خاک سیاہ کردی اس لڑائی مین فرانسیسیون نے مرہٹہ کے دہوئین اوڑادیے خصوص شب چہاردہم محرم الحرام ۱۱۶۵ ہجری کو جب کہ چندر گرہن تھا اور اوسوقت مرہٹہ معہ سرداران کے پرستش خسوف کر رہے تھے جونہین فرانسیسیون نے دہاوے شروع کی ننگے سر برہنہ پا بے زین بادیان پر سوار ہو ہوکر فرار ہوے اور اونکا طلائی سامان پرستش اہل اختلاف کے ہاتھ لگا لیکن افسوس نفاق کا برا ہو اس کوشش وتردد کا نتیجہ کچھ نہوا صلابت جنگ سے صلح ہوگئی صلابت جنگ بعد انفصال متوجہ حیدر آباد ہوا اور اوسکے حسب الطلب رکن الدولہ اور صمصام الدولہ باتفاق حیدر آباد پہونچے وکالت مطلق رکن الدولہ کو ملی ناگاہ خبر پہونچی کہ امیر الامرا فیروز جنگ نے دکن کی صوبہ داری پائی رکن الدولہ نے مکر وحیلہ سے وکالت ترک کرکے جانوجی کے پاس آیا بدین مقصد کہ امیر الامرا باتفاق ہولکر کے آتا ہے بوساطت جانوجی اور بالاجی کی امیر الامرا کی موافقت کرنا چاہیے جسوقت کہ رکن الدولہ حیدر آباد سے روانہ ہوا صمصام الدولہ وہین رہگیا اور صلابت جنگ کی طرف سے حیدر آباد کا صوبہ دار ہوا جب امیر الامرا نے اورنگ آباد مین انتقال کیا ہولکر ملہار جی جسنے سند ملک خاندیس اور سنگر اور جالنہ کی امیر الامرا فیروز جنگ سے لیکر عمل کیا تھا ہمراہ صلابت جنگ کے بارادہ

مقابلہ برادر خود فیروز جنگ سے آیا تھا سید مذکور نے صلابت جنگ سے بھی حاصل کی بعد ازان رکن الدولہ کربلا سے آنکر صلابت جنگ سے متفق ہوا اور وکیل مطلق ہوا اور صمصام الدولہ کو معزول کرکے اورنگ آباد بھیجا چونکہ برسات نزدیک آگئی تھی رکن الدولہ اور صلابت جنگ اورنگ آباد آئے +

بعض سوانحات حضوری کا بیان

ماہ محرم یا صفر سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جی سنگہ سوائی فوت ہوا مشہور یہ ہے کہ کسی نے زہر دیا اور برانا ربھیا ادویہ بھی انہین دنونمین گذرا اور اسی سال مین ناصر جنگ کے کشتہ ہونیکی خبر حسب مذکورہ بالا حضور مین پہونچی اور غازی الدین خان فیروز جنگ برادر کلان ناصر جنگ نے اوسکا ماتم کیا غرہ ربیع الاول روز جمعہ سنہ مذکور کو خلعت ماتمی حضور سے عنایت ہو چونکہ حضوری سے نفور تھا نظامت دکن مستدعی ہوا امراے حضور بدرخواست پیشکش عرصہ کر رہے تھے آخر کار روز چہارشنبہ ششم ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت نظامت ملے حال اوسکا لکھا جاتا ہے +

آنا صفدر جنگ کا سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین حسب الطلب حضور مین اور خان فیروز جنگ صوبہ دار دکن کا ہونا بلا پیشکش

احمد شاہ ابدالی اسی سنہ ۱۱۶۵ مین چوتھی مرتبہ لاہور آیا معین الملک ستدراہ ہوکر چار مہینے تک لڑا چند بار سخت لڑائیان ہوئین مگر اوسکی دلاوری سے ابدالی سے دیانت کنج ہوسکے غلبہ کی مجال نتھی آخر کو بہ سبب نفاق آدینہ بیگ خان کے راجہ کوڑا مل دیوان جو کہ محض جانفشان تھا جان نثار ہوا اور معین الملک بدرجہ لاچاری مغلوب ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب جنگ بڑہی آدینہ بیگ خان نے دوستی مین دشمنی کرنا شروع معین الملک کو صلاح دی کہ لشکر سے باہر نکلنا چاہیے راجہ کوڑا مل نے عرض کیا کہ دو ایک روز اسی جگہ پایداری چاہیے ابدالی تنگ ہوکر خود بخود بھاگا جاتا ہے مگر معین الملک نے آدینہ بیگ خان کی شجاعت اور اپنی جرات جوانی سے چند قدم آگے بڑہاے بڑا یہ جب پر معین الملک کا توپخانہ تھا وہ خالی ہوا ابدالی کے لوگ معہ شتران زنبورک وہان پر آگئے اور بموجب اشارہ آدینہ بیگ خان کے معین الملک پر حملہ آور ہوئے اوسوقت آدینہ بیگ خان نے معین الملک کو صلاح دی کہ کوڑا مل کو کمک پر طلب کرنا چاہیے جب آدمی بھیجا اوسنے کہا کہ جبکہ بندہ کی عرض قبول نہوئی اگر اب بندہ حضور مین آئے لشکر فرار ہو جاوے چونکہ معین الملک پر عرصہ کارزار تنگ تھا آدینہ بیگ خان نے حمد جنگ مین تساہل اور راجہ مذکور کے طلب مین ترغیب وسنہ ناچار بکرہ طلب کیا کوڑا مل نے بضرورت اپنے سرداران لشکر کو نصائح پایداری کرکے ادھر قدم بڑہا درمیان مین ایک

کوس کا فاصلہ تہا چند قدم گیا تھا کہ سرداروں کا منہہ پھر گیا اور لشکر پر شکست پڑی ناچار پھر واپس ہوا اور عمدہ آویزش کرکے ابدالیوں کو بھگا کر تعاقب میں چلا جاتا تھا کہ ناگاہ سر میں گولی لگی اور جان شیرین نثار راہ جوانمردی فرمائی چونکہ کوڑا مل دیوان مدار الدولہ اور معتمد علیہ تھا اسکے شہید ہوتے تمام لشکر مغلوب ہوا اور معین الدولہ ناچار شہر کو لوٹا مفتی عبد اللہ کو پیغام صلح دیا احمد ابدالی نے جہان خان کو استقبال پر بھیجکر بکمال عزت طلب کیا اور معین الملک دربہ لاچاری کو حاضر ہوا ابدالی نے مورد ترحمات فرماکر اپنی طرف سے صوبہ لاہور کی نیابت دی اور کابل کو عطف عنان ہوا صوبہاے لاہور و ملتان ملک بابر ہی سے نکلکر داخل قلمرو ابدالی ہوئے اوسیوقت میں جبکہ ابدالی لاہور میں معین الملک سے لڑتا تہا قلندر خان کو بطور رسالت احمد شاہ بادشاہ شاہجہان آباد کے پاس بھیجا بادشاہ کو دیانے کی آمد آمد نے ہلا دیا امراے حضور نے وزیر الممالک صفدر جنگ کو نہایت الحاح سے متواتر تحریر کیا کہ ہولکر ملہار وغیرہ کی فوج کو متفق کرکے بہت جلد حاضر حضور ہو اور مدافع عدو میں ساعی ہو وزیر مذکور ہولکر ملہار کو وعدہ زر خطیر سے ہمراہ لیکر ماہ رجب سنہ مذکور میں شاہجہان آباد پہونچا جاوید خان ناظر مدار المہام سلطنت ہوا تھا اوسنے مع دیگر امرا بسبب نفاق پیشہ کی قبل پہونچنے صفدر جنگ کے شاہ درانی سے صلح کرلی اور اوسکا حکم قبول کرکے قلندر خان ایلچی کو رخصت کیا وزیر الممالک نے نہایت آزردہ ہوکر کہلا بھیجا کہ ہم ہولکر کو بموجب تمہارے لکہنے کے بوعدہ زر ہمراہ لائے ہیں اب اوسکا تقاضا ہے یہہ کہکر کثرت بیحد ساعی ہی ہوکر شہر لب دریا سے جمن خیام گزین ہوا اسی ضمن میں جب ذکر اللہ خان فیروز جنگ کو بعد گذشتہ ہونے ناصر جنگ کی بہلجری میں داعی صوبہ داری دکن ہوا تہا اور بانی سکے خدمت اور سند کا مستدعی ہوا اور آنحضور بعد ان اپنے پیشکش کے منتظر نکرسکے تھے اب اسوقت میں اوسنے قابو پاکر بادشاہ اور امرا کے حضور میں عرض کیا کہ اگر بلا پیشکش دکن کی صوبہ داری بندہ کو عنایت ہو جسطرح سے ہو سکے گا ہولکر کو راضی کرلونگا بادشاہ اور امرا نے ہزار منت سے قبول کیا اور صوبہ داری دکن کی سند لکہدی اوسنے اپنے لڑکے کو امیر الامرا کی نیابت کو چہوڑکر اور ہولکر کو ہمراہ لیکر رجب سال مذکور کو قطع منازل اختیار کیا

وزیر کا شاہجہان آباد میں داخل ہونا اور جاوید خان کا مارنا

بعد جانے فیروز جنگ اور ہولکر کے وزیر الممالک ۱۸ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوا جاوید خان کے اقتدار سے نہایت آزردہ ہوا خصوص اس سبب سے کہ اس شخص نے ساتہ ابدالی کے صلح کرلی اور لاہور و ملتان اوسکو دلگیا کیونکہ یہ امر موجب کسر شان بادشاہی کا ہوا جاوید خان اوسکی ہمراہی والدہ بادشاہ کی اتفاق سے مکدر رہتا بادشاہ نے بموجب حکم اپنی والدہ اور بتقریب جاوید خان کے اپنے خالو امان خان ... کو بخشی ... معتمد الدولہ

خطاب عطا کردیا اور اسباب عمارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت ہوا او سنے اس عروج مین پہونچکر امرا کی ہمچشمی شروع کردی اگرچہ بعد عروج اکثرون کے ساتہہ حسن سلوک بھی کیا لیکن وزیر الممالک اس فضیحتی سے نہایت دل تنگ ہوکر درپے دفعت ہوا ماہ شوال کو خواجہ سرا سے مذکور کی ضیافت کی بہانہ سے طلبی کی اور گہر بلاکر مارڈالا علی بیگ خان نشیقچی شتاب جنگ نے زخم کاردسی کام تمام کردیا اور یہ امر موجب دغدغہ احمد شاہ ہوا انتظام الدولہ وغیرہ سے دلی اتفاق کرکی وزیر کے برہمی کا منصوبہ کرنے لگا۔

خان فیروز جنگ کا اورنگ آباد مین فوت ہونا

خان فیروز جنگ مع ہولکر کے ہشتم ذی قعدہ سنہ مذکور کو داخل اورنگ آباد ہوا اور سید محمد خان بہادر صلابت جنگ جو حیدر آباد مین تہا بقصد مقابلہ برادر رہ سپر ہوا ہولکر مرہٹہ نے قابو پاکر خان فیروز جنگ سے تمام ملک خاندیس اور حالنہ توابع اورنگ آباد وغیرہ لی درخواست کی فیروز جنگ چونکہ تازہ وارد اور ناواقف تہے اور نیز صلابت جنگ کا مقابلہ اور صوبہ ہاے دکن کا تسلط کرنا درپیش تہا ملکہاے مذکور کے سناد اپنی مہر سے حوالہ ہلکر ملہار کردیئے اور ایسا ملک مفت مین مرہٹہ کی ہاتھ لگا چونکہ مقدر ایسا تہا کہ ریاست دکن کی صلابت جنگ کے نام ہو فیروز جنگ سترہ روز بعد داخل ہونے اورنگ آباد کے مرگ مفاجات سے ساتوین ذی الحجہ کو دنیا سی چل بسا او سکے رفقا جو بڑے توقعات سی رفیق خدمت ہوے تہی ملول ہوکر ہمراہ تابوت شاہجہان آباد آئے اور اوسکی لاش دفن کی۔

تفویض ہونا منصب امیر الامرای کا فیروز جنگ کو

خان فیروز جنگ کالڑکا جس کا نام اسکا شہاب الدین ہے خطاب موروثی سی سرفراز ہوکر عماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اور وزیر الممالک صفدر جنگ کے گہر مین جا بیٹہا اور اسکی یتیمی پر اوسکی بی بی نے ایسی سفارش کی کہ صفدر جنگ نے برسر ترحم آکر امیر الامرائی اوسی دی لیکن باوجود طالبعلمی اور خوشنویسی اور زبان دانی مختلفہ اور شاعری اور شجاعت کے اس ناحق شناس بے سپاس نے کفران نعمت صفدر جنگ کی قتل پر کمر باندہی پوشیدہ اسنے خالو انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ اور اوسکے ماں سی موافقت کرلی صفدر جنگ کے اخراج کے درپے ہوا۔

شروع ہونا منازعت کا فیما بین احمد شاہ اور وزیر الممالک صفدر جنگ کے

احمد شاہ نے باغواے والدہ اور انتظام الدولہ اور اعتماد الملک کے وزیر الممالک صفدر جنگ کو پیغام دیا

کہ توپخانہ اور غسلخانہ ہمارے اختیار پر چھوڑو کار وزارت اپنے تعلق رکھو صفدر جنگ نے بادشاہ کا نفاق دیکھکر دربار کی امد و رفت موقوف کردی احمد شاہ نے چاپلوسی راہ سے دلجوئی کی اور ایکمرتبہ جاکر عذر خواہ ہوا مگر کچھ مفید نہوا مہینوں اس سوال جواب مین گذر شروع ۱۱۶۶ھ مین کدورت ظاہر ہونے لگین جب چند مہینے اس سال کے گذرے طرح طرح سے حادثہ ظاہر ہونے لگے۔

دغا کرنا احمد شاہ کا صفدر جنگ سے اور معطل کرنا اوسکے نائب داروغہ توپخانہ کو اور فساد ہونا باہم وزیر و بادشاہ کی

صفدر جنگ وزیر اسی منصوبہ مین تھا کہ کون چال چلئے کیونکہ بادشاہ سے مقابل ہونا نامناسب جانتا تھا اور اپنی زندگی بھی دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رہنا دور دیکھتا تھا درحقیقت یہ شخص جرات اور عقل چندان نرکھتا تھا نہ ایسے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار نتھا لیکن تقدیر نے تو انکھین اندھی کردی تھین سے بہرحال بادشاہ نے ایک رات کو بمصلحت خواجہ سرایان و نیز ہر دو امرا سے مذکور کے ایک پرچہ خاص وزیر کے نام لکھکر نائب توپخانہ کو جو وزیر کے طرف سے مامور تھا طلب کیا اور اوسکو رقعہ دیکر کہا کہ وزیر کو پہوچائے اور زبانی بھی چنین چنان عرض کری اوس نالائق نے عذر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ نااندیش رقعہ لیکر قلعہ سے نکلا مجردا بادشاہ نے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ دروازے قلعہ سے مسدود کرین اور مردم وزیر کو جسطرح سے ہو بیرون کرین حسب الامر تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ سے برجون پر توپین لگادین اور بمقابلہ حویلی دارا شکوہ سے جہان وزیر تھا نشانہ لگا کر آمادہ حرب ہوئے وزیر لاچار بعد جواب و سوال کے اوس مکان سے نکل کر ... حویلی مین جو تا ... دور تھی ایا اور چند روز متامل رہا آخر کو بادشاہ لڑائی مین اپنے بدنامی اور نمک حرامی کا شہرہ سمجھکر اپنے صوبیات کی رخصت چاہی احمد شاہ نے منظور نکیا آخر صفدر جنگ نے بلا اجازت دار الخلافت سے نکلکر شہر سے دو کوس پر خیمہ گاہ کیا بدین ارادہ کہ بے جنگ و جدال اپنے صوبون کو جاوے الحق کہ یہ ارادے بہت عمدہ تھی مگر فتنہ جویان لشکر نے خیالات فاسد اوسکے ذہن نشین کرکے امادہ جنگ کردیا۔

صفدر جنگ نے کسی کو شاہزادہ بنایا اور عزم رزم کیا

صفدر جنگ نے کسی مجہول بے نشان کو شاہزادہ بنایا اور اپنے عیال و اطفال کو راجہ سورجمل جاٹ سے قلعہ مستحکم مین بھیجا اور سورجمل کو اپنی رفاقت مین شریک کرلیا احمد شاہ نے عہدہ وزارت انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کو عنایت فرمایا اور عماد الملک امیر الامرا تھا مگر باعث جبر تنخواہ

منتھے صفدرجنگ وزیر ہوا اطراف وجوانب سے فوج طلب کی اور لوگ آ پہونچے اونمین سے نجیب خان روہیلہ اور رچپا گوجر اور بلوچان وغیرہ زمیندار اطراف اور سادات بارہہ اور میواتی خواجہ سرایان اعلی زمرۂ منصب داران اور عمدہ زادہاے قدیم مانند محمد صادق خان ولد سیف الدخان صوبہ دار ٹھٹھہ اور جامع سیر المتاخرین کا والد جو کہ بنابر ناخوشی صفدرجنگ کے باقیات محالات خالصہ کے بہانہ سے قید تھا او سوقت مین باقیات معاف اور مورد الطاف شاہی ہوکر بوساطت حافظ بختاور خان بعلی کے سرفراز ہوا اور ہر ایک نامور معہ دیگر متوسلون کے سرگرم رفاقت شاہی ہوے آشوب قیامت دار الخلافۃ کی نواح مین برپا تھا شروع ماہ رجب ۱۱۶۶ھ سے آغاز جنگ ہوا چھہ مہینے تک زد و خورد ہوے صفدرجنگ کے بھی اکثر رفیق جو یاسے نام و ننگ تھے خصوص راج اندر گوشائین جسنے قلعہ الہ آباد مین بقاء اللہ خان اور علی قلیخان کی رفاقت کی تھی یہ شخص عجب جرات کا تھا وزیر کے رفاقت مین توپخانہ اشتبار بادشاہی مین گھس پڑتا تھا اور اکثرون کو ہلاک تہ خاک کرتا لوگون کو سحر و جادو کا خیال ہوا کہ اسکی توپ و تفنگ نہین موثر ہے آخر کار اسی دلیری اور دلاوری مین بضرب گولی بہشت نصیب ہوا اور عالم کا مظنۂ جادو باطل ہوا۔ ذوالفقار جنگ امیر الامرا معزول بھی بسبب ناخوشی بادشاہی کی وزیر کو پیغام دہ ہوا کہ ہماری فوج شاہ مردان کی جھنڈے تلے رہے اور خود بہانہ زیارت سے جاکر فوج وزیر مین شامل ہوا ادہر غازی الدین خان نے منادی کی کہ جو سوار صفدرجنگ کا ملازم جسکا گھوڑا داغ سین رکھتا ہوگا نوکری کو آوے سو روپیہ مساعدہ اور ساٹھ روپیہ مشاہرہ پاوے گا اس ندا کے ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے برخاستہ ہوکر عماد الملک سے جا ملے اور رسالہ سین داغ مین ہزارون آدمی نوکر شاہی ہوا بعد ایک دوسری صورت کشمیری اور پنجابیونکی بلوا کی ہوئی کہ محمدی جھنڈا کھڑا کرکے کہا کہ صفدرجنگ رافضی ہے خلیفۂ زمان پر لشکرکش ہوا اوسنسے مقابلہ کرنا بمرتبہ جہاد ہے اس صدا سے ہزارون عالم چاریاری جمع ہوگیا جسکو ایرانی یا صفدرجنگ کا ملازم پاتے بے عزت بلکہ مار ڈالتے محمد اسحق خان اور اوسکے بھائی مرزا علیخان اور سالار جنگ اور اسمعیل بیگ خان وغیرہ سرداران عمدہ متوسلین صفدرجنگ کے مکانات غارت کر دیئے اسکے عوض مین سورجمل جاٹ نے شہر کہنہ شاہجہان آباد کو یعنی دہلی جسکی آبادی شاہجہان آباد سے کسیقدر زیادہ تھی غارت کیا اور جان و مال و ناموس برباد کیا اکثر لوگ شاہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر مین اس حال سے کہ وزیر کو اسکا استمداد ہے جمع ہوی تھے یہان بھی جاٹون نے وہی دست درازی کی جو کچھ گذرا قابل بیان نہین آخر بعد چھہ مہینے کے طرفین عاجز ہوکر خواہان مصالحہ ہوئے امراے حضور اور احمد شاہ نے پیغام آشتی دیا صفدرجنگ نے بھی اپنی رضا ظاہر کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کی وساطت سے دو نو صوبہ اودہ

ہوز الہ آباد صفدر جنگ کے نام بحال رہا اور صفدر جنگ ماہ محرم ۱۱۶۷ ہجری کو روانہ صوبجات مقررہ ہوا۔

آنا عماد الملک کا معہ مرہٹہ کے اور انتقال معین الملک کا اور سلطنت کی خفت

عماد الملک نے بروقت جنگ صفدر جنگ کے ہولکر ملہار مرہٹہ کو صوبہ مالوہ سے اور جے آپا کو ناگور سے اپنے مدد پر بولایا تہا اور قبل انکے پہونچنے کے یہان صلح ہوگئی عماد الملک قوم جاٹ سے غبار رکہتا تہا بس اونکو رفاقت مین لیکر سورجمل جاٹ پر چڑہ گیا اوسنے میدان جنگ مین عہدہ برائی ندیکہی ڈیگ اور کہیر اور بہرت پور کے قلعجات مین جا بیٹہا عماد الملک نے معہ مرہٹہ کے محاصرہ کیا چونکہ تسخیر قلعہ مین میدانی توپین بلا رس منور رہا ہیں اور انکی ہمراہ تہین لہذا محمود خان کشمیری اپنے مدار المہام کو معہ عرضداشت درخواست عطاء توپخانہ کے روانہ حضور کیا چونکہ انتظام الدولہ اسکا خالی خیال جانتا تہا کہ بعد فتح جاٹ یہ شخص آشنا و بیگانہ کا خاندان برباد کریگا بادشاہ کی درخواست منظور کرنے مین مانع ہوا محمود خان نے عملہ توپخانہ کو زجر و تہدید سے ترغیب دیکر موافق کرلیا اور ایک دن انتظام الدولہ کے سکانے لگانے کو اوسکے گہر پر چڑہ گیا ہرچند دلدوگیر ہوتے مگر کچہ پیش نگئی لاچار دوسرے روز قصبہ داسنہ کی طرف بہاگا اور محالات خالصہ شاہی اور منصبداروں کی جاگیرات مین جو دار الخلافہ کے قرب وجوار مین واقع تہی قطاع الطریقی اور لوٹ مار کرنے لگا اسی ضمن مین سورجمل نے بادشاہ اور انتظام الدولہ کو عرضی لکہی کہ جسوقت عماد الملک نے قابو پایا باتفاق مرہٹہ کے وزارت اور سلطنت کی بیخ بنیاد کہودیگا مناسب یہ ہے کہ بادشاہ اور انتظام الدولہ شکار کے بہانہ سے معہ کل فوج کے سکندرہ مین ڈیرہ کرین اور بشرط مصلحت صفدر جنگ کو بہی دلجوئی کرکے شریک بنالین تاکہ یہ فتنہ فرو ہو بادشاہ نے یہ صلاح قبول کی بالآخر معہ کل بیگمات اور انتظام الدولہ وزیر اور صمصام الدولہ وغیرہ ملازمین اور عملہ توپخانہ اور رسکپاشیون وغیرہ کے نکلکر سکندرہ سے تین چار کوس پر خیمہ زن ہوا مگر صفدر جنگ کا بلانا او دہم بابی اور انتظام الدولہ کو ناپسند ہوا عماد الملک نے اس شورہ سے ماہر ہوکر مقام خورجہ سے محمود خان کو جریدہ ملازمت شاہی مین بہیجا تاکہ اوسکو اور لشکر کو تخویف کرے وہ حسب الحکم وقت شام حاضر ہوکر منظر ہوا کہ چند ہزار سوار مرہٹہ کسی طرف دوڑ گئے ہین مگر معلوم نہین کہ کہان پر ظہور کرین یہہ کہکر رخصت ہو خورجہ کو سدہارا بادشاہ غفلت شعار اور وزیر نامرد ناتجربہ کار باوجود اوسکے آگاہ کردینے کے غافل و بیخبر خیمہ گاہ مین مصروف آرام ہوے ہولکر ملہار چونکہ نسبت ندینے توپون کے بادشاہ اور وزیر سے عار رکہتا تہا ارادہ کیا کہ اسوقت جاکر رسد وغیرہ کی راہ بند کرکے توپ وغیرہ جو کچہ ملے اپنی قبضہ میں لاوے اور یہ بہی چاہا کہ بلا شراکت دیگرے تجارت کرے لاجرم عماد الملک اور جے آپا کو بہی خبر نکی

کوچ کیا شبا شب متھرا سے عبور کر کے قریب لشکر پہونچا اور اول شب چند بان سیر کو یان پیکان ہوا کہ محمود خان اس قرب وجوار مین آتش افروز ہنگامہ ہے ہوا اس امر کو سہل سمجھکر کچھ تدارک پر متوجہ نہوئی آخر شب تحقیق ہوا کہ ہولکر آپہونچا اب ہاتھہ پیر ڈہیلے ہو گئے نہ استعداد جنگ تھی نہ بہاگنی کی مجال نامردی اور ناکردہ کاری سے احمد شاہ معہ والدہ اور صمصام الدولہ میر آتش خلف امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران اور انتظام الدولہ کے بدون اطلاع دیگر روسا ئے لشکر کے عماریون مین مستور سوار ہوکر فراری ہوے اور مال و اسباب جو جان تہا وہین پر چہوڑا اپنی اپنی جان لیکر دار الخلافۃ کی راہ لی جب دیر کے بعد اُنکے فرار کی خبر مشتہر ہوئی ادنے اور اعلی اپنے حال پر سخت متردد ہوا جسکی پاس تہوڑا اسباب تہا وہ تو اوسیوقت روبراہ ہوا قصبہ سکندرہ تک پہونچے تھے کہ صبح ہوگئی اور فوج ہولکر نے پہونچکر بلا منازعت اور ممانعت کے تمام لشکر اور اثاث البیت شاہی کو غارت کیا جسکو جان پایا اوسکو سوتے لنگوٹے سے عاری کردیا ملکہ زمانی دختر فرخ سیر زوجہ محمد شاہ معہ دیگر بیگمیان حرم کے اسیر مرہٹہ ہوئین اگرچہ ہولکر نے بڑی عزت کی اور وزیر کا اسباب اور جواہرات جو کچہ اون عورات کے پاس تہا اون سے کچہ تعرض نہ کیا لیکن افسوس جس دروازہ پر سروران اعظم کے جبہہ سائی تہو وہ لکد کوب لنگان دکن ہوا اور ایک چشم زخم عظیم ناموس بابریہ کے عائد حال ہوا۔

عماد الملک نے ترک محاصرہ جاٹ کر کے شاہجہان آباد کی راہ لی اور بادشاہ کو قید کیا اور عزیز الدین ولد معز الدین کا جلوس

عماد الملک نے جب یہہ خبر سنی دار الخلافۃ کو دوڑا چلا آیا نے ان دونون سردار کے جانی کی بعد خود بھی نازل ہوا کار ستہ لیا سورج مل نے خود بخود اپنے محاصرہ سے رہائی پائی عماد الملک نے ہولکر ملہار کی اعانت سے صمصام الدولہ میر آتش اور زنگیا شیون کو موافق کر کے انتظام الدولہ کی تغیر پر خود وزارت کا متعہد ہوا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرائی دلائی جس روز کہ وزارت پائی صبح کو خلعت پہنی اور وقت دوپہر احمد شاہ کو معہ اوسکے مان کے دسوین شعبان روز یکشنبہ ۱۱۶۷ھ ہجری مین قید کیا اور عزیز الدین خلف معز الدین جہاندار شاہ کو تخت خلافت پر جلوس فرمایا عالمگیر ثانی کا خطاب دیا ایک ہفتہ کی بعد احمد شاہ اور اوسکی والدہ کی انکہون مین سلائی کر دی

انتقال کرنا صفدر جنگ کا اور جلوس فرمانا شجاع الدولہ کا مسند پدر پر

صفدر جنگ اپنے صوبہ مین پہونچکر مہدی گہاٹ پر مقیم ہوا اور ایک خاص مکان اپنی آسایش کی لیے آراستہ کر کے سپاہی آہستگی

اور دیگر سلمان کی فکر مین مصروف ہوا کہ یکایک اوسکے پیر مین دانہ ٹہری زور سی برآمد ہوا آہستہ آہستہ بڑہنے لگا آخر مادۂ سرطانی ہم پہونچا یا ہرچند اطبا نے علاج کیا کچہ فائدہ نہوا سنہ مذکور مین ہفتدہم ذیحجہ کو رہگرا سے ملک بقا ہوا مزار پنجۂ حضرت شاہ مردان مین واقعہ دہلی مدفون ہوا شجاع الدولہ مسند آرا ے پدر ہوا چند روز اسمعیل بیگ خان راتق فاتق رہا اور اسیطرح جمیع بزرگان پدر بحال رہے بعد چندے اسمعیل بیگ خان بہی فوت ہوا اور تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا ذوالفقار جنگ بہی صوبہ اودہ مین بہشت نصیب ہوا شجاع الدولہ ہرچند جوان لاابالی تہا مگر بسبب شجاعت کی تادیب سرکشان صوبہ اور انتظام مین چنانچہ بایدوشاید منتظم ہوا اور عیاشی مین بجز شراب کی اور کل منہیات سے محترز تہا اکثر عورتون کی مباشرت مین راغب اور لہو ولعب مین مصروف رہتا تہا لیکن بکرمچشمی حشم اور عفو و اغماض اور ترحم مزاج مین تہا تین چار برس اس جاہ وجلال مین گذرے تہے کہ سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین شاہ ابدالی حسب تحریک عماد الملک کے وارد دار الخلافہ ہوا اور عماد الملک اوس سے موافق ہوا اور شجاع الدولہ کی انہدام بنیان ہستی کو باتفاق افواج درانی اور افاغنہ بنگش وغیرہ کے جو قدیم دشمن شجاع الدولہ کے باپ کی تہی چڑہ آیا اور شجاع الدولہ اپنی پایداری سی پیش لیگیا۔

ذکر لاہور اور انتقال کرنا معین الملک کا

معین الملک خلف قمر الدین خان وزیر ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین بطریق سیر اسپ سوار شہر سے برآمد ہوا علی اختلاف یہ ہے کہ گہوڑے کی دوڑانے سے عارضہ قولنج ہوا اور اوترتے ہی رہگرا سے ملک بقا ہوا اور ایک معتمد اوسکی روشناس ہمراہی سے سنا گیا کہ یہ شخص اپنے لشکر سے کسی ملازم عمدہ کے لشکر مین جو کچہ دور تہا جا کر روزمرہ کہانا کہاتا تہا چونکہ یہ شخص خوراکی تہا خوب سیر ہو کر سوار ہوا راستہ مین گہوڑا دوڑایا حالت متغیر ہوئی باگ روکی خانہ زین سے برو ے زمین آیا اور فرش خاکی پر دراز ہوا لمحہ کے بعد خون کی قی ہوئی اور فوراً ہلاک ہوا احمد شاہ ابدالی نے صوبہ داری لاہور کی میر مومن اوسکے بیٹے کے نام لکہہ بہیجی بسبب اسکے صغر سنی کے اختیار مہمات ملکی اوسکے والدہ کے تفویض ہوا معین الملک کی عہد سے فوج بکثرت اور دیگر خرچ بہی بہت تہی حاصل صوبہ وفا نکرتا تہا رعایا پر ظلم وجور ہوا کرتا تہا ان بیچارون کی کوئی جا ے امن نتہی سکہہ لوگ آپس مین بڑے دردشریک ہوتے ہین لہذا جسپر ظلم ہوتا وہ تمام سر کے بال رکہاتا اور اکال اکال کا نعرہ مارتا گورو گوبند کا پیرو ہوتا اسیطرح جماو بڑہتا جاتا تہا تا آنکہ اب عورت مہتمم ملکی ہوئی یہ ذات بے عقل شوریدہ حالی مشہور ہے کارندون نے اپنے اپنے راہ پر لگایا ملک مین بدعت

کی افزایش ہوئی کمینے لوگ مانند خواجہ سرا غلام وغیرہ کے مدار علیہ ہوے اسی عرصہ مین میر مومن بھی مرا اوسکی جگہ پر خواجہ موسی احراری داماد معین الملک کا جانشین ہوا بھکاری خان رستم جنگ نے جو معین الملک کے عہد مین کل کا مدار المہام تھا چاہا کہ اب بھی بطور سابق رہے معین الملک کی بی بی نے یہہ ارادہ پاکر اندرون محل بلا لونڈیون کے ہاتھہ سے شیو اکر وسکی جان لے لی بعد چندے خواجہ عبد اللہ خان ولد سیف الدولہ عبد الصمد خان آدینہ بیگ کی خفیہ تدبیر سے متسلط ہوا اور بیگم نے معین الملک کو قید کر کے صوبہ کی نایبی اپنے نام ابدالی کے حضور سے طلب کر لی امان خان برادر جہان خان نے ابدالی کی طرف سے لاہور پہونچکر تظلم اختیار کیا چندروز جب اسطور پر گذرے خواجہ عبد اللہ خان تنخواہ سپاہ کا ہنگامہ نہ اوٹھا سکا ناچار فراری ہوا اور آبروے ریاست خاک مین ملائی دوبارہ صوبہ کی حکومت بیگم کو ملی بعد ازان خواجہ مرزا خان نے جو کہ معین الملک کا عمدہ جماعہ دار تھا بیگم کو قید کیا اور آخر کو صلح ہو گئی۔

لاہور مین عماد الملک کی فتنہ انگیزی اور رسالہ سین داغ کے ہاتھہ سے ذلیل ہونا اور معاودت ہونا دار الخلافہ کو

اعتماد الملک کو منظور ہوا کہ صوبہ لاہور و ملتان شاہ درانی کے گماشتون سے چھین لیوے اور سرداران رسالہ سین داغ کی سزا دیوے جو کہ صفدر جنگ کی وزارت مین نیابت متقدر اور جمیع محالات خالصہ وغیرہ جو دار الخلافت سے قریب تھے اونکی تنخواہ مین مقرر ہوئی تھی پس مع عالمگیر ثانی اپنے نامقرر ہوے بادشاہ کو باولی مین آیا اور والد کو فوجداری محالات سرہند اور تھانیسر اور پانی پت وغیرہ کی دیکر عزیمت پانی پت کی فرمائی چونکہ یہہ معاملے کشن چند کے وسیلہ سے طے ہوے تھے راجہ ناگرمل کو اوسپر حسد ہوا چاہا کہ معاملہ مین تخلل کرے سرداران سین داغ کو جو محالات کے نکلجانے سے داغ داغ تھے طلب کر کے سمجھایا کہ سید ہدایت علیخان جو تمہاری جاگیرات کا حاکم ہوا ہے صاحب مقدور ہے نواب وزیر عماد الملک سے عیوضی کر کے دو لاکھہ روپیہ طلب کرو کہ وہ تمکو دلاوے اگر اوسنے دیا بہتر ورنہ بندہ کسی معتمد کو بھیجتا ہے وہ دو لاکھہ روپیہ تمکو دیوے سرداران مذکور جو نہایت مغرور اور نکلجانے جاگیرات سے ملول و مجبور تھے نہایت غنیمت سمجھی صبح کو وزیر کے پاس وکیل بھیجکر مستدعی زر مذکور ہوئے والد مرحوم نے جب یہ رنگ دیکھا اوس کام سے درگذر کر مستعفی ہوا چند لوگون کے وسیلہ سے استعفا داخل کیا اور خود بھی حاضر دربار وزیر ہوا وزیر نے دو گھڑی والد اور بخت خان اور ناگرمل اور سیف الدین محمد خان وغیرہ مقربین سے مصاحبت کر کے چاہا کہ متوجہ خلوت ہو کہ وکلاے رسالہ سین داغ نے بموجب اشارہ ناگرمل کے وزیر سے درخواست زر مذکور معاوضہ کی کی وزیر نے جواب دیا کیا مضایقہ

موجودات داخل کرو اور اپنی تنخواہ لو اونہون نے اس گھمنڈ سے کہ کسیکو عملہ مین ہماری مواخذہ کی مجال نہین عرض کیا کہ بہت بہتر کسی کو حکم ہو کہ ہمارے موجودات کا جائزہ لیوے عماد الملک نے نجیب خان کو حکم دیا کہ تم انکی موجودات دیکھ لو اوسنے قبول کیا اور اوسی جگہ سے اپنے بیٹے ضابطہ خان کو کہلا بھیجا کہ ایک خیمہ میدان مین استادہ کرا کر انکے موجودات کو بہت گہری دیکھے وکلا بھی کہ راہ چارہ جوئی اور خیانت کی مسدود ہے کیونکہ بخت خان کئی ہزار جرار کا مالک ہے یہ جیسے کیون ڈرسے گا پس اپنے موکلون کو خبر کی اونہون نے تدبیر کار بلوا مین دیکھی بے باکانہ اشارہ کردیا اور عماد الملک مع تین چار مقربین کے خلوت مین داخل ہوا اوسی مین نجیب خان اور راجہ ناگرمل اور کشن چند بھی ناگرمل تو مصدر فساد تھا اوٹھکر چلا آیا اوسکے پیچھے نجیب خان بھی واپس ہوا والد مرحوم کشن چند کے برآمد ہونے کا انتظار بنا بر منظوری اپنی استعفا کی کر رہا تھا ناگاہ بیس ۲۰ تیس ۳۰ سوار رسالہ داغ سین کی سراپردہ کے دروازہ پر آکر اپنے سردارون کی فریاد کرنے لگے تہوڑی دیر مین اور سوار بھی آکر اونکے شریک حال ہوے ہرکارون نے اسکا ماجرا معرفت خواجہ سرایون کی اندر کہلا بھیجا بمجرد سننے کی وزیر نے چاہا کہ خود جاکر سمجہاوے والد نے عرض کیا کہ حضور کا جانا مناسب نہین اوسنے نمانا وزیر نے سراپردہ کے باہر کہڑے ہوکر سمجہانا شروع کیا مین اسی وقت مین رسالہ مذکور کی لوگ قریب دوسو نفر کی جمع ہو گئی عماد الملک کو ہاتون مین ہلا وہ دیکے بے باکیان کرنے لگے والد نے کہا ہان ہان یہ تمہارا شاہزادہ ہے پاس ادب سے عرض مدعا کرو تا کہ رفع حاجت ہو چونکہ ہجوم ممد تماشا ہے سے نشنا وزیر کو کہینچ لیا کسی نے تکمہ جواہر اوتار لیا لباس پارہ پارہ ہوا پگڑی بھی سر سے گری اور کوچہ ہای پامالی ہے سے پیادہ پا کشان کشان اپنے لشکر کو لیچلے کوئی فوج وزیر متحیر تھی کچہ نکر سکی چونکہ چند روز حیات اور اقبال باقی تھا سرداران رسالہ مذکور عذرخواہ ہوے اور تکلیف لباس دی وزیر نے نخشش پنج دع کیا کہ تم ساتھون اب دیر کیا کرتے ہو اگر عزم قتل ہے جلدی کرو ورنہ تم خود قتل ہوتے ہو اگر ارادہ قتل تھا اس بد نہادی سے کیا حصول ہوا اسی ضمن مین بادشاہ کا پیغام پہونچا کہ اگر عماد الملک کو اسی قید کی حالتمین ہمارے حوالہ کرو تمہاری تنخواہ ہمارے ذمہ ہوگی کسی نے زبان ترکی مین یہ پیغام کہا عماد الملک اس زبان سے خوب واقف تھا غضبناک ہوکر بولا جو کچھ منظور ہے جلد کرو اونہون نے عجز و نیاز کیے بعد فیل پر سوار کردیا اور حسن خان دکہنی کو خواصی مین بٹھالا ایک ہاتھ مین چنور اور دوسرے ہاتھ مین چھتری کو چک لئے ہوے اوسکی گہر پہونچایا بمجرد ورود کے حسن خان ڈیم کی طرف سے اوترا اور وزیر آکر مسند پر بیٹھا لوگ کورنش کیواسطے ہجوم لائے اوسنے حسن خان کا انتظار کرکے پوچہا کہان ہے لوگون نے عرض کیا کہ سوار ہو گیا حکم دیا کہ جلد حاضر کرین بس سوار ہوکر حکم دیا کہ جہان رسالہ سین داغ کے لوگون کو پاوین قتل کرین خیمہ وغیرہ غارت کرین روہیلہ نجیب الدولہ

نے ہجوم کر کے ایک گھڑی مین او نکا نشان مٹا دیا اور تمام شب معروف تاراج رہے اور وزیر بادشاہ سے دلگیر ہو کر شہر کو معاودہ ہوا اور مدت تک فوج و اسباب کی درستی کرتا رہا اور بادشاہ کو اپنے معتمدین کے حوالہ کر کے شاہزادہ عالی گہر کو جسے بادشاہ بنایا تھا ہمراہ لیکر بارادہ بندوبست لاہور روانہ آمد ہوا

عماد الملک کا دوسری مرتبہ لاہور چڑھ جانا اور معین الملک کی بی بی اور بیٹی کو بزور قبضہ مین لانا

عماد الملک نے جسکی طینت مین تیز روی اور فساد مخمر تہا بارادہ تحریک فساد مع جمیع عملہ اور سپاہ فراوان اور شاہزادہ عالی گہر تے شکار کرتے گرد سیر کنان تہوڑے دنون مین جاتے جاتے آدینہ بیگ خان کو متفق کر لیا جب اوسکی محبت مستحکم ہوئی اور عماد الملک لودہیانہ پہونچا آدینہ بیگ خان کی مشورہ سے ایک فوج سید جمال الدین خان کی سرداری مین مع ایک قطعہ خط موسومہ اپنی خالہ کی بہیجا او سمین اپنی بی بی یعنی اوسکی لڑکی کو طلب کیا تہا معین الملک کی بی بی نے اپنے لڑکی کو مع جہیز وغیرہ چار ناچار روانہ کر کے مطمئن ہو بیٹھی — عماد الملک نے جمیع سرداران ملازم کو مع فوج ہمراہ اپنی خالہ کے استقبال کو بہیجا اور باحترام تمام خیمہ مین جگہہ دی اور شوہر خالہ سے ملاقی ہوا بعد ازان بدون اشتہار بہادر خان کشمیری کو بنا بر لانے اپنی ساس کے بایلغار تمام بہیجا چونکہ چالیس کوس کا فاصلہ تہا صبح روانہ ہو کر ایکرات دنمین بیچ حرم سرائے معین الملک پر جا پہونچے معین الملک کی بی بی بیچارہ غافل سوتی تہی خواجہ سراؤن نے بمعرفت بیدار کر دیا اور قید کیا عمارت سے نکالکر خیمہ مین بند کیا بعد ایکدن آرام کرنے کی روانہ لودہیانہ ہوئے عماد الملک نے بعد پہونچنے کے عذر خواہی بہت سی کی اور عفو تقصیر چاہی اور لاہور کی صوبہ داری بعیوض تیس ۳۰ لاکھہ روپیہ پیشکش کے آدینہ بیگ خان کو مقرر فرمائی اور دار الخلافہ کو معاودہ ہوا لیکن معین الملک کی بی بی نہایت آزردہ ہوئی راستہ مین اور نیز دار الخلافہ پہونچکر اُسکے نوکرون اور نیز عماد الملک کو فحش دے کر کہتی تہی کہ اس حرکت کا ثمرہ اچہا نہین چند سات مہینے مین احمد شاہ ابدالی آئیگا اسوقت تمکو حقیقت معلوم ہوگی کہ تمام عالم کی ویرانی ہوگی و خاندانہا قدیم وجہ بیدی کی خرابی اسپر آخر کار ایسا ہی ہوا

آنا احمد شاہ ابدالی کا قندہار سے شاہجہان آباد مین اور تاخت تاراج کرنا شہر مین قتل عام کا

احمد شاہ نے جب سنا کہ عماد الملک نے معین الملک کی بی بی سے اسطرح گستاخی کی نہایت غضبناک ہوا جلد لاہور آپہونچا آدینہ بیگ خان تاب مقاومت نہ لایا ہانسی اور حصار کو چلدیا اور عماد الملک اپنی

جان لوٹ را معین الملک کو شفیع بنایا شاہ درانی نے جلد میں کوس کا سفر کرکے دہلی آیا عماد الملک سے استقبال کیا اول معتوب ہوا بعدہٗ بسفارش معین الملک مورد مراحم ہوا اور نیز بوساطت شاہ ولیخان وزیر ابدالی کے بقرار پیشکش عمدہ وزارت پر برقرار رہا شاہ ابدالی ساتوین جمادی الاول سنہ ۱۱۷۰ہجری کو داخل قلعۂ شاہجہان آباد ہوا عالمگیر ثانی سے ملاقات کی سکنۂ شہر کی ناموس و مال مین دست درازی فرمائی کوئی دقیقہ لوٹ کھسوٹ کا باقی نرہا اہل عزت اپنے اپنی ہاتھ سے ہلاک ہوکر ابرو بچاگئے ایک مہینے شہر مین مقیم رہا قمر الدین خان وزیر کے گہر مین تو صاف جھاڑو دے گئے ایک تنکا بھی نچھوڑا اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی شادی اعز الدین برادر حقیقی عالمگیر ثانی کی دختر سے سرانجام فرمائی بعد انصرام شادی سورجمل جاٹ کی تنبیہ کو عازم ہوا جہان خان سردار کو حکم دیا کہ جاٹ مذکور کی قلعجات تسخیر کرے اور خود بھی عقب سے برآمد ہوا یہ پانچوین مرتبہ ہے کہ ابدالی ہند مین آیا عماد الملک نے خانجہان کی ہمراہ اچھی جانفشانی کی جسکے صلہ مین مورد تفضلات ہوا جب پیشکش کی درخواست ہوئی عماد الملک نے عرض کیا کہ کوئی شاہزادہ تیموریہ اور فوج درانی میرے ہمراہ ہو تاکہ انتربید یعنی ملک دوابہ گنگ وجمن سے زر خطیر حاصل کرکے داخل خزانہ سرکار کرتا ابدالی نے دو شاہزادہ ایک ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی دوسرا مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی ولد اعز الدین کو رفیق کیا اور اپنے سرداران مین خان بازخان کو ہمراہ دیا۔

آنا عماد الملک کا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے ملک مین

قبل اسکے تحریر ہوچکا ہے کہ عماد الملک نہایت دشمنی صفدر جنگ سے رکھتا تھا اس سال مین ابدالی کا توسل کرکے مع جان بازخان اور ہر دو شاہزادہ مرقومہ بالا کے عبور جمنا کرکے فرخ آباد آیا احمد خان بنگش نے استقبال کیا خیمہ خرگاہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ اسباب پیشکش شاہزادگان اور عماد الملک کئے اور افاغنہ اطراف اور بعض اپنی فوج کو ہمراہ کردیا عماد الملک بہیئت مجموعی عبور گنگ کرکے قصبہ اودہ کو سدھارا شجاع الدولہ بھی بڑے استقلال سے برآمد ہوا میدان سانڈی پالی مین جو سرحد صوبہ ہے پہونچکر مستعد پیکار ہوا دو مرتبہ خفیف خفیف سے لڑائیان قراولان طرفین سے عائد ہوئین آخر کار سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ کی وساطت سے جو کہ شجاع الدولہ کا دوست تھا پانچ لاکھ روپیہ پر صلح ہوئی اور سعد اللہ خان نے اسی امر مین بڑی غمخواری شجاع الدولہ کی فرمائی عماد الملک کچھ نکرسکا ساتوین شوال سنہ ۱۱۷۰ہجری کو مع شاہزادگان اور جان بازخان وغیرہ فوج کے عبور گنگا کرکے فرخ آباد آیا اور احوال ابدالی کے انجام کار کا منتظر ہوا شاہ ابدالی نے بلم گڈہ کو جو کہ متعلقہ جاٹان کا قلعہ اور شاہجہان آباد سے پندرہ کوس ہے تین روز مین فتح

کیا اور تمام محافظان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور وہان سے بارادہ قتل متھرا جو کہ مشہور معابد ہنود ہے روانہ ہوا جہان خان کو مقدمۃ الجیش بنایا جہان خان نے متھرا مین آکر کوئی دقیقہ قتل اور سوخت اور تاراج اور اسیری عیال و اطفال سکان متھرا کا اوٹھا نرکھا ملک جاٹ کے لوگ بعض قلعون مین جا چہپے احمد شاہ ابدالی اکبر آباد آگیا مرزا سیف الہ بیگ قلعہ دار قدیم بادشاہی نے بضرب توپ اسکو قلعہ کے گرد نہ آنے دیا شاہ درانی نے جہان خان کو تسخیر قلعہ جاٹ پر مامور فرمایا سردار مذکور نے قلعہ کشائی مین اہتمام کیا ناگہان حضرت وبائی جلوہ دکھلایا اکثر لشکر ابدالی لقمۂ وبا ہوئے مجال اقامت نرہی ناچار تسخیر قلعجات سے ہاتھ اوٹھا کر اپنے ولایت کو سدہارا جب شاہجہان آباد کے برابر پہونچا عالمگیر ثانی نے معہ محب الدولہ کے مقصود آباد کے تالاب پر آکر ملازمت شاہ ابدالی کی حاصل کی اور عماد الملک کا نہایت شاکی رہا احمد شاہ نے نجیب الدولہ کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا اور عالمگیر ثانی کی حمایت کی سفارش فرمائی۔

کتخدائی احمد شاہ ابدالی محمد شاہ بادشاہ ہند کی دختر سے اور لیجانا صاحبہ محل اور ملکہ زمانی کو ہمراہ

مخفی نرہے کہ جب احمد شاہ خلف محمد شاہ قید ہوا اور عالمگیر ثانی کی تخت نشینی [illegible] عماد الملک نے اقتدار پایا ملکہ زمانی جو فرخ سیر کی لڑکی اور محمد شاہ کے زوجیت مین تھی اور [illegible] جو دوسری بیگم تھی اور جسکے بطن سے محمد شاہ کی دوسری لڑکی ہوئی تھی بیچاری یہ دونون زمانہ [illegible] پریشان [illegible] ان بیبیون نے صدمہ غارت مرہٹہ اور زیادہ تر عماد الملک سے بیزار رہنا ہندوستان مین [illegible] عماد الملک [illegible] عالمگیر ثانی کے زیر حکمرانی رہنا نچاہا جب شاہ ابدالی کی موافقت انکو [illegible] پیغام دیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اپنے لڑکی کی شادی تمسے کرونگی احمد شاہ ابدالی نے [illegible] شہرہ روزگار سمجھکر قبول فرمایا وہین پر اقامت کرکے دختر مذکور کو عقد نکاح مین لایا اور ملکہ زمانی اور صاحبہ محل کی سفر کی بھی سرانجام کر کے انکو بھی ہمراہ لیا لاہور کو عازم ہوا بعد ورود لاہور کے تیمور شاہ کو جہان خان والی لاہور اور ملتان اور ٹھٹہ کے سپہ سالاری پر مقرر فرمایا اور لاہور مین بٹھا کر کابل قندہار چلا گیا۔

تھوڑا احوال دکن کا جو اس زمانہ مین گذرا ہے لکھا جاتا ہے

موسی بوسی منظر جنگ کے وقت سے آصفجاہ کے خاندان مین نوکر ہوکر نہایت صاحب اقتدار ہوا اپنا کالوٹل اور سراج تبدرسے وغیرہ محالات اپنی جاگیر مین لیکر کل معاملات کا مدار علیہ ہوا اور عمدۃ الملک سیف الدولہ خطاب حاصل کیا اور ایک شخص عظامی دکن مین سے مخاطب حیدر جنگ اسکے ہمرکاب مین صاحب

اختیار رہا چونکہ صوبہ کاراتی فاتق تھا جماعۂ انگلشی کو بھی تسخیر بند کا ولولہ ہوا محمد علیخان خلف انور الدین خان
کو باموسی سے ملکر بعض صوبہ ارکاٹ پر متصرف ہوئے موشیر بوسی رکن الدولہ سے بددل ہوا چودہوین صفر سنہ ۱۱۷۰
کو وکالت مطلق سے معزول کر کے صمصام الدولہ شاہ نواز خان اورنگ آبادی کو مقرر کیا صمصام الدولہ نی
چار برس اس انتظام مین گذارے ـ میر نظام علی اور میر محمد شریف سلابت جنگ کے بہائی کے ہمراہ تہی
صمصام الدولہ مذکور نے سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین نظام علی خان کو صوبہ دار برار اور محمد شریف کو صوبہ دار بیجاپور
مقرر کر دیا میر نظام علی آخر کو آصف جاہ ثانی کی خطاب سے معزز ہوا اور محمد شریف نے اول شجاع الملک
بعدہ برہان الملک کا خطاب پایا دونوا اپنے صوبہ پر گئے چھٹی ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو صمصام الدولہ معزول
ہوا اسکی جگہہ پر برہان الملک جو بیجاپور سے سلابت جنگ کے پاس آیا تھا مقرر ہوا انہین دنون آصف جاہ
ثانی نے مع فوج شایستہ کے برار سے اورنگ آباد آکر اپنے بہائی برہان الملک کو معطل کیا اور عنان
اختیار ملکداری اپنے ہاتھ مین لی چونکہ برہان الملک وکیل مطلق کے نام سے مشہور ہوا تھا اس لقب سے معذور
ہو کر ولی عہد کا لقب مقرر کیا اسی سال مین بالاجی راو بارادۂ جنگ وارد اورنگ آباد ہوا آصف جاہ
ثانی نے امیر الممالک سلابت جنگ کو جو کہ بمنزلۂ آقا کے تہے حراست اورنگ آباد مین مقرر کر کے خود مع بہائی برہان الملک
کے بالاجی راو سے لڑتے ہوئے سند کہیر تک جو اورنگ آباد سے تیس ۳۰ کوس ہے رہ نورد ہوا آخر کار صلح ہوئی
بیس لاکھ روپیہ کی جاگیر صوبجات دکن سے بالاجی کو دی گئی اور آصفجاہ ثانی وہان سے لوٹ کر اورنگ آباد
آیا موشیر بوسی مع اپنے اتباع کی آصفجاہ ثانی سے مکدر تہا اسکی شکست بلکہ انہدام بنیاد دولت کے درپی تہا
جب دیکھا کہ بسبب اقتدار آصفجاہ ثانی کے میرا مدعا نہین حاصل ہو سکتا ـ ابراہیم خان کاردی کو
جو کہ رفقاے معتمد آصفجاہ سے تہا بوساطت حیدر جنگ مدار المہام کے اپنی طرف کہینچ لیا اور اپنے ملازمین مین
داخل کر لیا اور آٹھہ لاکھہ روپیہ زر تنخواہ سپاہ کا اپنے پاس سے دے کر آصف جاہ کو بے پر و بال کر دیا بعد
ازان صمصام الدولہ کو مقید کیا اب دونو طرف سے دلجمعی کر کے چاہا کہ آصف جاہ کو حیدر آباد کی صوبہ داری
کے حیلہ سے اودہر بہیجکر قلعہ گلکنڈہ مین محبوس کرے اور ایک میدان واسطے اپنی لڑائی کے خالی کرے آصف جاہ
کو اس دغا سے آگہی ہو گئی اپنے معتمدین کے مشورہ سے قتل کرنا حیدر جنگ مدار المہام موشیر بوسی کا چاہا ۱۳ ماہ رمضان
کو قریب دوپہر سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو حیدر جنگ کسی سوال جواب کیواسطے آصفجاہ کے خیمہ مین آیا ارادہ
قتل تو پیش نہاد خاطر تہا حضار نے اوسکو ذبح کر ڈالا آصفجاہ نے بعد قتل کے گہوڑے پر سوار ہو کر ایسی
قدم بڑہائے کہ تمام توپخانہ فرنگ فوج تصویر کی طرح متحیر رہا فی الحقیقت یہ کام وہ ہوا کہ رستم و اسفندیار
کے ہوش کانپے ہونگے الغرض حیدر جنگ کی قتل سے عمدۃ الملک موشیر بوسی وغیرہ بیہوش ہوئے

اسی آشوب مین قابو طلب لوگون نے اوسکے چہوٹے بیٹے میر عبد النبی خان اور یمین الدولہ کو بھی باپ
کی خدمت مین روانہ کر دیا بعد اس رستخیز کے امیر الممالک صلابت جنگ اور اوسکا بہائی برہان الملک
اور موشیر بوسی حیدر آباد چلے گئے اور آصفجاہ ثانی نے برہانپور کی راہ لی ابراہیم خان کاردی جو طوعاً کرہاً
آصفجاہ سے جدا ہوا تھا پہر آصفجاہ سے جا ملا اور باتفاق سیزدہم ماہ مذکور کو داخل ہوے اور مالداران شہر مانند
محمد انور خان برہانپوری وغیرہ کو ڈانڈا یہ محمد انور خان وہی ہے جو سنکراجی ملہار کی باہم اتفاق سے امیر الامرا حسین علیخان مرحوم کا مرہٹہ سے
باقرار چوتہ کی باعث صلح ہوئی تہی بعد تعمین غم مصادرہ سے ہفتدہم ذیقعدہ سنہ مذکور کو رہگراے عدم ہوا اور شاہ عیسی جند آلہ کی جوار
مین دفن کیا گیا آصفجاہ بعد فراہمی زر اور لشکر کی برہانپور سے صوبہ برار گیا اور قصبہ باسم مین جو کہ برار کی بڑی قصبات مین ہے چہاونی
کی بعد چہاونی جانوجی ولد رگہوجی بہوسلہ سے لڑائیان ہوئین اور آخر کار صلح کی ٹہہری بعد مصالحہ عازم حضور امیر الممالک صلابت جنگ
جو کہ حیدر آباد مین تہا ہوا سہ بہائی کے فیما بین مین طرح طرح کی تنازعتین پیدا ہوئین اخر الامر امیر الممالک اور آصفجاہ
ایکطرف ہوئے اور برہان الملک اپنے صوبہ بیجاپور کو چلا گیا اٹہارہوین ربیع الاول ۱۱۷۳ قلعہ احمد نگر
کو سداشیو بہاو اور اوسکی برادر چچازاد بالاجی نے قلعہ دار سے سازش کرکے تسخیر کرلیا یہ قلعہ پایہ تخت سلاطین
نظام شاہیہ ہے اکبر بادشاہ کے عہد مین شاہزادہ دانیال نے عبد الرحیم خان خانخانان کی سپہ سالاری
مین تسخیر کیا تہا تب سے قلعداران خاندان بابریہ کے قبضہ مین رہا اور یہ شہر و قلعہ آباد کیا ہوا احمد نظام شاہ
کا ہے کہ سنہ ۹۰۰ مین اپنے نام سے آباد کیا تہا اور دو سال مین یہ شہر بکمال خوبی آباد ہوا اور تہوڑے ہی
زمانہ مین سنگ و گل کا ایک حصار تعمیر ہوا اور اوسکے اندر منقش عمارات اور دلکش مکانات اپنے
استقامت کو بنواے اوسکے بعد اوسکی اولاد قابض رہی اوائل سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین سلاطین بابری
کی قبضہ مین آیا اور سنہ ۱۱۷۳ مین مرہٹہ قابض ہوے جب فرانسیسیون کو انگریزون سے اس سال مین لڑائی
درپیش ہوئی اپنے فکر مین پڑے صلابت جنگ کی رفاقت سے دست بردار ہوکر اپنے مرکز دولت
مقام پہولچری کو چلے گئے اور شوکت صلابت جنگ کی گہٹ گئی دشمنون کو میدان کا موقعہ ملا بہاو
مذکور کو یہ حوصلہ ہوا کہ نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کو دکن سے دور کرے ابراہیم خان کاردی کو اپنا نوکر
کیا یہ ابراہیم خان کوئی کمینہ ہے فرانسیسیون کی نوکری مین توپ و تفنگ کی قواعد سیکہی اور آصفجاہ ثانی
کا نوکر ہوا بعدہ مرہٹہ سے متفق ہوا ہمراہ بہاو سداشیو کے پونا سے نکلکر بائیسوین جمادی الاول کو امیر الممالک
صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کے مقابل آ پہونچا اس مقابلہ مین مرہٹہ کی فوج ساٹہہ ہزار سوار کی تہی
اور ان دونون بہائیون کی ہمراہی سات ہزار سوار تہے انہون نے قلت فوج سے چاہا کہ او دیگر کیطرف سے
دہاور مین جہان اونکی اور فوج تہی آکر متفق ہون اور پونا جاوین چونکہ ہمیشہ سے مرہٹہ کی آدمی بطور چہاونی

ملی رہی ہی اور رسد کا مسدود کرنا اور نیزہ اور سیف سے لڑنا انکا کام ہی اور فوج ہندوستانی حصار کرکے گرد توپین جماکر مقابلہ کرتی رہی ہے۔ اس مرتبہ ابراہیم خان کی رفاقت سے توپخانہ آتشبار بھی ہمراہ تھا چونکہ فوج صلابت جنگ کی بہیت مجموعی رہ سکی تھی اور انکی توپ برابر فیر ہوتی چلی جاتی تھی ایسا ہی کوئی وار انکا خالی جاتا تھا اور چونکہ فوج مرہٹہ ہمیشہ متفرق ہوکر راہزن ہوتی ہی اونکا گولہ ان پر کمتر اثر کرتا تھا ایسے وجوہات سے اکثر لشکر صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کا جان سے سیر ہوا چھٹوین جمادی الاول سنہ مذکور کو بہادران لشکر صلابت جنگ اور آصفجاہ کے نکلکر ابراہیم خان وغیرہ مرہٹہ پر جا گرے اور اکثر غنیم کو خاک عدم مین ملاکر گیارہ نیزہ چھینا لیگئے اسی روش سے ثابت رہکر قلعہ اوسہ تک دہاوے سے دس کوس پر پہونچے بہاؤ نے دیکھا کہ اگر صلابت جنگ وغیرہ دہاوے پونچکر اپنی فوج سے ملحق ہوگئے تو عہدہ برائی مشکل ہوجائیگی پانزدہم جمادی الاخر کو قریب چالیس ہزار مرہٹہ کے اکٹھے ہوکر فوج چنداول صلابت جنگ پر دہاوا لائے ادہر فوج چنداول دو تین ہزار آدمی سے زیادہ نتھی بعد عظیم کشش و کوشش کے فوج چنداول برباد گئی عظیم جسیم زخم مین گرفتار ہوکر دونو بھائیون نے ناچاری کو صلح کی اور مرہٹہ نے جاگیر کے نام سے ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا ملک لیا اونین سے محالات اورنگ آباد کے علاقہ کے شہر اور پرگنہ حویلی اور پرسول اور ستارہ اور تتمہ صوبہ بیدر اور بیجاپور اور قلعہ دولت آباد اور قلعہ آسیر اور بیجاپور معہ جاگیرات خاصہ سرکارات مذکور کے مرہٹہ کے قبضہ مین آیا بحکم تقدیر اکثر لوگ جاگیر سے محروم ہوے سواے صوبہ حیدر آباد کے اور بعض صوبہ برار اور بیجاپور اور کسیقدر بیدر کہ نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کے قبضہ مین رہا وہ بھی بشراکت چہارم یعنے چوتھہ کے جو قاعدہ مرہٹہ کا مقرر تھا ہر چند اس خاندان مین نزاع تفرقہ ظاہر ہوا مگر بہاو کی بھی آرزو پوری نہونے پائی کہ یلقلم آصفجاہ کی اولاد بھی دکن کی ملکداری سے محروم نہوئی۔

حالات قلعہ بیجاپور واسیر کا بیان

رام دیو راجہ دولت آباد دو واقعہ سے مقہور سلطان علاء الدین خلجی ہوکر پیشکش دینے سے اپنی جان سلامت بچا لیگیا اور پھر سے عہد سلطان مذکور مین ملک نائب کافور کے ہاتھ سے مغلوب ہوکر مطیع ہوا اور ہمراہ نائب مذکور کے حضور شاہی مین گیا اور چتر سفید اور خطاب راے رایان کا پاکر دولت آباد مین آیا جسکا نام اول دیوگڈہ تھا دوبارہ جب ملک نائب بعزم تسخیر دکن اودہر وارد ہوا تھا رام دیو کے مرنے سے اوسکا بیٹا قایم مقام تھا لڑکے کو باپ کے راہ پر پایا ایک فوج بنا بر احتیاط جالنہ مین چھوڑی بعد ظفر دیار کرناٹک کے ہند مین آیا اور شکایت قایممقام مذکور کی بادشاہ سے کرکے اوسکی تسخیر کی اجازت لی اور سنہ مین چڑہائی کرکے اوسکو

مارا اور قلعہ مذکور اپنے تصرف مین لایا اوسوقت سی وہ قلعہ شاہان دکن کے قبضہ مین رہا شاہجہان بادشاہ کیوقت مین مہابت خان نام کسی امرا نے سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین قلعہ مذکور طبقہ نظام شاہون سے تسخیر کیا تہا تب سے سلاطین بابریہ کا قبضہ و داخل ہوا راجون کے عہد مین قلعہ دیوگڈھ حصار دربند اور خندق وغیرہ چندان مستحکم نرکھتا تہا سلاطین اسلام نے متعدد حصار بنائے اور سلطان محمد بن تغلق شاہ نے دولت آباد نام رکہا اور قلعہ سنگین کو تراش کر خندق عمیق بنایا اور عمارت بلند بناکر چاہا کہ اپنا دارالملک بناوے اور دہلی کو ویران کرکے یہان پر بسائے مگر انجام کوکچہ نہوا تخمیناً بعد چار سو ساٹہہ برس کی قلعہ مذکور مرہٹہ کے ہاتہ لگا اور قلعہ بیجاپور یوسف عادل شاہ کی تعمیرات مین ہی جو شروع سلسلہ عادلشاہیہ ہی اول مٹی سے بنا بعد آزان آخر سنہ ۱۰۰۰ مین چونہ پتہر سی درست ہوا اوسکے بعد اوسکے ورثا قابض ہوئے اورنگ زیب نے اوائل ذیقعدہ سنہ ۱۰۹۷ مین قلعہ مذکور سکندر عادل شاہ اخیر طبقہ مذکور سے فتح کیا اور بعد دو سو ستر برس کے مرہٹہ کے ہاتہ آیا لیکن نجف قلی خان قلعدار اسیر نی باوجود احکام تاکیدی صلابت جنگ کے قلعہ دینے سی منکر ہوکر ایک برس روز کامل مرہٹہ سی جنگ از مار ہا جب ذخیرہ نرہا ۱۲ ربیع الآخر سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو صلح کرکے قلعہ حوالہ کیا قلعہ اسیر آباد کیا ہوا مسمی آسا اہیر کا ہی کثرت تلفظ سی اسیر رہگیا کہتے ہین کہ وہ عمدہ زمینداران خاندیس سی تہا باپ دادے اوسکے قریب سات سو برس کے وہان پر مقیم رہی اور اپنے مویشی کی حفاظت کے واسطے سنگ وگل سے یہ حصار بنایا جب آسا کی نوبت ہوئی بہ نسبت بزرگون کی اسکو کچہ مقدرت حاصل ہوئی اسنے چار دیواری خام شکستہ قدیم کو پتہر اور چونہ سی مستحکم بنائی تب سے بنام قلعہ مشہور ہوا نصیر خان فاروقی والی برہانپور نے جو کہ سنہ ۸۰۱ مین سلطنت کو پہونچا قلعہ مذکور آسا سے بدین حیلہ فتح کیا کہ راجہ بگلانہ اور انتور میرے درپے ہین اگر میری ناموس کو اپنے قلعہ مین جگہ دو بڑی مہربانی ہوگی اسنے اقبال کیا اول روز چند عورات ڈولیون مین سوار کرکے قلعہ مین بہجین اونہین تعلیم کردیا کہ اگر آسا کے قبایل تمسی ملنے آوین تم بہی تواضع و خلق سی پیش آنا دوسرے روز دو سو نفر جرار زنانہ بہیس سے ڈولیون مین سوار کراکر قلعہ مین پہونچائے جب یہ جماعت اندر قلعہ کی پہونچی آسا مبارکباد دینے کو معہ اپنے فرزندان و خواصان کے آتا تہا اسطرف سی یہ لوگ ڈولیون مین جاتے تہی بمجرد دوچار ہونے کے آسا کو معہ ہمراہیان راہی عدم کیا باقیماندہ اہل قلعہ امان خواہ ہوئے نصیر خان اس خبر سی جلد داخل قلعہ ہوگیا تا آنکہ اکبر بادشاہ نے واقعہ سنہ ۱۰۰۹ مین بہادر پسر راجی علیخان کے ہاتہ سی فتح کیا نصیر خان کے عہد سے چار سو ساٹہہ برس کے بعد مرہٹہ کے ہاتہ لگا اسی سال مین جماعہ انگلشیہ نے قلعہ بندر پہلچری کا محاصرہ کیا اور فرانسیسیون سی چہین لیا اور وہان کے مکانات یک قلم کہود کر میدان کردیئے اور

سنکا کول اور راج بندری وغیرہ محالات جو فرانسیس کی جاگیر مین تھی فتح کر لیے۔

باقی احوال عماد الملک و عالمگیر ثانی کا اور انجام شاہ مذکور او عماد الملک و نجیب الدولہ کی سرگذشت

کسیقدر نجیب خان روہیلہ کا حال بیان ہوچکا ہی کہ بروقت جنگ صفدر جنگ حسب طلب عماد الملک کے شاہجہان آباد آکر مورد الطاف عماد الملک ہوا اور آخرکار بمناسبت افغانی اور کاردانی اور ہوشیاری کی باعانت شاہ درانی ہندوستان کا امیر الامرا ہوا عماد الملک بعد احمد شاہ کے فرخ آباد کے طرف آنے کا نشا تھا بمجرد سننے اس خبر کے کہ وہ قندہار گیا احمد بنگش کو علی الرغم نجیب الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور عازم شاہجہان آباد ہوا اور رگھناتھ راو برادر خورد بالاجی راو کو اور نیز ہولکر ملہار کو دکن سی بلا کر شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا اور عالمگیر ثانی مع نجیب الدولہ کے محصور ہوا پینتالیس روز توپ کی لڑائی درپیش رہی آخرکار ہولکر ملہار نے نجیب الدولہ سے رشوت کیکر صلح کرا دی اور نجیب الدولہ کو باآبرو مع مال و اسباب کے قلعہ سی نکال کر اپنے خیمہ کے متصل جائے سکونت دی اور اوسکے ملک کو جمنا پار یعنی سہارنپور دیا اور چاندپور بنایا اور تمام قصبات نا ... کو رخصت کیا اور عماد الملک اور احمد بنگش امیر الامرا باتفاق عزم کے راتق و فاتق ہوسے ۔

شاہزادہ عالی گہر کے نکلنی کی وجوہ حضور پدر سی اور آوارہ ہونا دربدر

چونکہ عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ عماد الملک کے طرف سے مطمئن نہتی شاہزادہ عالی گہر کو جو اوسکا بڑا بیٹا تھا اور خطاب ولیعہدی کا رکھتا تھا بعد معاودت شاہ ابدالی کے جانب قندہار اور قبل ورود عماد الملک کو شاہجہان آباد میں محالات بہار اور ہانسی اور حصار اور ادری وغیرہ جاگیرین دیکر مرخص کیا اور کہا کہ ظاہر مین واسطے بندوبست جاگیر کے رخصت کرتا ہون مگر مقصد یہ ہی کہ چونکہ تم شاہزادہ اور وارث ملک ہو جہان تک ممکن ہو بہم پہونچا و جسوقت عماد الملک مع دو شاہزادون ہمراہ کرد درانی کے دہلی کے عزم پر آوے اوسوقت او سکے تنبیہ کیواسطے انا شاہزادہ عالی گہر بموجب مذکور مین عازم محالات ہوا زینت محل نے جو بادشاہ کے دوسری بی بی تہی اور شاہزادہ کی بعد فوت اوسکے والدہ کی پرورش کی تہی نہایت شفقت رکھتی تہی وسنی بادشاہ سی لیکر مولف کو والد کو حرم سرا پر بلا کر دربارہ حراست اور تربیت شاہزادہ کے نہایت سفارش فرمائی آخرکار عالی گہر باغ تال کٹورہ مین جلوہ افروز ہوا اور اکثر تجاعان شہر کو ملازم رکھکر روانہ مقصود ہوا اور نیز میر جعفر ہندوستانی کو مع چندکس اوسکے اقربا اور آشنا اور وقار اعظم علیخان ولد سیف الدین علی خان برادرزادہ امیر الامرا حسین علی خان پسر دوم کے ساتھ

جب عماد الملک مرہٹہ کی رفاقت سے بادشاہ کو زیر قابو لایا اور نجیب الدولہ کو حضور نے نکلوا دیا بادشاہ کو طوعاً و کرہاً احضار شاہزادہ کا حکم دیا اوسنے ناچار ہوکر متواتر شقجات طلب روانہ کیے اور سیف الدین محمد خان کشمیری برادر عاقبت محمود خان کو عماد الملک نے دس ہزار سوار سے بھیجا کہ جسطرح سے ہو شاہزادہ کو لاوے شاہزادہ ناچار ہوکر عازم حضور ہوا اتفاقاً جملہ سرداران ہمراہی ہولکر ملہار سے جو عماد الملک کی اعانت پر آئی تھی جب آنونہون نے نجیب الدولہ کو حضور سے نکالدیا تھا اکثر لوگ تو اوسی کے ہمراہ دکن چلے گئے اور عماد الملک متسلط ہوا اوسوقت صرف ایک ان مین سے ایتہل راو نام نواح شاہجہان آباد مین مقیم رہگیا تھا الغرض یہ ایتہل راو اثنا سے راہ مین شاہزادہ سے ملاقی ہوکر مانع روانگی حضور ہوکر خود رفیق بنا اور تسخیر محالات اطراف کو دلالت کی شاہزادہ نے اسکی رفاقت غنیمت جانی ہمراہ ہولیا عبور جمنا کرکے چند محالات تسخیر کیے عماد الملک نے ایتہل کو لالچ دیکر شاہزادہ سے منحرف کردیا اوسنے رفاقت سے پہلو تہی کی شاہزادہ ناچار دار الخلافتہ کو آیا ہرچند عماد الملک نے چاہا کہ داخل قلعہ ہو مگر اسنے نامنظور کیا علی مردان خان کی حویلی مین ٹھہرا جب ہر ایک رفیقان شاہزادہ اپنے مکانات مین جا اوترے تہوڑے سے لوگ ہمراہ رہگئے عماد الملک نے پیغام دیا کہ جا بجا تنخواہ ملازمان سرکار کے حضور مین نہین ہے یا تو انکو برطرف کیجے یا کہ محالات جاگیر پر روانہ کردیجے تاکہ بندوبست سرکار برہم نہو اور اونکی تنخواہ بھی ماہ بماہ ملاکرے شاہزادہ نے چار ناچار بعض معتمدین شہر مین رکھکر باقی افواج کو محالات پر روانہ کردیا۔ پندرہ سولہ دن کے بعد عماد الملک نے شاہزادہ کو غافل کرکے مزار شاہ نظام الدین کی زیارت کا استشعار دیکر فوج جمع کی اور یکایک دس بارہ ہزار سوار کو فرمایا کہ علی مردان خان کی حویلی محصور کرکے شاہزادہ کو اسیر کرین فوج نے چار طرف سے گہیر کر کوٹھون پر چڑھ کر برق اندازی شروع کی ایک گروہ رفقای شاہزادہ ہلاک ہوا میر جعفر اور علی اعظم خان نے مستعد ہوکر شاہزادہ سے جو کہ وہ بھی کمر بستہ ہتھیار بند تھا عرض کیا کہ یکبارگی مخالف پر حملہ کرنا چاہیے اگر مقدر ہے اس مہلکہ سے نجات ملتی ہے ورنہ باآبرو سیر جنت کو جاتے ہین شاہزادہ نے قبول فرماکر سواری کی اور دریا کیطرف دیوار توڑکر نکلا اور نہایت کم فوج سے دشمنون پر جا گرا اکثرون کو رہ نورد وادی عدم کیا اور دریا کی راہ لی فی الحقیقت اس یکہ تاز نے وہ دست برد دکھلائے کہ شام و نریمان کی روح گور مین تھرائی دس بیس نفر سے جدہر حملہ کرتے مخالف کائی سے پہٹ جاتے یہ اپنی راہ لیتے اسیطرح حملہ کرتے ہٹاتے مارتے ایتہل راو مرہٹہ کے لشکر کے متصل پہونچے ایتہل راو استقبال کو دوڑا چونکہ شاہزادہ کو استرضای وزیر کی دلالت کی تھی نہایت نادم ہوکر عذرخواہ ہوا اور خیمہ علیحدہ بنا بر شاہزادہ اور رفقاے مجروح کی استادہ کرایا اور ہر ایک کی شجاعت کی تعریف کی اثنا سے راہ مین ایک جگہہ پر شاہزادہ مخالفین مین ایسا پہسا تھا کہ جان بری کی امید نتھی خان عالیشان علی اعظم خان نے شاہزادہ سے کہا آپ باہر نکلیے بندہ دشمنون کا

اسقدر سدراہ ہوتا ہے کہ آپ کو راہ ملجاے گی اور آغاز سن مین وہ جنگ کی کہ پیر فلک دیدۂ حیرت سے نگران تہا
اور آخر کو گلہاے زخم سے شاداب ہوکر خندان خندان گلستان جنان کو راہی ہوا القصہ ایتہل راو نے
بنظر بدنامی وخوف سرداران دکن بسبب اختلاف راے وزیر کے شاہزادہ کو فرخ آباد پہونچایا یہہ
فرخ آباد علاوہ فرخ آباد بنگش کے ہی وہان سے زمیندار موسی خان بلوچ ولد کامگار خان نے قریب
تین لاکہ روپیہ سے پیشکش گذرانا ایتہل راے مرخص ہوکر بجاے خود برگشتہ ہوا شاہزادہ گہیرے
ہوتے ہوے سہارنپور نجیب الدولہ کے پاس پہونچا اوسنے آٹہہ مہینے شاہزادہ کو اپنے پاس مہمان رکہا
چونکہ اوس زمانہ مین انقلاب عظیم بنگالہ مین واقع ہوا میر محمد جعفر خان نے انگریزون کی حمایت سے
تسلط پایا تہا شاہزادہ کو تسخیر بنگالہ کی دلالت کی اور بہرصورت بخوف کینہ عماد الملک کے حسب مقدور زادراہ
ذیکر رخصت کردیا شاہزادہ نے والد مورخ اور منیر الدولہ کو واسطے فراہم کرنے بعض افواج اور سامان کی
میران پور مین چہوڑکر خود مراد آباد اور بریلی کے راستہ راہی اودہ ہوا راہ مین سعد اللہ خان ولد علی محمد
روہیلہ نے حسب مقدور سامان ضیافت مہیا کیا جب قصبہ موہان لکہنو سے سات کوس پر پہونچا نہم
جمادی الاول ۱۱۷۳ہجری مین شجاع الدولہ خلف وزیر الممالک صفدر جنگ ناظم صوبہ مذکور نے استقبال
کرکے شرف کورنش دریافت کیا اور اکیسو ایک اشرفی نذر گذرانی بعد ازان ایک لاکہ روپیہ نقد معدودزنجیر
فیل اور عماری سایبان اور پالکی اور سات راس گہوڑے اور ایک خوان جواہر اور ہتہیار اور خیمہ اور
ظروف اور دس منزل چہکڑہ باربرداری پیشکش کیا شاہزادہ نے دو گہڑی شجاع الدولہ سے خلوت فرمائی
اور دستار خاص معہ سرپیچ اور پالکی سواری خاص جو خس کی تہی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود عازم
الہ آباد ہوا بعد طے مسافت کے محمد قلیخان سے یکجا ہوکر جیسا کہ سوانح بنگالہ مین لکہا گیا عازم عظیم آباد
ہوا جہان کا ماجرا اوسی مقام پر مفصل تحریر ہوگیا ہے۔

ذکر منازعت فیمابین نجیب الدولہ اور مرہٹہ کا اور شجاع الدولہ وغیرہ کی روداد

جب صفدر جنگ نے بنا بر شکست افاغنہ مرہٹہ کو متوقع کیا اور احمد بنگش کی بڑ کہود ڈالی اوسوقت سے
مرہٹہ انتربید پر قابض ہوگئے تہے اور ہمیشہ عدم تصرف صوبہ اودہ اور ملک افاغنہ سے دست تاسف
ملتے تہے اندنون مین کہ عماد الملک کو نجیب الدولہ سے کینہ بہم پہونچا اوسکی شکست اور احمد بنگش کی تربیت
کو متوجہ ہوا اور علی الزعم شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ کی برطرفی سے احمد بنگش کو امیر الامرائی عنایت
فرماکر اس ارادہ مین ہوا کہ خود تو بدنام نہو مرہٹہ کے ہاتہہ سے اسکی تدبیر کرائے اور شجاع الدولہ سے بہی

اسیطرح پیش آئے واہ ری قدرت خداوند جل وعلا کہ افاغنہ ہی باوجودیکہ شجاع الدولہ ہی سبب
اوسکے باپ کے عداوت تھی اب عماد الملک کی عداوت نجیب خان سے اور اوسکا اتفاق احمد بنگش
سے دیکھکر علی محمد خان روہیلہ شجاع الدولہ سے رجوع ہوا اور اس مصرع کامضمون ظاہر ہوگیا ؎ عدو
شود سبب خیر گر خدا خواہد — چنانچہ دتا سیندہیہ عم جنکوجی ماہ محرم سنہ ۱۱۷۱ھ مین دکن سی ہند مین آیا
اور اپنے برادرزادہ کے اتفاق سے چاہا کہ تمام ہندوستان کو مسخر کرے سال مذکور تو ممالک
مسخرہ کے بندوبست مین گذرا شروع سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین ارادہ فتح ملک روہیلہ و شجاع الدولہ کا کیا
چاہا کہ معبر دریا ے گنگ پایاب گذر کر اول ملک روہیلہ مین آے بعدازان ملک اودہ مین دخل
کرے عماد الملک نے بھی اس فساد مین اور بھی مرہٹہ کی اشتعالک کی بنابرین اول عبور جمنا کر کے
نجیب الدولہ پر چڑہا نجیب الدولہ تاب میدان نلا یا سکرتال گنگا کے کنارے جو انتربید مین دشوار گذار
مقام مشہور ہے سنگر باندہ کر آمادہ محاربہ جا بیٹھا چار مہینے برشگال مین توپ و تفنگ کی صدا رعد و برق
کے کان بہونچتی رہی نجیب الدولہ اور سعد الہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان نے باتفاق
شجاع الدولہ کو اپنے حال اور محصوری نجیب الدولہ سی مطلع کر کے ملتمس ہوے کہ مرہٹہ انتربید مین
بہونچکر اس ملک کی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہی جب پانی دریا سے گنگا کا طغیانی سے فرو ہوتا ہی عبور کر کے آتا ہے
جسوقت ہمپر فتحیاب ہوا آپ کے ملک پر بھی دانت لگاوے گا ؎ علاج واقعہ پیش از وقوع
باید کرد — لازم ہی کہ جلد عطفت عنان فرمائیے — شجاع الدولہ ورود مرہٹہ کی قباحت اور امداد
نجیب الدولہ کی دور اندیشی سمجھکر عین موسم برسات مین واقع ماہ شوال سنہ ۱۱۷۲ ہجری کو لکھنؤ سے
برآمد ہوا اور شاہ اباد مین پہونچکر چند مہینے متوقف ہوا کیونکہ طغیانی گنگا کی سکرتال پہونچنے مین مانع تھی
بجرد کمی طغیانی دتا نے اپنے سردار گوبند پنڈت کو معہ بیس ہزار سوار و پیادہ کے معین کیا کہ دریا سے
عبور کر کے ملک روہیلہ مین غبار انگیز ہووے گوبند پنڈت ہاکر دوارہ سے جو مابین پہاڑ ہی دریا ی گنگا
پایاب اوترکر چاندپور نگینہ وغیرہ اوسطرف کے پرگنات مین واقعہ اطراف امروہہ کے قریب تیرہ
نو گانون مین آگ لگا کر لوٹ گیا اور سعد اللہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان جو نجیب الدولہ
کی کمک کا ارادہ رکھتے تھے اونکی سر پر چڑہائی کا عزم کیا وہ لوگ تاب رزم نپا کر دامن کوہ کمایون مین
جا چھپے شجاع الدولہ اس خبر سے اوائل ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ھ جلد تر چاندپور نگینہ متصل سکرتال کے پہونچا
گوبند پنڈت نے گنگا عبور کر کے لوٹ مار اور مسدودی راہ رسد سی نجیب الدولہ پر وقت تنگ کر رکھا تھا
اور افغان کے بھاگ جانے سی جو کوہ کمایون کے گھاٹون مین پناہ گیر ہوے تھی نجیب الدولہ کو امید یاس کی

نہ رہی تھی بیچارہ زندگی سے ہاتھ دہوئے ہوئی تھا شجاع الدولہ تائید غیبی کی طرح نزدیک آ پہونچا
جس روز چاندپور سے کوچ کیا اثنائے راہ مین فوج مرہٹہ ظاہر ہوئی شجاع الدولہ نے پانچ کوس پر موضع
ہلاوہ تالع چاندپور مین پہونچکر خیمہ کیا وہان پر سنا کہ فوج مرہٹہ نے بعض مردم اردو اور کہی پر جو عقب
سے آتی تھے دست درازی کی اوسیوقت انوپ گر گوشائین اور امراوگر گوشائین کو جو سرداران رکاب
سے تھے تنبیہ مرہٹہ کے واسطے اسیطرف رخصت کیا اور مرزا نجف خان کو معہ پانچہزار سوار اور میر باقر کو چار ہزار سوار
مغل سے فرودگاہ مرہٹہ پر پہونچکر حکم دیا کہ سزائی ناشایان دین سرداران موصوف سرسری مرہٹہ پر کہ سر پر جا پہونچے
جسنے سر اوٹھایا اوسکا سر زیر قدم آیا سراسر سرکشون کی سرکوبی ہوئی ازانجملہ انوپ گر گوشائین نے
اکثرون کو بے سر کیا اور سو نفر خیرہ سر سر و پابستہ لئے انکے سوا اور بہی لوٹ ہاتھ لگی گو بند پنڈت شکست
فاش پاکر جدہر سے آیا تہا عبور کرکے دوسری پار افتان وخیزان نکل بہاگا اکثر اسباب اور گہوڑے اور
آدمی مرہٹہ کے دریائے گنگ مین غوطہ خور فنا ہوئے صبح کو شجاع الدولہ نقارہ فتح بجاتی ہوئے
سوار ہوا کوہ کمایون کے چہپے ہوئے افغان نے جو اس غلبہ شجاع الدولہ کی خبر پائی دلیر ہوکر شجاع الدولہ سے
آملے اور باتفاق شجاع الدولہ سکرتال پہونچے اور نجیب الدولہ کو اوس قید سے نکالا لیکن باوجود
غلبہ اور شکست مرہٹہ کے بسبب اندیشہ اقتدار سرداران دکن کے دتا اور جنکو سے صلح کرلی چونکہ خبر آمد آمد
درانی کی مشہور تھی دتا وغیرہ سنے بہی صلح غنیمت جانی بندوبست لاہور اور انسداد راہ درانی کو مایل ہوئی
وہ اودہر کو چلا شجاع الدولہ ہفتم جمادی الاول ۱۱۷۳ ہجری کو وارد بلگرام اور نہم کو داخل لکھنؤ ہوا

ماجرائے شاہجہان آباد اور قتل ہونا عالمگیر ثانی کا نسبت نمکحرامی عماد الملک کی

اس عرصہ مین جب کہ دتا اور جنکو نجیب الدولہ کو سکرتال مین محصور کئے ہوئے تہا عماد الملک کو بہی طلب
کیا وہ بدنہاد چونکہ عالمگیر ثانی سے صفائی نہ رکہتا تہا اور جانتا تہا کہ بادشاہ مذکور احمد شاہ ابدالی سے رسم مراسلات رکہتا ہی
اور باطن مین خیر طلب نجیب الدولہ اور اوسکا بدخواہ ہے اور نیز اپنے خال کو جسکا نام انتظام الدولہ
تہا شمل عالمگیر ثانی سے اپنا بدخواہ جانتا تہا اور گمان کرتا تہا کہ نجیب الدولہ کا غلبہ دتا پر ہوگا اول اپنی
خالو خانخانان انتظام الدولہ کو جو مقید تہا تیغ کیا اور بعد دو تین روز کے مہدی علی خان کشمیری کو تعلیم
کرکے بادشاہ کے پاس بہیجا اوسنے جاکر عرض کیا کہ ایک فقیر روشن ضمیر قابل زیارت آیا ہی کوٹلہ فیروز شاہ
مین اوترا ہی یہ احمق اوسکے کہنے سے سوار ہوا جب بجائے معہود پہونچا جسکے دروازہ پر قاتل چہپے ہوئے
تہے متوقف ہوکر بادشاہ کے ہاتہ سے سیف لیکر پردہ اوٹھایا جب بادشاہ اندر گیا باہر سے دروازہ بند کرلیا

مرزا بابر خلف اعزالدین ہوا مادر بادشاہ نے اس امر سے آگاہ ہوکر تلوار نکالی اور ایک کو زخمی کیا عمادالملک کے لوگون نے قید کرلیا اور اوسکو قیدخانہ سلاطین مین سواری پالکی لائے تین چار مرد ترک خونخوار کہ حجرہ مین منتظر بیٹھے تھے بزخم کارد کام تمام کیا اور لاش ریگ جمنا پر پہینکدی پلون نے بجز زیر جامہ کے ساری کپڑے اوتار لئے بعد چہ پہر کے بعض لوگون نے حسب الامر کشمیری مذکور کے اوسکے لاش کو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور اوسی روز محی السنہ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت پر بٹھلایا اور شاہجہان خطاب دیا کشمیری مذکور اوسکی حراست پر مامور ہوا اور خود دتا کی رفاقت کو جو نجیب الدولہ سے سرگرم ہنگامہ تہا گیا جو کہ معاملہ نجیب الدولہ کا اصلاح پذیر ہوگیا تہا اور احمد شاہ ابدالی کی آمد آمد قریب گرم تھی دتا لاہور کو راہی ہوا اور عمادالملک بہی اپنی جان کو ڈر کر نزدیک راجہ سورج مل جاٹ کی بنا پر انفصال قضیہ مرہٹہ کے جا بیٹھا اور اوسکے قلعہ مین پناہ گیر رہا۔

ذکر احوال تیمور شاہ ولد احمد شاہ ابدالی اور اوسپر مرہٹہ کی چڑہائی اور قابض ہونا لاہور و ملتان پر

چونکہ احمد شاہ ابدالی بعد غارت دہلی اور قتل متہرا کے سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین اپنے فرزند تیمور شاہ کو معہ خانجہان کے لاہور مین چھوڑکر قندہار گیا تہا جہان خان نے آدینہ بیگ خان کو جو ابہی جنگل مین جا کے قرار لی تہی اس نظر سے کہ اوس ملک کا احوال بخوبی جانتا تہا دلجوئی کی اور حکومت دوابہ کی سند اور خلعت بہیجکر دلجمعی کی خانمذکور نے اس عنایت سے معزز ہوکر وہانکی ربط و ضبط مین کوشش کی جہان خان اور تیمور شاہ نے چند دنون بعد آدینہ بیگخان کو اپنے پاس طلب کیا وہ بسبب عدم اطمینان کے کشیدہ ہوکر کوہستان چلا گیا جہان خان مراد خان کو دوابہ کے حکومت پر مقرر فرمایا اور بلند خان اور سرفراز خان کو اوسکی مدد پر معین فرمایا۔ آدینہ بیگخان سکھون کو جو معین الملک کے عہد سے بکثرت ظاہر ہوئے تہے تعلیم کرتا تہا اغوا کرکے مراد خان پر چڑہایا اور اپنی فوج ملازم بہی ہمراہ کردی بعد صف آرائی بلند خان نے عدم ثابت قدمی دیکہی اور مراد خان اور سرفراز خان بیتاب ہوکر جہان خان کے پاس جا پہونچے قوم سکہ نے تمام پرگنات دوابہ خصوص جالندر کو باشارہ آدینہ بیگخان کے تاخت تاراج کر ڈالا اسی اثنا مین رگہناتہ راو اور شمشیر بہادر دونو بہائی بالاجی راو کے معہ ہولکر ملہار وغیرہ سرداران دکن کی جو جوار شاہجہان آباد مین پہونچکر منتظر سانحہ تہے آدینہ بیگخان نے متواتر تحریرات بہیجکر اپنے مدد کو لاہور مین طلب کیا سرداران دکن تو اس نوید کو منتظر تہے متوجہ لاہور ہوے اول عبدالصمد خان سے جو سنبہ ڈرانی حاکم سہرند تہا لڑکر اوسکو مقید کیا وہانسے جلو ریز لاہور پہونچکر تراولان مرہٹہ جہانخان کی فوج سے بہڑگئے جہانخان نے بنا بر قلت فوج لڑنا

مناسب نہ جانا معہ تیمور شاہ کے بکمال اضطراب واقع ماہ شعبان سنہ ١١٧١ ہجری مین کابل کو راہی ہوا اور اسباب و سامان فراہم کرکے چند رسالہ چھوڑ کر چلا گیا مرہٹہ کے ہاتھہ خوب لوٹ لگی تیمور شاہ نے معہ جہانخان کے دریای اٹک تک دم نلیا اور بعد عبور جا سے پناہ مین جا پہونچا مرہٹہ نے دریای جہلم تک تعاقب کیا غنیم کا عمل ملتان اور ڈیرہ غازیخان اور اوسکے نواح مین دریاے چہناڈ تک ہوگیا مرہٹہ نے قریب برسات دیکہکر صوبہ لاہور بقرار پچہتر لاکہہ روپیہ سالیانہ پیشکش کے آدینہ بیگخان کو بکیشاہجہان آباد کو واپسی کی کہنا تہرا اور شمشیر بہادر ببہادر چند سے روانہ دکہن ہوے اور جنکو واسطے تسخیر راجہای اجمیر کو مقرر کرکے دہلی مین چہوڑا الحجب بتقدیر واقع محرم سنہ ١١٧١ ہجری مین آدینہ بیگخان فوت ہوا جنکو سہند کی فوجداری صدیق بیگخان کو جو آدینہ بیگخان کا رفیق تہا حوالہ کی اور دوابہ کو آدینہ بیگخان کی بی بی کے نام مقرر کیا اور سابا نامی مرہٹہ کو صوبہ دار لاہور کیا صوبہ دار مذکور نے لاہور پہونچکر دریاے اٹک تک تسخیر کیا نجیب الدولہ اور افاغنہ اور راجای ہندوستانی مرہٹہ اور عماد الملک کے ہاتہ سی جان بلب ہوکر اپنے زوال دولت دیکہہ رہی تھے لاچار حضور ابدالی مین عرائض ارسال کرکے مستدعی ورود ہند ہوے احمد شاہ نے جو مرہٹہ کی جسارت اور گستاخی تیمور شاہ اور جہان خان کے ساتہ دیکہی اور نیز امراے ہند کی درخواست ملاحظہ فرمائی لبس عازم ہند ہوا۔

آنا شاہ ابدالی کا لاہور اور شاہجہان آباد چہٹہوین مرتبہ اور تنبیہ و تادیب مرہٹہ

شروع سنہ ١١٧٣ ہجری کو احمد شاہ ابدالی دریاے اٹک سی اوترا خفیف سی لڑائی اسکے قراولون اور سابا کی فوج سے واقع ہوئی مرہٹہ تاب جنگ نلاکر بہاگ ہو بہاگا سابا قرب لشکر ابدالی سے آگاہ ہوکر معہ فوج دہلی کو راہی ہوا صدیق بیگ خان اور بیوہ آدینہ بیگخان بہی ہمیا سے فرار ہوے احمد شاہ واقعہ ماہ صفر کوہستان جمو مین آیا یہان کے راجہ سے پیشکش لائق حاصل کیا بعد ازان عازم دہلی ہوا یہ چہٹہوین مرتبہ ہے کہ حضرت ہند مین قدم لائے۔ اسوقت مین فیمابین دتا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی ہنوز صورت انصرام معاملہ نہوئی تہی کہ خبر آمد ابدالی کی دہلی مین منتشر ہوئی دتا نے بہی سنی اور صلح کو ناتمام چہوڑکر معہ فوج جو قریب انشی ہزار کے تہی احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور عماد الملک جو اسکی کمک پر آیا تہا خوف ابدالی سی گہبرا کر راجہ سورجمل جاٹ کی پناہ مین گیا راجہ مذکور نے سلوک مردانہ کیا بخاطر پیش آیا جب احمد شاہ لاہور سی ادہر چلا دیکہا کہ بسبب آمد و رفت فوج مرہٹہ کی دانہ گہاس کا نام نہین رہا پس عبور جمن کرکے انترہید مین آیا جب یہان پہونچا سعد اللہ خان اور نجیب الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندی خان جنکا ملک انترہید مین تہا حاضر خدمت شاہی ہوی بادشاہ نی تو انترہید کی راہ لی اور فوج قزلباش کو حکم دیا کہ براہ متعارف مقابل دتا مردود کے رہ پہون

دتّا مذکور جب سہرند پہونچا فوج قراولی شاہی سے مقابلہ ہوا دانہون نے مرہٹہ کو ہٹا دیا دتّا جنگ کنان شاہجہان آباد کو اونہین پیرون لوٹا میدان باولی مین جو کہ قریب دار الخلافہ ہی پہونچا احمد شاہ دریاے جمن عبور کرکے فوج قراولی سے جا ملا اور دتّا کی لڑائی کا حکم دیا بمجرد حکم مرہٹون کو گھیر لیا نہایت سخت لڑائی درپیش ہوئی دتّا نے مایوس ہوکر اپنے بھتیجے جنکوجی کو معہ تھوڑی فوج کی بھگا دیا تاکہ دکن پہونچکر مظہر ماجراے گذشتہ ہوا اور خود مع جمیع فوج کی ثابت قدم ہوا ابدالیون نی وہ ترک وتازی و وہ برق توپ کی آوازین ہوین کہ سارے سردار و سپاہ مرہٹہ کی پایمال ہوئی یہ واقعہ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ مین ظاہر ہوا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نی یہ تاریخ لکھی ہے ٭ کرد سلطان عصر درانی ٭ قتل دتّا بتیغ دشمن گاہ ٭ گفت تاریخ این ظفر آزاد ٭ نصرت بادشاہ عالیجاہ ٭ احمد شاہ نے بعد قتل دتّا کے جنکو کا تعاقب کیا اور اوسی روز بعد فتح کے پندرہ کوس پہ سراے الہوردی مین جا پہونچا نارنول تک دم نلی اسی ضمن مین یہ خبر ہولکر ملہار کو سکندرہ مین پہونچی اوسنے جلد راجہ سورجمل جاٹ کی پاس پہونچکر استدعا کی کہ باتفاق لڑنا چاہیے راجہ مذکور نے جواب دیا کہ فوج ولایت سے میدان نہین کرسکتا ہون البتہ جب وہ میرے ملک مین آسکے متحصن ہوجاؤنگا ہاتہ پیر ہلاؤنگا اوس وقت افاغنہ لوگ خزانہ اور رسد وغیرہ لشکر ابدالی کو لیے جاتے تھے ہولکر ملہار اونپر دوڑا افاغنہ نے اس خبر کی پاتے جسقدر ہوسکا گنگا پار لیگئے باقیماندہ ہولکر نے پہونچکر تاراج کیا ابدالی نے جب یہ خبر پائی شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو معہ پندرہ ہزار سوار کے ہولکر کے سزا کو روانہ کیے نامبردہ نارنول سے شاہجہان آباد مین ستر کوس رات دن مین طے کرکے آپہونچے اور ایک روز دہلی مین آرام کرکے آدہی رات کو جمنا اوترے صبح ہوتی سکندرہ پہونچکر ہولکر کے مقابل جا پہونچے ہولکر مضطر معہ تین سو نفر کے ننگے پیٹھ گھوڑون پر سوار ہوکر بہاگا باقی فوج اور سردار قتل و اسیر فوج ابدالی ہوئے کہلے خزانے لوٹ ہوئی شاہ ابدالی بھی متعاقب شاہجہان آباد آیا چونکہ موسم برسات قریب اور مرہٹہ کے لوٹ مار سے نواح دار الخلافہ ویران ہو رہا تہا شاہ ابدالی نے مشرق رو یہ دہلی کے سکندرہ مین چہاؤنی کی جہان کہ اکثر افاغنہ کا ملک تہا اور نجیب الدولہ کو بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے رفاقت کے اودہ سے حضور مین لائے نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آیا اور شجاع الدولہ اوسکے ملاقات کو مہدی پور مضافات ملانوہ مین پہونچا بعد استحکام عہد و پیمان کی نجیب الدولہ سے ملاقی ہوکر مرزا امانی اپنے لڑکے کو نائب صوبہ مقرر فرمایا اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام کرکے آخر ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۳ کو معہ فوج دس ہزار سوار کے ہمراہ روانہ ہوا اور چوتہی ذی الحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر ابدالی استقبال کیواسطے آیا اور باہم مشرف حضوری ہوئے احمد شاہ نے مہربانی کرکے اپنے

فرزند تیمور شاہ کو شجاع الدولہ سے معانقہ کر دیا شجاع الدولہ نے اپنے نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین استدعا کی اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہی اُسنے جواب دیا کہ میری نوبت بخشیدہ شاہ ہند ہی آپ کی بخشی نہین اور بندہ نوکر شاہ ہند ہی آپ کا نہین آخر احمد شاہ نی اجازت دی اور بعد اتمام نوبت شاہی کے نقارخانہ شجاع الدولہ بہی بجتا تہا جب خبر قتل دتّا اور نابودگی لشکر مرہٹہ کی دکن پہونچے سداشیو راؤ عرف بہاؤ اور برادر عم زاد بالاجی راو معہ فوج اور سرداران نامی اور توپ خانہ جنگیانہ اور سردار ابراہیم خان کاردی اور بسواس راے ولد بالاجی راؤ کے بعزم تدارک و انتقام راہی ہندوستان ہوے —

آنا سداشیو راؤ کا معہ بسواس راؤ کی ہند مین اور فتح پانا ابدالی کا بفضل خدا

جب سداشیو راؤ بہاؤ باکمال کر و فر جوار اکبر اباد مین آیا راجہ سورجمل جاٹ نی ہولکر ملہار کے وساطت سے بہاؤ کی ملاقات کی بہاؤ نے بنفس خود ایک کوس استقبال کر کے راجہ مذکور کی ملاقات کی اور عماد الملک بہی حوالی متہرا مین بہاؤ سے ملا بہاؤ نے ایسی مصلحت دیکہی کہ بالفعل طغیان جمن مانع عبور رہے تب تک شاہجہان آباد مسخر کرنا چاہیے اس ارادہ سے گے کو بذہار روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو گہڑی دن باقی رہے داخل شاہجہان آباد ہوا اور متصل حویلی سعداللہ خان کے جا کر ٹہرا یعقوب علی خان بھنی (?) برادر شاہ ولیخان وزیر ابدالی جو ابدالی کے طرف سے قلعدار تہا تہوڑے سے ہمراہیون کو ساتہ مستعد مدافعہ ہوا فوج مرہٹہ نے یورش کر کے اسد برج اور دروازہ خضری پر ہجوم کر دیا اور ایک فوج دہلی دروازہ کی طرف شورش افگن ہوئی قلعہ سی چند معدود مغلیہ برق اندازی کرتے تہے فوج جنکو کی زیر جہروکہ جو دیوان خاص سے متصل فصیل قلعہ کے کہڑی تہی اوسکے طرف بہی کبہی کبہی بندوق کی آواز آتی تہی اور سلیم گڈہ سے ایک توپ بہور تہی تہی جسکا گولہ باوہوائی ہو جاتا تہا اوسوقت مین ہولکر ملہار اور جنکو برادر دتّا دروازہ خضری پر کہڑے بڑی سعی کر رہے تہے چونکہ دروازہ کے تختہ برنجی اور آہنی میخ کی تہے چار گہڑی کے زد و کوب مین بہی کچہ اثر نہ پہونچا اس عرصہ مین قریب پانسو سپاہیان پٹیل راؤ کی اور اونکے پیچہے ملازمان ہولکر ملہار اور جنکو اسد برج کے طرف سے بالاے قلعہ چڑہ گئے اور محلات سلطانی تک دست بردی کی جو کچہ پاتا تہا نیچے چہوڑ دیتے تہے مگر دروازون کے کشادگی مین متوجہ نہوے چونکہ قلعہ مین بہی چندان فوج نتہی کوئی اونکے طرف متوجہ نہوا بعد خبر دس بیس مغل اور ابدالی بندوق لے لیکر سلیم گڈہ سے آ گئے دس بارہ نفر مرہٹہ کو بضرب بندوق و شمشیر ہلاک کیا اوسوقت مرہٹہ جو اس ہو کر قلعہ سی زمین پر کود پڑے اور ریلا ریلا یا قلعہ ہاتہ سے

کہود دیا اور سرداران مرہٹہ نے اسعد اللہ خان کی حویلی مین جو قلعہ کی قریب ہی جمع ہوکر مورچہ قایم کیا اور عماد الملک اور سورجمل جو کہ بمقتضا سے وقت بہاؤ کی رفاقت مین تہی چندان تسخیر قلعہ مین متوجہ نتہے دور سے تماشا دیکہا کرتے تہی مرہٹہ نے محاصرہ قلعہ مین بڑا اہتمام کیا اور ابراہیم خان کاردی نے جو حبشی بہاؤ دکن سے ہمراہ لایا تہا تین ضرب توپ قلعہ کے نیچے ریگستان مین لگائین اوسکے گولہ اسد برج اور برج مثمن اور محلات بادشاہی مین برابر برستے تہے اور عمارات دیوان خاص اور رنگ محل اور موتی محل اور شاہ برج کی نہایت شکست ہوگئین لیکن قلعہ کی ثبات اور استحکام مین کچہ ضرر نہین پہونچا تہا معرکہ جنگ بدستور گرم تہا یعقوب علیخان قلعدار نے جب ذخیرہ رسد مفقود اور امداد ابدالی کا پہونچنا معذور دیکہا مرہٹہ کو پیغام دیا کہ بشرط مال وناموس کے قلعہ حاضر ہے بہاؤ نے اسی کو غنیمت سمجہا قبول فرمایا بعد استحکام عہد وپیمان کے قلعہ سے نکل کر علی مردان خان کے حویلی مین چلا آیا اور کشتیون پر سوار ہوکر دریاے جمنا عبور کیا اور احمد شاہ سے جا ملا اونتیسوین ذالحجہ کو قلعہ وغیرہ حرم سراے شاہی جملہ کارخانجات مرہٹہ کے ہاتہ لگی بہاؤ نے شاہجہان آباد کے قلعداری سے نارو شنکر برہمن کو سپرد کی ایک برہمن شاگرد میر غلام آزاد بلگرامی کا بیان کرتا تہا کہ بندہ مکرر بہاؤ کے طرف سے برسم سفارت شجاع الدولہ کے پاس گیا تہا مگر کچہ فایدہ نہوا شجاع الدولہ نے مجہسی کہدیا کہ مدت سی برہمنان دکن ہندپر متسلط ہین اب یہ لوگ بدعہد ہوی ہین کسی کی آبرو کے روادار نہین ہر شے اپنے قوم کے واسطے چاہتی ہین پس لوگون نی اپنے حفظ جان ومال وعزت وآبرو کے واسطے شاہ ابدالی کو طلب کیا او. اوسکے ایذا نسبت مرہٹہ کے سہل سمجہی ہے پس صلح ممکن نہین ہی۔ سورجمل جاٹ بہی اس قوم کی وضع اور نیت دیکہکر بلا اجازت شاہجہان آباد سی اپنے قلعہ بلم گڈہ کو چلا گیا بہاؤ مین اسقدر بخل وامساک تہا کہ دیوان خاص بادشاہی کی چہت جو نقرہ سی مینا کار بنی ہوئی تہی کہود واکر سکوک کی اور اسیطرح پر نقرہ اور طلائی آلات مقبرہ نظام الدین اولیا معروف اور نیز مزار محمد شاہ کی مانند عود سوز شمعدان اور قندیل وغیرہ کی اوکہڑواکر سکوک کر ڈالا۔ القصہ جب بہاؤ دانہ گہاس کے قلت سی تنگ ہوا آخر برسات مین رعایا پر جبر وتعدی کرنے کی ارادہ سی شاہجہان آباد سی عزیمت مصمم کی اور نوین صفر ۱۱۷۴ ہجری کو محی السنہ کو نام جانداری سی معزول کرکے قید کیا اور مرزا جوان بخت ولد شاہ عالم عالی گہر کو جسکا باپ نواح بنگالہ اور عظیم آباد مین سرگرم سیر تہا شاہجہان آباد مین تخت نشین کیا اور غائبانہ شجاع الدولہ کے نام وزارت مقرر کی اس غرض سی تا کہ شاہ ابدالی شجاع الدولہ سے بدگمان ہو اور باہم نفاق ہوجاے اسوقت نارو شنکر کو شاہجہان آباد کی قلعداری مین چہوڑکر خود معہ کل فوج کے گنجپورہ کے طرف جہان عبد الصمد خان ابدالی او. قطب خان روہیلہ

اور نجابت خان زمیدار تھے اور وہان سے رسد وغیرہ شاہ ابدالی کو پہونچا کرتی تھی عازم ہوا یعنہ عبد الصمد خان وہی ہی جو کہ سہرند کی فوجداری مین مقید مرہٹہ ہو کر خلاص ہوا تھا۔ ہفتم ربیع الاول سنہ مذکور کو بہاؤ نے وہان آکر قلعہ کنجپورہ کا محاصرہ کیا چونکہ قلعہ کا فتح کرنا توپخانہ فرنگی کے ذریعہ سے نہایت سہل ہے ذراسے اہتمام مین ابراہیم خان کاردی نے قلعہ مفتوح کر لیا اور عبد الصمد خان اور قطب خان مقتول ہوئے کنجپورہ کی لوٹ شروع ہوئی اس خبر سے شاہ درانی نہایت غضبناک ہوا ہنوز دریاے جمن پایاب نہوا تھا کہ ہجدہم ربیع الاول سنہ مذکور کو معہ فوج ظفر موج باک پت کی گھاٹ سے شاہجہان آباد کی قریب بموجب ہدایت شجاع الدولہ کے گھوڑ ڈالکر بعض پایاب بعض تیر کر پار ہوئے اسطرح سے پار ہونیکا بھی عبور ہوا بہاؤ اس دلیری اور بے باکی سے متحیر ہو کر کنجپورہ سے باوجودیکہ عازم سہرند کا تھا بلاچاری معاودت ہو کر پانی پت آیا اسوقت مین چالیس ہزار سوار جرار اسکے ہمراہ تھے اور شمشیر بہادر برادر بالاجی راو اور جسواس راو ولد بالاجی راو جو کل سپاہ کا سردار تھا اور اسکے علاوہ ہر ایک شخص اپنے فوج ہمراہ رکہتا تہا۔ باستثناے فوج بہاؤ کے اپنی اپنی جمعیت سے نہایت مغرور تھا اور ابراہیم خان کاردی بارہ ہزار بندوق چقماقی اور توپخانہ فرنگی سے ہمراہ تہا باوجود اسقدر اژدحام اور اہتمام کی میدان مین ابدالیون کے مقابل نہو سکے بموجب اپنے ضابطہ کے پانی پت کے شمالی طرف گرد لشکر کے حصار آتشبار توپخانہ کا بنایا اور ایک خندق بھی کہود کر اوسکی مٹی سے دوسرا حصار تیار کیا بعد انکے اس بندوبست کے تین روز گذرنے پر لشکر ابدالی الکہو مین ما ہمذکور کو مقابلہ پر آپہونچا اور خلک قراولی توپ و بنگلہ بان و بندوق سے شروع ہوئی ۲۴ ما ہمذکور کو مقابل لشکر مخالفین کی آٹھہرے اہالی مخالفین کے گرد ضابطہ ہو کر مسدود کی راہ رسد وغیرہ مین ساعی ہوئے ایک دانہ کا پہونچنا دشوار ہوا مگر ناہور کے طرف سے نیمہ مرہٹہ کے لشکر کی پہنچتی تہی آلا جات جو لہ سہرند کی مشہور زمیدارون مین تہا پہنچایا کرتا تہا درانی اوسے پر بھی باگرے جب احمد شاہ درانی نے دیکہا کہ باوجود اسقدر تنگ کرنے کے مرہٹہ توپ کے زنجیرہ سے نہین نکلتا لاچار ۲۴ ربیع الاول کو حکم دیا کہ توپخانہ پر یورش کرین جہان خان اور شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ اور عقب انکے شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت اور دوندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ اور انکے پشت پر احمد شاہ ابدالی معہ شاہ ولی خان وزیر جو اشرف الوزرائی کا خطاب رکہتا تہا مستعد ہوئے اودہر سے مرہٹہ بھی آمادہ ہو کر ایک بان کے فاصلہ سے لشکر سے خلاء ٹہرے ہوئے بعد کوشش بسیار کے یعنی ابتدائے وقت ظہر سے جب تہوڑا دن رہگیا روہیلہ پیادہ جو نجیب الدولہ کے ہمراہی مین دس ہزار کے قریب تھے

بندوق کی لڑائی کی احاطہ لشکر مین کود کے مخالفین سے غث پٹ ہوگئی بلونت راو بہاو کا سالا گولی کہا کر گہوڑی
سے گرا اور بمجرد حج پیادہ پا عدم کی سخت منزل طی کرنا پڑی ناگاہ تاریکی شب نے روشن ہو کر دوست
دشمن کو جدا کر دیا روہیلہ چیرہ دستی کرکے لشکر سے برآمد ہو کر مستعد آرام ہوی اسی اثنا مین خبر آئی کہ
گوبند پنڈت مکاسد ضلع اٹاوہ معہ دس ہزار سوار اور خزانہ بیشمار اور غلہ بسیار جمنا کے اوس طرف مقابل
شاہجہان آباد آپہونچا ہی ارادہ رکھتا ہے کہ مرہٹہ وغیرہ متعلقہ نجیب الدولہ کو غارت کرے اور براہ انتربید
بالا بالا گنجپورہ کے گہاٹ سے اوتر کر شامل لشکر بہاو ہو شاہ ابدالی نے عطائی خان درانی اور عبد الصمد خان
کے فرزند کو جو گنجپورہ مین مارا گیا مع پانچہزار سوار کے پنڈت مذکور کی تنبیہ پر مقرر فرمایا مشار الیہ
آگرہ اور باگ پت کے گہاٹ سے اوتر کر شاہ درہ مین پہونچے نارو شنکر نایب کو جو وہانکا قلعدار تہا مع ہمراہیونکے
قتل کیا اور وہان سے غازی الدین نگر مین پہونچکر جو شاہجہان آباد سے چہہ کوس پر ہی جو مرہٹہ وہان پر تہے
اونہین زیر تیغ کیا پہر جلال آباد کو سدہارے جہان گوبند پنڈت اوترا ہوا تہا اور اوسی روز وہان پہونچا تہا
غرضکہ پہونچتے ہی پنڈت مذکور کا سر اوڑا دیا ہزارون روپیہ کا مال و اسباب گہوڑے اور ہاتہی لوٹ مین ہاتہ آئے
یہ گوبند پنڈت وہی ہی جو کہ سکرتال کے محاصرہ مین عبور کرکے مصدر فساد ہوا تہا یہ واقعہ ۲۰ جمادی الاول
سنہ مذکور کو واقع ہوا۔

آخر جنگ مرہٹہ کی اور بی نشان ہونا قوم مذکور کا ہند سے

جب محاصرہ کے دن بہت گذرے اکثر نجاست وغیرہ مرہٹہ کے لشکر مین جمع ہو کر باعث تعفن ہونے
لگی ۔ قحط و غلا کی ۔ بہی بلا رفاقت کو حاضر ہوئی اکثر ضعفای لشکر بہونکہ سے خالی پیٹ زندگی کی دن بہر کر
روانہ عدم ہوے محصورین نے تنگ ہو کر باہم قرار کیا کہ آخر تو مرتے ہین بہتر یہی ہی کہ ایک مرتبہ باہم متفق
ہو کر مخالف پر جا گرین جو کچہ مقدر ہی ہو رہیگا آخر کار ۶ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو فوجین آراستہ کرکے
اور ابراہیم خان کو مع توپ خانہ انگریزی روبرو کرکے لشکر سے نکلکر ابدالی کی طرف چلے سرداران
ہند اور افواج ابدالی نے اسقدر فرصت دی کہ فوج مرہٹہ ہر ہر کہتی ہوے میدان مین گئی جب تہوڑا
سا فاصلہ مقابلہ مین رہگیا ابراہیم خان نے گولہ اندازی شروع کردی اور بہاو نے اپنے ملازم مغلیہ کو
حکم دیا کہ آگے بڑہین وہ بگ ہیٹ فوج شاہی کے مقابل آپہونچے اسکے بعد شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
وغیرہ روسا سے لشکر دست بشمشیر ہو کر مخالفین پر حملہ آور ہوے اور سرداران مرہٹہ کو زیر شلک
جزائر کر لیا جب مانند بخت برگشتہ کے اونکا منہہ پہر گیا عنان ریز اونکے سر پر جا پہونچے اسی حملہ مین اکثر

تلوار کے گھاٹ اوتر گئی باقیماندہ حلقہ بیڑ مین جا گھسے مردمان بہیر اس بلا سے فراری ہوے بہاو اور بسواس راو
وغیرہ فوج قراولی کی شکست دیکھکر بیس تیس ہزار جرار سے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ اور ابدالیون پر حملہ
آور ہوا ہر ہر کی آواز سے ہر طرف بہر گیا اسطرف سے حملہ فوج دلیری کی خصوص شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
نے اپنی شجاعت اور دلیری دکھلائی ایک گھڑی تک زمین و آسمان گرد مین پنہان ہوا توپ کی گرج شمشیر
کی چمک سے رعد و برق کی آنکھین جھپکتی تھین ہر طرف خون برستا تھا اوسکی چھینٹون سے فلک کے دامن مین
داغ لگتا تھا جسکے آثار صبح و شام شفق کے نام سے پیدا ہوتی ہین اسکے بعد معلوم ہوا کہ خلق کثیر لشکر مرہٹہ سے
سرخرو عدم کو فرار ہوئی سرداران اول سے بسواس راو اور بالاجی کا لڑکا عین جوانی مین فانی ہوسے
اور اسیکے عقب مین سپہ سالار سداشیو راو بہاو بہی بہائی کی آشنائی مین یکہ تاز میدان فنا ہوا
اور [illegible] نکو وغیرہ ایسیے سردارون کا کون ذکر ہزارون نے تیغ آتشہ جدہر نظر جاتی تہی [illegible] دکھلائی دیتی
تہی دو گھڑی مین خاتمہ بالخیر ہوا اوس لشکر تہا کہ [illegible] دو ہزار غلام اور کنیز [illegible]
[illegible] کی اولاد تہی ابدالیون کی اسیر ہوے [illegible] جواہرات اور نقود [illegible] پچاس ہزار
گھوڑے اور دو لاکھ بیل اور کئی ہزار اونٹ اور پانسو ہاتہی لوٹ مین ہاتہ لگے بعد قتل [illegible] اور اس فتح کے
غلام علی آزاد نے یہ تاریخ نظم کی ہے شاہ بہاو [illegible] نگشت + کرد در آغاز و در انجام فتح + سوز [illegible]
تاریخش نواخت + شاہ درانی نمودہ باز فتح بقیۃ السیف آوارہ وحشت زدہ [illegible] ہوے [illegible] دکہن
اپنی امرادی سے جو کہ طبیعی ہی اور نیز مرہٹہ کی دلبری سے کسی پر اتفاق نکیا اور قتل و قید و غارت مین کوئی دقیقہ
اوٹھا نرکہا شمشیر بہادر برادر علاتی بالاجی راو ولد باجی راو نے جو کہ کنچنی کے بطن سے تہا غارتگرون کے ہاتہ
سے مین راہ گزیر مین رقص بسمل کیا سرداران نامور مخالف سے کوئی بہی جان بر نہین ہوا مگر دو تین شخص
ہولکر ملہار اور [illegible] بہاجی سیندہیا جو ہزار خرابی ماوہ ہوکر لنگڑا ہو گیا بعد وقوع اس شکست فاحش کے
بالاجی بہی غصہ مرگ ہوا پانچ مہینے پندرہ دن کے بعد اوسنے [illegible] ذیقعدہ سنہ [illegible] درویش
ہوا اور چند روز قبل تلف ہونے بہاو وغیرہ کے باسدیو دیکشت جو اورنگ آباد مین رہتا تہا داخل جہنم
ہوا اور اپنے مریدون کو بہی ہمراہ لے فنا ہوا بالاجی نے چند مہینے پیشتر اپنی موت سے حقداران دیہات
کے رسمیات مانند مقدم اور پٹواری اور گاوڈر اور حجام اور آہنگر وغیرہ کے ضبط کرکے اجارا دیا تہا اور اس
طریقہ سے بہی روپیہ حاصل کرکے داخل خزانہ کیا تہا آخر یہ فعل نامبارک ہوا ہنوز یہ بدعت کل پرگنات
مین جاری ہوئی تہی کہ خود اپنے مرجع اصلی کو چلا گیا۔ شاہ ابدالی بعد اس فتح کے پانی پت سے کوچ
کرکے دہلی مین منزل گزین ہوا بعد توقف چند روزہ بہمہ کی سلطنت شاہ عالم اور شجاع الدولہ کو

وزارت اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی دیکر اور دونون سے سفارش موافقت کرکے اور شاہ عالم کی نیابت مین مرزا جوان بخت کو مقرر کرکے سب بندوبست کر دیا شجاع الدولہ سے بہی شاہ عالم کی سفارش کی اور خلاع فاخرہ مع اسپ و فیل و نامہ تلطف فرما کر صوبہ اودہ اور الہ آباد کو رخصت فرمایا اور خود بتاریخ شانزدہم شعبان سنہ مذکور کو باغ شالا مار دہلی سے بقصد قندہار مراجعت فرما ہوا تاریخ اس معاودت کی (مراجعت قندہار) سے نکلتی ہے اور لاہور پہونچکر نائب اپنا چھوڑا۔

معاودت کرنا شجاع الدولہ کا اپنے صوبجات کو اور آنا حسب الستدعای بادشاہ صوبہ مذکور مین

شجاع الدولہ ماہ رمضان سنہ مذکور مین صوبہ اودہ کو معاود ہوا قطع منازل کرتا تہا کوئی رفیق اسکا مسمی سید صالح سید نجف علی تہا وہ بیان کرتا تہا کہ بروقت جانے کی ہمنے جوار سکندرہ کے میدانین اکثر لاشین پڑی ہوئین دیکہین انمین سے ایک جوان سی سالہ کی لاش مکلف لباس سے آراستہ بہیری تاب کہائے ڈاڑہی کتادہ پڑی تہی معلوم ہوا کہ سید ہوا تہا اسیطرح بروقت واپسی کے بہی صحیح و سالم پڑا ہوا اور لاشون کا تو پتا نتہا یا زون نے کہا شہید ہے مخصوص ملا عباس نی چاہا کہ کفن دیکر دفن کردے مگر ملا عباس نے منع کیا کہ شہید کو کفن کیا ضرور بس اوسی لباس سے مدفون کر دیا۔ القصہ ماہ رمضان مین شجاع الدولہ اپنے صوبہ مین پہونچکر لکہنو سے بلا توقف برآمد ہوا بیس روز کے عرصہ مین سید نور قریب بنارس کے پہونچا جیسا کہ دفتر دوم مین واقع سوانح بنگالہ اور عظیم آباد کی تحریر ہوا ہے شاہ عالم عظیم آباد سے سرائے سید راجی مین آیا ۱۶ ذیقعدہ کو شجاع الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کیا اور باہم مقام جہوسی تک پہونچے گنگا پر پل باندہکر ۵ ذی الحجہ کو عبور کیا الہ آباد مین مخیم ہوا بستم کو جاجو مین پہونچکر جیا وانی کی دہر جوار مین جو مرہٹہ کے گماشتہ تہے یکقلم نکالدئے گئے اور بادشاہی عمال بہرتی ہوئے بعد انقضائے موسم برشکال کے نہم ربیع الاول سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین کالپی کے طرف متوجہ ہوا اور اپنے صوبہ مین راجہ بینی بہادر کو نائب مقرر کیا شاہ عالم کو ہمراہ لئے ہوئے کالپی آیا یہان سے بہی مرہٹون کا اخراج کیا و ہانسی جہانسی پر پہونچا چندروز قلعہ دار مرہٹہ لڑا آخر پانچوین رجب سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو قلعہ مفتوح ہوا ابہی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نپایا تہا ۱۲ ماہ حال کو ہفت پارچہ کا خلعت مع جارقب اور مالائے مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۱۴ ماہ مذکور کو مرزا امانی خلف شجاع الدولہ دیوان خاص کی داروغگی پر سرفراز ہوا۔

بعض سوانحات دکن جو اسی وقت مین سرگذشت ہوی تحریر ہوتی ہین

جب کہ بتاریخ ۱۹ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو بالاجی راو فوت ہوا اور ریاست اوسکی چہوٹے بیٹے مادہو راو کو جو تہا

صغیر تہا اور نیز اوسکے بہائی رگہناتہ راو کو ملی ۱۱۷۵ ہجری مین آصفجاہ ثانی نظام علیخان مع فوج اور امیر الممالک صلابت جنگ سید محمد خان قلعہ بندر سے نکلکر اول خدا معلوم کس ارادہ سے اورنگ آباد کو متوجہ ہوا اور رگہناتہ راو اور مادہوراو بہی مع فوج سنگین پونا سے متحرک ہوکر شاہگڈہ کے میدان مین آیا طرفین سے مقابلہ ہوگیا اورنگ اباد تک زد و خورد واقع ہوے آصفجاہ ثانی نے بہیر و بنگاہ زاید کو اورنگ اباد مین چہوڑا سہ ربیع الاول کو بقصد پونا کوچ کیا اور مرہٹہ کو پونا سے سات کوس ادہر تک پہونچا یا اثناے راہ مین شہر تونکا کو جو دریاے گنگ کے کنارے کثرت بتخانہ اور مناور سے اباد ہے جلا دیا اور تعلیشہ بیداد سے بتخانہ منہدم ہوکر زمین دوز ہوگئے نزدیک تہا کہ پونا بہی اسی نوبت کو پہونچتا ناگاہ ناصر الملک میر مغل خان چہٹوان بیٹا نظام الملک آصفجاہ کا بسبب نفاق باہمی کے اور راجہ رامچند جو لشکر آصفجاہی کا عمدہ سردار تہا بوجہ مذہبی منحرف ہوکر باتفاق ہمدیگر مرہٹہ سے موافق ہوگئے اس امر کے ظہور سے مرہٹہ نے آصفجاہ اور امیر الممالک کا پلہ ہلکا پاکر دوسرے روز چارونطرف سے یورش کردی اور توپخانہ مقابل پر لگاکر گولہ اندازی شروع کردی نکوازان آصفجاہی نے اپنے توپخانہ سے نکلکر قوت بازی دکھلانی شروع کی شمشیر صاعقہ بار سے خرمن حیات بداندیش مین آگ لگانا آغاز کیا اکثر مخالفین آب تیغ سے نہاکر عدم کو سدہارے ازبسکہ معتمدین اور افسران مادہوراو اور رگہناتہ راو کے ایک جماعت کثیر طعمہ نہنگ شمشیر ہوے مرہٹہ کے قدم دریلے وغا مین نہ ٹہرسے میدان جنگ سے علیحدہ ہوکر کنارہ پکڑا ادہر مرہٹہ کے دلمین یہہ خیال آیا کہ فوج آصفجاہی اسقدر مسافت طے کرکے اسقدر نزدیک آگئی ہے کہ اب پونا صرف سات کوس باقی ہے اب صبح ہوتے پونا مین بہی پہونچ جایگی او دہر سکنہ پونا بہی آن کر فریادی خواہ ہوے کہ تم ہمارے خاندان کو مسلمانون کے ہاتہ سے برباد کرنا چاہتے ہو اب مادہوراو نے چار ناچار دونو طرف سے مخمصہ مین پڑکر صلح کا پیام بہیجا اور بعوض اس صلح کے صوبہ خجستہ بنیاد اور صوبہ بندر بہی ستائیس لاکہہ روپیہ کا آصفجاہ کے نذر کیا۔ القصہ یہ مصالحہ چہٹوین جمادی الثانی سنہ مذکور مین واقع ہوا اور اسی تاریخ کو شاہ ابدالی نے بہی بہاو پر فتح پائی غرضکہ یہان سے آصفجاہ نے کوچ کرکے راجہ رامچندر کے محالات کو جانب بیج عزیمت کی اور جو لغو حرکت اوس سے ظہور مین آئی تہی اوسکے عوض مین اوسکا ملک پایمال کرڈالا اور آغاز موسم برسات مین چودہوین ذی الحجہ ۱۱۷۵ ہجری کو چہاونی کی ارادہ مین داخل قلعہ بندر ہوا اور اسی روز امیر الممالک کو قلعہ مذکور مین قید کیا امیر الممالک صلابت جنگ نے ایک سال تین مہینے چہہ روز قیدخانہ کے کڑی جہیلی اور آخرکار روز پنجشنبہ بستم ربیع الاول ۱۱۷۶ ہجری کو زندان تن سے روح نے آزادی پائی اور شیخ محمد ملتانی کے جوار مرقد مین دفن ہوا اور آصفجاہ ثانی نام قلعہ بندر مین مقیم تہا وہان

شاہ عالم عالی گہر کا منشور تفویض صوبہ داری دکن کی بعوض امیر الممالک صلابت جنگ صادر ہوا اسنے
استقبال کرکے بضابطہ معروفہ شرف مطالعہ حاصل کیا اور برہمن مجہر بیدی راجہ پرتاپ نوت کو مختار
و مدار علیہ معاملات کا کرکے کار ہاے ملکی اوسکے حوالہ کیئے اور رگھناتہ راو اور مادہو راو نے بعد
صلح کے پونا مین برسات بسر کی اوسی ضمن مین واقعہ ۱۱۷۶ ہجری فیمابین چچا اور بہتیجے کے مخالفت ہوئی
مادہو راو کے کارگذارون نے چاہا کہ رگھناتھ کو قید کرین رگھناتہ راو نی اس ماجرا سے باخبر ہوکر
مع چند لوگون کے ناسک کی راہ لی محمد مراد خان بہادر اورنگ آبادی نے جو عمدہ نوکر آصفجاہ کا
مرہٹون کے استمالت پر مامور تہا رگھناتہ راو کے منحرف ہوکر نکلنے کی خبر پاکر چودہوین ماہ صفر کو سوار ہوا
اور نواح ناسک مین رگھناتہ راو کو پایا رگھناتہ راو جو نہایت سراسیمہ ہو رہا تھا اسکے پہونچنے سے مطمئن
ہوا بڑے اعزاز سے پیش آیا روساے مرہٹہ نے مراد خان کی رفاقت سے سمجہا کہ آصفجاہ رگھناتہ
کا طرفدار ہے اس نظر سے اکثر اسکے رفاقت مین آرہے مادہو راو خلف بالاجی کی ترک رفاقت کی
رگھناتہ راو کے ہمراہ عمدہ لشکر ہو گیا اورنگ آباد ہوتے ہوے احمد آباد آیا مادہو راو بہی پونا سے نکلا
احمد نگر سے بارہ کوس پر بست پنجم ربیع الآخر سنہ مذکور کو مقابلہ ہوا مادہو راو نے شکست پائی دوسرے
روز رگھناتہ کے روبرو حاضر ہوکر عذر خواہ ہوا آصفجاہ بہی رگھناتہ راو کے مدد کو نزدیک آپہونچا تھا کہ
منازعت ختم ہو گئی جب لشکر آصفجاہ بندر کالور مین پہونچا رگھناتہ نی وہان جاکر ملاقات کی باہمدگر برسم
معروفہ تواضعات ضیافت کی ہوئین رگھناتہ راو نے پچاس لاکھ روپیہ کا ملک اور قلعہ دولت آباد آصفجاہ
کے نذر کیا اور سندین حوالہ کین چونکہ یہ کام محمد مراد خان کی حسن سعی سے درست ہوا تہا راجہ پرتاپ نوت
دیوان مدار علیہ آصفجاہ از راہ عناد کے نہ دیکھہ سکا پس قبل اسکے کہ ملک اور قلعہ دولت آباد مین آصفجاہ
کا عمل دخل ہو سررشتہ مصالحت برہم کرکے آصفجاہ کو اس امر پر رجوع کیا کہ رگھناتہ کو معطل کرنا چاہیئے
بنابرین جانوجی ولد رگھوجی بہوسلہ منکا سدار صوبہ برار کو طلب کر کے اس لالچ سے کہ تجہے رگھناتہ کا قائمقام
کرادینگے ملازم آصفجاہ کیا اور ناصر الملک چہوٹا لڑکا نظام الملک آصفجاہ کا جو رفیق مرہٹہ ہوا تہا اونکا
عدم التفات دیکہکر آصفجاہ سے آملا پس فوج آصفجاہی رگھناتہ کی تادیب کو روانہ ہوئی اوسنے
تاب مقابلہ نپائی تاخت تاراج مین مصروف ہوا تیس ہزار سوار سے اورنگ آباد کے غربی طرف
جا اوترا او شہر والون سے زر کثیر طلب کیا مؤتمن الملک ناظم اورنگ آباد باوجود قلت سپاہ اور سامان
حرب کے کمال حزم و ہوشیاری سے استحکام برج و بارہ قلعہ مین مصروف ہوا ہر ایک قطعہ حصار کا
ہمت خان کوتوال شہر برادر اعیانی محمد مراد خان مذکور وغیرہ کے زیر حفاظت مقرر کیئے اور آصفجاہ کا

منظر ہوا لطایف الحیل مین ٹالنے لگا مرہٹہ اس گیتی گہاٹ کو جانگیا تسخیر حصار کا عزم بالجزم کیا بستم شعبان
کو اول صبح آبادی خارج شہر مین جاکر دست درازی شروع کردی رگھناتھ راو فوج خاصہ کی ہمراہ شہر کے
شمال رویہ استادہ ہوا اور اوسکے رفقا نے سیڑہی اور ہاتہیون کے وسیلہ سی چڑہکر چاہا کہ تختہ
دروازہ دیوار کلان باغ کو توڑکر اندر جاگہسین ہمت خان اور مرزا محمد باقر خان وغیرہ تماشائیان جنگ
نے حفظ آبرو کیواسطے ایسا تلوار و سنان و سنگ و پتہر برسایا کہ اکثر خام ارادہ دیوار سی گرتے گرتے جہنم
واصل ہوے اور اطراف مین بھی بہت سا لشکر رگھناتھ راو کا بسمل ہوا اسی گرما گرمی مین ایک تیر
اور گولی رگھناتھ کے فیلبان کو لگی اور موجب تفرقہ ہوے رگھناتھ راو قرین حسرت یورش سے معاود ہوا
اور خبر قرب وصول لشکر آصفجاہ کے سنکر بجلانہ کو راہی ہوا ۲۶ ماہ مذکور کو آصفجاہ وارد اورنگ آباد
ہوا چونکہ مرہٹہ ارادہ رکہتا تہا کہ ملک برار مین جاکر تاخت و تاراج کرے آصفجاہ غرہ رمضان کو قریب بالاپور
پہونچکر سد راہ ہوا اور مرہٹہ وہان سی لوٹ کر نزدیکی اورنگ آباد سے حیدر آباد کو چلا گیا آصفجاہ بھی
معاود ہوکر دریاے گنگ اودہ تک تعاقب فرمایا اور بعد نکلجی نے احمد نگر کے سردارون کو مع فوج جابجا
مقرر و معین فرماکر خود پونہ مین چلا آیا کہ وہان سی دس کوس کی فاصلہ پر تہا ہنود والیٔ پونہ کہ قبل ازین جابجا پہاڑون مین قرار کر گئے
تہے لشکریان آصفجاہ نے یکقلم پونا کو خاک سیاہ کر دیا اور پونا کے اطراف اور نیز پونا کی سوخت اور تاراج
مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکہا میر اولاد محمد زکا برادرزادہ میر علی آزاد بلگرامی نے تاریخ کہی ہے آصفجاہ دوم
سلیمان اعلام ہلاہ آبادی قوم برہمن سوخت تمام + تاریخ شد ز شعلہ طبع زکا + آتش زد پونہ را سیاہ سلام
رگھناتہ راو نے حیدرآباد پہونچکر تسخیر قلعہ مین نہایت کوشش کی لیکن حسن انتظام شجاع الدولہ بہادر
اور دل خان اورنگ آبادی ناظم حیدرآباد سے مرہٹہ کی یہ جرات نہوئی کہ اونکے توپخانہ آتشبار
کے روبرو سر اوٹھا سکین بلکہ اکثرون کی جان گئی آخر کو وہان سی بہی خایب و خاسر معاودت کی اسکے بعد
سانحہ دکن اور آصفجاہ کا حال معلوم نہین ہوا انشاء اللہ بروقت آگاہی تحریر ہوگا مجمل اسقدر ہی کہ آجکل کہ
شروع ۱۱۹۵ ہجری مین آصفجاہ ثانی نظام علیخان اکثر ممالک دکن کا فرمان روا ہی اور شاید اس لڑائی مین
جو کہ جماعہ انگلشیہ کو حیدر نایک اور مرہٹہ سے صوبہ ارکاٹ اور نواح پونہ اور احمد آباد گجرات مین روبکار ہی
معین و نصیر حیدر نائک اور مرہٹہ کا ہی واللہ اعلم۔

آنا احمد شاہ ابدالی کا ساتوین مرتبہ ہندوستان مین اور قتل فرقہ سکھہ اور قید کرنا راجہ سورجمل جاٹ کا اور قلعہ اکبر آباد مین تصرف کرنا

سورجمل جاٹ نے بعد جانے شاہ ابدالی کی جانب قندہار باوجود نجیب الدولہ اور شاہ عالم بن عالمگیر ثانی

کے جسکو شاہ ابدالی نے بادشاہ بنایا تہا اور اوسکا لڑکا مرزا جوان بخت ولیعہدی مین شاہجہان آباد مین تہا قلعدار اکبر آباد سے ساز کیا اور زر نقد دیکر واقعہ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین باوجودیکہ اسی سال احمد ابدالی کے فتوحات ہوئین اور اوسنے دیکہی نہین کہ مرہٹہ کی نیست نابودی مین کوئی دقیقہ اوٹہہ نرہا قلعہ اکبر آباد پر متصرف ہوا اور قوم سکہہ جنکا بیان فرخ سیر کے ذکر مین ہوچکا ہی معین الملک کی بیخبری سے بخزینہ بہ تزہیہ راگ لائے کہ میدان خالی دیکہکر نائب احمد شاہ کو جو رامپور مین تہا مار ڈالا اور جبا نامی اپنی ہمقوم کو بادشاہ بنایا اور اطراف صوبہ لاہور مسخر کرکے عموم خلائق خصوص اہل اسلام کی درپے اذیت ہوے احمد شاہ ابدالی اس خبر کو سنکر عازم لاہور ہوا اس مرتبہ سنہ ۱۱۷۵ مین ساتوین دفعہ عزیمت فرمائی جب بلدہ لاہور مین آیا فرقہ سکہ مفرور ہوکر ستلج رو ہی مین جو کہ نہایت دشوار عبور ہی جا پہونچے اسجگہ آلا جاٹ کی عملداری ہی اور اوسکے پاس دو لاکہہ سوار و پیادہ تہا احمد شاہ ابدالی نے خبر پاکر ایلغار کیا نوسے کوس کی راہ دو روز مین طے کرکے ۱۱ ماہ رجب سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو اونکے سر مین جا پہونچا اس دفعہ کی چشم زخم مین قریب بیس ہزار سکہہ کے مارے پڑے اور بڑی لوٹ حاصل ہوئی جب ادہر سے اطمینان ہوا ساتوین شعبان سنہ مذکور کو داخل لاہور ہوکر مقیم ہوا اور بعد انتظام نور الدین خان ابدالی کو جو کہ ولی خان اوسکے وزیر کا چچازاد ہوتا تہا سکہہ جیون صوبہ دار کشمیر کے سر پر مقرر فرمایا۔

تہوڑا حال سکہہ جیون کشمیری کا اور فتح پانا نور الدین خان کا

سکہ جیون قوم کہتری کابل کا رہنے والا ہی اول مین اشرف الوزراء شاہ ولیخان وزیر ابدالی کا متصدی تہا ایک مرتبہ احمد شاہ نے اسکو واسطے طلب زر محالات تنخواہ کابل کے معین الملک کی پاس سفیر کرکے بہیجا تہا سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین عبد اللہ خان ایشک آقاسی کو جو کابل سے تسخیر کشمیر کو روانہ ہوا تہا سکہ جیون کو بہی اوسکے ہمراہ کردیا اوسنے صوبہ مذکور کو فتح کرکے خواجہ کنجک کو نائب مقرر کیا اور سکہ جیون کو دیوان کرکے خود واپس ہوا بعد چندے سکہ جیون نے سردار مذکورہ کو مار ڈالا اور خواجہ کنجک کو اول قید بعدہ خارج کردیا اور عماد الملک سے سند صوبہ داری بمہر عالمگیر ثانی اپنے نام منگالی خطبہ و سکہ عالمگیر ثانی کی نام کا مروج کیا یہ شخص زیبا رو نیکو خو تہا عقائد اسلام رکہتا تہا اکثر مزارات بزرگان کی مرمت کرائی ہر روز بعد فراغ کچہری سکے و سو مسلمان کو کہانا عطا کرتا تہا اور ہر مہینے کے گیارہوین بارہوین کو طعام پختہ تقسیم کرتا اور جو کوئی وارد ہوتا مناسب حال اوس سے سلوک ہوتا ہفتہ مین اکثر مشاعرہ بہی کرتا تہا پانچ آدمی نوکر تہے جنکے لکہی دس نفر تہے تاکہ تاریخ کشمیر ابتدا سے اسکے وقت تک منتظم کرین اول محمد توفیق

تخلص جسکا نام زبان کشمیر مین لالہ جو اتھا اسکا یہ مطلع بلندی فکر پر گواہ ہے سہ تیرت از سینۂ من دل زدہ آید بیرون ❊ ہمچو آتکس کہ زماتمکدہ آید بیرون — دوم محمد علیخان متین تخلص مولف تذکرۃ الاحیا الاشعر یہ شخص حسام الدین خان ایرانی کا فرزند ہی زمرہ منصبداران بادشاہی مین تھا۔ تیسرے مرزا قلندر متین کا چھوٹا بہائی کبھی قلندر کبھی قنبر تخلص کرتا تھا کہتے ہین اسکی لاکھہ بیت ہی چوتھے محمد علی ملقب پنہ پانچوین کا نام یاد نہین — القصہ احمد شاہ ابدالی نے انور الدین خان کو مع فوج ابدالی اور قزلباشی اور خراسانی اور کسیقدر راجہ جمو کی تسخیر کشمیر کو مقرر کیا مخفی نرہی کہ راجہ جمو بروقت ورود لشکر کشون کی مقامات دشوار گذار مین جا بیٹھا تھا اور کچہ روپیہ دیکر اونکے صدمات سے محفوظ رہا کرتا تھا چونکہ کشمیر مین پہونچنا بدون رہنمائی کشمیریون کے دشوار ہی اور سکہ جیون نے راہ گذر باتفاق کشمیریون کے مسدود کی تہی احمد شاہ کو اسکا تدارک ضرور ہوا تھا اسیواسطے راجہ جمو سے استعانت کی تہی راجہ ایسے لوگون سے بہت ڈرتا تھا حاضری کو راضی نتھا مگر شاہ ولی خان نے اپنے لڑکے کو بہیجدیا کہ جب تک راجہ لوٹ کر اپنے ملک مین نجاوی جب تک تو اوسکے آدمیونکے پاس بطور ضمانت کے حاضر رہتا جب اسقدر اطمینان ہو گیا راجہ نے کسیقدر لوگ رہنمائی کو ہمراہ کر دیئے تا کہ دریاے چنہاے جو نہایت دشوار گذار ہی یعنی اسقدر عریق ہی کہ عبور اسپ و شتر ناممکن ہی درختون پر پل باندہکر عبور کرائے بعد اس اعانت کے اپنے گہر کو لوٹ گیا اور انور الدین خان حدود کشمیر مین پہونچا سکہ جیون کے مزاحمون سے لڑائیان ہوئین آخر مارتے بہگاتے متصل کشمیر جا پہونچا سکہ جیون بہی مقابلہ مین نکلا اور مبارز ہو کر مغلوب ہوا ہمراہی فرار ہو گئے اور سکہ جیون مع چند رفقا کے اسیر ہو قید مین پہنسا احمد شاہ نے اس فتح کے عوض مین انور الدین خان کو نایب کشمیر بنایا اور ۱۱۷۰ ہجری مین عزیمت قندہار مصمم کی لاہور سے کابل آیا یہ اخیر آنا ابدالی کا ہند مین ہی بسبب عدم بندوبست خراسان کے کہ خاطرخواہ نہوا تھا فرصت بندوبست ہندوستان اور استیصال جماعۂ سکہان کی نپائی اور صوبہ لاہور و ملتان و ٹھٹہ اسکے قبضہ سے نکل کر سکہون کے ہاتھہ لگا لیکن لاہور و ملتان ابدالی کے عمل مین رہا اور ان دونو صوبون کا انتظام آج تک کہ ۱۱۹۵ ہجری ہین کماینبغی نہوا اور سکہون کا نہایت اقتدار ہی ہر ضلع مین اضلاع مذکورہ سے ایک ایک رئیس جماعہ مسطورہ کا کمال عز و جاہ سے گزران کرتا ہی اور رعایا کو اپنے حسن سلوک سے راضی کر کے ملک کو آبادان کیا ہی لیکن بلدہ لاہور کی وہ رونق نہین ہی اور یہان کے اعیان و اشراف تنگی اوقات مین گرفتار رہین اکثر تو جلاوطن کر گئے ہین اور اکثر اپنے جہونپڑون مین بڑے بزرگون کی نام روشن کئے ہوے ہین اندنون مین کہ اواسطہ

خلاصہ یہ ہی کہ میر ذوالفقار خان ذوالفقار الدولہ کی افواج دونون افواج مین جو از لاہور تک سپہ بکر رحمۃ
ملکہ پر غالب ہوئے ہین

ذکر احوال مرہٹہ اور اونکے اصل ور موجب اقتدار پانے کا

گذشتہ تواریخ سے ظاہر ہی کہ ہند کے راجہ لوگ ہمیشہ دکن پر غالب رہی ہین اور لنکا اور سراندیپ
تک مسخر کیا ہے مگر اوایل عہد محمد شاہ بابری سے بسبب نفاق امراے بد عقل و بی غیرت کی قوم مرہٹہ نے
ہند مین دخل پایا اور اکثر صوبجات فتح کر لیئے خلق خدا کو انکی بدعت ستانی لگی بعض صوبجات مثل اودہ
بسبب حائل ہونی دریاے گنگ اور مدافعہ برہان الملک اور اوسکی اولاد کی اور بنگالہ اور عظیم آباد جنابت جنگ
کی جراءت کی سبب اور صوبجات لاہور و ملتان وٹھٹہ بسبب بعد مسافت کی جماعہ مذکورہ کی دست برد
سے محفوظ رہی اگرچہ قدم انکے یہان تک بھی آگئے تھے مگر جیسا نکہ باید وشاید انتظام اور تسخیر ملک نکر سکے
چونکہ ذکر اس فرقہ کا اکثر واقع ہوا ضرور ہے کہ انکی اصل ماہیت کا بیان بنا بر شائقان منظر کی
کیا جاوے مخفی نرہے کہ مہاراشٹ دیوگڑہ اور اوسکے اطراف سے مراد ہی و ہانکی رعایا کو مرہٹہ کہتے
ہین یہانکی زبان مہاراشتی بولی جاتی ہی اور ریاست اس قوم کی بہوسلہ گھرانے مین ہی چند سال راجہ ساہو
سردار ہی پر معتبر ہونے نسب بہوسلہ کا راجہا سے اودیپور سے ملتا ہے اور راجہ اودے پور راجپوتانہ
کے عمدہ راجون مین ہی بلکہ اب بھی باوجودیکہ مانند راتہور اور کچہوا ہہ وغیرہ کی نہین ہے مگر اوسکی عزت
ہوتی ہی بنا بر اعتبار گدی نشین ہونے اسکے قشقہ سی ہوتا ہی اور راجہ اودیپور کا لقب رانا ہی رانا کی نسبت
نوشیروان سی مشہور ہے بعض مورخون کا کلام ہی کہ جب سعد وقاص نے ایران فتح کیا اولاد نوشیروانہ
کی آوارہ ہوکر ہند مین آئی اور راجگی حاصل ہوئی اونکی اولاد کو رانا کہتے ہین مگر تحقیق امر یہ ہی کہ سبب رانا
ہونے کا یہ ہی کہ پرتاب چند نے راجگی ایلچی ہند پر متولی ہونے سے پیشتر سے جو خراج ولایت جاتا تھا اسکو
منع کر دیا نوشیروان نے بیٹا کو لشکر بہیجا تاکہ قید کرکے حاضر کریگا اگرچہ پرتاب چند عاجز ہوکر خراب
عزلت سے بیدار ہوا اور جو کچہ مال و اسباب تہا معہ ایک بیٹی لڑکی کے بحضور نوشیروان روانہ کیا
نوشیروان نے بعد بہیجا مہمات کیا راجگی بدستور بحال رکہی اسکے بعد جسکے اولاد نے اپنا خطاب
رانا مقرر کیا تہوڑی مدت مین طریقت کو ماجاون نے اونکا فساد ملک سے لیا تہوڑی سے زمین
پرتاب بہبلی کا حال یہ ہی باقی رہا ورنہ بعد کہ اسلام لوگ انکی تعظیم و تکریم بہ حضر کرتے چلے آئے اور انکو
نہ خیر ہی ہی لقب ملا انکی لڑکی کی بابت مستغنی چند نے نوشیروان کو بہیجی تہی اگرچہ مدعا غیر مستلزم

حرم ہوئے مگر مواصلت نہین ہوئی اور بجز بہرمنز کی جسکی والدہ اعاظم عجمی کی خاندان سے ہے کوئی
اولاد نوشیروان کی نہین پائی گئی ہے رانا کی اولاد مین سے ایک شخص بڈہی کی بطن سے تہا چونکہ
عقیدہ ہندی ہی کہ ایسے فرزند کو جو غیر عقد سے ہو حملہ اولاد مین نہین داخل کرتے ہین بسبب بے
اعتباری کی وہ بیچارہ اودے پور سے نکل کر دکن گیا اور کرناٹک مین سکونت پذیر ہوا اور بسبب
عمدگی سکے دکن کی عمدون مین خویشی بہم پہونچائی اسکی اولاد کے دو قسم ہوئے ایک اتنولیہ دوم
بہوسلہ بہوسلہ سے ساہوجی اول برہان نظام شاہ کی ملازمی مین آیا بعدہ ابراہیم عادل شاہ
کا رفیق ہوا ابراہیم عادل شاہ نے اپنے اخیر وقت مین پرگنہ پونا وغیرہ ساہوجی کی جاگیر مین مقرر کردئے
ساہوجی وہان مانند زمینداروں کی رہتا تہا چندے صاحب قران ثانی شاہجہان کا نوکر رہا اور اسکا لڑکا
سیواجی جاگیر مین رہا جب ابراہیم عادل شاہ کو دو برس مرض کی شہرت مین گذرے اور بسبب بے
بند وبستی کے اکثر سپاہ بیجاپور چلی آئی اور روہ ولایت اور قلعہ سپاہ محافظ سے خالی ہوئی اسوقت
سیواجی جو قوم بہوسلہ مین طرفہ ہوشیاری سے کارکن تہا براہ سرکشی اکثر قلعجات پر قابض ہوا
اس عرصہ مین عادل شاہ نے رحلت فرمائی اور اوسکا بیٹا علی عادل شاہ جانشین ہوا چونکہ یہ شخص
بسبب صغر سنی اور اول اول جلوس کے چندان مستقل نہوا تہا بڑا فتور ملک مین ظاہر ہوا سیواجی
روز بروز قوت پکڑتا گیا اکثر قلعہ اپنی ذات سے بناے حتی کہ چالیس قلعہ سابق اور حال کی مع سامان
قلعداری بہم پہونچائے اور ہر طرف سے دلجمعی ہو کر علی عادل شاہ سے علانیہ منحرف ہو بیٹہا اور
افضل خان رکن سلطنت علی عادل شاہ کو دغا سے مار ڈالا اور رستم خان کو شکست فاحش دی
بعد ازان بالکل خاطر جمع ہو کر ہنگامہ سازی اور تاخت تاراج کرنا شروع کردیا اطراف کوکن مین خوب
ہاتہ پاؤن سے لوٹن دریاے شور کے متصل ہے بعض بنادر کو بہی زیر تصرف لایا اور رستہ راہزنی
اورکے جنگل مین قطاع الطریقی کرتا تہا بعض اوقات جب قابو پاتا اکثر مواضع متعلقہ ہند پر جو عالمگیر
اورنگ زیب کے محروسہ تہے تنگ و تاز کرتا تہا اورنگ زیب نے اس ماجرا سے متنبہ ہو کر امیر الامرا
شایستہ خان صوبہ دار دکن کو سزادہی کا حکم دیا مہاراجہ جسونت راٹہور بہی مددگاری مین مقرر کیا گیا
اونہون نے اوسکی سزا اور اوسکے ملک کی تخریب مین خوب تردد کیا سیواجی اکثر اپنے اقربا سے
جو امیر الامرا کی دربار مین نوکر تہے رجوع ہو کر اونکو دغا بازی کا سبق سکہلایا جماعہ نکو امان نے شادی الولاد
کی بہانی سے ایکرات اژدحام کرکے واقعہ ۱۰۷۳ ہجری مین امیر الامرا پر چہاپہ مارا ابو الفتح خان اوسکا
لڑکا اس شبخون مین مارا پڑا اور امیر الامرا عوض اس غفلت کی عمدہ سے معزول ہو کر مورد عتاب شاہی ہوا

اور دکن کی صوبہ داری شاہزادہ معظم کو ملی جب دکن کی مہم مہاراجہ جسونت سے بادشاہ کے خاطر خواہ
نہوئی حضور مین طلب ہو گیا اور بجاے اوسکے راجہ جی سنگہ مقرر کیا گیا راجہ جی سنگہ نے قرار واقعی
سیوا کی گوشمالی دی سیوا نے غیر اطاعت راہ ندیکہی راجہ جی سنگہ کے پاس بلا ہتہیار حاضر ہو کر ملاقی ہوا
اور تیئیس ۲۳ قلعہ اور دس لاکھ ہون کا ملک پیشکش سرکار بادشاہی کیا اور بموجب التماس راجہ جی سنگہ کے
فرمان بادشاہی مشتمل عفو تقصیر اوسکے نام صادر ہوا اور اوسکے لڑکا سبہنا پنجہزاری کیا گیا اور سیوا
مع اپنے فرزند مذکور کے بعزم آستانہ بوسی شاہی ۱۸ ماہ ذی قعدہ سنہ ۷۶ ہجری کو اکبرآباد مین حاضر ہو کر
سرفراز ملازمت ہوا اور مورد عطوفت خسروانی ہوا لیکن بمقتضاے دہقانیت و عدم واقفیت ضوابط دربار
کے اپنے حق مین بڑی امیدین رکہتا تہا رام سنگہ ولد راجہ جی سنگہ سے اظہار رنجش کی حکم ہوا کہ اب حضور مین
نہ آنے پاوے اور محافظ مقرر ہون الا اوسکا بیٹا سبہنا چونکہ بیقصور تہا دربار مین آمد و رفت سے ممنوع
نہوا بادشاہ کو یہ منظور تہا کہ بعد چندے سیوا کو مشمول عاطفت فرما کر مرخص کرے مگر سیوا اس رمز
کو نہ پہونچا تین مہینے نوروز کے بعد واقعہ بست ہفتم صفر کو تغیر وضع کر کے مع سبہنا کے مفرور ہو کر دکن پہونچا
اور ہنگامہ آراے فساد ہوا صوبہ داران دکن اوسکی سزا و تادیب کیا کرتے تہے تاآنکہ ۲۴ ربیع الآخر
سنہ ۱۰۹۱ کو سیوا نے قضا کی اور اوسکا لڑکا سبہنا اوسی راہ پر قدم زن ہوا آخر عالمگیر بنفس نفیس خود متوجہ
دکن ہوا ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۱ ہجری مین اورنگ آباد مین آکر خیمہ زن ہوا اور آخر وقت پچیس برس
تک مرہٹہ کی گوشمال مین مصروف رہا لیکن بعض امراے خود غرض کی تغافل سے خاطر خواہ بندوبست
مرہٹہ کا نکر سکا سنبہا کے دو لڑکے ہوے رام راجہ اور ساہو راجہ انہون نے بعد رحلت عالمگیر کے
ملک بادشاہی مین شراکت شروع کی رفتہ رفتہ ملک خارج دکن پر متصرف ہوے تفصیل اسکی
یہ ہے کہ آخر عہد عالمگیر مین قرار ہو گیا تہا کہ مرہٹہ سے صلح رہے اسطور پر کہ حاصلات ملکی سے فیصد نو روپیہ
صیغہ دیس مکہی مین مرہٹہ کو ملا کرین تا کہ وہ مطیع فرمان بادشاہی رہین اور احسن خان میر ملنگ کو
مع اسناد دیس مکہی کے مرہٹہ کے پاس بہیجا کہ عہد و پیمان کر کے مرہٹہ کو حاضر کرین آخر کو راے شاہی منحرف
ہوے اور میر ملنگ کو واپس کر لیا پہر شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد مین دس روپیہ سیکڑا دیس مکہی حصہ
رعایا سے مرہٹہ کے نام مقرر ہوئے۔ بہادر شاہ بعد فتح کام بخش کے واقعہ سنہ ۲۱ ہجری دکن سے ہندوستان
آیا اور دکن کی صوبہ داری امیر الامرا ذوالفقار خان کو مرحمت ہوئی امیر الامرا نے داؤد خان پنی کو مقرر کر دیا
اس نائب نے مرہٹہ سے موافق ہو کر یہ مقرر کیا کہ حاصلات ملک سے تین حصہ سرکار بادشاہی کے اور چہارم
حصہ مرہٹہ کا ہوا اور دیس مکہی علاوہ مقرر ہوی یہ تقسیم بہی جاری رہی لیکن چوتہ کی سند مرہٹہ کو

نہ ملی تہی جب امیر الامرا حسین علیخان بہادر کو بادشاہ سے ناچاقی ہوئی اور فرخ سیر بسبب اغوای دراندازون کی سرداران دکن خصوص ساہو راجہ بن سنبہا کو دربارہ مخالفت امیر الامرا کی تحریر کیا اور حضور مین قطب الملک عبداللہ خان سے ہر روز پرخاش تازہ کیا کرتا تہا اور قطب الملک برابر امیر الامرا کو دہلی آنے کے لیئے لکہا کرتا تہا امیر الامرا نے لاعلاج گہر کے دشمن سے تنگ ہوکر بیگانہ سے موافقت کی سنہ ۱۱۲۹ میں بوساطت انور خان برہانپوری کی راجہ ساہو اور ملہار سے صلح کی شرط یہ ہوئی کہ لوٹ مار نہ کرے اور پندرہ ہزار سوار اپنے نوکر ناظم دکن کی ہمراہ رکہے بعدہ چوتہہ فیصدی دس روپیہ دیس مکہی چہہ صوبہ دکہن کے اپنی مہر سے لکہدیتا اوسکے راج قدیمہ کو اوسکے حوالہ کیا اور بالاجی ولد بسنناتہہ برہمن کوکنی کو وکیل راجہ ساہو کا کرکے ہر پرگنہ مین دو عامل منجانب مرہٹہ کے مقرر ہوئے ایک مکاسدار جو چوتہہ وصول کرے دوسرا نایب دیس مکہی کی تحصیل کو۔ بعد انعقاد اس صلح کے ملک دکن جو باعث تاخت غنیم کے خراب و ویران تہا اگرچہ رو بآبادی ہوا مگر ضبط پادشاہی اوٹہہ گیا اور اس ترجیح نے نحوست تثلیث کی دکہلائی امیر الامرا بھی بعد مصالحہ واقعہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری کو اپنے بہتیجے عالم علیخان کو دکن مین نایب کرکے تیس چالیس ہزار سوار اور فوج مرہٹہ سردار بالاجی بسنناتہہ کی ہمراہ عازم دار الخلافہ ہوا بعد عزل فرخ سیر اور جلوس رفیع الدرجات کے سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین راجہ سنکراجی ملہار کا بلند اور مختار دکن مقرر کرکے باتفاق بالاجی بسنناتہہ کی عالم علیخان کی پاس بہیجا اور یہ دونو دکن مین آکر ایسے مسلط ہوئے کہ عالم علیخان سے بجز نام کے کچہہ باقی نرہا بعد عالم علیخان اور انقضاے عمر و دولت سادات بارہہ کے بالاجی بسنناتہہ بہی مرا اور اوسکا لڑکا باجی راو قایمقام پدر اور مدار المہام سرکار ساہو راجہ ہوا سنہ ۱۱۳۲ ہجری مین جب محمد شاہ بادشاہ نے مالوہ کی صوبہ داری گردہر بہادر ناگر کو دی وہ آنکر دخیل ہوا سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین ہولکر ملہار جو قوم چرواہا باجی راو کے رفقا مین تہا مالوہ آکر گردہر ناگر سے لڑا جب گردہر مرا اوسکی اولاد چہوا اوجین مین تہی متصل جانشین ہوئی وہ ملہار کی لڑائی مین مارا گیا صوبہ مالوہ مرہٹونکی زیر تاراج آیا سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین محمد خان بنگش صوبہ دار مالوہ ہوکر اوجین آیا مگر بسبب مرہٹہ کی اسکا نقش درست نہوا سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین راجہ جی سنگہ وہانکا صوبہ دار ہوا اوسنے ہم قومی کی باجی راو کی تقویت مین سعی کرنا شروع کی اور گجرات جو کہ بعد تغیری سربلند خان کے راجہ ابہی سنگہ راٹہور کو مقرر ہوا تہا مرہٹہ بتحریک چاند خان کی صوبہ مذکور مین شورش افگن تہا باجی راو نے ضعف سلطنت اور امراے حضور کی جہالت اور اپنے اقتدار پر نظر کرکے دونو صوبہ پر قدم جرات بڑہایا مظفر خان برادر صمصام الدولہ اوسکے مہم پر مامور ہوا ملک مالوہ مین آیا سرونج تک درپے جنگ مرہٹہ ہوا مگر باجی راو ترک مقابلہ کرکے

دکن کو لوٹا اور مظفر خان بدون لڑائی کی مظفر و منصور دار الخلافہ کو واپس ہوا سنہ ۱۱۴۷ ہجری مین دوبارہ
باجی راو نے ہندوستان کا عزم کیا اور اعتماد الدولہ اور قمر الدین خان وزیر اور امیر الامرا صمصام الدولہ
خان دوران اوسکی تنبیہ پر مامور ہوے اور ہر دو گروہ بیس چالیس کوس کی تفاوت سے مالوہ کو چلے
باجی راو نے بھی دو حصہ فوج کر کے ایک حصہ پیلاجی جادو کی سرداری مین بمقابلہ وزیر روانہ کیا اور
ایک حصہ ہولکر ملہار کی سرداری مین امیر الامرا کی مقابلہ پر معین فرمایا پیلاجی تین چار مرتبہ وزیر سے
مقابل ہو کر ہر بار مغلوب ہوا امیر الامرا نے وزیر کی زعم سے صلح کی اور باتفاق وزیر دار الخلافہ کو معاود
ہوا سنہ ۱۱۴۸ ہجری مین امیر الامرا نے حسب استدعای جی سنگہ سوائی کی بادشاہ کو راضی کر کے صوبہ داری
گجرات و مالوہ کی باجی راو کو دلوائی اور سنہ ۱۱۴۹ ہجری مین باجی راو مع فوج عظیم کی مالوہ ہوکر اتفاق صوبہ ملکو
کاہوا اور بعد دلجمعی بند و بست صوبہ مذکور کے راجہ بہداور کی دار الاقامتہ موضع اٹیر کو محصور کیا راجہ دشوار
عبور گہاٹیون مین جا تارہا باجی راو نے بعد لوٹنی ملک بہداور کی چاہا کہ انتربید مین آوی پیلاجی جادو کو معین
کیا کہ دریا سے جمن سے اوتر کر برہان الملک سے جو کہ اپنے صوبہ سے نزدیک اکبر آباد کی آیا تہا گرم ستیز ہو حسب تقرر
پیلاجی برہان الملک سے جا بہڑا مگر مغلوب ہو کر فراری ہوا اور بہزار خرابی باجی راو کی پاس واپس آیا اس شکست
مین اوسکی فوج اکثر غرقاب جمن ہوئی اور قریب ڈیڑہ ہزار جرار کے قید برہان الملک ہوے برہان الملک
نے ہر ایک قیدی کو ایک ایک چادر اور دو دو روپیہ دیکر رہا فرمایا باجی راو خفیف ہو کر شاہجہان آباد
آیا افواج حاضرین شاہی نی بیرون شہر نکلکر محافظت کی باجی راو نی اطراف شہر تاراج کر کے شورش برپا
کی تا اینکہ عماد الدولہ و صمصام الدولہ و برہان الملک و غضنفر جنگ نبگش جو اوسکے مدافعہ کو شہر سے تیس
چالیس کوس پر تہے آپہونچے اور باجی راو نی لڑائی مین بہبود ندیکہکر اکبر آباد کی راستہ سے مالوہ کی راہ لی مفصل
یہ سانحہ دفتر دوم مین لکہا ہے جب آصفجاہ سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین حضور مین آیا اور مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کے
تغیر سے اسی مقرر ہوئی عازم مالوہ ہوا باجی راو بھی دکن سے آکر واقعہ اطراف بوپال جنگ آور ہوا اسی ضمن مین آمدآمد
بہادر شاہ کی موجب تاخیر تنبیہ باجی راو ہوئی آصفجاہ حضور مین آیا جب کہ آصفجاہ بوپال مین گرم ستیز تہا
رگہوجی بہوسلہ مکاسدار صوبہ برار نے شجاعت خان الہ آبادی کو جو آصفجاہ کی طرف سے نائب ناظم تہا
جنگ کر کے مارڈالا چونکہ ورود نادر شاہ سے ہندوستان مین بڑا تخلل واقعہ ہوا باجی راو نی منصبداران
دکن کی جاگیرات جو بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تہین ضبط کین بعد ازان جبکہ نادر شاہ ایران کو واپس ہوا
نظام الدولہ ناصر جنگ خلف آصفجاہ نے جسکا مذکور ہو چکا ہے ایک ایلچی باجی راو کی پاس بہیجا او پیغام بہادر
وعید بہیجی باجی راو نے ضبطی جاگیرات سے ہاتہہ اوٹہایا سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین پچاس ہزار سوار جرار فراہم کر کر

یہ ارادہ کیا کہ ناصر جنگ کو سمجھی بدین ارادہ اورنگ آباد پہونچکر جنوب رویہ شہر مین منزل گزین ہوا ناصر جنگ
دس ہزار سوار سے برآمد ہوکر قاصد تاراج پونا ہوا اور باجی راو کو دریاے گنگ دکن تک مار ہٹایا
۲۲ شوال سے عید الضحی تک جنگ و جدال رہی اور ناصر جنگ کا غلبہ ظاہر ہوا باجی راو طالب ملاقات
ہوکر ناصر جنگ کی حضور مین آیا ناصر جنگ نے سرکار کہرکون اور سرکار ہندیہ اوسکے جاگیر مین لطف
فرمایا باجی راو بعد مصالحہ مالوہ چلا گیا دریاے نربدا کے کنارے پہونچکر عدم کی راہ لی اوسکا لڑکا بالاجی راو
بجاے پدر مسند آرا ہوا اسی سال مین آصفجاہ حضور سے مرخص ہوکر سلخ شعبان کو داخل برہانپور
ہوا اور بالاجی جو دکن سے مالوہ جاتا تہا برہانپور مین آکر مشرف ملازمت ہوا اور مالوہ کو رخصت ہوا بعد
معاودت آصفجاہ کے اوسکی رحلت تک جو کہ آٹھہ برس ہوتی ہین غنیم نے چند مرتبہ سر اوٹھایا اور سزا پاکے
ہوکر صلح ہوئی ناصر جنگ کی عہد مین راجہ ساہو سے صلح ہوئی اور ناصر جنگ کی قتل ہونے تک ڈہائی برس
وہ صلح قائم و برقرار رہی بعد مارے جانے ناصر جنگ اور فوت ہونے راجہ ساہو کی جو ۱۱۶۳ ہجری مین واقع
ہوا بالاجی کی سربلندی ہوئی اور سداشیو راو عرف بہاو برادر چچازاد بالاجی راو کا جو کہ سخت مدبر و جفاکش
تہا مدار المہام ہوا تا حین حیات ساہو راجہ کی برہمنان کوکن خاندان بہوسلہ کو دخل حساب سمجہتے تہے بعد مرنے
ساہو کے بالاجی نے کل اقتدار اپنے ہاتہہ لیا کسیکو خاندان بہوسلہ سے بجاے ساہو کے مسند نشین نکیا اور
سرداران قدیم مرہٹہ کو مطیع بلکہ معطل کردیا بعد فوت راجہ ساہو و ناصر جنگ کے برہمنان کوکنی کا تسلط سمت ہندوستان اور
دکن مین ہوا اوسکا ذکر سابق مین ہوگیا ہے مجمل کسیقدر جو زبانی میر غلام آزاد بلگرامی کی جنکی عمر دکن مین بسر ہوئی معلوم ہوا لکہا جاتا ہے
مخفی نرہے کہ فریقین یہ نیت رکہتے ہین کہ جہان ہاتہہ پہونچے خلق اللہ کی وجہ معاش بند کرین اور زمینداری
اور مقدمی اور پٹواری گری بہی ورثا کو نہ دیوین اور اونکی ورثا کو عہدہاے مذکور سے محروم کرکے خود قابض
اور دخیل ہون اور چاہتے ہین کہ تمام روے زمین کی خود مالک ہون مگر رزاق حقیقی نے تو ہنود و مسلمان
کا رزق اسی ملک مین مقرر کیا ہے پس ایک فرقہ مذکورہ پر کیونکر ساری زمین مقرر ہو سکتی ہے
لطافت ذائقہ اس فرقہ کی دیکہئے بالاجی راو باوجود اس اقتدار کے کہ دکن اور ہند کی سلطنت کرتا تہا
نان باجرا کہاتا تہا اور بادنجان خام اور رانبہ خام اور کرستہ خام سے بڑی رغبت تہی پس عام کی حقیقت
دیکہنا چاہیے چونکہ اصل پیشہ برہمن کا گدائی ہے اور مذہب ہنود مین مقرر کہ صدقات برہمن کو
دیتے ہین پس طبائع اسکی نسلاً بعد نسل دریوزہ گری کی معتاد ہوے اور بوالہوسی لازم دریوزہ گری ہے
بنا برین باوجود میسر ہونے سامان سلطنت کی شیوہ گدائی طبیعت سے خارج نہین ہوا سبب عدم
ملایمت طبع ہی شورش ڈال تو یعنی ارہر ... جسکو گہمار جی نہین دیتے کہ اوسکی یبوست دور ہو اور مرچ

مرچ سرخ اور ہلدی اور میتھی وغیرہ بکثرت سواے پکانے کی خام بہی کہاتی ہین پس اکثر صفراوی یا سوداوی مادہ ہوتا ہی طبیب ہندی بہی موافق اپنی ضابطہ کی ادویہ حار انکی خورش مین تجویز کرتی ہین ــ مزاج انکا حار یابس واقع ہوا ــ مورخ سوگند کہاتا ہی کہ خالی از تعصب یہ عبارت تحریر ہوئی واللہ اعلم

باقی حال شجاع الدولہ وزیر اور شاہ عالم اور نجیب الدولہ کا

شجاع الدولہ معہ بادشاہ کے بعد فتح جہانسی واقع الہ آباد و بوندیلکہنڈ کی بندوبست مین سرگرم تہا تاآنکہ ۱۱۷۷ ہجری مین عالیجاہ میر محمد قاسم خان انگلشی سی شکست کہاکر وزیر وبادشاہ سی پناہ جو ہوا چونکہ شجاع الدولہ بوندیلکہنڈ کے ارادہ انتظام مین تہا عالیجاہ نے خود بوندیلکہنڈ جاکر بوساطت نجف خان جسنی سفر شکست مین کرمناسہ کی مقام سی رخصت ہوکر راجہ بوندیلہ کی رفاقت کی تہی مقدمہ فیصل کیا اور شجاع الدولہ نی معہ بادشاہ اور عالیجاہ کی عزیمت ممالک شرقیہ کی اور انگلشی سی لڑکر مغلوب ہوا پس صلح کی اور صوبہ اودہ شجاع الدولہ اور الہ آباد بادشاہ سی مخصوص ہوا کہ انکا ذکر دفتر دوسرے مین مفصل لکہا گیا ایک سردار انگلشی سوال جواب طرفین کیواسطی شجاع الدولہ کی پاس رہا کرتا تہا اور فوج انگلشی مع سرداران عمدہ مانند جنرل و کرنل کی حاضر حضور شاہی رہتی اور ہر امر مین یاوری کرتی تہی مرزا نجف خان نی جیسا کہ دفتر دوم مین تحریر ہی بروقت جنگ شجاع الدولہ نی رفاقت انگلشی اختیار کرلی تہی لہذا مورد عنایت انگلشی تہا ایک لاکہہ روپیہ سالانہ اوسکو مقرر ہوا اور معاملہ بنگالہ مین سی جہان کہ انگلشی نی ۲۶ لاکہہ کی بالگذاری شاہی اقرار کی تہی مجرا کرکے خان مذکور کو پہونچاتی تہی خان مذکور نی بعد مدت کے حکومت کوڑہ پائی وہان کی فوجداری اور انتظام مین مصروف ہوا اور منیر الدولہ بنام خدمت میر خان ملتانی سرکار بادشاہ کی اوسکا مدار المہام اور رفیق ایسا ہوا کہ جمیع ملازمان شاہی اوس سی رجوع ہوے اور بحالی برطرفی کل ملازمین سرکار شاہی کا مختار ہوا اور جواب و سوال ہی سرکار انگلشی مین کرتا تہا سفر کلکتہ مین کبہی جو مدت ہو جاتی بعض سفلہ ملازم شاہی مانند حسام الدین خان اور راجہ رام ناتہہ اور بہادر علیخان محلی وغیرہ بنابر مناسبت طبیعت بادشاہی کی برروے کار آتی خصوص حسام الدین خان جو کہ نورسیدہ پری پیکرونکی تعلیم رقص وراگ کی کرکی حضور مین لاتا تہا زیادہ منفعت حاصل کرتا اور معتمد علیہ سلطنت ہوا تہا شجاع الدولہ کبہی مرزا سعادت علیخان اپنی لڑکے کو نائب وزارت اور بعض ملازمین کو میر آتشی وغیرہ کی نیابت پر بہیجتا کبہی خود بہی آجاتا

نجیب الدولہ کا مجمل احوال

نجیب الدولہ نی بنام منصب امیر الامرائی کے واقعہ شاہجہان آباد مسلط ہوکہ مرزا جوان بخت فرزند

کلان شاہ عالم کو جو ولیعہد تہا جانشین دار الخلافت کیا درمیان افاغنہ کی خالی شور سے نتہا فی الجملہ لیاقت سروری
اور سپہ سالاری کی رکہتا تہا سورجمل جاٹ نی جو راجہ سے جاٹ کے خاندان مین چشم و چراغ تہا اور
اس اقتدار و لیاقت کو آج تک کوئی دوسرا اوسکا نظر نہ آیا چار قلعہ مستحکم طیار کیے اور ایسا اسباب
و سامان وہان جمع کیا جو برسون کو کافی تہا بہر حال اونکے متانت اور استحکام کی تفصیل کو ایک دفتر چاہیے بارہ ہزار
گہوڑی اوسکی اصطبل مین سوارون کو مقرر ہوئے انہین گہوڑ ون کی سوارون نے برقانداز ی اور سپاہ گری
کے فن تعلیم کئے اس ہنر کا بہی جو اب ہند مین ناممکن تہا گمان نتہا کہ کوئی بہی اس راجہ پر غالب ہووی
اور اسے قتل کرے مکرر مرہٹہ آسے اور ابدالی بہی آیا مگر یہ شخص اپنے قلعہ کی وسیلہ سی محفوظ رہا
اور صفدر جنگ کی لڑائی مین افاغنہ پر غالب رہا اور صفدر جنگ ایسی وزیر نی اسکی مدد چاہی چونکہ اسکا
ملک نہایت ملحق شاہجہان آباد ی تہا نجیب الدولہ کو اس سی شکر رنجی تہی ہمیشہ ایک دوسری سے
خبردار رہا کرتے تہی بلکہ نجیب الدولہ کو زیادہ اندیشہ نتہا در حقیقت کوئی معاصرین ہند مین اوسکا ہمعصر
نتہا واہ ری تقدیر کے کارخانے موت کی بہانے جب زمانہ اخیر ہوا سہل سی لڑائی مین جان دی وہ
کر و فر جاہ و حشم تدبیر و سامان کچہ کام نہ آیا مخالفین اپنے اپنے بسیجی کے لیے دون پر او چہلنی لگی

ذکر مقتول ہونا راجہ سورجمل کا سید محمد خان برادر زادہ بہادر خان بلوچ کے ہاتہہ سے میدان شاہجہان آباد اور فرخ نگر مین

اگلے زمانہ مین گروہ کثیر بلوچ کا فرخ نگر مین بود و باش رکہتی تہے محمد شاہ کے عہد مین کامگار خان
کا اقتدار بڑہا کبہی کبہی پانی پت وغیرہ کی حکومت بہی ملی اور محال حصار کو جہان کم کسیکا دخل ہوا
تہا مسخر کیا اور اسکے جلدو مین مورد الطاف ارکان شاہی ہوا بہادر خان اسکا نوکر اسکے
حین حیات مین فوجدار سہارنپور پوریہ ہوا جب صفدر جنگ اور احمد شاہ کی لڑائی ہوئی عماد الملک
نے اوسکو اپنے مددپر بولایا اور مرتبہ ہفت ہزاری کو پہونچکر صاحب ماہی و مراتب ہوا بعد
عماد الملک کے نجیب الدولہ کا رفیق ہوا اور شاہجہان آباد سے بارہ کوس پر قلعہ اور آبادی
اپنے نام کی بنا کر مقیم ہوا اوسکا نام بہادر گڈہ مشہور ہی جب کامگار خان مرگیا اوسکی اولاد کی
باہم منازعتین ہوئین سورجمل جاٹ نی قابو پاکر بلوچون کو دور کرکے دروا رطی اور فرخ نگر فتح کرلیا
نجیب الدولہ کے عہد مین چاہا کہ بہادر گڈہ کو بہی تصرف مین لاوے بہادر خان نی نجیب الدولہ کی

مدد چاہی اور بخان غیرت افزا بہت سے کہا مگر اوسنے کچھ اعانت نہ کی سورجمل جاٹ نے اس سبب سے
اپنا خوف نجیب الدولہ پر عائد سمجھا درخواست فوجداری کی کی نجیب الدولہ نے یعقوب علیخان کو
جو وزیر ابدالی کا بھائی اور کبھی کبھی دار الخلافت کا ناظم رہا تھا سورجمل کے پاس بھیجا تاکہ صلح
و مدارا ہو جائے یعقوب علیخان باتفاق راجہ دلیر سنگہ کہتری کے راجہ سورجمل کے پاس حاضر ہوا اور یعقوب علیخان
نے جوڑہ چھینٹ ملتان رنگ زرد اور گل زرسج بزنگ سوسنی گذرانا اوسنے پسند کر کے اوسیوقت
حکم دیا کہ جامہ طیار کریں اور پیغام اتمام رہا یعقوب علیخان نے اوسکو عرض کیا کہ ہماری نظر ماسے گا بندہ
کل حاضر ہوگا سورجمل نے غرور سے جواب دیا کہ اگر پیغام صلح منظور ہو تو ہرگز نہ آنا یعقوب علیخان معہ کرم اللہ
خدمتگار کے جسے نجیب الدولہ نے معتمد سمجھکر ہمراہ کر دیا تھا چلا آیا اور آہستہ ساری کیفیت عرض کی خدمتگار
مذکور نے عرض کیا کہ بجز لڑائی کے چارہ نہیں نجیب الدولہ نے متنبہ ہوکر کہا انشاء اللہ اسکا غرور ٹوٹا دیکھتا ہون
اور اپنے لڑکون افضل خان اور سلطان خان اور ضابطہ خان کو حکم دیا کہ کل تیار رہو کر راج گہاٹ
سے عبور دریا جمنا کرو صبح کو جبتک فوج عبور کرے سورجمل نے بھی اپنی فوج کو پاس عبور کیا دریاے ہنڈن پر مورچہ قائم کیے
نجیب الدولہ شاہدرہ کو پشت پر دیکر آمادہ جنگ ہوا اور افضل خان کو مقدم لشکر بنایا جب جنگ شروع ہوئی حسب ضابطہ خود دس ہزار
سوار ہمراہ لیکر جای مناسب مین استادہ ہوا اور خود اسی خیال سے کیونکہ نجیب الدولہ پر جا گری چند مقربین کی ہمراہ یعنی کلیم اللہ خان بد
بگ خان میر مستی کی درمیان فوج ہراول اور نجیب الدولہ کے جا پہنچا اور اوسیوقت افضل خان ہراول نجیب الدولہ کا منتظم ہراول
راجہ سورجمل کی ہاتھ سے شکست کھا کر فرار ہوا چونکہ فراریان راہ سورجمل کے پیش نظر سے بھاگے جاتے تھے کلیم اللہ خان اور میرزا سیف اللہ
نے عرض کیا کہ چند لوگونسے یہان حاضر رہنا مناسب نہین اوسنے کچھ التفات نکیا پھر بھی عرض کیا مگر کچھ ملتفت نہوا حکم دیا
کہ اسپ خاصہ حاضر کرین اور سوار ہوکر استادہ ہوا واہ رے جوش شجاعت اور استقلال کہ
قضا بھی بڑی ہستی ہے بڑے بڑے عقلا کو ابلہ بناتی ہے سید محمد خان بلوچ معروف بسیدو نجیب الدولہ سے چالیس
پچاس سوار لیکے ہاتھ کی طرف نجیب الدولہ کی آتا تھا ادھر گذرا اوسکو کسی ہمراہی نے راجہ سمجھا [illegible] حسب گمان [illegible]
راجہ میدان مین تنہا کہرا ہے ایسا وقت پھر نہین ملتا یہ سنکر معہ رفقا راجہ کے سر پر پہنچا کسی نے راجہ
سے تلوار ماری راجہ کا سینہ ہاتھہ جیسے ناسور ہی تھا کٹ کر گر گیا اور لوگ [illegible]
کر آئے اوسکو معہ میرزا سیف اللہ اور راجہ امر سنگہ کے قتل کر ڈالا اور دست مقتول [illegible]
لیکے نجیب الدولہ کے حضور مین حاضر کیا [illegible] سورجمل کے مفرور ہو کر لشکر مین [illegible]
نجیب الدولہ کو دو روز تک راجہ کا قتل ہونا محقق نہوا [illegible]
متوقف ہوئی جب یعقوب علیخان [illegible] نجیب الدولہ سے ملاقات [illegible] مقتول

سوا پہنچ دسنے ہوی یا پرچہ حیثیت کو پہچانا اور تحقیق تعقل ہوا لیجہ کا ہمیشہ قاعدہ تہا کہ ہنگام رزم علحدہ رہتا تہا اس مرتبہ قضا نے ساری عقل فراموش کردی سچ ہی اگر یہی عقل و تدبیر موت مین کام آتی تو بڑے بڑے عقلا ارسطو افلاطون بچ کیون نہ گئے ؎ نہ دیکھی کسی کو تو قایم یہان — تماشا ہی دم کا یہ سارا جہان —

مسندارا ہونا جواہر مل ولد سورجمل کا اور جلد دنیا سے گذرنا

جواہر مل بڑا بیٹا سورجمل کا گدی نشین ہوا اسی غرور نے لاچار کردیا باپ کی ہوشیاری اور قدردانی اور وقت شناسی کچہ بہی یاد نرہی وکلا کے معرفت مرہٹہ کو طلب کرکے اپنا رفیق بنایا اور قلعہ شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا نجیب الدولہ چالیس پچاس روز لڑا اور کار بوساطت راجہ دلیر سنگہ ملہار راو مرہٹہ سے موافق ہوکر صلح کی اور جواہر مل اور نجیب الدولہ سے میدان خضرآباد مین ملاقات ہوئی بعد ازان سمرو فرنگی کو جو کہ ساختہ پرداختہ عالیجاہ کا تہا اور جسنے نمکحرامی کرکے اپنی آقا کو حوالہ شجاع الدولہ کیا اور آخرکار شجاع الدولہ سے بہی دغا کی اور ہزارون بندوق چقماقی اور توپ واسباب حرب مملوکہ عالیجاہ سے نکلکر خودسر ہوگیا تہا اپنا رفیق بنایا اور اسیقدر اقتدار پر قاصد جنگ اولاد مہاراجہ ادہراج راجہ جیسنگہ سوائی کا ہوا اور جے نگر پہونچا اور شکست فاحش کہاکر خایب وخاسر لوٹا اپنے عہد مین اکثر رفقاے پدر کو قتل کرڈالا چونکہ لوگ اسکے خوسے ناراض تھے کسی کو اسکے قتل پر مقرر فرمایا آخرکار جلد مارا گیا اسکے بعد اسکا کوئی بہائی جو کہ نامرد تھا گدی نشین ہوا اسکو آزروے دوائی جو بیت الکثر رہتی تہی کسی بیراگی نے دوا کے حیلہ سے حاضر ہوکر خوب روپیہ حاصل کیا ہنگام کشف راز سمجہا کہ مقرر مارا جاونگا لہذا بہانہ تیاری دوا اسی خلوت کی رتن سنگہ کو تنہائی مین مارکر چاہا کہ نکل جاے مگر نکلتے وقت مارا گیا اسکے بعد اوسکے بہائی نول سنگہ کو راج ملی اور دوسرے قلعہ مین دوسرا بہائی رنجیت ہنسیا نام راجہ سورجمل کی بی بی کی استعانت سے جسکے پاس خزاین دفاین تہے خودسر ہوا نجیب الدولہ چندروز فرمانروائی شاہجہان آباد کرتا رہا ہرچند قوم روہیلہ مین مشہور یہ ہی کہ کمتر قوم افاغنہ سے ہین مگر یہی عدالت کیش اور خیراندیش خلق اللہ کا تہا مگر اوسکی ہمراہی جو کہ تمام روہیلہ اور افغان ہی خباثت طبعی سے خلق خدا کو یعنی شرفاے شاہجہان آباد کو رنجیدہ کرتے تہے ہر طرح کی ظلم و بدعت نئی نئی کیا کرتے تہے تا آنکہ نجیب الدولہ ناسازگاری آب ہوا سے بیمار ہوکر نجیب گڈہ مین جاکر سکونت پذیر ہوا آخر کو موت سے نہ بچا اسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان بجاے پدر متمکن ہوا ایک مدت تک شاہجہان آباد وغیرہ اطراف مین فرمانروا رہا اور خلق خدا کو راضی رکہا تنبیہ روہیلہ مین

باپ سے زیادہ معروف تھا آخر در اندازون کی بدولت باہم گر بھائیون مین لڑا بیان ہوئین آخر
کو غالب آیا اور ہر ایک کو جگہہ دیکر راضی رکھا تا کہ فتنہ مرہٹہ بلند ہوا جسکا ذکر آئیندہ ہوگا۔

جانا شاہ عالم بادشاہ کا الہ آباد سے شاہجہان آباد کو اور وہانکی سرگذشت

شاہعالم بادشاہ اپنے سستی عقل اور پستی فطرتی سے ہمیشہ محکوم ایک نہ ایک ملازم کا رہا ہے الہ آباد مین
تابع رائے منیر الدولہ اور محکوم سرداران انگلشی رہا چونکہ آرزومند شاہجہان آباد بنا بر ظہور اپنے خبر ی
کے تہا بعد مرنے نجیب الدولہ کی عازم ہوا آخر یہ فکر ہوئی کہ ایسے لوگ ہمراہ چاہیے جنکے تقویت سے
وہان آرام کرے آخر ترغیب و تحریص سے مرہٹہ کے تجویز ہوئی سیف الدین محمد خان برادر عاقبت محمود خان
کشمیری دکن کے سفارت پر روانہ ہوا اور بعد چندے سرداران مرہٹہ کی عرائض متضمن قبول رفاقت
حضور مین لایا شاہ عالم نے بیتاب ہوکر اظہار عزیمت کی منیر الدولہ اور شجاع الدولہ اور انگلشی نہایت مانع ہوے
بادشاہ نے مطلق نسنا ناچار انگلشی نے رخصت دی منیر الدولہ نے ہمراہی بادشاہ مین اچھا نسمجھا انگلشی
کے زیر حکومت آیا اور انگلشی کی طرف سے ذمہ دار اور کارگذار معاملہ الہ آباد و کوڑہ ہوا لاکھ روپیہ کی جاگیر سرکار
انگلشی سے اسکے نام مقرر ہوئی پرگنہ بھیم پور شاہجہانپور اور چند لاکھ دام پرگنہ اردل مضافات صوبہ بہار
مین تنخواہ ہوئی بعد گذرنے ایک سال کی اس معاملہ کو جب کہ نواب گورنر جنرل عماد الدولہ مستر ہشتنک بہادر
جلادت جنگ واسطے ملاقات شجاع الدولہ کی پاس بنارس مین آئے اور وہان پر ہر ایک جمع ہوا منیر الدولہ بھی حاضر ہوکر
بہرہ اندوز ملاقات ہوا شجاع الدولہ نے معاملہ الہ آباد اور کوڑہ کا اپنے نام حاصل کیا اور منیر الدولہ سے
معزول ہوکر زر معہودہ دام دام پہونچا دیا اور اوسے زمانے مین بیمار ہوکر رہگرائے عقبی ہوا لاش اوسکی
شہر عظیم آباد مین متصل حویلی اسد اللہ خان کے جو کہ منیر الدولہ کے زر خرید کریم قلیخان اوسکے بیٹے کے
حصہ مین آئی تہی مقبرہ مین دفن ہوئی اللہ بخشے اور رحم کرے اور میرزا نجف خان ہمراہ بادشاہ گیا شجاع الدولہ نے چند منزل
مشایعت کی فسخ عزیمت بادشاہی مین مصر تہا لیکن کچہ سود نہوا اسی ضمن مین احمد خان بنگش برادر قائم خان
حاکم فرخ آباد جو نہایت فیاضی اختیار کرکے اکثر امرا اور امرازادگان کی تنخواہ ماہواری کا
متعہد ہوا تہا اور نیز ضعفا پروری مین متوجہ ہوا تہا فوت ہوا عین سفر مین بادشاہ یہ خبر سنکر
فرخ آباد پہونچا اور بہ طمع ضبطی مال و متاع مرحوم کے حصار فرخ آباد مین مقیم ہوا آخر
کسیقدر اوسکے فرزند مظفر جنگ سے لیکر روانہ دار الخلافت ہوا اور شجاع الدولہ
نے مظفر جنگ کو مشمول عواطف فرماکر اپنے لڑکے کو بہ رسم تعزیت اوسکے گہر مین بہیجا اور اوسکو

اپنے پاس طلب کرکے مشمول عنایت فرمایا اور اپنے صوبہ کو مراجعت کی اور اپنے کاربار مرجوعہ سے مشغول ہوا اور اولاد بنگش کو شامل مہربانیون کا کرکے اپنی متوسلو نسی قرار دیا۔

پہونچنا شاہ عالم کا دارالخلافتہ مین اور مرہٹہ کا تازہ دل ہونا

جب مرہٹہ کو شاہ عالم سے طلب کیا بقیۃ السیف فوج ابدالی سی ملک دکن اور مالوہ مین نیم جان ہو رہی تھے بامید تحصیل اقتدار و عزت و جاہ مین بادشاہ کی طلب کی حیلہ سے مع ساز و سامان قاصد حضوری ہوئے ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ نے بخیال کینہ دیرینہ کی اپنا اقتدار شاہجہان آباد مین مناسب نہ جانا سہارنپور بوڑیہ اور نجیب گڈہ وغیرہ متعلقہ اپنے باپ کی طرف جاکر مقیم ہوا اور مرہٹہ نے نواح دارالخلافت مین پہونچکر شاہزادہ جوان بخت کو بطور سابق مسلم رکہا حکومت اطراف کی خود کرنے لگے اور ضابطہ خان سی کاوش کرکے اوسکے ملک مین دست اندازی شروع کی بادشاہ نے پہونچکر قلعہ دولت خانہ شاہی مین نزول فرمایا عبدالاحد خان ولد عبدالمجید خان کشمیری جوکہ مرد مزدور و مفتن کا تہا استقبال شاہی کو آکر مورد لطف ہوا اور بادشاہ کو موافق کیا سیف الدین محمد خان جو مرہٹہ کی سوال و جواب مین درمیانی ہوا تہا بنابر تقرب عبدالاحد خان سے اپنی مراد کو نہ پہونچا اور عبدالاحد خان نے خطاب مجدالدولہ خانزمان فرزند خان بہادر بہرام جنگ کا پایا اور خانہ بادشاہی کا مدارالمہام ہوا بادشاہ داخل حرم سرای سلطانی ہوکر مشغول عیش و لہو و لعب ہوا مرزا نجف خان نے بمقتضای شجاعت رفقای صاحب جرات نوکر رکھکر مدارج علیا پر فائز ہوا اور فراہمی اسباب اقتدار اور رفقای جان نثار مین ساعی ہوا مرہٹہ جوکہ حسب طلب شاہی ضابطہ خان کی ملک کی خرابی اور ویرانی کرکے شاہجہان آباد آتا تہا قریب پہونچکر درخواست مطالب زیادہ کی قیاس سی کرتا تہا بادشاہ متفکر ہوکر نجف خان سی استعانت خواہ ہوا اوسنے فرط شجاعت سے دلالت گوشمال کی اور اس مہم پر مامور ہوا اور بیرون شہر جاکر ہر بار لڑائی مین غالب آتا تہا۔

نفاق پیشون کا درانداز ہونا درمیان نجف خان بہادر اور مرہٹہ کی

منافقان حضور یا خند عبدالاحد خان و حسام الدین خان و بہادر علی خان محلی ناظر چونکہ مرزا نجف خان بہادر سے شجاعت سے [illegible] موج مثانے مین مرہٹہ سی مصالحت کی درپے ہوئی خصوص حسام الدین خان [illegible] سے متنفر سے بادشاہی اور نجف خان سی متنفر تہا بادشاہ کو اسیر لایا اور بے اطلاع خان مذکور کے [illegible] کرلی مرہٹہ بہی چونکہ جانستے تہے کہ جو کچھ ہوتا ہے نجف خان سی ہوتا ہے جسوقت وہ نرہا بادشاہ پر مسلط ہو جانا بڑی بات نہین ہے [illegible] حضور نے جو برج و بارہ حصار شہر مین

سفر سے انہون نے حسب الامر دروازہ کہولدیئے مرہٹہ داخل شہر ہوئی اور بادشاہ کی مستفیض ملازمت ہوکر
تمام شہر مین دائر سائر ہو گئے نجف خان بہادر اس خبر سے متحیر ہوکر خود بہی شہر مین آکر اپنے مکان مین
جا بیٹہا پادشاہ تو حسام الدین خان کا مطیع ہورہا تہا جو روپیہ کہ صلح مین مرہٹہ سے ٹہرا تہا اوسکی تنخواہ
مرزا نجف خان پر کردی اور مرہٹہ سے کہدیا کہ خانمذکور سے وصول کرلیوے حسام الدین خان نے
جو کہ نجف خان سے نہایت کدر رکہتا تہا بدلالت عبد الاحد خان کی چاہا کہ بوسیلہ مرہٹہ انکی نہال عمر کو
تیشۂ دغا سے کاٹ ڈالے پس سخنان عداوت افزا مرہٹہ سے کہے کہ مایۂ فساد نجف خان ہے جبتک یہ
زندہ ہے تمہارے دریے رہیگا مرہٹہ نے بہ ترغیب بادشاہ اور دراندازون کے ٹہرکانے سے درخواست
تنخواہ خانمذکور سے کی اوسنے جوابہاے دلیرانہ کہلا بہیجے چند روز باہم ایلچیون کی آمد و رفت ہوتی رہی
اور مرزا نجف خان چند ہمراہیون سے جو کہ تین چار سو سے زیادہ نہونگے مستعد جانبازی ہوا اور عجز
و زبونی کو دلمین جگہ نہ دی جب سردار مرہٹہ نے دیکہا کہ خانمذکور اپنی جان پر کہیلتا ہے اور بدون قتل
صدہا لوگون کے اسیر ہاتہہ پہونچنا دشوار ہے پس ملاقات کرنے کا پیغام دیا جب اطمینان کی صورت
ہوئی مرزا نجف خان بہادر مع رفقا کے بے ہتہیار مرہٹہ کے لشکر مین گیا تکوجی سردار نے بمجرد اطلاع اپنے پردہ
سرا کے باہر اسکا استقبال کیا اور ملاقات کرکے عذرخواہ ہوا اور ہاتہی گہوڑے خوان جواہر اور ملبوسات وغیرہ
دیکر خوشنود کیا ــ

باقیماندہ احوال میر محمد قاسم خان عالیجاہ کا اور رحلت کرنا

میر محمد قاسم خان ملک افاغنہ مشہور روہیلہ مین مقیم تہا لیکن حسب تقاضای طبیعت ہنوز ایذای
ملازمین ہمراہی مین مصروف تہا ــ نیش عقرب نہ از پی کین است ✣ مقتضاے طبیعتش اینست
چنانچہ مرزا شمس الدین کو اسی زمانہ فلاکت مین ہلاکت دکہلائی اور صندل علیخان ناظر حرم سرا کو جو کہ
مکہ سے جاکر گوہد مین مشرف ملازمت ہوا بدین خیال کہ اگر روپیہ نہوا کیونکر مکہ سے معاودت ہوئی نکا خوب رنجیدہ کیا
اور جبتک رہا آزردہ کرتا رہا ناچار وہ غمخوار ترک رفاقت کرکے اپنی راہ لگا اور خود اشرجہنڈی ملک
افاغنہ سے چلکر رانای گوہد کے پاس چلا گیا وہان ملک راجپوتانہ مین آکر انتقال کیا وہانسے جوار مابین
اکبر آباد اور شاہجہان آباد مین مقیم ہوا بعد چندی رہ نورد ملک عدم ہوا ــ ✣

مرہٹہ کی لشکر کشی ضابطہ خان پر اور سرگذشت جنگ نمونہ نیر تک

جب صحبت درمیان نجف خان اور مرہٹہ کی موافق ہوئی پادشاہ اور نجف خان اور مرہٹہ کی راے

ضابطہ خان کی ملک چہننی پر ہوئی اور باتفاق نہضت کی ضابطہ خان نی بادشاہ اور مرہٹہ سے میدان کی لڑائی مین سود نہ دیکہکر سکرتال اور قلعہ غوث گڈہ اپنے اقامت کو مع فوج کی آراستہ کیا اور اپنی سپاہیون کو گنگا پار چاندپور نگینہ وغیرہ مین مع بعض فوج رسد کی واسطے بہیجا اور اپنے اسباب کو مع ناموس عیال و اطفال کی گنگا پار کے قلعہ مین بہیجکر آمادۂ مدافعہ ہوا مرہٹہ اور مرزا نجف خان اور بادشاہ نی سکرتال کا محاصرہ کیا جب عرصہ ضابطہ خان پر تنگ ہوا بیچ قلعہ کی خبر پائی کہ اکثر گذرگاہو نسی گنگا پایاب قابل عبور فوج ہوگئی ہی اپنے سرداران قوم کو مانند حافظ رحمت اور دوندی خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد خان وغیرہ کو تحریر کیا کہ اب تک مرہٹہ گنگا کی پایابی سے مطلع نہین ہی اگر قبل اوسکی آگاہی کی حفاظت معابر کرو ممکن ہی کہ ہم بہی محفوظ رہین اور تمہاری بہی سلامتی ہو سرداران مذکور نے یہ پیغام درست جانا ہر ایک مع فوج ضابطہ خان کی اعانت پر آیا ضابطہ خان نی زیر قلعہ سکرتال ناوٗن کا پل باندہکر عبور کیا اور سرداران مذکور سے ملاقی ہوا اور بعد مشورہ ہمدیگر اپنی افواج کو گنگا کے گہاٹون پر مقابل تال سکر کے بیس تیس کوس تک حفظ مرہٹہ کی لئے مقام کرایا مرہٹہ اس وادی سی تفحص پایاب کرنے لگا معلوم ہوا کہ اکثر جگہہ پایاب ہی دو تین روز غفلت دیکر ایک دن مع مرزا نجف خان کی چند گہاٹ کی روبرو سی گذارہ کیا جب محافظان معبر عقب کو اطمینان ہوا کہ غنیم متوجہ بالا روی ہی غافل ہوگئی اکثر لوگ اپنی کام مین مصروف اور باہمدگر ملاقات کو آمد و رفت شروع کی چند لوگ محافظت مین رہگئی مرہٹہ نی مع مرزا نجف خان کے عطف عنان کرکے جن مقامات سے گذرا تہا اونہین پر آیا دریا مین جا گہسا مرزا نجف خان بہادر ہراول تہا چونکہ جلد جا کر نکل گیا وہان کے افاغنہ کو فرصت تیاری کی نملی لاچار اوس فوج کا سردار جسکی مقابل فوج مرہٹہ عبور کر رہی تہی بلندی پر جاکر مع معدودی جانبازون کی استادہ ہوا اور دو تین سردار اور بہی چند چند رفقا کے ہمراہ اوسکی مدد پر آپہونچے مرزا نجف خان ہنوز کنارے متصل کی دریا ہی مین تہا کہ سرداران مذکور مع افاغنہ متوجہ مدافعہ ہوئی اور تفنگ و بان سر ہوئی مرزا نجف خان نے زنبورک فیر کرائین اور ریلہ بہی تملک مین یہ تینون سردار چار ناچار رہگرائے دار بقا ہوئے روہیلہ تو عجب شدید الحرص قوی الطمع قوم ہوتی ہی بمجرد کشتہ ہونی سردارونکی لوٹ مین گہس پڑی باہمدگر دست درازی ہونی لوٹ مار کی راہ سی لگی مرزا نجف خان اور مرہٹہ نی اسقدر پر کفایت کرکے اپنی خیمہ گاہ کو لوٹے یہ خبر قتل و فرار کی دوسرے گہاٹون پر منتشر ہوئی علاوہ اسکی چند بار مرہٹہ کی چوٹ کہائے ہوئے تہی ہر ایک نے گہاٹون سے اونہا اپنی راہ لی یہ خبر سکرتال مین پہونچی ضابطہ خان کی فوج کا بہی یہ حال ہوا ضابطہ خان کو روز منصور تہی سے سلامت چہوڑکر لوٹ مار کرکے اپنی راہ لگی قلعہ خالی کرکے ضابطہ خان نے

حیران و پریشان ہو کر فتح خان کو جو اوسکی مدد پر آیا تہا طلب کیا جب وہ قلعہ مذکور مین آیا اور یہ حال دیکہا صلاح دی کہ اب دو تین گہڑی دن رہا ہی کل آپ بھی میری لشکر مین آئیو باتفاق میدان کیجیو بعد اوسکی دیکہا جاے گا ضابطہ خان نی منظور کیا فتح خان واپس ہو کر اپنے خیمہ مین آیا مقربین و سرداران سی مشورہ کیا لشکریونی جب ضابطہ خان کی لشکر کے فرار کی خبر پائی پیر اوٹہا ئی ہو جوا ہان نی فتح خان کو اطلاع دی ایک گہڑی مین فوج کا نشان نرہا فتح خان نے اپنی لڑکے کو کہا کہ تیرا بہائی چند سوار کی ہمراہ ضابطہ خان کی ملاقات کو گیا ہی اوسکو لانا چاہیی وہ سوار ہو کر چند لوگون کی ہمراہ پل تک پہونچا تہا کہ اوسی بھی غارت کیا بیچارہ جامہ چاک ور دستار بر از خاک سی واپس آیا نا چار فتح خان نی بھی راہ فرار لی عین فرار مین کسی جگہہ پہونچکر دم لیا کسی روہیلہ کو کسی بقال سی جھگڑا درپیش ہوا روہیلہ نی جو آتش غضب پر تہا بنیی کے مکان مین آگ لگادی بجرد آگ بہڑکنے کے کوئی ایسا گانون بستہ مین تہا جو خاک سیاہ نہوا ہو ایک شخص معتمد جو فتح خان کی ہمراہ تہا بیان کرتا تہا کہ آخر شب کو دس ہزار سوار و پیادہ افغان نی بیدا بجیر کی کہیت دیکہکر گمان کیا کہ نیزہای مرہٹہ کے آثار ہین ہر ایک کی دم بند ہوئی جب جاسوسون نی خبر دی کہ نرکنڈے درخت ہین تب اون دس ہزار کی ہوش درست ہوئی خلاصہ یہ کہ مرزا نجف خان اور مرہٹہ ضابطہ خان کی ملک مین آئے اور ضابطہ خان اور نجیب الدولہ کی بی ناموسی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا ضابطہ خان بہاگ کر شجاع الدولہ سی پناہ جو ہوا اور شجاع الدولہ نی صلح کرائی اس ضمن مین سرداران مرہٹہ کو باہمدگر منازعت درپیش ہوئی بعض انکے سردارون کی طلبی دکن سی ہوئی مرہٹہ نی بواسطۂ شجاع الدولہ کی صلح غنیمت جانی دکن کا ارادہ سی شاہجہان آباد کو معاودت ہوئے۔

لوٹنا مرہٹہ کا ملک دکن کو اور اقتدار پانا نجف خان کا

جب مرزا نجف خان صحیح و سالم ہمراہ مرہٹہ کی کمال کر و فر کی ساتہ دار الخلافہ شاہجہان آباد کو واپس ہوا اور مرہٹہ دکن کو سدھارے بادشاہ سی دربارہ نجف خان کی بڑی سفارش کی میرزا نجف خان نی مرہٹہ کی پشت پناہی سی باتفاق ... کی عزم کیا ... سی موافق ہو کر جس ملک مین چندان بادشاہ کا عمل نہوا اوسکو تسخیر کرے بنا علیہ سند جکلہ جاٹ قرب جوار دار الخلافہ اور ... کی لکہوا کر حاصل کی اور فوج لائق معاش پر نوکر رکہکر محالات مذکورہ کا قاصد ہوا جب حدود جاٹ پر پہونچا سورجمل کا لڑکا جواندنون قایممقام سورجمل کا تہا اوسنی فوج گران مع سمرو کی جسکی پاس چہہ سات ہزار تلنگہ مع بندوق چقماق اور پندرہ سولہ ضرب توپ کی لائق جنگ میدان کی دیکر مقابلہ کو روانہ کی اطراف کول ور جالیسر مین شاہراہ اکبرآباد کی طرف لڑائی ہوئی چونکہ میرزا نجف خان کی فوج تازہ ناآزمودہ کار تہی اکثرون نی کوتاہی کی اور بعض جان بازی کر کر دل ... ہو کر روانہ ملک عدم ہوے سواران جاٹ کو بھی شکست حاصل ہوئی اور پس پا ہوے مگر سمرو نی اپنی آتش بازی سے مرزا نجف خان کو فرصت جماعت کی ندی میرزا نجف خان کی بھی بائین بازو مین گولی لگی خون جاری ہوا میرزا مذکور نی

کو مین کی آڑ مین بیٹہکر اپنا زخم باندہا اور چند سوارون کی ہمراہ سمرو پر حملہ آور ہوا مشیت الٰہی سی سمرو کو مع رفقا کی بدحواسی نی جو آ دبایا بجز راہ فرار کی کچہ نسوجہا میرزا کی نام فتح ہوئی لوگون کی دل بڑہی تعاقب مین قدم اوٹہائی مفروران جاٹ کی خوب مارے گئی میرزا نجف خان نی اس فتح کی بعد اکبر آباد کی صوبہ داری چاہی چونکہ بادشاہ کو اس قلعہ سی بہی کچہ سود نتہا کیونکہ جاٹون کی قبضہ مین تہا دوسری منافق لوگ میرزا کی دوری چاہتی تہی لہذا بلاعذر سند دیدی چونکہ میرزا نجف خان بہادر کی نیر اقبال کو عروج تہا وہان کا بہی انتظام بخوبی میسر آیا اور بہرصورت قلعہ اکبر آباد بہی مسخر ہوا میرزا نجف خان نی فراہمی سپاہ مین اپنی بہلائی جو دیکہی خزانہ جمع کرنی سی ہاتہ اوٹہایا۔ خان ممدوح جو راہ مدارا و مساوات سی ہر ایک اپنی رفیقون کی ساتہ پیش آتا تہا اور بخیال اجتماع سپاہ زر مذکور برابر خاک کی سمجہتا تہا تہوڑی عرصہ مین فوج جرار آزمودہ کار جمع کر کی قلعہ ڈیگ کہ مشہور و مستحکم قلعون جاٹونسی تہا حملہ آور ہوا چنانچہ بعد ایکسال و دو ماہ قلعہ کو فتح کیا دشمنان خوار و تباہ ہوئی میرزا نجف خان کو نہایت اقتدار و عروج میسر ہوا اور حضور بادشاہ سی منصب امیر الامرائی بسبب فوتی نجیب الدولہ و عزل ضابطہ خان مع خطاب ذوالفقار الدولہ میر الامرا بہادر غالب جنگ پایا جو کہ روز بروز طالع اوسکا ترقی و عروج پر تہا راجہ سورجمل کا لڑکا کہ اس قلعہ ڈیگ مین بجای اپنی باپ کی مسند نشین تہا دوسری قلعہ مین جا کر ابواب مصالحت و معاملت ساتہ نجف خان بہادر کی کہولکر امان و پناہ چاہی نجف خان بہادر نی موافق صلاح وقت و زمانہ کی لڑکی مذکور راجہ متوفی سی کہ وہ لڑکا سرتابی نہ کری اور اپنا رعب بہی باقی رہی صلح و آشتی کی چند عرصہ مین ایسا اقتدار بہم پہونچایا کہ ہمسلک امرای باوقار و ہمچشم سرداران با اقتدار ہوا۔

شجاع الدولہ کا حافظ رحمت اور علی محمد اور دوندی خان کی اولاد سی لڑنا اور انکی نام و نشان ہندوستان سی مٹانا و مہلیہ افغانکا

شجاع الدولہ اور سرکار انگلشی سی یہ اقرار ہو گیا تہا کہ ایک دوسری کی لڑائیون مین معین اور مددگار ہوا کرینگی ان دنون مین کہ نواب مذکور نی میرزا نجف خان کا غلبہ ضابطہ خان اور نجیب الدولہ وغیرہ پر دیکہا در پی فساد ہوا اور سعد اللہ خان ولد علی محمد خان اور عنایت خان ولد حافظ رحمت کہ مخالفت سی محافظ الملک بہادر کی تہا حقوق محبت بالکل فراموش فرمائی انکی استیصال کی فکر ہوئی او چاہا کہ قوم افاغنہ کا نام و نشان مٹادی سبب عماد الدولہ کی گورنر ہستنگ بہادر جلادت جنگ سی استمزاج کیا اور اصرار کر کی کہا کہ بالعوض اس اعانت کی عمدہ معاوضہ دیا جاویگا۔ گورنر بہادر ہر چند سرکار کمپنی کی جانب سی اس امر پر یا مور اور مجاز نتہی کہ اپنی فوج کو حدود انگلشی و ملک شجاع الدولہ یعنی کرمناسہ اور حدود صوبہ اودہ اور الہ آباد سی بضرورت دوسری کسی کی ملک پر بہیجی اور کوئی نیا ملک لیوی یا شجاع الدولہ کیواسطی کسی سی حاصل کری کونسل ولایت سی صرف اسیقدر حکم تہا کہ اگر کوئی شخص شجاع الدولہ کی ملک پر بعزم تسخیر چڑہائی کری تو گورنر اوسکی امداد فرمائی اور اگر کوئی ملک بنگالہ یا عظیم آباد کی تسخیر پر متوجہ ہو تو شجاع الدولہ مددگاری کری۔ اس قناعت او خودداری سی یہ غرض اور یہ مصلحت سمجہی گئی تہی کہ فرقہ افاغنہ مع اپنی جماعت کی گویا سد راہ او محافظ جانفشان اس ملک کی ہین کیونکہ جبکو اسطرف اودہ وغیرہ ولایتون کی طرف چڑہائی منظور ہوگی اول افاغنہ سی لڑنا پڑیگا۔ مگر گورنر نی بعض فوائد پر نظر کر کی شجاع الدولہ کا سوال قبول کیا اور فوج انگریزی کو اوسکی کمک کیواسطی مقرر فرمایا اب شجاع الدولہ نی اس نظر سی کہ کچہ حجت نہ رہی حافظ رحمت وغیرہ کو یہ پیغام بہیجا کہ جب آپ لوگ

مرہٹہ کے دانون گھات سے شسدر تھے ہنوز درمیان پڑکر صلح کرادی تھی اور اوس معاملہ مین مبالغہ ہمہ اپنے پاس سے صرف کیا تھا آپ نے جو وعدہ ادا سے زر مذکور کا کیا تھا وہ منقضی ہوگیا اور روپیہ ہنوز ادا نہ ہوا پس اب یا تو زر مذکور ادا کیجئے یا کہ لڑائی کو آمادہ ہو جیے حافظ رحمت نے جب اس پیغام کو سنا بڑی دوراندیشی سے فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ اور دیگر روساے افاغنہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ اپنے سامان جنگ اور فوج قواعد دان اور انگریزون کے اعانت کے بھروسہ پر ہمارے ملک چھیننے کا ارادہ رکھتا ہے اور اوسکے مقابلہ مین عہدہ برائی ہم لوگون سے بہت مشکل ہے پس بہتر یہی ہے کہ زر موعودہ ادا کیا جاوے اور شجاع الدولہ کا روپیہ مانگنا براہ انصاف ہے — ادہر شجاع الدولہ نے براہ فریب در پردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہین ہے البتہ اگر حافظ رحمت کی اعانت کروگے تو تمسے بھی کینہ قائم ہوگا اس پیغام کے پہونچنے سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے اور ادا سے زر سے پہلو تہی کیا لڑائی کی مصلحت دی حافظ رحمت نے ہرچند سمجھایا کہ توپخانہ انگلشی کے روبرو سب آبرو خاک مین ملجاے گی کچھ بنائے نہ بنے گی مگر مشیت ایزدی تو یہ چاہتی تھی کہ جماعہ افاغنہ نے جو سب کچھ جور و ظلم رعایا اور مسافرین پر کیا تھا ہے اوسکی سزا پاوین ان ناعاقبت اندیشون نے کہ گرفتار غضب خدا کے تھے نصیحت حافظ رحمت خان کی ایک نہ مانی شجاع الدولہ مع فوج خاص قاہرہ اپنی اور جرنل پاکر سردار لشکر انگریزی اور توپخانہ وغیرہ کے ملک افاغنہ مین آکر تاخت و تاراج کرنے لگا اوسوقت حافظ رحمت نے ہرچند دوندی خان کی اولاد وغیرہ سردارون کے طلب مین تاکید مزید کی مگر اونہون نے حیلہ حوالہ مین ٹالدیا کہین کہین سے کسیقدر فوج آئی اور کہین سے صرف وعدہ عنقریب آنے کا پہونچا ادہر شجاع الدولہ نہایت نزدیک جا پہونچا اوسوقت حافظ رحمت لاچار ہوکر اپنی جمعیت کے ہمراہ جو پچاس ساٹھہ ہزار سے کم نتھی برآمد ہوا اور ایک سوکھی نہر جو پیچدار اور جسکے کنارون پر خاردار درختون کی قطار لگی ہوئی تھی آکر توپخانہ وغیرہ سامان حرب موقع پر لگایا - ادہر سے شجاع الدولہ کی پلٹنین جنمین اکثر خواجہ سران معتمد سپہ سالار تھے آراستہ ہوئین اور ایکطرف سے فوج انگریزی نے پرا جماکر مقابل کے راستہ کو چھوڑکر دوسری جانب سے نہر پار ہوکر بہ آئین فرنگ توپخانہ سر بارکے کام دینا شروع کیا ازانجاکہ انگریزی چستی اور چالاکی توپ اندازی کے فن مین مشہور ہے اور اوسکے نشانہ سے بجز حفظ آلہی کے کوئی نہین بچا سکتا اور اوسکے مقابل فوج کے آئین کا ہونا بہت دشوار ہے پس انکے ضرب و حرب سے افاغنہ کے ہاتھہ پیر ڈہیلے ہوگئے بھگدر پڑگئی بجز چند لوگون کے حافظ رحمت کے ہمراہی مین کوئی نرہا آخر یہ دلاور پامردی کی راہ سے ثابت قدم رہا سے ہوا شیر جنگی نہ روبہ مزاج

یہ سمجھا کہ بس روز نافرہے آج اخیر اسی تگ ودو مین ایک گولہ حافظ رحمت کے سینہ پر لگا
جسکے صدمہ سے طائر روح نے قفس عنصری سے آزادی پائی اسکے مرتے باقیماندہ بھی راہ لگی
شجاع الدولہ نے مژدہ فتح شکر ہاتھی سے اوتر سجدہ شکر باری تعالے ادا کیا اور ہنوز سر بسجدہ
تھا کہ حافظ رحمت کا سر روبرو لائے جو لوگ اوسکو پہچانتے تھے جب اونہون نے اوسکی صداقت کی
دوبارہ سر بسجدہ ہوا جسوقت سر اوٹھایا سالار جنگ شجاع الدولہ کے سالے نے چاہا کہ جبہ انور سے
غبار دور کرے آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ اس خاک سے میری پیشانی نورانی ہے الحمد للہ کہ آج
اس فرقہ سے اون گستاخیون کا بدلا حاصل ہوا جو انھون نے میر زوالدا اور نیز دیگر مومنین مسافرین کیحد متعین
کی تھین اسوقت مین ضابطہ خان بھی ہزار جوان سے شجاع الدولہ کے رکاب مین حاضر تھا بعد مارے
جانے حافظ رحمت کے اس گروہ نا عاقبت اندیش کو دلونمین بڑا خوف سما گیا اور افاغنہ کی جمعیت
اور اتحاد حال مین تفرقہ عظیم ہوا ... شجاع الدولہ نے اطراف ممالک افاغنہ مین اپنی فوج تعین
فرمائی اور سرداران ... افاغنہ ... اور یہ بھی ارشاد کیا کہ در صورت تمرد اور عدم
اطاعت ... قتل ... فتح ... فیض اللہ خان وغیرہ ولد دوندی خان اور محبت خان وغیرہ
خلف حافظ رحمت اور بعض ... ولد علی محمد خان مشہور ... روہیلہ ... کا ذکر اکثر دفتر دوم مین ہو چکا ہے
طوعاً و کرہاً کوہستان ... تنگ ... بعد ... فیض اللہ خان نے باعتبار سردارزادگی
کی جو علی محمد خان کا ... باپ اپنے زمانہ مین حافظ رحمت اور دوندی خان وغیرہ کا آقا تھا
ایک گروہ کو متفق کرکے کوہستان مذکور مین فساد اوٹھایا اور چندے حاضری سے دور رہا اور آخرکار
سرداران انگریزی کی معرفت اپنے حق مین عہد و پیمان درست کرکے حاضر ہوا اور بعض ممالک افاغنہ
جو ... رکھتا تھا بوسیلہ سرداران مذکور کے شجاع الدولہ کے سرکار سے
اپنے واسطے حاصل کی ... جماعت افاغنہ کے ... پر بار رہا اور آج تک بآرام حکمران ہے
اور لوگ معاش سے محروم ... کے نشان دہی مین ایک مدت تک محبوس اور مقید رہے —
مورخ سیر المتاخرین کی تحریر سے ہے کہ بیشتر اولاد حافظ رحمت اور دوندیخان کو بعد وفات شجاع الدولہ
کے ... مقام ... کیا اور اونکی کیفیت خود بھی مشاہدہ کی اور اور لوگون
سے بھی سنی — ... مذکور مین ... محبت خان ولد حافظ رحمت تھا جو پھوپھا بہائی جناب
عنایت خان کا ہے اور جب عظیم آباد کے مقام مین شجاع الدولہ کو انگریزی فوج سے لڑائی ہوئی
تھی شجاع الدولہ کی رفاقت مین تھا اسے بھی مورخ مذکور نے دیکھا ہے بحسب صورت و سیرت سروری

کی لیاقت رکہتا تہا لیکن اس زمانہ دون پرور مین تخفیف سے معاش جو موجب ننگ و عار تہی اوسکے واسطے مقرر کی گئی تہی اور فیض اللہ خان پسر علی محمد خان کو بیس لاکہ کا ملک عطا ہوا تہا جو کہ بروقت حکومت اپنے قوم کے پانچ لاکہ سے زیادہ کا ملک اپنے قبضہ مین نرکہتا تہا آسمان حرخ جفاکار کی سفلہ پروری اس سے زیادہ ہین کہ حیطہ تحریر مین آسکین اللہ ہی کی حوالہ سب باتین ہین القصہ بعد اس فتح کی گورنر جنرل بہادر کونسل ولایت سے معتوب ہوا گرچہ چند روز کے بعد اپنے حسن بیان سے از سر نو مورد عنایت اور بے قصور ٹھہرا۔

تقسیم ہونا ملک افاغنہ کا درمیان شجاع الدولہ اور مرزا نجف خان کے

مرزا نجف خان بہادر اوس زمانہ مین پایہ کمتری سے بہتری کو پہونچکر شجاع الدولہ سے ہمسری رکہتا تہا شجاع الدولہ جو سابق سے اوسکا عدو تہا اب بمقتضائے وقت دوست ہو گیا یہانتک مشہور ہے کہ شجاع الدولہ نے اپنی ایک لڑکی نجف خان سے نامزد کی اور اوسکی تالیف قلوب مین شدت سرگرم رہتا تہا لیکن نجف خان بہادر بمقتضائے جوانمردی اور مروت کی ظاہرداری مین تمام جہانی ... کو حقیر سمجہتا جبر النفسی کرتا اور بموجب رسم قدیمہ کی شجاع الدولہ کی ہر وہ آداب بجا لاتا تہا۔ اسوقت جو افاغنہ کی نصیبہ نے پلٹا کہایا اور اوسکا ملک انکے قبضہ مین آیا تو اون ملک مین سے بعضی ملک جو پیشتر نجیب الدولہ کی بابت ضابطہ خان وغیرہ سے باعانت مرہٹہ کے نجف خان کے تحت تصرف مین آ گئے تہے اونمین سے بعض گنگا کے اس پار علی محمد خان اور حافظ رحمت کی ملک سے ملحق شمال رویہ تہی جیسے کہ چاند پور نگینہ نہٹور گڈہ وغیرہ اور اکثر ملک مانند بارہہ اور سہارنپور وغیرہ کی گنگا کے مغرب اور جنوب رویہ واقع تہے اور جو کچہ ملک حافظ رحمت اور اولاد علی محمد روہیلہ اور دوندے خان کی قبضہ مین تہے اندنون شجاع الدولہ کی تصرف مین آئے اُن کی یہ صورت یہ تہی کہ نصف حصہ تو گنگا کی شرقی اور شمالی ملحق صوبہ اودہ مانند شاہجہانپور بریلی آنولہ تلہر بنگڈہ اور بدایون وغیرہ تہی اور نصف دوآبہ مین مانند سنبل مرادآباد۔ اور امروہہ وغیرہ کے اور بعض مانند کانس گنج۔ دریا گنج اور ہلدیا گنج کے جو سابق مین ماتحت بنگش کے تہے اور صفدر جنگ کی عہد مین احمد خان بنگش سے چہوڑا کر مرہٹہ کو ملے تہے اور نیز دوسرے ملک متعلقہ مرہٹہ جو بعد قتل جماعہ مذکور کے بموجب حکم احمد شاہ ابدالی کے ملک مذکور کو حافظ رحمت اور احمد بنگش اولاد دوندے خان اور نجیب الدولہ نے باہم تقسیم کر لیا تہا غرضکہ ان ملکونکی تقسیم کیواسطے ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ شجاع الدولہ

سے حضور مین آیا اور حاصلات ملک کی تقید کی اور نجیب الدولہ کے ملک مین جو گنگا کے اس پار مانند چاندپور مدینہ اور پتہرگڈہ وغیرہ سے کے تہا شجاع الدولہ کو دیکر تہوڑا سا ملک بنگش اور حافظ رحمت اور دوندے خان کا جو صوبہ اکبرآباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تہا خود لیا اور بعد تنقیح اور تصفیہ حدود ملک کی نجف خان بہادر ضابطہ خان کو شجاع الدولہ سے لیکر مرخص ہوا اب ضابطہ خان اور نجف خان بہادر کے فیما بین رابطہ اتحاد مستحکم ہوگیا۔ بعد ازان نجف خان اپنے ملک اکبرآباد کے حدود مین چلا آیا اور شجاع الدولہ ملک روہیلہ کے انتظام مین مصروف ہوا۔ اسی ضمن مین حکم خداوند مالک الملک سے شجاع الدولہ کی انتقال کے سامان ظاہر ہوئے بندرانین مین جسے خیارش کہتے ہین ایک پہوڑا نمودار ہوا مگر چندان اوسکے طرف توجہ نہوئی کیونکہ امید مضبوط تہی کہ ایسے پہوڑے پہنسیون سے جان جانے کا خوف نہین ہے ہندوستانی اور ولایتی جراح وغیرہ دوا معالجہ کرتے رہے مگر موثر نہوا آہستہ آہستہ مادہ نے وسعت پکڑی سرطانی حیثیت قائم کی اوسوقت ایک طرح کی تشویش و تردد کا مقام ہوا تعجب انگیز تو یہ رویداد ہے کہ اس پہوڑے کے زخم کا اشتہار عموماً اس مضمون سے مشتہر ہوا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت کی بیٹی سے خیال وصال کیا اور اوسے خلوت مین طلب فرمایا وہ بیچاری فرط غیرت اور کثرت جہالت سے جو عام عورات مخصوص پٹہانیون مین ہوتی ہے ایک چاقو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیتی گئی اور بروقت کشف پردہ کے اوسی چاقو کو شجاع الدولہ کی ران مین مارا اور وہ چاقو زہر سے بجہایا ہوا تہا اسی وجہ سے زخم کا اندمال نہوتا تہا۔ باوجودیکہ یہہ شہرت محض غلط اور افترا ہے مگر ہنوز عموماً لوگون کے زبان زد ہے القصہ شجاع الدولہ نے مضطرب ہوکر سواری مانگی فیض آباد کا عزم کیا جہان کہ اوسکا دارالامارۃ اور اوسکے جد مادری برہان الملک کا آباد کرایا ہوا تہا اور تمام و کمال اوسکی تعمیرات شجاع الدولہ کے ہاتہ سے ہوئی تہی — اور مرزا سعادت علی اپنے دوسرے بیٹے کو اوس جگہہ پر نائب چہوڑکر سید تی بشیر حبشی کو اوسکی اتالیقی پر مامور فرمایا اور خود فیض آباد آ گئے۔

انتقال کرنا شجاع الدولہ کا دہر ناپایدار سے

روز بروز بیماری نے زور پکڑا اور سرطانی مادہ ہوگیا ہرچند اطباے حاذق اور حکماے فرنگ نے بہت کچہ علاج کیا مگر سود نہوا۔ ہرچند بموجب آیہ کریمہ لایستاخرون ساعۃ ولایستقدمون کی موت سے تقدیم و تاخیر نہین ہوسکتی لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کی اسباب مقرر کیے ہین جنمین بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بہی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر مین جلوہ گر ہوجاتے ہین خصوص مرگ شجاع الدولہ کی جو جو بات راقم سیر المتاخرین ۱۰

سے کے دلمین جلوہ افگن ہوسے لکہتا ہی اول توجوان اور بادل پرحسرت دنیا سی گذرنا جب ہو کہ اسنے اقتدار پایا تہا اکثر امور رنجبد کا ارزو مند تہا اور اکثر صفات حمیدہ بہی اسکے ذات مین تہی مگر دو تین امور بدا ایسے اسکی ذات سی سرزد ہوسے کہ اونہین کے عوض مین حق تعالے نے بادل پرحسرت اثنائین جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹہانی کی مہلت ندی اور ہزار ہا افسوس کے ساتہ رہگرائے عدم ہوا - اول تو میر قاسم خان کے ساتہ وہ بدعہدی کی گو خانہ کور اوسکا سزاوار تہا لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم تہا کہ جو کوئی اپنی پناہ مین آئی اور جسکے ساتہ کلام الٰہی اور قرین انبیا اور سوگند ائمہ طاہرین کا واسطہ دیکر عہد و پیمان کیا جاوی اوسی سکے ساتہ بدعہدی کرکے دغابازی کرے اور لوٹ مارکر ایسے امیر با توقیر کو ننگا دہڑنگا نکالدے - دوسرے اپنے وظیفہ خواران ممالک محروسہ کی حق مین ایسا بدگمان ہوا کہ اوس جماعت کو جو لاکہون سے مضاعف تہے یکقلم روزینہ اور وجہ معاش سے محروم کردیا اونکی اراضی اور دیہات ضبطی مین لایا جسکے نتیجہ مین خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعضون نے تو اپنے گہرونمین غیرت کی ماری دروازے بند کرکے شرم سی موہنہ ند کہایا اور فنا ہوگئے اور بعض نے کچکول گدائی لیکر در بدر بہیک مانگنا شروع کی ممکن ہی کہ دس بیس آدمی امور ناشایستہ لے مرتکب ہوئے ہوتے تو خیر اونہین کی تنبیہ کی جاتی بلکہ بہتر تو یون تہا کہ معاف فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی کے نیک بد پر روزی منقطع نہین فرماتا سے وہ ایسا ہی رزاق پست و بلند کرے جرم پر باب روزی نہ بند - سوم یہ شخص عموماً مخصوص اپنے تو ابع کے ننگ و ناموس اور کنبے ستنے کا پاس بہت کم رکہتا تہا اور اپنے مکانات کے بنوانے مین کسی کی محل اور جہونپڑے کی پروا نہ کرتا تہا اکثر چندمرتبہ لوگون نے اس بدعت سی ضرر شدید اوٹہایا اکثر لوگون کی مکانات معہ مال واسباب کے بیلدارون کی ہاتہ سے پست کرائے اور اپنے خاطر خواہ عمارات بنائی - اس ظلم و بیداد کو سوا بجز خدا کے اور کون سنتا تہا - غرضکہ جسوقت عارضہ نے زور پکڑا اور دوا علاج سی بہی معذوری ہوئی بی بی اور نان سے الوداع فرمایا واقعہ ۱۱۸۸ ہجری ذی قعدہ کی بیاسیوین کو بروز پنجشنبہ رہگرای ملک بقا ہوا - مختصر معتبران صداقت گفتار سے سناگیا ہی کہ اسکے عزا کی دن فیض آباد مین حشر عام برپا تہا کوئی ایسا شخص نتہا جسکے آنکہون سے دو بوندنہ گرسے ہون محبت خان ولد حافظ رحمت نے مورخ سیرالمتاخرین سے ذکر کیا تہا کہ باوجودیکہ ہم لوگ شجاع الدولہ کے برباد کے ہوئے تو مگر اوسکے غم رحلت نے ایسا مضطرب کیا کہ ہم سی خودداری نہوسکی اور چشمہ چشم سی جو بیار اشک جاری ہوا کہتے ہین کہ جسطرح ایام محرم مین بعض مجالس مین شور رقت ہوتا ہی یہی حال اوسکی واقعہ جانکاہ مین گذرا تہا اور گمان بہی یہی ہوتا ہی کہ کوئی گریہ وزاری سی باقی نرہا ہو - قبل اسکے ایک سال گذرا ہوگا کہ شجاع الدولہ کی پشت پاشانہ پر دانہ دنبل نمودار ہوا تہا

چونکہ اسکے باپ اور دادا نے اسی مرض سرطان سے جان دی تھی دانہ کے نمود ہوتے مادہ سرطان کا خوف پیدا ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ نذر فرمایا اور بعد حصول شفا کے ایفای نذر موعود فرمائی مگر مقدر مین تو مرگ موروثی بدی تھی آخر اوسی بلا مین مبتلا ہوکر اقلیم بقا کی راہ لی بعد تغسیل و تکفین حسب رسم ہندوستان جنازہ بڑے تجمل اور شان و شوکت سے اوٹھایا گیا مرزا علی خان اور سالار جنگ بیٹے محمد اسحق خان مرحوم کے جو شجاع الدولہ کے سالے تھے مع جمیع ملازمین اور نگو اران دولت کی ہمراہ جنازہ ہوسے ہنوز باغ گلاب باڑی تک نہ ہونچے تھے کہ شجاع الدولہ کی فرزند سعادتمند مرزا امانی ملقب بہ آصف الدولہ جانشینی کی تمنا مین بہت مضطرب ہوئے اور اندیشناک مبادا ارکان دولت کسی دوسری اولاد کو مسند نشین کرین لیس مروت و حیا کو بالاے طاق رکھکر اپنے متوسلین کو حکم دیا کہ جلد تر اوسکے خالوون مرزا علی خان اور سالار جنگ کو جنازہ کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور مین لاوین ۔

جلوس کرنا مرزا امانی ملقب آصف الدولہ کا مسند حکومت پر اور برباد کرنا ریاست کا اور برہم ہونا انتظام سابقہ کا

جسوقت آصف الدولہ کی مجرمان اسرار مرزا علی خان اور سالار جنگ کے لینے کو گئے اول تو انہون نی دنیوی شرم کا لحاظ کرکے مراجعت سی عذر ظاہر کیا مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ خواہی نخواہی حاضر ہون اوسوقت دونو بھائی مجبور ہوکر واپس ہوئے اور انکی واپس ہوتی ہی اور لوگ بھی براہ خوشامد اور چاپلوسی کے جنازہ کے ہمراہی سے مراجعت کنان ہوئے ۔
آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کی کرنیل گلیس اور ایک دوسرے رئیس انگریزی کو جو شجاع الدولہ کے مصاحبت مین رہا کرتے تھی طلب کرکے کہا کہ تاخیر مناسب نہین مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی باتون مین اوسکی تسلی کرکے انجام کار پر نظر فرمائی مگر جب آصف الدولہ نی عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ در صورت جلد ہو جانے ہماری مسند نشینی کے زر خطیر آپ لوگون کو دیا جاویگا اونہون نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا لڑکا یہی ہے اور بموجب آئین وراثت کی بھی مستحق ہے ہمارا کچہ نقصان نہین بلکہ فائدہ ہوتا ہے پس اسی خیال سے دستار وراثت اوسکے سر پر باندھی اعیان دولت حاضر ہوئے اور نقارچی بھی جنازہ کے ہمراہی سے معاود ہوکر نوبت خانہ مین آئے ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نکرنے پائے تھے کہ نوبت خانہ سے آوازہ شادمانی بلند ہوا ۔ آصف الدولہ

سے بعد جلوس میر مرتضی خان برادرزادہ مصطفوی خان کو جو صاحبزادگی کے عہد مین انکا میرسامان تھا نیابت کل کی خلعت عطا فرمائی ہفت ہزاری کا منصب مع ملا صاحب نوبت اور ماہی مراتب سے مخصوص کیا گیا مجید الدولہ کا خطاب پایا اور باپ کے رفقا مانند ایرج خان اور بشیر بیگ خان وغیرہ کے مایوس ہو کر اپنے فکر مین پڑے ایرج خان اس بہانہ سے کہ بادشاہ کے حضور مین حصول سند اور فیمابین نجف خان بہادر کے استحکام رشتہ اتحاد کرے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور اس معرکہ سے اپنی رہائی کو غنیمت جانا۔ چند روز کے بعد آصف الدولہ نے معہ کل فوج اور والدہ اور جدہ معظمہ کی فیض آباد سے بمقتضائے عدم موافقت آب ہوا لکھنؤ کو عزم فرمایا اور شہر سے باہر ہوتے ہی اپنے مان کو پیغام دیا کہ باپ کے خزانہ نذر کرے کیونکہ شجاع الدولہ جملہ خزاین اپنے بیگم کے تحویل مین رکھتا تھا اور یہ امر جب سے انگریزون کی باہمی برتاو مین دیکھا تھا اسنے بھی سررشتہ اتحاد کے مضبوط ہونے کیواسطے زرخزانہ بیگم کے تحویل مین رکھنا مناسب سمجھا تھا غرضکہ اس داد وستد کے بارہ مین بہت کچھ گفتگو مان بیٹے کے درمیان مین واقع ہوئی اور انجام کار کو بیگم صاحب بدین شرط روپیہ دینے کو راضی ہوئین کہ آصف الدولہ انکو فارغ خطی لکھدی غرض کہ آصف الدولہ نے [illegible] پچاس لاکھ روپیہ اپنے والدہ سے لیکر فارغ خطی تحریر کر دی چونکہ آصف الدولہ پیشتر چند نفر تلنگون کو مقرب خاص بنائے ہوئے تھا اور وہ بھی سایہ کے مانند اسکے آگے پیچھے لگے رہتے تھے اسوقت کہ آصف الدولہ بطور خود کار فرما ہوا ہر ایک کو اون پیادہا سے ہندو مین سے خطاب اور منصب اور خدمات عظیمہ اور رسالہ اور پالکی جاگیردار عطا فرما کر اقتدار کامل عطا فرمایا اونہین سے ایک کو بیسواڑہ کی حکومت عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی اور اپنے پالکی کے کہارون مین سے ایک نفر کو راجہ کا خطاب دے کر سرفراز فرمایا غرضکہ اسکے مصاحبین بجز پوچ اور رذیل لوگون کے نہین تھے بعد چندے لکھنؤ پہنچکر متوقف ہوا اور تھوڑے دنون کے بعد اٹاوہ مین آکر لشکرگاہ کیا یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید کی حدود مین واقع ہے یہان پہونچکر اپنے بھائی مرزا سعادت علی اور شیدی بشیر حبشی کو طلب فرمایا جسوقت یہ لوگ حاضر ہوئے اول شیدی بشیر کو مشمول عنایت فرما کر غافل کر دیا اور جب اوسکے رفقا کو اپنے طرف بلا لیا چند دنون کے بعد مخفی اشارہ کر دیا کہ شیدی بشیر کو قید کرین اتفاقاً شیدی بشیر نے کچھ دیر پیشتر لوگون کے اژدحام ہونے سے اس حکم کی خبر پائی بیچارہ معہ رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرے کہ ناگاہ اسی وقت مخالفین آپہونچے اسوقت میر بہادر علی شیدی بارہہ جو حبشی مذکور کا رفیق دیرینہ اور مرہون احسان تھا عرض کیا کہ جبتک میری زندگی ہے بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہی

آپ جسطور سے ممکن سمجھین اپنی راہ لین اور چند اشخاص معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے نزدیک ہے آپ لوگ سیدی کے ہمراہ ہوکر اُسکو دریا سے پار کرکے نجف خان کے ملک مین پہونچا دیوین یہ کہکر اپنے گھوڑسے پر بشیر کو سوار کیا اور چند آدم آزمودہ ہمراہ کئے اور کہا کہ آپ حتی الامکان یہانسے فرار قبول کیجئے اسی مابین مین لوگ بشیر کے خیمہ پر آ پہونچے طرفہ شور وشر پیدا ہوگیا حبشی مذکور نے اسی معرکہ مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے مخالفین کے استقبال مین قدم اوٹھا کے سد راہ ہوکر دم آخر تک مردانگی کی داد دی اور نصف ساعت تک کسیکی جرات نہوئی کہ داخل خیمہ بشیر ہوکر حقیقت حال سے مطلع ہوا اسی عرصہ مین بسیدی بشیر گنگا پار ہوکر آصف الدولہ کے عدو سے سلامت نکل گیا یہان جب میر بہادر علی نے شربت شہادت سے تشنگی بجھا کر گلگشت جنت مین قدم اوٹھایا ہرچند بشیر کو ڈھونڈھا پر نہ پایا بعد ازان آصف الدولہ نے مرزا سعادت علی کو علاقہ اختیار کا ملک روہیلہ سے جو شجاع الدولہ مقرر کر گیا تھا معزول کیا اور سورت سنگھ کو جو عہدہ پیرسی دیوان تھا مقرر کیا اور مختار الدولہ کی نیابت ایسی جمی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نتھا اور سنے اپنے بڑے بھائی سید محمد خان کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلا کر نائب صوبہ اودہ کرادیا اور دوسرے بھائی معزز خان کو معزز الدولہ بہادر کے خطاب سے نائب صوبہ الہ آباد کیا اور ہر ایک اپنے دوست و اقربا کو صاحب اقتدار کردیا نوکران شجاع الدولہ و آصف الدولہ اسکے دست نگر تھے کسی کی مجال نتھی کہ اسکے برخلاف دم مارسے۔

مقرر کرنا مسٹر مڈلٹن کا حضور آصف الدولہ مین ارباب کونسل کلکتہ کا اور اوسکے بعد مسٹر جان برسٹو کا آنا

بعد رحلت شجاع الدولہ کے گورنر ہیسٹنگ بہادر نے مسٹر مڈلٹن کو واسطے وادیداد وضائع آصف الدولہ کے مقرر کیا تھا کسیقدر مدت گذری تھی کہ جرنل کلاورن اور کرنل کلیسن اور مسٹر فرانسیس کمپنی اور بادشاہ انگلستان کے طرف سے واسطے استکشاف احوال گورنر ممدوح کے آئے بتقریبات چند جسکا ذکر دفتر دوم مین ہوگیا ہے اول گورنر پر غالب ہوئے عملہ انگلشی جس جگہ تھا بروفق تجویز ارباب ثلثہ مذکور کے عمل الٹ گورنر کے مقرر ہوا اور گورنر کا عملہ نوکر کردہ برخاست ہوا اونہین دنونمین مسٹر مڈلٹن بھی موقوف ہوئے اور مسٹر جان برسٹو اوسکی جگہ متعین ہوا چونکہ جوان ہوشیار تھا آصف الدولہ کو معہ عملہ اسکے نادان جانکر دست تصرف دراز کیا بالکل دار و مدار اسی کا ہوگیا مختار الدولہ وغیرہ اسکی صلاح کے خلاف دم نمار سکتے تھے بندہ مورخ نے بہر وقت ورود لکھنؤ کے اون بزعطون کو دیکھا کہ درحقیقت بموجب آیہ کریمہ کہ یہہ گروہ مانند بہایم کے ہین بلکہ اونسے بھی بدتر زیادہ سراپا بہایم خو تھے۔ القصہ جان برسٹو براہ خوشامد مختار الدولہ کو اس عزم پر لایا کہ ولایت بنارس وغیرہ علاقہ راجہ بلونت سنگ جسکی بیس لاکھ روپیہ مالگزاری اور ستر لاکھ روپیہ سے قریب

محاصلات ہی سرکار کمپنی کو دلادسے اوس احمق نی اصف الدولہ کو بیشتر جان برشتو کی طرف سے امید و بیم سمجھا بہکا کر راضی کر دیا تھا بلا تامل عطا سے ملک مذکور کی سند کمپنی کو لکھدی - گورنر ہسٹینگ بہادر اگرچہ اس امر سی کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا مگر اس نظر سی کہ خود بنارس تک آیا اور ملک مذکور کی درخواست کی اور شجاع الدولہ نی عذر بسیار درمیان مین لاکر ٹال بالی کیے اور نہ دیا اور جان برشتو جو اوسکے روبرو حکم دریا اور قطرہ کا رکہتا ہی اوسنے یہ ناموری ارباب کونسل کی روبرو پیدا کی کسیقدر ملول ہوا اور مختار الدولہ نادان نی باوجود اسقدر تواضع مفت کی اپنے حق مین کچھ ہی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سی نہ لیا اوسوقت جو کچھ چاہتا فوراً ہو جاتا اور کسیکی مجال نہوتی کہ آنکھہ اوٹھاکر اوسکی طرف دیکھتا نہ کہ مارا جاتا اگر اجیا تا مارا جاتا اوسکے انتقام مین قیامت ہو جاتی بلکہ ریاست آصف الدولہ کی آسکے اولاد کو ملجاتی لیکن تقدیر القصہ بنارس معہ توابع و حق مرافق کی ضمیمہ بنگالہ ہوا اور معاملات ملکی و مالی صوبہ اودہ اور الہ آباد اور بتہر گدہ اور کوڑہ اور اٹاوہ وغیرہ ملک روہیلہ مین بدون اطلاع مسٹر جان برشتو کی کچھ نہوتا تھا آصف الدولہ نے کہنا شروع کیا کہ مسٹر جان برشتو میرا بہائی اور مالک اور مختار ہی جو وہ کہی اوسکے مطیع ہوا اور فوج پدر کی تنخواہ عبث دینا سمجھکر اوسکے استیصال کی فکر مین ہوا —

آصف الدولہ کا لڑانا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سی اور شکست پانا پلٹن مذکورہ کا حکم خدا سے

شجاع الدولہ مغفور نے چار یا پانچہزار آدمی شریف مفلس شاہجہان آبادی پندرہ روپیہ ماہواری سی نوکر کیے تہی اور احمد نامی اونکا سردار تھا اور تعلیم قواعد انگلشی کا اہتمام تھا ہرچند بندوقین توڑہ دار تہین مگر انہین مین نہایت چالاکی سی آگ بتلاتے تہے بلکہ چونکہ وہ لوگ نجیب و شریف تہے انکی پاس خاطر زیادہ ہوتی تہی آصف الدولہ رفقا سے پدر سے بیزار درپے اضرار تھا ان لوگون کو جو کالپی مین تہے طلب کیا جب پہونچے اپنی لشکر سی دور حکم خیمہ دیا اور فرمایا کہ توپین داخل توپخانہ کرین اونہون نے ایک یا دو ضرب اپنے پاس رکہکر باقی داخل کردین اسنے اون دو توپ اور بندوق رکہدینے کا بھی حکم دیا سپاہیون نے جانا کہ تنخواہ ندینے کی نیت ہی کہا کہ ہمارا زر طلب عنایت ہو تو ہم توپ بندوق سب داخل کردین اسنے آشفتہ ہوکر مختار الدولہ سے کہا انکے سرتابی کی سزا دو اوسنے عرض کیا کہ یہ لوگ اپنا درماہہ مانگتے ہین اور کچھ غرض نہین رکہتی اوسنے کہا اگر تمہین تکلیف گوارا نہین ہم خود جاتی ہین جب اسنے دیکھا کہ خود بدولت حاضر ہوتے ہین بضرورت معہ فوج ملازم متعینہ

سرکار سوار ہو کر مقابلہ پر گیا وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نہ رکھتے تھے میر احمد مرگیا تھا مگر لا چار صف آرا ہوئے نزدیک تھا کہ اگر مدد نہ آوے مختار الدولہ کو ہٹا دیں لیکن چونکہ مختار الدولہ کے طرف ہجوم بکثرت اور سامان بیقیاس تھا اور ادہر سے وہ لوگ اکثر مقتول اور اکثر مجروح ہوئے باقیماندہ مفرور ہوئے اکثر لوگ ملازم آصف الدولہ جو کہ زور بازو تھے اس زد و خورد میں تباہ ہوئی اور وہ احمق اس فتح سے نہایت خوش ہوا اکثر ملازمین مخصوص بعض خواجہ سرا جنہیں شجاع الدولہ نے فوج انگلشی کے تتبع سے جرنل کیا تھا اور ہر ایک کے ہمراہ چھ پلٹن مع توپ و اسباب وغیرہ متعلقات کے رہتی تہیں صاحبزادہ کا احوال دیکھکر اپنے خیالات میں مصروف ہوئے منجملہ انکے بسنت خان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تھا اور فی الحقیقۃ جرات سے خالی نتھا مختار الدولہ سے ہمسری کر کے اطاعت نہیں کرتا تھا لہذا مکرر باہم گرما گرمی ہوئی اور وسائل اور وسائط سے صفائی ہوئی اسی ضمن میں ایک مرتبہ ایسی رنجش بڑہی کہ آمیزش کی صورت نہوئی آصف الدولہ بھی باہم میں نسبت خود رائی مختار الدولہ کے جو شہرہ جہان برسترہ متعلق تھا آزردہ ہو کر اوسکے گرانے کی فکر میں ہوا بسنت خان خواجہ سرا جرنل اس راز کو پا گیا چاہا کہ کسیطرح سے مختار الدولہ کو ا کر آصف الدولہ کا مورد عنایت ہو اور باطناً مرزا سعادت علی سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو مار کر آپ سے تہوڑے چند ہمراہیوں کے سوار ہو کر حاضر ہونا بندہ حضور آصف الدولہ میں بھی جا کر اوسکا بھی کام تمام کریگا اور آپ کو مسند ملجاویگی —

ذکر اختتام دولت و عمر مختار الدولہ بسنت خان خواجہ سرا اور مرزا سعادت علی کا حدود نجف خان کے اندر بھاگجانا

جب یہ مشورہ ہو گیا بسنت خان خواجہ سرا نے از سر نو مکر و فریب سے آشتی کی اور مختار الدولہ کی دعوت پر عداوت مقرر کی اس قرار سے کہ اول صبح سے اگر دونو وقت کھانا نوش کرے آخر شب بعد تماشاے لہو و لعب کے واپس دولتخانہ ہو چونکہ موت نزدیک آرہی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا دربار میں آ کر آصف الدولہ سے مرخص ہو اور بسنت خان خواجہ سرا کے مکان کو راہی ہوا بسنت خواجہ سرا نے اوس وقت تک بعض اپنے مخلصوں کو کہ اونمیں سے میر قدرت اللہ کے دو لوہ نیچے مراد علی اور لطف علی تہے آگاہ کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے جب مختار الدولہ بسنت مذکور کے گھر پہنچا بسنت نے سر دروازہ تک استقبال کیا اور بکمال تواضع سواری سے اوتار کر مسند پر لا بٹھایا چونکہ فصل گرما تھی لشکر میں اکثر لوگوں نے تہ خانہ بنائے تھے بسنت نے بھی اپنا تہ خانہ نہایت تکلف سے آراستہ کیا تھا جب آفتاب بلند ہوا

مختار الدولہ کو تہ خانہ مین تشریف لیجلنے کی تکلیف دی اوسی بسنت کی خبر تو تھی نہین اپنے پیرون سے قبر مین اوترا عرض
کیا کہ دربار کے کپڑا اوتار کر بآرام تمام استراحت فرمائی اور اوسکے محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا دور
جام چل نکلا بعض اقربا سے مختار الدولہ بندہ سے کہتے تہے کہ شراب مین زہر ملایا تہا اگر نہ مارتے تو زہر
سے مرجاتا ۔ القصہ جب دو پہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگارون کو بھی رخصت کر کے
ارادہ خواب آخرت فرمایا حتی کہ کوئی پاس نرہا میر مراد علی اور اوسکے بہائی نے معہ دو تین اور ہمراہیون
کے منکر نکیر کی صورت تہ خانہ مین آکر زیر تیغ بیدریغ کیا ریزہ ریزہ کر ڈالا بعض خدمتگار جو حاضر تھے
خان کی دہشت سے جان بچا کے خیمہ مین خبر پہونچائی بسنت خواجہ سرا معہ دو تین کمپنی کے تیار و مسلح
آصف الدولہ کے حضور مین آیا اور اپنے فوج کو معہ توپخانہ طیار کر آیا تہا محافظون نے کمپنیون کو
روک لیا اوسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ عین نشہ مین آکر تسلیم مبارکباد عرض کی کہ دشمن حضور
کو حسب الحکم قتل کیا آصف الدولہ نے اپنی جان کو ڈر کر کہا کہ شمشیر برہنہ کیون آتا ہے کیا میرا ارادہ
رکھتا ہے اوسنے عرض کی کیا مجال کہ نمک حرامی کرون اوسنے کہا شمشیر پہینکدے اوسنے دور ڈالدی جب بے
سلاح ہوا آصف الدولہ نے لوگون کو اشارہ کیا کہ قتل کرین فوراً سر تن سے اوڑا یا گیا بسنت کا عمو یا کہ
خالو جو مرزا کلان کے نام سے مشہور تہا اور اکثر دربار مین آتا تہا قضارا اوسوقت آ پہونچا اور بسنت کو مقتول دیکھکر
متحیر ہوا اسنے حفظ آبرو کو تلوار عریان کر کے کہا کہ اگر مجھسے تعرض نہین تو مجھے بھی نہین آصف الدولہ نے
ڈر کر کہا تجھسے کسیکو مطلب نہین باہر جا تو وہ اپنے راہ لگا مرزا سعادت علی اس خبر سے دست پاچہ ہوا
کہ کیا کرے اور مفت مین بدنام ہوا نہ مقدور مقابلہ آصف الدولہ تہا نہ یارا سے قیام تہا لاچار
گوشائین سے استمداد کی کہ اگر مدد کرو بہائی کو اوٹہا کر مسند آرا ہون تجھے درجہ اعلی پر فائز کرون گوشائین
کی جرات نہوئی جب مرزا سعادت علی لاچار رہا گھوڑا طلب کیا گوشائین نے اپنے مادیان جو کہ چالیس
کوس جانے کے مشاق تہی دی مرزا سعادت علی اوسپر سوار ہو کر تفضل حسین خان اتالیق وغیرہ چند
لوگون سے بدون مزاحمت کے نکل بہاگا اور مرزا نجف خان کی حد مین پہونچا مرزا سے مذکور نے خبر سنکر
استقبال کیا اور بکمال عزت جگہ دی اور چند محالات بنا بر معاش مقرر کر دیئے آمد و رفت مین بہت
پاس آداب کرتا تہا اکثر خود جا کر ملاقات کرتا اوسکی آنکار روا دار نتہا اگر جاتا مرزا سعادت علی اوسکے مکان پر
آجاتا تا سر دروازہ استقبال کر کے اپنے مسند پر لا بٹہاتا اور خود مودب نیچے بیٹہتا ۔

مقہور ہونا محبوب علی خان خواجہ سرا کا جو کہ شجاع الدولہ کی طرف سے کوڑہ اور اٹاوہ کا حاکم تہا

عہد شجاع الدولہ کے سردار لوگ وغیرہ ایسے ایسے حرکات و بیباکی اپنے فکر مین مصروف تہے

چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو رہی نہین اور نہ کوئی ایسا سردار مقتدر رہا لہذا بہرحال اوقات
بسری کرتے تھے مجملاً انکے محبوب علی خان خواجہ سرا جو کسیقدر صاحب جرات وعزت تہا اطوار
صاحب زادہ کے ملاحظہ سے نہایت متحیر تہا کہ کیا کرنا چاہیے لیکن فوج واسباب بالیستہ ہمراہ رکہتا تہا
معہ سوار و پیادہ برق انداز کی دس بارہ ہزار نفر جرار کے جمعیت رکہتا تہا اور کوڑہ اور اٹاوہ کا المراف
مین حسب الامر شجاع الدولہ کے نہایت کروفر مین بسر کرتا تہا۔ آصف الدولہ کو اسکا بھی استیصال
منظور ہوا اور یہ خیال فرمایا کہ نکل نہ جانے پاوے چند لوگون سے حاضر حضور رہے۔ یہ حال محبوب علیخان
کو بہی واضح ہوا بیچارہ نے ارادہ کیا کہ جب آصف الدولہ کوئی امر ظاہر ظہور کرے یہ بھی نمکحرامی
کا داغ لگا کر نجف خان سے جا ملے آصف الدولہ نے در پردہ مستر جان برشتو سے مصلحت کر کر
پلٹن انگلشی چند کپتان کو ہمراہ روانہ کی اور سبب استیصال اپنے فوج ملازم کا یہ تہا کہ چونکہ آصف الدولہ
کا روز و شب لہو ولعب جو سر بازی مرغ کی لڑائی پتنگ بازی وغیرہ مین گذرتا تہا اسکے سوا ہر امر
سے نفرت تھی نہین چاہتا تہا کہ ایک گھڑی امور مملکت داری مین متوجہ ہو اور ملکداری بدون
اشتغال امور عظیمہ اور فکر بلیغ اور درد سر اور لوگون کے سوال وجواب کے سننے کے ناممکن ہے
حضرت کا وہ مزاج تہا کہ ایسے امور مین متوجہ ہونا ایک گھڑی دم بند کرتا تہا اور انگلشیون کو
جانتا تہا کہ مجھسے نہایت راضی ہین اور میرے اضرار کے ہرگز روادار نہونگے یہ لوگ چونکہ ہوشیار
ہین فی الحقیقت ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہین اور کسی طرح اوسکو ناخوش نہین کرتے
اوسکو معہ مصاحب کے مطلق العنان کر دیا تہا بجز معاملات ملکی ومالی وانتظام فوج کہ جو اپنے اختیار
مین لیا تہا کیا حسن اتفاق ہی کہ دونو اپنے اپنے دانست مین فال اقبال ایکدوسرے کو مغتنم سمجھین
افسوس شجاع الدولہ کا وہ گہرانہ تہا کہ اس زمانہ مین قائمقام سلاطین ہند اور امیدگاہ لکھوکہا خانداں
کا تہا لاکھون عمدہ اور عمدہ راجہ اس ملک مین بسر کرتے تہے اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان
آصف الدولہ کے بزرگان مذکور کا ہین نشان ہی نہین جہان پر بیس بیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھہ
ہزار پیادہ بہ تعداد رہتا تہا وہ مکان ویران ہوا چند پیادہ بلکہ یہ مفلوک دو دو تین تین روپیہ کی نوکری
مین افتخار سمجھتے ہین اوڑ پہری ہین القصہ کپتانان مذکور معہ تین چار پلٹن کی مثل مسافران کے چیلہ رہگذر
سے محبوب علی خان کے لشکر کے قریب پہونچے اور اوسکی ملاقات کی معلوم نہین کس سبب سے
آبادی مین ٹہرنے کی تعجیل ہوئی محبوب علیخان داخل بیت الحکومت ہوا اور فوج وتوپخانہ بیرون
شہر ہوا بعد تین چار روز کے کپتانون نے آخر شب آہستہ آہستہ اپنی فوج آراستہ کر کے توپخانہ

درست کیا اور کوچ کر کے اول صبح نزدیک لشکر محبوب علیخان کے پہونچے یہان کی لوگ بیخبری مین کوئی قضاے حاجت کو گئی کہین کوئی سوتا کوئی جاگتا تھا مگر چند سنتری تلنگہ کہ مراد جوکی دارونکی ہی حسب ضابطہ مزاحم ہوئے فوج انگلشی سے نے کچہ نسنا ایک شلک کی میدان مین پہونچکر استادہ ہوئے بعض نے نکلکر کہا کہ ہم فلانے طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہاری لشکر کے درمیان سی ہی لوگون نی منع کیا انہون نی کچہ نسنا لڑائی ہو گئی ادہر کچہ تیاری تو تہی نہین انگلشیون کے ایک ہی شلک نے اکثرون کو بچہا دیا باقیماندہ شوریش ہوکر مغرور ہوئے لشکر کے لچون نی مال و اسباب پر ہاتھ صاف کیا محبوب علیخان اس خبر سے سخت متحیر ہوا چونکہ بر وقت ملاقات عہد و پیمان ہوا تہا کپتانان مذکور سے رخصت ہوکر مع اسباب حاضر حضور آصف الدولہ ہوا وہ تو چاہتا ہی تہا پہونچتے مشمول عاطفت فرمایا۔ لطافت علی خواجہ سرا جو کمیدان بلکہ مالک براؔڑ کا تہا کہ سر دچار پانچ پلٹن ہی ہی اس حال کو دیکھکر باہر نکلجانے کی راہ ڈہونڈہتا تہا چونکہ ہمیشہ سے یہ معہود تہا کہ شجاع الدولہ کی سرکار سے ایک فوج بادشاہ کی دربار مین حاضر رہتی تھی اور ایک شخص واسطے اس کام کے تجویز ہوا تہا اسنے اسی کو غنیمت جانا کارسازی کرکی حضور شاہی کو چلا گیا اور مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک کہ ۱۱۹۵ ہجری ہے ہانؔ بسر کرتا ہی۔ اونہین دنون مختار الدولہ کے بہائی جو کمال اقتدار مین تہی بلا قصور مقید ہوئی اور مال و اسباب انکا مع اموال مختار الدولہ کے ضبط ہوا اور آخر کار کٹری جہیل کر رہائی پائی اور مختار الدولہ کی بی بی اور لڑکے اور لڑکی کیواسطے ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہنوز سید محمد خان اور سید مرتضی خان قید ہی تھے کہ بندہ مورخ وارد لکہنؤ ہوا او سوقتمین آصف الدولہ موکل تو ابعین اور مسٹر جان برسٹو وغیرہ اصحاب انگلشی کے وہان رونق افروز تہا غیر از نواب بیگم زن وزیر الممالک صفدر جنگ بنت برہان الملک و والدۂ شجاع الدولہ اور بہو بیگم شجاع الدولہ کی بی بی جو موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کلان کی بیٹی تہی فیض آباد مین بسبب النسب تعمیرات نواب شجاع الدولہ کی اقامت گزین تہین۔ +

پہونچنا بندہ مورخ کا فیض آباد و لکہنؤ مین

مخفی نرہے کہ تولد مورخ کا اور مسکن آباد اجداد پدری و مادری آبہا دار الخلافت شاہجہان آباد ہے اجداد پدری سادات طباطبائی حسنی اولاد ابراہیم طباطبا سے ہین وریہ ابراہیم سادات کرام و اعلام عترت طاہرہ مین ہین ایک اجداد بزرگ مورخ کا مدینہ طیبہ سی مشہد مقدس رضوی علیہ السلام مین پہنچے لکاتب سی یہان وطن ہوا ایک وہان سے وارد ہندوستان ہوا اول دہلی مین بعد شاہجہان آباد مین متوطن ہوئے اور اجداد

مادری سادات موسوی مین اولاد امام زادہ عالی مقدار سید احمد بن موسی بن جعفر علیہما السلام سے مشہور ہین جو حضرت
شاہ چراغ و متوطن دار الملک شیراز ہین اُنکے مزار شیراز مین نہایت معروف اور حاجت روا سے خلائق
ہین کرامات سے اکثر مشہور جد مادری میرے سید زین العابدین عمہ زادہ مہابت جنگ کا ہی بعد
انتقال اوسکی مان یعنی میری نانی مہابت جنگ کی عمہ حسب وصیت کی میری مان کی کتخدائی مین عجلت
کرکے فارغ البال ہوئی جو کہ سید مرحوم مذکور بعد کشتہ ہونے اعظم شاہ کے ترک نوکری کرکے
گوشہ گزین ہوا تہا بعد کتخدائی والدہ کے سات برس اوربسر کی اسی ضمن مین بندہ کی ولادت سنہ ۱۱۴۰ ہجری
مین واقع شاہجہان آباد واقع ہوئی اور بعد دو برس کی دوسرا بہائی سید علی نقی بہی پیدا ہوا اور
بندہ پانچوین برس مین اور برادر مذکور تین برس کا تہا کہ عسرت نے زور دکہلایا اور جدہ و والدہ نے جملہ اپنی
اولاد کو مع شوہر دو داماد کے ہمراہ لیکر اور گہر فروخت کرکے فریدآباد بنگالہ مین جہان کہ مہابت جنگ شجاع الدولہ
ناظم کی رفاقت مین تہا آئین اور اپنے لڑکے کی اولاد کو مہابت جنگ اپنے بہتیجے کے سپرد کیا بعد چند
روز کے مہابت جنگ نے عظیم آباد کی نظامت پائی والد مرحوم اوسکی رفاقت مین پہونچے اوسوقت
سے آجتک کہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری ہین بکام آرام مع مکان مال و اسباب کے حسب مقدور بسر کرتے ہین
سنہ [illegible] ہجری مین بندہ کو بسبب ضمانت ایک زمیندار کے جو سالہا سال سے مرہون احسان تہا پچاس ساٹہ
ہزار روپیہ کا خسارہ ہوا گہر وغیرہ بیچکر اور اکتیس ۳۱ ہزار روپیہ سود سے مہاجن سے قرض لیکر ادا سے
ضمانت کی اور قرض خواہ کے ہاتہ سے خصوص عملہ نظامت سے کہ بے موجب محض درپے ایذا
تہے رہائی پائی اور وجہ معاش اصلی قرضہ مین حوالہ مہاجن ہوئی اب تحصیل معاش کی کوئی راہ
نظر نہ آئی تا آنکہ ایک مہینے کے بعد امیر عالی قدر سراسر احسان امیر الدولہ جرنیل کا ڈر ڈبہادر فتح جنگ
جسکے مانند زمرہ انگلشی مین کیا بلکہ جمیع انسان مین ہر ایک بر فقیر بلکہ کل کیواسطے ملنا ممکن نہین کلکتہ سے
ناصر ہو کر عظیم آباد آیا چونکہ بندہ سے پہلے آشنائی تہی بندہ نے اوسکی ملاقات کی بندہ کا حال
دیکہکر نہایت متاسف ہوا فرمایا چونکہ یہان کسی سے تعلق نہین میرے ہمراہ چلو جو کچہ میسر ہوگا باتفاق
خرچ ہوگا بندہ نے اوسکی عنایت غنیمت جانی ہمراہ ہوا بعد اوسکے چلے جانے کی عقب سے قلعہ چنار پہونچا
ہرچند وہانکا مداخل بقدر ضروری خرچ کے تہا مگر بندہ کو کارہاے مالی مین وہانکا مختار کیا اور ایک مکان
جسمین بندہ مع عیال و اطفال کے بسر کرے اپنی سرکار سے دلایا اور اپنے خاص سواری کا بجرہ جو کہ مانند خانہ
وسیع کے تہا عظیم آباد بہیجا اور زادراہ بہیجکر میرے عیال و اطفال کو منگا دیا اور تین سو روپیہ ماہواری میرے
لڑکون کے نام مقرر کردیا اور اپنے خانساماں کو حکم دیا کہ شمع کافوری وغیرہ جو اشیاء ضروری ہو بلا استفسار

دیا

حوالہ کردیا کرے بہرحال ہر وقت فقیر کی خوشنودی کیا کرتا تھا چونکہ جانتا تھا ماحصل قلعہ خرچ ضروری کو بھی وفا نہین کرتا اور سنا کہ افواج آصف الدولہ جو کہ قواعد انگریزی جانتی ہے جو سردار کہ اوسکی تعلیم اور خبرگیری اسباب وسامان مناسب فوج کے کرسکے ایسا کوئی نہین پس قرار پایا کہ فرقہ انگلشیان سے کوئی کرنل حسب مرضی آصف الدولہ کے مقرر ہو اس دریافت حال سے جرنل مذکور کو جو اوسوقت مین کرنل تھا ارادہ ہوا کہ اگر یہ کام اوسکے نام مقرر ہو مناسب ہے فائدہ طرفین سے خالی نہوگا لیکن چونکہ مسٹر جان برسٹو سے جان پہچان نتھی اور خود اپنی طرف سے سائل ہونا گوارا نتھا بندہ سے اشارہ کیا بندہ نے کہا کہ کسی آشنا انگلشی کو نام میری سفارش کا خط لکھدیجیے تاکہ بندہ اپنے کام کو جاوے اور آپکی درخواست احسن وجوہ سے پیش کرے خدا سے امید ہے کہ درستی مدعا ہو اوسنے پسند کیا بندہ کو مرخص فرمایا بندہ گھربار کو وہین چھوڑکر روانہ فیض آباد لکھنو ہوا چونکہ بلدہ جونپور راہ مین واقع ہے بندہ کا ورود شہر مذکور مین ہوا حضرت فضائل دستگاہ مولانا محمد عسکری روح اللہ روحہ کا شہرہ نکوئی اور بزرگواری مدتون سے سنا تھا اور قصبہ پھپاؤنڈ مین زبانی اونکے شاگرد سعید مولوی سید ظفر علی کے بھی سنکر مشتاق ہوا تھا پس جذبہ تمنا نے خدمت سراپا افاضت مین پہونچایا دو گھڑی کامل مشرف حضوری رہا درحقیقت جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا بالطریق تبرک چند خصائل اوس بزرگ کے زیب تحریر کرتا ہون —

ذکر خصائل جناب فیضمآب مجموعہ دانشوری مولانا محمد عسکری روح اللہ روحہ

شہر جونپور کے سادات کرام مین ہے انواع علوم اور اصناف فنون مین وحید عصر حسن بیان اور طلاقت لسانی مین فرید دہر مدت تک افادہ علوم کرتا رہا اور تھوڑی سے معاش مین قانع رہا ہرچند کہ تحصیل اکثر کتب متداولہ کی حسب معمول نہین فرمائی تھی مگر ذکاء طبیعت سے مطالعہ کتب کیا گیا جمیع فنون منقول ومعقول فروع واصول مین تبحر حاصل اور قوت مالا کلام سے مشکلات ہر فن کے اوس نحو سے تقریر کرتا کہ جائے انگشت نہی حافظا نرفد نگار من کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت + بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد — آپکا مشغلہ تدریس ہے یہ شغل بھی کیا عمدہ ظاہر و باطن مین خوبی رکھتا ہے اپکا طور بھی اس زمانہ کے فضلا سے کچھ متفق نتھا اظہار فضیلت کو جاہلیت سے جانتا تھا اور ہر نیکی کو جو باعث غرور ونخوت ہو بدی سے زیادہ خیال فرماتا کسی کی بدی کبھی نہ سنتا اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا تو اوسکو اپنے تقاضائے خلق سے علانیہ مانع نہوتا بلکہ اوسطرح مانع ہوتا کہ اوسکو گران نگذرتا اوسکی حسن

تقریر کا یہ نمونہ ہی کہ فرماتا تہا کہ مجہی شیخ صدر جہان عرف میان انگنون سی جو فضلاے ہم عصر مین تہا اور فن معقولات اور مناظرہ مین دستگاہ کامل رکہتا تہا نہایت اعتماد تہا ایکروز شیخ کی گہر مین بیٹہی تہی کتاب فواتح میر حسین میبذی میرے ہاتہ مین تہی چونکہ مذہب میرا تشیع شیخ کو بخوبی معلوم تہا فرمایا کہ ہم تم مناظرہ کرین تاکہ تحقیق ہو جاوی کہ مذہب سُنی عمدہ ہی یا شیعہ بندہ نے بدین نظر کہ وہ علم و فضل و سن و سال مین بڑی تہی عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ آپ سی مناظرہ کرون شیخ نی دو تین مرتبہ یہی کہا اور بندہ نے وہی جواب دیا جب زیادہ مبالغہ و اصرار کیا مینی کہا الامر فوق الادب بندہ کی عرض یہ ہی کہ احد الفریقین کی حقیقت کی اثبات کلام الہی اور احادیث سی کہ اول مین احتمال ذو وجوہ ہی اور دوسرے مین احتمال و منع اور اختراع اور تاویل نہایت مشکل ہی اور خالی اشکال دشوار سی نہین اور مدار شیعہ سُنی اختلاف شرافت سی نسبت خلافت کا اسیر ہی کہ افضل الناس بعد نبی ابوبکر بن ابی قحافہ یا علی بن ابی طالب اور افضل کو لابد ما بہ الفضل ہے پس اول بہتر ہے کہ ما بہ الفضل مین گفتگو کرین یا قطع نظر آیات و احادیث سی جو افضل ہو معلوم ہو جاے پس ایک سوال ہی کہ عالم مین جملہ چیزون سی صفات و عادات و صناعات وغیرہ سی کون چیز افضل و اشرف ہی اونہون نی بعد تامل جواب دیا کہ صفت علم کی افضل و اشرف ہی [illegible] پہر مینی کہا کہ علم بہی مختلف [illegible] اونہون نی جواب دیا کہ علم الہیہ اور صفات الہیہ بندہ نے کہا کہ حضرت علی بن ابیطالب سی کیسے خطبہ اور رسایل اور قول معرفت توحید ذات باری مین مشہور ہین اور اکثر آپ کی نظر سی بہی گذرے ہونگے اب آپ فرماوین کہ ابوبکر نی اس باب مین کیا فرمایا ہی تاکہ دونو کو ملاحظہ کیا جاوے یہ سنکر شیخ مذکور سر بگریبان تفکر ہوا اور بعد دیر کی قہقہ زنان سر اوٹہا کر بالتزانو پر دو ہاتہ مارے اور کہا العجز عن درک الادراک ادراک یہی قول ابوبکر بن قحافہ کا ہے یہ کہکر متاسف ہوکر فرمایا افسوس کہ اتنی مدت جہالت مین بسر کی شکر خدا کہ بدولت تمہارے صحبت کی ہدایت پائی ایک دو معما سید مذکور کی نتائج طبع درج ہوتی ہین معما باسم [illegible] کفی شدہ

ام از علی جز علی نیافتہ ام باسم کامل + جگر را سوز دو گوید جفا نیست + سر مو در دل یارم وفا نیست +

باسم شہاب خان + گل شبنم زدہ شرمندہ ازان گلچہرہ است + شہ خوبان فرقش آب بردی مہر است + عمر اوسکی ستر سے گذر گئی تہی سنہ [illegible] ہجری مین بہشت نصیب ہوا بیداللہ مغفور تاریخ ہی حشرہ اللہ مع آبائہ الکرام -

	رجوع بہ ذکر سفر و سیلہ ملاقات سید ممدوح کا	

جب بندہ لکہنو مین پہونچا مستر [illegible] سی ملاقی ہوا جسطرح مناسب سمجہا کرنل دریادل کی اوصاف بیان کیے بندہ نہین جانتا کہ آصف الدولہ نی اوسے ظاہر کیسے کلکتہ کو لکہا کہ دوسرے تجویز سے کار مذکور بنام کرنل

موصوف مقرر ہوا اور کونسل سے بھی پذیرائی ہوئی حکم بحالی کرنیل کا درو کی نام صادر ہوا مسٹر جان برشٹو
نے بندہ کو اطلاع دی بندہ نہایت خوش ہوا جلد لکھنؤ سے معاودہوا- اور قبل اسکے پہونچنے کے ایک
خط خوشخبری کا کرنل کو لکھ بھیجا لیکن قبل پہونچنے میرے خط کے کرنل کو حکم کونسل کی پہونچنے سے آگاہی
ہوگی بمقتضاے شفقت جو بندہ کے حال پر رکھتا تھا اپنے منشی ملازم کو مع ہرکارون اور بجرہ خاص کی
بنا براسباب و عیال و اطفال بندہ کے چناڈہ مین چھوڑا اور تاکید کرکے خود براہ خشکی بسواری
ڈاک روانہ لکھنؤ ہوا اور ایک خط مشعر حال اور عزیمت کا بنام بندہ کو تحریر کیا و قاصد جا لاک کے
ہاتھ روانہ کیا تاکہ راستہ مین جہان بندہ ملے پہونچاوے فقیر نے مقام جونپور مین خط پایا عیال و اطفال
کو لیکر لکھنؤ واپس ہوا اور قریب دس مہینے کے یہان رہا اس عرصہ چودہ مہینے مین جو بندہ اوس جواد
کے ساتھ رہا اوسنے قریب دس ہزار روپیہ نقد کی رعایت بندہ کی ساتھ فرمائی اور بندہ کی
مفارقت کا روادار نتھا مگر اوسکا نقش مراد وہان درست نبیٹھا مسٹر ڈلٹن جو کہ بعد مسٹر برشٹو
کی وہان مقرر ہوا کرنل مذکور اوس سے امید اتحاد رکھتا تھا بحسب اتفاق وہ امید نہ ظاہر ہوئی باہمدیگر
صحبت ناچاق ہوئی بندہ نے ابتدا مین پایان صحبت کو خیال کرکے جبراً رخصت ہو کر عظیم آباد کی راہ لی-

ایرج خان کا شاہجہان آباد سے معاودہونا اور آصف الدولہ کی نیابت پر مقرر ہونا اور تھوڑے عرصہ مین مرنا اور حسن رضا خان اور حیدر بیگ خان کابلی کا آنا

بندہ جب اول لکھنؤ آیا معلوم ہوا کہ بعد کشتہ ہونے مختار الدولہ کی چونکہ کوئی سزاوار نیابت نملا لاچار
ایرج خان سے جو بعد انتقال شجاع الدولہ کی سوال و جواب کی بہانہ سے نکل گیا تھا ذکر کیا گیا آصف الدولہ نے رقم دلجوئی اوسکی نام
صادر فرمائی مگر اوس صاحبزادہ کی تحریر پر اعتماد نتھا مسٹر جان برشٹو سے مستدعی عہدنامہ حفظ آبرو ہوا جب مسٹر موصوف
کی تحریر پہونچی حاضر ہو کر عہدہ نیابت پر بعنایت خلاع فاخرہ ہاتھی گھوڑا پالکی جہالردار سے معزز ہوا بنابراسکو
کہ اقربا سے مختار الدولہ سے گرانی رکھتا تھا اور خیالات انتظام کی درپیش تھے سید محمد خان اور سید معزز خان
برادران مختار الدولہ کو مع بعض انکی معتمدین کی مورد عتاب کرا کر مقید کیا اور ہر قسم کی تعذیب اور
تنبیہ اوسکے حق مین فرمائی بندہ نے بپاس سیادت اور نیز اس نظر سے کہ خاندان مختار الدولہ سادات
طباطبائی سے تھا سعی کی کہ رہا ہون مگر کچھ پیش نگئی بعد انتقام قرار واقعی رہائی پائی لاکھ روپیہ سالیانہ
مختار الدولہ کے فرزند کو مقرر ہوا دونو بھائی کبھی کبھی باریاب حضوری ہوتے تھے اکثر خلوت اور
گوشہ مین بسر کرتے تھے محمد علی خان ہمشیرہ زادہ مصطفی خان جو مختار الدولہ کا عمزاد اور اوسکے عہد مین

صاحب اختیار تہا بندہ سی عظیم آباد سے جب کہ وارد بلدہ مذکور ہو کر بروقت عہد عالیجاہ سے بہار اوبنارس کے زمانہ مین پرگنہ سانڈہ اور پلیا کا عامل تہا آشنائی رکہتا تہا اسوقتمین کہ بندہ کرنل گاڈرڈ کی رفاقت مین وارد ہوا باہم اختلاط اور آمد ورفت درپیش ہوئی نہایت خواہان تہا کہ کسی مرتبہ پر فائز ہو مگر مختار الدولہ کے بہائیون کی جہالت سی کچہ حاصل نہوا بندہ کو مکرر آصف الدولہ کی حضوری خلوت میسر آئی ظاہرا شعور وخرد سے بے نصیب تہا نہایت درجہ صحبت اراذل و پوچ نوکرون مین مصروف تہا اور بجز لہو ولعب کے کسیطرف راغب نتہا جس فعل سے عوام متہم کرتے ہین وہ او سکے اوضاع ظاہری سے ظاہر نتہا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تہا کبہی کبہی اونہین اردلی والونکی ترغیب سی بندوق وتیر اندازی مین راغب ہوتا تہا ہر روز صبح تا دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے باغ مین یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل مین جاتا اور فیلخانہ کے تماشا مین بسر کرتا بعد دو تین روز کے ہمیشہ ہاتہیون کی لڑائی دیکہتا ایسے ہی مشاغل مین صبح وشام گذرتی دوسرا کوئی کام نتہا زمانہ حیات اور اقتدار مین مختار الدولہ کے سالار جنگ نے اپنی لڑکی اوسکے لڑکے سے منسوب کی تہی بعد کشتہ ہونے کے اوس نسبت سے منکر تہا آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ واصرار سے راضی کیا اور خود مستدعی اس شادی کا ہوا اس عمل مین نہایت شائق تہا جہان شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتا اور دوسرے طرف کسی عملہ کو مقرر کرتا ایک مرتبہ ہنگام قیام بندہ کی بہی قائم خان فوجدار فیلخانہ کے جشن طوئی مین حاضر ہو کر مہتمم شادی ہوا —

ذکر امام بخش غلام بچہ نافرجام اور اسکا اقتدار پانا

ایک غلام بچہ کسی کا امام بخش نام نہایت بد آغاز و نافرجام تہا آصف الدولہ کی عہد طفلی مین اپنے آقا کی پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کی پاس پہونچا اور مقرب ہوا شجاع الدولہ نے اوسکے شر و فساد پر اطلاع پا کر مدتون قید رکہا بعد مدت مدید رفقای عزیز کی سفارش سے رہا کر کے حکم اخراج دیا تہا وہ مخفی نواح پرگنہ ٹانڈہ مین رہتا تہا اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو کیا کرتا تہا بمجرد انتقال شجاع الدولہ کے آصف الدولہ نے پروانہ طلب اوسکے نام صادر فرمایا اور اسوقت مین جب کہ بندہ وارد لکہنؤ تہا وہی غلام بعد مارے جانے مختار الدولہ اور بسنت علیخان خواجہ سرا کے جملہ فوج تلنگہ ملازم سرکار آصف الدولہ کا جو کہ قریب بیس چالیس ہزار پیادہ اور چار پانچ ہزار طرق سوار جرار کے تہے جرنل ہوا تہا بندہ سے مکرر ملاقات ہوئی اور اوسکی گفتگو سنی

خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت مین جملہ مخلوق سے بدتر تہا دو روپیہ ماہواری خدمتگاری کی بہی بسبب فسادون ذاتی اپنے کے بموجب اس قول کے رکہتا تہا سگ گران تہا جو ہیچ پوچ سے ہیچ سے لیاقت نتہی فی الحقیقت لائق دوکانداری بنگ فروشی لشکر کے تہا حسن رضا خان نائب باوجود تمام اقتدار کے اس ملعون سے خوف کہاتا تہا تعجب یہ ہے کہ بعد چلے آنے بندہ کے تہوڑے دنون مین آصف الدولہ کی طبیعت اوسکی مصاحبت سے آسودہ ہوئی نہایت مذلت و خواری مین اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہہ یا سواری کو چارپایہ دیگا اوسکا مال و اسباب ضبط ہوگا وہ بد انجام برہنہ پا شہر و ملک سے بدر ہوا پہر کچہہ خبر معلوم نہین ہوئی اور در باب عطاے تنخواہ کے آصف الدولہ کا یہ حال تہا کہ بجز ملازمین اردلی کے اور کوئی ملازم لشکر تنخواہ طلب کرے اوسکا دشمن ہو اور دم توپ کرنے مین نہایت بیباک بلا سخن بعض لوگ قبل پہونچنے بندہ کے بلوا کرکے تنخواہ اپنی لیگئے تہے اونمین سے چند نفر جب کہ بندہ وارد لکہنؤ تہا اُسکے ہاتہہ لگے اول چند روز قید ہوئے بعدہ دم توپ کر دیا بندہ نے سبب سیاست جو لکہا گیا اوسی جگہہ کے لوگون سے سنا بعد چند روز کے گوشائین بہی جو کہ عمدہ سردار سرکار مذکور کا تہا قابو پاکر معہ اسباب و سامان کے چلا گیا اور نجف خان کے لشکر مین ہو رہا اسیطرح اکثر اقرباے برہان الملک اور صفدر جنگ کے نجف خان بہادر کی پناہ مین چلے گئے۔

انتقال کرنا ایرج خان کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خان اور حیدر بیگخان کا

دو تین مہینے گذرے تہے ایرج خان کارگزار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار و کبار تہا تہوڑا سا انتظام کیا تہا اور جان برشتو سے سوال جواب کر رہا تہا کہ آپ علاقہ ملکی و مالی مین کچہہ کام نہ رکہین جو روپیہ اپنا بابت قرض کے ذمہ آصف الدولہ عائد کرتے ہو اوسکی قسط مقرر کر دو جسمے نقد لیا کرو اور روپیہ عہد شجاع الدولہ مغفور کے ملک سے پاتے اونہا کر موافق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجے اگر نامنظور ہو اور سوال جواب کرنا ہو بندہ معہ آپ کے کونسل مین گفتگو کریگا مسٹر جان برشتو اسکے طلب کرنے سے نہایت شرمندہ تہا تدبیر مین تہا کہ کیا کرے اسی عرصہ مین بعارضہ مادہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر کے جو بیشتر سے رکہتا تہا منجر باستسقا ہوا اور ایکتہ تہوڑے چند روز تک بیمار رہکر رحلت کر گیا اب آصف الدولہ اور جان برشتو کے دلمین تقرر نائب کی فکر ہوئی چونکہ حسن رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانہ کی داروغگی اور کسیقدر تقرب رکہتا تہا اور اس عہد مین بہی زیادہ تر مصاحب تقرب خلوت اور جلوت اور حاضر باش تہا نیابت کی تجویز اسکے

نام پر ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تہا مستعفی ہوا
اور لوگ بھی حیران تہے کہ عہدہ نیابت سے جو بات منظور ہے اوسکا متصدی یہ نہین ہو سکتا پس
اس بیچارہ کو کیون تکلیف دیجاوے خدا معلوم کس سبب سے راے مسٹر برسٹو کی یہ راے ہوئی
نیابت کل کی خواہ نخواہ اسی کے نام ہو اور اسکا نائب دوسرا شخص کاردان ہوشیار کیا جاوے
اسمعیل بیگ خان نامی مغل ولایت جو کہ عیار اور دنیا دار اور جسوقت کہ بادشاہ اور فوج انگلشیہ الہ آباد
مین بھی سرکار انگلشیہ کی طرف سے داروغہ ڈاک اور اخبار تہا چونکہ حیدر بیگخان کابلی سے سازش اور
طمع نفع رکہتا تہا اور وہ بھی اوسکے واسطے سیر باغ بویا کرتا تہا ایرج خان کی بیماری کے وقت سے
مسٹر مذکور سے اوسکے نیابت کے لیے ذکر کیا کرتا تہا مخفی نرہے کہ یہ حیدر بیگ اور مرزا انور بیگ دونو بہائی
کابلی زاد عامل پیشہ شجاع الدولہ کے عہد مین اکثر پرگنات صوبہ اودہ کے مستاجر تہے لیکن نہایت سخت
گیر حتی کہ دوستون سے بھی غرض آشنا تہے شجاع الدولہ کے عہد مین بنا بر وصول بقایاے زر کے نہایت سختی مین
قید رہے کہ اوسی دار و گیر مین بڑا بہائی مر گیا حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی تا آنکہ تقدیر سے
دو کرور ملک کی نیابت پر بموجب کہنے والون راست گو یونکہ جو کہ قسمت مین ہو گا قریب دور خواہ تو لانہ لے گا ضرور
سرفراز ہوا القصہ ہر چند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت و نیز عنایت مسٹر جان برشٹو سے آصف الدولہ کی نیابت اوسکے
نام مقرر ہوئی اور حیدر بیگخان مذکور اسکی نیابت پر سرفراز ہوا دونو خلعت فاخرہ جواہر ہاتی گہوڑا عنایت ہوا حیدر بیگخان کار مرجوعہ
مین مصروف ہوا اور حسن رضا خان نے جو لاکہہ روپیہ درماہہ کی جاگیر پائی کمال عیش و عشرت و خلوت مین
مصروف ہوا اور اس شعر حافظ کے ظاہری معنی پر صحبت ساقیا قدحی پر شراب کن * دور فلک
درنگ ندارد شتاب کن — عمل فرمایا صحبت شراب و کباب مین شاغل اور آمد و رفت دربار سے
غافل ہوا جو آیا فوج و ملازمین کی تخفیف کرتا تہا عمل مین عجب طور کا انقلاب ہوا بعض خراب بعض
با اشتاب ہوئے جب مسٹر برشٹو کی تدبیر درست ہوئی کلکتہ مین جرنل کلاورن کو محاسبان
اجل نے گہیرا دم مارنے کی مہلت ندی گورنر ہسٹنگ بہادر کی طرف قوی ہوئی مسٹر جان برشٹو
معزول ہوا اور اوسکی جگہ مسٹر مدلٹن مقرر ہوا اس خبر کے سنتے مسٹر جان برشٹو کلکتہ کو روانہ
ہوئے جرنیل گاڈرڈ باعتماد دوستی مسٹر مدلٹن کے بہت خوش بندہ کو بھی امیدوار رکہا
جسوقت فرخ آباد مین تہا کہ مسٹر مدلٹن لکہنؤ مین داخل ہوا اور بندہ کی جست جو ہوئی اور
ایک کرانی سے جو مسٹر برشٹو کے دوسرے درجہ پر تہا کہا کہ فلان کہان ہے گورنر بہادر نے اوسکی
سفارش مجہسے کی ہے اور ہر ایک خط اوسکو میری معرفت بہیجا ہے جب بندہ کو زبانی کرانی

مذکور کے معلوم ہوا قبل ورود جرنل مذکور کے اوس سے ملاقی ہوا اور سنے خط گورنر سے مجھے دیکر خلوت مین پڑھنے کا حکم دیا سے پڑھکر مضمون ظاہر کیا بہت التفات فرمایا اور کہا ہمیشہ جو منظور ہو خلوت مین کہا کرنا چند روز اسی رنگ سے گذرا کہ اوس انگلشی کرانی نے ہمین دخیل دیکہکر بدین نظر کہ جب یہ دخیل ہوا مین معطل ہونگا حیدر بیگخان سے سازش کر کے مسٹر مڈلٹن کو سمجھایا کہ اسکا دخیل ہونا مناسب صلاح نہین مسٹر مڈلٹن بھی ملول ہوا وہ سارا التفات جاتا رہا بے التفاتی سے پیش آنے لگا بندہ نے سمجھا کہ اب یہان کے رہنے مین فائدہ نہین کب تک جرنل گاڈرڈ کا بار سہا جاے نہایت سماجت سے جرنیل موصوف سے اجازت لیکر عظیم آباد آیا چند مہینے کے بعد جرنیل گاڈرڈ کی بھی محبت مسٹر مڈلٹن سے ناچاق ہوئی وہ بھی مستعفی ہوکر کلکتہ کو روانہ ہوا بندہ کو خاص بجرہ کی سواری مین ہمراہ لیگیا وہان ہرچند روز برآمد کار کی امیدوار رہے تا آنکہ جرنیل موصوف مہم دکن پر جیسا کہ دفتر دوم مین لکھا ہے مامور ہوا اور بندہ بھی واپس ہوکر عظیم آباد آیا۔ احوال ملک شجاع الدولہ کا آجتک ویسا ہی ہے حسن رضا خان بدستور نہایت آرام مین اور حیدر بیگخان انفصال معاملہ مرام مین مشغول ہے مسٹر مڈلٹن حسب سعی مسٹر بارول کی جو کہ اصحاب خمسہ کمیٹی تہا ایک برس ہوئے کہ ولایت سے جاکر چند مہینے معزز رہا بعد جانے مسٹر بارول کی ولایت مین از سر نو مسٹر مڈلٹن اور مسٹر جانسن باتفاق مدار المہام روانہ لکھنؤ ہوئے سررشتہ کل معاملات کا اصحاب انگلشی کے ہاتھ مین ہے ۔ +

باقی احوال نجف خان بہادر اور بادشاہ کا آجتک کہ ۱۱۹۵ ہجری ہے مین

نجف خان بعد تسلط اکبرآباد اور تسخیر قلعہ ڈیک کے روز بروز صاحب اقتدار ہوتا گیا فوج کی کثرت مبالغہ بیگمان ہوگی نجف قلی خان اور افراسیاب خان نے اپنے چیلون کو صاحب رسالہ کیا جسمین دس بارہ ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ ہونگے فی الحقیقت یہ لوگ لیاقت سروری رکہتے ہین خصوص نجف قلیخان جسکی شجاعت ہمعصرون مین مشہور ہے اکثر معرکون مین اچھی سپہ گری دکھلائی نجف خان بہادر سے ہمسری کی اور محمد بیگ خان ہمدانی نجف خان بہادر کا ثانی کل امور نجابت اور شرافت نسب مین اکثر رفقاے مخصوص ان چیلون سے افضل ہے اور سردار بھی ملازمان قدیم ہند کے مانند ہیروگوشائین معہ فوج چہ سات ہزار سوار کے اور مرتضی خان ولد مصطفی خان بہادر بڑگوجہ پانچ ہزار سوار سے اور اکثر صفدر جنگ کے اقربا مانند اولاد مرزا یوسف کوکہ ان سبہونکو

حسب لیاقت سرداری فوج عطا ہوئی ہر ایک کو ملک بقدر حاجت دیا اور بقدر ضرورت ملک مسخرۂ خاص سے کسیقدر اپنی ہاتھہ مین رکھا اکثر ملک توابع مہاراجہ جی سنگہ دہراج سوائی کا مسخر کیا بارہا راجپوتانیہ یکجا ہوہ سی محاربہ کرکے غالب آیا اور دشمنون دولت اپنے کو کہ طرفون اکبرآباد و شاہجہان آباد کی قیام پذیر تہی اکثر مغلوب و مقہور کیا عبدالاحد خان کشمیری وغیرہ ارکان دولت ہمیشہ نامرد اور بادشاہ انکا تابع رہا ہی نجف خان کے اقتدار پر حسد آیا ضابطہ خان کو جو صاحب الوس جماعہ افاغنہ در روہیلہ کا ہی بعد قتل حافظ رحمت کی جب افاغنہ مستاصل ہوکر اُسکے پاس رجوع ہوئے تھے یہ احمق محسن فراموش باقتضاء طبع افغانی اور عبدالاحد خان کو اشارات نہانی سے باوجود احسان عظیمہ نجف خان بہادر کے باغی ہوگیا نجف خان بہادر نے اُسکے گوشمال پر توجہ فرمائی آخرکار بعد مقابلہ و مقاتلہ نجف خان کے فتح ہوئی ضابطہ خان باقی ماندون کی ہمراہ جو ہنوز تیس ۳۰ ہزار جرار تھے جانب غوث گڈہ کے بہاگا اور قلعہ مذکورہ مین پناہ ستان ہوا اور وہان پر اطراف و جوانب کے سکھون سے ایسے رجوع عہد و پیمان کیے کہ یہ شہرت ہوئی کہ اوسنے دین اسلام چھوڑا سکھ کا مذہب اختیار کیا نجف خان بہادر نے بعد چندے جاکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور افاغنہ کے قلعہ کی نیچے مورچال باندہے اور ایک مہینے چندروز کی بعد میدان مین نکل کر لڑائی کرتے رہے اور شکست پاتے رہے لاعلاج ضابطہ خان نے امان خواہی کی اور ذوالفقار الدولہ نجف خان کی سرداران لشکر کی حمایت سے حاضر ملاقات ہوا اور جواب سوال مصالحہ کے خاطرخواہ نہ دیکھکر رخصت خواہ ہوا نجف خان بہادر نے بلا عذر اجازت دی وہ اپنے مقام پر جاکر معقولون اور سکھون سے مشورہ طلب ہوا آخرکار مرنے مارنے کی راے قرار پائی ایک روز بہیئت مجموعی جان سے ہاتھہ اوٹھا کر نکل پڑے واقعی دل کھولکر لڑائی ہوئی ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا تیغ و خنجر کے چمک پر کودتا تھا نجف خان بہادر بھی سرگرم دلیری ہوا ہر ایک کو اپنی دستبردی دکھلاتا کارتا تا آسمان تہاتا تہا وہ زد و خورد کا گرم بازار تہا کہتے ہین کہ اس نواح مین بعد جنگ ابدالی کے جو میدان پانی پت مین مرہٹہ سے واقع ہوئے ایسی لڑائی نہین ہوئی لاکھون دہڑ بی سر نظر آتی تھے جان کی لوٹ موت کو دشوار تہی جدہر نظر کیجیے ملک الموت گرداورتا تہا اول صبح سے عصر تک یہی حال رہا جب صبح اقبال افاغنہ و سکھہ قریب شام ہوا سکھہ لوگ اپنے ملجاے و مقر کو سدہارے اور ضابطہ خان اوسی قلعہ مین شب بسر ہوا صبح کو بکمال عجز و نیاز ملتجی امان ہوا نجف خان نے براہ جوانمردی عفو تقصیر فرمائی حاضری کا حکم دیا ضابطہ خان حسب ضابطہ بجرمان عذر خواہ کے مورد عواطف ہوا اور مدت تک حاضری مین مشرف ہوا بعد ازان اپنی بہن کی کتخدائی

امیر الامرا سے کردی اور ایک لڑکی نجف قلیخان کے نامزد کی جو کہ بمرتبہ فرزند اوسکا متبنی تہا اور اس وسیلہ سے سہارنپور پور بوریا کی فوجداری ہاتھ لگی

نکلنا عبد الاحد خان کا جانب لاہور اور تقویت تقرب ذو الفقار الدولہ بہادر

عبد الاحد خان جو کہ حضور مین دایر سایر اور جمیع کارہاے شاہی پر حاضر و ناظر تہا اور اُسکی خاطرداری شاہ عالم بادشاہ کو نہایت ملحوظ تہی اور ہمیشہ امیر الامرا کی برہمی کار مین کاوش کرتا تہا جب امیر الامرا نجف خان بہادر نے ضابطہ خان پر فتح پائی اوسنے دیکہا کہ اب کوئی خان مذکور سے عہدہ برا نہین ہو سکتا پس چارہ کار یہ دیکہا کہ خود مع شاہزادہ کے سرہند کے طرف جاوے اور فوج ملازم کرکے اوسطرف کو سکہون کو مقہور کرے بعد ازان اونکو مشتمل کرکے ذو الفقار الدولہ کے طرف متوجہ ہو پس یہ ارادہ بادشاہ سے ظاہر کیا شاہزادہ جوان بخت یا اکبر شاہ کو ہمراہ لیکر خیمہ باہر نکالا اور صلاے عام دی متلاشی لوگ تہوڑے عرصہ مین بہت حاضر ہو گئے اندک توجہ سے لشکر عظیم منتظم ہو گیا چونکہ اسکا تقرب بادشاہ سے اطراف دہلی مین مشہور تہا بعض مقامات کی سردار اور ناموران فرقہ سپاہ بہی حاضر تہی ہر روز کثرت ہوتی جاتی تہی حسب طلب بادشاہ کے ذو الفقار الدولہ کی بہی فوج رفاقت شاہزادہ مین آئی اور موجب ایزادگی ہوئی جب عبد الاحد خان نے پر و بال درست کیے شہر کو نہضت کی اور ذو الفقار الدولہ کی تقلید مین چند کوس سرہند سے گذرکے سوال جواب معاملہ ہوبطی کسی سردار سکہہ سے سوال جواب معاملہ اور اظہار رعب و دبدبہ کرنے لگا حضرت کی قدر و منزلت اوسپر افشا ہوئی وہ مقابلہ کو طیار ہوا ہنوز شمشیر آبدار کی خون افشانی نہوئی تہی فقط چمک کو دیکہتی ہی عبد الاحد خان نامرد کی آنکہ جیسکی برق تیغ کی چمک دور سے جہلکی تہی کہ اسکے آنکہون مین چکا چوندہ لگا آنچ تک نہ سہی گئی مع شاہزادہ کے ایسا بہاگا کہ پیچہا ندیکہا فوج نجف خان بہادر کی بسبب تقویت سردار کے محفوظ و سالم لوٹی اور مردمان بلجبرت کہ عقب مین تہے وہ بہی سلامت برآمد ہوئے اور لوگ ناحق آوارہ دشت ادبار ہوئے لباس و سلاح سے عاری ہونگ و نام مٹا جسکا جان ٹہکانا تہا جا پہونچا کسیقدر مقتول و مجروح ہوئے مرزا نجف خان مدتون سی عبد الاحد خان سے ایذا اوٹہائی ہوئے تہا اسوقت مین اپنے فلاح اور رعایا کی رفاہ اسکے گوشہ گزینی مین دیکہی پس بادشاہ سے اوسکی معزولی اور محبوسی کی اجازت چاہی بادشاہ تو عجب مجنون شخص تہا طوعاً کرہاً راضی ہوا ذو الفقار الدولہ نے معتمدین بہیجکر عبد الاحد خان کو قید اور اوسکے گہر کی ضبطی کی منجملہ اوسکے اموال کا کتبخانہ

اور دواخانہ جو فی الحقیقت نفیس تھا اپنے قبضہ مین کیا باقی کل مال و متاع و اصل خزانہ شاہی فرمایا اور اپنے سرداران کو اطراف مین بھیکر فی الجملہ سکھہ وغیرہ مفسدون کو رام کیا اور اپنا غلبہ اوس جماعہ سے بے شمار پر ظاہر فرمایا آجتک با قبال و جاہ شاہجہان آباد مین کام روا فرمان فرما ہے اصحاب انگلشی کے دلین سیقدر کٹکتا ہی بعد مقید کرنے عبد الاحد خان کی جرنل کوٹ انگلشی نے مسمی مسٹر مسک کو بطور سفارت امیر الامرا نجف خان بہادر کے پاس مشتمل پیغامہاے وعید و تہدید کے بہیجا تہا اوسنے بھی بطور مناسب جوابہاے معقول دیے اور دکن کی لڑائیان خود انگلشیون کو واقع ہوئین وہی مانع سکاوحت نجف خان بہادر ہوا ورنہ کیا عجب کہ ابتک کچہ اور حرکت ہوتی دیکھئے آئندہ کیا شعبدہ ہوتا ہے زمانہ کیا رنگ بدلتا ہی۔

نہضت کرنا گورنر جرنل بہادر کا کلکتہ سی مغرب کو

سیقدر حال دکن کا جو معلوم ہوا تہا درج دفتر دوم ہوگیا ہے اندنون مین کہ آخر ماہ شعبان بلکہ شب غرۂ ماہ رمضان ۱۱۹۵ ہجری مین ایسا سنا گیا کہ جرنل گاڈرڈ بہادر بعد فتح قلعہ لبسی کے جو کہ عمدہ قلعجات مرہٹہ مین ہی فوج آراستہ کرکے بقصد تسخیر پونا دار الملک مرہٹہ کے متحرک ہوا سرداران مرہٹہ چار ناچار چند منزل پونا سے نکل کر جرنل کا استقبال کرکے ہنگامہ آراے کارزار ہوئے اور بعد متواتر لڑائیون کے ایکروز طرفین سے جی کہولکر بخت آزمائی ہوئی اور بعد کشتہ ہونے فوج بیشمار کے لشکر جرنل گاڈرڈ سے شکست پائی جرنل مذکور نے براہ ہوشیاری معہ بقیۃ السیف دو ہزار جرار کے لب دریاے شور بدون اسباب و توپخانہ کے پہونچکر جہاز پر سوار ہوا اور بمبئی مین جو کہ جزیرہ مشہور اور وہان انگلشیون نے قلعہ متین بنا رکہا ہی جاکر منتظر وقت جا بیٹھا اور بعض کہتو ہین کہ بندر سورت چلا گیا واللہ اعلم اور نیز سنا گیا کہ افواج انگلشی کرنل کمک کی سرداری مین تھی اور یہ شخص بھی شجاع او صاحب تدبیر اور ہشیار ہی صوبہ مالوہ گیا تہا اور قلعہ گوالیار قبل اوسکے پہونچنے کے مفتوح ہوا محافظ انگلشی وہان پر تھے اور دوسرے قلعجات جو کہ کرنل کمک نے تسخیر کیے تھے فوج عظیم مرہٹہ نے دکن سی اوس صوبہ مین آکر رسد وغیرہ کی راہ لشکر انگلشی کی مسدود کردی اور متواتر لڑائی بعد قتل و مجروح کرنے سرداران گڈہی اور محافظان قلعہ وغیرہ کے سبب سے ایسا عاجز کیا تہا کہ کرنل کمک کی بھی پایداری دشوار ہوئی ناچار قلعہ گوالیار مسمی رانا زمیدار گوہد کو تفویض کیا اور قلعوت دوسری سو بھی بالضرورت دست بردار ہوا اور قلعہ مقبوضہ بھی چھوڑکر آمادہ چلنے کے آئے اور بنام فوج کے جہادی اثناء مین مقرر

ہوئی اور حیدر نایک کو لکہتے ہین کہ آجتک حیدر نایک علو تبار کاٹ مین بکمال اقتدار موجود اور جنرل کوٹ
جو کل افواج انگلشی کا سالار اور منجملہ اصحاب خمسہ کمیٹی ہی اور نایک مذکور سکے مدافعہ کو حسب الامر گورنر
گورنر جنرل تہا بدستور قلعہ مندراج مین مقیم حسب صلاح وقت میدانمین نکلکر آویزش کرتا ہی —
گورنر جنرل بہادر کا یہ حال ہی کہ اوسنے اپنی افواج مرسلہ کا یہ حال دیکہکر ملک بنگالہ و عظیم آباد و اودہ و
والہ اباد وغیرہ کا بندوبست جو اوسکے قبضہ مین ہی واجب سمجہکر اسمین صلاح دیکہی کہ میرزا نجف خان بہادر
اور پادشاہ کو یا جو شخص لیاقت رکہتا ہو ایلچی بہیجکر اپنا دوست رفیق بناوے اور مالداران نالایق سے
جو کہ فضول مصارف مین بے فائدہ زر خطیر رایگان کرتے ہین کچہ روپیہ واسطے مصارف اس حرب و ضرب
کی تدابیر مناسب سی حاصل کرے تاکہ ایسا نہو کہ افواج دکن اپنا غلبہ اپنے وطن مین دیکہکر ادہر بہی معد
عناد انگیزی ہوا ور میرزا نجف خان جو کہ سوال جواب سابقہ سی اندیشناک ہی ایسا نہو دکنیون سی ملجاسے
یا کوئی اور مدعا ہو کیونکہ اس فرقہ کو دل کی بات خصوص گورنر جنرل بہادر کی کیا امکان کہ ادنی سی بہی ظاہر ہو جاے
بہر صورت ۱۱۹۵ ہجری مین کلکتہ سی کوچ کرکے مع اکثر اصحاب دانشمند مانند مسٹر اندرس وغیرہ ہمقوم
کے اور زمرہ ہندیان سے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکے اوصاف حمیدہ اسکی دفتر دوم مین رونق پذیر ہین
ہمراہ لیکر بڑی شان و شوکت سی کہ تین چار سو کشتی ہمراہ تہی اول ماہ شعبان کو عظیم آباد ہوتے ہوے عازم بنارس ہوا
تیسویں ماہ مذکور کو بنارس آیا خبر تہی کہ زیادہ مقیم نرہکر عازم لکہنو ہو گا وہان یہ مرکوز خاطر ظاہر ہو گا قبل ازان
کہ گورنر بہادر کلکتہ سے عزیمت کرے ولایت سی حکم آیا کہ جماعۂ ولندیسیہ کی برہمی کرکے اونکی قلعجات
و مکانات ضبط کیجاوین اور حسب الامر اوسط یا آخر ماہ رجب سنہ مذکور کو بند رہو گلی مین جہان
آبادی ولندیسیہ کے تہی اور اوسکا نام چچرہ اور سردار اس جماعہ کا ملک بنگالہ مین چند ضرب توپ
سے جو کہ چالیس ضرب سی کم نہونگے مع اپنی قلیل جمعیت کے رہتا تہا بے لڑائی کے مسخر ہو گیا
اور مع مال و اسباب کی فرقہ انگلشی کے ضبطی مین آیا اور مقامات مین بہی ہر دو صوبہ بنگالہ و عظیم آباد
مین بہی دو تین شخص جسجگہ جسقدر لایق جانتے ہین اپنی مع کمپنی کے کام کو مامور ہوتی ہین وسط شہر عظیم آباد
مین بہی ایک مکان وسیع نہایت مصفا تہوڑی سی متانت مین مع چند ضرب توپ کو رکہتے ہین جب حکم گورنر
کا مسٹر مکسول صاحب کلان عظیم آباد اور میجر ہاڈی صاحب فوج متعینہ شہر مذکور کے نام بابت ضبطی
مکانات ولندیسیہ کے صادر ہوا چند روز قبل ورود گورنر کے یہان بہی بدون جنگ و جدل کی صفائی
ہو گئی تہی ان مقامات کے تسخیر کی آسانی کا یہ سبب ہوا کہ انگلشی اول سے اس روز کا خیال
رکہتے ہین چونکہ غلبہ و اقتدار اس دیار مین ہو ناتہی فرقہ دیگر کو اپنے برابر نہین رکہتے تاکہ

اگر ضرورت ہو تو وہ ہمسری کرسکے —

ذکر سبب منازعت مابین انگلشی و امریکیہ کے اور کسیقدر حال نئی دنیا کا جسے امریکہ

قبل ازین پانچ چھ برس ہوئے بادشاہ انگلشیہ کو حسب صلاح کمپنی کے جسکے بدون کوئی کام اوس ملک کا نہین ہوتا مردم امریکہ سے جسے نئی دنیا کہتے ہین منازعت درپیش ہوئی کمپنی کی ماہیت یہ ہے کہ چند اشخاص مالدار وہان کی رعایا سے مراد ہے فرقہ مذکور سے تیس چالیس آدمی یا کم و زیادہ باہم متفق ہوکر کسی طرف ارادہ تجارت کرتے ہین پس یہی کمپنی ہین — اور اس قسم کے لوگ دو تین سو ہونگے کہ علاقہ تجارت کا ہر طرف رکھتے ہین اور ہر ایک بمنزلہ رئیس قوم کے ہے وہانکا بادشاہ جو ارادہ کرے اول اپنا مکنون خاطر امرا سے مشورہ کرتا ہے اگر امرا کے پسند ہوا امرا کونسل مین پیش کرتے ہین اور کونسل ملک اوسی فرقہ مذکور کے لوگون سے مراد ہے کہ ولایت انگلینڈ کے ہر شہر و قصبہ کے رہنے والون سے ایک دو نفر ہوشیار متدین اپنے وکالت مین مقرر کرتے ہین اور اونکے اخراجات ضروریہ کے ذمہ دار ہوتے ہین اور اونہین دار الخلافہ انگلینڈ شہر لندن مین حاضر رکھتے ہین [illegible] بادشاہ [illegible] اوس بارہ مین مناسب حال رعایا مشورہ دین گویا کل رعایا کی طرف سے مختار ہین اگر اونکو نامنظور ہو تو نامنظور نہ کرے گا اگر اونہون نے اوس امر مین رعایا کا بہبود دیکھا اور منظور کیا قبول کرنا اوسکا جمہور خلق پر فرض ہوا بادشاہ کو انکار کی حالت مین مجال نہین کہ اونکے خلاف مرضی حکم دے امریکہ کے لوگ قوم انگلشی اور انہین کے اولاد مین ہین اس گروہ کے علماے ہیئت نے اس علم مین بڑی تحقیق کی اور حکماے سلف کی تحقیقات مین بڑی تفاوت نکالا ہین منجملہ اوسکے کہتے ہین احاطہ کرہ ہا سے ارض کو [illegible] بطور سابق نہین بلکہ مانند کمربند کے کرہ ارض کو محیط ہے اور زمین جیسا کہ [illegible] محال مقام ہونا اور [illegible] ہفت اقلیم [illegible] اسیطرح دوسری طرف [illegible] آباد ہوکر موقع سکونت ہے دلیل یہ ہے کہ لوگون کے [illegible] یا اگر دو طرف زمین نہو یا جدا جدا ہو [illegible] ہر جانب آسمان ظاہر ہے کہ بے اندک میلے کی ہر دو طرف زمین مقابل [illegible] مین واقع ہے وسعت اوسکی ہر چند [illegible] نہین مگر تخمیناً ہر دو طرف پانچ حصہ [illegible] تین حصہ اسطرف جو ہفت اقلیم سے مشہور ہے اور دو حصہ اودھر [illegible] زیادہ ہوگا [illegible] لیکن سارا [illegible] آباد نہین گیا اکثر قسم کے دواسات اور [illegible] وہان سے لاتے ہین جنکی صندوقین بنی ہین کہتے ہین کہ چار سو برس ہوئے ہونگے کہ جہاز تباہ ہوکر وہان ہو گیا ایک ملاح جہاز تپکس کا جو پرتگال کے نام سے مشہور ہے بیخبر تباہی مین

وارد ہوا اور یہان پر سکونت اختیار کی اور مدت تک رہکر صاحب احمد
کے عہد مین ہند کے بلاد سے نکالے گئے اور اولاد اونکی ہو گئی اور مندراج ہیں
اور سبز اور بعض سفید پوست ہوئی اور بیشہ ورزی کرنے لگی اندنون مین اکثر سرکار انگلستی مین
محرری مقرر ہوئے اولاد انگلستی اونکی کچھ عزت نہین کرتے عوام ہندی کے طرح جانتے ہین لیکن آپنے
ولایت مین آجتک بادشاہ اور صاحب اقتدار ہین جب جہاز وہانکی تباہی سے سلامت لوٹا
بعض ہوشیاران جہاز کو کسیقدر راس سرزمین سے اشیا سے راہ بہم پہونچی اونین سے ایک آدمی اپنے
بادشاہ کے کسی بی بی کے اعانت سے دو تین جہاز تیار کرکے اور نیز دیگر ہوشمندون کو ہمراہ لیکر یہان
پہونچا اور سکونت اختیار کی اور چند لوگ یہان کے رہنے والے بہم پہونچا کر او نسے مختلط ہوا اور کسیقدر
اونکے زبان سے آشنا ہوا اور اونہین خوشنود کرکے اونکے ساتھ اوس کنارہ مین چند مثال کی سیر فرمائی
اور بعد وارتفاع اور قرب درجات وغیرہ کا حال دریافت کرکے کسیقدر نقشہ وہانکی عبور کا قید ضبط
مین لایا اور معاودت ہوا دوسرے سال معہ چند جہاز سامان حرب کی آکر اقامت گزین ہوئے آہستہ
آہستہ اور بہی حالات معلوم کرکے اطراف مین اقامت کی بعد چندے وہانکی لوگون کو مانند چارپایہ
کے جوان بھکر انگلستی کو وہان کے رہنے کا اشتیاق ہوا اور طرح طرح عمارت وہان ڈالکر معمور عظیم بنا
اور اپنی بود باش و تعلیم و تربیت وہین پر مقرر کی اور معابد اور مکتب وغیرہ ہر قسم کی عمارت و مکان
ولایت کے طور پر بنا لیے ارادہ معاودت انگلینڈ جو وطن قدیم تہا فسخ کیا مگر اطاعت شاہی مین برقرار چنانچہ
بجاے فدویت رہے اور بضابطہ ولایت انگلینڈ کی جو خراج کہ معین تہا پہونچایا کرتے تا آنکہ کثرت اولاد
ہوئی لاکہون سے زیادہ ہوگئی چھ سات برس کے قریب ہوا کہ بادشاہ انگلینڈ نے اصلاح ارباب حل و عقد
مملکت کی وجہ مقررہ پر کچہ اضافہ کیا اور وہ موجب گرانی ہوئی بادشاہ سے منحرف ہوگئے اور بادشاہ سے
سردارون کی نام جو یہان پر تحصیل زر معینہ کیا کرتے تہے حکم تنبیہ صادر کیا سرداران مذکور نے سخت طلبی
لاچار فرقہ مذکور نے باہم شورہ کرکے حکام بادشاہی کی سرزمین سے دور کردی اور باغی ہوگئی بادشاہ
فوج لائق معہ اسباب شایستہ کی اونکی تادیب پر روانہ کی چونکہ ضوابط اور قواعد وغیرہ ہر امر مین انگلستان
سے برابر ہین اور توپ وغیرہ جو سامان چاہیے موجود تہا مقابلہ کو آمادہ ہوئے فوج بادشاہی مغلوب
مستاصل ہوئی بادشاہ نے دوبارہ فوج بیشمار معہ سامان ہزار در ہزار کے روانہ فرمائی فرقہ مذکور
حسب مقدور آراستہ ہوئے اور کچہ مدد بھی فرانسیس سے طلب کی فرانسیسیہ تو صدہا برس سے انگلستی
عدو ہین اس موافقت کو طیار ہوئے چونکہ ایام صلح باقی تہی بظاہر اعانت نہ کرسکے در پردہ مستعد

ممکن تہا معاون ہوتے انگلشیہ نے ہمین دغابازی سے باہر ہوکر دو تین برس جو کہ فرانسیسیہ سے بھی لڑے لیکن مردم مذکور سکنائے امریکہ نے ایسی کوشش کی کہ فوج پادشاہی مغلوب ہوئی اور اس لڑائی مین کہ تخمینًا چالیس ہزار جرار اور قریب بیس کرور روپیہ کے ضائع ہوئے بڑی شکستی پادشاہ انگلینڈ کی عائد ہوئی اور معرکہ رزم اپنی قوم سے جو نئی دنیا کے لوگ ستہ فرانسیسون سے گرم ہوا اسپانیول نے کہ وہ بھی اسی فرقہ سی ہین اور اپنا پادشاہ علحدہ رکھتے ہین اکثر سلطان روم وغیرہ سلاطین قرب وجوار سے لڑا کرتے ہین فرانسیس کی اعانت مین انگلشیہ سی منازعت کرنے کو طیار ہوئے ولندیسیہ بہی جو انگلشیہ کا تسلط ہند مین نہین چاہتے لیکن اپنی سلامت روی سے جو انکا شیوا ہے کمتر متوجہ منازعت ہوتے ہین اظہار عناد پسند نکیا باطن مین تینون فرقہ سے بنا بروجہ مذکور اور نیز اپنے نفع تجارت کے جو غرض کے وقت اسباب حرب کو دونی قیمت پر بیچتے ہین اسباب دینے اور گولہ باروت توپ بندوق کی بہونچانے مین اہتمام کیا تہا انگلشیہ ایک انکی بہی اس تدبیر مخفی پر آگاہ ہوئے اور ان سے بہی کاوش شروع کی اب آیندہ دیکھئے آئین خدا کی کیا مرضی ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ۔ اللہ ہی کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جیسا ارادہ کرتا ہے۔

خاتمۃ الطبع

حمد بیحد اور سپاس بیحد پروردگار رب وقت ثنای کردگار ہی کہ تینون دفترون تاریخ **سیر المتاخرین** فارسی حالات سلاطین کا ترجمہ زبان اردو مین بکمال حسن تصحیح وغایت تحقیق وتنقیح حسب الارشاد عالیجناب معلی القاب نہر پر درجہ ہنر شناس حاتم دل برگزیدہ انفاس منشی **نولکشور** صاحب مالک مطبع اودہ اخبار نہایت خوش اسلوبی سے چہپکر مرتب ہوا اگرچہ سیر المتاخرین کی عبارت فرط سلامت سے دل عزیز وپسندیدہ خواطر ہر سراپا تمیز تہی مگر چونکہ اس زمانہ مین اکابر واصاغر کو زبان اردو مطلوب اور اسی زبان بلاغت ترجمان کی جامعیت بدل وجان مرغوب ہے اسواسطے مالک مطبع عالی قدر کی ایما سے اوسکا ترجمہ اس زبان فصاحت توامان مین منشی **گوکل پرشاد** لکھنوی نے ترتیب دیا اورکار پردازان مطبع عالی فطرت نے اوسکو نظر ثانی سے مزین فرمایا اور ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۴ع مین زیور طبع سے آراستہ ہوا فقط

تمت